تیسیر الباری

صحیح بخاری شریف

ترجمہ و شرح

حضرت علامہ وحید الزماں



تاج کمپنی لمیٹڈ

لاہور کراچی راولپنڈی پشاور



تیسیر الباری

ترجمہ و شرح

صحیح بخاری

از حضرت علامہ وحید الزماںؒ

اردو زبان میں صحیح بخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے۔ ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز بامحاورہ ترجمہ میں مطالبِ کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ، ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری، کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے اور مذاہبِ مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ صحیح بخاری کا یہ ترجمہ اپنی نظیر آپ ہے۔

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ

کراچی ـــــ لاہور ـــــ راولپنڈی

VOL 1





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِخَالِصِ الْاِیْمَانِ وَاَرْشَدَنَا اِلٰی اِتِّبَاعِ السُّنَّۃِ وَالْفُرْقَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الَّذِیْ دِیْنُہٗ خَیْرُ اَدْیَانٍ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بُرُوْكِ الْاِیْمَانِ وَھُدَاۃِ الْعُمْیَانِ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَھُمْ اَوْ تَبِعَ مَنْ تَبِعَھُمْ بِالْاِحْسَانِ سِیَّمَا عَلَی الْاِمَامِ الَّذِیْ فَاقَ الْاَئِمَّۃَ وَالْاَقْرَانَ وَذَاقَ مِنَ الدِّیْنِ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ حَافِظِ السُّنَنِ وَالْاٰثَارِ وَرَاوِیِ الْقُرْاٰنِ وَمُمَیِّزِ الضِّعَافِ مِنَ الصِّحَاحِ وَالْحِسَانِ مَنْ قَالَ فِیْ حَقِّہٖ سَیِّدُ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ وَیَالَہٗ مِنْ شَانٍ فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اَتْبَاعِہٖ مَعَ صُنُوْفِ التَّحِیَّۃِ وَاُلُوْفِ الْغُفْرَانِ ۔ امابعد فقیر وحید الزماں کی طرف سے عاشقان حدیث نبوی ؐ اور مشتاقان ملت مصطفوی کو بشارت ہو کہ منجملہ صحاح ستہ کے پانچ کتابوں کے ترجمے یعنی سنن ترمذی اور موطا مالک اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور صحیح مسلم کے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں ۔ اب صحاح ستہ میں سے صرف صحیح بخاری باقی تھی جو ان سب کتابوں میں افضل اور اعلیٰ ہے اور جو بعد قرآن شریف کے دنیا کی تمام کتابوں سے صحیح اور قابل اعتماد ہے اور جس کی سب حدیثیں صحیح ہیں ۔ اس کتاب عظیم النصاب کے ترجمہ میں برخلاف دیگر تراجم کے یہ کام کیا گیا کہ حدیث مع اسناد لکھی گئی اسی طرح ترجمہ مطلب خیز بالمقابل حدیث اور اسناد دونوں کا لکھا گیا تاکہ جو لوگ عربی دان صحیح بخاری دیکھنا چاہیں وہ بھی اس ترجمہ سے حظ وافر اور غنائے تام حاصل کریں غرضکہ یہ ترجمہ ایک عجیب ترجمہ ہے جس کا لطف حضرات ناظرین پر بعد ملاحظہ ظاہر ہوگا اختصار کے ساتھ بامحاورہ مطالب کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب ہر ایک عامی کم استعداد کے ذہن نشین ہو جاتا ہے ساتھ ہی فوائد مختصر شروح معتبرہ مثل فتح الباری و قسطلانی و کرمانی و عینی سے لئے گئے ہیں اور مذاہب مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں کہ کسی مذہب کے مقلد کو اپنا مذہب معلوم کر لینے میں کوئی شبہ نہ رہے جیسے یہ ترجمہ حضرات اہل حدیث کے حق میں مفید ہے ویسا ہی حضرات مقلدین کے لئے بھی بغرض یہ ترجمہ اپنی آپ نظیر ہے اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ایک زمانے میں اس ترجمہ کو اسی طرح مقبول فرمائے گا جیسے موضح القرآن مؤلفہ شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم و مغفور کو آمین یارب العالمین ۔

امام بخاریؒ نے اس کتاب کو کیوں تالیف کیا اس کا بیان

حافظ ابنِ حجرؒ نے مقدمۂ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ اور کبارِ تابعینؒ کے عہد میں جمع اور ترتیبِ احادیث کی رسم نہ تھی دو وجہوں سے، ایک تو یہ کہ شروع زمانے میں اس کی ممانعت ہوئی تھی جیسے صحیح مسلم میں ثابت ہے اس ڈر سے کہ کہیں قرآن اور حدیث مل نہ جائیں، دوسرے یہ کہ اُن لوگوں کے حافظے وسیع تھے۔ ذہن صاف تھے اس کے سوا ان میں سے اکثر لوگ کتابت سے واقف نہ تھے پھر تابعین کے اخیر زمانے میں احادیث کی ترتیب اور تبویب شروع ہوئی جب عالم لوگ مختلف شہروں میں پھیل گئے اور خوارج اور روافض اور منکرانِ قدر کی بدعتیں بہت ہوئیں تو سب سے اوّل حدیث کو جمع کیا ربیع بن صبیح اور سعید بن ابی عروبہ اور اور لوگوں نے اور وہ ہر ایک باب میں ایک جداگانہ تصنیف کرتے تھے یہاں تک کہ طبقۂ ثالثہ کے بڑے لوگ اٹھے اور انہوں نے احکام کو جمع کیا تو امام مالکؒ نے موطا تصنیف کی جس میں اہلِ حجاز کی قوی روایتیں درج کیں اور اقوالِ صحابہؓ اور فتاوے تابعین کو بھی شریک کیا اور ابو محمد عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج نے مکہ میں تالیف کی اور ابو عمرو عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے شام میں، اور ابو عبداللہ سفیان بن سعید ثوری نے کوفہ میں اور ابو سلمہ حماد بن سلمہ بن دینار نے بصرہ میں، پھر اُن کے بعد بہت سے لوگوں نے اسی طرز پر تالیفیں کیں یہاں تک کہ بعض اماموں نے ان میں سے یہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں خاص طور سے جداگانہ جمع کی جائیں اور یہ خیال دوسری صدی کے اخیر پر ہوا تو عبیداللہ بن موسیٰ عبسی کوفی نے ایک مسند بنائی اور مسدد بن مسرہد بصری نے ایک مسند اور اسد بن موسیٰ اموی نے ایک مسند اور نعیم بن حماد خزاعی مصری نے ایک مسند، پھر اُن کے بعد اماموں نے یہی طریقہ اختیار کیا یہاں تک کہ ایسے امام بہت کم گذرے ہیں جنہوں نے کوئی مسند نہ بنائی ہو جیسے امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق بن راہویہ اور عثمان بن ابی شیبہ وغیرہم نے اور بعضوں نے ابواب اور مسانید دونوں طرح پر تالیف کی جیسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے پھر امام بخاریؒ نے جب ان تصانیف کو دیکھا اور ان کو روایت کیا اور ان کا مزہ اُٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کتابوں میں صحیح اور حسن اور ضعیف سب قسم کی حدیثیں موجود ہیں تو اُن کا قصد ہوا کہ ایک کتاب ایسی جمع کی جائے جس میں سب حدیثیں صحیح ہوں، اور یہ قصد اس وجہ سے مصمم ہوا کہ ایک بار امام بخاریؒ اسحٰق بن راہویہ کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے لوگوں سے کہا کاش تم ایک ایسی مختصر کتاب جمع کرو جس میں صرف صحیح صحیح حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہوں، امام بخاریؒ نے کہا اُن کی یہ بات میرے دل میں کھب گئی اور میں نے جامع صحیح کی تالیف شروع کر دی محمد بن سلیمان بن فارس نے کہا میں نے امام بخاریؒ سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس سے میں اُڑا رہا ہوں تو میں نے اس خواب کی تعبیر بعض تعبیر دینے والوں سے پوچھی انہوں نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے جھوٹ کو اڑا دو گے (یعنی اُن روایتوں کو جو لوگ جھوٹی آپ سے روایت کرتے ہیں) اس خواب نے مجھے اس کتاب کی تالیف پر مستعد کیا۔ محمد بن یوسف فربری نے کہا امام بخاریؒ کہتے تھے میں نے اس کتاب میں کوئی حدیث نہیں لکھی جب تک غسل نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں۔ اور ابو علی غسانی

نے امام بخاریؒ سے نقل کیا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب کو چھ لاکھ حدیثوں سے چھانٹا ہے۔ اور اسمٰعیلی نے امام بخاریؒ سے روایت کیا وہ کہتے تھے میں نے اس کتاب میں وہی حدیث لکھی جو صحیح ہے اور اکثر صحیح حدیث کو چھوڑ بھی دیا ہے۔ اسمٰعیلی نے کہا اگر امام بخاریؒ ہر صحیح حدیث کو اس کتاب میں لکھتے البتہ ایک باب میں متعدد صحابہؓ کی روایتیں لکھنا ہوتیں اور ہر ایک کا اسناد، اس صورت میں کتاب بہت بڑی ہو جاتی ہے اور ابو احمد بن عدی نے کہا سنا میں نے حسن بن حسین بزار سے انہوں نے کہا میں نے سنا ابراہیم بن معقل نسفی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا امام بخاریؒ سے وہ کہتے تھے میں نے اس جامع میں وہی حدیث لکھی جو صحیح تھی اور بعض صحیح حدیثیں چھوڑ دیں طول کے ڈر سے اور فربری نے کہا میں نے محمد ابن ابی حاتم بخاری وراق سے سنا وہ کہتے تھے میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے ہیں اور جہاں آپؐ پاؤں رکھتے ہیں اسی جگہ بخاری بھی پاؤں رکھتے ہیں۔ حافظ ابو احمد ابن عدی نے کہا میں نے فربری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے نجم بن فضیل سے سنا اور وہ سمجھدار لوگوں میں سے تھے انہوں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ ابو جعفر محمود بن عمرو عقیلی نے کہا جب امام بخاری نے یہ کتاب تصنیف کی تو اس کو پیش کیا امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ اور علی بن المدینیؒ اور اور لوگوں پر، سب نے اس کتاب کی تعریف کی اور گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں مگر چار حدیثوں میں گفتگو کی۔ عقیلی نے کہا وہ چار حدیثیں بھی صحیح ہیں اور بخاریؒ کا قول ان کی صحت کے باب میں ٹھیک ہے، تمام ہوا کلام ابن حجرؒ کا۔ اس باب میں قسطلانیؒ نے مقدمہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے جس نے حدیث کے جمع کرنے کا حکم دیا وہ عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ عادل تھے جیسے موطا میں امام محمدؒ کی روایت سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھ کر اور آپ کی سنتوں کو اور ان کو لکھ لے کس لئے کہ مجھے ڈر ہے علم کے مٹ جانے کا علماء کے گذر جانے کا۔ اور ابو نعیم نے تاریخ اصفہان میں عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سب ملک والوں کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کو دیکھو اور ان کو جمع کرو۔ اور بخاریؒ نے اس کو معلقاً اپنی صحیح میں نقل کیا۔ پھر نقل کیا یہی کلام حافظ ابن حجر کا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مترجم کہتا ہے کہ کتابتِ حدیث خود صحابہؓ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جاری تھی، چنانچہ صحاح میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ لکھتے تھے حدیثوں کو اور میں نہیں لکھتا تھا اور وہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ نہ لکھو مجھ سے سوا قرآن کے اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں اور کچھ نہ لکھو یا یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا اور اس کی تفصیل خدا چاہے تو آگے مذکور ہو گی۔

امام بخاریؒ کا اس کتاب میں موضوع کیا ہے؟

یعنی کس چیز سے وہ بحث کرتے ہیں۔ یہ بات معلوم ہو گئی کہ امام بخاریؒ نے اس کتاب میں صحت کا التزام کیا ہے اور وہ نہیں بیان کرتے اس کتاب میں مگر صحیح حدیث کو، یہ اُن کا اصل موضوع ہے اور یہ بات اس کتاب کے نام سے بھی جو انہوں نے رکھا ہے۔ نکلتی ہے کیونکہ اس کتاب کا نام "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ" ہے اور ان نقلوں سے جو اوپر بیان ہوئیں یہ بات نکلتی ہے پھر امام بخاریؒ نے یہ دیکھا کہ اس کتاب کا خالی رکھنا فوائد فقہی اور نکت حکمی سے

مناسب نہیں ہے تو اپنی سمجھ کی رو سے متون حدیث سے بہت مطالب نکالے اور ان کو جُدا جُدا کیا کتاب کے بابوں میں اور زیادہ توجہ کی ان آیات سے جو احکام کے بیان میں ہیں ان میں سے بھی نادر اشارات نکالے ۔ امام نووی ؒ نے کہا بخاری ؒ کی غرض فقط احادیث بیان کرنا نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد استنباط ہے مسائل کا احادیث سے اور استدلال ہے ان بابوں پر جو اُنہوں نے قائم کئے اور اسی وجہ سے بہت سے الابواب اسناد سے خالی ہیں اور ان میں صرف یہ بیان ہے کہ فلاں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی روایت کی اور کبھی متن بغیر اسناد کے اور کبھی معلقاً روایت کرتے ہیں کیونکہ غرض ان کی دلیل قائم کرنا ہے ۔ اس مسئلہ پر جو باب کا مقصود ہے اور بعض بابوں میں بہت سی حدیثیں صحیح ہیں بعضوں میں ایک ہی حدیث بعض میں آیت قرآن کی بعضوں میں کچھ نہیں ہے ، اور لوگوں نے کہا کہ امام بخاری ؒ نے قصداً ایسا کیا ہے اور ان کی غرض یہ ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث میری شرط پر نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض نسخوں میں ایک باب ہے جس میں کوئی حدیث نہیں پھر اس کے بعد ایک حدیث ہے جس کے لئے کوئی باب نہیں اور اس کا سمجھنا لوگوں کو مشکل ہوا ہے اس کا سبب امام ابو الولید باجی مالکی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا ہے جو اُنہوں نے بخاری کے اسماء الرجال میں لکھی ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے بیان کیا حافظ ابو ذر عبد الرحیم بن احمد ہروی نے کہ حافظ ابو اسحٰق ابراہیم بن احمد مستملی نے کہا میں نے صحیح بخاری کو نقل کیا اصل کتاب سے جو امام بخاری ؒ کے ساتھی محمد بن یوسف فربری کے پاس تھی اس میں بعض چیزیں تمام نہ تھیں بعض جگہوں میں بیاض تھی بعض تراجم تھے جن کے بعد کچھ نہ تھا بعض احادیث تھیں جن کا ترجمہ باب نہ تھا تو ہم نے ایک کو دوسرے کے ساتھ اضافہ کیا ۔ ابو الولید باجی نے کہا ، اس قول کے صحت کی یہ دلیل ہے کہ ابو اسحٰق مستملی اور ابو محمد سرخسی اور ابو الہیثم کشمیہنی اور ابو زید مروزی (یہ سب راوی ہیں صحیح بخاری کے) ان کی روایتوں میں اختلاف ہے تقدیم اور تاخیر کا حالانکہ ان سبھوں نے ایک ہی اصل سے نقل کیا ہے اور وجہ اس کی یہی ہے کہ زائد پرچوں اور ٹکڑوں میں جو لکھا تھا اس کو ہر ایک نے اپنی سمجھ کے موافق ایک جگہ لگا لیا ، دوسرے نے دوسری جگہ اور بعض دو ترجمے ہیں یا زیادہ ملے ہوتے اور ان کے درمیان احادیث نہیں ہیں ۔ اس تقریر سے اُس تکلف کی حاجت نہ رہی جو اکثر لوگوں کو ترجمۂ باب اور حدیث کی تطبیق میں ہوتا ہے ۔ حافظ ابن حجر ؒ نے کہا یہ قاعدہ بہت خوب ہے اس مقام کے لئے جہاں ترجمۂ باب اور حدیث میں تطبیق نہ ہو سکے اور ایسا بہت کم مقاموں میں ہے ۔

امام بخاری ؒ کی شرط کا بیان

کہ اُن کی کتاب حدیث کی سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہے

امام ابن طاہر نے اپنی سند سے روایت کیا ابو معمر مبارک بن احمد ؒ سے کہ امام بخاری کی شرط یہ ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے ہیں جس کو ثقہ نے ثقہ سے روایت کیا ہو مشہور صحابی تک اور معتبر ثقات اُس حدیث میں اختلاف نہ کرتے ہوں اور اس کا اسناد متصل ہو غیر مقطوع ، اور اگر صحابی سے دو شخص راوی ہوں تو بہتر ورنہ ایک راوی معتبر بھی کافی ہے اور وہ جو ابو عبد اللہ حاکم نے کہا کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ صحابی سے دو راوی یا زیادہ ہوں پھر تابعی مشہور سے دو ثقہ راوی ہوں اخیر تک ، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم دونوں نے ایسی کئی حدیثوں کو روایت کیا ہے جن کا ایک ہی راوی ہے اور یہ شرط جو حاکم

نے بیان کی اگرچہ بعض صحابہؓ کی حدیثوں میں ٹوٹ جاتی ہے پر صحابہؓ کے بعد یہ شرط چل سکتی ہے کیونکہ اس کتاب میں ایسی کوئی حدیث نہیں جس کا ایک ہی راوی ہو۔ حافظ ابوبکر حازمی نے کہا یہ جو حاکم نے کہا تو اُنہوں نے غور نہیں کیا اس کتاب کے دقائق میں اور اگر وہ اچھی طرح تلاش کرتے تو بہت سی حدیثیں اُن کو ایسی ملتیں جن میں یہ شرط ٹوٹ جاتی ہے پھر کہا صحیح حدیث کی شرط یہ ہے کہ اس کا اسناد متصل ہو اور راوی اس کا مسلمان سچا ہو جو تدلیس اور اختلاط سے بری ہو، عدالت کی صفات سے موصوف ہو، ضابطہ ہو حافظہ والا سلیم الذہن قلیل الوہم سلیم الاعتقاد۔ اور یہ امر جب واضح ہو گا کہ اصل راوی سے روایت کرنے والوں کے طبقات پہچانے اور اس کی ہم ایک مثال دیتے ہیں مثلاً زہری سے جو لوگ روایت کرنے والے ہیں اُن کے پانچ طبقے ہیں، طبقہ اولیٰ تو نہایت صحیح ہے اور یہی مقصد بخاری کا اور طبقہ ثانیہ اس کی مثل ہے ثقہ ہونے میں مگر اس طبقہ کے لوگ زہری کی صحبت سفر اور حضر اور سب حالوں میں اتنی نہ رکھتے تھے جتنی طبقہ اولیٰ کے لوگ رکھتے تھے تو یہ اتقان میں پہلے طبقے سے کم ہوئے اور مسلم کی شرط ان دونوں طبقوں کو شامل ہے پھر مثال دی اُنہوں نے طبقہ اولیٰ کی جیسے یونس بن یزید اور عقیل بن خالد اور مالک بن انس اور سفیان ابن عیینہ اور شعیب بن ابی حمزہ، اور طبقہ ثانیہ کی جیسے اوزاعی اور لیث بن سعد اور عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر اور ابن ابی ذئب اور طبقہ ثالثہ جیسے جعفر بن برقان اور سفیان بن حسین اور اسحٰق بن یحییٰ کلبی اور چوتھا طبقہ جیسے زمعہ بن صالح اور معاویہ بن یحییٰ صدفی اور مثنی بن الصباح اور پانچواں طبقہ جیسے عبدالقدوس بن حبیب اور حکم بن عبداللہ ایلی اور محمد بن سعید مصلوب تو طبقہ اولیٰ کے لوگوں کی بخاری نے شرط کی ہے اور کبھی کبھی طبقہ ثانیہ کی روایت بھی نکالتے ہیں مگر بالاستیعاب ان کی نہیں لاتے اور مسلم دونوں طبقوں کی روایتیں بالاستیعاب لاتے ہیں اور کبھی کبھی طبقہ ثالثہ کے لوگوں کی روایتیں لاتے ہیں جس طرح بخاری طبقہ ثانیہ کی لاتے ہیں اور طبقہ رابعہ اور خامسہ کی دونوں میں سے کوئی نہیں لاتا۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا امام بخاریؒ اکثر طبقہ ثانیہ کی حدیث معلقاً ذکر کرتے ہیں اور طبقہ ثالثہ کی بہت ہی کم معلقاً کبھی بیان کرتے ہیں اور جو مثال ہم نے بیان کی یہ اُن لوگوں کی ہے جن سے روایت حدیث کی بہت ہوئی ہے اور اسی پر قیاس کئے جائیں گے نافع اور اعمش اور قتادہ وغیرہم کے اصحاب اور جن سے بہت روایت نہیں ہوئی ان میں تو شیخین (بخاری اور مسلم) نے اعتماد کیا ہے ثقہ اور عادل کی روایت پر جس سے خطا کم ہوتی ہے لیکن بعضے ان راویوں میں سے ایسے ہیں جن پر بڑا اعتماد ہے جیسے یحییٰ بن سعید انصاری ان کی وہ روایت بھی شیخین نے نکالی جو اکیلے اُنہوں نے روایت کی اور بعض ایسے ہیں جن پر زیادہ اعتماد نہیں ہے ان کی روایت جب نکالی کہ ان کے ساتھ دوسرا کوئی شریک ہو اور یہی اکثر کیا ہے، امام ابن الصلاح نے اپنی کتاب علم الحدیث میں کہا کہ سب سے پہلے جس نے صحیح کتاب بنائی وہ ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ ہیں پھر ان کی پیروی کی ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نے اور مسلم نے اگرچہ بخاری سے علم حدیث حاصل کیا ہے اور فائدہ اُٹھایا ہے لیکن وہ بخاری کے شریک ہیں اُن کے اکثر شیوخ میں اور ان دونوں کی کتابیں تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں بعد اللہ کی کتاب کے اور وہ جو امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ میں ساری زمین میں کوئی کتاب موطا سے زیادہ صحیح نہیں جانتا تو یہ اس وقت کا قول ہے جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا وجود نہ تھا اور صحیح بخاری صحیح مسلم سے بھی زیادہ صحیح ہے اور بہت فائدوں پر مشتمل ہے۔ اور وہ جو حافظ ابوعلی نیشاپوری سے منقول ہے جو استاذ ہیں حاکم ابوعبداللہ حافظ کے کہ آسمان کے نیچے کوئی کتاب صحیح مسلم سے زیادہ صحیح نہیں ہے اسی طرح بعض علماء مغرب کا قول جنہوں نے مسلم کی کتاب کو بخاری

کی کتاب پر ترجیح دی ہے اگر اس سے یہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب کو اس وجہ سے ترجیح ہے کہ اس میں سوا صحیح حدیثوں کے اور کچھ نہیں ہے کیونکہ اس میں خطبہ کے بعد سوا صحیح حدیثوں کے اور کچھ نہیں ہے جیسے بخاری میں تراجم الابواب میں بعض روایتیں ایسی ہیں جو صحیح کی شرط پر نہیں ہیں تو اس میں کچھ قباحت نہیں، پر اس سے مسلم کی کتاب کی ترجیح نفس احادیث میں نہیں نکلتی، اور جو یہ مراد ہے کہ مسلم کی کتاب ازروئے صحت احادیث کے بخاری کی کتاب سے راجح ہے تو یہ قول مردود ہے، تمام ہوا کلام ابن الصلاح کا اور اس میں کئی باتیں ہیں جو دلیل اور بیان کی محتاج ہیں اور بعض اماموں نے موطا پر بخاری کی ترجیح میں اشکال کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ بخاری میں زیادہ حدیثیں ہونے سے اس کی ترجیح لازم نہیں آتی اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے اصل اشتراط صحت پر تو امام مالک رح انقطاع اسناد کو قدح نہیں سمجھتے اور اسی لئے مراسیل اور منقطعات اور بلاغات کو نکالتے ہیں اور امام بخاری رح انقطاع کو قدح سمجھتے ہیں تو ایسی روایتوں کو اصل کتاب میں نہیں لاتے البتہ غیر موضوع کتاب میں مثلاً تراجم الابواب یا تعلیقات میں لاتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اگرچہ منقطع حدیث بعض لوگوں کے نزدیک احتجاج کے لائق ہے مگر متصل سب کے نزدیک زیادہ قوی ہے جب دونوں کے راوی عدالت اور حفظ میں برابر ہوں تو اس سے ظاہر ہو گئی فضیلت صحیح بخاری کی اور امام شافعی رح نے جو موطا کو سب کتابوں سے زیادہ صحیح کہا تو مراد اس سے وہی کتابیں ہیں جو ان کے وقت میں موجود تھیں جیسے جامع سفیان ثوری رح اور مصنف حماد بن سلمہ وغیرہ اور ان کتابوں پر موطا کی فضیلت بالاتفاق مسلم ہے اور ابن الصلاح کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے اس امر پر کہ صحیح بخاری صحت میں مسلم کی کتاب سے افضل ہے مگر جو ابو علی نیشاپوری اور بعض علمائے مغرب سے حکایت کیا کہ مسلم کی کتاب بخاری کی کتاب سے افضل ہے اس میں صحت کا کچھ ذکر نہیں (شاید یہ افضلیت کسی اور وجہ سے ہو) ہم کہتے ہیں کہ ابو عبدالرحمن نسائی سے بسند صحیح منقول ہے اور وہ شیخ ہیں ابو علی نیشاپوری کے انہوں نے کہا ان سب کتابوں میں محمد بن اسمٰعیل کی کتاب سے زیادہ کوئی جید نہیں اور مراد ان کی جودت سے جودت اسانید ہے اور نسائی کا یہ کہنا انتہا کی تعریف ہے کیونکہ وہ مشہور ہیں احتیاط اور تثبت اور معرفت رجال میں اور ان کے زمانے والوں نے ان کو سب پر مقدم رکھا ہے یہاں تک کہ بعض عالموں نے اس کو مسلم بن حجاج پر بھی مقدم کیا ہے اور دارقطنی نے ان کو امام الائمہ ابو بکر بن خزیمہ پر ترجیح دی ہے اس باب میں اسمٰعیلی نے مدخل میں لکھا ہے کہ بخاری رح کی طرح کسی نے سختی نہیں کی راویوں کی جانچ میں گو اور لوگوں نے بھی ان کی طرح صحیح کتابیں بنائیں حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری نے کہا جو معاصر ہیں ابو علی نیشاپوری کے اور مقدم ہیں اُن پر معرفت رجال میں کہ محمد بن اسمٰعیل نے اصول احکام کو تالیف کیا اور لوگوں کے لئے بیان کیا ان کے بعد والوں نے اُن کی کتاب سے لیا ہے جیسے مسلم بن حجاج نے اور دارقطنی کے سامنے جب صحیحین کا ذکر آیا تو اُنہوں نے کہا اگر بخاری رح نہ ہوتے تو نہ مسلم رح جاتے نہ آتے اور ایک مرتبہ یہ کہا کہ مسلم رح نے کیا کیا صرف بخاری رح کی کتاب لے کر اسی کے موافق ایک کتاب بنائی اور کچھ حدیثیں زیادہ کیں، اور جو جو اقوال اماموں نے امام بخاری رح کی فضیلت میں کہے ہیں وہ بہت ہیں اور کافی ہے اتفاق علماء کا اس امر پر کہ امام بخاری رح حدیث کا علم مسلم رح سے زیادہ جانتے تھے اور مسلم رح خود ان کی امامت اور تقدم اور تفرد کا اقرار کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کے لئے اپنے استاد محمد بن یحییٰ ذہلی کی ملاقات ترک کر دی اور یہ قصہ مشہور ہے۔

صحیح بخاری کی فضیلت صحیح مُسلم پر

یہ تو اجمالی بیان تھا صحیح بخاری کی فضیلت کا صحیح مسلم پر، اب تفصیل اس کی یہ ہے کہ مدار حدیث صحیح کا اتصال سند اور اتقان رجال اور عدم علل پر ہے اور تامل کے بعد یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی کتاب کے رجال زیادہ ہیں اتقان میں اور ان کی روایتیں زیادہ ہیں اتصال میں اور اس کا ثبوت کئی وجہوں سے ہے ایک تو یہ کہ جن راویوں سے بخاری رح نے روایت کیا اور مسلم رح نے روایت نہیں کیا وہ چار سو تیس (۴۳۰) پر کئی راوی ہیں اور ان میں سے اسّی (۸۰) آدمی ایسے ہیں جن میں کلام کیا گیا ہے ساتھ ضعف کے اور جن راویوں سے مسلم رح نے روایت کیا اور بخاری رح نے نہیں کیا وہ چھ سو بیس (۶۲۰) راوی ہیں اور ان میں سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) راوی ایسے ہیں جن میں کلام کیا گیا ہے ساتھ ضعف کے اور اگرچہ یہ کلام قادح نہیں ہے اور اس کا جواب دیا گیا ہے دونوں کتابوں کے راویوں کی نسبت (اور صحیح یہی ہے کہ وہ ثقہ تھے) اس پر بھی ان راویوں سے روایت کرنا جن میں کلام نہیں ہوا بہتر ہے اُن کی روایت سے جن میں کلام ہوا ہے، دوسرے (۲) یہ کہ بخاری رح نے تنہا جس راوی سے روایت کی ہے اور اس میں کلام ہوا ہے اس کی بہت حدیثیں نہیں لائے نہ ایسے راویوں میں سے کسی کا کوئی بڑا نسخہ تھا جس کے کُل یا اکثر بخاری رح نے نکالا ہو سوا عکرمہ عن ابن عباس رض سے برخلاف مسلم کے کہ انھوں نے اکثر نسخوں کو نکالا ہے جیسے ابی الزبیر عن جابر اور سہیل عن ابیہ اور علاء بن عبدالرحمن عن ابیہ اور حماد بن سلمہ عن ثابت وغیرہ، تیسرے (۳) یہ کہ بخاری رح کے جن رجال میں گفتگو ہوئی ہے وہ اکثر بخاری رح کے شیوخ میں سے ہیں جن کا حال بخاری رح خوب جانتے تھے اور ان کی عمدہ روایتوں کو خراب روایتوں سے تمیز کرتے تھے برخلاف مسلم رح کے رجال کے وہ اکثر تابعین تا تبع تابعین میں ہیں جن کا زمانہ مسلم رح نے نہیں پایا اور اس میں شک نہیں کہ محدث اپنے شیوخ کی حدیث کو بہ نسبت سابقین کی حدیث کے زیادہ پہچان سکتا ہے۔ چوتھے (۴) یہ کہ امام بخاری رح کبھی کبھی اتفاقاً طبقہ ثانیہ کی حدیثیں نکالتے ہیں اور امام مسلم رح اس کو ضرورۃً اور ہمیشہ نکالتے ہیں اور طبقہ ثالثہ کی کبھی کبھی اتفاقاً جیسے اُوپر گذر چکا تو یہ چاروں وجہیں تو اتقان روایت سے متعلق تھیں، اب پانچویں (۵) وجہ اتصال سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ امام مسلم رح کے نزدیک حدیث معنعن اتصال پر محمول ہے جب معاصرت ثابت ہو جائے اگرچہ ملاقات ثابت نہ ہو بشرطیکہ معنعن مدلس نہ ہو اور امام بخاری رح کے نزدیک اتصال کے لئے صرف معاصرت کافی نہیں ہے بلکہ ملاقات کا ثبوت ضرور ہے اگرچہ ایک ہی بار ہو اور بخاری رح نے تاریخ میں اپنا یہی مذہب لکھا ہے اور اپنی صحیح میں اسی پر عمل کیا ہے اور اس وجہ سے امام بخاری رح کی کتاب کی ترجیح امام مسلم رح کی کتاب پر نکلتی ہے کیونکہ بخاری رح کی شرط اتصال کے باب میں زیادہ سخت ہے۔ چھٹی (۶) وجہ عدم علل سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ شیخین کی کُل حدیثیں جن پر اعتراض ہوا ہے دو سو دس (۲۱۰) حدیثیں ہیں اُن میں سے امام بخاری رح کی حدیثیں اسّی (۸۰) سے بھی کم ہیں اور باقی سب مسلم کی ہیں۔ اور ابو علی نیشاپوری نے یہ نہیں کہا کہ مسلم رح کی کتاب بخاری سے زیادہ صحیح ہے اور شیخ محی الدین نے مختصر میں اور مقدمہ شرح بخاری میں کہا کہ جمہور علماء متفق ہیں کہ صحیح بخاری صحت میں مسلم سے بڑھ کر ہے اور مسلم سے اس میں زیادہ فوائد ہیں اور ابو علی کے کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح بعض علمائے مغرب کے کہ صحیح مسلم زیادہ

صحیح ہے انتہی۔ حالانکہ ابو علی نے ایسا نہیں کہا بلکہ ان کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ صحیح مسلم سے زیادہ کوئی صحیح نہیں ہے اور ممکن ہے کہ ان کے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم مساوی ہوں صحت میں اور میرے نزدیک ابو علی نے جو صحیح مسلم کو مقدم کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلم نے الفاظ حدیث کا بہت خیال رکھا ہے اور تمام طرق حدیث کے ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں اور موقوف حدیثیں بہت کم لائے ہیں برخلاف بخاریؒ کے ان کا خیال استنباط احکام کی طرف زیادہ ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ شاید ابو علی نے صحیح بخاری کو نہ دیکھا ہو مگر یہ قیاس سے بعید ہے اور قریب القیاس وہی امر ہے جو ہم نے بیان کیا اور سوا ان فضیلتوں کے جو اوپر ہم نے بیان کیں۔ صحیح بخاری کو ایک اور فضیلت ہے جو ابن ابی حمزہ نے بعض عارفین سے نقل کیا کہ صحیح بخاری کا ختم جب کسی مصیبت میں کیا جائے تو وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے اور جب کسی جہاز یا کشتی میں صحیح بخاری موجود ہو تو وہ غرق نہیں ہوتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ صحیح مسلم میں نہ ابواب ہیں نہ تراجم اور صحیح بخاری میں وہ تراجم ہیں جن کے سمجھنے میں عقول اور افکار کو حیرت ہوتی ہے اور یہ مرتبہ اس کتاب کو اس وجہ سے حاصل ہوا کہ امام بخاریؒ نے اس کتاب کے تراجم کو صاف کیا قبر شریف اور منبر شریف کے بیچ میں اور ہر ایک ترجمہ کے لئے دو رکعتیں پڑھیں سبحان اللہ تمام ہوا کلام ابن حجرؒ کا۔

صحیح بخاری میں کُل کتنی حدیثیں ہیں

ابن الصلاح نے کہا کہ صحیح بخاری میں سات ہزار دو سو پچھتر حدیثیں ہیں اور اگر مکررات کو نکال ڈالو تو چار ہزار حدیثیں ہیں اور امام نوویؒ نے بھی اسی قول کی پیروی کی ہے مگر انہوں نے کہا یہ احادیث مسندہ کا شمار ہے۔ قسطلانی نے کہا حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ تمام احادیث صحیح بخاری کی مع مکررات سوا معلقات اور متابعات کے سات ہزار تین سو ستانویں ہیں تو ایک سو بائیس ۱۲۲ حدیثیں زیادہ نکلیں اور بلا تکرار دو ہزار چھ سو دو حدیثیں اور اگر معلقہ متون کو بھی ملا لو تو دو ہزار سات سو اکسٹھ حدیثیں ہوتی ہیں اور کل معلقات بخاری میں ایک ہزار تین سو اکتالیس ہیں اور اکثر ان کا اخراج اسی کتاب میں ہوا ہے اور جن کا اخراج نہیں ہوا وہ کل ایک سو ساٹھ ہیں اور متابعات تین سو چوالیس ہیں اگر سب حدیثوں کو مع مکررات ملاؤ تو نو ہزار بیاسی حدیثیں ہوتی ہیں اور موقوف اور اقوال تابعین اس کے سوا ہیں انتہی۔

امام بخاریؒ کا حال

ان کا نام ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی ہے وہ جمعہ کے دن نماز کے بعد شوال کی تیرھویں تاریخ ۱۹۴ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے اور بردزبہ ان کے سکڑ دادا فارسی تھے اور مغیرہ ان کے دادا اسلام لائے یمان جعفی کے ہاتھ پر اور ان کے والد اسمٰعیل بن ابراہیم رواۃ حدیث اور ثقات میں سے ہیں، انتقال کیا انہوں نے جب بخاری صغیر سن تھے پھر بخاریؒ نے پرورش پائی اپنی ماں کی گود میں اور حج کیا اپنی ماں اور بھائی احمد کے ساتھ، پھر مکہ میں رہے علم حاصل کرنے کو اور ان کے بھائی احمد لوٹ گئے بخارا کو اور وہیں مرے۔ غنجار نے تاریخ بخارا میں لالکائی نے شرح السنہ میں باب کرامات الاولیاء

میں روایت کیا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل یعنی امام بخاریؒ کی آنکھیں بچپن میں جاتی رہی تھیں ان کی والدہ ماجدہ نے خواب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہیں اے نیک بخت تیرے لڑکے کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے پھیر دیں بوجہ تیری دعا کے۔ صبح کو جب امام بخاریؒ بیدار ہوئے تو آنکھیں اچھی خاصی تھیں۔ فربری نے کہا میں نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے امام بخاریؒ سے سُنا وہ کہتے تھے مجھے حدیث کا حافظہ اس وقت دیا گیا ہے جب میں مکتب میں تھا میں نے پوچھا اس وقت تمہاری عمر کیا تھی انہوں نے کہا دس برس کی ہوگی یا کچھ کم پھر میں مدرسہ سے نکلا اور داخلی اور عالموں کے پاس جانے لگا ایک روز وہ لوگوں کو سنانے لگے سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم، میں نے کہا ابوالزبیر نے ابراہیم سے نہیں روایت کیا انہوں نے مجھ کو گھُرکا، میں نے کہا تم اپنی اصل کتاب میں دیکھو وہ اندر گئے اور پھر باہر نکلے اور پوچھا لڑکے صحیح کیا ہے میں نے کہا صحیح یوں ہے سفیان عن الزبیر عن ابراہیم اور یہ زبیر عدی کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے قلم لیا اور اپنی کتاب کو درست کیا اور کہنے لگے تم سچ کہتے تھے جب بخاری نے یہ نقل بیان کی تو ایک شخص نے پوچھا بھلا جب تم نے داخلی کی یہ غلطی نکالی اس وقت تمہاری عمر کتنی تھی، امام بخاریؒ نے کہا گیارہ برس کی۔ جب میں سولھویں سال میں لگا تو مجھ کو ابن مبارک اور وکیع کی کتابیں حفظ تھیں اور میں نے اصحاب الرائے کا بھی کلام سُنا پھر میں اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ حج کے لئے نکلا۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا اس روایت کے موافق پہلا سفر بخاریؒ کا ۲۱۰ھ میں ہوا اور اگر پہلے ہی طلب علم کے وقت سفر کرتے تو اُن لوگوں کو پاتے جن کو بخاری کے اقران نے پایا طبقۂ عالیہ میں سے اگرچہ ان کے قریب لوگوں کو بخاری نے پایا ہے جیسے زید بن ہارون اور ابوداؤد طیالسی اور امام بخاریؒ نے عبدالرزاق کو پایا اور چاہا کہ اُن کی طرف سفر کریں پر ان کو خبر پہنچی کہ عبدالرزاق نے انتقال کیا سو انہوں نے دیر کی یمن کی طرف جانے میں بعد اس کے معلوم ہوا کہ عبدالرزاق اس وقت زندہ تھے آخر امام بخاریؒ نے اُن سے بواسطہ روایت کی۔ امام بخاریؒ نے کہا جب میں اٹھارہ ۱۸ سال میں لگا تو میں نے کتاب قضایائے صحابہؓ اور تابعین تصنیف کی پھر تاریخ تصنیف کی مدینہ منورہ میں قبر شریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور میں چاندنی راتوں میں لکھا کرتا تھا اور میری تاریخ میں کم ہی کوئی ایسا نام ہوگا جس کا قصہ مجھ کو یاد نہ ہو مگر میں نے کتاب کو طول دینا بُرا سمجھا، اور سہل بن السری نے کہا بخاری نے کہا میں نے سفر کیا شام اور مصر اور جزیرہ کا دوبار اور بصرہ کا چار بار اور حجاز میں چھ سال تک رہا اور مجھے یاد نہیں کتنی بار کوفہ گیا اسی طرح بغداد میں محدثین کے ساتھ۔ حاشد بن اسمٰعیل نے کہا بخاری ہمارے ساتھ بصرے کے مشائخ کے پاس جاتے تھے اس وقت لڑکے تھے اور نہ کچھ لکھتے تھے یہاں تک کہ کئی دن گذرے پھر سولہ دن کے بعد ہم نے اُن کو ملامت کی کہ تم نے حدیثوں کو جو سنی تھیں لکھا نہیں اُس نے کہا تم نے بہت باتیں بنائیں اب میرے سامنے لاؤ جو تم نے لکھا ہے ہم نے نکالا تو پندرہ ہزار حدیثوں سے زیادہ تھیں جن کو امام بخاریؒ نے یاد سے سُنا دیا یہاں تک کہ ہم اپنے لکھے کو درست کرنے لگے۔ ابوبکر بن ابی عیاش نے کہا ہم نے بخاریؒ سے حدیث لکھی اور ان کی داڑھی مونچھ نہ تھی محمد بن یوسف کے دروازے پر۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا محمد بن یوسف فریابی ۲۱۲ھ میں مرے اس وقت بخاریؒ کا سن اٹھارہ برس یا کم تھا محمد بن ازہر سجستانی نے کہا میں سلیمان بن حرب کی مجلس میں تھا اور بخاریؒ ہمارے ساتھ حدیثیں سنتے تھے اور لکھتے نہ تھے لوگوں نے کہا ان کو کیا ہوا جو نہیں لکھتے انہوں نے کہا وہ بخارا کو جا کر اپنی یاد سے لکھ لیں گے محمد بن

ابی حاتم نے بخاری سے نقل کیا میں فریابی کی مجلس میں تھا اُنہوں نے کہا حدثنا سفیان عن ابی عروہ عن ابی الخطاب عن ابی حمزۃ، تو مجلس والوں میں سے کسی نے نہ پہچانا اُن لوگوں کو جو سفیان کے اوپر ہیں۔ پھر میں نے ان سے کہا ابی عروہ تو معمر بن راشد ہیں اور ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ اور ابو حمزہ انس رضی اللہ عنہ بن مالک ہیں۔ امام بخاریؒ نے کہا سفیان ثوری کا یہی حال تھا کہ وہ مشہور شخصوں کی کنیت بیان کرتے اور اکثر لوگوں کو یہ کنیت معلوم نہ ہوتی)

امام بخاریؒ کے عادات اور خصائل اور زہد اور فضائل کا بیان

حافظ ابن حجرؒ نے کہا وراق نے کہا میں نے محمد بن خراش سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے احمد بن حفص سے سُنا وہ کہتے تھے میں اسمٰعیل کے پاس گیا جو والد تھے امام بخاریؒ کے ان کی موت کے وقت اُنہوں نے کہا کہ میرے مال میں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی روپیہ حرام یا شبہ کا ہو اور وراق نے کہا کہ امام بخاریؒ کو اپنے باپ کے ترکہ میں سے بہت مال ملا تھا اور وہ اس میں مضاربت کیا کرتے تھے۔ ایک بار پچیس ہزار روپیہ ان کا ایک شخص پر قرض ہو گیا لوگوں نے کہا نالش کر دلیکن امام بخاریؒ نے نالش نہ کی اور اس سے صلح کر لی اس امر پر کہ ہر مہینے دس روپے دیا کرے اور سارا روپیہ ڈوب گیا امام بخاریؒ نے کہا کہ میں نے ساری عمر نہ کوئی چیز خود بیچی نہ کوئی چیز خود خریدی بلکہ کسی سے کہہ دیا جس نے خرید دی اس لئے کہ خرید اور فروخت میں لغو اور بیکار اور جھوٹ سچ باتیں کرنا پڑتی ہیں۔ غنجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کے پاس کچھ مال آیا تاجروں نے پانچ ہزار کے نفع سے اُسے مانگا پھر دوسرے دن اور تاجروں نے دس ہزار کے منافع سے مانگا اُنہوں نے کہا میں نے نیت کر لی تھی پہلے تاجروں کو دینے کی، آخر انہی کو دیا اور پانچ ہزار کا نفع چھوڑ دیا۔ وراق بخاری نے کہا میں نے امام بخاریؒ سے سُنا وہ کہتے تھے میں آدم بن ابی ایاس کے پاس گیا اور میرے خرچ آنے میں دیر ہوئی یہاں تک کہ میں گھانس کھانے لگا جب تیسرا دن ہوا تو ایک شخص آیا جس کو میں نہیں پہچانتا تھا اُس نے ایک تھیلی مجھ کو دی اشرفیوں کی، عبداللہ بن محمد صیارفی نے کہا میں امام بخاری کے ساتھ اُن کے مکان پر بیٹھا تھا اتنے میں ان کی لونڈی آئی اور اندر جانے لگی ان کے سامنے ایک دوات رکھی تھی اس کو دھکا لگا امام بخاریؒ نے کہا تو کیسے چلتی ہے وہ بولی جب رستہ نہ ہو تو کیونکر چلوں، یہ سن کر امام بخاریؒ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا جا میں نے تجھ کو آزاد کر دیا۔ لوگوں نے کہا اے ابو عبداللہ اس لونڈی نے تو تم کو غصہ دلایا اُنہوں نے کہا میں نے اپنے نفس کو راضی کر لیا اُس کے کام سے۔ ایک بار امام بخاریؒ نے ابو معشر سے اپنے قصور کی معافی چاہی اُنہوں نے کہا کیا قصور ہے امام بخاریؒ نے کہا ایک دن تم حدیث بیان کرتے تھے اور اپنے سر اور ہاتھوں کو ہلاتے تھے یہ حال دیکھ کر میں نے تبسم کیا تھا ابو معشر نے کہا میں نے معاف کیا خدا تم پر رحم کرے۔ وراق نے کہا امام بخاریؒ کہتے تھے میں نے اپنے پروردگار سے دو بار دُعا کی فوراً قبول ہو گئی پھر میں نے دُعا نہ کی اس ڈر سے کہ کہیں میری نیکیاں کم نہ ہو جائیں اور کہتے تھے کہ آخرت میں میرا کوئی دشمن نہ ہو گا میں نے کہا بعض لوگ تمہاری کتاب التاریخ سے غصے ہیں اور کہتے ہیں اس میں لوگوں کی غیبت ہے۔ امام بخاریؒ نے کہا کتاب التاریخ میں ہم نے روایتیں کی ہیں اور اپنے دل سے کوئی بات نہیں کی اور خود رسولِ خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا تھا یہ بُرا آدمی ہے (تاکہ لوگ اس کے ضرر سے محفوظ رہیں) امام بخاریؒ کہتے تھے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی جب سے مجھ کو معلوم ہوا کہ غیبت حرام ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا امام بخاریؒ کو فن رجال میں بہت بڑی احتیاط ہے اکثر یوں کہتے ہیں سکتوا عنہ یا فیہ نظر ترکوہ اور کم کہتے ہیں کہ وہ وضاع ہے یا کذاب ہے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ فلانے نے اس کو کذاب کہا یا کذب کی نسبت کی اس کی طرف۔ ابوبکر بن منیر نے کہا میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ سے سُنا وہ کہتے تھے مجھ کو اُمید ہے اللہ سے ملوں گا اور غیبت کا محاسبہ مجھ سے نہ ہوگا اور ایک بار امام بخاریؒ نماز پڑھ رہے تھے تو زنبور نے اس کو سترہ بار کاٹا جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا دیکھو یہ کیا چیز ہے جس نے نماز میں مجھ کو ستایا لوگوں نے دیکھا تو سترہ جگہ زنبور کا ڈنک لگا ہے اور سوج گیا ہے پر نماز اُنہوں نے نہ توڑی۔ وراقہ نے کہا ہم فربر میں تھے اور امام بخاریؒ ایک رباط بنا رہے تھے تو اپنے ہاتھوں سے اینٹیں ڈھوتے ہم نے کہا یہ کام اور کوئی کرلے گا اُنہوں نے کہا یہی کام کام آئے گا۔ ایک بار ایک گائے اُنہوں نے کاٹی اور لوگوں کو کھانے کے لئے بلایا قریب سو آدمیوں کے تھے یا زیادہ اور تین درہم کی روٹی منگوائی اُس وقت درہم کو دو سیر روٹی آتی تھی تو سب لوگوں کا پیٹ بھر گیا اور کچھ روٹیاں بچ رہیں۔ وراقہ نے کہا امام بخاریؒ بہت کم خوراک تھے اور طالب علموں کے ساتھ بہت احسان کرتے تھے اور نہایت سخی تھے۔ ایک بار امام بخاریؒ بیمار ہوئے ان کا قارورہ طبیبوں کو بتلایا اُنہوں نے کہا یہ قارورہ تو راہبوں کا سا ہے جو سالن نہیں کھاتے پھر امام بخاریؒ نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ چالیس برس سے میں نے سالن نہیں کھایا (یعنی روکھی روٹی پر قناعت کی) طبیبوں نے کہا اب تمہاری بیماری کا علاج یہ ہے کہ سالن کھایا کرو اُنہوں نے قبول نہ کیا بڑے اصرار سے یہ قبول کیا کہ روٹی کے ساتھ کچھ کھجور کھایا کریں گے۔ امام حاکم ابوعبداللہ نے بسند روایت کیا ہے مقسم بن سعید سے کہ محمد بن اسمٰعیل بخاری جب رمضان کی پہلی رات ہوتی تو لوگ ان کے پاس جمع ہوتے وہ نماز پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس آیتیں پڑھتے یہاں تک کہ قرآن کو ختم کرتے پھر سحر کو نصف سے لے کر تہائی قرآن پڑھتے اور تین راتوں میں ختم کرتے اور دن کو ایک ختم کرتے اور افطار کے وقت ختم ہوتا اور کہتے تھے کہ ہر ایک ختم کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے اور سحر کے وقت تیرہ رکعت پڑھتے ایک رکعت وتر کی ہوتی۔ امام بخاریؒ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک تھے اُنہوں نے اپنے لباس میں ان کو رکھا تھا ایک بار کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کی دس ہزار حدیثیں چھوڑ دیں جس کے باب میں مجھے کچھ شبہ تھا محمد بن منصور نے کہا ہم ابوعبداللہ بخاریؒ کی مجلس میں تھے ایک شخص نے اُن کی داڑھی میں سے کچھ کچرا نکالا اور زمین پر ڈال دیا امام بخاریؒ نے جب لوگوں کو غافل پایا تو اُس کو اُٹھالیا اور اپنی جیب میں رکھ لیا جب مسجد سے باہر نکلے تو اس کو پھینک دیا (گویا مسجد کا اتنا ادب کیا)

امام بخاریؒ کی تعریف جو اور محدثین نے کی ہے

ایک بار سلیمان بن حرب نے جو امام بخاریؒ کے شیخ تھے ان کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس شخص کا شہرہ ہوگا اور ایسا ہی احمد بن حفصؒ نے کہا۔ امام بخاریؒ نے کہا جب میں سلیمان بن حرب کے پاس جاتا تو وہ کہتے بیان کرو ہم سے غلطیاں شعبہ کی۔ محمد بن ابی حاتم نے کہا بخاریؒ کہتے تھے اسمٰعیل بن ابی اویس کی کتاب میں سے جب میں حدیثوں کا انتخاب کرتا تو وہ میرے انتخاب کی

نقل کر لیتے اور کہتے یہ وہ حدیثیں ہیں جو محمد بن اسمٰعیل نے میری حدیثوں سے چُنی ہیں - امام بخاریؒ نے کہا ایک بار اصحاب حدیث جمع ہوئے اور مجھ سے درخواست کی کہ اسمعیل بن ابی اویس سے کہوں کہ وہ زیادہ قرارت کریں حدیث کی، میں نے اُن سے کہا اُنہوں نے لونڈی کو بلایا اور حکم کیا اشرفیوں کی ایک تھیلی نکالنے کا اور مجھ سے کہا اے ابو عبداللہ یہ اشرفیاں بانٹ دو ان کو، میں نے کہا وہ تو حدیث کے طالب ہیں۔ اسمٰعیل نے کہا جو وہ چاہتے ہیں میں نے منظور کیا مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ یہ بھی اُن کو دوں بخاریؒ نے کہا ابن ابی اویس نے مجھ سے کہا تم میری کتابوں کو دیکھو اور میرا تمام ملک تمہارا ہے اور میں تمہارا شکر گذار ہوں ہمیشہ جب تک زندہ رہوں۔ حاشد بن اسمٰعیل نے کہا مجھ سے ابو مصعب احمد بن ابی بکر زہری نے کہا محمد بن اسمٰعیل ہمارے نزدیک زیادہ فقیہ ہیں اور زیادہ جاننے والے ہیں حدیث کے احمد بن حنبلؒ سے، ایک شخص بولا تم حد سے بڑھ گئے - ابو مصعب نے کہا اگر میں امام مالکؒ کو پاتا پھر اُن کا منہ دیکھتا اور محمد بن اسمٰعیل کا تو یہی کہتا کہ وہ دونوں ایک ہیں حدیث اور فقہ میں (احمد بن حنبلؒ سے بڑھانے پر اُنہوں نے تعجب کیا تھا ابو مصعب نے اُن کو امام مالکؒ کے برابر کر دیا جو احمد بن حنبلؒ کے استاد کے استاد ہیں) عبدان بن عثمان نے کہا میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے کوئی جوان اُن سے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہیں دیکھا اور اشارہ کیا محمد بن اسمٰعیل کی طرف۔ محمد بن قتیبہ بخاری نے کہا میں ابو عاصم نبیل کے پاس تھا وہاں میں نے ایک لڑکا دیکھا میں نے پوچھا یہ کس ملک کا رہنے والا ہے اُنہوں نے کہا بخارا کا - میں نے کہا کس کا بیٹا ہے اُنہوں نے کہا اسمٰعیل کا، میں نے کہا تم تو میری قرابت میں ہو، ایک شخص اُن کے سامنے بولا یہ لڑکا ہر جو مقابلہ کرتا ہے بوڑھوں سے - قتیبہ بن سعید نے کہا میں فقہا اور زہاد اور عباد کے پاس بیٹھا اور جس وقت سے مجھ کو عقل ہوئی آج تک میں نے کسی کو محمد بن اسمٰعیلؒ کے مثل نہیں پایا وہ اپنے زمانے میں ایسے ہیں جیسے حضرت عمرؓ تھے صحابہؓ میں قتیبہ نے کہا اگر محمد بن اسمٰعیل صحابہؓ میں ہوتے تو ایک نشانی ہوتی خدا کی قدرت کی۔ محمد بن یوسف ہمدانی نے کہا ہم قتیبہ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شعرانی شخص آیا جس کو ابو یعقوب کہتے تھے اس نے پوچھا محمد بن اسمٰعیل کو قتیبہ نے کہا اے لوگو میں نے دیکھا حدیث والوں کو اور رائے والوں کو اور میں نے صحبت کی فقہا۔ اور زہاد اور عباد سے اور جب سے مجھ کو عقل آئی میں نے محمد بن اسمٰعیل کے مانند کسی شخص کو نہ پایا۔ قتیبہ سے کسی نے پوچھا نشہ میں طلاق دینے کا حکم اتنے میں محمد بن اسمٰعیل آئے تو قتیبہ نے اُس شخص سے کہا یہ احمد بن حنبلؒ ہیں اور اسحق بن راہویہ اور علی بن المدینیؒ اللہ نے ان سب کو تیرے پاس بھیج دیا اور اشارہ کیا اُنہوں نے بخاری کی طرف۔ ابو عمرو کرمانی نے کہا میں نے مہیار سے بصرے میں قتیبہ کا قول بیان کیا کہ میرے پاس لوگ آئے مشرق سے اور مغرب سے لیکن کوئی محمد بن اسمعیل کی مثل نہیں آیا۔ مہیار نے کہا قتیبہ سچ کہتے ہیں، میں نے قتیبہ اور یحییٰ بن معینؒ کو بخاری کے پاس آتے جاتے دیکھا اور میں نے دیکھا کہ یحییٰ بن معینؒ ان کی پیروی کرتے تھے معرفت حدیث اور رجال میں - ابراہیم بن محمد بن سلام نے کہا بڑے بڑے اصحاب حدیث جیسے سعید بن ابی مریم، حجاج بن منہال، اسمٰعیل بن ابی اویس، حمیدی، نعیم بن حماد، محمد بن یحییٰ عدنی، حسین بن علی خلال، محمد بن میمون خیاط، ابراہیم بن المنذر، ابو کریب محمد بن علاء، ابو سعید عبداللہ بن سعید اشج، ابراہیم بن موسیٰ اور ان کی مثل کے لوگوں نے فضیلت دی محمد بن اسمٰعیل کو اپنے اوپر نظر اور معرفت میں - احمد بن حنبلؒ نے کہا خراسان نے کوئی شخص محمد بن اسمٰعیل کی طرح

نہیں نکالا۔یعقوب بن ابراہیم دورقی اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ اس اُمت کے فقیہ ہیں۔بندار محمد بن بشار نے کہا وہ زیادہ فقیہ ہیں تمام خلق اللہ سے ہمارے زمانے میں۔حاشد بن اسمٰعیل نے کہا میں بصرے میں تھا اتنے میں محمد بن اسمٰعیل کے آنے کی خبر سُنی جب وہ آئے تو محمد بن بشار نے کہا آج تمام فقہا کے سردار آئے محمد بن ابراہیم نے کہا میں نے بندار سے ۲۸ سنہ ۲۸ء میں وہ کہتے تھے کوئی ہمارے پاس محمد بن اسمٰعیل کی مثل نہیں آیا۔بندار نے کہا میں کئی برس سے ان کی وجہ سے فخر کرتا ہوں موسٰی بن قریش نے کہا عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بخاریؒ سے کہا اے ابوعبداللہ میری کتابوں کو دیکھو اور جو کچھ ان میں نقص ہو بیان کرو۔بخاریؒ نے کہا اچھا۔بخاریؒ نے کہا میں حمیدی کے پاس گیا اُس وقت میری عمر ۱۸ برس کی تھی۔یعنی اوّل سال میں حج کے، اُن کے اور ایک شخص کے بیچ میں اختلاف ہو رہا تھا کسی حدیث میں، حمیدی نے جب مجھ کو دیکھا تو کہا اب وہ شخص آیا جو ہمارے اختلاف کا فیصلہ کر دے گا پھر دونوں نے اپنا جھگڑا بیان کیا میں نے حمیدی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ حق پر تھے۔بخاریؒ نے کہا مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے کہا میری کتابوں کو دیکھو اور ان میں جو غلطی ہو درست کرو بعض لوگوں نے ان سے پُوچھا یہ کون ہیں محمد بن سلام نے کہا یہ وہ شخص ہیں جن کی مثل کوئی نہیں ہے۔محمد بن سلام کہتے تھے جب محمد بن اسمٰعیل میرے پاس آتے تو میں حیران ہو جاتا اور ڈرتا کہیں ان کے سامنے مجھ سے غلطی نہ ہو سلیم بن مجاہد نے کہا میں محمد بن سلام کے پاس تھا اُنہوں نے کہا کاش تو ذرا پہلے آتا تو ایک لڑکا دیکھتا جس کو ستر ہزار حدیثیں یاد ہیں۔حاشد بن اسمٰعیل نے کہا میں نے اسحٰق بن راہویہ (مجتہد مشہور) کو دیکھا وہ منبر پر بیٹھے تھے اور محمد بن اسمٰعیل ان کے ساتھ بیٹھے تھے اور اسحٰق حدیثیں بیان کر رہے تھے، اتنے میں ایک حدیث اُنہوں نے بیان کی محمد بن اسمٰعیلؒ نے اس کا انکار کیا اسحٰقؒ نے کہا اے حدیث والو اس جوان کی طرف دیکھو اور اس سے لکھو کیونکہ اگر یہ امام حسن بصریؒ کے زمانے میں ہوتا تو وہ اس کے محتاج ہوتے حدیث اور فقہ میں۔بخاری نے کہا اسحٰق بن راہویہ نے میری کتاب التاریخ لی اور عبداللہ بن طاہر امیر کے پاس لے گئے اور کہا اے امیر میں تجھ کو ایک سحر دکھلاؤں۔ابوبکر مدینی نے کہا ہم ایک دن اسحاق بن راہویہ کے پاس بیٹھے تھے اور محمد بن اسمٰعیلؒ وہاں موجود تھے۔اسحٰق نے ایک حدیث بیان کی جس کے صحابی سے عطا کنجارانی راوی تھے۔اسحاق نے کہا اے ابوعبداللہ یہ کنجاران کیا ہے اُنہوں نے کہا ایک گاؤں ہے یمن میں اور معاویہؓ نے اُن صحابی کو یمن کی طرف بھیجا تھا عطا نے اُن سے دو حدیثیں سُنیں اسحٰق نے کہا اے ابوعبداللہ تم تو اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہو جیسے تم اس وقت موجود تھے بخاری نے کہا میں اسحٰق بن راہویہ کے پاس بیٹھا تھا ان سے کسی نے پُوچھا بھولے سے کوئی طلاق دے دے تو کیا حکم ہے وہ بڑی دیر تک سکوت میں رہے میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا میری امت کو جو وہ اپنے دل میں خیال کرے جب تک عمل نہ کرے یا زبان سے نہ نکالے تو ہر بات میں تین چیزیں ضرور ہیں عمل اور کلام اور قلب پھر جس نے بھولے سے طلاق دیا اس نے دل نہیں لگایا۔اسحاق نے کہا تو نے میری رائے کو زور دیا اللہ تجھ کو زور دے اور یہی فتوٰی دیا۔فتح بن نوح نیشاپوری نے کہا میں علی ابن المدینی کے پاس آیا میں نے دیکھا محمد بن اسمٰعیل اُن کے داہنے طرف بیٹھے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو اُن کی طرف دیکھ کر کرتے ہیں اُن کے ڈر سے، بخاریؒ نے کہا میں نے اپنے تئیں کہیں چھوٹا نہ سمجھا مگر علی بن المدینی کے پاس۔حامد نے کہا میں نے یہ

علی بن المدینی سے بیان کیا اُنہوں نے کہا ان کی بات پر مت خیال کر اُنہوں نے اپنا مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ بخاریؒ نے کہا علی بن المدینی مجھ سے پُوچھتے شیوخ خراسان کو تو میں اُن سے بیان کرتا محمد بن سلام کو وہ ان کو نہ پہچانتے آخر ایک دن اُنہوں نے کہا اے ابو عبداللہ جس کے پاس تم گئے وہ ہم کو پسند ہے۔ بخاریؒ نے کہا عمرو بن علی فلاس کے یاروں نے مجھ سے ایک حدیث کا ذکر کیا میں نے کہا یہ حدیث مجھے معلوم نہیں وہ خوش ہوئے اور فلاس کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ ہم نے محمد بن اسمٰعیلؒ سے ایک حدیث کا ذکر کیا اُنہوں نے نہ پہچانا فلاس نے کہا جس حدیث کو محمد بن اسمٰعیل نہ پہچانیں وہ حدیث ہی نہیں ہے۔ ابو عمرو کرمانی نے کہا میں نے عمرو بن علی فلاس سے سُنا وہ کہتے تھے میرے دوست ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ جن کا مثل خراسان میں نہیں ہے رجاء بن مرجی نے کہا محمد بن اسمٰعیل کی فضیلت علماء پر ایسی ہے جیسے مَردوں کی فضیلت عورتوں پر اور کہا وہ نشانی ہیں خدا کی جو زمین پر چلتے ہیں حسین بن حریث نے کہا میں تو نہیں جانتا کہ میں نے کسی شخص کو محمد بن اسمٰعیل کی مثل دیکھا ہو، گویا وہ حدیث ہی کیلئے پیدا ہوئے تھے۔ احمد بن الضّو نے کہا میں نے ابو بکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے سُنا وہ دونوں کہتے تھے ہم نے محمد بن اسمٰعیل کی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور ابو بکر بن ابی شیبہ اُن کو بازل یعنی کامل کہتے۔ ابو عیسیٰ ترمذی نے کہا محمد بن اسمٰعیل عبداللہ بن منیر کے پاس بیٹھے تھے جب وہ اُٹھے تو عبداللہ نے کہا اے ابو عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے تم کو اس امت کی زینت کیا ہے ابو عیسیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اُن کا یہ کہنا پورا کر دیا۔ ابو عبداللہ فربری نے کہا میں نے عبداللہ بن منیر کو دیکھا وہ بخاریؒ سے لکھتے تھے اور کہتے تھے میں اُن کے شاگردوں میں سے ہوں۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا عبداللہ بن منیر شیوخ بخاری میں سے ہیں اور روایت کیا اُن سے بخاریؒ نے جامع صحیح میں اور کہا میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا ان کی وفات اُسی سال ہوئی جس سال احمد بن حنبلؒ کی ہوئی۔ محمد بن ابی حاتم وراق نے کہا میں نے یحییٰ بن جعفر بیکندی سے سُنا وہ کہتے تھے اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اپنی عمر محمد بن اسمٰعیلؒ کو دے دیتا اس لیئے کہ میری موت ایک شخص کی موت ہے اور محمد بن اسمٰعیل کی موت علم کی موت ہے اور کہتے تھے۔ امام بخاریؒ سے اگر تم نہ ہوتے تو مجھ کو بخارا میں کچھ عیش نہ ہوتا۔ عبداللہ بن محمد مسندی نے کہا محمد بن اسمٰعیل امام ہیں اور جس نے ان کو امام نہیں کہا میں اس کو تہمت لگاتا ہوں، اور کہا ہمارے زمانے کے حافظ تین ہیں پھر شروع کیا بخاری سے۔ علی بن حجر نے کہا خراسان سے تین آدمی نکلے پھر شروع کیا بخاریؒ سے اور کہا کہ وہ تینوں میں زیادہ جاننے والے ہیں حدیث کے اور زیادہ فقیہ ہیں اور میں اُن کی مثل کسی کو نہیں جانتا۔ احمد بن اسحاق سرماری نے کہا جو شخص چاہے کہ سچے فقیہ کو دیکھے وہ محمد بن اسمٰعیل کو دیکھے۔ حاشد نے کہا میں نے عمرو بن زرارہ اور محمد بن رافع کو محمد بن اسمٰعیل کے پاس پایا وہ دونوں اُن سے حدیث کی علتوں کو پوچھ رہے تھے۔ جب کھڑے ہوئے تو لوگوں سے کہا تم کو ابو عبداللہ کے باب میں دھوکا نہ ہو یہ ہم سب سے زیادہ علم والے ہیں اور زیادہ سمجھ والے، اُنہوں نے کہا میں ایک دن اسحٰق بن راہویہ کے پاس تھا اور عمرو بن زرارہ ابو عبداللہ سے لکھ رہے تھے اور محدثین ان سے اور اسحاق کہہ رہے تھے وہ مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں اس وقت ابو عبداللہ جوان تھے۔ ابن اشکاب غصہ ہو گئے ایک حافظ کے کلام پر جو اس نے محمد بن اسمٰعیلؒ کے حق میں کیا اور مجلس سے اُٹھ گئے۔ عبداللہ بن محمد سعید نے کہا جب احمد بن حرب نیشاپوری مرے تو اسحاق بن راہویہؒ اور محمد بن اسمٰعیلؒ اُن کے جنازے کے ساتھ

چلے اور میں اہلِ معرفت سے سنتا تھا وہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے محمد بن اسمٰعیل، اسحاق سے زیادہ فقیہ ہیں۔ ابو حاتم رازی نے کہا خراسان سے کوئی محمد بن اسمٰعیل سے زیادہ حافظ نہیں نکلا اور نہ خراسان سے عراق کو کوئی ان سے زیادہ عالم آیا۔ محمد بن حریث نے کہا میں نے ابوزرعہ سے پوچھا ابولہیعہ کو اُنہوں نے کہا ترک کیا اس کو ابو عبداللہ یعنی بخاری نے حسین بن محمد عجلی نے کہا میں نے کوئی محمد بن اسمٰعیلؒ کے مثل نہیں دیکھا اور مسلم بھی حدیث کے حافظ تھے لیکن وہ محمد بن اسمٰعیل کے درجہ کو نہیں پہنچے۔ عجلی نے کہا میں نے ابوزرعہ اور ابو حاتم کو دیکھا وہ دونوں بخاریؒ سے سنتے تھے اور بخاری پیشوا تھے اور دیندار تھے اور محمد بن یحییٰ ذہلی سے اتنے درجے زیادہ عالم تھے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی نے کہا میں نے عالموں کو دیکھا حرمین اور حجاز اور شام اور عراق میں کسی کو اتنا جامع نہیں پایا جیسے محمد بن اسمٰعیلؒ کو اور وہ ہم سب سے زیادہ ہیں علم اور فقہ میں اور سب سے زیادہ ہیں حدیث کی طلب میں۔ دارمی نے ایک حدیث کو پوچھا اور کہا بخاری اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ بخاریؒ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور وہ تمام خلق اللہ میں دانشمند ہیں اور اللہ کے اوامر و نواہی کو خوب جانتے ہیں۔ اور محمد بن اسمٰعیلؒ جب قرآن پڑھتے تو دل اور آنکھ اور کان اُسی میں لگا دیتے اور اس کے امثال اور حرام اور حلال میں فکر کرتے۔ ابو الطیب حاتم بن منصور نے کہا محمد بن اسمٰعیلؒ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ ابو سہل فقیہ نے کہا میں بصرے اور شام اور حجاز اور کوفہ میں گیا اور وہاں کے علماء کو دیکھا جب محمد بن اسمٰعیلؒ کا ذکر آتا تو وہ سب ان کو فضیلت دیتے اپنے اوپر۔ ابو سہل نے کہا میں نے مصر میں تیس سے زیادہ عالموں سے سنا وہ کہتے تھے ہماری خواہش دنیا میں یہ ہے کہ محمد بن اسمٰعیل کو دیکھ لیں۔ صالح بن محمد نے کہا میں نے کوئی خراسان کا شخص محمد بن اسمٰعیل سے زیادہ سمجھ کا نہیں دیکھا اور کہا کہ وہ ان سب لوگوں سے زیادہ حافظ تھے حدیث کے اور میں اُن سے لکھتا تھا بغداد میں تو حاضرین مجلس بیس ہزار سے زیادہ ہو گئے۔ حافظ ابوالعباس سے پوچھا ابوزرعہ اور محمد بن اسمٰعیلؒ دونوں میں کون زیادہ حافظ ہے اُنہوں نے کہا میں محمد بن اسمٰعیلؒ سے ملا اور میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی حدیث ایسی بیان کروں جس کو وہ نہ پہچانتے ہوں پر نہ ہو سکا۔ ابوزرعہ کے سامنے میں ایسی حدیثیں اُن کے سر کے بالوں کے شمار میں بیان کر سکتا ہوں۔ محمد بن عبدالرحمٰن دغولی نے کہا اہلِ بغداد نے محمد بن اسمٰعیل کو ایک کتاب لکھی اس میں یہ شعر تھا۔

اَلْمُسْلِمُوْنَ بِخَيْرٍ مَّا بَقِيْتَ لَهُمْ ۔۔۔ وَلَيْسَ بَعْدَكَ خَيْرٌ حِيْنَ تُفْتَقَدُ

یعنی جب تک تم ہو مسلمانوں کی بہتری ہے اور جب تم نہ رہے تو اُن کی بہتری بھی نہیں رہے۔ امام الائمہ محمد بن اسحاق ابن خزیمہ نے کہا میں نے علل اور اسانید کا زیادہ جاننے والا محمد بن اسمٰعیلؒ سے نہ دیکھا۔ مسلم نے اُن سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں کوئی تمہارے مثل نہیں ہے۔ احمد بن سیار نے تاریخ مرو میں لکھا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ نے علم کو طلب کیا اور لوگوں کی صحبت میں بیٹھے اور حدیث کے لئے سفر کیا اور اس میں مہارت حاصل کی اور صاحب بصیرت ہوئے اور صاحب معرفت بڑے حافظے والے تھے اور فقیہ تھے۔ ابن عدی نے کہا یحییٰ ابن صاعد جب بخاریؒ کا ذکر کرتے تو کہتے وہ تو جنگ کرنے والے مینڈھے ہیں۔ ابو عمرو خفاف نے کہا ہم سے حدیث بیان کی پرہیزگار پاک ایسے عالم نے جس کا مثل میں نے نہیں دیکھا محمد بن اسمٰعیل نے۔ اور کہا کہ ان کو حدیث کا علم احمد اور اسحٰق سے بیس درجہ زیادہ تھا اور جس نے اُن کے حق میں کچھ بُرائی کی اس پر

میری طرف سے ہزار لعنت ہے اور کہا اگر بخاریؒ اس دروازے سے آویں اور میں حدیث بیان کرتا ہوں تو میں رعب میں بھر جاؤں عبداللہ بن حماد ایلی نے کہا مجھے آرزو ہے کہ میں امام بخاریؒ کے بدن کا ایک بال ہوتا۔ سلیم بن مجاہد نے کہا میں نے ساٹھ برس سے کسی کو نہ ایسا فقیہ دیکھا نہ ایسا پرہیزگار جیسے محمد بن اسمٰعیلؒ تھے۔ موسیٰ بن ہارون نے کہا اگر اہل اسلام جمع ہو کر چاہیں کہ کوئی دوسرے شخص کو بخاری کی طرح کھڑا کریں تو یہ ممکن نہیں۔ عبداللہ بن محمد بن سعید بن جعفر نے کہا میں نے مصر میں علماء سے سنا وہ کہتے تھے دنیا میں کوئی محمد بن اسمٰعیل کی مثل معرفت اور صلاح میں نہیں ہے۔ پھر عبداللہ نے کہا میں بھی یہی کہتا ہوں۔ حافظ ابو العباس نے کہا اگر کوئی شخص تیس ہزار حدیثیں لکھے تو وہ بے پروا نہ ہوگا بخاریؒ کی تاریخ سے۔ حاکم ابو احمد نے کہا وہ اماموں میں سے تھے معرفتِ حدیث میں اور جمع حدیث میں۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ یہ بخاریؒ کے مشائخ اور ان کے اہلِ عصر کے اقوال ہیں اور جو میں بعد والوں کے بھی اقوال لکھوں تو کاغذ تمام ہو جائے گا اور عمر ختم ہو جائے گی یعنی بے شمار لوگوں نے اُن کی تعریف کی ہے۔

امام بخاریؒ کے وسعتِ حافظہ اور سرعتِ ذہن اور وفورِ علم کا بیان

ابن عدی نے کہا میں نے بغداد کے متعدد مشائخ سے سُنا وہ کہتے تھے محمد بن اسمٰعیلؒ بغداد کو آئے تو اصحابِ حدیث نے ان کا حال سُنا اور سب جمع ہوئے اور ان کا امتحان لینا چاہا تو سو حدیثوں کے متون اور اسانید کو اُلٹ پلٹ کر دس دس حدیثیں دس آدمیوں کو بانٹ دیں اور یہ ٹھیرا کہ بخاری کی مجلس میں جا کر ہر ایک آدمی اُن سے باری باری یہ حدیثیں پوچھے جب مجلس جم گئی اور بہت سے لوگ بغداد اور خراسان کے حاضر تھے تو ان دس آدمیوں میں سے ایک اُٹھا اور اس نے پوچھا ایک حدیث کو ان دس حدیثوں میں سے، بخاریؒ نے کہا میں نہیں پہچانتا اس حدیث کو۔ پھر اس نے دوسری حدیث پوچھی بخاریؒ نے یہی جواب دیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گیا اور بخاریؒ یہی کہتے رہے میں نہیں پہچانتا۔ اب جو علماء تھے وہ تو تاڑ گئے کہ یہ شخص سمجھدار ہے اور جو ناواقف تھے وہ بخاریؒ کو کم علم سمجھے۔ جب دسوں آدمی اپنی اپنی حدیثوں سے فارغ ہو گئے اور بخاریؒ یہی جواب دیتے رہے میں نہیں پہچانتا اس وقت وہ متوجہ ہوئے پہلے شخص کی طرف اور کہا تیری پہلی حدیث تو وہ اس طرح سے ٹھیک ہے اور دوسری اس طرح اور تیسری اس طرح یہاں تک کہ دسوں کو بیان کر دیا اور ہر ایک کا متن اس کے اسناد کے ساتھ اور اسناد متن کے ساتھ لگا دیا۔ پھر دوسرے شخص کی طرف متوجہ ہوئے پھر تیسرے کی طرف اور دسوں سے اسی طرح بیان کیا تب سب لوگوں نے اُن کے حفظ اور فضیلت کا اقرار کیا۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا اس نقل سے امام بخاریؒ کا حافظہ معلوم ہوتا ہے اوّل تو غلط حدیثوں اور اسنادوں کا صحیح کرنا دوسرے بہ ترتیب پھر سو حدیثوں کو بیان کرنا دونوں سخت مشکل ہیں حالانکہ امام بخاریؒ نے ان حدیثوں کو ایک ہی بار سُنا تھا اور ہم نے ابو بکر کلوذانی سے روایت کیا کہ امام بخاریؒ ایک ہی بار میں کتاب کی کتاب یاد کر لیتے تھے۔ اور اوپر گذر چکا کہ وہ طالب علمی کے زمانے میں بھی سنتے تھے اور نہ لکھتے تھے ابو الازہر نے کہا سمرقند میں چار سو محدث تھے سب کے سب جمع ہوئے اور محمد بن اسمٰعیل کو مغالطہ دینا چاہا اور شام کی اسناد عراق کی اسناد میں شریک کر دی اور عراق کی حرم میں اور حرم کی یمن میں، باوجود اس کے ایک غلطی بھی امام بخاریؒ سے نہ کرا سکے (سبحان اللہ یہ حافظہ اور یہ ذہن خدا داد تھا)

غنجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے میں نے سُنا ابوالقاسم منصور بن اسحاق بن ابراہیم اسدی سے وہ کہتے تھے میں نے سُنا ابو محمد عبداللہ بن محمد ابن ابراہیم سے وہ کہتے تھے میں نے سُنا یوسف بن موسیٰ مروزی سے وہ کہتے تھے میں بصرے میں تھا جامع مسجد میں اتنے میں ایک منادی کی آواز سُنی اے علم والو محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ آئے ہیں یہ سُن کر لوگ کھڑے ہوئے میں بھی اُن کے ساتھ تھا پھر ہم نے دیکھا ایک شخص کو جو جوان ہے اس کی داڑھی میں سفیدی نہیں ہے انہوں نے نماز پڑھی ستون کے پیچھے جب نماز سے فارغ ہوئے لوگوں نے اُن کو گھیر لیا اور ان سے درخواست کی ایک مجلس میں حدیث سُنانے کی، انہوں نے قبول کیا پھر منادی نے آواز دی اے علم والو محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ آئے اور ہم نے اُن سے درخواست کی ایک مجلس کرنے کی حدیث سنانے کے لئے تو انہوں نے منظور کی کل فلاں مقام میں مجلس ہوگی جب دوسرا دن ہوا تو محدثین اور حفاظ اور فقہا جمع ہوئے قریب ایک ہزار آدمیوں کے، ابوعبداللہ حدیث سُنانے کے لئے بیٹھے انہوں نے سُنانے سے پہلے کہا اے بصرے والو! میں جوان ہوں اور تم نے مجھ سے چاہا کہ میں تم سے حدیث بیان کروں اور میں تم سے حدیث بیان کروں گا تمہارے شہر والوں کی جو تمہارے پاس نہیں ہیں، یہ سنکر لوگوں نے تعجب کیا امام بخاریؒ نے حدیث سنانا شروع کی اور کہا حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن عثمان بن جبلہ بن ابی رواد عتکی نے، اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے اس نے شعبہ سے اُس نے منصور وغیرہ سے اُس نے سالم بن ابی الجعد سے اس نے انس بن مالکؓ سے کہ ایک گنوار آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ایک شخص محبت کرتا ہے ایک قوم سے، اخیر تک پھر امام بخاریؒ نے کہا یہ حدیث تمہارے پاس منصور کی روایت سے نہیں ہے۔ بلکہ اور لوگوں کی روایت سے ہے سوا منصور کے۔ یوسف بن موسیٰ نے کہا پھر اسی طرح مجلس کو تمام کیا ہر ایک حدیث کو روایت کرتے اور کہتے یہ تمہارے پاس فلاں کی روایت سے نہیں ہے۔ حمدویہ بن خطاب نے کہا جب بخاری اخیر بار عراق سے آئے اور لوگ اُن سے بہت ملے اور ہجوم کیا تو انہوں نے کہا کاش تم اُس وقت دیکھتے جب ہم بصرہ کو گئے تھے گویا انہوں نے اشارہ کیا اسی قصہ کی طرف۔ امام بخاریؒ نے کہا میں نیشاپور میں خفیف بیمار ہوا رمضان کے مہینے میں تو اسحاق بن راہویہ مجھے پوچھنے کو آئے اپنے چند یاروں کے ساتھ انہوں نے کہا اے ابوعبداللہ کیا تم روزے سے نہیں ہو میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا تم نے جلدی کی رخصت کے قبول کرنے میں میں نے کہا مجھ کو خبر دی عبدان نے انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے عطاء سے کہا کون سی بیماری میں افطار کرنا چاہیئے عطاء نے کہا کوئی سی بیماری ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا امام بخاریؒ نے کہا یہ روایت اسحاق بن راہویہ کے پاس نہیں تھی سلیم بن مجاہد نے کہا محمد بن اسمٰعیل کہتے تھے میں کوئی حدیث صحابہ اور تابعین سے روایت نہیں کرتا جن کی ولادت اور وفات اور وطن کو میں نہ جانتا ہوں اور میں کوئی حدیث موقوف ایسی روایت نہیں کرتا جس کی اصل اللہ کی کتاب یا رسول اللہؐ کی سنت سے مجھ کو معلوم نہ ہو۔ علی بن حسین بن عاصم بیکندی نے کہا محمد بن اسمٰعیلؒ ہمارے پاس آئے ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے بولا میں نے اسحاق بن راہویہ سے سُنا وہ کہتے تھے گویا میں اپنی کتاب میں ستر ہزار حدیثوں کو دیکھ رہا ہوں۔ محمد بن اسمٰعیل نے کہا اس میں تعجب کیا ہے شاید اس زمانے میں وہ شخص موجود ہو جو دو لاکھ حدیثوں کی طرف اپنی کتاب میں دیکھ رہا ہو اور مراد لیا اس سے اپنے تئیں۔ محمد بن حمدویہ نے کہا میں نے بخاریؒ سے سُنا وہ کہتے تھے مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح۔

وراقؔ نے کہا میں نے امام بخاریؒ سے سُنا وہ کہتے تھے میں رات کو نہیں سویا یہاں تک کہ میں نے شمار کیا کہ کتنی حدیثیں میں نے اپنی کتابوں میں شریک کیں تو وہ دو لاکھ حدیثیں نکلیں اور ایک روایت میں ہے امام بخاریؒ نے کہا میں دس ہزار حدیثیں صرف نماز کے باب میں روایت کر سکتا ہوں۔ وراقؔ نے کہا میں نے اُن سے پوچھا جتنی حدیثیں تمہاری کتابوں میں ہیں وہ سب تم کو یاد ہیں انہوں نے کہا بیشک ان میں سے کوئی مجھ پر چھپی ہوئی نہیں ہے اور میں نے اپنی تمام کتابوں کو تین بار تصنیف کیا ہے (یعنی تین بار صاف کیا ہے) اور ایک بار میں نے سُنا کہ اُنہوں نے بھلانواں پیا ہے میں نے پُوچھا ان سے تنہائی میں حافظہ کی کوئی دوا بھی ہے اُنہوں نے کہا میں نہیں جانتا پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حافظہ کے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے کہ انسان اپنی یاد پر بھروسا نہ کرے اور ہمیشہ دیکھتا رہے۔ اور کہتے تھے کہ میں حج کے بعد مدینہ میں ایک سال رہا پھر بصرہ میں پانچ برس رہا اپنی کتابوں کے ساتھ تصنیف کرتا تھا اور حج کرتا تھا اور مکہ سے بصرہ کو لوٹ جاتا تھا اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تصنیفات میں مسلمانوں کو برکت دے گا۔ اور کہتے تھے کہ ایک بار میں نے انسؓ کے یاروں کا خیال کیا تو تین سو آدمی میرے ذہن میں آئے اور میں کسی شیخ کے پاس نہیں گیا مگر جتنا فائدہ میں نے اس سے اُٹھایا اُس سے زیادہ اُس نے مجھ سے اُٹھایا۔ وراقؔ نے کہا امام بخاریؒ نے ہبہ میں ایک کتاب بنائی جس میں پانچ سو حدیثیں تھیں اور کہا کہ وکیع کی کتاب میں ہبہ کے باب میں صرف دو یا تین حدیثیں مسند ہیں اور ابن المبارک کی کتاب میں پانچ ہوں گی اور کہتے تھے میں حدیث بیان کرنے کے لئے نہیں بیٹھا یہاں تک میں نے صحیح کو سقیم سے پہچانا اور یہاں تک کہ میں نے اہل رائے کی کتابیں دیکھیں اور بصرہ میں کوئی حدیث نہ چھوڑی جس کو میں نے نہ لکھا ہو، اور کہتے تھے کہ کوئی چیز جس کی احتیاج ہو ایسی نہیں ہے جو کتاب اور سنت میں نہ ہو۔ میں نے کہا اس کی معرفت ممکن ہے اُنہوں نے کہا ہاں ممکن ہے۔ احمد بن حمدون حافظ نے کہا میں نے امام بخاریؒ کو ایک جنازے میں دیکھا اور محمد بن یحییٰ ذہلی اُن سے پُوچھتے تھے اسماء۔ اور علل کو اور بخاری تیر کی طرح اس کے بیان کرنے میں رواں تھے گویا قل ہو اللہ پڑھ رہے ہیں۔ ابو حامد اعمش حافظ سے روایت ہے ہم محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کے پاس تھے نیشاپور میں اتنے میں مسلم بن حجاج (جن کی صحیح مسلم ہے) آئے اور ان سے یہ حدیث پُوچھی عبید اللہ بن عمر کی ابو الزبیر سے اُنہوں نے جابرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ تھے اخیر تک جو لمبی حدیث ہے بخاریؒ نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابن ابی اویس نے اُنہوں نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی میرے بھائی نے اُنہوں نے سلیمان بن بلال سے اُنہوں نے عبید اللہ سے پھر بیان کی پوری حدیث پھر ایک آدمی نے اُن کے سامنے یہ حدیث پڑھی حجاج بن محمد کی ابن جریج سے اُنہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے اُنہوں نے سہیل بن ابی صالح سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مجلس کا کفارہ جب آدمی کھڑا ہو یہ ہے کہ کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ مسلم نے کہا دنیا میں اس سے بھی اچھی حدیث ہو گی۔ ابن جریج عن موسیٰ بن عقبہ عن سہیل بن ابی صالح اور اس اسناد سے دُنیا میں یہی حدیث ہے۔ محمد بن اسمٰعیل نے کہا ہاں مگر اس میں علت ہے مسلم نے کہا لا الٰہ الا اللہ اور لرز گئے اور کہا بیان کرو مجھ سے وہ علت کیا ہے، بخاریؒ نے کہا چھپا اُس کو جو اللہ نے اس کو چھپایا یہ حدیث بڑی ہے لوگوں نے اس کو روایت کیا حجاج بن محمد سے اُنہوں نے ابن جریج سے مسلم نے عاجزی کی اور

امام بخاریؒ کا سر چوما اور رونے کے قریب ہو گئے امام بخاریؒ نے کہا اچھا اگر ایسا ہی ضرور ہے تو لکھ لے حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے اُنہوں نے عون بن عبداللہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ مجلس کا اخیر تک مسلم نے کہا تم سے وہی دشمنی رکھے گا جو حاسد ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں تمہاری مثل کوئی نہیں ہے اور ایسا ہی روایت کیا حاکم نے اس قصے کو نیشاپور میں ابو محمد مخلدی سے اور روایت کیا اس کو بیہقی نے مدخل میں حاکم سے دوسری طرز پر اس میں یہ ہے کہ میں نے سُنا ابو نصر احمد بن محمد وراق سے وہ کہتے تھے میں نے سُنا احمد بن حمدون قصار سے یعنی ابو حامد اعمش سے وہ کہتے تھے میں نے سُنا مسلم بن حجاج سے اور وہ آئے محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کے پاس پھر بوسہ دیا ان کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں اور کہا مجھے چومنے دو پاؤں اپنے اے استاذوں کے استاذ اور اے محدثوں کے سردار اور اے طبیب حدیث کی علتوں کے تم سے حدیث بیان کی محمد بن سلام نے اُنہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی مخلد بن یزید نے ہم کو خبر دی ابن جریج نے مجھ سے حدیث بیان کی موسیٰ بن عقبہ نے اُنہوں نے سہیل بن ابی صالح سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس کے کفارہ میں محمد بن اسمٰعیل نے کہا اور ہم سے حدیث بیان کی احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ان دونوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی حجاج بن محمد نے اُنہوں نے سُنا ابن جریج سے اُنہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی موسیٰ بن عقبہ نے اُنہوں نے سہیل سے انہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ جب مجلس سے اُٹھے تو کہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ محمد بن اسمٰعیل نے کہا یہ حدیث ملاحت دار ہے اور میں نہیں جانتا اس اسناد سے دُنیا میں مگر یہی حدیث اتنی بات ہے کہ یہ حدیث معلول ہے حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے اُنہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے وہیب نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سہیل نے اُنہوں نے عون بن عبداللہ سے ان کا قول نقل کیا۔ محمد بن اسمٰعیل نے کہا یہ اولیٰ ہے اور موسیٰ بن عقبہ کی سنداً سہیل سے کوئی روایت نہیں کرتا اور روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے علوم الحدیث میں اسی اسناد سے اس سے مختصراً اور اس کے اخیر میں یہ کہا جس سے وہم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے کہا میں اس باب میں سوا ایک حدیث کے اور نہیں جانتا حالانکہ بخاریؒ نے یہ نہیں کہا بلکہ بخاریؒ کا کلام اوپر گذرا اور قیاس سے بعید ہے کہ بخاریؒ ایسا کہتے باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھیں وہ حدیثیں جو اس باب میں آئی ہیں واللہ اعلم تمام ہوا کلام حافظ ابن حجرؒ کا اس باب میں۔

صحیح بخاری کے اور زیادہ فضائل کا بیان

ابو الہیثم کشمیہنی نے کہا میں نے فربری سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے اس جامع صحیح میں کوئی حدیث داخل نہیں کی جب تک غسل نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں اور کہتے تھے میں نے جامع کو چھ لاکھ حدیث سے انتخاب کیا اور کہتے تھے میں نے یہ کتاب جامع مسجد حرام میں تصنیف کی اور کوئی حدیث اس میں شریک نہیں کی جب تک خداوند کریم سے استخارہ نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں اور یقین نہ ہوا مجھ کو اس کی صحت پر۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا اور روایتوں میں جو مذکور ہے کہ وہ اس کو اور شہروں میں تصنیف کرتے تھے اُن میں اور اس روایت میں تطبیق اس طرح ہے

کہ امام بخاریؒ نے اس کی تصنیف شروع کی مسجدِ حرام میں پھر حدیثیں نکالتے رہے اور شہروں میں بھی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اُنہوں نے اس کتاب کو سولہ برس میں تصنیف کیا اور ظاہر ہے کہ اتنی مدت تک وہ مکہ میں نہیں رہے تھے اور ابن عدی اور ایک جماعت نے روایت کیا کہ امام بخاریؒ نے تراجم ابواب کو قبر شریف اور منبر شریف کے درمیان مرتب کیا اور ہر ایک ترجمہ کے لیئے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ روایت بھی اگلی روایتوں کے خلاف نہیں ہے کس لیئے کہ مرتب کرنے سے یہاں مراد صاف کرنا ہے تو مسودہ پہلے کیا ہوگا اور صاف یہاں کیا ہوگا۔ فربری نے کہا میں نے محمد بن ابی حاتم وراق سے سُنا وہ کہتے تھے امام بخاریؒ کو میں نے خواب میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلتے دیکھا جہاں سے آپ قدم اُٹھاتے بخاری اسی جگہ قدم رکھتے۔ خطیب نے نجم بن فضیل سے بھی یہی خواب نقل کیا اور خطیب نے کہا مجھ کو لکھا علی بن محمد جرجانی نے اصفہان سے اُنہوں نے سُنا محمد بن مکی سے وہ کہتے تھے میں نے سُنا فربری سے وہ کہتے تھے میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے پوچھا تو کہاں جاتا ہے میں نے کہا محمد بن اسمٰعیل کے پاس، آپ نے فرمایا میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔ ابو سہل محمد بن احمد مروزی سے باسناد مروی ہے وہ کہتے تھے میں نے ابوزید مروزی سے سُنا وہ کہتے تھے میں رکن اور مقام کے بیچ میں کھڑا تھا میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا اے ابو زید تو کب تک شافعی کی کتاب پڑھائے گا اور میری کتاب نہیں پڑھاتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کی کونسی کتاب ہے آپ نے فرمایا جامع محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کی۔ امام عبدالرحمٰن نسائی سے پوچھا گیا علاء اور سہیل کو اُنہوں نے کہا وہ دونوں بہتر ہیں فلیح سے اور ان سب کتابوں میں کوئی کتاب محمد بن اسمٰعیل کی کتاب سے زیادہ صحیح نہیں ہے۔ ابو جعفر عقیلی نے کہا جب بخاریؒ نے یہ کتاب تصنیف کی تو اس کو پیش کیا علی بن المدینی اور احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معین وغیرہم کے سامنے اُنہوں نے اس کو اچھا کہا اور گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں مگر چار حدیثیں عقیلی نے کہا وہ چار حدیثیں بھی صحیح ہیں اور ان کی صحت میں بخاریؒ کا قول ٹھیک ہے طالبِ حق کو دنیا میں دو کتابیں کافی ہیں ایک اللہ کی کتاب جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے اور دوسری رسول اللہؐ کی کتاب وہ یہی صحیح بخاری ہے اگرچہ رسول اللہؐ کی کتابیں اور بھی ہیں پر کوئی ان میں سے صحیح بخاری کے ہم پلّہ نہیں اسی واسطے علماء نے صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے طالبِ حق کو یہی دو کتابیں کافی ہیں اور تمام جہان کی کتابوں کو ان دو کتابوں پر پیش کرنا چاہیئے جو ان کے موافق ہوں وہ صحیح ہیں اور جو مخالف ہوں وہ ان کے مصنفین کو مبارک رہیں ہم کو ان کی تقلید کرنا ضرور نہیں اس لیئے کہ اکابر مجتہدین جیسے ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ اور مالکؒ وغیرہم ان کی تقلید بھی وہاں تک جائز ہے جب تک اُن کا قول حدیث صحیح کے خلاف نہ ہو پھر اور علماء متاخرین کا کیا ذکر ہے۔ علماء حدیث نے تصریح کی ہے کہ اعلیٰ درجات صحیح میں وہ حدیث ہے جس پر بخاری اور مسلم دونوں نے اتفاق کیا پھر جس کو صرف بخاریؒ نے نکالا پھر جس کو صرف مسلم نے نکالا پھر جس حدیث کو اور محدثین نے صحیح کہا، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم کی حدیثیں اور مصنفات کی حدیث پر مقدم ہیں اور نہیں خلاف کیا اس میں مگر ابن الہمام حنفی نے اور ان کا قول برخلاف جمہور ہے اس وجہ سے لائق اعتماد نہیں ہے۔

٭

امام بخاریؒ کی وفات کا بیان

احمد بن منصور شیرازی نے کہا جب امام بخاریؒ بخارا کو لوٹے تو شہر سے تین میل پر اُن کے لئے ڈیرے لگائے گئے اور لوگوں نے اُن کا استقبال کیا یہاں تک کہ کوئی مشہور آدمی ایسا نہ رہا جو ان کے استقبال کو نہ گیا ہو اور ان پر روپیہ اور اشرفیاں تصدّق کئے گئے پھر چند روز کے بعد وہاں کے امیر سے ناچاقی ہوئی اس نے امام بخاریؒ کے اخراج کا حکم دیا آخر وہ بیکند کی طرف چلے گئے۔ غنجار نے اپنی تاریخ میں کہا میں نے احمد بن محمد بن عمر سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے بکر بن منیر سے وہ کہتے تھے خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے امام بخاریؒ کو کہلا بھیجا کہ تم میرے پاس کتاب الجامع اور تاریخ لے کر آؤ تا کہ میں ان کو تم سے سنوں، امام بخاریؒ نے اس کے ایلچی سے کہا تو امیر سے کہہ دینا کہ میں علم کو ذلیل نہیں کرتا اور سلاطین کے دروازوں پر نہیں لے جاتا اگر اس علم کی حاجت ہے تو میری مسجد یا گھر میں آتے اگر تجھ سے یہ نہ ہو سکے تو مجھ کو منع کر دے مجلس میں بیٹھنے سے تاکہ اللہ تعالیٰ کے پاس میرا عذر ہو جائے اور میں ان لوگوں میں سے نہ ہوں جو علم کو چھپاتے ہیں، اس وجہ سے امیر اور امام بخاریؒ میں ناچاقی پیدا ہوئی۔ حاکم نے کہا میں نے محمد بن عباس ضبی سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے ابوبکر بن ابی عمرو سے سُنا وہ کہتے تھے امام بخاریؒ کو بخارا چھوڑنے کا یہ سبب ہوا کہ خالد ابن احمد نے ان کو بُلا بھیجا اپنے گھر میں اپنے بچوں کو تاریخ اور جامع پڑھانے کے لئے اُنہوں نے نہ مانا اور کہا یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ علم کی باتیں خاص لوگوں کو سناؤں اور عام لوگوں کو نہ سُناؤں خالد نے حریث بن ابی ورقا وغیرہ کئی شخصوں کو بہکایا اُنہوں نے امام بخاریؒ کے مذہب میں گفتگو کی آخر خالد نے ان کو نکال دیا شہر سے، امام بخاریؒ نے اُن کے حق میں بددعا کی اور فرمایا یا اللہ جو اُنہوں نے میرے لئے چاہا وہ خود ان کی اولاد کو پیش آئے پھر ایسا ہی ہوا۔ خالد تو ایک مہینے کے اندر بحکم امیر طاہر کے معزول کیا گیا اور گدھے پر سوار کر کے پھرایا گیا اور قید کیا گیا اور حریث بن ابی ورقاء کو اپنے گھر والوں میں وہ مصیبت پیش آئی جس کا بیان مشکل ہے اور اور لوگ بھی بلاؤں اور آفتوں میں پھنسے۔ ابن عدی نے کہا میں نے عبدالقدوس بن عبدالجبار سے سُنا وہ کہتے تھے امام بخاریؒ خرتنگ کو گئے جو ایک گاؤں تھا سمرقند کا اور وہاں اُن کے اقربا تھے تو وہاں اُترے، ایک رات میں نے اُن سے سُنا وہ دُعا کر رہے تھے یا اللہ تیری زمین کشادہ ہے مگر مجھ پر تنگ ہو گئی اب تو مجھے اپنے پاس بُلا لے پھر ایک مہینہ بھی نہ گذرا کہ اُنہوں نے انتقال فرمایا۔ محمد بن ابی حاتم وراق نے کہا میں نے غالب بن جبریل سے سُنا اور امام بخاریؒ خرتنگ میں اُنہیں کے پاس اُترے تھے وہ کہتے کہ امام بخاریؒ چند روز وہاں رہے پھر بیمار ہوئے اس وقت ایلچی آیا سمرقند والوں کا اور کہنے لگا کہ سمرقند کے لوگوں نے آپ کو بُلایا ہے امام بخاریؒ نے قبول کیا اور سوار ہونے لگے موزے پہنے عمامہ باندھا بیس قدم گئے ہوں گے جانور پر چڑھنے کے لئے میں اُن کا بازو تھامے تھا کہ اُنہوں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو مجھے ضعف ہو گیا ہم نے چھوڑ دیا اُنہوں نے کئی دُعائیں پڑھیں پھر لیٹ رہے ان کے بدن سے بہت پسینہ بہا اور انتقال ہو گیا، وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے مجھے کفن دینا تین کپڑوں میں جن میں نہ قمیص ہو نہ عمامہ (یہی سنت ہے اور قمیص اور عمامہ دونوں بدعت ہیں) ہم نے ایسا ہی کیا جب ان کو کفن میں لپیٹا اور نماز سے فارغ ہوئے اور قبر میں رکھا تو اُن کی قبر سے مشک کی طرح خوشبو پھوٹی

اور بہت دنوں تک یہ خوشبو باقی رہی یہاں تک کہ کتنے دنوں تک لوگ اُن کی قبر کی مٹی لے جاتے تھے (سبحان اللہ یہ حدیث شریف کی خدمت کی برکت تھی) آخر ہم نے اُن کی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا۔ خطیب نے کہا مجھ کو خبر دی علی بن ابی حامد نے ان کو خبر دی محمد بن محمد ابن مکی نے انہوں نے کہا میں نے سنا عبدالواحد بن آدم طواویسی سے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے ساتھ ایک جماعت تھی صحابہ کرام رضی کی، آپ ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے میں نے سلام کیا آپ کو آپ نے جواب دیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں آپ نے فرمایا محمد بن اسمٰعیل کا انتظار کر رہا ہوں۔ بعد چند روز کے امام بخاریؒ کی وفات کی خبر آئی اور میں نے غور کیا تو وہ اسی وقت مرے تھے جب میں نے یہ خواب دیکھا تھا۔ مہیب بن سلیم نے کہا امام بخاریؒ کی وفات ہفتہ کی رات کو عید الفطر کی شب میں ہوئی سنہ ۲۵۶ھ ہجری میں اور ایسا ہی کہا حسن بن حسین بزار نے کہا اور کہا کہ اُن کی عمر تیرہ دن کم باسٹھ برس کی تھی، اللہ جل جلالہٗ اُن پر رحم کرے اور اُن کو درجات عالیہ مرحمت فرمائے۔ تمام ہوا کلام حافظ ابن حجرؒ کا۔ مقدمہ فتح الباری میں اور قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا ابو علی حافظ سے انہوں نے کہا مجھ کو خبر دی ابوالفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس سنہ ۴۶۴ھ ہجری میں کہ سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا لوگوں نے پانی کے لئے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمرقند کے پاس اور اُن سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دینا چاہتا ہوں انہوں نے کہا بیان کرو وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاریؒ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو شاید اللہ جل جلالہٗ ہم کو پانی عطا فرمائے، یہ سن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام بخاریؒ کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحبِ قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا یہاں تک کہ شدت بارش سے سات روز تک لوگ خرتنگ سے نہ نکل سکے۔ اور مناقب امام بخاریؒ کے بہت ہیں اور مشہور ہیں انتہیٰ۔ ابو یعلیٰ خلیلی نے کہا کتاب الارشاد میں کہ ولادت امام بخاریؒ کی بارھویں شب میں شوال کے جمعہ کے دن عشا کی نماز کے بعد سنہ ۱۹۴ھ ہجری میں ہوئی اور وہ ایک مرد تھے نحیف الجثہ میانہ قامت، اشعۃ اللمعات میں ہے امام بخاریؒ کو امیر المومنین فی الحدیث اور ناصر الاحادیث المصطفویہ اور ناشر المواریث المحمدیہ کا لقب دیا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی نے اپنی کسی تالیف میں لکھا ہے کہ ایک دن ہم اس حدیث میں بحث کر رہے تھے لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ یعنی اہلِ فارس وفی روایۃ لنالہ رجال من ہٰؤلاء۔ میں نے کہا کہ امام بخاریؒ ان لوگوں میں داخل ہیں کس لئے کہ خدائے تعالیٰ نے حدیث کا علم انہیں کے ہاتھوں مشہور کیا ہے اور ہمارے زمانے تک حدیث باسناد صحیح متصل اسی مرد کی ہمتِ مردانہ سے باقی رہی وہ شخص اہلِ حدیث سے ایک قسم کا بغض رکھتا تھا جیسے ہمارے زمانے کے اکثر فقیہوں کا حال ہے خدا اُن کو ہدایت کرے اس نے میری بات کو پسند نہ کیا (حالانکہ شاہ صاحبؒ نے بخاریؒ کو ان لوگوں میں داخل کیا تھا اور ان سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں فقیر کا تو اعتقاد رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ کی نسبت یہ ہے کہ مراد اس سے بخاریؒ ہیں) اور کہا امام بخاریؒ حدیث کے حافظ تھے نہ کہ عالم اور ان کو ضعیف اور صحیح حدیث کی پہچان تھی لیکن فقہ اور فہم میں کامل نہ تھے (اے جاہل تو نے امام بخاریؒ کی تصنیفات پر غور نہیں کیا ورنہ ایسی بات ان کے حق میں

نہ نکالتا وہ تو فقہ اور فہم اور باریکی استنباط میں طاق ہیں اور مجتہد مطلق ہیں اور اس کے ساتھ حافظ حدیث بھی تھے یہ فضیلت کسی مجتہد کو بہت کم نصیب ہوئی ہے) شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کی طرف سے منہ پھیر لیا (کیونکہ جواب جاہلاں باشد خموشی) اور اپنے لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے کہا کہ حافظ ابن حجرؒ تقریب میں لکھتے ہیں محمد بن اسمٰعیل امام الدنیا فی فقہ الحدیث یعنی امام بخاریؒ سب دنیا کے امام ہیں فقہ میں اور یہ امر اس شخص کے نزدیک جس نے فنِ حدیث کا تتبع کیا ہو بدیہی ہے بعد اس کے میں نے امام بخاریؒ کی چند تحقیقاتِ علمیہ جو سوا اُن کے کسی نے نہیں کی ہیں بیان کیں اور جو کچھ خدا نے چاہا وہ میری زبان سے نکلا۔ خواجہ محمد امین نے کہا جو کچھ شاہ صاحبؒ نے فرمایا اس کی حفظ کی ہم کو گنجائش نہیں ہے مگر اس کا حاصل باختصار لکھتا ہوں، جاننا چاہیئے کہ علم حدیث ہجرت کے سو سال تک جمع نہیں ہوا تھا اور سینہ بسینہ منتقل ہو رہا تھا سو برس کے بعد جمع ہونا شروع ہوا اور دوسرے سو برس تک آہستہ آہستہ مضبوط ہوتا رہا اور تصانیف مرتب ہوتی رہیں بعد دو سو سال کے امام بخاریؒ نے حدیث کا جھنڈا اُٹھایا اور اس فن میں مرجع عالم ہوئے تو سب سے پہلے جس چیز کو امام بخاریؒ نے انجام دیا وہ تمیز ہے حدیث کے اقسام میں، بعد اُن کے محدثین اُن کے قدم بقدم چلے والفضل للمتقدم تفصیل اس کلمہ کی یہ ہے کہ جب حدیثیں جمع ہوگئیں اور محدثین نے اس میں غور کیا اُنہوں نے دیکھا کہ بعض حدیثیں مستفیض (مشہور) ہیں جن کو تین صحابیوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے اور ہر ایک صحابی سے بہت لوگوں نے سنا اور روز بروز وہ حدیث مشہور ہوتی گئی، یہ تو اعلیٰ مرتبہ حدیث کا ہے، اس کے بعد حدیث مشہور ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی یا دو نے روایت کیا ہو پھر عزیز کہ کبار تابعین یا صغار تابعین یا کبار تبع تابعین میں اس کے کئی طریق ہو گئے جیسے حدیث اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کہ کتب صحیحہ میں سوا حضرت عمرؓ کے دوسرا کوئی اس کا راوی نہیں ہے اور حضرت عمرؓ سے بھی سوائے علقمہ کے کوئی راوی نہیں اور علقمہ سے سوائے محمد بن ابراہیم کے کوئی راوی نہیں اور محمد بن ابراہیم سے سوائے یحییٰ بن سعید کے کوئی راوی نہیں اور یحییٰ بن سعید صغار تابعین میں سے ہیں ان سے بے شمار لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اُن کے بعد وہ حدیث ہے جو طبقہ اولیٰ میں درجۂ شہرت کو نہیں پہنچی اور اس کی کئی قسمیں ہیں اس لیئے کہ اگر اس حدیث کے کئی طریق ہوں اُس کے نکالنے والے تک صحابی ہو یا تابعی یا بڑا تبع تابعی اور ہر ایک طریق دوسرے طریق کا گواہ ہو اور ہر ایک کو دوسرے سے قوت ہو تو وہ حدیث حسن ہے اور اگر اس کا ایک ہی طریقہ ہو تو وہ غریب مطلق ہے پھر حسن حدیث کے اگر بعض طریقے اس قسم کے ہوں کہ اس میں سب ثقات ہوں بغیر نکرت اور شذوذ کے اور راوی اس کے علما ہوں حدیث کے جو مشہور ہیں ساتھ عدالت اور ضبط کے تو اس کو صحیح کہتے ہیں اور جو مرسل ہو ثقات کی یا روایت ہو اہلِ علم کی جو تابعین نہ ہوں حد ضبط کو پہنچے ہوئے مگر اس کے کئی طریقے ہوں جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہوں تو وہ حسن ہے اور یہی ہے اصطلاح ترمذی کی اور اُنہوں نے ہی سب سے پہلے حسن کا نام مشہور کیا اور جو حدیث مشہور ہو لیکن اس کا کوئی طریق صحت کی حد کو نہ پہنچا ہو وہ بھی حسن میں داخل ہے اور ایسی حدیثیں کم ہیں تو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو خاص کیا ہے صحیح سے بعض اُن میں سے مستفیض ہیں بعض مشہور ہیں بعض صحیح مقبول اور اس کام میں سب سے پہلے امام بخاریؒ نے قدم جمایا اور اگر بالفرض امام بخاریؒ میں سوائے حدیث صحیح کے تمیز کرنے کے اور کوئی فضیلت نہ ہوتی جب بھی

وہ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ میں داخل ہوئے اس لئے کہ ایمان صرف فقہ کا نام نہیں ہے بلکہ تفسیر اور سیر اور تمام فنونِ حدیث کے ایمان کے موقوف علیہ ہیں پھر وہ شخص جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں کیونکر داخل نہ ہوگا اور امام بخاریؒ ۲۰۲ھ ہجری کے بعد ظاہر ہوئے اُن سے پہلے کئی علماء نے علوم دینی میں کئی کتابیں لکھی تھیں امام مالکؒ اور سفیان ثوری نے فقہ میں اور ابن جریج نے تفسیر میں اور ابو عبید نے غریب القرآن میں اور محمد بن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے سیر میں اور عبداللہ بن مبارک نے زہد اور مواعظ میں اور بعضوں نے بدء الخلق اور قصص الانبیاء میں اور یحییٰ بن معین نے احوالِ صحابہؓ اور تابعینؒ میں اور بعضوں نے رؤیا اور ادب اور طب اور شمائل میں اور بعضوں نے اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ اور رد میں مبتدعین مانند جہمیہ وغیرہ کے امام بخاریؒ نے ان سب علوم پر غور کیا اور اس کے جزئیات اور کلیات کو چھانٹا پس کچھ اُن علموں میں سے جو احادیث صحیحہ سے بخاریؒ کی شرط پر نکلے ہیں اپنی کتاب میں لائے تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ان علوم کے اصول میں سے ایک حجت قاطعہ رہے جس میں شک کو دخل نہ ہو اور عقل صاف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب تک کوئی شخص جزئیات اور کلیات علمی کو نہ جانے وہ احادیث صحیحہ سے جو ثابت ہے اس کو چھانٹ نہیں سکتا چنانچہ اگر کوئی کہے کہ فلاں نے قانون طبیہ کو چنا ہے اور جو کچھ صحیح دلیلوں سے ثابت ہوا ہے اس کو الگ کیا ہے تو بطریق بداہت معلوم ہو جائے گا کہ اس شخص نے جزئیات اور کلیاتِ قانون کو مستحضر کیا ہے اور جو تراز و اللہ تعالیٰ نے اس کے سینہ میں رکھی اس میں ہر ایک بات کو تولا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص نے ابو الطیب متنبی کے دیوان کا انتخاب کیا ہے تو بالبداہت یہ امر معلوم ہوگا کہ عروض اور عربیت اور طریق انشاء شعر کو وہ خوب جانتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کو ان علوم میں مہارت تھی اور مسائل کے دلائل کا اُنہوں نے امتحان کیا تھا اور جو مسائل کتاب اللہ یا حدیث صحیح سے ثابت ہیں اُن کو اُنہوں نے الگ کیا ہے اور کافی ہے یہ فضیلت اُن کی اور فقہ اُن کی اور اگر ہم انصاف کریں تو علماء متقدمین میں سے کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ اس نے ان تمام فنون میں گفتگو کی ہو بلکہ ان کا کلام ایک یا دو فن سے خاص ہے اور متقدمین میں سے ہم کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ اشاراتِ حدیث سے استدلال کرنے میں وہ امام بخاریؒ سے بڑھ گیا ہو اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ علوم کے اصول احادیثِ صحیحہ سے نکالنا اور اُن کا پرکھنا بہت بڑا کام ہے شریعت میں اور محتاج ہے بڑے ذہن اور حفظ کا یہاں تک کہ امام احمدؒ نے باوصف اس تبحر کے جو اُن کو حاصل تھا یہ کہا ہے کہ ہم سیر اور تفسیر اور زہد کے انتقاد سے عاجز ہیں کیونکہ ان فنون میں اکثر حدیثیں مرسل اور ضعیف ہیں اس کے ساتھ امام بخاریؒ نے ہر ایک فن میں فوائد جلیلہ زیادہ کئے ہیں موقوفات صحابہؓ اور تابعین سے اور ان کو پھیلایا ہے اپنی کتاب کے تراجم میں اور طریقہ استخراج احادیث کا مسائل متعلقہ میں سکھلایا ہے اور طریقہ استدلال کا اشارۃً نصوص سے تعلیم کیا ہے گویا اس امر کے مخترع امام بخاریؒ ہی ہیں بعضی قسمیں ایسی ہیں جن کو محققین فقہا قبول نہیں کرتے جیسے استدلال کرنا دو احتمالوں والے لفظ سے ایک مسئلہ پر وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ اور علماء میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو بعض مواضع میں اس پر اعتراض نہ ہوا ہو اور عقد تراجم میں بھی بعض لوگ سوء ترتیب کو پیش کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ اُن سے پیشتر فن تبویب خوب جاری نہیں ہوا تھا اور اہلِ علم کا خیال مطالب عالیہ پر رہتا ہے نہ تراجم اور ترتیب پر تمام ہوا کلام حضرت شاہ صاحبؒ کا۔ مولانا ابو الطیب نے اتحاف النبلاء میں لکھا ہے کہ بخاریؒ کا تفقہ اور باریکی استنباط اس درجہ پر ہے کہ کوئی منصف عالم اس کا انکار نہیں کر سکتا اور شراحِ حدیث

نے قدیماً وحدیثاً کیسی محنتیں ان کے تراجم ابواب کی تطبیق میں کی ہیں اور اب تک مؤلف کے اصل مطلب تک رسائی نہیں ہوئی اسواسطے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ امام بخاریؒ فقہ اور حدت ذہن اور فہم کتاب وسنت میں بے نظیر تھے انتہٰی۔ غرض وفات امام بخاریؒ کی عید الفطر کی رات کو ہوئی اور بروز عید بعد نماز ظہر کے خرتنگ میں دفن ہوئے۔ خرتنگ بفتح خائے معجمہ وسکون راء ایک قریہ ہے سمرقند کے قریوں میں سے اور بخارا ایک شہر ہے بڑا ماوراء النہر کے شہروں میں سے اُس کے اور سمرقند کے بیچ میں آٹھ روز کی راہ ہے۔ ایک شخص نے امام بخاریؒ کی تاریخ ولادت صدق[194] کے لفظ سے مدت عمر حمید[62] سے اور تاریخ وفات نور[256] کے لفظ سے نکالی ہے امام بخاریؒ مستجاب الدعوات تھے اُنہوں نے اپنی کتاب کے قاری کے لئے بھی دعا کی ہے اور صدہا مشائخ نے اس کا تجربہ کیا کہ صحیح بخاری کا ختم ہر ایک مطلب اور مقصد کے لئے مفید ہے۔ سید جمال الدین محدث نے اپنے استاذ سید اصیل الدین سے نقل کیا ہے اُنہوں نے کہا میں نے صحیح بخاری کو قریب ایک سو بیس[120] بار کے پڑھا وقائع اور مہمات میں اور ہمیشہ میرا مقصود حاصل ہوا۔

سند مترجم کی امام بخاریؒ تک

مجھ کو اجازت دی اس کتاب کی میرے شیخ عالم علامہ شیخ احمد[1] بن عیسٰی بن ابراہیم شرقی حنبلی نے اُن کو اجازت دی شیخ علامہ عبد الرحمٰن[2] بن حسن نے اُن کو اجازت دی شیخ عبد الرحمٰن[3] جبرتی نے اُنہوں نے روایت کیا شیخ مرتضٰی[4] حسینی سے اُنہوں نے شیخ عمر[5] بن احمد بن عقیل اور شیخ احمد[5] جوہری سے ان دونوں نے روایت کیا عبد اللہ بن سالم بصری سے جو شارح ہیں صحیح بخاری کے وہ روایت کرتے ہیں ابی عبد اللہ[7] محمد بن علاء الدین بابلی سے وہ روایت کرتے ہیں شیخ سالم[8] منہوری سے وہ نجم[9] غیطی سے وہ شیخ الاسلام زکریا[10] انصاری سے وہ حافظ شیخ الاسلام احمد[11] بن علی بن حجر عسقلانی سے وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم[12] بن احمد تنوخی سے وہ احمد[13] بن ابی طالب حجار سے وہ حسین[14] بن مبارک زبیدی حنبلی سے وہ ابو الوقت عبد الاول[15] بن عیسٰی سنجزی ہروی سے وہ ابو الحسن عبد الرحمٰن[16] بن محمد بن المظفر بن داؤد داؤدی سے وہ ابو عبد اللہ[17] محمد بن یوسف بن مطر فربری[1] سے وہ امام بخاریؒ سے اس سند میں مترجم سے لے کر امام بخاریؒ تک سترہ[17] واسطے ہیں اور ثلاثی روایت میں امام بخاریؒ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تین واسطے ہیں تو مترجم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ثلاثی روایت میں اکیس[21] واسطے ہوئے دوسری[2] سند مترجم نے روایت کیا شیخ احمد[1] بن ابراہیم بن عیسٰی[2] سے اُنہوں نے شیخ عبد الرحمٰن[2] بن حسن سے اُنہوں نے شیخ عبد اللہ[3] سویدان سے اُنہوں نے احمد بن محمد جوہری سے اُنہوں نے اپنے باپ[5] سے اُنہوں نے عبد اللہ[6] بن سالم بصری سے جیسے اوپر گزرا۔ تیسری[3] سند مترجم نے شیخ احمد[1] بن ابراہیم سے اُنہوں نے شیخ عبد الرحمٰن[2] بن حسن سے اُنہوں نے شیخ حسن[3] قویسنی سے اُنہوں نے شیخ عبد اللہ[4] شرقاوی سے اُنہوں نے شیخ محمد[5] بن سالم حفنی سے اُنہوں نے شیخ عبد[6] بن علی نمرسی سے اُنہوں نے عبد اللہ[7] بن سالم بصری سے۔ چوتھی[4] سند مترجم نے شیخ احمد[1] بن ابراہیم سے اُنہوں نے شیخ عبد اللہ[2] ابن حسن سے اُنہوں نے حسن[3] قویسنی سے اُنہوں نے شیخ داؤد[4] قلعاوی سے اُنہوں نے شیخ احمد[5] بن جمعہ بجیرمی سے

---

[1] داؤدی اور فربری کے درمیان ایک واسطہ ابو محمد سرخسی کا بھی ہے مترجم سے اس کا ذکر رہ گیا ہے۔ مصحح

[2] مترجم نے ان کا نام احمد بن عیسٰی بن ابراہیم بھی لکھا ہے ملاحظہ ہو "لغات الحدیث" مادہ ضعضعۃ مصحح

انہوں نے شیخ مصطفےٰ اسکندرانی معروف یا بن الصباغ سے انہوں نے شیخ عبداللہ بن سالم سے اسی طرح جیسے اوپر گذر ا پانچویں سند تونیسی سے انہوں نے شیخ سلیمان بجیرمی سے انہوں نے شیخ محمد عشماوی سے انہوں نے شیخ ابوالعز عجمی سے انہوں نے شیخ محمد شوبری سے انہوں نے محمد رملی سے انہوں نے شیخ الاسلام زکریا انصاری سے انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے انہوں نے شیخ تنوخی سے انہوں نے شیخ سلیمان بن حمزہ سے انہوں نے شیخ علی بن حسین بن مقیر سے انہوں نے ابوالفضل محمد بن ناصر سے انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن بن مندہ سے انہوں نے ابی بکر محمد جوزقی سے انہوں نے مکی ابن عبدان نیشاپوری سے انہوں نے امام مسلمؒ سے جو صاحب صحیح ہیں انہوں نے امام بخاریؒ سے راضی ہو اللہ ان سب سے چھٹی سند مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے انہوں نے شیخ عبداللطیف بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے مفتی محمد بن محمود جزائری سے انہوں نے اپنے والد محمود بن محمد جزائری سے انہوں نے اپنے والد ابو عبداللہ محمد بن حسین عنابی سے انہوں نے اپنے والد حسین بن محمد سے انہوں نے اپنے اخیافی بھائی مصطفےٰ بن رمضان عنابی سے انہوں نے ابو عبداللہ محمد بن شقرون سے انہوں نے ابی الحسن علی الاجہوری المالکی سے انہوں نے عمر بن الجائی الحنفی سے انہوں نے شیخ زکریا انصاری سے انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے اسی طرح جیسے اوپر گذرا۔ ساتویں سند شیخ محمد بن محمود نے اپنے دادا محمد بن حسین سے اجازۃً سنا اور اوپر جو سند مذکور ہوئی وہ سماعاً اور قراءۃً تھی پھر وہی سند ہے جو اوپر گذری۔ اٹھویں سند شیخ عبداللطیف نے اجازۃً روایت کیا شیخ محمد بن محمود جزائری سے انہوں نے اپنے شیخ ابوالحسن علی بن عبدالقادر بن الامین مالکی سے کچھ سماعاً کچھ اجازۃً انہوں نے اپنے شیخ احمد جوہری سے انہوں نے احمد بن محمد بن احمد بنائی سے انہوں نے ابوالحسن علی الاجہوری سے انہوں نے عمر بن الجائی سے انہوں نے زکریا انصاری سے انہوں نے حافظ ابن حجر سے۔ نویں سند جو نہایت اعلیٰ ہے اور ویسی اعلیٰ سند لوگوں کو کم ملی ہوگی مترجم نے شیخ احمد بن ابراہیم سے انہوں نے شیخ عبداللطیف سے انہوں نے شیخ محمد بن محمود جزائری سے انہوں نے شیخ ابی الحسن علی بن عبدالقادر بن الامین سے انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن مکرم اللہ عدوی صعیدی سے انہوں نے اپنے شیخ ابو عبداللہ محمد عقیلہ مکی سے انہوں نے شیخ حسن بن علی عجیمی سے انہوں نے شیخ احمد بن محمد بن عجل یمنی سے انہوں نے یحییٰ بن مکرم طبری سے انہوں نے ابراہیم بن محمد بن صدقہ دمشقی سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبدالاول فرغانی سے انہوں نے محمد بن شاذ بخت فارسی سے انہوں نے یحییٰ بن عمار بن مقبل بن شاہان ختلانی سے انہوں نے فربری سے انہوں نے امام بخاریؒ سے۔ شیخ عبداللطیف نے کہا اس اسناد میں مجھ سے لے کر امام بخاریؒ تک بارہ واسطے ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ اس اسناد میں مجھ سے امام بخاری تک چودہ واسطے ہیں تو ثلاثیات بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اٹھارہ واسطے پڑیں گے اور یہ اسناد بہت عالی ہے چنانچہ اسی عالی سند سے میں ایک حدیث امام بخاریؒ کی تیمناً و تبرکاً لکھتا ہوں۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عِيْسَى الْحَنْبَلِيُّ اَنَا عَبْدُ اللَّطِيْفِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمُوْدِ الْجَزَائِرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ بْنِ الْاَمِيْنِ عَنْ اَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُكَرَّمِ اللهِ الْعَدَوِيِّ الصَّعِيْدِيِّ عَنْ اَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدٍ عُقَيْلَةَ الْمَكِّيِّ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِيِّ الْعُجَيْمِيِّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَجَلِ الْيَمَنِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُكَرَّمِ الطَّبَرِيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَدَقَةَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْاَوَّلِ الْفَرْغَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَ بَخْتِ الْفَارِسِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمَّارِ بْنِ مُقْبِلِ بْنِ شَاهَانِ الْخُتْلَانِيِّ عَنِ الْفَرَبْرِيِّ عَنِ الْاِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ

البُخارِيّ قَالَ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

دسویں[۱۰] سند مترجم نے روایت کیا شیخ علامہ حسین بن محسن انصاری یمنی سے بلا واسطہ اور بواسطہ احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ کے اور شیخ حسین بن محسن روایت کرتے ہیں متعدد مشائخ سے جیسے شریف محدث محمد بن ناصر حازمی اور سید علامہ حسن بن عبدالباری اہدل اور سید علامہ سلیمان بن محمد بن عبدالرحمٰن اہدل مفتی زبید اور اپنے بھائی محمد بن محسن انصاری سے اور ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک کتاب ہے اسناد کی جو معروف اور مشہور ہے جیسے شیخ محمد بن محسن روایت کرتے ہیں قاضی احمد بن محمد شوکانی سے اور وہ اپنے باپ شیخ الاسلام قاضی محمد بن علی شوکانی مجتہدین سے اور اُن کی سندیں کتاب اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر میں موجود ہیں اس اسناد میں مترجم کو امام شوکانی سے تین واسطے ہیں اور محمد بن ناصر حازمی خود امام شوکانی سے روایت کرتے ہیں اس اسناد میں دو[۲] واسطے ہیں اور شیخ محمد بن ناصر سوا امام شوکانی کے روایت کرتے ہیں سید عبدالرحمٰن بن سلیمان سے اور شیخ محمد عابد سندی مدنی سے اور اور مشائخ معروفین سے اور مترجم نے اپنے صغر سن میں شیخ عبدالحق بن فضل اللہ سے تلمذ کیا ہے گو سند حدیث کی نہیں لی اور شیخ عبدالحق بلا واسطہ شاگرد تھے امام شوکانی کے رضی اللہ عنہم۔ گیارھویں[۱۱] سند جس میں مشائخ ہند ہیں۔ مترجم روایت کرتا ہے قاضی حسین بن محسن انصاری خزرجی سعدی سے وہ روایت کرتے ہیں محمد بن ناصر حازمی سے وہ روایت کرتے ہیں مشہور بین الآفاق مولانا محمد اسحٰق صاحب دہلوی سے وہ روایت کرتے ہیں شاہ عبدالعزیز دہلوی سے وہ شیخ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم سے وہ ابوالطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی سے وہ شیخ ابراہیم کردی سے وہ احمد قشاشی سے وہ احمد بن عبدالقدوس سے وہ شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے وہ شیخ زکریا بن محمد ابویحییٰ انصاری سے وہ شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی سے آگے وہی سند ہے جو پہلی سند میں گذری۔ بارھویں[۱۲] سند مترجم روایت کرتا ہے احمد بن ابراہیم بن عیسیٰ سے وہ روایت کرتے ہیں شیخ عالم کامل محمد بن سلیمان حسب اللہ شافعی مکی سے (اور مترجم نے بلا واسطہ بھی شیخ حسب اللہ سے سنا ہے اور ان کو دیکھا ہے) وہ روایت کرتے ہیں تمام ثبت کو علامہ شیخ عبداللہ سراجی سے اور علامہ شیخ محمد امیر سے اور ثبت معروف اور مشہور ہیں راضی ہو اللہ جل جلالہٗ ان سب بزرگواروں سے اور ان کے ساتھ ہمارا حشر کرے اور عالم برزخ میں ہمارا ان کا ساتھ کرے۔ یا اللہ بخش دے ان بزرگواروں کے طفیل سے مجھ گنہگار روسیہ کو جس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہے بجز اس کے کہ وہ ان صالحین کو دوست رکھتا ہے احب الصالحین ولست منھم لعل اللہ یرزقنی صلاحًا۔ اور میرے والد ماجد مولوی مسیح الزماں صاحب مرحوم و مغفور کو اور اس ترجمہ کے شائع کرنے والوں کو۔ آمین ؂



قارئین کے لئے



ضروری وضاحت



صحیح بخاری شریف کے اس نسخے کی احادیث کا عربی متن مصر کے مطبوعہ نسخے سے لیا گیا ہے۔ چنانچہ عربی متن پر جو اعراب ہیں، وہ بھی مصری طرز پر ہیں اور اعراب کی یہ طرز پورے عرب ممالک میں رائج ہے لیکن پاکستان و ہندوستان کے قارئین کو بعض اعراب اجنبی معلوم ہوں گے۔ ان کی سہولت کے لئے ذیل میں مصری طرز کے اعراب اور پاک و ہند کے طرزِ اعراب میں جو فرق ہے، اس کی وضاحت درج ہے:۔



پاک و ہند کا طرزِ اعراب	مصری طرزِ اعراب
الف پر زبر اَ	أَ
الف کے نیچے زیر اِ	إِ
الف پر پیش اُ	أُ
کھڑا زبر ـٰ جیسے مُوسیٰ	ـَـ مُوسَى
حرفِ مشدد کے نیچے زیر حرف کے نیچے (رَبِّ)	تشدید کے نیچے جیسے رَبِّ
لفظ اللّٰہ۔ اللّٰہ	الله
لفظ رحمٰن۔ رَحْمٰن	رَحمَن
کھڑی زیر ـٖ مثلاً بہٖ	ـِـ جیسے بِهِ
الٹا پیش ـٗ مثلاً لہٗ	ـُـ جیسے لَهُ



ناظرین سے التماس

صحیح بخاری شریف کی یہ پہلی جلد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تیار اور مکمل ہو کر آج آپ کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ صحیح بخاری شریف کی بقیہ جلدیں بھی ساتھ کے ساتھ تیار ہو رہی ہیں۔ کسی جلد کی عربی کتابت ہو رہی ہے، کسی جلد میں اردو ترجمہ لکھا جا رہا ہے، اور کسی جلد کی عربی اردو کتابت مکمل ہو چکی ہے اور اس کی فلمیں بن رہی ہیں۔ آپ سے التماس ہے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمتِ خاص سے مکمل بخاری شریف کی جلد سے جلد اشاعت کی ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ آمین! اس کی پوری عربی کتابت حافظ ریاض احمد صاحب خوشنویس نے کی ہے۔ جلد اوّل میں اُردو ترجمہ منشی علی محمد صاحب خوشنویس نے لکھا ہے۔ جلد دوم میں ترجمہ کی کتابت مختار محمود صاحب نے کی ہے اور جلد سوم میں ترجمہ محمد وصی صاحب کاتب نے لکھا ہے۔ جلد چہارم کا ترجمہ مختار محمود صاحب نے لکھا ہے۔

میں ممنون ہوں مولوی فضلِ خالق صاحب کا، جنھوں نے اس کی تصحیح اور پروف ریڈنگ انتہائی محنت اور حد درجہ احتیاط و توجہ کے ساتھ کی ہے۔ خدا ان کو اجر نیک دے۔ اسی طرح میں شکرگذار ہوں جناب عبدالستار صاحب کا، جنھوں نے اس کو اپنی زیر نگرانی تاج آرٹ پریس میں چھپوایا، اور جناب محمد اسحٰق بھٹی صاحب کا جنھوں نے اس کی جلد بندی کی ہے۔ خداوند کریم انہیں بھی اجر دے۔ براہِ کرم ان حضرات کے لئے بھی دعائے خیر فرمائیں۔ اس کے بعد ہمارا ارادہ انشاء اللہ مشکوٰۃ شریف کی اشاعت کا ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے بھی ہمیں آپ کی پُرخلوص دعائیں درکار ہیں۔ والسلام!!

طالبِ دُعا

عنایتُ اللہ

مینجنگ ڈائرکٹر تاج کمپنی لمیٹڈ۔ کراچی

دعا کی التجا

عنایت اللہ منیجنگ ڈائریکٹر تاج کمپنی لمیٹڈ، جن کے زیرِ اہتمام صحیح بخاری شریف کی یہ جلد، احادیث کے عربی متن اور مولوی وحید الزماںؒ کے مقبولِ عام اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع ہوئی ہے، تمام قارئین سے التجا کرتے ہیں کہ جب بھی وہ اس مقدّس کتاب کا مطالعہ کریں تو اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے حصولِ ہدایت کی دعا کریں اور ساتھ ہی عنایت اللہ کے حق میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی ناچیز کوششوں کو اپنی رحمتِ خاص اور اپنی شانِ رحیمی و کریمی کے صدقہ میں قبول فرمائیں اور اُسے اپنے مقدّس کلام اور اپنے رسولِ پاکؐ کے متبرک کلام کی وسیع ترین اشاعت کی توفیق عطا کریں۔ اس فانی دنیا میں بھی اس کے حامی و مددگار ہوں اور آخرت کی حیاتِ دائمی میں اس کی بخشش فرمائیں، اس کی روح کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دیں، نیز عنایت اللہ کے مرحوم والدین اور برادران نذیر و بشیر مرحوم اور تاج کمپنی کے تمام حصّہ داران اور جملہ کارکنان کی بھی بخشش و مغفرت فرمائیں۔ آمین!

یارب العالمین بطفیل سیدالمرسلینؐ و برحمتک یا ارحم الراحمین ○



فہرستِ ابواب جلد اوّل تیسیر الباری ترجمہ اردو صحیح البخاری

✣

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰمِيْن

کہا شیخ امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم ابن مغیرہ نے جو بخارا کے رہنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف امام بخاریؒ نے حمد و نعت نہیں لکھی کیونکہ زبان سے حمد و نعت کہہ لینا کافی ہے لکھنا ضرور نہیں اور اگلے محدثوں کی پیروی کی اُنہوں نے بھی اپنی کتابوں کو بسم اللہ لکھ کر شروع کیا ہے۔

بَابٌ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَوْلُ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ - إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلٰى نُوْحٍ وَالنَّبِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِهٖ-

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنی کیسے شروع ہوئی ف اور اللہ نے یہ جو فرمایا ہم نے (اے پیغمبر) تجھ پر اس طرح وحی بھیجی جیسے نوحؑ اور اس کے بعد دوسرے پیغمبروں پر بھیجی اس کی تفسیر۔

ف وحی کا ذکر پہلے اس لئے کیا کہ سارے ارکان ایمان کا ثبوت اس پر موقوف ہے جب یہ ثابت ہولے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق تھے اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی آتی تھی۔ وحی کا ایک معنیٰ الہام بھی ہے جو اولیاء اللہ کو بھی ہوتا ہے اس لئے قرآن کی یہ آیت اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الایہ اس میں اشارہ ہے کہ وحی سے وہ وحی مراد ہے جو پیغمبروں پر آیا کرتی تھی۔

۱- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے بیان کیا حمیدیؒ نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان نے کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو خبر دی محمد بن ابراہیم تیمی نے اُنہوں نے سُنا علقمہ بن وقاص لیثی سے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منبر پر سُنا کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جتنے (ثواب کے) کام ہیں وہ نیت ہی سے ٹھیک ہوتے ہیںؒ اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت

يَقُولُ: (إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ).

کرے پھر جس نے دُنیا کمانے یا کوئی عورت بیاہنے کے لئے ہجرت کی (دیس چھوڑا) اس کی ہجرت اسی کام کے لئے ہوگی ف۲

ف۱ بغیر نیت کے کامل نہیں ہوتے یا صحیح نہیں ہوتے۔

ف۲ یہ حدیث تبرک کے لئے لائے یا اس لئے کہ امام بخاریؒ کی نیت اس کتاب کے بنانے اور اتنی محنت اُٹھانے سے اللہ اور رسُول کی رضامندی تھی۔ کہتے ہیں ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس لئے ہجرت کی تھی کہ وہ ام قیس ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا تھا عورت نے نکاح سے انکار کیا اُس وقت تک کہ وہ ہجرت نہ کرے آخر اس نے ہجرت کی تب آپؐ نے یہ حدیث فرمائی اُس کو دوسرے صحابہ مہاجر ام قیس کہا کرتے تھے۔

---

٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّي، وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ). قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن یوسف نے کہا ہم کو خبر دی (امام) مالک نے اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ (عروہ سے) اُنہوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے راضی ہو ان سے اللہ، کہ حارث بن ہشام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا اور کہا یا رسول اللہ (بتلائیے) آپ پر وحی کیسے آتی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تو ایسے آتی ہے ف۱ جیسے گھنٹے کا جھنکار اور یہ وحی مجھ پر بہت سخت گزرتی ہے پھر جب فرشتے کا کہا مجھ کو یاد ہوجاتا ہے تو یہ موقوف ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی صورت بن کر میرے پاس آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے میں اُس کا کہا یاد کر لیتا ہوں حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت کو دیکھا کڑکڑاتے جاڑے کے دن آپ پر وحی اُترتی پھر موقوف ہوجاتی اور آپ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ نکلتا۔

ف۱ وحی کی اور صورتیں بھی لکھی ہیں جیسے خواب میں بتلانا جس کا ذکر آگے کی حدیث میں آئے گا یا حضرت جبرئیلؑ کا اپنی

اصلی صورت میں نمودار ہونا یا اللہ جل جلالہ کا پردے کی آڑ سے خود بات کرنا گھنٹہ کی سی آواز جس وحی میں ہوتی وہ آپؐ پر بہت سخت ہوتی تھی سختی سے مقصود آپ کا درجہ بڑھانا تھا اور آخرت کا ثواب عبادت میں جتنی زیادہ تکلیف ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے۔

٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ: وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا، حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہم سے بیان کیا یحییٰ بن بکیر نے کہا ہم کو خبر دی لیث نے اُنہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عروہ بن زبیر سے اُنہوں نے حضرت عائشہ ام المومنین سے اللہ ان سے راضی ہوا انہوں نے کہا پہلے جو وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ اچھا خواب تھا سوتے میں آپؐ جو خواب دیکھتے وہ (بیداری میں) صبح کی روشنی کی طرح نمود ہوتا ف۱ پھر آپ کو تنہائی بھلی لگنے لگی اور آپ حرا کی غار میں اکیلے رہا کرتے ف۲ اور وہاں گنتی کی کئی راتیں عبادت کرتے ف۳ جب تک گھر میں آنے کا شوق پیدا ہوتا اور اس کام کے لئے توشہ (ساتھ) لے جاتے پھر (جب توشہ ختم ہوجاتا) تو حضرت خدیجہؓ کے پاس لوٹ کر آتے اتنا ہی توشہ اور لے جاتے یہاں تک کہ آپؐ (اُسی) غارِ حرا میں تھے کہ آپؐ پر وحی آن پہنچی حضرت جبرئیلؑ آئے اُنہوں نے کہا پڑھ آپؐ نے فرمایا میں نے کہا میں پڑھا (لکھا) آدمی نہیں آپ فرماتے ہیں پھر جبرئیل نے مجھ کو پکڑ کر ایسا بھینچا کہ میں بے طاقت ہوگیا ف۴ پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں پڑھا (لکھا) آدمی نہیں (کیونکر پڑھوں) اُنہوں نے مجھ کو پھر پکڑا، دوسری بار دبایا اتنا کہ میری طاقت نے جواب دے دیا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا (کیسے پڑھوں) میں پڑھا (لکھا) نہیں ہوں اُنہوں نے پھر مجھ کو پکڑا اور تیسری بار دبوچا پھر مجھ کو چھوڑ دیا اور کہنے لگے اس پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے (سب چیزیں) بنائیں آدمی (خون کی) پھٹکی سے بنایا پڑھ اور تیرا پروردگار بڑے کرم والا ہے۔ پس یہی آیتیں (حضرت جبرئیلؑ سے) آپ سن کر (پہاڑ سے)

وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى
خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا،
فَقَالَ: زَمِّلُونِي، زَمِّلُونِي فَزَمَّلُوهُ حَتَّى
ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيجَةَ
وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ: لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي،
...... فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا، وَاللّٰهِ مَا
يُخْزِيكَ اللّٰهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ،
وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ،
وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ
الْحَقِّ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ
بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ
الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ، وَكَانَ امْرَأً
تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ
الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ
بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ
شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ
يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، فَقَالَ
لَهُ وَرَقَةُ: يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟
فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَبَرَ مَا رَأَى، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هٰذَا
النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللّٰهُ عَلَى مُوسَى،
يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا
إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟
قَالَ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ
مَا جِئْتَ بِهِ إِلَّا عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي
يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ

لوٹے آپؐ کا دل ڈر کے مارے کانپ رہا تھا حضرت خدیجہؓ (اپنی بی بی کے پاس) جو خویلد کی بیٹی تھیں گئے اور فرمانے لگے مجھکو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اڑھا دو لوگوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو آپؐ نے خدیجہؓ سے یہ قصہ بیان کر کے فرمایا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے ۵ خدیجہؓ نے کہا ہرگز نہیں قسم خدا کی اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا تم تو ناتا جوڑتے ہو اور ناتواں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہو اور جو چیز (لوگوں کے پاس) نہیں وہ ان کو کما دیتے ہو اور مہمان کی مہمانی کرتے ہو اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہو ۶ پھر خدیجہؓ آپ کو ساتھ لے کر چلیں یہاں تک کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ کے پاس جو خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی تھے لائیں اور وہ ایک شخص تھے جو (بت پرستی چھوڑ کر) جاہلیت کے زمانے میں عیسائی بن گئے تھے اور وہ عبرانی زبان لکھنا جانتے تھے تو انجیل شریف میں سے جو اللہ ان سے لکھوانا چاہتا وہ عبرانی زبان میں لکھا کرتے ۷ اور وہ بوڑھے ضعیف ہو کر اندھے ہو گئے تھے خدیجہؓ نے ان سے کہا میرے چچا زاد بھائی (ذرا) اپنے بھتیجے (حضرت محمدؐ) کی بات تو سنو ورقہ نے آپ سے کہا میرے بھتیجے کہو تم نے کیا دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا وہ ان سے بیان کر دیا تب تو ورقہ کہہ اٹھے یہ تو وہ (خدا کا) راز دار فرشتہ ہے جس کو اللہ نے حضرت موسیٰؑ پر اتارا تھا ۸ کاش میں اس وقت (تیری پیغمبری کے زمانے میں) جوان ہوتا کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب تم کو تمہاری قوم (اپنے شہر سے) نکال باہر کرے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سچ) کیا وہ مجھ کو نکال دیں گے ورقہ نے کہا ہاں (بیشک نکال دیں گے) جب کبھی کسی شخص نے ایسی بات کہی جیسی تم کہتے ہو ۹ تو لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور اگر میں اس دن تک جیتا رہا تو تمہاری پوری مدد کروں گا پھر

يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ - إِلَى قَوْلِهِ - وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ. فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ، تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ وَأَبُو صَالِحٍ، وَتَابَعَهُ هِلَالُ ابْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ (بَوَادِرُهُ)۔

بہت زمانہ نہیں گذرا کہ ورقہ مر گئے ف۱۱ اور وحی آنا بند ہوگیا ف۱۱ ابن شہاب نے کہا (جو اس حدیث کے راوی ہیں) مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سُن کر بیان کیا وہ وحی بند رہنے کا تذکرہ کرتے تھے اُنہوں نے آنحضرتؐ سے یوں نقل کیا آپؐ نے فرمایا میں ایک بار (راستے میں جا رہا تھا اتنے میں میں نے آسمان سے ایک آواز سُنی آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر (معلق) بیٹھا ہے میں یہ دیکھ کر ڈر گیا (اپنے گھر کو) لوٹا میں نے (گھر والوں سے) کہا مجھ کو کپڑا اوڑھا دو کپڑا اُڑھا دو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اُتاریں اے کپڑا اوڑھنے والے اُٹھ (لوگوں کو) ڈرا اس آیت تک اور پلیدی چھوڑ دے پھر تو وحی گرم ہوگئی اور برابر آنے لگی یحییٰ کے ساتھ اس حدیث کو عبداللہ اور ابوصالح نے بھی روایت کیا اور عقیل کے ساتھ ہلال بن رداد نے بھی زہری سے روایت کیا اور یونس اور معمر نے (اپنی روایت میں فوادہ کے بدل) بوادرہ کہا۔ ف۱۲ ؂

ف۱ یعنی اس کی تعبیر ظاہر ہوتی - ایک حدیث میں ہے کہ پیغمبروں کے خواب وحی ہیں یعنی ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔

ف۲ خلوت اور مجاہدہ صفائی قلب کے لئے ضرور ہے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شروع شروع ایسا ہی کیا گو اللہ کی عنایت آپ کے اوپر بے حد تھی اور پیغمبری اللہ کی دین ہے ریاضت سے کسی کو نہیں مل سکتی۔

ف۳ بعضوں نے کہا ایک مہینے تک بعضوں نے کہا ایک چلّے تک آپ اس غار میں عبادت کرتے رہے۔

ف۴ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہاں تک کہ فرشتے کا زور ختم ہوگیا - یعنی حضرت جبریلؑ نے اپنی پوری قوّت صرف کر دی اور چونکہ حضرت جبریلؑ اُس وقت اپنی اصلی صورت میں تھے تو یہ کچھ بعید نہیں۔ واللہ اعلم

ف۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا حال دیکھ کر ڈرے کہ کہیں جان پر نہ بن جائے یہ نہیں کہ آپ کو اس امر میں شک تھا کہ یہ بات اللہ کی طرف سے ہے۔

ف۶ ناتا جوڑنا یعنی عزیزوں رشتہ داروں سے سلوک کرنا، ناتوان یعنی یتیم اور بیوہ کی پرورش اپنے ذمے لینا - جو چیز لوگوں کے پاس نہیں یعنی روپیہ پیسہ عقلمندی کی باتیں، حادثوں میں حق کی مدد یعنی جب کوئی جھگڑا یا واقعہ ہوتا ہے تو جدھر حق ہوتا ہے اُس کی آپ مدد کرتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہاں سے بڑی عقلمندی اور دانائی نکلتی ہے اور یہ بھی ثابت

ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے تمام عمدہ اخلاق اور صفات سے موصوف تھے (صلی اللہ علیہ وسلم)

ف٧ انجیل تو سریانی زبان میں اُتری تھی پھر اُس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا تھا۔ ورقہ اسی کو لکھتے ہوں گے۔

ف٨ حالانکہ ورقہ نصرانی تھے لیکن حضرت موسیٰؑ کا نام لیا کیونکہ شریعت کے سارے احکام حضرت موسیٰؑ ہی پر اُترے تھے اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی اسی شریعت کو قائم رکھا صرف چند نصیحتیں زیادہ کیں جو انجیل میں ہیں ف٩ ایسی بات کہی یعنی وحی اور نبوت کا دعویٰ کیا ف١٠ کہتے ہیں کہ ورقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت شروع ہونے سے پہلے مر گئے، واقدی نے کہا وہ زندہ رہے اور ملک شام سے لوٹتے وقت راہ میں مارے گئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں نے ورقہ کو بہشت میں دیکھا سفید ریشمی کپڑے پہنے ہوئے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لائے تھے ابن مندہ نے اُن کو صحابہؓ میں لکھا ہے۔

ف١١ سورۂ اقراء کی شروع کی آیتیں اترنے کے بعد تین برس تک وحی بند رہی یا اڑھائی برس تک پھر سورۂ مدثر کی شروع کی آیتیں اُتریں پھر برابر پے درپے وحی آنے لگی ف١٢ یعنی بجائے یرجف فوادہ کے یونس اور معمر کی روایت میں یرجف بوادرہ ہے بوادرہ بادرہ کی جمع ہے بادرہ وہ گوشت جو مونڈھے اور گردن کے بیچ میں ہے جب آدمی ڈر جاتا ہے تو یہ گوشت پھڑکنے لگتا ہے۔

٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ أَبِي عَائِشَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى:۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۔ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلّم يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلّم يُحَرِّكُهُمَا. وَقَالَ سَعِيدُ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ۔ قَالَ جَمْعُهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ وَتَقْرَأَهُ۔ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ۔ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَ

ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے بیان کیا ابو عوانہ نے کہا ہم سے بیان کیا موسیٰ بن ابی عائشہ نے کہا ہم سے بیان کیا سعید بن جبیر نے اُنہوں نے سُنا ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں (اے پیغمبر) جلدی سے وحی کو یاد کر لینے کے لئے اپنی زبان کو نہ ہلایا کر ابن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اُترنے سے (بہت) سختی ہوتی تھی اور آپ اکثر اپنے ہونٹ ہلاتے تھے (یاد کرنے کے لئے) (ف١ ابن عباسؓ نے (سعید سے) کہا میں تجھ کو بتاتا ہوں ہونٹ ہلا کر جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو ہلاتے تھے اور سعید نے (موسیٰ سے) کہا میں تجھ کو بتاتا ہوں ہونٹ ہلا کر جیسے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہلاتے دیکھا پھر سعید نے اپنے دونوں ہونٹ ہلائے ف٢ ابن عباسؓ نے کہا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری (وحی یاد کرنے کے لئے) اپنی زبان نہ ہلایا کر قرآن کا تجھ کو یاد کرا دینا اور پڑھا دینا ہمارا کام ہے (ابن عباسؓ نے کہا یعنی تیرے دل میں جما دینا اور اسکو پڑھا دینا) پھر جو اللہ نے فرمایا) جب ہم پڑھ چکیں تو ہمارے پڑھنے کی پیروی کر، ابن عباسؓ نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ خاموشی کے ساتھ سنتا رہ

أَنْصِتْ۔ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ۔ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ، فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَأَهُ۔

(پھر جو فرمایا) ہمارا کام ہے اس کا بیان کر دینا یعنی تجھ کو پڑھا دینا پھر ان آیتوں کے اُترنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے جب جبریل ؑ آپ کے پاس آکر قرآن سُناتے تو آپ چپکے سنتے رہتے جب وہ چلے جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح قرآن پڑھ دیتے جیسے جبریل ؑ نے پڑھا تھا۔

ف آپ کو یہ خیال رہتا کہ کہیں بھول نہ جائیں اسلئے حضرت جبریل ؑ آپ کو جب قرآن سُناتے تو آپ بھی اُن کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ف۲ ابن عباس ؓ نے سعید بن جبیر کو اور سعید بن جبیر نے موسیٰ بن ابی عائشہ کو ہونٹ ہلا کر یہ بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سے اپنی لب ہلاتے تھے، ابن عباس ؓ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے حضرت کو اس طرح سے ہونٹ ہلاتے ہوئے دیکھا کیونکہ ابن عباس ؓ کم سن تھے اور یہ واقعہ شروع زمانہ نبوّت کا ہے اس وقت تو ابن عباس ؓ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح، وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

ہم سے بیان کیا عبدان نے ہم کو خبر دی عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو خبر دی یونس ؓ نے اُنہوں نے زہری سے، دوسری سند اور ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا ہم کو خبر دی عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو خبر دی یونس اور معمر نے ان دونوں نے زہری سے مانند اس کے ف زہری نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اُنہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سُنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو جب جبریل ؑ آپ سے ملا کرتے بہت ہی سخی ہوتے ف۲ اور جبریل ؑ رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملا کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (لوگوں کو) بھلائی پہنچانے میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

ف مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے اس حدیث کو عبدان کے سامنے تو فقط یونس سے نقل کیا اور بشر بن محمد کے سامنے یونس اور معمر دونوں سے ف۲ کیونکہ رمضان بڑی خیر و برکت کا مہینہ ہے اس میں آپ اور زیادہ سخاوت کرتے۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ رمضان میں حضرت جبریل ؑ آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے تو معلوم ہوا کہ قرآن

یعنی وحی کا اترنا رمضان میں شروع ہوا اور دوسری روایت میں اس کی صراحت ہے امام بخاری کی عادت ہے کہ ایک حدیث بیان کرکے اسی حدیث کے دوسرے الفاظ سے جن کو امام بخاری نے نہیں نکالا استشہاد کرتے ہیں ۔

٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تِجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ۔ فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ، فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَبًا، فَقَالَ أَدْنُوهُ مِنِّي وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ، فَوَاللهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ، ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ، -- قَالَ: فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟

ہم سے بیان کیا ابو الیمان حکم بن نافع نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا خبر دی مجھ کو عبیداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ نے ان سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا ان سے ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ ہرقل ف۱ (روم کے بادشاہ) نے ان کو قریش کے اور کئی سواروں کے ساتھ بلا بھیجا اور یہ قریش کے لوگ اُس وقت شام کے ملک میں سوداگری کے لئے گئے تھے یہ وہ زمانہ تھا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور قریش کے کافروں کو (صلح کرکے) ایک مدت دی تھی ف۲ غرض یہ لوگ اس کے پاس پہنچے جب ہرقل اور اسکے ساتھی ایلیا میں تھے ف۳ ہرقل نے اُن کو اپنے دربار میں بلایا اور اس کے گرد اگرد روم کے رئیس بیٹھے تھے پھر اُن کو (پاس) بلایا اور اپنے مترجم کو بھی بلایا وہ کہنے لگا (اے عرب کے لوگو) تم میں سے کون اس شخص کے نزدیک کا رشتہ دار ہے جو اپنے تئیں پیغمبر کہتا ہے ابوسفیان نے کہا میں اس شخص کا قریب رشتہ دار ہوں ف۴ تب ہرقل نے کہا اچھا اسکو میرے پاس لاؤ اور اسکے ساتھیوں کو بھی (اسکے) نزدیک رکھو اس کے پیٹھ پر اپنے مترجم سے کہنے لگا ان لوگوں سے کہہ میں اس سے (ابوسفیان سے) اُس شخص کا (پیغمبر صاحب کا) کچھ حال پوچھتا ہوں اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم کہہ دینا جھوٹا ہے ابوسفیان نے کہا قسم خدا کی اگر مجھ کو یہ شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھوٹا کہیں گے تو میں آپؐ کے باب میں جھوٹ کہہ دیتا ف۵ خیر پہلی بات جو اس نے مجھ سے پوچھی وہ یہ تھی کہ اس شخص کا تم میں خاندان کیسا ہے میں نے کہا کہ اس کا خاندان تو ہم میں بڑا ہے ف۶ کہنے لگا کہ اچھا پھر یہ بات (کہ میں پیغمبر ہوں) اس سے پہلے تم لوگوں میں سے کسی نے کہی تھی میں نے کہا نہیں، کہنے لگا اچھا اسکے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ گذرا ہے۔

قُلْتُ لَا، قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ
أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ،
قَالَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ قُلْتُ:
بَلْ يَزِيدُونَ، قَالَ: فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ
مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ
فِيهِ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ
تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ
مَا قَالَ؟ قُلْتُ لَا، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟
قُلْتُ لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَا نَدْرِي
مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا، قَالَ: وَلَمْ تُمْكِنِّي
كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرُ هَذِهِ
الْكَلِمَةِ، -- قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ، قُلْتُ
نَعَمْ؟ قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟
قُلْتُ: الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ
يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: مَاذَا
يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُولُ اعْبُدُوا اللَّهَ
وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتْرُكُوا
مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ
وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ فَقَالَ
لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ
فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، فَكَذَلِكَ
الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا، وَسَأَلْتُكَ:
هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ؟
فَذَكَرْتَ أَنْ لَا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ أَحَدٌ
قَالَ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلْتُ رَجُلٌ
يَأْتَسِي بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ:
هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَذَكَرْتَ

میں نے کہا نہیں، کہنے لگا اچھا بڑے آدمی (امیر لوگ) اس کی پیروی کر رہے ہیں یا غریب لوگ میں نے کہا نہیں غریب لوگ ف کہنے لگا اسکے تابعدار لوگ (روز بروز) بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں میں نے کہا نہیں بڑھتے جاتے ہیں کہنے لگا اچھا پھر کوئی ان میں سے ایمان لاکر اس دین کو برا سمجھ کر پھر جاتا ہے میں نے کہا نہیں کہنے لگا یہ بات جو اس نے کہی (میں پیغمبر ہوں) اس سے پہلے کبھی تم نے اسے جھوٹ بولتے دیکھا میں نے کہا نہیں، کہنے لگا اچھا وہ عہد شکنی کرتا ہے میں نے کہا نہیں اب ہم سے اس سے (صلح کی) ایک مدت ٹھہری ہے معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرتا ہے ابوسفیان نے کہا مجھ کو اور کوئی بات اس میں شریک کرنے کا موقع نہیں ملا بجز اس بات کے ف۸ کہنے لگا اچھا تم اس سے (کبھی) لڑے میں نے کہا ہاں کہنے لگا پھر تمہاری اسکی لڑائی کیسے ہوتی ہے ف۹ میں نے کہا ہم میں اس میں لڑائی ڈولوں کی طرح ہے وہ ہمارا نقصان کرتا ہے ہم اس کا نقصان کرتے ہیں ف۱۰ کہنے لگا اچھا وہ تم کو کیا حکم کرتا ہے میں نے کہا وہ یہ کہتا ہے بس اکیلے اللہ ہی کو پوجو اور اس کے شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی (شرک کی باتیں) چھوڑ دو اور ہم کو نماز پڑھنے سچ بولنے (حرامکاری) سے بچنے اور ناتا جوڑنے کا حکم دیتا ہے تب ہرقل نے مترجم سے کہا اس شخص سے کہہ میں نے تجھ سے اس کا خاندان پوچھا تو نے کہا وہ ہم میں عالی خاندان ہے اور پیغمبر (ہمیشہ) اپنی قوم میں عالی خاندان ہی بھیجے جاتے ہیں ف۱۱ اور میں نے تجھ سے پوچھا یہ بات تم لوگوں میں اس سے پہلے کسی نے کہی تھی تو نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اس سے پہلے دوسرے کسی نے بھی یہ بات کہی ہوتی (پیغمبری کا دعویٰ کیا ہوتا) تب میں یہ کہتا یہ شخص اگلی بات کی پیروی کرتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے تو نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب یہ تھا

أَنْ لَا، قُلْتُ: فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ، قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا، فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ، وَسَأَلْتُكَ: أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ اتَّبَعُوهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ أَمْرُ الْإِيمَانِ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ: بِمَ يَأْمُرُكُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ، فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ ثُمَّ دَعَا

کہ اگر اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے تو میں سمجھ لوں کہ وہ شخص (پیغمبری کا بہانہ) کرکے اپنے باپ کی بادشاہت لینا چاہتا ہے اور میں نے تجھ سے یہ پوچھا کہ اس بات کے کہنے سے پہلے تم نے کبھی اس کو جھوٹ بولتے دیکھا تو نے کہا نہیں تو اب میں نے سمجھ لیا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ لوگوں پر تو جھوٹ باندھنے سے پرہیز کرے اور اللہ پر جھوٹ باندھے اور میں نے تجھ سے پوچھا کیا بڑے (امیر) آدمیوں نے اس کی پیروی کی یا غریبوں نے تو نے کہا کہ غریب لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے اور پیغمبروں کے تابعدار (اکثر) غریب ہی ہوتے ہیں ف۱۲ اور میں نے تجھ سے پوچھا وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کا یہی حال رہتا ہے جب تک وہ پورا ہو ف۱۳ اور میں نے تجھ سے پوچھا کوئی اس کے دین میں آکر پھر اس کو برا سمجھ کر اس سے پھر جاتا ہے تو نے کہا نہیں اور ایمان کا یہی حال ہے جب اس کی خوشی دل میں سما جاتی ہے (تو پھر نہیں نکلتی) اور میں نے تجھ سے پوچھا وہ عہد شکنی کرتا ہے تو نے کہا نہیں اور پیغمبر ایسے ہی ہوتے ہیں وہ عہد نہیں توڑتے ف۱۴ اور میں نے تجھ سے پوچھا وہ تم کو کیا حکم دیتا ہے تو نے کہا وہ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ اللہ کو پوجو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور بت پرستی سے تم کو منع کرتا ہے اور نماز اور سچائی کا اور (حرامکاری) سے بچے رہنے کا حکم دیتا ہے پھر جو تو کہتا ہے اگر سچ ہے تو وہ عنقریب اس جگہ کا مالک ہو جائے گا جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں (یعنی شام کے ملک کا) اور میں جانتا تھا کہ یہ پیغمبر آنے والا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا ف۱۵ پھر اگر میں جانوں کہ میں اس تک پہنچ جاؤں گا ف۱۶ تو اس سے ملنے کی ضرور کوشش کروں اور اگر میں اس کے پاس (مدینہ میں) ہوتا تو اسکے پاؤں دھوتا (خدمت کرتا) پھر اس نے

بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي
بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى
فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ:
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. مِنْ مُحَمَّدٍ
عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ
الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى،
أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ،
أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ،
فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ،
وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، أَنْ لَا نَعْبُدَ إِلَّا اللهَ،
وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا، وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا
بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ، فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ. قَالَ
أَبُو سُفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَغَ
مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ
وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، وَأُخْرِجْنَا
فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ
أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ
مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا أَنَّهُ
سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ،
وَكَانَ ابْنُ النَّاطُورِ صَاحِبُ إِيلِيَاءَ
وَهِرَقْلَ سُقُفًّا عَلَى نَصَارَى الشَّامِ
يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِينَ قَدِمَ إِيلِيَاءَ
أَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيثَ النَّفْسِ، فَقَالَ
بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ قَدِ اسْتَنْكَرْنَا
هَيْئَتَكَ، قَالَ ابْنُ النَّاطُورِ: وَكَانَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی کو
دے کر (سنہ ۶ ہجری میں) بصریٰ کے حاکم کو بھیجا تھا اس نے
وہ خط ہرقل کو بھیج دیا تھا ہرقل نے اس کو پڑھ کر اس میں
یہ لکھا تھا شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا،
محمد اللہ کے بندے اور اسکے رسول کی طرف سے، ہرقل روم
کے رئیس کو معلوم ہو جو سیدھے رستے پر چلے اس کو سلام
اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کے کلمے (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)
کی طرف بلاتا ہوں مسلمان ہو جا تو تو بچا رہے گا ف۱۷ اللہ تجھ کو
دوہرا ثواب دے گا ف۱۸ پھر اگر تو یہ بات نہ مانے تو تیری رعایا
کا (بھی) گناہ تجھ ہی پر ہو گا ف۱۹ اور (یہ آیت لکھی تھی) کتاب
والو اس بات پر آ جاؤ جو ہم میں تم میں یکساں مانی جاتی ہے
کہ اللہ کے سوا اور کسی کو نہ پوجیں اور اس کا شریک کسی کو نہ
ٹھہرائیں اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی دوسرے کو خدا
نہ بنا لے ف۲۰ پھر اگر وہ (اس بات کو) نہ مانیں تو (مسلمانو)
تم ان سے کہہ دو گواہ رہنا ہم تو (ایک خدا کے) تابعدار ہیں،
ابو سفیان نے کہا جب ہرقل کو جو کہنا تھا وہ کہہ چکا اور خط پڑھ
چکا تو اس کے پاس بہت شور مچا اور آوازیں بلند ہوئیں اور
ہم باہر نکال دیئے گئے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب
ہم (باہر) نکالے گئے ابو کبشہ کے بیٹے کا تو بڑا درجہ ہو گیا ف۲۱
اس سے رومیوں کا بادشاہ ڈرتا ہے ف۲۲ (اس روز سے)
مجھ کو برابر یقین رہا کہ آنحضرتؐ غالب ہوں گے یہاں تک کہ
اللہ نے مجھ کو مسلمان کر دیا (زہری نے کہا) ابن ناطور جو
ایلیا کا حاکم اور ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا
پیر پادری تھا وہ بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیا (بیت المقدس)
میں آیا تو ایک روز صبح کو رنجیدہ اٹھا اسکے بعضے مصاحب
کہنے لگے (کیوں خیر تو ہے) ہم دیکھتے ہیں (آج) تیری
صورت اتری ہوئی ہے ابن ناطور نے کہا ہرقل نجومی تھا

هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُومِ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي النُّجُومِ مَلِكَ الخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ؟ قَالُوا: لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا اليَهُودُ فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ — وَاكْتُبْ إِلَى مَدَايِنِ مُلْكِكَ فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ اليَهُودِ۔ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ..فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ: اذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا، فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ، وَسَأَلَهُ عَنِ العَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُونَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ، ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَةَ وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي العِلْمِ، وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتَّى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ هَلْ لَكُمْ فِي الفَلَاحِ وَالرُّشْدِ وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوا هٰذَا النَّبِيَّ؟ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الوَحْشِ إِلَى

اس کو ستاروں کا علم تھا جب لوگوں نے اس سے پوچھا (تو کیوں رنجیدہ ہے) تو وہ کہنے لگے میں نے آج رات ستاروں پر نظر کی (ایسا معلوم ہوتا ہے) [۲۳] ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب ہوا تو اس زمانے والوں میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں اس کے مصاحب کہنے لگے یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا تو ان کی کچھ فکر نہ کر اور اپنے علاقے کے شہروں میں (وہاں کے حاکموں کو) لکھ بھیج جتنے یہودی وہاں ہوں ان کو مار ڈالیں وہ لوگ یہی باتیں کر رہے تھے اتنے میں ہرقل کے سامنے ایک شخص کو لائے جس کو غسان کے بادشاہ (حارث بن ابی شمر) نے بھجوایا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتا تھا [۲۴] (جب ہرقل نے سب خبر اس سے سن لی تو اپنے لوگوں سے) کہنے لگا ذرا جا کر اس شخص کو دیکھو اس کا ختنہ ہوا ہے یا نہیں انہوں نے اس کو دیکھا اور جا کر ہرقل سے بیان کیا کہ اس کا ختنہ ہوا ہے اور ہرقل نے اس سے پوچھا کیا عرب ختنہ کرتے ہیں اس نے کہا ہاں ختنہ کرتے ہیں تب ہرقل نے کہا یہی شخص (پیغمبر صاحب) اس امت کے بادشاہ ہیں جو غالب ہوئے ہیں پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست (ضغاطر) کو رومیہ میں لکھا وہ علم میں ہرقل کا جوڑ تھا اور ہرقل خود حمص کو گیا ابھی حمص سے نہیں نکلا تھا کہ اس کے دوست (ضغاطر) کا خط اس کو پہنچا اس کی بھی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے میں ہرقل کے موافق تھی [۲۵] لیعنی آنحضرت ص سچے پیغمبر ہیں۔ آخر ہرقل نے روم کے سرداروں کو اپنے حمص والے ایک محل میں آنے کی اجازت دی (جب وہ آگئے) تو دروازوں کو بند کروا دیا پھر اوپر بالاخانے میں برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ روم کے لوگو کیا تم اپنی کامیابی اور بھلائی اور اپنی بادشاہت پر قائم رہنا چاہتے ہو اگر ایسا ہے تو اس (عرب کے) پیغمبر سے بیعت کر لو۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں کی

الابْوَابِ فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَأَيِسَ مِنَ الايمَانِ قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ، وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ، فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ۔ رَوَاهُ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ وَيُونُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

طرف لپکے دیکھا تو وہ بند ہیں ف۲۶ جب ہرقل نے دیکھا کہ ان کو ایمان سے ایسی نفرت ہے اور انکے ایمان لانے سے ناامید ہو گیا تو کہنے لگا ان سرداروں کو پھر میرے پاس لاؤ (جب وہ آئے) تو کہنے لگا میں نے جو بات ابھی تم سے کہی وہ تمہارے آزمانے کو کہی تھی دیکھوں تم اپنے دین میں کیسے مضبوط ہو اب میں وہ دیکھ چکا تب سب نے اسکو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے یہ ہرقل کا آخری حال ہوا۔ امام بخاریؒ نے کہا اس حدیث کو صالح بن کیسان اور معمر نے بھی (شعیب کی طرح) زہری سے روایت کیا۔

ف۱ ہرقل اس زمانے میں روم کے بادشاہ کو کہتے تھے یہ ہرقل نصرانی تھا اور اسی کی حکومت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اس حدیث کو اس باب میں لانے سے یہ غرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کا ثبوت ہو جب آپ کا سچا پیغمبر ہونا ثابت ہوا تو اور پیغمبروں کی طرح وحی بھی آپ پر ضرور آتی ہو گی اس طرح سے وحی کا بھی ثبوت ہوا۔ ف۲ یعنی دس برس کی مدت مراد صلح حدیبیہ ہے جس کا قصہ مشہور ہے اور اس کتاب میں بھی آگے آئے گا ف۳ ایلیا بیت المقدس کو کہتے ہیں ف۴ ابوسفیان ان سب لوگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی رشتہ دار تھا۔ کیونکہ چوتھی پشت پر عبد مناف میں وہ آنحضرتؐ کے ساتھ مل جاتا ہے ف۵ یعنی آپ کی نسبت جھوٹی باتیں لگا دیتا جن سے ہرقل یہ سمجھ لے کہ آپ سچے پیغمبر نہیں کیونکہ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا اور آنحضرتؐ اور دوسرے مسلمانوں کا سخت دشمن تھا ف۶ یعنی نسب کی رو سے وہ بڑے شریف خاندان سے ہیں سارے عربوں میں قریش زیادہ شریف کہلاتے پھر قریش میں بنی ہاشم پھر بنی عبدالمطلب تو آپ اشرف الاشراف تھے ف۷ یعنی اکثر پیرو ان کے غریب ہیں ورنہ اس وقت کئی بڑے آدمی بھی اسلام لا چکے تھے جیسے عمرؓ اور امیر حمزہؓ ف۸ یعنی اس بات میں مجھے ایک فقرہ اپنی طرف سے لگا دینے کا موقع ملا وہ فقرہ یہ تھا جو ابوسفیان نے کہا معلوم نہیں وہ اس مدت میں کیا کرتا ہے یعنی اپنے عہد پر قائم رہتا ہے یا عہد شکنی کرتا ہے۔ ف۹ یعنی کون غالب رہتا ہے یا ہمیشہ وہ غالب رہتا ہے یا ہمیشہ تم یا کبھی وہ کبھی تم ف۱۰ یعنی کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے جیسے بدر کی جنگ میں مسلمان غالب ہوئے تھے کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں جیسے اُحد کی جنگ میں ابوسفیان اور اس کے ساتھی غالب ہوئے تھے۔ ف۱۱ تمام پیغمبر اپنی اُمت میں شریف اور عالی خاندان گذرے ہیں کسی کمینے یا جی بداصل کو اللہ نے پیغمبری نہیں دی اسلئے کہ ایسے شخص کو لوگ ذلیل سمجھیں گے اس کے سمجھانے کا لوگوں پر اثر نہ ہو گا ف۱۲ کیونکہ غریب لوگ مغرور نہیں ہوتے حق بات سُن لیتے ہیں اور دولت مند اپنے گھمنڈ میں کسی شخص کی اطاعت کرنے کو عار جانتے ہیں ف۱۳ یعنی سچا دین جب تک پورا نہیں ہو جاتا اس میں تنزل نہیں آتا پورا ہونے کے بعد پھر تنزل ہو سکتا ہے جیسے ایک حدیث میں ہے جب سورۂ اذا جاء نصر اللہ اُتری تو آپ نے فرمایا اب تو فوج فوج لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ فوج فوج اس میں سے نکلنے لگیں گے ف۱۴ عہد کا توڑنا بڑا سخت گناہ ہے اور ایمان کا شیوہ نہیں پیغمبروں سے ایسی بات

کبھی صادر نہیں ہو سکتی ف۱۵ یعنی غریب لوگوں میں یہود اور نصاریٰ سمجھتے تھے کہ آخری زمانے کے پیغمبر بنی اسرائیل ہی میں سے پیدا ہوں گے انہوں نے حضرت موسیٰؑ کے اس قول پر کہ تمہارے بھائیوں میں سے ایک پیغمبر میری طرح کا پیدا کرے گا اور حضرت اشعیاؑ کی اس بشارت پر کہ فاران یعنی مکہ کے پہاڑوں سے اللہ ظاہر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول پر کہ جس پتھر کو معماروں نے کونے میں ڈال دیا تھا وہی محل کا صدر نشین ہوا کچھ غور نہیں کیا ف۱۶ ہرقل کو یہ ڈر تھا کہ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہے تو اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے لوگ رستے میں اس کو مار ڈالیں گے۔

ف۱۷ یعنی تیری سلطنت بحال رہے گی یا تو آخرت میں عذاب سے بچا رہے گا ف۱۸ ایک اپنے پیغمبر پر ایمان لانے کا ایک مجھ پر ایمان لانے کا ف۱۹ یریس یا اریس اصل میں کاشتکار کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ تیرے اسلام نہ لانے سے تیری رعایا بھی اسلام نہ لائے گی ان کا گناہ بھی تیری ہی گردن پر پڑے گا ف۲۰ خدا بنانے کا یہ مطلب ہے کہ بلا دلیل ہر بات اس کی ماننے لگے جیسے حدیث میں ہے جب یہ آیت اتری اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله تو عدی بن حاتمؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم نے تو اپنے مولویوں اور درویشوں کو خدا نہیں بنایا تھا آپؐ نے فرمایا جب وہ کسی چیز کو حلال کہہ دیتے تھے یا حرام کر دیتے تھے تو تم ان کی بات مان لیتے تھے یا نہیں عدی نے کہا ہاں یہ تو تھا آپؐ نے فرمایا پس یہی اس آیت سے مراد ہے۔ معاذ اللہ ہمارے زمانے میں بھی بعضوں نے امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ کو خدا بنا رکھا ہے قرآن کی آیت یا صحیح حدیث ان کے قول کے خلاف ملے تب بھی ان کی تقلید نہیں چھوڑتے بموجب نص آیت و حدیث شرک ہے ف۲۱ ابوکبشہ آنحضرتؐ کے رضاعی باپ تھے ابوسفیان اس وقت تک کافر تھا لہٰذا اس نے تحقیر کی راہ سے آنحضرتؐ کو ابوکبشہ کا بیٹا کہا ف۲۲ لفظی ترجمہ یوں ہے اس سے زرد رنگ والوں کا بادشاہ ڈرتا ہے۔ کہتے ہیں روم کے جد اعلیٰ روم بن عیص بن اسحاق نے حبش کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور زرد یعنی گندم گوں اولاد پیدا ہوئی تھی اسی لئے نصاریٰ کو بنو الاصفر کہتے ہیں ف۲۳ کہتے ہیں ہرقل نے علویین کے برج عقرب میں قران کرنے سے یہ معلوم کر لیا ہے ہر بیس سال میں یہ قران ہوتا ہے پہلے قران میں آنحضرتؐ پیدا ہوئے تھے دوسرے قران پیدا ہونے پر آپؐ کو نبوت ملی تیسرے قران پر خیبر فتح ہوا، اور اسلام کا غلبہ شروع ہوا ہرقل نے اسی وقت نجوم پر غور کیا تھا ف۲۴ یہ شخص خود عرب کا رہنے والا تھا جو غسان کے بادشاہ کے پاس آنحضرتؐ کی خبر دینے گیا تھا اس نے ہرقل کے پاس بھجوا دیا یہ مختون تھا جیسا آگے آتا ہے۔ عرب میں ختنہ کی رسم آنحضرتؐ کی نبوت سے پہلے چلی آتی تھی ف۲۵ قسطلانی نے کہا تو ہرقل اور ضغاطر دونوں نے مسلمان ہونا چاہا مگر ہرقل اپنی قوم والوں کے ڈر سے ظاہری مسلمان نہ ہو سکا اور ضغاطر نے اسلام قبول کیا اور روم کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ دل میں صرف تصدیق پیدا ہونے سے اسلام پورا نہیں ہوتا جب تک علانیہ اسلام قبول نہ کرے اور کافروں سے علیحدہ نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہرقل نے تبوک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا میں مسلمان ہوں، آپؐ نے فرمایا نہیں وہ نصرانی ہے ف۲۶ ہرقل نے دروازے اس لئے بند کروا دیئے تھے ایسا نہ ہو کہ روم کے سردار اس پر حملہ کر بیٹھیں اور اسکو مار ڈالیں ۞

کتاب الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الایمانِ و قولِ النبیِّ صلّی اللہُ
علیہِ وسلّم : بُنِیَ الاسلامُ علی خمسٍ،
وھو قولٌ وفعلٌ ویزیدُ وینقصُ،
قالَ اللہُ تعالیٰ ۔ لِیَزْدَادُوا اِیمانًا مَعَ
اِیمانِھِم ۔ وزِدْناھُم ھُدًی ۔ وَیَزِیدُ اللہُ
الَّذِینَ اھْتَدَوا ھُدًی ۔ والَّذِینَ اھْتَدَوا
زَادَھُم ھُدًی وَآتاھُم تَقْوٰاھُم ۔
وَیَزْدَادَ الَّذِینَ آمَنُوا اِیمانًا ۔ وَقَولُہُ:
اَیُّکُم زَادَتْہُ ھٰذِہٖ اِیمانًا فَاَمَّا الَّذِینَ
آمَنُوا فَزَادَتْھُم اِیمانًا ۔ وَقَولُہُ جَلَّ
ذِکْرُہُ ۔ فَاخْشَوْھُم فَزَادَھُم اِیمانًا ۔
وَقَولُہُ تَعالیٰ ۔ وَمَا زَادَھُم اِلَّا اِیمانًا
وَتَسْلِیمًا ۔ والحُبُّ فی اللہِ والبُغْضُ فی اللہِ
مِنَ الاِیمانِ ۔ وَکَتَبَ عُمَرُ بنُ عَبدِ العَزِیزِ
اِلیٰ عَدِیِّ بْنِ عَدِیٍّ : اِنَّ لِلاِیمانِ
فَرَائِضَ وَشَرَائِعَ وَحُدُودًا وَسُنَنًا،
فَمَنِ اسْتَکْمَلَھا اسْتَکْمَلَ الاِیمانَ،
وَمَنْ لَمْ یَسْتَکْمِلْھا لَمْ یَسْتَکْمِلِ
الاِیمانَ، فَاِنْ اَعِشْ فَسَاُبَیِّنُھا لَکُم
حَتّٰی تَعْمَلُوا بِھا، وَاِنْ اَمُتْ فَمَا اَنَا عَلیٰ
صُحْبَتِکُم بِحَرِیصٍ، وَقَالَ اِبْراھِیمُ:
وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِی ۔ وَقَالَ مُعَاذٌ:
اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنُ سَاعَۃً ۔ وَقَالَ ابْنُ
مَسْعُودٍ: الیَقِینُ الاِیمانُ کُلُّہُ وقالَ ابْنُ

ایمان کا بیان

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

باب: ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے کے بیان میں
کہ اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی اور ایمان قول
اور فعل کو کہتے ہیں ف۱ اور وہ بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے ف۲
اللہ تعالیٰ نے (سورہ فتح میں) فرمایا تاکہ (ان کے پہلے) ایمان
کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو اور (سورۂ کہف میں) ہم نے
ان کو اور زیادہ ہدایت دی اور (سورۂ مریم میں) جو لوگ سیدھی
راہ پر ہیں ان کو اللہ اور زیادہ ہدایت دیتا ہے اور (سورۂ قتال
میں) جو لوگ راہ پر ہیں ان کو اللہ نے اور زیادہ ہدایت دی اور
پرہیزگاری عطا فرمائی اور (سورۂ مدثر میں) جو لوگ ایماندار ہیں
ان کا ایمان اور زیادہ ہو اور (سورۂ براۃ میں) اس سورت نے
تم میں سے کسی کا ایمان بڑھایا جو لوگ ایمان لائے ان کا ایمان
بڑھایا اور (سورہ آل عمران میں فرمایا (لوگوں نے مسلمانوں سے کہا)
تم کافروں سے ڈرتے رہنا تو ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور (سورۂ
احزاب میں) فرمایا اُن کا کچھ نہیں بڑھا مگر ایمان اور اطاعت کا
شیوہ ف۳ اور (حدیث کی رو سے) اللہ کی راہ میں محبت رکھنا اور
اللہ کی راہ میں دشمنی رکھنا ایمان میں داخل ہے ف۴ اور عمر بن عبدالعزیز
(خلیفہ) نے عدی بن عدی کو لکھا کہ ایمان میں فرض ہیں اور
عقیدے ف۵ اور حرام باتیں اور مستحب مسنون باتیں پھر جو کوئی
ان کو پورا ادا کرے اس نے اپنا ایمان پورا کر لیا اور جو کوئی
ان کو پورا ادا نہ کرے اس نے اپنا ایمان پورا نہیں کیا پھر اگر
(آئندہ) میں جیتا رہا تو ان سب باتوں کو ان پر عمل کرنے کے لئے
تم سے بیان کر دوں گا اور اگر میں مر گیا تو مجھ کو تمہاری صحبت میں رہنے
کی کچھ ہوس نہیں ہے اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا لیکن میں چاہتا ہوں
میرے دل کی تسلی ہو جائے ف۶ اور معاذ نے (اسود بن بلال سے) کہا ہمارے

عُمَرَ: لَايَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ التَّقْوٰى حَتّٰى يَدَعَ مَا حَاكَ فِى الصَّدْرِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: شَرَعَ لَكُمْ: أَوْصَيْنَاكَ يَا مُحَمَّدُ وَإِيَّاهُ دِينًا وَاحِدًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا: سَبِيلًا وَ سُنَّةً وَ دُعَاؤُكُمْ إِيمَانُكُمْ۔

پاس بیٹھ ایک گھڑی ایمان کی باتیں کریں ف۷ ابن مسعودؓ نے کہا یقین پورا ایمان ہے ف۸ اور ابن عمرؓ نے کہا بندہ تقویٰ کی اصل حقیقت (یعنی کنہ) کو نہیں پہنچ سکتا اسوقت تک کہ جو بات دل میں کھٹکے اسکو چھوڑ دے ف۹ اور مجاہد نے کہا اس آیت کی تفسیر میں (اس نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ ٹھیرایا جس کا نوحؑ کو حکم دیا تھا) ہم نے تجھ کو اے محمدؐ اور نوحؑ کو ایک ہی دین کا حکم دیا ف۱۰ اور ابن عباسؓ نے کہا اس آیت کی تفسیر میں شرعۃ ومنہاجا یعنی رستہ اور طریقہ ف۱۱ اور (سورۂ فرقان کی اس آیت کی تفسیر میں کہا) دعاؤکم یعنی ایمانکم ف۱۲

ف۱ قول سے مراد زبان سے گواہی دینا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور اسکے رسول ہیں اور فعل سے مراد دل سے یقین کرنا اور ہاتھ پاؤں سے اسلام کے ارکان بجالانا جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ۔ محدثین کے نزدیک اعمال جزو ایمان ہیں یعنی ایمان بغیر اعمالِ صالحہ کے کامل نہیں ہوتا گو اصلی مفہوم ایمان کا وہی تصدیق قلبی ہے اور اگر اعمال صالحہ نہ ہوں تو ایمان رہتا ہے مگر ناقص ف۲ محدثین کے نزدیک ایمان کی تکمیل کے لئے اعمالِ صالحہ ضروری ہیں پس جس قدر اعمالِ صالحہ زیادہ ہوں ایمان بھی زیادہ ہو گا۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں میں ہزار سے زیادہ عالموں سے ملا مختلف شہروں میں سب یہی کہتے تھے کہ ایمان قول ہے اور عمل، اور کم اور زیادہ ہوتا ہے۔ ف۳ ان سب آیتوں سے امام بخاریؒ نے یہ دلیل لی کہ ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے ف۴ حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ نیک عمل ایمان میں داخل ہے اللہ کی راہ میں محبت یا دشمنی رکھنا یہ بھی دل کا ایک عمل ہے اس حدیث کو ابو داؤد نے ابو امامہؓ سے روایت کیا ف۵ ایمان کے فرائض جیسے نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ اعتقادات جیسے خدا کی ذات اور صفات اور اس کی توحید کا، رسالت اور قیامت کا، بہشت دوزخ عذاب ثواب کا اعتقاد حرام باتیں جیسے زنا چوری شراب خواری سود خواری سے پرہیز، سنت اور مستحب باتیں مثلاً نماز کا اول وقت ادا کرنا باجماعت ادا کرنا اذان دینا ختنہ کرانا یہ سب باتیں دین اور ایمان میں داخل ہیں ف۶ امام بخاریؒ نے اس آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا جو سعید بن جبیر اور مجاہد نے کی ہے یعنی میرا ایمان اور یقین زیادہ ہو جائے۔ ف۷ یعنی خدا اور رسول کا ذکر کریں اس قول کو امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے بہ سند صحیح روایت کیا ہے۔ ف۸ اور صبر آدھا ایمان ہے اس کو طبرانی نے روایت کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے ورنہ صبر کو آدھا ایمان کیوں کہتے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایمان صرف تصدیق ہے اعمال سے کچھ غرض نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ تصدیق قلبی ایمان کا رکن اعظم ہے ف۹ مطلب یہ ہے کہ جس کام کے جائز یا ناجائز ہونے میں شبہ ہو اس کو بھی چھوڑ دے یہ اثر موصولاً نہیں ملا مگر امام مسلمؒ نے تو اس سے مرفوعاً روایت کیا کہ آدمی پرہیزگاروں میں داخل نہیں ہوتا جب تک ان کاموں کو نہ چھوڑ دے جن میں قباحت نہیں ہے اس ڈر سے کہ ان کاموں میں کہیں نہ پڑ جائے جن میں قباحت ہے۔ تقویٰ اور ایمان قریب قریب ہیں تو معلوم ہوا کہ بعضے لوگ ایمان کی کنہ تک پہنچے ہیں بعضے نہیں اور یہ جب ہی ہو گا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہو۔ ف۱۰ اس کو عبد بن حمید نے نکالا، اس سے یہ نکلا کہ اور پیغمبروں کے دین اور اسلام کا دین ملتے جلتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اسلام میں اگلے دینوں سے

بہت باتیں زیادہ بیان ہوئی ہیں تو معلوم ہوا کہ دین یعنی ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔ ف۱۱ اس کو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں موصولاً نکالا پوری آیت یوں ہے ہم نے تم میں سے ہر ایک کا ایک دین ٹھہرایا اور ایک طریق اور یہ ظاہر ہے کہ دینوں میں اور طریقوں میں اختلاف ہے تو دین میں کمی بیشی ہوئی بعضوں نے کہا مجاہد اور ابن عباسؓ دونوں کے قول مل کر اس باب کے مطلب کی دلیل ہیں کیونکہ ایک سے تعددِ ادیان نکلتا ہے اور ایک سے اتحاد معلوم ہوا یعنی باتوں میں اتحاد ہے بعضوں میں اختلاف اور دین اسلام سب دینوں سے زیادہ مکمل ہے تو زیادتی اور کمی ثابت ہوئی۔ ف۱۲ اس کو ابن جریر نے موصولاً نکالا جب دعا ایمان ہوئی تو دعا ایک عمل ہے عمل جزوِ ایمان ٹھیرا۔

٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

ہم سے بیان کیا عبیداللہ بن موسیٰ نے کہا ہم کو خبر دی حنظلہ ابن ابی سفیان نے انہوں نے سنا عکرمہ بن خالد سے انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی عمارت پانچ چیزوں پر اٹھائی گئی ہے، گواہی دینا اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں اور محمدؐ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کو درستی سے ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا ف۱

ف۱ اس حدیث سے صاف نکلا کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں۔

بَابُ أُمُورِ الْإِيمَانِ. وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى. لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ، أُولٰئِكَ الَّذِينَ

باب، ایمان کے کاموں کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نیکی یہی نہیں، کہ منہ کرو اپنے مشرق کی طرف یا مغرب کی، لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر، اور پچھلے دن پر، اور فرشتوں پر، اور کتاب پر، اور نبیوں پر، اور دیوے مال اُس کی محبت پر، ناتے والوں کو، اور یتیموں کو، اور محتاجوں کو، اور راہ کے مسافر کو، اور مانگنے والوں کو، اور گردنیں چھڑانے میں اور کھڑی رکھے نماز، اور دیا کرے زکوٰۃ، اور پورا کرنے والے اپنے قرار کو، جب قول کریں۔ اور ٹھیرنے والے سختی میں، اور تکلیف میں، اور وقت لڑائی کے۔ وہی لوگ ہیں

صَدَقُوْا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الآية۔ جو سچے ہیں۔ اور وہی بچاؤ میں آئے۔

ف پہلی آیت سورۂ بقرہ رکوع ۲۱ میں ہے اور دوسری سورۂ مومنون کے شروع میں ۱۸ پارہ میں، ان دونوں آیتوں میں ایمان کے بہت سے کاموں کا بیان ہے جیسے صدقہ دینا نماز پڑھنا زکوٰۃ دینا عہد کو پورا کرنا، جہاد میں صبر کرنا شرمگاہ کی حفاظت کرنا، نماز عاجزی کے ساتھ پڑھنا۔

۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (الإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيْمَانِ)۔

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد (جعفی) نے کہا ہم سے بیان کیا ابو عامر عقدی نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن بلال نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ پر کئی شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے ف

ف بعضی روایتوں میں ستر پر کئی شاخیں آئی ہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

باب الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔

باب: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔

۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ وَإِسْمَاعِيْلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ: وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ الأَعْلٰى: عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ،

ہم سے بیان کیا آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے عبداللہ بن ابی السفر اور اسمٰعیل ابن ابی خالد سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں ف اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا امام بخاریؒ نے کہا اور ابو معاویہ نے بیان کیا ہم سے بیان کیا داؤد نے انہوں نے عامر شعبی سے کہا کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (پھر یہی حدیث بیان کی) اور عبدالاعلیٰ نے اسکو روایت کیا داؤد سے انہوں نے عامر سے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ انہوں نے عبداللہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ؎۲

ف ؎۱ یعنی کامل مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں نہ کسی کی غیبت کرے نہ ہاتھ سے کسی کو ستائے ؎۲ ان دونوں سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ پہلی سند میں عامر کا سماع عبداللہ بن عمرو سے صراحتًہ مذکور ہے اور دوسری سند میں عبداللہ مبہم طور سے مذکور ہیں لیکن مراد عبداللہ بن عمرو ہیں پہلی دونوں سندیں اس امر کو صاف کر دیتی ہیں۔

باب أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ۔

۱۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقُرَشِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: (قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)۔

باب: کون سا مسلمان افضل ہے

ہم سے بیان کیا سعید بن یحییٰ بن سعید قرشی نے کہا ہم سے بیان کیا والد نے کہا ہم سے بیان کیا ابو بردہ بن عبداللہ بن ابی بردہ نے انہوں نے ابو بردہ سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسا مسلمان افضل ہے آپؐ نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں ف

ف زبان اور ہاتھ کو روکے رہنا سارے عمدہ اخلاق کی جڑ ہے دنیا میں ہزاروں قسم کے فساد اور بغض اور حسد زبان ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔

باب إِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْإِسْلَامِ۔

۱۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)۔

باب: کھانا کھلانا اسلام کی خصلت ہے۔

ہم سے بیان کیا عمرو بن خالد نے کہا بیان کیا ہم سے لیث نے انہوں نے یزید سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے ایک مرد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کی کونسی خصلت بہتر ہے آپؐ نے فرمایا کھانا کھلانا ف؎۱ اور (ہر ایک مسلمان کو) سلام کرنا اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو ف؎۲

ف ؎۱ یعنی دوستوں کو مہمانوں کو محتاجوں کو کھانا کھلانا ایمان کی نشانی ہے خصوصًا جب قحط یا گرانی ہو اس وقت غریبوں کو کھانا دے کر ان کی جان بچانا سب کاموں سے افضل ہے۔ ف؎۲ بعضے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ صرف جان

پہچان کے مسلمانوں سے سلام علیک کرتے ہیں یہ خوب نہیں ہے سب مسلمان بھائی ہیں جو ملے اسکو سلام کرے دوسری حدیث میں اس شخص کی بہت فضیلت مذکور ہے جو پہلے سلام کرے۔

بَاب مِنَ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ۔

باب: ایمان کی بات یہ ہے کہ جو اپنے لئے چاہے وہی اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے چاہے ف۱

ف۱ یہ خصلت جڑ ہے تمام اخلاق کی آدمی کو چاہیئے کہ علی العموم تمام بنی نوع انسان کا خصوصاً اپنے بھائی مسلمانوں کا خیر خواہ رہے ایسے شخص کی دنیا اور آخرت دونوں چین سے گذرتے ہیں۔

۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَعَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)۔

ہم سے بیان کیا مسدد نے کہا ہم سے بیان کیا یحیٰی نے انہوں نے روایت کی شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضؓ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے، دوسری سند یحیٰی نے اسکو روایت کیا حسین معلم سے کہا ہم سے بیان کیا قتادہ نے اس نے روایت کی انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کوئی تم میں سے اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک جو اپنے لئے چاہتا ہے وہی اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے چاہے۔

بَاب حُبُّ الرَّسُولِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْإِيمَانِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان کا ایک جزو ہے۔

۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ (فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ)۔

ہم سے بیان کیا ابوالیمان نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے کہا ہم سے بیان کیا ابوالزناد نے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قسم ہے اس (خدا) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو۔ ف۱

ف۱ باپ اور اولاد کی محبت آدمی کو بیحد ہوتی ہے باپ کو مقدم کیا کیونکہ بعضوں کے اولاد نہیں ہوتی لیکن باپ سب کا ہوتا ہے۔

۱۴۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:

ہم سے بیان کیا یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے بیان کیا ابن علیہ

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)۔

اُنہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے اُنہوں نے انس رضؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، دوسری سند اور ہم سے بیان کیا آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے، اُنہوں نے قتادہ سے اُنہوں نے انس رضؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں کوئی شخص اس وقت تک (پورا) مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبّت اپنے باپ اور اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو ف۔

ف قسطلانی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبت ایمانیہ چاہیئے یعنی آپ کی پیروی کرنا ہر کام میں، نہ طبعی محبت کیونکہ طبعی محبّت تو ابوطالب کو آپ کے ساتھ بہت تھی باوجود اس کے ان کے ایمان کا حکم نہیں کیا گیا۔

بَابُ حَلَاوَةِ الْإِيمَانِ۔

باب: ایمان کا مزہ

۱۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ)۔

ہم سے بیان کیا محمد بن مثنیٰ نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم سے بیان کیا ایوب نے انہوں نے ابوقلابہ سے اُنہوں نے انس رضؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ ایک یہ کہ اللہ اور اسکے رسولؐ کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو دوسرے یہ کہ فقط اللہ کے لئے کسی سے دوستی رکھے ف تیسرے یہ کہ دوبارہ کافر بننا اس کو اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا۔

ف یعنی محض خداوند کریم کی رضامندی کے لئے نہ کسی دنیاوی غرض سے، مثلاً دیندار عالم یا متشرع درویش سے محبت رکھنا۔

بَابٌ عَلَامَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ

باب: انصار سے محبّت رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔

۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ ابْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ

ہم سے بیان کیا ابوالولید نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے کہا مجھ کو خبر دی عبداللہ بن عبداللہ بن جبیر نے کہا میں نے انس رضؓ بن مالک سے سنا اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے، فرمایا ایمان کی نشانی انصار سے محبّت رکھنا ہے اور نفاق

الانصارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ) کی نشانی انصار سے بیر رکھنا ہے ف۱

ف۱ انصار مدینہ کے لوگ جنہوں نے آپ کو پناہ دی اور آپ کے ساتھ ہو کر کافروں سے لڑے ایسے وقت میں جب اور کوئی قوم آپ کی مددگار نہ تھی اُن کے دو قبیلے تھے ایک اوس ایک خزرج۔

باب حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: ١٧- أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ (بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللهُ فَهُوَ إِلَى اللهِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ، فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ)۔

یہ باب پہلے ہی باب سے تعلق رکھتا ہے اس سے انصار کی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہے
ہم سے بیان کیا ابوالیمان نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا ہم کو خبر دی ابو ادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے ان سے (بیان کیا) عبادہ بن صامتؓ نے اور یہ عبادہ وہ تھے جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور عقبہ کی رات میں وہ بھی ایک نقیب تھے ف۱ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا ان کی ایک جماعت آپ کے گرداگرد تھی تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو ف۲ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور زنا نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو نہ مارو گے ف۳ اور اپنے ہاتھ پاؤں کے سامنے (جان بوجھ) کوئی بہتان بنا کر نہیں اٹھاؤ گے اور نیک کاموں میں نافرمانی نہ کرو گے پھر جو کوئی تم میں یہ اقرار پورا کرے اسکا ثواب اللہ پر ہے اور جو کوئی ان (گناہوں) میں سے کچھ کر بیٹھے اور اسکو دنیا میں اسکی سزا مل جائے تو اس کا گناہ اُتر جائے گا ف۴ اور جو کوئی ان (گناہوں) میں سے کچھ کر بیٹھے پھر اللہ (دنیا میں) اس کو چھپائے رکھے ف۵ تو وہ اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے (آخرت میں بھی) اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے عذاب کرے پھر ہم نے ان باتوں پر آپ سے بیعت کرلی۔

ف۱ اس رات کا قصہ سیر کی کتابوں میں مذکور ہے انصار نے رات کو مشرکوں سے چھپ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور آپ کی مدد کا قطعی وعدہ کیا تھا یہ ۷۳ آدمی تھے آپ نے بارہ آدمیوں کو ان پر نقیب مقرر کیا تھا ان نقیبوں میں ایک عبادہؓ بھی تھے۔ ف۲ اس حدیث سے توبہ کی بیعت کا ثبوت ہوتا ہے جو حضرات صوفیہ میں رائج ہے ف۳ یعنی دختر کشی نہ کرو گے جیسے مشرکین کی عادت تھی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے ف۴ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حد شرعی قائم ہونے سے گناہ اُتر جاتا ہے اور یہی صحیح ہے بعضوں نے کہا گناہ بغیر توبہ کے نہیں اُترتا اور حد صرف دوسرے لوگوں کی عبرت کے لئے قائم کی جاتی ہے۔

ف۵ یعنی دنیا کی سزا سے اسکو بچائے اس کا راز فاش نہ کرے۔

بَابٌ مِنَ الدِّينِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ۔

باب : فتنے سے بھاگنا دینداری ہے ف۱

ف۱ فتنے سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے آدمی بہک جائے خدا سے غافل ہو جائے قرآن میں ہے تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں یہاں مقصود وہ گمراہ کرنے والے ہیں جو سچے دین سے بہکا دیں گے دجال اور اس کے پیش خیمہ ہمارے زمانے میں ان بہکانے والوں کا بڑا ہجوم ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمارا اور سب سچے مسلمانوں کا ایمان بچائے رکھے۔

۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ)۔

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے انہوں نے اپنے باپ (عبداللہ) سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے پیچھے پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کے مقاموں وہ اپنا دین فتنوں سے بچائے ہوئے بھاگتا پھرے گا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللهِ) وَأَنَّ الْمَعْرِفَةَ فِعْلُ الْقَلْبِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ۔

باب : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ کا جاننے والا ہوں اور معرفت (یقین) دل کا فعل ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا ف۱ (سورۂ بقرہ میں) لیکن اُن قسموں پر تم کو پکڑے گا جو تمہارے دلوں نے (جان بوجھ کر) کھائیں۔

ف۱ گو یہ آیت قسموں کے باب میں وارد ہے مگر قسم اور ایمان دونوں کا مدار دل پر ہے اور اس باب سے کرامیہ کا رد منظور ہے جو کہتے ہیں ایمان اسی کا نام ہے کہ آدمی زبان سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گو دل میں یقین نہ ہو۔

۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَهُمْ أَمَرَهُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُونَ، قَالُوا: إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا

ہم سے بیان کیا محمد بن سلام بیکندی نے کہا خبر دی ہم کو عبدہ نے انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے باپ (عروہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہؓ کو کوئی حکم دیتے تو انہی کاموں کا حکم دیتے جن کو وہ کر سکتے وہ عرض کرتے یا رسول اللہؐ ہم آپ کی طرح تھوڑے ہیں آپ کے تو اللہ نے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں یہ سن کر آپؐ اتنا غصے ہوتے کہ آپ کے (مبارک)

تَأَخَّرَ، فَيَغْضَبُ حَتَّى يُعْرَفُ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ يَقُولُ: إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمَكُمْ بِاللَّهِ أَنَا)۔

چہرے پر غصہ نمود ہوتا ف پھر آپؐ فرماتے (کیا تم کو معلوم نہیں) تم سب میں زیادہ پرہیزگار اور اللہ کو زیادہ جاننے والا میں ہوں۔

ف یعنی آپؐ کا مبارک چہرہ سرخ ہو جاتا صحابہؓ پہچان لیتے کہ اس وقت آپ غصے میں ہیں اور غصہ آپ کا اس وجہ سے تھا کہیں ایسا نہ ہو یہ لوگ سمجھنے لگیں کہ ہم پیغمبر صاحب سے بھی عبادت اور تقویٰ یا علم اور معرفت میں بڑھ گئے۔

بَابٌ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ مِنَ الْإِيمَانِ۔

باب: جو شخص پھر کافر ہو جانے کو اتنا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا وہ سچا مومن ہے۔

۲۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: (ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ)

ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا ایک تو اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو سب سے زیادہ ہو ف دوسرے کسی بندے سے خالص اللہ کے لئے دوستی رکھے، تیسرے پھر کفر میں جانا جب اللہ نے اس کو کفر سے چھڑا دیا اتنا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالا جانا۔

ف قسطلانی نے کہا اس محبت کی نشانی یہ ہے کہ دین کی مدد کرے قول اور فعل سے اور آپ کی شریعت کی حمایت کرے اور اسلام کے مخالفین جو اسلام پر اعتراض کریں ان کا جواب دے اور اخلاق و عادات میں آپ کی پیروی کرے مثلاً سخاوت اور ایثار اور حلم اور صبر اور تواضع میں۔

بَابٌ تَفَاضُلِ أَهْلِ الْإِيمَانِ فِي الْأَعْمَالِ

باب: ایمانداروں کا اعمال کی رو سے ایک دوسرے پر افضل ہونا

۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: (يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ

ہم سے بیان کیا اسمٰعیل (بن ابی اویس) نے کہا مجھ سے بیان کیا امام مالکؒ نے انہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے انہوں نے اپنے باپ (یحییٰ مازنی) سے انہوں نے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا (حساب کتاب کے بعد) بہشت والے بہشت میں اور

وأهلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ، فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الحَيَا أَوِ الحَيَاةِ، شَكَّ مَالِكٌ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الحَبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً؟ قَالَ وُهَيْبٌ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو: الحَيَاةِ، وَقَالَ: خَرْدَلٍ مِنْ خَيْرٍ).

اور دوزخ والے دوزخ میں چل دیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو پھر ایسے لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے وہ (جل کر) کالے ہو گئے ہوں گے پھر برسات کی نہر یا زندگی کی نہر میں ڈالے جائیں گے امام مالکؒ کو شک ہے ف۱ وہ اس طرح رنئے سرے سے) اُگ آئیں گے جیسے دانہ ندی کے کنارے اُگ آتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کیسے زرد زرد لپٹا ہوا نکلتا ہے وہیب نے کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے یہ حدیث بیان کی اس میں زندگی کی نہر کہی اور ایمان کے بدل خیر کا لفظ کہا ف۲

ف۱ امام مالکؒ اس حدیث کے راوی ہیں اُن کو شک ہوا کہ عمرو بن یحییٰ نے نہر الحیا کہا جس کے معنی بارش کی نہر یا نہر الحیاۃ کہا جس کے معنی زندگی کی نہر لیکن امام بخاریؒ نے وہیب کی روایت بیان کر کے یہ تبلا دیا کہ زندگی کی نہر صحیح ہے۔ اس سے امام بخاریؒ نے مرجئہ کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ گناہ سے کوئی نقصان نہ ہو گا اور معتزلہ کا بھی جو کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ف۲ یعنی امام مالکؒ کی روایت میں یوں ہے جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوا اور وہیب کی روایت میں یوں ہے جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر خیر یعنی نیکی ہو، وہیب کی اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں نکالا اس میں من خیر کا لفظ ہے۔

۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ابْنِ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ، قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ الدِّينَ).

ہم سے بیان کیا محمد بن عبید اللہ نے کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن سعد نے اُنہوں نے صالح سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے اُنہوں نے سنا ابو سعید خدریؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ میں سو رہا تھا میں نے (خواب میں) لوگوں کو دیکھا وہ میرے سامنے لائے جاتے ہیں اور وہ کُرتے پہنے ہوئے ہیں بعضوں کے کُرتے چھاتیوں تک ہیں اور بعضوں کے اس سے بھی کم، اور عمر بن خطاب میرے سامنے لائے گئے وہ ایسا کُرتہ پہنے ہوئے ہیں جس کو سمیٹ رہے ہیں (اتنا نیچا ہے) صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ آپؐ اس کی تعبیر کیا دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا دین ف۱

ف یعنی کُرتے سے دین مراد ہے جو خواب میں کُرتے کی شکل میں ظاہر ہوا اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی فضیلت ابو بکر صدیقؓ پر ثابت نہیں ہوتی کس لئے کہ ابو بکرؓ کا اس میں ذکر ہی نہیں شاید اُن کا کرتہ حضرت عمرؓ سے بھی نیچا ہو گا۔

بَابٌ الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ۔

باب: حیاء (شرم) ایمان کا ایک جزو ہے۔

٢٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ (أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلّم مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلّم: دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ)۔

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن یوسف نے کہا ہم کو خبر دی (امام) مالک بن انس نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے سالم بن عبداللہ سے اُنہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمر) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری مرد پر گذرے اور وہ اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا اتنی شرم کیوں کرتا ہے ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا جانے دے کیونکہ شرم تو ایمان میں (داخل) ہے۔

ف ان دونوں شخصوں کا نام معلوم نہیں ہوا وہ سمجھا رہا تھا اپنے بھائی پر غصّے ہو رہا تھا کہ تو اتنی شرم کرتا ہے کہ اپنے فائدے پر خاک ڈالتا ہے اس سے تجھ کو نقصان ہو گا۔

بَابٌ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ۔

باب: اس آیت کی تفسیر میں (جو سورۃ براۃ میں ہے) پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (ان سے تعرض نہ کرو)

٢٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَوْحٍ الْحَرَمِيُّ ابْنُ عُمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ)۔

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد نے کہا ہم سے بیان کیا ابو روح بن عمارہ نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے اُنہوں نے واقد بن محمد سے اُنہوں نے اپنے باپ سے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے (خدا کا یہ) حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے (کافروں سے) اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور نماز درستی سے ادا کریں اور زکوٰۃ دیں جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے بچا لیا مگر اسلام کے حق سے ف اور ان (کے دل کی باتوں) کا حساب اللہ پر رہے گا ف۲

ف اسلام کا حق جیسے کسی کو مار ڈالیں تو خون کے بدلے خون ہو گا یا زنا کریں اور محصن ہوں تو رجم ہو گا اس حدیث سے امام بخاریؒ نے مرجیہ کا رد کیا جو اعمال کو ایمان کے لئے ضروری نہیں سمجھتے کیونکہ حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ جو لوگ نماز نہ پڑھیں یا زکوٰۃ نہ دیں اُن سے جہاد کیا جاتے گا ف۲ کیونکہ دل کی خبر اللہ ہی کو ہے ظاہر میں جو کوئی یہ باتیں کرے گا اس پر اسلام کے احکام جاری ہوں گے۔

بَاب مَنْ قَالَ إِنَّ الايمانَ هُوَ العَمَلُ

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَتِلْكَ الجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ وَقَالَ عِدَّةٌ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى۔ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ عَنْ قَوْلِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔ وَقَالَ: لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ العَامِلُونَ۔

باب: اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے ایمان ایک عمل ہے کیونکہ اللہ تعالٰی نے (سورۂ زخرف میں) فرمایا یہ جنت جس کے تم وارث ہوئے تمہارے عمل کا بدلہ ہے ف اور کئی عالموں نے ف اس آیت کی تفسیر (جو سورۂ حجر میں ہے) قسم تیرے مالک کی ہم ان سب لوگوں سے ان کے عمل کی باز پرس کریں گے یہ کہا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے سے ف۳ اور (سورۂ والصّٰفّٰت میں) فرمایا ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے ف۴

ف اس آیت میں عمل سے ایمان مراد ہے جیسے مفسرین نے کہا ہے ف۲ جیسے انس بن مالکؓ اور مجاہد اور ابن عمرؓ ہیں۔
ف۳ تو معلوم ہوا کہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا یعنی ایمان یہ بھی ایک عمل ہے اور باب کا یہی مطلب ہے۔
ف۴ یہاں بھی عمل سے ایمان مراد ہے۔

۲۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى اللهُ عليهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ أَيُّ العَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: (إِيمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: الجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ)۔

ہم سے بیان کیا احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا دونوں نے ہم سے بیان کیا ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے بیان کیا ابن شہاب نے اُنہوں نے سعید بن مسیب سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ (لوگوں نے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے آپؐ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ف کہا پھر کونسا عمل (فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا پھر کونسا (عمل) فرمایا وہ حج جو مبرور ہو ف۲

ف باب کا مطلب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ ایمان کو عمل فرمایا اور دوسرے اعمال کو اس لئے ذکر کیا کہ ایمان سے یہاں صرف اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھنا مراد ہے ف۲ حج مبرور وہ ہے جو خالص اللہ کے لئے کیا جائے اس میں ریا کا نام نہ ہو اس کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی گناہوں سے توبہ کرے پھر گناہ میں مبتلا نہ ہو۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يَكُنِ الْإِسْلَامُ عَلَى الْحَقِيقَةِ وَكَانَ عَلَى الْإِسْتِسْلَامِ أَوِ الْخَوْفِ مِنَ الْقَتْلِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: - قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا فَإِذَا كَانَ عَلَى الْحَقِيقَةِ فَهُوَ عَلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ - إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔

باب: کبھی اسلام سے اسکی حقیقی (شرعی) معنی مراد نہیں ہوتے۔ بلکہ ظاہری تابعداری یا جان کے ڈر سے مان لینا جیسے اللہ تعالیٰ نے (سورۂ حجرات میں) فرمایا گنوار لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے (اے پیغمبر) اُن سے کہہ دے تم ایمان نہیں لائے یوں کہو ہم اسلام لائے ف لیکن اسلام جب اپنے حقیقی معنی (شرعی معنی) میں ہوگا تو وہ اسلام ہوگا جو (سورۂ آل عمران کی) اس آیت میں مراد ہے اللہ کے نزدیک (سچا) دین اسلام ہے آخر تک۔

ف یہ آیت چند گنوار عربوں کی شان میں اُتری جو مدینہ کے گرداگرد رہتے وہ جان کے ڈر سے آنحضرتؐ کے تابعدار بن گئے تھے۔ امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اسلام کبھی اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہوتا ہے یعنی تابعدار بننا اس آیت میں وہی معنی مراد ہے لیکن اسلام کے حقیقی اور شرعی معنی وہی ہیں جو ایمان کے ہیں اور پچھلی دو آیتوں میں سورۂ آل عمران کے وہی حقیقی معنی مراد ہیں۔ قسطلانی نے کہا اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ جو مسلم ہے وہ مومن ہے اور جو مومن ہے وہ مسلم ہے۔

٢٦- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا؟ فَقَالَ: أَوْ مُسْلِمًا، فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي فَقُلْتُ: مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ؟ فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا، فَقَالَ: أَوْ مُسْلِمًا، فَسَكَتُّ قَلِيلًا، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي، وَعَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: يَا سَعْدُ إِنِّي

ہم سے بیان کیا ابوالیمان (حکم بن نافع) نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے اُنہوں نے زہری سے کہا مجھ کو خبر دی عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ نے اُنہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاصؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا اور سعد بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے ایک شخص (جعیل بن سراقہ) کو چھوڑ دیا (نہ دیا) وہ ان سب لوگوں میں مجھے زیادہ پسند تھا میں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا قسم خدا کی میں تو اس کو مومن سمجھتا ہوں آپؐ نے فرمایا ف یا مسلم پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اُس نے زور کیا ف۲ میں نے دوبارہ عرض کیا آپؐ نے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا قسم خدا کی میں تو اس کو مومن جانتا ہوں آپؐ نے فرمایا یا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے زور کیا میں نے تیسری بار وہی عرض کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا اس کے بعد یہ فرمایا اے سعد! میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں اور دوسرے شخص کو

لَأُعْطِي الرَّجُلَ، وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللَّهُ فِي النَّارِ). وَرَوَاهُ يُونُسُ وَصَالِحٌ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

اس سے اچھا سمجھتا ہوں مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں اللہ اس کو اوندھا دوزخ میں نہ ڈھکیل دے ف۳ اس حدیث کو یونس اور صالح اور معمر اور زہری کے بھتیجے نے شعیب کی طرح زہری سے روایت کیا۔

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ حدیث سے یہ نکلا کہ جس شخص کے دل کا حال یعنی اس کا مومن ہونا معلوم نہ ہو اس کو مسلمان کہہ سکتے ہیں تو اسلام کے ایک معنی وہ بھی ہوئے جو لغت میں ہیں یعنی ظاہری انقیاد اور تابعداری۔ ف۲ یعنی مجھ کو پھر جوش آیا اور چپکا نہ رہا گیا میں نے پھر اس کی سفارش کی۔ ف۳ یعنی میں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ اس کا ایمان ضعیف ہے اور دوسرے شخص کو پکا ایماندار جان کر اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں مگر ضعیف ایمان والے کو دیتا ہوں اور پکے ایمان والے پر اس کو مقدم رکھتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں ضعیف ایمان والا اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائے۔

بَابٌ إِفْشَاءُ السَّلَامِ مِنَ الْإِسْلَامِ،

وَقَالَ عَمَّارٌ: ثَلَاثٌ مَنْ جَمَعَهُنَّ فَقَدْ جَمَعَ الْإِيمَانَ: الْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِكَ، وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ، وَالْإِنْفَاقُ مِنَ الْإِقْتَارِ۔

باب: افشاء اسلام کرنا اسلام میں داخل ہے ف۱ اور عمار نے کہا تین باتیں جس نے اکٹھا کر لیں اس نے ایمان کو جوڑ لیا ایک تو اپنا انصاف اپنے جی میں کرنا ف۲ اور دوسرے سب کو سلام کرنا ہر مسلمان کو تیسرے تنگی ہونے پر خرچ کرنا ف۳

ف۱ سلام کا افشاء کرنا یعنی ظاہر کرنا ہر مسلمان کو سلام کرنا اسلام میں داخل ہے۔ ف۲ اللہ کی عنائتیں اپنے حال پر دیکھنا اور اس کی اطاعت اور عبادت میں قصور نہ کرنا۔ ف۳ یعنی باوجودیکہ اپنے تئیں خود روپیہ کی احتیاج ہو لیکن دوسرے محتاج کی حاجت وائی اپنی حاجت پر مقدم رکھنا۔ عمار کے اس قول کو امام احمد اور بزار اور طبرانی نے موصولاً نکالا۔

۲۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو (أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)۔

ہم سے بیان کیا قتیبہ نے کہا ہم سے بیان کیا لیث نے انہوں نے سنا یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابوالخیر سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اسلام کی کونسی خصلت بہتر ہے آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور ہر ایک کو سلام کرنا، اس سے تیری پہچانت ہو یا نہ ہو۔

بَابُ كُفْرَانِ الْعَشِيرِ وَكُفْرٍ دُونَ كُفْرٍ. فِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

باب: ف خاوند کی ناشکری بھی ایک طرح کا کفر ہے اور ایک کفر دوسرے کفر سے کم ہوتا ہے اس باب میں ابو سعیدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ف۲

ف اگلے بابوں میں ایمان کا ذکر تھا کفر ایمان کی ضد ہے تو ایمان کے بعد اس کا بیان کیا۔ ف۲ امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ کفر دو طرح کا ہے ایک تو کفر حقیقی جس کی وجہ سے آدمی اسلام سے باہر ہو جاتا ہے دوسرے گناہ اس کو بھی شریعت میں کفر کہا ہے مگر یہ کفر اگلے کفر سے کہیں کم ہے اس باب میں امام بخاریؒ نے ابو سعید کی حدیث بیان نہیں کی اس کی طرف اشارہ کر دیا اور کتاب الحیض میں اسکو نکالا۔ اس میں یہ ہے کہ آپ نے عورتوں سے فرمایا تم صدقہ دو میں نے دیکھا کہ تم دوزخ میں زیادہ ہو، انہوں نے پوچھا کیوں؟ آپؐ نے فرمایا تم لعنت بہت کرتی ہو اور خاوند کا کفر یعنی ناشکری کرتی ہو۔ ابن عباسؓ کی حدیث بڑی لمبی حدیث ہے جس کو امام بخاریؒ نے پورا باب الکسوف میں نکالا یہاں اس کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ حدیث کے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں۔

۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم (أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ، قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللَّهِ؟ قَالَ: يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ).

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ نے انہوں نے امام مالک سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک لمبی حدیث میں) اور میں نے دوزخ کو دیکھا کیا دیکھتا ہوں وہاں عورتیں بہت ہیں وہ کفر کرتی ہیں لوگوں نے کہا کیا اللہ کا کفر کرتی ہیں آپؐ نے فرمایا (نہیں) خاوند کا کفر (اس کی ناشکری) کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں اگر تو ایک عورت سے ساری عمر احسان کرے پھر وہ (ایک ذرا سی) کوئی بات تجھ سے دیکھے (جس کو پسند نہ کرتی ہو) تو کہنے لگتی ہے میں نے تو تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی۔

بَابٌ الْمَعَاصِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا إِلَّا بِالشِّرْكِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم (إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ) وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى. إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ

باب: گناہ جاہلیت کے کام ہیں اور گناہ کرنے والا گناہ سے کافر نہیں ہوتا ف البتہ شرک کرے (یا کفر کا اعتقاد رکھے) تو کافر ہو جائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابو ذرؓ سے) ف۲ فرمایا تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت کی خصلت ہے اور اللہ نے (سورۃ نسا میں) فرمایا اللہ تو شرک کو نہیں بخشنے گا اور اس سے کم جس کے چاہے گا (گناہ)

لِمَنْ يَّشَآءُ وَ اِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا. فَسَمَّاهُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ.

بخشدیگا ف۳ اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ ف۴ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل کرادو، اللہ نے دونوں گروہوں کو مسلمان کہا۔

ف۱ اس سے خوارج اور معتزلہ کا رد منظور ہے جو کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں اور بعضے ان میں یوں کہتے ہیں نہ وہ کافر ہے نہ مومن۔ ف۲ یہ حدیث امام بخاریؒ نے آگے خود روایت کی ہے۔ ابوذرؓ نے ایک شخص کو ماں کی گالی دی تھی اس وقت آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ تجھ میں جاہلیت کی خصلت ہے یعنی گالی گلوچ کرنا مومن کی شان نہیں۔ جاہلیت وہ زمانہ جو آنحضرتؐ کی پیغمبری سے پہلے عرب میں گذرا۔ ف۳ اس سے کم یعنی شرک سے اتر کر جو گناہ ہیں حافظ ابن حجرؒ نے کہا اس آیت میں شرک سے کفر مراد ہے مثلاً کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرے تو وہ بھی بخشا نہیں جائے گا ف۴ اس آیت سے امام بخاریؒ نے خارجی اور معتزلی کا رد کیا کیونکہ مسلمان سے لڑنا گناہ ہے اور باوجود اس کے اللہ تعالےٰ نے دونوں کو مسلمان فرمایا۔

۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَيُوْنُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قُلْتُ: أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ، قَالَ: ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهِ).

ہم سے بیان کیا عبدالرحمٰن بن مبارک نے کہا ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے کہا ہم سے بیان کیا ایوب اور یونس نے انہوں نے حسن سے انہوں نے احنف بن قیس سے کہا کہ میں چلا اس شخص کی مدد کرنے کو ف۱ (راستہ میں) مجھ کو ابوبکرہؓ ملے پوچھا کہاں جاتے ہو میں نے کہا اس شخص کی مدد کرنے کو ابوبکرہؓ نے کہا (اپنے گھر کو) لوٹ جا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لیکر بھڑ جاویں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ قاتل تو خیر (ضرور دوزخی ہوگا) مقتول کیوں دوزخی ہوگا فرمایا اس کو خواہش تھی اپنے ساتھی کے مار ڈالنے کی ف۲۔

ف۱ اس شخص سے مراد جناب امیر المومنین علی مرتضےٰؓ ہیں، احنف بن قیسؓ جنگ جمل میں حضرت علیؓ کی مدد کے لئے نکلے تھے جب ابوبکرہؓ نے ان کو یہ حدیث سنائی تو وہ لوٹ گئے۔ حافظ نے کہا ابوبکرہؓ نے اس حدیث کو مطلق رکھا حالانکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بلاوجہ شرعی دو مسلمان ناحق لڑیں اور حق پر لڑنے کی تو خود قرآن میں اجازت ہے فان بغت احد بھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی الآیہ اور اسی لئے احنف اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے تمام لڑائیوں میں اور انہوں نے ابوبکرہؓ کی رائے پر عمل نہیں کیا۔ ف۲ وہ اگر قدرت پاتا تو ضرور عزم کر چکا تھا اپنے بھائی کے قتل کا۔ معلوم ہوا کہ دل کے عزم پر جب وہ مصمم ہو جائے تو مواخذہ ہوگا اور یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ دل کا خیال اللہ

نے اس اُمت کو معاف کر دیا اس سے مراد وہ خیال ہے جو آئے اور گذر جائے دل میں جمے نہیں۔

۳۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ عَنِ الْمَعْرُورِ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِأُمِّهِ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)۔

ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے واصل احدب سے اُنہوں نے معرور سے کہا میں ابوذرؓ سے ربذہ ف۱ میں ملا وہ ایک جوڑا پہنے تھے اور ان کا غلام بھی (ویسا ہی) ایک جوڑا پہنے تھا میں نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی اُنہوں نے کہا میں نے ایک شخص سے گالی گلوچ کی اس کو ماں کی گالی دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو نے اس کو ماں کی گالی دی تو وہ آدمی ہے جس میں جاہلیت کی خصلت ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ تلے کر دیا جس کا بھائی اس کے ہاتھ تلے ہو وہ اس کو وہی کھلائے جو آپ کھائے اور وہی پہنائے جو آپ پہنے اور اُن سے وہ کام نہ لو جو اُن سے نہ ہو سکے اگر ایسا کام لینا چاہو تو اُن کی مدد کرو۔ ف۲

ف۱ ربذہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے تین منزل پر۔ ف۲ ابوذرؓ نے حضرت بلالؓ سے گالی گلوچ کی تھی ان کو کہا کالی کے بیٹے تب آپؐ نے یہ حدیث فرمائی اس کے بعد ابوذرؓ نے بلالؓ سے معافی چاہی اور اپنا گال زمین پر رکھ دیا کہنے لگے میں اپنا گال زمین سے اُس وقت تک نہیں اُٹھاؤں گا جب تک بلالؓ اپنے پاؤں سے اس کو نہ روندیں۔

بَابٌ ظُلْمٌ دُونَ ظُلْمٍ۔

باب: ایک گناہ دوسرے گناہ سے کم ہوتا ہے۔

۳۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح قَالَ: وَحَدَّثَنِي بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ، لَمَّا نَزَلَتْ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ۔ قَالَ

ہم سے بیان کیا ابوالولید نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا مجھ سے بیان کیا بشر نے کہا ہم سے بیان کیا محمد نے انہوں نے شعبہ سے اُنہوں نے سلیمان سے اُنہوں نے ابراہیم سے اُنہوں نے علقمہ سے، اُنہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا جب (سورۂ انعام کی) یہ آیت اُتری جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے اپنے ایمان میں گناہ کی ملونی نہیں کی

أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ - إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب نے کہا یا رسول اللہ یہ تو بڑی مشکل ہے ہم میں کون ایسا ہے جس نے گناہ نہیں کیا تب اللہ نے (سورۂ لقمان کی) یہ آیت اتاری شرک بڑا ظلم ہے ف۱

ف۱ معلوم ہوا کہ جو موحد ہو اس کو امن ملے گا گو کتنا ہی گنہگار ہو، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گنا ہوں پر بالکل عذاب نہ ہوگا جیسے مرجیہ کہتے ہیں بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنے سے امن ملے گا حدیث اور آیت اور ترجمہ باب نکل آیا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ سے کم ہوتا ہے۔

بَابُ عَلَامَةِ الْمُنَافِقِ۔

باب: منافق کی نشانیاں

۳۲- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ أَبُو الرَّبِيعِ: قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ) آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ- وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ- وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)۔

ہم سے بیان کیا سلیمان ابو الربیع نے کہا ہم سے بیان کیا اسمٰعیل ابن جعفر نے کہا ہم سے بیان کیا نافع بن مالک بن ابی عامر نے جن کی کنیت ابو سہیل ہے انہوں نے اپنے باپ مالک بن ابی عامر سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں ف جب بات کہے جھوٹ کہے اور جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھیں خیانت کرے۔

ف ایک روایت میں چار نشانیاں مذکور ہیں چوتھی اقرار کے بعد دغا کرنا۔ ایک میں پانچویں یہ مذکور ہے کہ تکرار میں ناحق کشی کرنا۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ یہ خصلتیں نفاق کی ہیں اور جس میں یہ خصلتیں ہوں وہ منافق کے مشابہ ہے یا اس میں عملی نفاق ہے جو کفر نہیں ہے۔

۳۳- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ

ہم سے بیان کیا قبیصہ بن عقبہ نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عبد اللہ بن مرہ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس میں ہوں گی وہ تو نرا منافق ہوگا ف۱ اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی جب تک وہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے اور

حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ). تَابَعَهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ.

جب بات کہے جھوٹ کہے اور جب عہد کرے دغا کرے اور جب جھگڑے تو ناحق کی طرف چلے ۔ سفیان کے ساتھ شعبہ نے بھی اس حدیث کو اعمش سے روایت کیا ۔

ف مراد وہی عملی منافق ہے نہ اعتقادی کیونکہ کبھی یہ خصلتیں مسلمان میں بھی پائی جاتی ہیں بعضوں نے کہا جس نے ان باتوں کی عادت کرلی ہو وہ مراد ہے کیونکہ مسلمان ایسی بری باتوں کو اگر کبھی کرے گا بھی تو اس سے توبہ کرے گا اُن کو برا سمجھے گا ۔

بَابٌ قِيَامُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنَ الْإِيمَانِ.

باب: شب قدر میں عبادت بجالانا ایمان میں داخل ہے۔

٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (مَنْ يَقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ).

ہم سے بیان کیا ابوالیمان نے کہا ہم کو خبر دی شعیب نے کہا ہم سے بیان کیا ابوالزناد نے اُنہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شب قدر میں عبادت کرے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت کرکے ف۱ اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے ف۲

ف۱ یعنی خالص خدا کے لئے نہ ریا اور مکاری کی نیت سے ف۲ یعنی سوا حقوق العباد کے کیونکہ حقوق العباد کی معافی بغیر اُن کے راضی کئے مشکل ہے ۔

بَابٌ الْجِهَادُ مِنَ الْإِيمَانِ.

باب: جہاد ایمان میں داخل ہے ف

ف جب نفاق کی نشانیاں امام بخاریؒ بیان کرچکے تو ایمان کی نشانیوں کو شروع کیا اور کتاب کا مقصود بھی یہی ہے۔

٣٥- حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (انْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ

ہم سے بیان کیا حرمی بن حفص نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے بیان کیا عمارہ نے کہا ہم سے بیان کیا ابوزرعہ بن عمرو بن جریر نے کہا میں نے ابوہریرہ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) جو شخص میری راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) نکلے اس کو (اس کے گھر سے) اسی بات نے نکالا ہو کہ وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے یا میرے پیغمبروں کو سچا جانتا ہے ف۱ نہ اور کسی بات نے (جیسے ناموری یا لوٹ کی خواہش نے) تو میں اسکے لئے یہ ذمہ لیتا ہوں یا تو اسکو (جہاد) کا

أَوْ غَنِيمَةٍ أَوْ أُدْخِلَهُ الجَنَّةَ، وَلَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ، ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ)۔

ثواب اور لوٹ کا مال دیکر (زندہ مع الخیر اسکے گھر کو) لوٹا دوں گا یا (اگر وہ شہید ہو تو) اس کو بہشت میں لے جاؤں گا (آنحضرتؐ نے فرمایا) اگر میری امت پر شاق نہ ہو تو میں ہر لشکر کے ساتھ جو جہاد کو جاتا نکلتا ف۲ اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں ف۳

ف۱ بعض نسخوں میں و تصدیق برسلی ہے اور وہ ظاہر ہے اور نسخہ ماخوذ کی توجیہ اس طرح ہے کہ چونکہ ایمان مستلزم ہے تصدیق انبیاء کو اور تصدیق انبیاء مستلزم ہے ایمان کو، اس لئے دونوں میں سے ہر ایک کافی ہے ف۲ یعنی جتنی فوج کی ٹکڑیاں کافروں سے لڑنے کو جاتی ہیں ہر ایک ٹکڑے کے ساتھ نکلتا اگر آپؐ نکلتے تو سارے صحابہؓ کو نکلنا پڑتا اور یہ ان پر شاق ہوتا کسی کو کام کاج ہوتا کسی کے پاس خرچ نہ ہوتا ف۳ اس حدیث سے شہادت کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ پیغمبر صاحبؐ بار بار اس کی آرزو رکھتے تھے۔ امام بخاریؒ نے پہلے شب قدر اور جہاد کا بیان کیا پھر رمضان میں روزے رکھنے اور تراویح کا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جہاد اگر رمضان میں ہو تو اور زیادہ ثواب ہے اسی طرح شہادت بھی اگر رمضان میں ہو۔

بَابٌ تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الإِيمَانِ۔

باب: رمضان میں راتوں کو نماز نفل پڑھنا ایمان میں داخل ہے۔

۳۶- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)۔

ہم سے بیان کیا اسمٰعیل نے کہا مجھ سے بیان کیا امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان رکھ کر اور ثواب کے لئے عبادت کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

بَابٌ صَوْمُ رَمَضَانَ احْتِسَابًا مِنَ الإِيمَانِ۔

باب: رمضان کے روزے رکھنا ثواب کی نیت سے ایمان میں داخل ہے۔

۳۷- حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے بیان کیا محمد بن سلام بیکندی نے کہا ہم کو خبر دی محمد بن فضیل نے کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ بن سعید نے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان روزے ایمان رکھ کر اور ثواب

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ) کی نیت سے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

بَابُ الدِّينُ يُسْرٌ وَ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللّٰهِ الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ)۔

باب: اسلام کا دین آسان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو وہ دین بہت پسند ہے جو سچا سیدھا آسان ہو ف۱

ف۱ جیسے اسلام کا دین جو سادہ سیدھا صاف صاف اور آسان ہے یہود کے دین میں بڑی بڑی سختیاں تھیں اور نصارٰی نے اپنا دین ہی بگاڑ رکھا تھا تین خدا کا مضمون سمجھ ہی میں نہیں آتا، بدھ خدا ہی کا قائل نہیں ہے پھر اتنی بڑی دنیا کا انتظام کیسے چل رہا ہے یہ عقل میں نہیں آتا کہ ہندو مشرک اللہ کو چھوڑ کر ان لوگوں کو پوجتے ہیں جو ہماری طرح آدمی تھے۔ اوتاروں کی نسبت وہ قصے بیان کرتے ہیں جو یا تو سمجھ ہی میں نہیں آتے یا ان میں فحش اور بے حیائی بھری ہوئی ہے پارسی لوگ اہرمن کو بھی خدا کا مقابل سمجھتے ہیں۔
صاف اور سیدھا بے کھٹ پھٹ اسلام ہی کا دین ہے جس میں سوائے ایک سچے خدا کے جو آسمان اور زمین کا خالق ہے اور کسی کی عبادت نہیں۔

۳۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مَعْنِ ابْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا، وَأَبْشِرُوا، وَاسْتَعِينُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِنَ الدُّلْجَةِ)۔

ہم سے عبدالسلام بن مطہر نے بیان کیا کہا ہم سے عمر بن علی نے بیان کیا انہوں نے معن بن محمد غفاری سے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا بیشک اسلام کا دین آسان ہے اور دین میں کوئی سختی کرے گا تو دین اس پر غالب آئے گا اس لئے بیچ بیچ کی چال چلو اور افضل کام نہ کر سکو تو اس کے) نزدیک رہو اور ثواب کی امید رکھ کر خوش رہو اور صبح کی چہل قدمی اور اخیر رات کی کچھ چہل قدمی سے مدد لو ف۲

ف۱ یعنی اخیر میں وہ تھک کر خود عاجز ہوجائے گا اور نیک عمل چھوڑنا پڑے گا اس لئے اتنی عبادت کرنا چاہیئے جو آسانی کے ساتھ ہو سکے۔
ف۲ صبح اور شام اور اخیر رات کی چہل قدمی سے مراد ان وقتوں میں عبادت کرنا ہے یعنی صبح اور عصر اور تہجد کی نماز پڑھنا۔ بعضوں نے دُلجہ کا ترجمہ رات کیا ہے تو عشا کی نماز مراد ہو سکتی ہے۔

بَابٌ الصَّلاةُ مِنَ الإيمانِ وَقَوْلُ اللهِ تَعالَى - وَما كانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمانَكُمْ - يَعْنِي صَلاتَكُمْ عِنْدَ البَيْتِ -

٣٩- حَدَّثَنا عَمْرُو بْنُ خالِدٍ قالَ: حَدَّثَنا زُهَيْرٌ قالَ حَدَّثَنا أَبُو إِسْحاقَ عَنِ البَراءِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كانَ أَوَّلَ ما قَدِمَ المَدِينَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدادِهِ أَوْ قالَ: أَخْوالِهِ مِنَ الأَنْصارِ، وَأَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ المَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ البَيْتِ، وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلاةٍ صَلّاها صَلاةَ العَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ راكِعُونَ فَقالَ: أَشْهَدُ بِاللهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدارُوا كَما هُمْ قِبَلَ البَيْتِ وَكانَتِ اليَهُودُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كانَ يُصَلِّي قِبَلَ بَيْتِ المَقْدِسِ وَأَهْلُ الكِتابِ، فَلَمّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ البَيْتِ أَنْكَرُوا ذٰلِكَ، قالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنا أَبُو إِسْحاقَ، عَنِ البَراءِ فِي حَدِيثِهِ هٰذا، أَنَّهُ ماتَ عَلَى القِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ رِجالٌ وَقُتِلُوا فَلَمْ نَدْرِ ما نَقُولُ فِيهِمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ تَعالَى - وَما كانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمانَكُمْ -

باب: نماز ایمان میں داخل ہے اور حق تعالیٰ نے (سورۂ بقر میں جو) فرمایا اور اللہ ایسا نہیں جو تمہارا ایمان اکارت کردے یعنی بیت اللہ کے پاس جو تم نے نماز پڑھی (بیت المقدس کی طرف منہ کرکے)

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسحٰق نے بیان کیا انہوں نے براءؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پہلے مدینہ میں تشریف لائے تو اپنے ننہیال یا ممہیال میں اُترے جو انصاری لوگوں میں تھے ف۱ اور آپؐ سولہ یا سترہ مہینے تک ف۲ (مدینہ میں) بیت المقدس کی طرف (منہ کرکے) نماز پڑھتے رہے اور آپ یہ پسند کرتے تھے کہ آپؐ کا قبلہ کعبہ کی طرف ہو جائے اور پہلی نماز جو آپؐ نے (کعبے کی) طرف پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے ان میں سے ایک شخص جو آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ چکا تھا ایک مسجد والوں پر سے گذرا وہ رکوع میں تھے (بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے) ف۳ اس شخص نے کہا میں اللہ کا نام لے کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے (ابھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبے کی طرف نماز پڑھی یہ سنتے ہی وہ لوگ نماز ہی میں کعبے کی طرف پھر گئے اور جب آپؐ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے تو یہودی اور دوسرے کتاب والے (نصاریٰ) خوش تھے ف۴ جب آپؐ نے اپنا منہ کعبے کی طرف پھیر لیا تو انہوں نے بُرا مانا۔ زہیر نے کہا ہم سے ابو اسحٰق نے بیان کیا انہوں نے براء سے اسی حدیث میں کہ قبلہ بدل جانے سے پہلے کچھ لوگ مر گئے تھے جو (اگلے) قبلے ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے اور کچھ شہید ہو گئے تھے ہم نہ سمجھے کہ ان کے حق میں کیا کہیں (ان کو نماز کا ثواب ملا یا نہیں) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری اللہ ایسا نہیں ہے جو تمہارا ایمان اکارت کردے (یعنی تمہاری نماز) ف۵

ف۱ انصار میں آپؐ کی ننہیال یا ممہیال تھی دونوں صحیح ہیں کیونکہ حضرت حلیمہ آپ کی رضاعی والدہ انصار میں سے تھیں اور

عبدالمطلب آپؐ کے جدامجد کی ماں سلمٰی بھی انہی میں سے تھیں ف۲ یہ راوی کو شک ہے ف۳ یہ لوگ بنی حارثہ تھے انصار میں سے جو اس وقت اپنی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اب اس کو مسجد القبلتین کہتے ہیں ف۴ نصاریٰ تو مشرق کی طرف قبلہ رکھتے ہیں ان کی خوشی اس وجہ سے ہوگی کہ یہود کے پیغمبر حضرت موسیٰؑ کو وہ بھی مانتے ہیں بعضوں نے کہا کتاب والوں سے وہی یہودی مراد ہیں ف۵ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ نماز کو ایمان فرمایا۔

بَابُ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ، قَالَ مَالِكٌ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ يُكَفِّرُ اللَّهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا، وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهَا۔

باب: اسلام کی خوبی کا بیان امام مالکؒ نے کہا مجھ کو زید بن اسلم نے خبر دی ان کو عطا بن یسار نے خبر دی ان کو ابوسعید خدریؓ نے خبر دی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے سنا آپؐ فرماتے تھے جب کوئی بندہ مسلمان ہو جائے پس اچھی طرح مسلمان ہو ف۱ تو اللہ اُس کا ہر گناہ اُتار دے گا جو وہ (اسلام سے پہلے) کر چکا تھا ف۲ اور اس کے بعد حساب شروع ہوگا، ایک نیکی کے بدل ویسی دس نیکیاں سات سو نیکیوں تک (لکھی جائیں گی) اور بُرائی کے بدل ویسی ہی ایک بُرائی (لکھی جائے گی) مگر جب اللہ اس کو معاف کرے ف۳

ف۱ یعنی یقین کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ۔ ف۲ دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے اللہ اس کی ہر نیکی جو اُس نے اسلام سے پہلے کی تھی وہ لکھ لے گا معلوم ہوا کہ کافر اگر مسلمان ہو جائے تو کفر کے زمانے کی نیکیوں کا بھی اس کو ثواب ملے گا۔ ف۳ اگر اللہ معاف کرے تو ایک بُرائی بھی نہ لکھی جائے گی۔ اس حدیث سے خوارج کا رد ہوا جو گناہ کرنے والوں کو بالکل کافر جانتے ہیں۔

٤٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا)۔

ہم سے بیان کیا اسحٰق بن منصور نے کہا ہم کو خبر دی عبدالرزاق نے کہا ہم کو خبر دی معمر نے اُنہوں نے ہمام سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تم میں کوئی اچھی طرح مسلمان ہو تو اس کے بعد جو نیکی کرے گا وہ دس گنے سے سات سو گنے تک لکھی جائے گی اور جو بُرائی کرے گا وہ ویسی ہی ایک لکھی جائے گی۔

بَابُ أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللهِ أَدْوَمُهُ۔

باب: اللہ کو وہ عمل بہت پسند ہے جو ہمیشہ کیا جائے۔

٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَتْ: فُلَانَةُ، تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ: مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَاللهِ لَا يَمَلُّ اللهُ حَتَّى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ)۔

ہم سے بیان کیا محمد بن مثنی نے کہا ہم سے بیان کیا یحیٰی نے انہوں نے ہشام سے کہا مجھ کو خبر دی میرے باپ (عروہ) نے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے وہاں ایک عورت بیٹھی تھی آپؐ نے پوچھا یہ کون ہے حضرت عائشہؓ نے کہا فلانی عورت ہے اور اسکی نماز کا حال بیان کرنے لگیں ف آپ نے فرمایا بس بس وہ کام کرو جو (ہمیشہ) کر سکتے ہو کیونکہ قسم خدا کی اللہ تو (ثواب دینے سے) تھکے گا نہیں تم ہی تھک جاؤ گے اور آنحضرتؐ کو وہ عمل بہت پسند تھا جس کا کرنے والا اس کو ہمیشہ کرے ف۲

ف کہ ساری رات سوتی نہیں عبادت کرتی رہتی ہے جیسے امام احمد کی روایت میں ہے اس عورت کا نام حولاء بنت تویت تھا یہ تعریف حضرت عائشہؓ نے اس کے منہ پر نہیں کی بلکہ اس کے اُٹھ جانے کے بعد کی۔ ف۲ ظاہر ہے کہ دین سے مراد یہاں عمل ہے کیونکہ اعتقاد تو ترک کرنا کفر ہے اور دین اور ایمان ایک چیز ہے تو ایمان بھی عمل ہوا اور یہی مقصود ہے اس باب سے۔

بَابُ زِيَادَةِ الْإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى، وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا۔ وَقَالَ۔ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ فَإِذَا تَرَكَ شَيْئًا مِنَ الْكَمَالِ فَهُوَ نَاقِصٌ۔

باب: ایمان کے بڑھنے اور گھٹنے کے بیان میں اور اللہ نے (سورۂ کہف میں) فرمایا ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی اور (سورۂ مدثر میں) ایمانداروں کا ایمان اور بڑھے اور (سورۂ مائدہ میں) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کیا اور (قاعدہ ہے) پورے میں سے کوئی کچھ چھوڑ دے تو وہ ادھورا رہ جاتا ہے ف

ف سورۂ مائدہ کی آیت سے یہ نکلتا ہے کہ اس سے پہلے دین پورا نہیں ہوا تھا تو دین میں کمی یا زیادتی ثابت ہوئی اب رہا یہ اعتراض کہ جو صحابہؓ اس آیت کے اُترنے سے پہلے مر گئے ان کا دین ناقص ہونا لازم آئیگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک ناقص تھا مگر اس نقص سے ان پر کوئی الزام نہیں کیونکہ نقص وہی مذموم ہے جو دیدہ و دانستہ اپنے اختیار سے ہو یا یوں کہیں کہ گو فی نفسہ ان کا دین ناقص تھا مگر بہ نسبت اس وقت کے کامل تھا کیونکہ جس قدر احکام اس وقت تک اُترے تھے ان سب کو وہ بجا لاتے تھے۔

٤٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ

ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام نے کہا ہم سے بیان کیا قتادہ نے انہوں نے انسؓ سے روایت کی، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں جو برابر بھلائی (ایمان) ہو تو وہ (ایک ایک

وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ بُرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ أَبَانُ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مِنْ إِيمَانٍ) مَكَانَ (مِنْ خَيْرٍ)۔

دن ضرور) دوزخ سے نکلے گا اور جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر بھلائی ہو وہ (ایک نہ ایک دن ضرور) دوزخ سے نکلے گا اور جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اس کے دل میں ذرے (چیونٹی) برابر بھلائی ہو وہ (ایک نہ ایک دن ضرور) دوزخ سے نکلے گا ف امام بخاریؒ نے کہا ابان نے اس حدیث کو روایت کیا کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا کہا ہم سے انسؓ نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس روایت میں من خیر کی جگہ من ایمان ہے، ف۲

ف۱ ذرہ بفتح ذال وتشدید را۔ اس کے معنی چیونٹی یا جو سورج کی شعاع میں سوئی کی نوک کی طرح اڑتا معلوم ہوتا ہے کہتے ہیں چار ذرے ایک رائی کے دانے کے برابر ہوتے ہیں بعضوں نے ذرہ بضم ذال وتخفیف را۔ پڑھا ہے جس کے معنی جوار کے ہیں ف۲ اس تعلیق کو حاکم نے وصل کیا امام بخاریؒ اس کو دو مطلب سے لائے ہیں ایک اس لئے کہ قتادہ کا سماع انسؓ سے ثابت ہوا۔ اور قتادہ مشہور ہیں تدلیس یعنی اپنے شیخ کو چھپانے میں اور ایسے شخص کی عنعنہ روایت حجت نہیں دوسرے اس لئے کہ اگلی روایت کی تفسیر ہو جائے اس میں خیر یعنی بھلائی سے ایمان مراد ہے۔

۴۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ سَمِعَ جَعْفَرَ بْنَ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ، أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا، قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے بیان کیا حسن بن صباح نے انہوں نے جعفر بن عون سے سنا کہا ہم سے بیان کیا ابوالعمیس نے کہا ہم کو خبر دی قیس بن مسلم نے انہوں نے طارق بن شہاب سے انہوں نے حضرت عمرؓ سے ایک یہودی ان سے کہنے لگا اے امیرالمومنین تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے رہتے ہو اگر وہ آیت ہم یہود لوگوں پر اترتی تو ہم اس دن کو (جس دن وہ آیت اترتی) عید کا دن ٹھیرا لیتے حضرت عمرؓ نے کہا وہ کونسی آیت ہے یہودی نے کہا یہ آیت آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین پورا کیا اور اپنا احسان تم پر تمام کر دیا اور اسلام کا دین تمہارے لئے پسند کیا حضرت عمرؓ نے کہا ہم اس دن کو جانتے ہیں اور اس جگہ کو بھی جس میں یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (اتری ہے) یہ آیت آپؐ پر (جمعہ کے دن اتری جب آپؐ

وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ)۔ عرفات میں کھڑے تھے۔ ف

ف حضرت عمرؓ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تو اس دن کو عید کر لیا ہے اوّل عرفہ کا دن دوسرے جمعہ کا دن۔ یہ یہودی کعب احبار تھے جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے۔

بَابُ الزَّكَاةُ مِنَ الإِسْلَامِ، وَقَوْلُهُ۔ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ۔

باب: زکوٰۃ دینا اسلام میں داخل ہے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ لم یکن میں) میں فرمایا حالانکہ ان کافروں کو یہی حکم دیا گیا کہ خالص اللہ ہی کی بندگی کی نیت سے ایک طرف کے ہو کر اس کو پوجیں اور نماز کو ٹھیک کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی پکا دین ہے ف

ف اس آیت سے یہ نکلا کہ زکوٰۃ دینا دین میں داخل ہے اور یہی باب کا مقصود ہے۔

٤٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ، فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ رَمَضَانَ، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ: لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ، قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ، قَالَ رَسُولُ

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے اپنے چچا ابوسہیل بن مالک سے انہوں نے اپنے باپ مالک بن ابی عامر سے انہوں نے طلحہ بن عبیداللہؓ سے وہ کہتے تھے نجد والوں میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سر پریشان یعنی اس کے بال بکھرے ہوئے تھے ف ہم بھن بھن اس کی آواز سنتے تھے اور اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ وہ نزدیک آن پہنچا جب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کو پوچھ رہا ہے ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا ہے اس نے کہا بس اس کے سوا تو اور کوئی نماز مجھ پر نہیں، آپؐ نے فرمایا نہیں مگر تو نفل پڑھے (تو اور بات ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا اس نے کہا اور تو کوئی روزہ مجھ پر نہیں ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں مگر تو نفل رکھے (تو اور بات ہے) طلحہؓ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا وہ کہنے لگا بس اور تو کوئی صدقہ مجھ پر نہیں ہے آپؐ نے فرمایا نہیں مگر نفل صدقہ دے (تو اور بات ہے) ف راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا یوں کہتا جاتا تھا قسم خدا کی میں نہ اس سے بڑھاؤں گا

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ)۔

نہ گھٹاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچا ہے تو اپنی مراد کو پہنچ گیا ف۴

ف۱ اس شخص کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا یا اور کچھ۔ نجد کہتے ہیں بلندی کو یہاں مراد وہ ملک ہے عرب کا جو تہامہ سے شروع ہوا ہے عراق تک۔ ف۲ یعنی اس کے ارکان اور شرائع کو۔ ف۳ معلوم ہوا کہ صدقہ فطر نفل ہے یا اس وقت تک واجب نہ ہوا ہوگا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ وتر کی نماز بھی نفل ہے جیسے محدثین کا قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے اس کو واجب کہا ہے ف۴ مراد کو پہنچ گیا یعنی اس کی مکت (نجات) ہو گئی اگر سچا ہے یعنی ان باتوں پر برابر عمل کرتا رہا جیسے منہ سے کہتا ہے کہ نہ میں ان سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا بس جتنا حکم ہے وہ بجا لاؤں گا۔

بَابُ إِتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ مِنَ الْإِيمَانِ۔

۴۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ الْمَنْجُوفِيُّ، قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا وَيَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ، كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ)، تَابَعَهُ عُثْمَانُ الْمُؤَذِّنُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

باب: جنازے کے ساتھ جانا ایمان میں داخل ہے۔

ہم سے احمد بن عبداللہ بن علی منجوفی نے بیان کیا کہا ہم سے روح نے بیان کیا کہا ہم سے عوف نے بیان کیا اُنہوں نے حسن بصری اور محمد بن سیرین سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جاوے اور نماز اور دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔ ہر قیراط اتنا بڑا ہوگا جیسے اُحد کا پہاڑ اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا ف۱ روح کے ساتھ اس حدیث کو عثمان موذن نے بھی روایت کیا کہا ہم سے عوف نے بیان کیا اُنہوں نے محمد بن سیرین سے سُنا اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگلی روایت کی طرح۔

ف۱ ایک درم کے بارہ قیراط ہوتے ہیں لیکن یہ دنیا کا قیراط ہے اور آخرت کا قیراط تو اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا جیسے حدیث میں ہے۔

بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يُحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ : مَا عَرَضْتُ قَوْلِي عَلَى

باب: مومن کو ڈرنا چاہیئے کہیں اس کے اعمال مٹ نہ جائیں اور اس کو خبر نہ ہو اور ابراہیم تیمی نے کہا جو واعظ تھے ایں نے اپنی گفتار اور کردار کو جب ملایا تو مجھ کو ڈر ہوا کہیں میں

عَمَلِي إِلَّا خَشِيتُ أَنْ أَكُونَ مُكَذِّبًا، وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ النِّفَاقَ عَلَى نَفْسِهِ، مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَقُولُ إِنَّهُ عَلَى إِيمَانِ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، وَيُذْكَرُ عَنِ الْحَسَنِ: مَا خَافَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا أَمِنَهُ إِلَّا مُنَافِقٌ وَمَا يُحْذَرُ مِنَ الْإِصْرَارِ عَلَى التَّقَاتُلِ وَالْعِصْيَانِ مِنْ غَيْرِ تَوْبَةٍ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى۔ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔

(شریعت کے) جھٹلانے والوں (کافروں) میں سے نہ ہوں ف۲ اور ابن ابی ملیکہ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے ملا ان میں سے ہر ایک کو اپنے اوپر نفاق کا ڈر لگا ہوا تھا ان میں کوئی یوں نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرئیل یا میکائیل کے ایمان کا سا ہے ف۳ اور حسن بصری سے منقول ہے نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے اور اس سے نڈر وہی ہوتا ہے جو منافق ہے اس باب میں آپس کی لڑائی اور گناہ پر اڑے رہنے اور توبہ نہ کرنے سے بھی ڈرایا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) فرمایا اور وہ اپنے (برے) کام پر جان بوجھ کر اڑا نہیں کرتے۔ ف۴

ف۱ اس باب میں امام بخاریؒ نے خاص مرجئہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں ایمان کے ساتھ گناہ سے کوئی نقصان نہ ہوگا اور بہت سے اگلے بزرگوں کے اقوال نقل کئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب گناہ کا ڈر کرتے رہے۔ ف۲ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہیں لوگ مجھ کو جھوٹا نہ کہیں یعنی قول اور فعل اور۔ ف۳ امام بخاریؒ نے اس اثر سے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں ہر شخص یوں کہہ سکتا ہے کہ میرا ایمان جبریلؑ کا سا ایمان ہے۔ ف۴ اس آیت سے بھی مرجئہ کا رد ہوتا ہے کیونکہ جو لوگ گناہ پر اصرار کریں اُن کی بُرائی نکلتی ہے۔

۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

ہم سے بیان کیا محمد بن عرعرہ نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے اُنہوں نے زبید بن حارث سے کہا میں نے ابو وائل سے ف۱ مرجئہ کو پوچھا (وہ کہتے ہیں گناہ سے آدمی فاسق نہیں ہوتا) اُنہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔

ف۱ ان ابو وائل کا نام شقیق ابن سلمہ اسدی تھا جو علماء تابعین میں سے ہیں معلوم ہوا کہ مرجئہ اس وقت پیدا ہو چکے تھے اس حدیث سے مرجئہ کا رد ہوا کیونکہ مسلمان کے گالی دینے والے کو فاسق فرمایا اور کفر سے مراد شرعی کفر نہیں ہے بلکہ مبالغہ مقصود ہے۔

۴۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ،

ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے کہا ہم سے بیان کیا اسمٰعیل بن جعفر نے اُنہوں نے حمید سے اُنہوں نے انسؓ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ: إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ، الْتَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ۔

سے کہا مجھ کو خبر دی عبادہ بن صامت رضی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرے سے) نکلے (لوگوں کو) شب قدر بتانا چاہتے تھے (وہ کونسی رات ہے) اتنے میں دو مسلمان آپس میں لڑ پڑے ف۱ آپ نے فرمایا میں تو اس لئے باہر نکلا تھا کہ تم کو شب قدر بتلاؤں اور فلاں فلاں آدمی لڑ پڑے تو وہ (میرے دل سے) اُٹھالی گئی اور شاید اسی میں کچھ تمہاری بہتری ہو ف۲ تو (ایسا کرو) شب قدر کو (رمضان کی) ستائیسویں اُنتیسویں پچیسویں رات میں ڈھونڈو۔

ف۱ یہ عبداللہ بن ابی حدرد اور کعب بن مالک تھے ثانی الذکر کا اول الذکر پر قرض آتا تھا دونوں ہیں خاص مسجد کے اندر خوب گتھم گتھی ہوئی ف۲ اس میں اللہ کی کچھ حکمت تھی وہ یہ کہ شب قدر کی اُمید سے لوگ کئی راتوں میں عبادت کریں۔

بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالْإِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ وَبَيَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ ثُمَّ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهُ دِينًا وَمَا بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ مِنَ الْإِيمَانِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى۔ وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ۔

باب، حضرت جبریلؑ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا ایمان کیا ہے اسلام کیا ہے احسان کیا ہے قیامت جانتے ہو (کب آئیگی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان باتوں کو ان سے بیان کرنا پھر یہ فرمانا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہارا دین تم کو سکھانے آئے تھے ف۱ تو آنحضرتؐ نے ان سب باتوں کو دین فرمایا اور اس باب میں اس کا بھی بیان ہے جو آنحضرتؐ نے عبدالقیس (قبیلے) کے پیغام پہنچانے والوں کو ایمان کے معنی تبلائے اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ آل عمران میں) فرمایا اور جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا کوئی دین چاہے تو ہرگز قبول نہ ہوگا اُس کی طرف سے۔

ف۱ یہاں امام بخاریؒ نے تین دلیلیں بیان کیں پہلی دلیل سے نکلتا ہے کہ ایمان اور اسلام اور احسان یہ سب دین ہیں دوسری سے یہ کہ ایمان اور اسلام ایک ہے تیسری سے یہ کہ اسلام اور دین ایک ہے۔

۴۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَوْمًا لِلنَّاسِ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ

ہم سے بیان کیا مسدد نے ہم سے بیان کیا اسمٰعیل بن ابراہیم نے کہا ہم کو خبر دی ابوحیان تیمی نے انہوں نے ابو زرعہ سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے کہا (ایسا ہوا) ایک دن آنحضرتؐ لوگوں میں سامنے بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا ف۱ اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں آپؐ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ

فَقَالَ : مَا الإِيمَانُ ؟ قَالَ : الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ، وَرُسُلِهِ . وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ، قَالَ : مَا الإِسْلَامُ ؟ قَالَ : الإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ ، قَالَ : مَا الإِحْسَانُ ؟ قَالَ : أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ : مَتَى السَّاعَةُ ؟ قَالَ : مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ . وَسَأُخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا : إِذَا وَلَدَتِ الأَمَةُ رَبَّهَا ، وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الإِبِلِ الْبُهْمُ فِي الْبُنْيَانِ فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللهُ ، ثُمَّ تَلَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ . الآيَةَ . ثُمَّ أَدْبَرَ فَقَالَ : رُدُّوهُ ، فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا ، فَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِينَهُمْ ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ جَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ مِنَ الإِيمَانِ .

تو اللہ اور اس کے پیغمبروں کا یقین کرے اور مر کر جی اُٹھنے کو ملنے ف۲ اس نے پُوچھا اسلام کیا ہے آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اللہ کو پُوجے اس کے ساتھ شرک نہ کرے اور نماز کو ٹھیک کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اس نے پُوچھا احسان کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے اللہ کو ایسا (دل لگا کر) پوجے جیسا تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو خیر اتنا تو خیال رکھ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا قیامت کب آئے گی آپؐ نے فرمایا جس سے پوچھتا ہے وہ بھی پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا اور میں تجھ کو اس کی نشانیاں بتلائے دیتا ہوں جب لونڈی اپنے میاں کو جنے ف۳ اور جب کالے ف۴ اونٹ چرانے والے لمبی لمبی عمارتیں ٹھونکیں (بڑے امیر بن جائیں) قیامت (غیب کی اُن ف۵ پانچ باتوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۂ لقمان کی) یہ آیت پڑھی بیشک اللہ ہی جانتا ہے قیامت کب آئے گی اخیر تک پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو پھر میرے سامنے لاؤ (لوگ گئے) تو وہاں کسی کو نہیں دیکھا ف۶ تب آپ نے فرمایا یہ جبرئیلؑ تھے لوگوں کو انکا دین سکھانے آئے تھے امام بخاریؒ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب باتوں کو (دین کہہ دیا) ایمان میں شریک کیا۔

ف۱ مسلم کی روایت میں یوں ہے اس کے کپڑے بہت سفید تھے بال بہت کالے تھے سفر کا نشان اس پر نہ تھا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ سب سے زیادہ خوبصورت اور معطر تھا۔ ف۲ یعنی قبروں سے جی اُٹھنے کو، اور اللہ سے ملنا یہ ہے کہ اس کے سامنے حساب و کتاب کے لئے حاضر ہونا اس صورت میں تکرار نہ ہوگی۔ ف۳ یعنی اسلام دنیا میں پھیلے گا مسلمانوں کے ہاتھ بہت سی لونڈیاں آئیں گی ان سے اولاد پیدا ہوگی وہ اولاد گویا اپنی ماں کی مالک ہوگی یا لوگ ام ولد کو بیچ ڈالیں گے۔ وہ بکتے بکتے اپنے بیٹے کے ہاتھ لگے گی اس کو خبر نہ ہوگی یا لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کریں گے ماں سے ایسا برتاؤ کریں گے جیسے لونڈی سے کرتے ہیں۔ ف۴ کالے اونٹ عرب کے ملک میں بہ نسبت سرخ اونٹوں کے ذلیل سمجھے جاتے ہیں۔ یا مطلب یوں ہے جب کالے رنگ کے چرواہے اُونچی اُونچی عمارتیں ٹھونکیں گے۔ ف۵ باقی چار باتیں یہ ہیں : ابر سے پانی برسے گا یا نہیں، پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، کل کیا ہوگا، آدمی کہاں مرے گا۔ یہ پانچ باتیں حقیقی غیب کی ہیں جن کا علم پیغمبروں کو بھی نہیں ہے۔ یہ

دھوتی بند ہندو جوان باتوں کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں محض جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جو کوئی کہے کہ پیغمبر صاحب ان باتوں کو جانتے تھے اس نے بڑا بہتان کیا۔ ف وہ فرشتے تھے ایک ہی ایکا غائب ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو اس وقت پہچانا جب وہ پیٹھ موڑ کر چل دیئے۔ (جیسے دوسری روایت میں ہے)

باب :-

باب : ف

ف یہ باب گویا اگلے ہی باب سے متعلق ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین اور ایمان ایک ہے اور ہرقل گو کافر تھا اس کا قول کوئی حجت نہیں مگر ابوسفیانؓ نے جب اس کو ابن عباسؓ سے بیان کیا تو انہوں نے اس کا رد نہیں کیا اور ابن عباسؓ اس اُمت کے بڑے عالم تھے اُن کے سکوت سے معلوم ہوا کہ ہرقل کا قول صحیح تھا۔

٤٨ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ: سَأَلْتُكَ: هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ، فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ۔

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے خبر دی ان کو ابوسفیان بن حرب نے کہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے اُن سے کہا میں نے تجھ سے پُوچھا اس پیغمبر کے تابعدار بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو نے کہا بڑھ رہے ہیں اور ایمان کا یہی حال رہتا ہے یہاں تک کہ وہ پورا ہو راپنے زور کو پہنچ جائے اور میں نے تجھ سے پُوچھا کوئی اس کے دین میں آکر پھر اس کو بُرا سمجھ کر پھر جاتا ہے تو نے کہا نہیں اور ایمان کا یہی حال ہے جب اس کی خوشی دِل میں سما جاتی ہے تو پھر کوئی اس کو بُرا نہیں سمجھتا۔

بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ۔

باب : جو شخص اپنا دین قائم رکھنے کے لئے (گناہ سے) بچے اس کی فضیلت

٤٩ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے انہوں نے عامر سے کہا میں نے نعمان بن بشیر سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے ف اور دونوں کے بیچ میں بعضی چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہے یا حرام) پھر جو ف۲

مُشَبَّهَاتٌ لا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى، يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ، أَلا وَ إِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلا إِنَّ حِمَى اللهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلا وَ إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَ إِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلا وَهِيَ الْقَلْبُ۔

کوئی شبہ کی چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اسکی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو (بادشاہی) رمنے کے آس پاس (اپنے جانوروں کو) چرائے وہ قریب ہے رمنہ کے اندر گھس جائے سن لو ہر بادشاہ کا ایک رمنہ ہوتا ہے سُن لو اللہ کا رمنہ اس کی زمین میں حرام حرام چیزیں ہیں سُن لو بدن میں ایک (گوشت) کا مُجّہ ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں وہ بگڑا سارا بدن بگڑ گیا، سُن لو وہ مُجّہ (آدمی کا) دل ہے۔ ف۳

ف۱ جس کی حلت یا حرمت کا بیان صاف صاف قرآن یا حدیث میں ہوگیا ہے۔ ف۲ یعنی عام لوگ نہیں جانتے بلکہ بعضی چیزوں کی حلت اور حرمت میں عالموں اور مجتہدوں کو بھی شک رہتی ہے جب دلیلیں متعارض ہوں تو ایسے امور سے بچے رہنا تقوای اور پرہیزگاری ہے۔ ف۳ اس حدیث سے دل کی بڑی فضیلت نکلی اور معلوم ہوا کہ وہ تمام اعضا کا سردار ہے اکثر علما کے نزدیک دل ہی عقل کی جگہ ہے اور بعضوں نے کہا دماغ۔

بَابٌ أَدَاءُ الْخُمُسِ مِنَ الإِيمَانِ۔

باب: لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ دینا ایمان میں داخل ہے۔

۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ يُجْلِسُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِي حَتَّى أَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي، فَأَقَمْتُ مَعَهُ شَهْرَيْنِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ الْقَوْمُ أَوْ مَنِ الْوَفْدُ؟ قَالُوا: رَبِيعَةُ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ، أَوْ بِالْوَفْدِ، غَيْرَ خَزَايَا وَ لَا نَدَامَى، فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ، إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ

ہم سے بیان کیا علی بن جعد نے کہا ہم کو خبر دی شعبہ نے انہوں نے ابو جمرہ سے کہا میں عبداللہ بن عباسؓ کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا وہ مجھ کو خاص اپنے تخت پر بٹھاتے ف۱ (ایک بار) کہنے لگے تو میرے پاس رہ جا میں اپنے مال میں تیرا حصہ لگا دوں گا ف۲ تو میں دو مہینے تک اُن کے پاس رہا پھر کہنے لگے عبدالقیس کے بھیجے ہوئے لوگ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں یا کون بھیجے ہوئے ہیں ف۳ اُنہوں نے کہا ربیعہ کے لوگ ہیں آپؐ نے فرمایا مرحبا ان لوگوں کو یا ان بھیجے ہوئے لوگوں کو نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ ف۴ وہ کہنے لگے یا رسول اللہؐ ہم آپکے پاس نہیں آسکتے مگر ادب والے مہینے میں ف۵ کیونکہ ہمارے اور آپ کے بیچ میں مضر کے کافروں کا یہ قبیلہ ہے تو ہم کو خلاصہ ایک ایسی بات تبلا دیجیے جس کی خبر (اپنے) ان لوگوں کو

كُفَّارِ مُضَرَ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ، وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ، فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحْدَهُ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ، وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ، وَقَالَ: احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ۔

کردیں جو یہاں نہیں آئے اور اس پر عمل کر کے ہم بہشت میں جائیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باسنون کو بھی پوچھا آپؐ نے چار باتوں کا ان کو حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا ان کو حکم یہ دیا کہ اکیلے (سچے) خدا پر ایمان لاؤ آپؐ نے فرمایا تم جانتے ہو اکیلے خدا پر ایمان لانا کیا ہے انہوں نے کہا ہم کیا جانیں) اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپؐ نے فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور نماز ٹھیک کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور (کافروں سے) جو لوٹ ملے اسکا پانچواں حصہ داخل کرنا ف۶ اور چار برتنوں سے ان کو منع کیا سبز لاکھی مرتبان اور کدو کے تونبے اور کریدے ہوئے لکڑی کے برتن اور مزفت یا مقیر (یعنی روغنی برتن) سے ف۷ اور فرمایا ان باتوں کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے (اپنے ملک میں ہیں) ان کو بھی بتلادو۔

ف۱ یہ ابن عباسؓ کے مترجم تھے بعضوں نے کہا وہ فارسی میں ابن عباسؓ کے کلام کا ترجمہ کرتے اور لوگوں کو ان کا کلام سمجھاتے اس لیئے ابن عباسؓ نے اُن کی خاطر کی۔ ف۲ اس کا سبب کتاب الحج میں مذکور ہے کہ ابو جمرہ نے ابن عباسؓ کو ایک خوشی کی خبر سنائی تھی۔ ف۳ بھیجے ہوئے وفد کا ترجمہ ہے وفد کہتے ہیں اس جماعت کو جو کسی قوم کی طرف سے دوسرے ملک میں جاتی ہے یہ شعبہ راوی کو شک ہوئی کہ قوم کا لفظ فرمایا یا وفد کا، کہتے ہیں یہ وفد چودہ سواروں کا تھا ان کا رئیس ایک شخص تھا اشجع نامی بعضوں نے کہا یہ تیرہ سوار تھے بعضوں نے کہا چالیس۔ ف۴ کیونکہ یہ لوگ اپنی خوشی سے مسلمان ہوگئے اگر جنگ ہوتی تو ذلیل ہوتے غلام لونڈی بنائے جاتے اس وقت شرمندہ ہوتے کاش پہلے ہی مسلمان ہوگئے ہوتے ف۵ یعنی ذی قعدہ یا ذی الحجہ یا محرم یا رجب کے مہینے میں کیونکہ عرب کے لوگ ان مہینوں کا ادب کیا کرتے ان میں راہیں کھلی رہتیں کوئی کسی کو نہ مارتا نہ لوٹتا۔ ف۶ یعنی مسلمانوں کے امام کے پاس داخل کردینا یہ تو پانچ باتیں ہوگئیں اس کا جواب یوں دیا ہے کہ شہادتین کو چھوڑ کر چار باتیں ہیں بعضوں نے کہا لوٹ کے مال میں سے پانچواں حصہ امام کے پاس داخل کرنا گویا ایک قسم کی زکوٰۃ ہے تو اسی میں داخل ہے۔

ف۷ ان برتنوں میں عرب کے لوگ شراب رکھا کرتے تھے جب شراب پینا حرام ہوا تو چند روز تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں کے استعمال کی بھی ممانعت کردی بعد اس کے یہ ممانعت منسوخ ہوگئی اور ہر ایک برتن میں نبیذ بنانا جائز ہوگیا جیسے دوسری حدیث میں ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ إِنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَالْحِسْبَةِ، وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوَى فَدَخَلَ فِيهِ الْإِيمَانُ وَالْوُضُوءُ، وَالصَّلَاةُ، وَالزَّكَاةُ، وَالْحَجُّ وَالصَّوْمُ، وَالْأَحْكَامُ، وَقَالَ اللهُ تَعَالَى - قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ - عَلَى نِيَّتِهِ، وَنَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا، صَدَقَةٌ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ -

باب: اس بات کا بیان کہ عمل بغیر نیت اور خلوص کے صحیح نہیں ہوتا اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے تو عمل میں ایمان اور وضوء اور نماز اور زکوٰۃ اور حج اور روزہ اور سارے معاملات (جیسے بیع اور شرا نکاح طلاق وغیرہ) آگئے اور اللہ نے (سورۂ بنی اسرائیل میں) فرمایا اے پیغمبر کہدے ہر کوئی اپنے طریق یعنی نیت پر عمل کرتا ہے ف۲ اور (اسی وجہ سے) آدمی اگر ثواب کے لئے خدا کا حکم سمجھ کر اپنے گھروالوں پر خرچ کرے تو صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور (جب مکہ فتح ہوگیا) تو آنحضرت ؐ نے فرمایا (اب ہجرت نہیں رہی) لیکن جہاد اور نیت باقی ہے ف۳

ف امام بخاریؒ نے یہ کہہ کر ان لوگوں کا رد کیا جو وضو میں نیت کو فرض نہیں جانتے محدثین اور اکثر علماء کے نزدیک وضو اور تیمم دونوں میں نیت فرض ہے۔ ف۲ شاکلہ کی تفسیر نیت کے ساتھ حسن بصری اور معاویہ بن قرہ اور قتادہ سے منقول ہے۔ ف۳ یعنی ہجرت کے بدل اب جہاد ہے جو قیامت تک باقی رہے گا اور ہر کام میں نیت کی ضرورت ہے۔

۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَانَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَاهَاجَرَ إِلَيْهِ)۔

ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مسلمہ نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے یحییٰ بن سعید سے اُنہوں نے محمد بن ابراہیم سے اُنہوں نے علقمہ بن وقاص سے اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل نیت ہی سے صحیح ہوتے ہیں (یا نیت ہی سے ان میں ثواب ملتا ہے) اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے پھر جو کوئی اپنا دیس اللہ اور اُس کے رسول کے لئے چھوڑے گا اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی اور جو کوئی دنیا کمانے کے لئے یا کسی عورت کو بیاہنے کے لئے دیس چھوڑے گا تو اس کی ہجرت انہی کاموں کے لئے ہوگی ف

ف یہ حدیث اوپر گذرچکی ہے۔

۵۲ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ کو عدی بن ثابت نے خبر دی کہا میں نے عبداللہ بن یزید سے اُنہوں نے ابومسعودؓ سے اُنہوں نے آنحضرت

يَزِيدَ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ)۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جب کوئی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے (اللہ کا حکم سمجھ کر) خرچ کرے تو صدقے کا ثواب پائے گا۔ ف

ف یعنی حقیقۃً وہ صدقہ نہیں ہے لیکن اللہ کے حکم کی نیت سے اپنی بی بی اور بال بچوں کا کھلانا بھی ثواب ہے۔ صدقے کا حکم رکھتا ہے۔

۵۳- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ)۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عامر بن سعد نے بیان کیا اُنہوں نے سعد بن ابی وقاص سے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضامندی کی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ اُس پر بھی جو تو اپنی جورو کے منہ میں ڈالے ف

ف نووی نے اس سے یہ نکالا کہ حظ نفس میں بھی جب شریعت کے موافق ہو اور نیت بخیر ہو تو ثواب ملے گا چنانچہ دوسری رِوایت میں ہے کہ حلال طور سے شہوت پوری کرنے میں ثواب ملے گا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الدِّينُ النَّصِيحَةُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ)۔ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ دین کیا ہے سچے دل سے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کے پیغمبر اور مُسلمان حاکموں کی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ توبہ میں) فرمایا جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی میں ہیں ف

ف اللہ اور اسکے رسول کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی تعظیم کرے زندگی اور موت میں اُن کی اطاعت پر قائم رہے اللہ کی کتاب کو پھیلائے لوگوں کو سکھائے پڑھائے، حدیث شریف کو پڑھتا پڑھاتا رہے حدیث کی کتابوں کو چھپوائے، اللہ اور اس کے رسولؐ کے خلاف کسی کا قول نہ مانے پیر ہو یا مرشد ہو مجتہد ہو یا امام۔

۵۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے بیان کیا مسدد نے کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا اُنہوں نے اسمٰعیل سے کہا مجھ سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اُنہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے بیعت کی ان باتوں پر کہ نماز درستی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

کے ساتھ ادا کروں گا اور زکوٰۃ دیا کروں گا اور ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔

۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: يَوْمَ مَاتَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَامَ فَحَمِدَ اللهَ وَ أَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: عَلَيْكُمْ بِاتِّقَاءِ اللهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَالْوَقَارِ وَالسَّكِينَةِ حَتَّى يَأْتِيَكُمْ أَمِيرٌ، فَإِنَّمَا يَأْتِيكُمُ الْآنَ، ثُمَّ قَالَ: اسْتَعْفُوا لِأَمِيرِكُمْ فَإِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ الْعَفْوَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: أُبَايِعُكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَشَرَطَ عَلَيَّ: وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ، فَبَايَعْتُهُ عَلَى هَذَا، وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ إِنِّي لَنَاصِحٌ لَكُمْ، ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَنَزَلَ۔

ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا اُنہوں نے زیاد بن علاقہ سے کہا میں نے جریر بن عبداللہ سے سُنا جس دن مغیرہ بن شعبہؓ (کوفہ کے حاکم) مر گئے ف۱ تو وہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اور خوبی بیان کی اور کہا تم کو اکیلے اللہ کا ڈر رکھنا چاہیئے اس کا کوئی ساجھی نہیں اور تحمل اور اطمینان سے رہنا چاہیئے اس وقت تک کہ دوسرا کوئی حاکم تمہارے اوپر آئے وہ اب آتا ہے پھر یہ کہا کہ اپنے (مرے ہوئے) حاکم کے لئے مغفرت کی دُعا مانگو کیونکہ وہ بھی (یعنی مغیرہؓ) معافی کو پسند کرتا تھا پھر کہا اس کے بعد تم کو معلوم ہو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں آپؐ نے اسلام کی شرط مجھ پر کر لی اور ہر ایک مسلمان کی خیر خواہی کی میں نے اسی شرط پر آپ سے بیعت کر لی اس مسجد کے مالک کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں پھر استغفار کیا اور (منبر پر سے) اُتر آئے ف۲

ف۱ مغیرہؓ معاویہؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے اُنہوں نے مرتے وقت جریرؓ کو اپنا نائب کر دیا تو جریرؓ نے لوگوں کو یہ نصیحت کی کہ دوسرا حاکم آنے تک صبر سے بیٹھے رہو کوئی شر و فساد نہ مچاؤ کیونکہ کوفہ والے بڑے شریر اور فسادی لوگ تھے کہتے تھے معاویہؓ نے مغیرہ کے بعد زیاد کو کوفہ کا حاکم کیا جو بصرے کا عامل تھا۔ ف۲ امام بخاریؒ نے کتاب الایمان کو اس حدیث پر ختم کیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ جریرؓ کی طرح میں نے بھی مسلمانوں کی خیر خواہی کی اور اللہ ہمارے قصوروں کو بخشنے والا ہے اور مسلمانوں سے یہ استدعا کی کہ ان کے لئے دُعا کریں جیسے مغیرہؓ دنیا کے امیر تھے۔ امام بخاریؒ دین کے امیر تھے۔ یا اللہ تو امام بخاریؒ کا درجہ بلند کر اور آخرت میں ہم کو ان کی ملاقات نصیب فرما آمین یا رب العالمین ❊

کتاب العلم

کتاب علم کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا ف

ف ایمان کے بعد علم کی کتاب لائے کیونکہ پہلے آدمی کو ایمان لانے کا حکم ہے جب ایمان لایا تو دین کا علم سیکھنا فرض ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ وَ قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی:۔ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۔ وَقَوْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔

باب: علم کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مجادلہ میں) فرمایا جو تم میں ایماندار ہیں اور جن کو علم ملا اللہ ان کے درجے بلند کرے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور (سورۂ طٰہٰ میں) فرمایا پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے ف

ف اس باب میں امام بخاری نے صرف دو آیتیں لائے کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید انکی شرط پر کوئی حدیث اُن کو نہیں ملی۔

بَابُ مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَ هُوَ مُشْتَغِلٌ فِیْ حَدِیْثِہٖ فَأَتَمَّ الْحَدِیْثَ ثُمَّ أَجَابَ السَّائِلَ۔

باب: جس شخص سے علم کی کوئی بات پوچھی جائے اور وہ دوسری بات کر رہا ہو پھر اپنی بات پوری کر کے پوچھنے والے کا جواب دے۔

۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ ح، وَحَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ قَالَ: حَدَّثَنِیْ هِلَالُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَجْلِسٍ یُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِیٌّ فَقَالَ: مَتَی السَّاعَةُ؟ فَمَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ فَکَرِهَ مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ یَسْمَعْ، حَتّٰی إِذَا قَضٰی حَدِیْثَہٗ قَالَ: أَیْنَ أُرَاهُ السَّائِلُ

ہم سے بیان کیا محمد بن سنان نے کہا ہم سے بیان کیا فلیح نے دوسری سند، اور مجھ سے بیان کیا ابراہیم بن منذر نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن فلیح نے کہا ہم سے بیان میرے باپ فلیح نے کہا مجھ سے بیان کیا ہلال بن علی نے انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بیٹھے ہوئے ان سے باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک گنوار آپؐ کے پاس آیا اور پوچھنے لگا قیامت کب آئے گی آپؐ اپنی باتوں میں مصروف رہے (گنوار کا جواب نہ دیا) ف بعضے لوگ (جو اس مجلس میں حاضر تھے) کہنے لگے آپؐ نے گنوار کی بات سنی لیکن پسند نہ کی اور بعضے کہنے لگے نہیں آپؐ نے اس کی بات سنی ہی نہیں جب آپؐ اپنی بات پوری کر چکے تو میں سمجھتا ہوں یوں فرمایا وہ قیامت کو پوچھنے والا

عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَإِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ، قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ: إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔

کہاں گیا اس گنوار نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو (سن لے) جب امانت (یا ایمانداری دنیا سے) اٹھ جائے تو قیامت کا منتظر رہ، اس نے کہا ایمانداری کیونکر اٹھ جائے گی آپ نے فرمایا جب کام نالائق کو دیا جائے ف تو قیامت کا منتظر رہ۔

ف کیونکہ آپ دوسری ضروری باتوں میں مصروف ہوں گے اور گنوار کا سوال کوئی ایسا ضروری نہ تھا قیامت کا وقت پوچھنے سے کوئی غرض متعلق نہیں ہے شاید جواب میں دیر کرنے سے آپ کی یہ غرض بھی ہوگی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سوال بے ضرورت ہے اور پھر جواب اس لئے دیا کہ اس گنوار کو رنج نہ ہو، اس گنوار کا نام معلوم نہیں ہوا، بعضوں نے کہا اس کا نام رفیع تھا ف یعنی حکومت اور عہدے ایسے لوگوں کو ملیں جو اس کی لیاقت نہ رکھتے ہوں، دوسری حدیث میں ہے کہ سب سے زیادہ دنیا کا نصیبہ اس وقت وہ رکھتا ہوگا جو سب سے زیادہ کمینہ اور پاجی ہے۔

بَابُ مَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْعِلْمِ۔

باب: جس نے علم کی بات پکار کر کہی

۵۷ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ عَارِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا، فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلَاةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا انہوں نے ابی بشر سے انہوں نے یوسف بن ماہک سے انہوں نے عبداللہ بن عمروؓ سے کہا ایک سفر میں جو ہم نے کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے پیچھے رہ گئے (وہ سفر مکہ سے مدینہ کا تھا) پھر آپ ہم سے اس وقت ملے جب (عصر کی) نماز کا وقت آن پہنچا تھا ہم (جلدی جلدی) وضو کر رہے تھے پاؤں کو خوب دھونے کے بدل) یوں ہی سا دھو رہے تھے آپ نے (یہ حال دیکھ کر) بلند آواز سے پکارا دیکھو ایڑیوں کی خرابی دوزخ سے ہونے والی ہے ف دو بار یا تین بار یہ فرمایا۔

ف اس حدیث سے ان شیعہ کا رد ہوتا ہے جو وضو میں پاؤں کے مسح کو کافی سمجھتے ہیں اور ترجمہ باب اس جملہ سے نکلتا ہے کہ آپ نے بلند آواز سے پکارا معلوم ہوا کہ واعظ کو جہاں ضرورت ہو وہاں بلند آواز سے بھی نصیحت کر سکتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْمُحَدِّثِ: حَدَّثَنَا، أَوْ أَخْبَرَنَا، وَأَنْبَأَنَا، وَقَالَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ:

باب: محدث کا یوں کہنا ہم سے بیان کیا اور ہم کو خبر دی اور ہم کو بتلایا اور امام حمیدی نے ہم سے کہا کہ سفیان بن عیینہ

كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا وَأَخْبَرَنَا وَأَنْبَأَنَا، وَسَمِعْتُ وَاحِدًا، وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ، وَقَالَ شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً، وَقَالَ حُذَيْفَةُ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَيْنِ، وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَالَ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ۔

کے نزدیک ہم سے بیان کیا اور ہم کو خبر دی اور ہم کو بتلایا اور میں نے سُنا ان سب لفظوں کا ایک ہی مطلب تھا ف۱ اور ابن مسعودؓ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا اور آپؐ سچے تھے جو آپؐ سے کہا گیا وہ بھی سچ تھا ف۲ اور شقیق نے عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سُنی اور حذیفہؓ نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں بیان کیں اور ابوالعالیہ نے روایت کیا ابن عباسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے اپنے پروردگار سے اور انسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپؐ نے اپنے پروردگار سے اور ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہا کہ آپ اس کو تمہارے مالک سے روایت کرتے ہیں جو برکت والا اور بلند ہے ف۳

ف۱ یعنی محدثین جو کہیں حدثنا کہتے ہیں کہیں اخبرنا کہیں انبانا کہیں سمعت ان سب کا حاصل ایک ہی ہے۔ ف۲ یعنی جو اللہ تعالیٰ نے یا جبریلؑ نے آپؐ سے فرمایا وہ سب سچ ہے ف۳ امام بخاریؒ نے ان چھؤں روایتوں کو جن کو یہاں بغیر اسناد کے ذکر کیا ہے دوسرے مقاموں میں اسناد سے روایت کیا ہے ان روایتوں کے لانے سے غرض یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے زمانے میں بھی حدثنا اور سمعت اور عن عن کا رواج تھا۔

۵۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ، ثُمَّ قَالُوا: مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی مثال وہی درخت ہے تو مجھ سے بیان کرو وہ کونسا درخت ہے یہ سُن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا عبداللہؓ نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر شرم سے کہہ نہ سکا آخر صحابہؓ نے آنحضرتؐ سے پوچھا آپ ہی فرمائیے یا رسول اللہؐ وہ کونسا درخت ہے آپؐ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے ف۱

ف۱ شرم کی وجہ دوسری روایت میں مذکور ہے کہ وہاں سب بزرگ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور میں سب میں چھوٹا تھا۔ ف۱ اس روایت کو امام بخاری اس باب میں اس لئے لائے کہ اس میں حدثنا کا لفظ ہے اور حدثونی کا۔

بَابُ طَرْحِ الْإِمَامِ الْمَسْئَلَةَ عَلَى أَصْحَابِهِ لِيَخْتَبِرَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ۔

۵۹۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟ قَالَ: فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي، قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، ثُمَّ قَالُوا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ)۔

باب: استاد اپنے شاگردوں کا علم آزمانے کے لئے کوئی سوال کرے اس کا بیان

ہم سے بیان کیا خالد بن مخلد نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن بلال نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن دینار نے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے، آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے جس کے پتّے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی وہی مثال ہے مجھ سے بیان کرو وہ کونسا درخت ہے۔ یہ سن کر لوگ جنگل کے درختوں میں پڑے اُن کا خیال اُدھر گیا عبداللہ نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ (لیکن بزرگ لوگ بیٹھے ہوئے مجھ کو شرم آئی) آخر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی بیان فرمایئے آپؐ نے فرمایا کھجور کا درخت ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ وَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ، وَرَأَى الْحَسَنُ، وَالثَّوْرِيُّ، وَمَالِكٌ الْقِرَاءَةَ جَائِزَةً وَاحْتَجَّ بَعْضُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ عَلَى الْعَالِمِ بِحَدِيثِ ضِمَامِ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آللهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَهٰذِهِ قِرَاءَةٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَ ضِمَامٌ قَوْمَهُ بِذٰلِكَ فَأَجَازُوهُ۔ وَاحْتَجَّ مَالِكٌ بِالصَّكِّ يُقْرَأُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُولُونَ: أَشْهَدَنَا فُلَانٌ، وَيُقْرَأُ عَلَى الْمُقْرِئِ فَيَقُولُ الْقَارِئُ: أَقْرَأَنِي فُلَانٌ۔

باب: شاگرد استاد کے سامنے پڑھے اور اس کو سنائے اُس کا بیان ف۱ اور امام حسن بصری اور سفیان ثوری اور مالک نے شاگرد کے پڑھنے کو جائز رکھا ہے اور بعضوں نے استاد کے سامنے پڑھنے کی دلیل ضمام بن ثعلبہؓ کی حدیث سے لی ہے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا اللہ نے آپؐ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم لوگ نماز پڑھا کریں آپؐ نے فرمایا ہاں تو یہ (گویا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھنا ہی ٹھہرا ضمام نے (پھر جا کر) اپنی قوم سے یہ بیان کیا تو اُنہوں نے اس کو جائز رکھا اور امام مالک نے دستاویز سے دلیل لی جو پڑھ کر لوگوں کو سُنائی جاتی ہے وہ کہتے ہیں ہم کو فلاں شخص نے اس دستاویز پر گواہ کیا اور پڑھنے والا پڑھ کر استاد کو سناتا ہے پھر کہتا ہے مجھ کو فلانے نے پڑھایا۔ ف۲

ف۱ حدیث کی روایت جیسے یوں ہوتی ہے کہ محدث یعنے استاذ اور شیخ اپنے شاگرد کو حدیث سنائے اسی طرح یوں بھی ہوتی ہے کہ شاگرد استاد کو اس کی کتاب پڑھ کر سنائے بعضے لوگ اس دوسرے طریقے میں کلام کرتے تھے اس لئے امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کیا۔ ف۲ ابن بطال نے کہا دستاویز کی دلیل بہت قوی ہے کیونکہ اشہاد تو اخبار سے بھی زیادہ ہے، مطلب یہ ہے کہ صاحب معاملہ کو دستاویز پڑھ کر سنائی جائے اور وہ گواہوں کے سامنے کہہ دے کہ ہاں یہ دستاویز صحیح ہے تو گواہ اس پر گواہی دے سکتے ہیں۔ اسی طرح جب عالم کو کتاب پڑھ کر سنائی جائے اور وہ اس کا اقرار کرلے تو اس سے روایت کرنا صحیح ہوگا۔

٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ عَوْفٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: إِذَا قُرِئَ عَلَى الْمُحَدِّثِ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ: حَدَّثَنِي وَسَمِعْتُ، أَبَا عَاصِمٍ يَقُولُ عَنْ مَالِكٍ وَسُفْيَانَ الْقِرَاءَةُ عَلَى الْعَالِمِ وَقِرَاءَتُهُ سَوَاءٌ۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حسن واسطی نے بیان کیا اُنہوں نے عوف سے اُنہوں نے امام حسن بصریؒ سے اُنہوں نے کہا عالم کے سامنے پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں اور ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا اُنہوں نے سفیان ثوری سے وہ کہتے تھے جب کوئی شخص محدث کو حدیث پڑھ کر سنائے تو کچھ قباحت نہیں اگر یوں کہے اُس نے مجھ سے بیان کیا اور میں نے ابوعاصم سے سنا وہ امام مالک اور سفیان ثوری کا قول بیان کرتے تھے کہ عالم کو پڑھ کر سنانا اور عالم کا شاگردوں کے سامنے پڑھنا دونوں برابر ہیں

٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْنَا: هَذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے بیان کیا اُنہوں نے سعید مقبری سے اُنہوں نے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ایک بار ہم مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار آیا ف۱ اور اونٹ کو مسجد میں بٹھا کر باندھ دیا۔ پھر پوچھنے لگا (بھائیو) محمدؐ کون ہیں ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لوگوں میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے ہم نے کہا محمدؐ یہ سفید رنگ کے شخص ہیں ف۳ جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں تب وہ آپؐ سے کہنے لگا عبدالمطلب کے بیٹے ف۴ آپؐ نے اس سے فرمایا (کہہ) میں سن رہا ہوں ف۵ وہ کہنے لگا میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں اور سختی سے پوچھوں گا تو آپؐ اپنے دل میں برا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَجَبْتُكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي سَائِلُكَ
فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ فَلَا تَجِدْ
عَلَيَّ فِي نَفْسِكَ، فَقَالَ: سَلْ عَمَّا بَدَا
لَكَ، فَقَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ
مَنْ قَبْلَكَ، آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ
كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ
أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نُصَلِّيَ
الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟
قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ،
آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ نَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ
مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ، قَالَ:
أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ
الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلَى
فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اللّٰهُمَّ نَعَمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ
بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَرَائِي
مِنْ قَوْمِي وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي
سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، رَوَاهُ مُوسَى وَعَلِيُّ
بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ
ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

نہ مانئے گا آپؐ نے فرمایا (نہیں) جو تیرا جی چاہے پوچھ تب اُس نے کہا میں آپؐ کو آپؐ کے مالک اور اگلے لوگوں کے مالک کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو (دُنیا کے) سب لوگوں کی طرف بھیجا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ ف تب اُس نے کہا آپؐ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو رات دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے فرمایا ہاں یا میرے اللہ۔ پھر کہنے لگا میں آپؐ کو قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو یہ حکم دیا ہے کہ سال بھر میں اس مہینہ میں (یعنی رمضان میں) روزے رکھو آپؐ نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ پھر کہنے لگا میں آپؐ کو قسم دیتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم میں جو مالدار لوگ ہیں ان سے زکوٰۃ لے کر ہمارے محتاجوں کو بانٹ دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یا میرے اللہ تب وہ شخص کہنے لگا جو حکم آپؐ (اللہ کے پاس سے) لائے ہیں میں ان پر ایمان لایا ف اور میں اپنی قوم کے لوگوں کا جو یہاں نہیں آئے بھیجا ہوا ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے بنی سعد بن بکر کے خاندان میں سے۔ اس حدیث کو لیث کی طرح موسیٰ اور علی بن عبدالحمید نے سلیمان سے روایت کیا انہوں نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی مضمون۔

ف اس کا نام ضمام بن ثعلبہ تھا۔ ف۲ اس طرح پوچھنے میں ذرا بے ادبی نکلتی ہے شاید ضمام اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے ہوں گے یا گنوار پنے کی وجہ سے انہوں نے ایسا کہا۔ ف۳ یعنی سفیدی ہیں سُرخی ملی ہوئی آپؐ کا رنگ ایسا ہی تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ف۴ آپؐ کے والد ماجد کا نام عبداللہ تھا اور عبدالمطلب آپؐ کے دادا تھے چونکہ عبدالمطلب عرب میں بڑے نامی شخص تھے لہٰذا انہی کی طرف نسبت دی اور آپؐ نے خود جنگ حنین میں فرمایا انا ابن عبدالمطلب انا النبی لا کذب۔ ف۵ آپؐ نے ہاں نہیں فرمایا کیونکہ اس کا پوچھنا بے تکے پن کا پوچھنا

بے تکے پن کا پوچھنا تھا آپؐ نے ویسا ہی جواب دیا۔ ف۶ آپؐ نے ہر جواب میں اللہ کو گواہ کیا تا کہ اس کو پورا یقین آجائے ف۷ اس سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ ضمام اسی وقت مسلمان ہوئے بعضوں نے کہا ضمام پہلے ہی ایمان لا چکے تھے یہ اخبار ہے اور یہی صحیح ہے۔

۶۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ الْعَاقِلُ فَيَسْأَلَهُ وَنَحْنُ نَسْمَعُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ أَتَانَا رَسُولُكَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالْجِبَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ وَنَصَبَ الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ آللهُ أَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ زَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَزَكَاةً فِي أَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرٍ فِي سَنَتِنَا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ آللهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا حَجَّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ صَدَقَ قَالَ فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ

ہم سے بیان کیا موسیٰ ف۱ بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن مغیرہ نے کہا ہم سے ثابت نے، بیان کیا انہوں نے انسؓ سے وہ کہتے تھے ہم کو تو قرآن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنا منع ہوا تھا اور ہم یہ بہت پسند کرتے تھے کہ کوئی شخص دیہات سے آئے (جس کو اس ممانعت کی خبر نہ ہو) وہ آپؐ سے سوالات کرے ہم سنیں آخر دیہات والوں میں سے ایک شخص آن ہی پہنچا ف۲ اور کہنے لگا آپؐ کا ایلچی ہمارے پاس پہنچا اس نے یہ بیان کیا آپؐ کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو بھیجا ہے آپؐ نے فرمایا سچ کہا پھر کہنے لگا اچھا آسمان کس نے بنایا آپؐ نے فرمایا اللہ نے۔ کہنے لگا زمین کس نے بنائی اور پہاڑ کس نے بنائے آپؐ نے فرمایا اللہ نے۔ کہنے لگا بھلا پہاڑوں میں فائدے کی چیزیں ف۳ کس نے بنائیں آپ نے فرمایا اللہ نے تب اس نے کہا پھر قسم اس (خدا) کی جس نے آسمان بنایا اور زمین کو بنایا اور پہاڑوں کو کھڑا کیا اور ان میں فائدے کی چیزیں بنائیں کیا اللہ نے آپؐ کو بھیجا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں، پھر اس نے کہا آپؐ کے ایلچی نے کہا کہ ہم پر پانچ نمازیں ہیں اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا ہے آپؐ نے فرمایا:۔ اس نے سچ کہا تب وہ کہنے لگا تو قسم اس کی جس نے آپؐ کو بھیجا کیا اللہ نے آپؐ کو ان باتوں کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے کہا اور آپؐ کا ایلچی کہتا ہے کہ ہم پر سال بھر میں ایک مہینے کے روزے ہیں آپؐ نے فرمایا سچ کہتا ہے تب

آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَزِيدُ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ۔

وہ کہنے لگا قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں۔ پھر کہنے لگا اور آپ کے ایلچی نے یہ بھی کہا کہ ہم پر حج ہے یعنی اس پر جو کوئی وہاں تک پہنچنے کا رستہ پا سکے، آپؐ نے فرمایا سچ کہا۔ تب وہ کہنے لگا تو قسم اس کی جس نے آپ کو بھیجا کیا اللہ نے آپؐ کو یہ حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ تب اُس نے کہا قسم اُس (خدا) کی جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا میں نہ ان کاموں پر کچھ بڑھاؤں گا نہ ان میں کمی کروں گا۔ یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ سچ بولتا ہے تو ضرور بہشت میں جائے گا۔

ف یہ حدیث نسخہ مطبوعہ مصر میں نہیں ہے صغانی نے کہا یہ حدیث بخاری کے کسی نسخہ میں نہیں ہے مگر اس نسخہ میں ہے جو فربری پر پڑھا گیا۔ نسخہ مطبوعہ دہلی میں یہ حدیث موجود ہے اس لئے ہم نے بھی اس کو لکھ دیا۔ ف۲ شاید وہی ضمام بن ثعلبہ مراد ہیں جن کا قصہ اگلی حدیث میں گزرا۔ ف۳ جیسے میوے اور کانیں اور دوائیں طرح طرح کی چیزیں۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَكِتَابِ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ إِلَى الْبُلْدَانِ

وَقَالَ أَنَسٌ نَسَخَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى الْآفَاقِ، وَرَأَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمَالِكٌ ذٰلِكَ جَائِزًا، وَاحْتَجَّ بَعْضُ أَهْلِ الْحِجَازِ فِي الْمُنَاوَلَةِ بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ كَتَبَ لِأَمِيرِ السَّرِيَّةِ كِتَابًا وَقَالَ: لَا تَقْرَأْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ قَرَأَهُ عَلَى النَّاسِ وَأَخْبَرَهُمْ بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: مناولہ کا بیان ف اور عالموں کا علم کی باتوں کو لکھ کر دوسرے شہروں میں بھیجنے کا بیان ف۲ انسؓ نے کہا حضرت عثمانؓ نے مصحف لکھوائے اور ملکوں میں بھجوائے اور عبداللہ بن عمرؓ اور یحییٰ بن سعید انصاری اور امام مالک نے اس کو جائز رکھا ہے۔ (یعنی مناولہ کو) اور حجاز کے بعضے عالموں نے مناولہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے دلیل کی کہ آپؐ نے فوج کے ایک سردار کو ایک خط لکھ دیا اور فرمایا اس کو (کھول کر) پڑھنا نہیں جب تک تو فلاں مقام پر نہ پہنچ لے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا تو اُس نے لوگوں کو وہ خط پڑھ کر سنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اُن کو بتلایا ف۳

ف مناولہ یہ ہے کہ استاد اپنی کتاب شاگرد کو دے کر کہے یہ کتاب میں نے فلاں شخص سے سُنی ہے یا میری تالیف ہے تو اس کو مجھ سے روایت کر۔ ہمارے زمانے میں اکثر حدیث شریف کی سندیں یوں دی جاتی ہے۔ ف۲ اس کو مکاتبہ کہتے ہیں کہ

اُستاد اپنے ہاتھ سے خط لکھے یا کسی اور سے لکھوا کر شاگرد کے پاس بھیجے اور شاگرد اس صورت میں بھی اُس کو اپنے اُستاد سے روایت کر سکتا ہے۔ قسطلانی نے کہا مکاتبہ میں یہ ضرور ہے کہ احتیاط سے بند کر کے اس پر اپنی مہر کر دے تاکہ دغابازی کا احتمال نہ رہے۔ امام بخاریؒ کے نزدیک مکاتبہ بھی قوت میں مناولہ کی طرح ہے لیکن دوسرے علماء نے مناولہ کو قوی کہا ہے کیونکہ اس میں بالمشافہ اجازت دی جاتی ہے۔ ؀۳ اس حدیث کو ابن اسحٰق نے مغازی میں اور طبرانی نے نکالا۔

٦٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ رَجُلًا، وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى، فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ، فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا اُنہوں نے صالح سے انہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے ان سے عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھ کر ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) کو دیا اور اُس سے یہ فرمایا کہ وہ اس خط کو بحرین ؀۱ کے حاکم کو دے۔ بحرین کے حاکم (منذر بن ساوی) نے وہ خط کسریٰ ؀۲ (پرویز) کو بھیج دیا اُس نے پڑھ کر پھاڑ ڈالا۔ ابن شہاب نے کہا میں سمجھتا ہوں، ابن مسیب نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران والوں پر بددعا کی خدا کرے وہ بھی بالکل پھاڑ ڈالے جائیں۔

؀۱ بحرین ایک شہر ہے بصرے اور عمان کے بیچ میں ؀۲ کسریٰ ایران کے بادشاہ کا لقب ہے اس زمانے میں کسریٰ پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں تھا اس کو خسرو پرویز بھی کہتے ہیں۔ اس مردود کو اس کے بیٹے شیرویہ نے مار ڈالا اور خود تخت پر بیٹھ گیا اس کے بعد اور دو تین شخص تخت ایران پر بیٹھے مگر بدنظمی بڑھتی گئی آخر حضرت عمرؓ کی خلافت میں سعد بن ابی وقاصؓ نے ایران فتح کیا اور سارا مال دولت چھین لیا۔ شہزادیوں تک کو قید کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران والوں کے حق میں بددعا فرمائی تھی جو پوری ہوئی۔

٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ فَقِيلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا،

ہم سے بیان کیا محمد بن مقاتل نے جن کی کنیت ابوالحسن ہے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو خبر دی شعبہ نے اُنہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالک سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عجم یا روم کے بادشاہ کو) ایک خط لکھا یا لکھنے کا قصد کیا لوگوں نے آپ سے عرض کیا وہ لوگ (عجم یا روم کے) وہی خط پڑھتے ہیں جس پر مہر لگی ہو

فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ) كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ، فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَنْ قَالَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنَسٌ۔

تو آپؐ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس پر یہ کھدا تھا۔ محمد رسول اللہ۔ انس رضؓ نے کہا گویا میں اس انگوٹھی کی سفیدی آپؐ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے پوچھا اس پر محمد رسول اللہ کھدا تھا یہ کس نے کہا انہوں نے کہا انس رضؓ نے ف

ف امام بخاری رحؒ نے شعبہ کا یہ قول اس لئے بیان کیا کہ قتادہ کا سماع انس رضؓ سے ثابت ہو جائے چونکہ قتادہ تدلیس کرتے تھے اس لئے جہاں امام بخاری رحؒ نے کسی مدلس سے روایت کی ہے کہ وہاں سماع کھول دیا گیا ہے تاکہ روایت میں انقطاع کا شبہ نہ رہے ایسی احتیاط سوا امام بخاری رحؒ کے اور کسی نے نہیں کی ہے۔

بَابُ مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ، وَمَنْ رَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا۔

باب: اس شخص کا بیان جو مجلس کے اخیر میں (جہاں جگہ ہو) بیٹھے اور جو حلقے میں کھلی جگہ پا کر اس میں بیٹھ جائے۔

٦٦ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ: فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ: أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ،

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا انہوں نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رضؓ سے ان کو ابی مرہ عقیل بن ابی طالب کے غلام نے خبر دی انہوں نے ابوواقد لیثی رضؓ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مسجد میں بیٹھے تھے، اور لوگ آپؐ کے ساتھ (بیٹھے) تھے اتنے میں تین آدمی (باہر سے) آئے دو تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے (آپ کلام سننے کو) اور ایک چل دیا۔ ابو واقد نے کہا پھر وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آن کر ٹھہرے ان میں سے ایک نے تو تھوڑی سی خالی جگہ حلقہ میں دیکھی وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو پیٹھ موڑ کر چل دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تم کو تین آدمیوں کا حال نہ بتلاؤں ایک نے تو ان میں سے اللہ کی پناہ لی اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرے نے (اندر گھسنے میں لوگوں سے) شرم کی اللہ نے بھی اس سے شرم کی ف

وَ أَمَّا الاٰخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَ أَمَّا الاٰخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

اور تیسرے نے منہ پھیر لیا اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

ف یا اُس نے چلے جانے میں شرم کی اور تیسرے شخص کی طرح منہ موڑ کر چلت نہیں بنا۔ قسطلانی نے کہا اللہ نے اُس سے شرم کی اس کا یہ مطلب ہے کہ اس پر رحم کیا اس کو عذاب نہیں کیا اور یہ تاویل ہے صفتِ حیا کی جس کو قدمائے اہلِ حدیث نے پسند نہیں کیا اُن کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تمام صفاتِ الٰہی کو جو حدیث اور قرآن میں وارد ہیں جیسے آنا جانا اُترنا چڑھنا استواء وغیرہ سب کو بلا تاویل اور تحریف کے اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور اس کی حقیقت اللہ کے تفویض کرتے ہیں اور یہی طریقہ اسلم ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ۔

۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ: ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلَى بَعِيرِهِ وَأَمْسَكَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ أَوْ بِزِمَامِهِ ثُمَّ قَالَ: أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ، قَالَ: أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ فَقَالَ: أَلَيْسَ بِذِي الْحِجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلٰى، قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ وَ أَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ مِنْهُ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس کو (میرا کلام) پہنچایا جائے وہ اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے جس نے مجھ سے سُنا۔

ہم سے بیان کیا مسدد نے کہا ہم سے بیان کیا بشر نے کہا ہم سے بیان کیا ابنِ عون نے اُنہوں نے ابنِ سیرین سے اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ سے اُنہوں نے اپنے باپ ابو بکرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا آپؐ اونٹ پر بیٹھے تھے (منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو) اور ایک آدمی اُونٹ کی نکیل یا اُس کی باگ تھامے تھا آپؐ نے (لوگوں سے) فرمایا یہ کونسا دن ہے ہم لوگ چُپ ہو رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے کہ آپ اس دن کا کچھ اور نام رکھیں گے پھر آپؐ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یوم النحر ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کونسا مہینہ ہے، ہم چُپ رہے یہاں تک کہ ہم سمجھے آپؐ اس مہینے کا جو نام ہے اس کے سوا اور کوئی نام رکھیں گے، آپؐ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں ذی الحجہ کا مہینہ ہے، آپ نے فرمایا تو تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر اس طرح سے حرام ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت اس مہینے میں اس شہر میں جو یہاں حاضر ہے وہ اس کو خبر دے جو غائب ہے کیونکہ جو حاضر ہے شاید وہ ایسے شخص کو خبر کر دے جو اس بات کو اس سے زیادہ یاد رکھے۔

ف اس آدمی کا نام بعضوں نے بلال بیان کیا ہے اور بعضوں نے عمرو بن خارجہ بعضوں نے کہا خود ابو بکرہؓ ف۲ یہ راوی کا شک ہے حافظ نے کہا یہ شک ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کے بعد کے راویوں سے ہوا۔

بَابُ الْعِلْمِ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ، لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ۔ وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَرَّثُوا الْعِلْمَ، مَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ۔ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ وَقَالَ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ، وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔ وَقَالَ۔ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: لَوْ وَضَعْتُمُ الصَّمْصَامَةَ عَلَى هٰذِهِ، وَأَشَارَ إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ ظَنَنْتُ أَنِّي أُنْفِذُ كَلِمَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تُجِيزُوا عَلَيَّ لَأَنْفَذْتُهَا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُونُوا رَبَّانِيِّينَ حُلَمَاءَ فُقَهَاءَ، عُلَمَاءَ، وَيُقَالُ: الرَّبَّانِيُّ الَّذِي يُرَبِّي النَّاسَ بِصِغَارِ الْعِلْمِ قَبْلَ كِبَارِهِ۔

باب علم مقدم ہے قول اور عمل پر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ محمد میں) فرمایا تو جان رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اللہ نے علم کو پہلے بیان کیا اور (حدیث میں ہے) کہ عالم لوگ ہی پیغمبروں کے وارث ہیں پیغمبروں نے علم کا ترکہ چھوڑا پھر جس نے علم حاصل کیا اس نے پورا حصہ (اس ترکہ کا) لیا اور (حدیث میں ہے) جو کوئی علم حاصل کرنے کے لئے رستہ چلے تو اللہ اس کے لئے بہشت کا راستہ آسان کر دے گا اور اللہ نے فرمایا (سورۂ فاطر میں) خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اور فرمایا (سورۂ عنکبوت میں) ان مثالوں کو وہی سمجھتے ہیں جو علم والے ہیں اور فرمایا (سورۂ ملک میں) وہ دوزخی کہیں گے اگر ہم پیغمبروں کی بات سنتے یا عقل رکھتے ہوتے تو آج دوزخیوں میں نہ ہوتے اور (سورۂ زمر میں) فرمایا (اے پیغمبر کہہ دے) کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے اور (فرمایا) علم سیکھنے ہی سے آتا ہے اور ابوذرؓ نے کہا اگر تم تلوار یہاں رکھ دو اور اشارہ کیا انہوں نے اپنی گردن کی طرف اس وقت بھی میں سمجھوں گا کہ (میری گردن مارنے سے پہلے) میں ایک ہی وہ بات سنا سکتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنی ہے تو البتہ میں اس کو سنا دوں ف اور ابن عباسؓ نے کہا تم ربانی بن جاؤ یعنی حلیم و بردبار عالم سمجھدار بعضوں نے کہا ربانی وہ ہے جو لوگوں کو بڑی باتیں سکھانے سے پہلے چھوٹی چھوٹی دین کی باتیں ان کو سکھا کر تربیت کرے ف۲۔

ف اس تعلیق کو دارمی نے موصولاً روایت کیا اس سے ابوذرؓ کی بڑی حرص تعلیم دین پر ثابت ہوتی ہے۔ ف۲ یعنی پہلے جزئیات مسائل اعتقاد اور عمل کے متعلق سکھاتا ہے پھر قواعد کلیہ اور اصول کی تعلیم کرتا ہے تعلیم کا طریقہ یہی ہے پہلے محسوسات شروع کرنا چاہیئے پھر معقولات کی تعلیم کرنا چاہیئے۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لَا يَنْفِرُوا۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو موقع اور وقت دیکھ کر ان کو سمجھاتے اور علم کی باتیں بتلاتے اسلئے کہ ان کو نفرت نہ ہو جائے

۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔

ہم سے بیان کیا محمد بن یوسف نے کہا ہم کو سفیان نے خبر دی اُنہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو وائل سے اُنہوں نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنوں میں ہم کو نصیحت کرنے کے لئے وقت اور موقعہ کی رعایت فرماتے آپؐ اس کو بُرا سمجھتے کہ ہم اُکتا جائیں۔ ف

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفلی عبادت اتنی نہ کرنی چاہیئے جس سے دل کو ملال پیدا ہو اور بہتر یہ ہے کہ ایک دن یا دو دن آڑ کیا کرے یا ہر جمعہ میں ایک بار نشاط اور خوشی کا وقت دیکھ کر۔

۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا)۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوالتیاح نے بیان کیا اُنہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا لوگوں پر آسانی کرو سختی نہ کرو اور خوشی کی بات سناؤ نفرت نہ دلاؤ۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ لِأَهْلِ الْعِلْمِ أَيَّامًا مَعْلُومَةً۔

باب: جو شخص علم سیکھنے والوں کے لئے کچھ دن مقرر کر دے۔

۷۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ:

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے بیان کیا اُنہوں نے منصور سے اُنہوں نے ابو وائل سے کہا عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ سناتے ایک شخص نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن میری آرزو یہ ہے کہ

يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذٰلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ، وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔

آپ ہر روز ہم کو وعظ سُنایا کریں اُنہوں نے کہا (یہ کچھ مشکل نہیں) مگر میں اس لئے ایسا نہیں کرتا کہ تم کو اُکتا دینا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا اور میں (تمہاری خوشی کا) موقع اور وقت دیکھ کر تم کو نصیحت کرتا ہوں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا وقت اور موقع دیکھ کر ہم کو نصیحت فرماتے تھے آپ کو یہی ڈر تھا کہیں ہم اُکتا نہ جائیں۔

بَابٌ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔

باب: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اُس کو دین کی سمجھ دیتا ہے۔ ف۱

ف۱ بعضے نسخوں میں فی الدین کا لفظ نہیں ہے تو ترجمہ یُوں ہوگا اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اس کو سمجھ دیتا ہے یعنی دین اور دُنیا دونوں کی۔ دین کی سمجھ یہ ہے کہ دین کی تحقیق کرے اپنی عقل سے سوچے یہ نہیں کہ اگلے لوگوں یا باپ دادا کی اندھا دھند تقلید میں پڑا رہے۔ اسلام سچا دین ہے مگر اس دین پر یار لوگوں نے طرح طرح کے غلاف چڑھا کر اصل دین کو چھپا دیا ہے اور بے اصل باتیں اور بیہودہ رسمیں دین میں شریک کر لی ہیں جن کی وجہ سے اسلام مخالفین کی نظروں میں ذلیل ہو رہا ہے یہ اسلام کا قصور نہیں ہمارے زمانے کے نام کے مسلمانوں کا قصور ہے سمجھدار آدمی قرآن اور صحیح بخاری کو سمجھ کر دیکھے گا تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ سچا اسلام کیا ہے اور لوگوں نے اس پر کیسے جھوٹے حاشیے چڑھا لئے ہیں۔

۷۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيبًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ)۔

ہم سے بیان کیا سعید بن عفیر نے کہا ہم سے بیان کیا ابن وہب نے اُنہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے اُن سے نقل کیا میں نے معاویہؓ سے خطبے میں سُنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اللہ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی ہے اُس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے اور میں تو بانٹنے والا ہوں ف۱ دینے والا اللہ ہے اور یہ (اسلام کی) جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی دشمنوں سے اس کو کچھ نقصان نہ پہنچے گا ف۲ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے (قیامت)

ف۱ یعنی میں تو اللہ کے حکم خاص و عام سب کو سُنا دیتا ہوں لیکن ہدایت ہونا یہ اللہ کی دین ہے ف۲ امام بخاریؒ نے کہا اس جماعت سے مراد محدثین ہیں، امام احمد بن حنبلؒ نے کہا اس جماعت سے محدثین مراد نہ ہوں تو میں نہیں جانتا کون لوگ مراد ہیں

بَابُ الْفَهْمِ فِي الْعِلْمِ۔

۷۲- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ، قَالَ لِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمْ أَسْمَعْهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ فَقَالَ: إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً مَثَلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ، فَإِذَا أَنَا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هِيَ النَّخْلَةُ۔

باب: علم کے لئے عقل کی ضرورت

ہم سے علی بن عبداللہ (مدینی) نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے ابن ابی نجیح نے کہا، انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا میں عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ رہا مدینے تک میں نے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا مگر ایک حدیث۔ ف انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں کوئی کھجور کا گابھ لایا آپ نے فرمایا درختوں میں سے ایک درخت ایسا ہے کہ وہ مسلمان کی مثال ہے میرے دل میں آیا کہدوں وہ کھجور کا درخت ہے پھر میں نے دیکھا تو سب لوگوں میں میں ہی کم سن تھا (بزرگوں کو دیکھ کر شرم سے) چپ ہو رہا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

ف بعضے صحابہؓ حدیث بیان کرنے میں بہت احتیاط کرتے۔ عبداللہ بن عمرؓ اور اُنکے والد حضرت عمرؓ بھی ان ہی لوگوں میں سے تھے۔

بَابُ الْاِغْتِبَاطِ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ
وَقَالَ عُمَرُ: تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تُسَوَّدُوا:

باب: علم اور دانائی کی باتوں میں رشک کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بزرگ بننے سے پہلے دین کا علم حاصل کر لو۔ امام بخاری نے کہا بزرگ بننے کے بعد بھی حاصل کرو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے بڑھاپے میں علم حاصل کیا ہے۔

۷۳- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَلَى غَيْرِ مَا حَدَّثَنَاهُ الزُّهْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا مجھ سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے بیان کیا زہری نے جو ہم سے بیان کیا اس سے الگ طور پر کہا میں نے قیس بن ابی حازم سے سنا میں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں کی خصلتوں پر کوئی رشک کرے تو ہو سکتا ہے ایک تو اس پر جس کو اللہ نے دولت دی وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے، دوسرے اس پر جس کو اللہ نے قرآن اور حدیث کا علم دیا

الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔ وہ اس کے موافق فیصلہ کرتا ہے ف اور لوگوں کو سکھاتا ہے

ف فیصلہ کرتا ہے یعنی حکومت اور قضا۔ اس حدیث میں حسد سے مراد رشک ہے یعنی دوسرے کی نعمت کی آرزو کرنا۔ یہ جائز ہے اور حسد یہ ہے کہ دوسرے کی خرابی چاہے یہ بڑا سخت گناہ ہے جس کو اللہ نے یہ دونوں نعمتیں دی ہوں اس پر کتنا رشک ہوگا سمجھ لینا چاہیئے۔ ہمارے زمانے میں نواب صدیق حسن خان مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں نعمتیں عطا فرمائی تھیں اور اُنہوں نے بہت سی حدیث کی کتابیں چھپوائیں اور پھیلائیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس نصیب کرے۔ آمین۔

بَابُ مَا ذُكِرَ فِي ذَهَابِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَحْرِ إِلَى الْخَضِرِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى۔ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔

باب: حضرت موسیٰؑ کا سمندر کے کنارے کنارے خضر کی تلاش میں جانا اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ کہف میں حضرت موسیٰؑ کا یہ قول نقل کرنا کیا میں تمہارے ساتھ ساتھ رہوں، اخیر آیت تک۔

٧٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ، أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ خَضِرٌ، فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ مُوسَى: لَا، فَأَوْحَى اللهُ

مجھ سے محمد بن غریز زہری نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے اُنہوں نے صالح بن کیسان سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُن سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا اُنہوں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا اُن ہیں اور حر بن قیس ابن حصن سے جھگڑا ہوا کہ موسیٰؑ کس کے پاس گئے تھے ابن عباسؓ نے کہا خضر کے پاس گئے تھے۔ ف اتنے میں ابی بن کعبؓ ان کے سامنے سے گذرے ابن عباسؓ نے اُن کو بُلایا اور کہا مجھ میں اور میرے دوست (حر بن قیس) میں یہ جھگڑا ہے کہ موسیٰؑ کس کے پاس گئے تھے اور کس سے ملنے کا اُنہوں نے رستہ پوچھا تھا کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سُنا ہے اُنہوں نے کہا ہاں سُنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک بار موسیٰؑ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ان سے پوچھا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہو موسیٰؑ نے کہا میں تو نہیں جانتا تب اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ ہمارا ایک بندہ ہے خضرؑ ف۲ جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے موسیٰؑ نے عرض کیا میں اُس تک کیونکر پہنچوں

إِلَى مُوسَى: بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ، فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَيْهِ، فَجَعَلَ اللهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ وَكَانَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ، قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهِ۔

اللہ نے ایک مچھلی ان کے لئے نشانی مقرر کر دی اور فرمایا: جب یہ مچھلی کھو جائے تو لوٹ چل تو اس سے مل جائے گا۔ غرض حضرت موسیٰؑ سمندر کے کنارے کنارے اس مچھلی کے نشان پر روانہ ہوئے ان کے خادم (یوشع) نے اُن سے کہا جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا قصّہ بیان کرنا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھ کو بھلا دیا کہ میں آپ سے اس کا ذکر کرتا حضرت موسیٰؑ نے کہا ہم تو اسی جگہ کی تلاش میں تھے پھر دونوں کھوج لیتے لیتے اپنے پیروں کے نشانوں پر لوٹے وہاں خضرؑ سے ملاقات ہوئی پھر وہی قصّہ گذرا جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا۔

ف اور حر بن قیس کیا کہتے تھے وہ معلوم نہیں ہوا، حافظ نے کہا مجھ کو بھی معلوم نہیں ہوا کہ حر بن قیس خضر کے بدل اور کس کا نام لیتے تھے۔ ف۲ خضر بفتح خاء اور کسر ضاد معجمہ ان کی کنیت ابو العباس ہے اختلاف ہے کہ وہ پیغمبر تھے یا نہیں اور اب وہ زندہ ہیں یا نہیں، جمہور علماء اور صالحین یہ کہتے ہیں کہ خضر اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے اور امام بخاریؒ اور ابن مبارکؒ اور حربی اور ابن جوزی اور ایک طائفہ علماء نے کہا ہے کہ وہ مر گئے اور اگر وہ زندہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور حاضر ہوتے واللہ اعلم

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (ابن عباسؓ کے لئے) یہ دُعا کرنا یا اللہ اس کو قرآن کا علم دے۔

٧٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: (اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ)۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہا ہم سے خالد نے بیان کیا انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو (اپنے سینے سے) چمٹایا اور دُعا فرمائی یا اللہ اس کو قرآن سکھلا دے ف۱

ف۱ دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت کے لئے پانی لا کر رکھا آپ حاجت کے لئے تشریف لے گئے تھے آپ نے باہر نکل کر ان کے لئے یہ دُعا کی۔ ایک روایت میں حکمت کا لفظ ہے۔ حکمت سے بھی قرآن مراد ہے یا حدیث۔

بَابٌ مَتَى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيرِ۔　　باب: لڑکا کس عمر کا حدیث سن سکتا ہے۔ ف

ف اس باب کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ حدیث کے تحمل کے لئے آدمی کا جوان ہونا ضرور نہیں جس لڑکے کو سمجھ پیدا ہوگئی ہو وہ حدیث کا تحمل کرسکتا ہے اور اس کی روایت معتبر ہوگی یحیٰی نے کہا تھا کہ حدیث کے تحمل کے لئے پندرہ برس کی عمر ہونا ضرور ہے امام احمدؒ نے اس کو رد کیا اور کہا کہ بچّہ کو جب اتنی عقل ہو جائے کہ وہ سنی ہوئی بات کو سمجھ لے تو اس کا تحمل صحیح ہے۔

٧٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الاِحْتِلاَمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، وَأَرْسَلْتُ الأَتَانَ تَرْتَعُ، وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہ مجھ سے امام مالکؒ نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبداللہ ابن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ میں ایک مادیان گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دنوں میں جوانی کے قریب تھا (لیکن جوان نہیں ہوا تھا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے آپؐ کے سامنے آڑ نہ تھی، میں تھوڑی صف کے آگے سے گذر گیا اور مادیان کو چھوڑ دیا وہ چرتی رہی اور میں صف میں شریک ہو گیا مجھ پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ ف

ف اس سے یہ نکلا کہ لڑکا یا گدھا اگر نمازی کے سامنے سے نکل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ دلیل لی کہ لڑکے کی روایت صحیح ہے چونکہ ابن عباسؓ اس وقت تک جوان نہیں ہوئے تھے تو لڑکے ہی تھے۔

٧٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ: عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِي وَجْهِي وَأَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِينَ مِنْ دَلْوٍ۔

مجھ سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے ابومسہر نے بیان کیا کہا مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا کہا مجھ سے زبیدی نے بیان کیا انہوں نے زہری سے انہوں نے محمود بن ربیع سے انہوں نے کہا مجھ کو (اب تک) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ کلی یاد ہے جو آپؐ نے ایک ڈول سے لے کر میرے منہ پر ماری تھی اس وقت میں پانچ برس کا تھا۔ ف

ف تو محمود گو اس وقت کم سن تھے مگر چونکہ ان کو سمجھ تھی اور یہ بات یاد رہی تو ان کی روایت معتبر ٹھہری کہتے ہیں آپؐ

نے یہ گلی شفقت کی راہ سے یا برکت کے لئے محمود پر کر دی تھی۔

بَابُ الْخُرُوجِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ، وَرَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُنَيْسٍ فِي حَدِيثٍ

باب: علم حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا اور جابر بن عبداللہ نے ایک حدیث عبداللہ بن انیس سے سننے کے لئے ایک مہینے کا سفر کیا۔ ف۱

ف۱ اس حدیث کا ذکر خود امام بخاریؒ نے کتاب التوحید میں کیا اور امام احمدؒ اور ابو یعلی اور مؤلف نے ادب مفرد میں اس کو موصولاً نکالا کہ اللہ قیامت کے دن لوگوں کو ننگے بدن حشر کرے گا پھر آواز سے ان کو پکارے گا، امام ذہبی نے کہا اللہ کے کلام میں آواز ہونا دس پر کئی حدیثوں سے ثابت ہے اور میں نے ان سب کو علیحدہ ایک رسالہ میں جمع کیا ہے۔

٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ خَالِدُ بْنُ خَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى، فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ؟ فَقَالَ أُبَيٌّ: نَعَمْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ، يَقُولُ: بَيْنَمَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَتَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ مُوسَى: لَا، فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى مُوسَى: بَلَى، عَبْدُنَا خَضِرٌ، فَسَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ، فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً، وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ

ہم سے ابوالقاسم خالد بن خلی حمص کے قاضی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا کہا ہم کو زہری نے خبر دی انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ انہوں نے اور حر بن قیس بن حصن فزاری نے موسیٰؑ کے رفیق میں جھگڑا کیا پھر ان دونوں پر سے ابی بن کعبؓ گذرے تو ابن عباسؓ نے ان کو بلایا اور کہا مجھ میں اور میرے اس دوست میں جھگڑا ہوا کہ موسیٰؑ کا وہ رفیق کون تھا جس سے موسیٰؑ نے ملنا چاہا تھا کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ سنا ہے آپ اس کا حال بیان کرتے تھے اُبی نے کہا ہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ بیان کرتے سنا ہے آپ فرماتے تھے ایک بار موسیٰؑ بنی اسرائیل کے لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہو، موسیٰؑ نے کہا نہیں پھر اللہ نے ان کو وحی بھیجی تم سے زیادہ علم ہمارے ایک بندے کو ہے جس کا نام خضرؑ ہے موسیٰؑ نے اس سے ملنے کا رستہ چاہا اللہ نے مچھلی کو ان کے لئے نشانی بنا دی اور ان سے کہہ دیا گیا جب مچھلی کھو جائے تو لوٹ آ تو اس بندے کو ملے گا موسیٰؑ

فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ، فَكَانَ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ: قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا، فَوَجَدَا خَضِرًا، فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللهُ فِي كِتَابِهِ،

اس مچھلی کے نشان پر سمندر کے کنارے کنارے جا رہے تھے موسیٰؑ کے خادم (یوشع) نے اُن سے کہا تم نے دیکھا جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تو مچھلی کا قصہ کہنا میں بھول گیا اور شیطان نے ہی مجھ کو بھلا دیا میں (تم سے) اس کا ذکر نہ کر سکا۔ موسیٰؑ نے کہا ہمارا تو یہی مقصد تھا جس کی تلاش میں تھے آخر دونوں کھوج لگاتے ہوئے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے لوٹے پھر دونوں نے خضر کو پا لیا، اور وہی حال گذرا جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ف۲

ف حمص ایک شہر ہے مشہور شام کے ملک میں۔ ف۲ یہ حدیث بھی اوپر گذر چکی ہے اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ حضرت موسیٰؑ نے علم حاصل کرنے کے لئے کتنا بڑا سفر کیا۔ حضرت خضر کو اللہ نے ایسا علم دیا تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے سے شان والے پیغمبر اُن سے علم حاصل کرنے کو گئے۔ جن لوگوں نے یہ حکایت نقل کی ہے کہ حضرت خضرؑ نے حنفی فقہ سیکھی اور پھر قشیریؒ کو سکھائی یہ ساری حکایت محض جھوٹی اور لغو ہے۔ اسی طرح بعضوں کا یہ خیال کہ حضرت عیسیٰؑ یا امام مہدی حنفی مذہب کے مقلد ہوں گے محض بے اصل اور خلافِ قیاس ہے اور ملا علی قاریؒ حنفی نے اس کو خوب رد کیا ہے اور شیخ ابن عربی نے فتوحاتِ مکیہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام مہدیؒ مجتہد مطلق ہوں گے اور حدیث پر عمل کریں گے اور بڑے مخالف اُن کے وہ مولوی ہوں گے جو تقلید پر جمے ہوئے ہیں اور اگر آپ صاحب سیف نہ ہوتے تو یہ مولوی حضرت مہدی کو تنگ کر ڈالتے مگر آپ صاحب سیف ہوں گے جو مولوی خلاف کرے گا وہ تلوار سے قتل کیا جائے گا۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ۔

باب: عالم کی اور علم سکھانے والے کی فضیلت۔

۷۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللهُ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ۔ وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن اسامہ نے بیان کیا اُنہوں نے برید بن عبد اللہ سے اُنہوں نے ابو بردہ سے اُنہوں نے ابو موسیٰؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اللہ نے جو ہدایت اور علم کی باتیں مجھ کو دیکر بھیجیں ان کی مثال زور کے مینہ کی سی ہے جو زمین پر برسا اور بعضی زمین عمدہ تھی جس نے پانی چوس لیا اُس نے گھاس اور سبزی خوب اُگائی اور بعضی سخت تھی (پتھریلی) اس نے پانی تھام لیا اللہ نے لوگوں کو اس سے فائدہ دیا پیا اور (جانوروں کو) پلایا اور کھیتی میں دیا اور بعضی ایسی زمین پر یہ مینہ برسا جو

وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ»: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ إِسْحَاقُ: وَكَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ، قَاعٌ: يَعْلُوهُ الْمَاءُ، وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْأَرْضِ۔

صاف چٹیل تھی نہ تو پانی کو اس نے تھاما اور نہ اُس نے گھاس اگائی (پانی اس پر سے بہہ کر نکل گیا) یہی اس شخص کی مثال ہے جس نے خدا کے دین میں سمجھ پیدا کی اور اللہ نے جو مجھ کو دیکر بھیجا اس سے اس کو فائدہ ہوا اُس نے خود سیکھا اور دوسرں کو سکھایا اور اس شخص کی جس نے اس پر سر ہی نہیں اُٹھایا اور اللہ کی ہدایت جو میں دے کر بھیجا گیا نہ مانی ف امام بخاریؒ نے کہا اسحٰق نے ابو اسامہ سے اس حدیث کو روایت کیا اُس میں یوں ہے بعضی زمین نے پانی پی لیا (اس حدیث میں قیعان جمع ہے قاع کی یعنی وہ زمین جس پر پانی چڑھ جائے ٹھیرے نہیں) اور (قرآن میں جو قاعاً صفصفاً ہے تو) صفصف کہتے ہیں ہموار زمین کو۔

ف دین اور شریعت زور دار مینہ ہے جیسے مینہ سے مردہ زمین زندہ ہوتی ہے ویسے ہی دین سے مُردہ دل زندہ ہوتے ہیں۔ اب جس نے دین قبول کیا آپ سیکھا دوسروں کو سکھایا وہ ریگر کالی زمین کی طرح ہے خود بھی سرسبز ہوتی ہے اور دوسروں کو اناج گھاس چارہ میوہ دیتی ہے بعضوں نے دین کا علم سیکھا مگر خود اُس پر پُورا عمل نہ کیا دوسروں کو سکھایا وہ اس سخت زمین کی طرح ہیں جس میں کچھ اُگا تو نہیں پر دُوسرے بندگانِ خدا نے اُس کے جمع کئے ہوئے پانی سے فائدہ اُٹھایا یا پیا پلایا کھیتوں کو دیا جس شخص نے نہ خود سیکھا نہ کسی کو سکھایا اُس کی مثال چٹیل صاف میدان کی سی ہے جہاں پانی برسا اور بہہ کر نکل گیا نہ تو اس میں کچھ اُگا نہ وہاں پانی جمع ہوا کہ دُوسروں ہی کو کچھ فائدہ ہوتا۔

بَابُ رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُورِ الْجَهْلِ

وَقَالَ رَبِيعَةُ: لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يُضَيِّعَ نَفْسَهُ۔

باب: (دنیا سے) علم اُٹھ جانے اور جہالت پھیلنے کا بیان اور ربیعہ نے کہا جس کو (دین کا) تھوڑا سا بھی علم ہو وہ اپنے تئیں بیکار نہ کرے۔ ف

ف یا تو وہ خود اس سے فائدہ اُٹھاتا رہے یا دوسروں کو پڑھاتا رہے عالم کا بیکار رہنا اور زبان بند کر لینا اور قلم روک لینا بڑا غضب ہے۔

٨٠۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَثْبُتَ

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا انہوں نے ابو التیاح سے اُنہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ (دین کا) علم اُٹھ جائے گا اور جہالت جم جائے گی اور شراب (کثرت سے)

الجَهلُ : وَيُشرَبُ الخَمرُ : وَيَظهَرَ الزِّنا

پی جائے گی زنا علانیہ ہوگا۔

۸۱۔حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قالَ حَدَّثَنا يَحيٰى، عَن شُعبَةَ، عَن قَتادَةَ، عَن أَنَسٍ، قالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُم حَدِيثًا لا يُحَدِّثُكُم أَحَدٌ بَعدِي، سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِن أَشراطِ السَّاعَةِ: أَن يَقِلَّ العِلمُ، وَيَظهَرَ الجَهلُ، وَيَظهَرَ الزِّنا، وَتَكثُرَ النِّساءُ، وَيَقِلَّ الرِّجالُ، حَتّٰى يَكُونَ لِخَمسِينَ امرَأَةً القَيِّمُ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا اُنہوں نے شعبہ سے اُنہوں نے قتادہ سے اُنہوں نے انس رضؓ سے اُنہوں نے کہا میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں جو میرے بعد تم کو کوئی نہ سنائے گا ف میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ دین کا علم گھٹ جانا اور جہالت پھیل جانا اور زنا علانیہ ہونا اور عورتوں کی کثرت مردوں کی قلت یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا کام چلانے والا ایک مرد رہے گا۔ ف۲

ف یعنی ایسا شخص نہ سُنائے گا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ حدیث سنی ہو انس رضؓ کو معلوم ہو گیا تھا کہ اب سب صحابہ رضؓ مر گئے ہیں چند روز میں آنحضرتؐ کا دیکھنے والا کوئی روئے زمین پر نہ رہے گا۔ ف۲ کہتے ہیں قیامت کے قریب لڑائیاں بہت پھیلیں گی ایک بادشاہت دوسری بادشاہت پر چڑھے گی ان لڑائیوں میں مرد بہت مارے جائیں گے تو عورتیں زیادہ رہ جائیں گی بعضوں نے کہا کافروں کی عورتیں بہت قید ہو کر آئیں گی بعضوں نے کہا اس زمانے کے لوگ شرع پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے اور بعضے لوگ پچاس پچاس بیگمیں رکھیں گے۔ مَعاذَ اللہ

بابُ فَضلِ العِلمِ۔

باب: علم کی فضیلت

۸۲۔حَدَّثَنا سَعِيدُ بنُ عُفَيرٍ قالَ: حَدَّثَنِي اللَّيثُ قالَ: حَدَّثَنِي عُقَيلٌ، عَنِ ابنِ شِهابٍ، عَن حَمزَةَ بنِ عَبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ أَنَّ ابنَ عُمَرَ قالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قالَ بَينا أَنا نائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبتُ حَتّٰى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخرُجُ فِي أَظفارِي: ثُمَّ أَعطَيتُ فَضلِي عُمَرَ بنَ الخَطّابِ: قالُوا: فَما أَوَّلتَهُ يا رَسُولَ اللهِ؟ قالَ: العِلمَ)۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے ایک بار میں سو رہا تھا میرے سامنے دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا (اتنا چھک کر پیا) کہ میرے ناخونوں پر تازگی (طراوت) دکھائی دینے لگی پھر میں نے اپنا بچا ہوا (جھوٹا دُودھ) عمرؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس کی تعبیر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا علم ف

ف یعنی دودھ سے علم مراد ہے خواب میں اگر آدمی دودھ پیتے دیکھے تو اس کی تعبیر یہی ہے کہ علم اس کو حاصل ہوگا۔

بَابُ الْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الدَّابَّةِ وَغَيْرِهَا۔

باب، جانور وغیرہ پر سوار رہ کر دین کا مسئلہ بتانا۔

٨٣- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُونَهُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، فَقَالَ: اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ، فَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: ارْمِ وَلَا حَرَجَ، فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ: افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)۔

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں ٹھہرے ف اس لئے کہ لوگ آپؐ سے (دین کے مسئلے) پوچھیں پھر ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ کو خیال نہیں رہا میں نے قربانی سے پہلے سر منڈا لیا آپؐ نے فرمایا اب قربانی کر لے کچھ مضائقہ نہیں پھر ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا مجھ کو خیال نہیں رہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی آپؐ نے فرمایا اب کنکریاں مار لے کچھ مضائقہ نہیں عبداللہ بن عمرؓ نے کہا تو (اس دن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو پوچھا گیا کیا کوئی بات کسی نے آگے کر لی یا پیچھے کر دی تو آپؐ نے یہی فرمایا اب کر لے کچھ مضائقہ نہیں

ف اس حدیث سے باب کی مطابقت مشکل ہے مگر امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ ایک حدیث ذکر کرتے ہیں اور اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس حدیث کو مؤلف نے کتاب الحج میں نکالا اس میں صاف یہ مذکور ہے کہ اس وقت آپؐ اونٹنی پر سوار تھے اہل حدیث اور امام شافعیؒ نے اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ ایسی تقدیم اور تاخیر میں دم لازم آئے گا۔

بَابُ مَنْ أَجَابَ الْفُتْيَا بِإِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ۔

باب، جس نے ہاتھ یا سر کے اشارہ سے مسئلہ کا جواب دیا۔

٨٤- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ فِي حَجَّتِهِ

ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے بیان کیا وہیب نے کہا ہم سے بیان کیا ایوب نے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج میں پوچھا گیا ایک شخص نے کہا میں نے کنکریاں مارنے

فَقَالَ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ، قَالَ: لَاحَرَجَ، وَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ: وَلَاحَرَجَ)۔

سے پہلے ذبح کیا۔ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کچھ حرج نہیں اور ایک شخص نے کہا میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کچھ حرج نہیں۔ ف

ف حافظ صاحب نے کہا ممکن ہے کہ دونوں سوال ایک ہی شخص نے کئے ہوں یا الگ الگ سائل ہوں۔

۸۵- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُقْبَضُ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ، قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ وَمَا الْهَرْجُ؟ فَقَالَ: هٰكَذَا بِيَدِهِ، فَحَرَّفَهَا كَأَنَّهُ يُرِيدُ الْقَتْلَ)۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو حنظلہ نے خبر دی اُنہوں نے سالم سے کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے سُنا اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا (دین کا) علم اُٹھ جائے گا اور جہالت پھیل جائے گی اور (طرح طرح کے) فساد پھیلیں گے اور ہرج بہت ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہرج کیا ہے آپؐ نے ہاتھ کو ترچھا ہلا کر بتلایا جیسے قتل آپؐ نے مراد لیا۔ ف

ف حبشی لغت میں ہرج کے معنی قتل کے ہیں جیسے امام بخاریؒ نے کتاب الفتن میں بیان کیا۔

۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ النَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ، فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ: قُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَيْ نَعَمْ، فَقُمْتُ حَتَّى عَلَانِي الْغَشْيُ فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَى رَأْسِي الْمَاءَ، فَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أُرِيتُهُ إِلَّا رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ: فَأُوحِيَ إِلَيَّ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا اُنہوں نے فاطمہ سے سُنا اُنہوں نے اسماء بنت ابی بکرؓ سے ف اُنہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس آئی وہ نماز پڑھ رہی تھیں میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے (وہ پریشان کیوں ہیں) اُنہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا دیکھا تو لوگ کھڑے ہیں حضرت عائشہؓ نے کہا سبحان اللہ میں نے کہا کیا کوئی (عذاب یا قیامت کی) نشانی ہے اُنہوں نے سر ہلا کر کہا ہاں تب میں بھی (نماز میں) کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو غش آنے لگا ف میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تعریف اور خوبی بیان کی پھر فرمایا جو چیزیں ایسی تھیں کہ (یہاں رہ کر) مجھے دکھائی نہیں جاسکتی تھیں ان سب کو میں نے (آج) اس جگہ

أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي قُبُورِكُمْ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا - لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ : قَالَتْ أَسْمَاءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ: يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي بِأَيِّهِمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ: هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى، فَأَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا، هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلَاثًا، فَيُقَالُ: نَمْ صَالِحًا، قَدْ عَلِمْنَا أَنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا بِهِ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ - لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ)۔

سے دیکھ لیا یہاں تک کہ بہشت و دوزخ کو بھی پھر مجھ پر وحی کی گئی کہ تم لوگ اپنی قبروں میں اس طرح یا اس کے قریب آزمائے جاؤ گے (فاطمہ کو یاد نہیں کہ اسماءؓ نے کونسا کلمہ کہا) جیسے مسیح دجّال سے آزمائے جاؤ گے (تم سے) کہا جائے گا اس شخص کے باب میں ف۳ کیا اعتقاد رکھتے تھے (یعنی آنحضرتؐ کے باب میں) ایماندار یا یقین رکھنے والا (معلوم نہیں اسماء نے کونسا لفظ کہا) کہے گا وہ محمد ہیں اللہ کے بھیجے ہوئے ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے ہم نے اُن کا کہنا مان لیا اُن کی راہ پر چلے وہ محمد ہیں تین بار ایسا ہی کہے گا پھر اس سے کہا جائے گا تو مزے سے سو جا ہم تو پہلے ہی جان چکے تھے کہ تو ان پر یقین رکھتا ہے اور منافق یا شک کرنے والا (معلوم نہیں اسماءؓ نے کونسا لفظ ان دونوں میں سے کہا) یوں کہے گا میں کچھ نہیں جانتا (میں نے تو دنیا میں کچھ غور ہی نہیں کیا) لوگوں کو جو کہتے سنا میں بھی وہی کہنے لگا۔

ف۱ یہ حضرت عائشہؓ کی بہن تھیں سو برس کی ہو کر ۷۳ھ میں مریں نہ اُن کا کوئی دانت گرا تھا نہ عقل میں فتور آیا تھا حجاج ظالم سے اُنہوں نے دلیرانہ گفتگو کی اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے ہلاکو سے تجھ ہی کو مراد رکھا ہے۔ ف۲ شاید گرمی سے یا لوگوں کے ہجوم سے یا پریشانی سے اُن کو غش آگیا۔ ف۳ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اس وقت نمود ہوگی یا فرشتے آپ کا نام لے کر اس سے پوچھیں گے۔

بَابُ تَحْرِيضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى أَنْ يَحْفَظُوا الْإِيمَانَ وَالْعِلْمَ وَيُخْبِرُوا مَنْ وَرَاءَهُمْ

وَقَالَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ: قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ۔

باب، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد القیس کے لوگوں کو اس بات کی ترغیب دینا کہ ایمان اور علم کی باتیں یاد کرلیں اور جو لوگ اُن کے پیچھے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو خبر کردیں ف۱ اور مالک بن حویرث نے کہا ہم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ ان کو (دین کی باتیں) سکھاؤ۔ ف۲

ف۱ اس باب کے لانے سے امام بخاریؒ کی یہ غرض ہے کہ علم وہی ہے جو اندرونِ سینہ ہو یعنی یاد ہو اور لوگوں کو سکھلایا جائے ورنہ علم سے کوئی فائدہ نہیں مثل مشہور ہے مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب۔ ف۲ اس تعلیق کو امام بخاریؒ نے

کتاب الصلوٰۃ میں باسناد بیان کیا ہے۔

۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، مَنِ الْوَفْدُ؟ أَوْمَنِ الْقَوْمُ؟ قَالُوا: رَبِيعَةُ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ أَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى، قَالُوا: إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، وَلَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ، فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ، قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللهِ وَحْدَهُ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَتُعْطُوا الْخُمُسَ مِنَ الْمَغْنَمِ، وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالْمُزَفَّتِ، قَالَ شُعْبَةُ: رُبَّمَا قَالَ: النَّقِيرِ، وَرُبَّمَا قَالَ: الْمُقَيَّرِ قَالَ: احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوا بِهِ مَنْ وَرَاءَكُمْ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا انہوں نے ابی جمرہ سے کہا میں عبداللہ بن عباسؓ اور (بصرے کے) لوگوں کے بیچ میں مترجم تھا تو عبداللہ بن عباسؓ نے کہا عبدالقیس کے بھیجے ہوئے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ نے فرمایا یہ کس کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں یا کون لوگ ہیں انہوں نے کہا ہم ربیعہ والے ہیں آپؐ نے فرمایا مرحبا ان لوگوں کو یا ان بھیجے ہوئے لوگوں کو یہ نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ وہ کہنے لگے ہم آپ کے پاس دُور کا سفر کر کے آئے ہیں اور ہمارے آپؐ کے بیچ میں مضر کے کافروں کا یہ قبیلہ آڑے ہے اور ہم سوا ادب کے مہینے کے اور دنوں میں آپؐ کے پاس نہیں آسکتے اس لئے ہم کو ایک ایسی (عمدہ) بات بتلا دیجئے جس کی خبر ہم اپنے پیچھے والوں کو کر دیں اور اس کی وجہ سے ہم بہشت میں جائیں آپؐ نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع کیا اُن کو حکم کیا خدائے واحد (اکیلے خدا) پر ایمان لانے کا فرمایا تم جانتے ہو خدائے واحد پر ایمان لانا کس کو کہتے ہیں انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے آپؐ نے فرمایا یوں گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں اور نماز کو درستی سے ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور لُوٹ کے مال میں سے پانچواں حصّہ داخل کرنا اور ان کو منع کیا کدو کے تونبے اور سبز لاکھی برتن اور روغنی برتن سے شعبہ نے کہا ابوجمرہ نے کبھی تو کہا اور کریدے ہوئے لکڑی کے برتن سے اور کبھی کہا (مزفت کے بدل مقیر) آپؐ نے فرمایا اس کو یاد کر لو اور اپنے پیچھے والوں کو اس کی خبر کر دو۔

ف۱ یہ حدیث اوپر کتاب الایمان میں گذر چکی ہے۔ ف۲ مقیر یعنی قار ملا ہوا۔ قار کہتے ہیں کالے رنگ کے روغن کو جو اونٹوں اور کشتیوں پر مَلا جاتا ہے۔

بَابُ الرِّحْلَةِ فِي الْمَسْأَلَةِ النَّازِلَةِ

۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِأَبِي إِهَابِ بْنِ عَزِيزٍ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُ عُقْبَةَ، وَالَّتِي تَزَوَّجَ بِهَا، فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنَّكِ أَرْضَعْتِنِي وَلَا أَخْبَرْتِنِي، فَرَكِبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ؟ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَ

باب: کوئی مسئلہ جو پیش آیا ہو اس کے لئے سفر کرنا۔

ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عمر بن سعید نے خبر دی کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا اُنہوں نے عقبہ بن حارث سے سُنا کہ اُنہوں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی (غنیہ) سے نکاح کیا پھر ایک عورت آئی (اس کا نام نہیں معلوم) کہنے لگی میں نے تو عقبہ اور اُسکی دُلہن (غنیہ) کو دودھ پلایا ہے عقبہ نے کہا میں تو نہیں سمجھتا کہ تو نے مجھ کو دودھ پلایا ہو نہ تو نے مجھ سے کبھی یہ بیان کیا پھر عقبہ سوار ہو کر ف۱ اپنے ملک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مدینہ کو چلے اور آپؐ سے پُوچھا آپؐ نے فرمایا (تو اس عورت سے) کیونکر (صحبت) کرے گا جب ایسی بات کہی گئی ف۲ (کہ وہ تیری بہن ہے) آخر عقبہ نے اس کو چھوڑ دیا اس نے دوسرے سے نکاح کر لیا۔

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ عقبہ یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے سوار ہو کر مدینہ گئے اور سفر کیا۔ ف۲ اہل حدیث اور امام احمدؒ کا یہی قول ہے کہ رضاع صرف مرضعہ کی شہادت سے ثابت ہو جاتا ہے دوسرے علماء نے کہا کہ یہ حکم احتیاطاً تھا۔

بَابُ التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ۔

۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ،

باب: علم حاصل کرنے کے لئے باری مقرر کرنا۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے ف۱ دوسری سند، امام بخاریؒ نے کہا ابن وہب نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور سے اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے اُنہوں نے کہا میں اور میرا ایک انصاری ف۲ پڑوسی دونوں بنی اُمیہ بن زید کے گاؤں میں جو مدینہ کے (پورب کی طرف) بلند گاؤں میں سے ہے رہا کرتے تھے

وَهِيَ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ، وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُولَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزِلُ يَوْمًا، فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ وَغَيْرِهِ، وَإِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ، فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا فَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَفَزِعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ عَظِيمٌ، فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ أَطَلَّقَكُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: لَا أَدْرِي، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ: أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟ قَالَ: لَا، فَقُلْتُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ۔

اور ہم دونوں باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مدینہ میں) اُترا کرتے ایک روز وہ اُترتا اور ایک روز میں اُترتا جس دن میں اُترتا تو اُس دن کی ساری خبر وحی وغیرہ جو آپ پر اُترتی اس کو بتلا دیتا اور جس دن وہ اُترتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن اُترا تھا اُس نے (وہاں سے آن کر) میرا دروازہ زور سے کھڑکایا، اور کہنے لگا عمرؓ یہیں ہیں میں گھبرا کر باہر نکل آیا۳ وہ کہنے لگا آج تو) بڑا سانحہ ہوا (آنحضرتؐ نے اپنی بی بیوں کو طلاق دے دی) یہ سن کر میں (اپنی بیٹی) حفصہ کے پاس گیا اور وہ رو رہی تھی میں نے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو طلاق دیدی اُس نے کہا میں نہیں جانتی پھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا میں نے کھڑے ہی کھڑے (پہلے ہی) عرض کیا کیا آپؐ نے اپنی بی بیوں کو طلاق دیدی، آپؐ نے فرمایا نہیں، تو میں نے کہا اللہ اکبر۔ ف۴

ف۱ زہری وہی ابن شہاب ہیں۔ ف۲ اس انصاری ہمسایہ کا نام عتبان بن مالک تھا، بعضوں نے کہا اوس بن خولی، اس روایت سے نکلتا ہے کہ خبر واحد پر اعتماد کرنا درست ہے۔ ف۳ ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا اُن دنوں یہ خبر مشہور تھی کہ غسان کا بادشاہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے انصاری کے اس طرح دروازہ کھٹکھٹانے سے میں یہی سمجھا کہ شاید غسان کا بادشاہ آن پہنچا اور گھبرا کر باہر نکلا۔ ف۴ گویا انصاری کی خبر پر حضرت عمرؓ کو تعجب ہوا کہ اس نے کیسی بے اصل بات بیان کی۔

بَابُ الْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيمِ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ۔

باب: وعظ کہنے یا پڑھانے میں کوئی بُری بات دیکھے تو غصہ کرنا۔

۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَا أَكَادُ أُدْرِكُ الصَّلَاةَ مِمَّا يُطَوِّلُ

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی اُنہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے اُنہوں نے قیس بن ابی حازم سے اُنہوں نے ابو مسعود انصاری سے اُنہوں نے کہا ایک شخص (حزم بن ابی کعبؓ) نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو جماعت سے (نماز پڑھنا مشکل ہو گیا ہے فلاں صاحب (معاذ بن جبل) نماز

بِنَا فُلَانٌ، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْ يَوْمِئِذٍ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ مُنَفِّرُونَ، فَمَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ.

بہت (لمبی) پڑھتے ہیں ابو مسعودؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی وعظ میں اس دن سے زیادہ غصّے میں نہیں دیکھا آپؐ نے فرمایا لوگو تم نفرت دلانے لگے ف دیکھو جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھے کیونکہ ان میں کوئی بیمار ہوتا ہے کوئی ناتوان کوئی کام والا۔

ف غصّہ کا سبب یہ ہوا کہ آپ پیشتر اس سے منع کر چکے ہوں گے دوسرے ایسا کرنے سے ڈر تھا اس بات کا کہ کہیں لوگ اس دین سے نفرت نہ کر جائیں یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔

---

٩١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ الْمَدِينِيُّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: اعْرِفْ وِكَاءَهَا، أَوْ قَالَ: وِعَاءَهَا وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ، قَالَ: فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ قَالَ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: وَمَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ، فَذَرْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا، قَالَ: فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ.

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال مدینی نے بیان کیا انہوں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے انہوں نے یزید سے جو منبعث کے غلام تھے انہوں نے زید بن خالد جہنی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص (عمیر یا بلال یا جارود) نے پڑی ہوئی چیز کو پوچھا آپؐ نے فرمایا اس کا بندھن یا ظرف اور اس کی تھیلی پہچان رکھ پھر ایک برس تک لوگوں سے پوچھتا رہ پھر اپنے کام میں لا پھر اگر (ایک سال کے بعد بھی) اس کا مالک آجائے تو اس کو ادا کر، اس نے کہا گما ہوا اونٹ اگر ملے، یہ سن کر آپؐ اتنا غصّے ہوئے کہ آپؐ کے دونوں گال ف۱ سرخ ہو گئے یا آپ کا منہ سرخ ہو گیا آپؐ نے فرمایا تجھے اونٹ سے کیا واسطہ وہ تو اپنی مشک اور اپنا موزہ اپنے ساتھ رکھتا ہے وہ خود پانی پر جا کر پانی پی لیتا ہے اور درخت کے پتے چر لیتا ہے اس کو چھوٹا رہنے دے جب تک اس کا مالک آئے اس نے کہا گمی ہوئی بکری آپؐ نے فرمایا وہ تو تیرا حصّہ ہے یا تیرے بھائی (اس کے مالک) کا یا بھیڑیے کا۔ ف۲

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے غصّہ کا سبب یہ ہوا کہ سائل نے اونٹ کو پوچھا جس کے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی اونٹ ایسا جانور نہیں کہ وہ تلف ہو جائے وہ جنگل میں اپنا چارہ پانی کر لیتا ہے بھیڑیا بھی اس کو نہیں کھا سکتا پھر اس کا پکڑنا کیا ضرور ہے خود مالک ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس تک پہنچ جائے گا۔ ف۲ مطلب یہ کہ بکری کو پکڑ لینا جائز ہے کیونکہ اس کے تلف ہونے کا

ڈر ہے۔ بعضوں نے کہا اونٹ بھی گاؤں یا شہر میں ملے تو پکڑ لینا چاہیئے کیونکہ ڈر ہے بھائی مسلمان کے مال ضائع ہونے کا کوئی کاٹ لے یا لے بھاگے۔

٩٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ، قَالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ، فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ، فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ)۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا انہوں نے برید سے انہوں نے ابوبردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہا لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں پوچھیں کہ آپؐ کو بُرا معلوم ہوا جب بہت پوچھا پاچھی کی تو آپؐ کو غصہ آگیا آپؐ نے لوگوں سے فرمایا اچھا یونہی سہی) اب جو چاہو پوچھتے جاؤ ایک شخص (عبداللہ بن حذافہ) نے کہا میرا باپ کون ہے آپؐ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر دوسرا کھڑا ہوا (سعید بن سالم) کہنے لگا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے آپؐ نے فرمایا تیرا باپ سالم ہے شیبہ کا غلام جب حضرت عمرؓ نے آپؐ کے چہرۂ مبارک کے غصے کو دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہؐ ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ ف

ف بے ضرورت سوال کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منع تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ غصے ہوتے پھر یہ جو فرمایا جو چاہو وہ پوچھو وہ حکم خاص ہوگا اس لئے کہ آپؐ غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے۔ (قسطلانی)

بَابُ مَنْ بَرَكَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوِ الْمُحَدِّثِ

باب: امام یا محدث کے سامنے دوزانو (ادب سے) بیٹھنا۔

٩٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ أَبِي فَقَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ، ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي، فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا، وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا، فَسَكَتَ)۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم باہر برآمد ہوئے تو عبداللہ بن حذافہؓ کھڑے ہوئے اور پوچھنے لگے میرا باپ کون ہے آپؐ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے ف پھر بار بار فرمانے لگے پوچھو پوچھو آخر حضرت عمرؓ (یہ حال دیکھ کر) دوزانو ہو بیٹھے اور کہنے لگے ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے سے خوش ہیں (تین بار یہ کہا) اس وقت آپؐ چُپ ہو رہے۔ ف

ف لوگ عبداللہ کو کسی اور کا بیٹا کہتے ان کو بھی شک پیدا ہو گیا تھا اس لئے اُنہوں نے آنحضرتؐ سے پوچھ کر اپنی تشفی کر لی۔ ف۲ یعنی آپ کا غصہ جاتا رہا جیسے دوسری روایت میں ہے فَسَكَنَ غَضَبُهُ

بَابُ مَنْ أَعَادَ الْحَدِيثَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ، فَقَالَ: «أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ» فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ بَلَّغْتُ؟» ثَلَاثًا)

باب: ایک بات کو خوب سمجھانے کے لئے تین تین بار کہنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک حدیث میں) ف فرمایا سن لو اور جھوٹ بولنا اور کئی بار اس کو فرماتے رہے اور ابن عمرؓ نے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کیا میں نے تم کو (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا۔ ف۲

ف یہ حدیث خود امام بخاریؒ نے کتاب الشہادت اور کتاب الدیات میں نکالی یہ حدیث خود امام بخاریؒ نے کتاب الحدود میں نکالی۔

۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔

ہم سے عبدہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ثمامہ بن عبداللہ ابن انسؓ نے بیان کیا اُنہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے، اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ جب کوئی بات فرماتے تو تین بار فرماتے تاکہ لوگ (اس کو) خوب سمجھ لیں اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے ان کو سلام کرتے تو تین بار سلام کرتے۔ ف

ف اس روایت سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ اگر کوئی محدث خوب سمجھانے کے لئے حدیث کو مکرر بیان کرے یا طالب علم اُستاد سے دوبارہ یا سہ بارہ پڑھنے کو کہے تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ تین بار سلام اس حالت میں ہے جب کوئی کسی کے دروازے پر جائے اور اندر آنے کی اجازت چاہیے، امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب الاستیذان میں بیان کیا ہے اس سے بھی یہی نکلتا ہے ورنہ ہمیشہ آپ کی عادت یہ ثابت نہیں ہوتی کہ ہر مسلمان کو تین بار سلام کرتے۔

۹۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: تَخَلَّفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ، فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا اُنہوں نے ابوبشر سے اُنہوں نے یوسف بن ماہک سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرو سے کہ ایک سفر میں جو ہم نے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پیچھے رہ گئے پھر آپ ہم سے اس وقت ملے جب عصر کی نماز کا وقت آن پہنچا تھا یا تنگ ہو گیا تھا

أَرْهَقَتْنَا الصَّلَاةُ، صَلَاةُ الْعَصْرِ، وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا)۔

اور ہم وضو کر رہے تھے اپنے پاؤں پر (ہلکے دھو کر گویا) مسح کر رہے تھے آپؐ نے بلند آواز سے پکارا دوزخ سے ایڑیوں کی خرابی ہونے والی ہے دو بار یا تین بار یوں ہی فرمایا۔ ف۱

ف۱ یہ حدیث اُوپر گذر چکی ہے ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپؐ نے دو بار یا تین بار فرمایا ویل للاعقاب من النار۔

بَابُ تَعْلِيمِ الرَّجُلِ أَمَتَهُ وَأَهْلَهُ۔

٩٧(ا) أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: قَالَ عَامِرٌ الشَّعْبِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ) ثُمَّ قَالَ عَامِرٌ أَعْطَيْنَاكَهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ، قَدْ كَانَ يُرْكَبُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ۔

باب: اپنی لونڈی اور گھر والوں کو (دین کا علم) سکھانا۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن محاربی نے کہا ہم سے صالح بن حیان نے کہا عامر شعبی نے کہا مجھ سے ابو بردہ نے بیان کیا اُنہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کو دوہرا ثواب ملے گا ایک تو اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے وہ شخص جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور پھر محمدؐ پر ایمان لایا دوسرے وہ غلام جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالکوں کا بھی اور تیسرے وہ شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو وہ اس سے صحبت کرتا ہو پھر اسکو اچھی طرح ادب سکھائے اور اچھی طرح تعلیم کرے ف۱ اور آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملیگا عامر شعبی نے (صالح سے) کہا ہم نے تجھ کو یہ حدیث مفت سُنا دی ایک زمانہ وہ تھا جب اس سے کم حدیث کے لئے لوگ مدینہ تک سوار ہو کر جاتے۔ ف۲

ف۱ ایک تو آزاد کرنے کا دوسرا اُس سے نکاح کر لینے کا اور ادب اور تعلیم کا ثواب جدا گانہ ہے وہ تو ہر طرح ملتا ہے خواہ اپنی لونڈی کو تعلیم دے یا کسی اور کو۔ ف۲ یعنی کوفہ سے مدینہ تک کا سفر کرتے۔

بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَاءَ وَتَعْلِيمِهِنَّ۔

٩٧(ب) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ:

باب: امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا ان کو (دین کی) باتیں سکھانا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا اُنہوں نے ایوب سے کہا میں نے عطا بن ابی رباح

سَمِعْتُ عَطَاءً، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ عَطَاءٌ أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَ أَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ. فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ، وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ) وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، وَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)۔

سے سُنا کہا میں نے ابن عباس سے سُنا اُنہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں یا عطا نے کہا میں ابن عباس پر گواہی دیتا ہوں (راوی کو شک ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مردوں کی صف سے) نکلے اور آپؐ کے ساتھ بلالؓ تھے آپؐ کا خیال ہوا کہ عورتوں تک میری آواز نہیں پہنچی پھر آپؐ نے عورتوں کو نصیحت کی اور ان کو خیرات کرنے کا حکم دیا کوئی عورت اپنی بالی پھینکنے لگی کوئی انگوٹھی اور بلالؓ نے اپنے کپڑے کے کونے میں (یہ خیرات) لینا شروع کی۔ اس حدیث کو اسمٰعیل بن عُلیّہ نے ایوب سے روایت کیا، اُنہوں نے عطاءؒ سے کہ ابن عباسؓ نے یوں کہا میں آنحضرتؐ پر گواہی دیتا ہوں اسمیں شک نہیں ہے) ف

ف یعنی جیسے اگلی روایت میں راوی کو تردد تھا کہ عطاء نے ابن عباسؓ کا قول کہا کہ میں آنحضرتؐ پر گواہی دیتا ہوں یا عطاء نے یوں کہا میں ابن عباسؓ پر گواہی دیتا ہوں اس روایت میں تردد نہیں ہے اور پہلا امر بطور جزم مذکور ہے امام بخاریؒ نے اسمٰعیل سے نہیں سُنا تو یہ تعلیق ہوگی اور خود امام بخاریؒ نے اس کو وصل کیا کتاب الزکوٰۃ میں، اس باب کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اگلا باب عام لوگوں سے متعلق تھا اور جو شخص حاکم ہو یا امام اس کو عموماً سب عورتوں کو وعظ سُنانا چاہیئے۔

بَابُ الْحِرْصِ عَلَى الْحَدِيثِ۔

باب: حدیث کے لئے حرص کرنا۔ ف

ف حدیث سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے سلیمان نے بیان کیا اُنہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے دن آپؐ کی شفاعت کا سب سے زیادہ کون مستحق ہوگا (کس کی قسمت میں یہ نعمت ہوگی) آپؐ نے فرمایا ابوہریرہؓ میں جانتا تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہیں پوچھنے کا کیونکہ میں دیکھتا ہوں تجھے حدیث سُننے کی کیسی حرص ہے (اب سن لے) سب سے زیادہ میری شفاعت کا نصیب ہونا

عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ).

اس شخص کے لئے ہوگا جس نے اپنے دل سے یا اپنے جی کے خلوص کے ساتھ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا ہو ف

ف دل سے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شرک سے بچتا ہو کیونکہ جو شخص شرک میں مبتلا ہے وہ دل سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا قائل نہیں اگرچہ زبان سے کہتا ہو، یہ جو حدیث میں ہے دل سے یا جی سے تو یہ ابوہریرہؓ کا شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلب کا لفظ فرمایا یا نفس کا۔

بَابٌ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ ؟

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ: انْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاكْتُبْهُ، فَإِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ الْعِلْمِ وَذَهَابَ الْعُلَمَاءِ- وَلَا يُقْبَلُ إِلَّا حَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلْيُفْشُوا الْعِلْمَ، وَلْيَجْلِسُوا حَتَّى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ، فَإِنَّ الْعِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتَّى يَكُونَ سِرًّا)۔

باب: علم کیونکر اُٹھ جائے گا اور عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) نے ابوبکر بن حزم (مدینہ کے قاضی) کو لکھا دیکھو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں تم کو ملیں ان کو لکھ لو میں ڈرتا ہوں کہیں دین کا علم مٹ نہ جائے اور عالم چل بسیں اور یہ خیال رکھو وہی حدیث ماننا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہو نہ اور کسی کا قول یا فعل) ف اور عالموں کو علم پھیلانا چاہئے تعلیم کے لئے بیٹھنا چاہیئے کہ جس کو علم نہیں وہ علم حاصل کر لے اس لئے کہ علم جہاں پوشیدہ رہا پس مٹ گیا۔

ف اس سے صاف یہ نکلتا ہے کہ صحابہؓ یا تابعین کے اقوال حجت نہیں اہل حدیث اور شافعی اور اکثر علماء یہی کہتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ صحابی کا قول بھی حجت جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیاس کو صحابی کے قول سے ترک کر دیں گے۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والغفران کی تو یہ احتیاط تھی اور ان کے مقلدوں کا یہ حال ہے کہ صحیح حدیث پا کر بھی قیاس اور رائے اور تقلید کو نہیں چھوڑتے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۹۹- حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ بِذٰلِكَ، يَعْنِي حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى قَوْلِهِ ذَهَابَ الْعُلَمَاءِ۔

ہم سے علاء بن عبدالجبار نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز ابن مسلم نے بیان کیا اُنہوں نے عبداللہ بن دینار سے اُنہوں نے عمر بن عبدالعزیز کا یہ قول بیان کیا یہاں تک اور عالم چل بسیں۔ ف

ف اس کے بعد کی عبارت شاید امام بخاریؒ کو دوسری طرح سے پہنچی ہو اکثر نسخوں میں یہ عبارت ہی نہیں ہے یعنی حدثنا العلاء سے ذہاب العلماء تک بعضوں نے کہا ذہاب العلماء کے بعد سے اخیر تک امام بخاری کا کلام ہے۔

۱۰۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا، قَالَ الْفِرَبْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ نَحْوَهُ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اللہ (دین کا) علم بندوں سے چھین کر نہیں اُٹھانے کا ف۱ بلکہ عالموں کو اُٹھا کر علم اُٹھالے گا جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار (پیشوا) بنالیں گے ان سے مسئلے پوچھیں گے وہ بے علم فتوے دیں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے (دوسروں کو بھی) گمراہ کریں گے۔ فربری نے کہا ہم سے عباس نے بیان کیا کہا ہم سے قتیبہ نے کہا ہم سے جریر نے اُنہوں نے ہشام سے مانند اس کے۔ ف۲

ف۱ گو اللہ کی قدرت کے سامنے یہ کچھ مشکل نہیں کہ دل سے علم چھین لے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب ایسا نہیں ہوگا بلکہ دین کے عالم مر جائیں گے اور جاہل لوگ عالم بن کر لوگوں کے پیشوا ہوں گے۔

ف۲ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن مطر فربری امام بخاریؒ کے شاگرد ہیں اور صحیح بخاریؒ کے وہی راوی ہیں۔

بَابٌ هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمًا عَلَى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ؟

باب: کیا امام عورتوں کی تعلیم کے لئے کوئی الگ دن مقرر کرسکتا ہے۔

۱۰۱- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ لَهُنَّ: مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے کہا میں نے ابوصالح ذکوان سے سُنا وہ ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے تھے۔ عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مرد آپ کے پاس آنے میں ہم پر غالب ہوتے ف تو آپ اپنی طرف سے (خاص) ہمارے لئے ایک دن مقرر کر دیجئے آپ نے اُن سے ایک دن ملنے کا وعدہ فرمایا اُس دن ان کو نصیحت کی اور شرع کے حکم بتلائے ان باتوں میں جو آپ نے فرمائیں یہ بھی تھا تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیجے تو وہ (آخرت میں)

إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَتَيْنِ؟ فَقَالَ: وَاثْنَتَيْنِ)

اس کے دوزخ سے آڑ بن جائیں گے ایک عورت نے عرض کیا اگر دو بھیجے آپؐ نے فرمایا اور دو بھی۔ ف۲

ف لیعنی مردوں نے آپ کا سارا وقت چھین لیا ہم کو کوئی موقع ہی نہیں ملتا کہ آپؐ کے پاس حاضر ہوں اور آپ سے دین کے مسئلے پوچھیں۔ ف۲ مطلب یہ ہے کہ جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو قیامت کے دن دوزخ سے آڑ ہوں گے اس عورت کا نام ام سلیم تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا تھا۔ ایک روایت میں ایک بچہ بھی اگر مر جائے تو اُس کی نسبت بھی یہی ارشاد ہوا ہے کہ وہ دوزخ کی روک ہوگا یہاں تک کہ کچا بچہ بھی۔

۱۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن اصبہانی سے اُنہوں نے ذکوان سے انہوں نے ابوسعید سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث اور شعبہ نے اس کو روایت کیا عبدالرحمٰن بن اصبہانی نے اُنہوں نے کہا میں نے سُنا ابو حازم سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے ف اس روایت میں یوں ہے تین بچے جو جوان نہ ہوئے ہوں۔ ف۲

ف امام بخاریؒ نے اس سند کو اس لئے بیان کیا کہ ابن اصبہانی کا نام معلوم ہو جائے دوسرے اس لئے کہ ابو ہریرہؓ کا طریق کھل جائے ف۲ نادان کم سن بچوں کا ماں کو بہت رنج ہوتا ہے بڑے جوان بچے اکثر ماں باپ کے نافرمان بھی ہو جاتے ہیں لیکن چھوٹے بچوں سے ماں کو بے انتہا محبت ہوتی ہے۔

بَابُ مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَرَاجَعَ حَتَّى يَعْرِفَهُ۔

باب: کوئی شخص ایک بات سُنے اور نہ سمجھے تو دوبارہ پوچھے سمجھنے کے لئے۔

۱۰۳- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ. قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو نافع نے خبر دی کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُن کی عادت تھی جس بات کو سنتیں اور نہ سمجھتیں تو خوب سمجھنے تک اُس کو دوبارہ پوچھتیں اور ایسا ہوا کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جس شخص سے حساب لیا جاوے گا وہ عذاب میں

قَالَ: «مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ» قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى- فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا؟ قَالَتْ: فَقَالَ: إِنَّمَا ذَلِكِ الْعَرْضُ، وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكْ».

پڑے گا تو حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ تعالیٰ تو (سورۂ انشقت میں) فرماتا ہے اس کا حساب آسانی سے لیا جائے گا آپؐ نے فرمایا (یہ حساب نہیں ہے) اس سے مراد تو اعمال کا بتلا دینا ہے ف۱ لیکن جس سے کھینچ تان کر حساب لیا جائے گا وہ تباہ ہوگا۔ ف۲

ف۱ یعنی پروردگار اس مومن کو جس پر رحم کرنا منظور ہوگا صرف اُسکے بُرے اعمال اس کو بتلادے گا کہ تو نے فلاں وقت یہ گناہ کیا تھا فلاں وقت یہ، بس یہی بتلادینا اس کا حساب ہے اور آیت میں آسان حساب سے یہی مراد ہے۔ ف۲ اس حدیث سے یہ نکلا کہ حضرت عائشہؓ بڑی دانشمند اور عقیل تھیں اور ان کی دانشمندی کی ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ہر ایک بات کو خوب سمجھ لیتیں اگر پہلی بار نہ سمجھتیں تو پھر پوچھتیں اور دوسری حدیثوں میں جو سوال سے ممانعت ہوئی ہے اُن کا مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت خواہ مخواہ کٹ حجتی کے طور پر ایسا کرنا منع ہے۔

بَابٌ لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب: جو شخص سامنے موجود ہو وہ علم کی بات اس کو پہنچا دے جو غائب ہو، اس کو ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ ف۱

ف۱ اس تعلیق کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الحج میں باسناد روایت کیا ہے۔

۱۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ، حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ: وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَا يَعْضِدَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث ابن سعد نے بیان کیا کہا مجھ سے سعید ابن ابی سعید نے بیان کیا اُنہوں نے ابی شریح سے (جو صحابی تھے) اُنہوں نے عمرو بن سعید سے کہا (جو یزید کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا) وہ مکہ پر فوجیں بھیج رہا تھا ف اے امیر مجھ کو اجازت دے میں تجھ کو ایک حدیث سُنا دوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی میرے دونوں کانوں نے اُس کو سُنا اور دل نے اُسے یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپؐ کو دیکھا جب آپؐ نے یہ حدیث بیان فرمائی آپؐ نے اللہ کی تعریف اور خوبی بیان کی پھر فرمایا مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے لوگوں نے حرام نہیں کیا (اس کا ادب حکم الٰہی ہے) تو جو کوئی اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہو اس کو وہاں

بِهَا شَجَرَةً، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقُولُوا: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ، وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَا قَالَ عَمْرٌو، قَالَ أَنَا أَعْلَمُ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ، إِنَّ مَكَّةَ لَا تُعِيذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ.

خون بہانا درست نہیں اور نہ وہاں کوئی درخت کاٹنا اگر (میرے بعد) کوئی ایسا کرنے کی یہ دلیل لے کہ اللہ کے رسول وہاں لڑے تو تم یہ کہو کہ اللہ نے تو (فتح مکہ کے دن) اپنے رسولؐ کو (خاص) اجازت دی تھی تم کو اجازت نہیں دی اور مجھ کو بھی صرف ایک گھڑی دن کے لئے اجازت دی تھی پھر اس کی حرمت آج ویسی ہی ہو گئی جیسے کل تھی جو شخص یہاں حاضر ہو وہ اس کی خبر اس کو کر دے جو غائب ہے لوگوں نے ابو شریح سے پوچھا عمرو نے اس کا کیا جواب دیا۔ ابو شریح نے کہا عمرو نے یہ جواب دیا کہ میں تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہوں، مگر گنہگار کو پناہ نہیں دیتا اور نہ اس کو جو خون یا چوری کر کے بھاگے۔ ف۲

ف۱ مکہ میں لوگوں نے عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت کر لی تھی عمرو بن سعید یزید کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا اس نے یزید کے حکم سے مکہ پر فوج کشی کی جب ابو شریح نے اس کو یہ حدیث سنائی مگر وہ مردود کہاں سمجھنے والا تھا اس کے سر پر تو شیطان سوار تھا علامہ ابن حجر نے کہا عمرو بن سعید کو ہم تابعین باحسان میں سے بھی نہیں کہیں گے گو اس نے صحابہ کو دیکھا تھا کیونکہ اس کے اعمال نہایت خراب تھے۔ ف۲ اے مردود خدا سے ڈر عبداللہ بن زبیرؓ نے نہ کسی کا خون کیا تھا نہ چوری کی تھی وہ یزید پلید سے ہزار درجہ افضل تھے اول تو صحابی دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے تیسرے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نواسے چوتھے دیندار پرہیزگار مگر تو نے دنیا کے لئے یزید کا ساتھ دیا اور اوپر سے صحیح حدیث سن کر یہ بہانہ نکالتا ہے ہمارے زمانے میں بھی اکثر اہل بدعات کا یہی دستور ہے ان سے کوئی حدیث بیان کرو تو اور زیادہ اکڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو بہت علم ہے ہم سب جانتے ہیں قرآن شریف میں ایسے شخصوں کے لئے یہ ارشاد ہے۔ فحسبہ جہنم ولبئس المھاد۔

۱۰۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے بیان کیا انہوں نے ایوب سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابن ابی بکرہ سے انہوں نے ابو بکرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال ابن سیرین نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ بھی کہا اور تمہاری عزتیں (آبروئیں) ایک دوسرے پر حرام ہیں ف جیسے اس دن کی (یوم النحر کی) حرمت ہے اس مہینے میں سن رکھو جو شخص حاضر ہے وہ غائب کو اس کی خبر پہنچا دے۔ ابن سیرین نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْكُمُ الْغَائِبَ - وَكَانَ مُحَمَّدٌ يَقُولُ: صَدَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ ذَلِكَ: أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ مَرَّتَيْنِ ،-

کا فرمانا سچ ہوا (جو لوگ اس وقت حاضر تھے اُنہوں نے جو غائب تھے اُن کو یہ حدیث پہنچادی) آنحضرتؐ نے فرمایا سن رکھو میں نے یہ حکم تم کو پہنچا دیا دوبارہ یہ فرمایا۔

ف یعنی ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت لینا یا اُس کا خون کرنا یا اس کا مال لینا حرام ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-

باب: جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ کیسا گنہگار ہے۔

۱۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ)-

ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی کہا مجھ کو منصور بن معتمر نے خبر دی کہا میں نے ربعی بن حراش سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دیکھو) مجھ پر جھوٹ نہ باندھنا کیونکہ جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ ف

ف ہر قسم کے جھوٹ کو شامل ہے بعضے جاہلوں نے لوگوں کو رغبت دلانے کے لئے یا ڈرانے کے لئے جھوٹی حدیثیں بنالیں وہ یہ نہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور یہ حدیث اکثر علماء کے نزدیک متواتر ہے اللہ تعالیٰ علمائے حدیث کو جزائے خیر دے اُنہوں نے بڑی بڑی محنتیں اُٹھا کر صحیح حدیثوں کو ضعیف اور موضوع حدیثوں سے جدا کر دیا اور قیامت تک سارے مسلمانوں کے لئے آسانی کر دی اب عمل کرنے والوں کو کوئی دقت نہ رہی۔

۱۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: إِنِّي لَا أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: (مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا اُنہوں نے جامع بن شداد سے اُنہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے اُنہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن زبیر) سے انہوں نے (اپنے باپ) حضرت زبیرؓ سے کہا میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں فلاں فلاں شخصوں کی طرح بیان کرتے نہیں سُنتا اُنہوں نے کہا میں آنحضرتؐ سے جدا نہیں رہا کہ آپ کی حدیثیں میں نے نہ سُنی ہوں لیکن میں نے سُنا آپ فرماتے تھے جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

ف یعنی میرا کم حدیث بیان کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ مجھ کو آپ کی صحبت نہیں رہی لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ میں حدیث بیان کرنے میں ڈرتا ہوں کسی بات میں کمی بیشی نہ ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں کر لے اس سے حدیث بیان کرنے میں بڑا اندیشہ رہتا ہے۔

١٠٨- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ).

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا اُنہوں نے عبدالعزیز سے اُنہوں نے کہا انسؓ نے کہا میں جو تم سے بہت سی حدیثیں بیان نہیں کرتا اُس کی یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جان بوجھ کر ف مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

ف معلوم ہوا کہ اگر نادانستہ ایسا ہو جائے تو بالاجماع وہ گنہگار نہ ہوگا جوینی نے کہا جو عمداً آنحضرتؐ پر جھوٹ باندھے وہ کافر ہو گیا اور دوسرے علماء نے کہا کافر تو نہیں ہوا مگر سخت گنہگار ہوا۔

١٠٩- حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ).

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے بیان کیا اُنہوں نے سلمہ بن اکوعؓ سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے جو کوئی مجھ پر وہ بات لگائے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ ف

ف یہ امام بخاریؒ کی پہلی ثلاثی حدیث ہے یعنی جس میں امام بخاریؒ سے آنحضرتؐ تک صرف تین واسطے ہوں ایسی حدیثیں اس کتاب میں بائیس ۲۲ ہیں اور یہ فضیلت امام بخاریؒ کے دوسرے ہم عصروں کو جیسے امام مسلمؒ وغیرہ ہیں حاصل نہیں ہوئی۔

١١٠- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا اُنہوں نے ابو حصین سے اُنہوں نے ابوصالح سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو (محمد اور احمد نام رکھو) اور میری کنیت (ابوالقاسم) نہ رکھو اور (یہ سمجھ لو) جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا بیشک اُس نے مجھ کو ہی دیکھا کیونکہ

لا یَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)۔ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا ف اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔

ف اس حدیث کی بحث آگے آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ مراد یہ ہے کہ آپؐ کا جو حلیہ کتابوں میں لکھا ہے اسی صورت اور حلیہ میں دیکھے اور بعضوں نے کہا ہر طرح جب کوئی مومن آپؐ کو خواب میں دیکھے تو آپؐ ہی کو دیکھا لیکن خواب میں جو بات آپ فرمائیں وہ اگر شرع کے خلاف ہو تو حجت نہیں ہو سکتی کیونکہ خواب میں طرح طرح کے احتمال پیدا ہوتے ہیں۔

بَابُ كِتَابَةِ الْعِلْمِ۔ باب، علم کی باتیں لکھنا۔ ف

ف علم کے لکھنے میں سلف کا اختلاف تھا بعد اس کے اجماع ہو گیا اس کے جواز میں چونکہ لکھنا مستحب ٹھیرا۔

۱۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ: هَلْ عِنْدَكُمْ كِتَابٌ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا كِتَابُ اللهِ، أَوْ فَهْمٌ أُعْطِيَهُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، أَوْ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ: قُلْتُ فَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ، وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو وکیع بن جراح نے خبر دی اُنہوں نے سفیان ثوری سے سنا اُنہوں نے مطرف سے انہوں نے شعبی سے اُنہوں نے ابو جحیفہ سے کہا میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی کتاب ہے۔ ف اُنہوں نے کہا کوئی نہیں مگر اللہ کی کتاب (قرآن شریف) یا سمجھ جو مسلمان کو دی جاتی ہے ف۲ (اللہ کی طرف سے ملتی ہے) یا جو اس ورق میں لکھا ہوا ہے ابو جحیفہ نے کہا میں نے پوچھا اس ورق میں کیا لکھا ہوا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا دیت کا بیان اور قیدیوں کو چھڑانے کا اور یہ حکم کہ مسلمان کو کافر کے بدل قتل نہ کریں۔ ف۳

ف بہت سے شیعہ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو آنحضرتؐ نے کچھ خاص باتیں لکھوا دی ہیں جو اوروں کو نہیں بتلائیں اسلئے ابو جحیفہ نے حضرت علیؓ سے یہ سوال کیا۔ ف۲ یعنی عقل سلیم جو اللہ تعالیٰ مومن کو دیتا ہے قرآن اور حدیث میں غور کر کے مومن وہ بہت سی باتیں معلوم کر لیتا ہے جن کا ذکر صراحتًہ ان میں نہیں ہے۔ اس قول سے یہ نکلتا ہے کہ جہاں کوئی نص قرآن یا حدیث سے نہ ملے وہاں آدمی قیاس کر سکتا ہے۔ ف۳ اہل حدیث اور شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ اور جمہور علماء کا عمل اسی حدیث پر ہے مسلمان کو کافر کے بدل سزائے قصاص نہ دی جائے گی لیکن حنفیہ نے ذمی کافر کے بدل مسلمان کا قتل جائز رکھا ہے۔

۱۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ عَامَ

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے ابو سلمہ سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ خزاعہ والوں نے (جو ایک قبیلہ ہے) بنی لیث (قبیلے) کے ایک شخص کو اس سال مار ڈالا جس سال

فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيلٍ مِنْهُمْ قَتَلُوهُ، فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ أَوِ الْفِيلَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: كَذَا قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ - وَسُلِّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنُونَ، أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، أَلَا وَإِنَّهَا حَلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ، حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا أَنْ يُعْقَلَ وَإِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيلِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: اكْتُبُوا لِأَبِي فُلَانٍ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ: إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ إِلَّا الْإِذْخِرَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: يُقَالُ يُقَادُ بِالْقَافِ. فَقِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ أَيُّ شَيْءٍ كَتَبَ لَهُ؟ قَالَ: كَتَبَ لَهُ هَذِهِ الْخُطْبَةَ).

مکہ فتح ہوا اپنے ایک خون کے بدلے جو بنی لیث نے اُن کا کیا تھا۔ ف۱ اس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی آپ اپنی اُونٹنی پر سوار ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ سے قتل یا فیل (ہاتھیوں) کو روک دیا۔ امام بخاریؒ نے کہا اس لفظ کو شک ہی کے ساتھ رکھو ابونعیم نے یوں ہی کہا قتل یا فیل ف۲ اور ابونعیم کے سوا اور لوگوں نے فیل کہا ہے (شک نہیں کی) اور اللہ کے رسول اور مسلمان اُن پر غالب کئے گئے (یعنی مکہ کے کافروں پر) سُن رکھو مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا ف۳ نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا سُن رکھو میرے لئے بھی وہ ایک گھڑی دن کی حلال ہوا سُن رکھو مکہ اب اس وقت حرام ہے، وہاں کے کانٹے نہ کاٹے جائیں اور وہاں کے درخت قطع نہ کئے جائیں اور وہاں کی پڑی ہوئی چیز نہ اُٹھائی جائے مگر جو پہنچوانا چاہے (وہ اُٹھا سکتا ہے) اور جس کا کوئی عزیز مارا جائے اس کو دو میں سے ایک کا اختیار ہے یا تو دیت لے اور یا قصاص لے ف۴ (قاتل مقتول کے وارثوں کے حوالہ کیا جائے) اتنے میں یمن والوں میں سے ایک شخص (ابوشاہ) آیا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ (آپؐ نے جو باتیں بیان فرمائیں وہ) مجھ کو لکھ دیجئے ف۵ آپؐ نے لوگوں سے فرمایا اچھا اس کو لکھ دو قریش کے ایک شخص (حضرت عباسؓ) نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اذخر کے کاٹنے کی اجازت دیجئے ہم اس کو گھروں میں اور قبروں میں لگاتے ہیں۔ ف۶ آپؐ نے فرمایا اچھا اذخر اچھا اذخر معاف ہے (وہ کاٹ سکتے ہو)

ف۱ یعنی بنی لیث نے جاہلیت کے زمانے میں خزاعہ کا ایک شخص مار ڈالا تھا خزاعہ نے جس سال مکہ فتح ہوا بنی لیث سے اُس کا عوض لیا۔ ف۲ جس صورت میں قتل کا لفظ ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں کو قتل نہ ہونے دیا یا مکے میں قتال حرام کر دیا اور جب فیل کا لفظ ہو تو ارشاد ہوگا اس قصے کی طرف جس کا ذکر قرآن میں سورۂ فیل میں ہے یعنی حبش کے لوگ جس سال آنحضرتؐ پیدا ہوئے بہت سے ہاتھیوں کو لے کر کعبہ گرانے کی نیت سے آئے تھے اللہ نے اُن پر عذاب بھیجا ابابیل کی طرح پرندے آئے اور کنکریاں مار کر سب کو ہلاک کر ڈالا یہ قصہ مشہور ہے ف۳ یعنی وہاں لڑنا خون خرابہ کرنا۔

ف ۴ یعنی قاتل سے قصاص لے یہ نہیں کہ جاہلیت کے زمانے کی طرح اور کسی کو مار ڈالے پھر اس کے لوگ اس کے ایک شخص کو مار ڈالیں یوں ہی خون ہوتے رہیں اور خلق اللہ تباہ ہو۔ ف ۵ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی بات لکھنے کے لئے حکم فرمایا۔ ف ۶ اذخر ایک خوشبودار گھاس ہے جو مکہ میں اُگتی ہے وہاں کے لوگ مٹی میں ملا کر اس سے مکان لیپتے قبروں میں اس کو بچھاتے ہیں۔

١١٣- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ عَنْ أَخِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ، تَابَعَهُ مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو نے بیان کیا کہا مجھ کو وہب بن منبہ نے خبر دی انہوں نے اپنے بھائی (ہمام بن منبہ) سے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا آپ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مجھ سے زیادہ حدیث کا روایت کرنے والا کوئی نہیں البتہ عبداللہ بن عمروؓ نے بہت حدیثیں روایت کی ہیں ف۱ کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا ف۲ (وہب بن منبہ کے ساتھ) اس حدیث کو معمر نے بھی ہمام سے روایت کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے۔

ف ۱ ابوہریرہؓ اپنے نزدیک یہ سمجھے کہ عبداللہ بن عمروؓ نے مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں حالانکہ عبداللہ کی روایت کی ہوئی حدیثیں سات سو سے زیادہ نہیں ہیں اور ابوہریرہؓ نے پانچ ہزار تین سو حدیثیں روایت کی ہیں امام بخاریؒ نے کہا آٹھ سو تابعین نے ابوہریرہؓ سے سنا ہے اور یہ فضیلت کسی صحابی کو نہیں ملی یہ اس دعا کا طفیل تھا جو آنحضرت صلعم نے ابوہریرہؓ کے لئے کی تھی وہ کوئی بات نہیں بھولتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ف ۲ اسی فقرے سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ حدیثوں کو لکھتے تھے۔

١١٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ قَالَ: ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ، قَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا کہا مجھ کو یونس نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت بیمار ہو گئے تو آپؐ نے (اسی بیماری کی سختی میں) فرمایا لکھنے کا سامان لاؤ میں تمہارے لئے ایک کتاب لکھوا دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو حضرت عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی سختی ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے

غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا، فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ، قَالَ: قُومُوا عَنِّي وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كِتَابِهِ۔

وہ ہم کو بس کرتی ہے ف لوگوں نے اختلاف شروع کیا اور غل مچ گیا آپؐ نے فرمایا چلو اُٹھو میرے پاس لڑنے جھگڑنے کا کیا کام ہے۔ ابن عباسؓ نے جب یہ حدیث رِوایت کی تو یوں کہتے ہوئے نکلے ہائے مصیبت وائے مصیبت جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کتاب نہ لکھوانے دی۔

❊

ف حضرت عمرؓ کا مطلب اس سے یہ نہیں تھا کہ آنحضرتؐ کے حکم کی سرتابی کریں معاذاللہ زندگی بھر تو آپ کے ارشاد پر جان اور مال نثار کیا اپنی جان اور اپنی اولاد کی جان سے زیادہ آپؐ کو عزیز رکھا وفات کے وقت وہ آنحضرتؐ کی مخالفت کرتے جو کوئی ادنیٰ مسلمان بھی نہیں کرنے کا۔ حضرت عمرؓ نے شفقت کی راہ سے آنحضرتؐ پر بیماری کی سختی دیکھ کر یہ رائے دی کہ ایسے سخت وقت میں آپؐ کو کتاب لکھوانے کی تکلیف کیوں دی جائے۔ اللہ کی کتاب ہم کو بس کرتی ہے اور آنحضرتؐ نے بھی اس رائے پر سکوت فرمایا اگر آپ پھر دوبارہ فرماتے کہ نہیں سامان لاؤ تو کس کی مجال تھی کہ کچھ دم مار سکتا اور خود آپؐ اس کے بعد چار روز تک زندہ رہے اور کوئی کتاب نہیں لکھوائی ابوبکر صدیقؓ نماز کی امامت کرتے رہے معلوم ہوا آپ کی بھی وہی رائے ہوگئی کہ کتاب لکھوانا بے فائدہ ہے۔

بَابُ الْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ۔

باب: رات کے وقت تعلیم اور وعظ۔

۱۱۵- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ: قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَعَمْرٍو، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ؟ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الْآخِرَةِ)۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے انہوں نے ہند بن حارث سے انہوں نے بی بی اُم سلمہؓ سے۔ دوسری سند اور سفیان بن عیینہ نے اس کو عمرو بن دینار اور یحییٰ بن سعید سے رِوایت کیا انہوں نے زہری سے انہوں نے ایک عورت (یعنی ہند) سے انہوں نے بی بی اُم سلمہ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات (نیند سے) جاگے تو فرمایا سبحان اللہ آج رات کو (آسمان سے دنیا میں) کیا کیا فتنے اُترے (عذاب) اور کیا کیا (رحمت کے) خزانے کھلے (ارے لوگو) ان حجرے والیوں (بی بیوں) کو عبادت کے لئے جگاؤ بہت عورتیں دنیا میں پہنے اوڑھے ہیں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ ف

❊

ف اُن کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی، حجرے والیوں سے ازواج مطہرات مراد ہیں۔

بَابُ السَّمَرِ فِي الْعِلْمِ۔

۱۱۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، وَ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ. فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: (أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ)۔



باب: رات کو علم کی باتیں کرنا۔

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ اور ابو بکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اخیر عمر میں ہم کو عشا کی نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم نے اس رات کو دیکھا (اسے یاد رکھنا) اب سے سَو برس کے بعد جتنے لوگ اس وقت زمین پر ہیں اُن میں سے کوئی نہیں رہے گا۔



ف اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ دلیل لی ہے کہ خضرؑ زندہ نہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ خضر اب تک زندہ ہیں وہ کہتے ہیں زمین سے مراد عرب کی زمین ہے یا خضر مستثنیٰ ہیں۔ اس حدیث کے موافق سو برس کے بعد آنحضرتؐ کا کوئی دیکھنے والا زندہ نہیں رہا سب سے اخیر میں ابوالطفیل عامر واثلہ صحابی ایک سو دس ۱۱۰ ہجری میں انتقال کئے۔ اس حدیث سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپؐ نے عشا کی نماز کے بعد باتیں کیں اور عربی میں اسی کو سمر کہتے ہیں۔

۱۱۷- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا۔ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ: نَامَ الْغُلَيِّمُ، أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا۔ ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا ہم سے حکم نے بیان کیا کہا میں نے سعید بن جبیر سے سُنا اُنہوں نے ابن عباسؓ سے کہا میں ایک رات کو اپنی خالہ میمونہ بنت حارث کے پاس سویا جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں کے پاس تھے (ان کی باری تھی) آپؐ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر (مسجد سے) گھر آئے اور چار رکعتیں پڑھیں پھر سو رہے پھر (بیدار ہو کر) اُٹھے اور فرمایا بچہ کیا سو گیا یا کچھ ایسا ہی فرمایا ف پھر (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے میں بھی (جاگا اور) آپؐ کی طرف کھڑا ہوا آپؐ نے مجھ کو اپنی داہنی طرف کر لیا اور

يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ، أَوْ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔

پانچ رکعتیں پڑھیں ف۲ پھر دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) پڑھیں پھر آپؐ سو گئے یہاں تک کہ میں نے خراٹے کی آواز سنی پھر (صبح کی) نماز کے لئے برآمد ہوئے۔ ف۳

ف۱ بعض کہتے ہیں ترجمہ باب اسی سے نکلتا ہے کیونکہ یہ فقرہ آپؐ نے رات کو فرمایا کہ چھوٹا بچہ سو گیا اور حق یہ ہے کہ یہ سمر نہیں ہے اور امام بخاریؒ نے یہ حدیث لاکر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو خود انہوں نے کتاب التفسیر میں نکالا اس میں یہ ہے کہ آپؐ نے ایک گھڑی تک اپنی بی بی سے باتیں کیں پھر سو رہے اور امام بخاریؒ کی یہ عادت ہے کہ لاتے ہیں ایک حدیث اور استدلال کرتے ہیں اس کے دوسرے طریق سے تاکہ حدیث کے طالب کو اس کے سب طریقے محفوظ رہیں۔ ف۲ پہلے چار رکعتیں پڑھی تھیں پھر پانچ جملہ نو رکعتیں آٹھ تہجد کی ایک وتر کی۔ ف۳ یہ آپؐ کے خصائص میں سے تھا کہ سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا دوسری روایت میں ہے میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

بَابُ حِفْظِ الْعِلْمِ۔

باب: علم کو یاد رکھنا

۱۱۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَلَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثًا ثُمَّ يَتْلُو- إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ- إِلَى قَوْلِهِ الرَّحِيمُ- إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ- وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشِبَعِ بَطْنِهِ وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ)۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے اعرج (عبدالرحمن بن ہرمز) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ نے بہت حدیثیں بیان کیں اور بات یہ ہے کہ اگر اللہ کی کتاب میں یہ دو آیتیں ف۱ نہ ہوتیں تو میں حدیث بیان نہ کرتا پھر (سورۃ بقرہ کی) یہ آیت پڑھی جو لوگ چھپاتے ہیں اُن کھلی ہوئی نشانیوں اور ہدایت کی باتوں کو جو ہم نے اتاریں اخیر تک یعنی انا التواب الرحیم تک، ہمارے بھائی مہاجرین تو بازاروں میں خرید و فروخت میں پھنسے رہتے اور ہمارے انصاری بھائی اپنے کھیتی باڑی کے کام میں لگے رہتے اور ابوہریرہؓ (نہ کوئی پیشہ کرتا تھا نہ سوداگری) وہ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جما رہتا ف۲ اور ایسے موقعوں پر حاضر رہتا جہاں یہ لوگ حاضر نہ رہتے اور وہ باتیں یاد رکھتا جن کو وہ یاد نہ رکھتے۔

ف ایک آیت تو یہاں مذکور ہے اور دوسری آیت بھی اسی سورت میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یکتمون مَا انزل اللہ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشترون بہٖ ثمنًا قلیلا اخیر تک۔ مطلب ابوہریرہؓ کا یہ ہے کہ ان آیتوں میں حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے بڑے عذاب کا وعدہ کیا اور ان پر لعنت کی جو علم کی باتوں کو چھپائیں اس لئے میں جو حدیثیں مجھ کو معلوم ہیں ان کو بیان کرتا ہوں۔ ف۲ ابوہریرہؓ محض متوکل تھے نہ کوئی پیشہ کرتے تھے نہ سوداگری، اللہ کہیں سے بھی ان کو کھلا دے اس امید سے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے آنحضرتؐ کے ساتھ رہتے۔

۱۱۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: (قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ، قَالَ: ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ، فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدُ).

ہم سے ابومصعب احمد بن ابی بکر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن دینار نے بیان کیا انہوں نے محمد بن ابی ذئب سے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے بہت باتیں سنتا ہوں ان کو بھول جاتا ہوں آپؐ نے فرمایا اپنی چادر بچھا میں نے بچھائی آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ سے ایک لپ والیکر اس میں ڈال دیا پھر فرمایا اس کو لپیٹ لے (یا اپنے سینے سے لگا لے) میں نے لپیٹ لیا (یا اپنے سینے سے لگا لیا) اس کے بعد سے میں کوئی چیز نہ بھولا۔

ف یہ لپ آپؐ کے فیض اور برکت کا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ابوہریرہؓ کا نسیان بالکل جاتا رہا اور پھر اس کے بعد جو انہوں نے سنا اس کو کبھی نہ بھولے۔

۱۲۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ بِهَذَا، أَوْ قَالَ غَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ.

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی فدیک نے یہی حدیث بیان کی اس روایت میں یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے چلّو لے کر اس میں ڈال دیا۔

۱۲۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: (حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِعَاءَيْنِ، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے بھائی (عبدالحمید) نے انہوں نے ابن ابی ذئب سے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (علم کے) دو تھیلے سیکھے یعنی دو طرح کے علم حاصل کئے ایک کو میں نے (لوگوں میں) پھیلا دیا اور دوسرے

الآخرُ فلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُومُ)۔

کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ میرا بلعوم کاٹ ڈالا جائے ف امام بخاریؒ نے کہا بلعوم (نرخرا) وہ ہے جس میں سے کھانا اُترتا ہے۔ ف۲

ف دوسرے علم سے مراد وہ باتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہؓ کو بتلائی تھیں کہ میرے بعد ایسے ایسے ظالم حاکم ہوں گے اور وہ ایسے بُرے بُرے کام کریں گے۔ ابوہریرہؓ نے کبھی اشارے کے طور پر ان باتوں کا ذکر بھی کیا ہے جیسے کہا میں ۶۰ھ ہجری کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور چھوکروں کی حکومت سے۔ اسی سنہ میں یزید پلید بادشاہ ہوا۔ ف۲ فقہاء کے نزدیک بلعوم وہ نلی ہے جس میں سے سانس آتی جاتی ہے اور مری وہ نلی ہے جس میں سے کھانا اُترتا ہے جوہری اور ابن کثیر نے کہا کہ بلعوم وہ نلی ہے جس میں سے کھانا اُترتا ہے جیسے امام بخاریؒ نے کہا۔

بَابُ الْإِنْصَاتِ لِلْعُلَمَاءِ۔

باب: عالموں کی بات سننے کے لئے خاموش رہنا

۱۲۲- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ جَرِيرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ (اسْتَنْصِتِ النَّاسَ، فَقَالَ: لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)۔

ہم سے حجاج نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھ کو علی بن مدرک نے خبر دی اُنہوں نے ابی زرعہ سے انہوں نے جریرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجتہ الوداع میں ان سے فرمایا لوگوں کو خاموش کر (جب جریرؓ نے خاموش کر دیا) تو فرمایا (لوگو) میرے بعد ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ بن جانا ف

ف اس روایت میں یہ اشکال ہے کہ جریر حجتہ الوداع کے بعد مسلمان ہوئے پر صحیح یہ ہے کہ وہ ۱۰ھ ہجری میں حجتہ الوداع سے پہلے مسلمان ہوئے جیسے بغوی اور ابن حبان نے کہا ہے کافر بن جانے سے کافروں کے فعل کرنا مراد ہے کیونکہ مسلمان کو مارنے والا بالاجماع کافر نہیں ہوتا۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ إِذَا سُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَيَكِلُ الْعِلْمَ إِلَى اللّٰهِ۔

باب: جب عالم سے یہ پوچھا جائے کہ سب لوگوں میں بڑا عالم کون ہے تو اس کو یوں کہنا چاہیئے اللہ کو معلوم ہے۔

۱۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: (قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ نَوْفًا الْبَكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ: كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ)۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہا مجھ کو سعید ابن جبیر نے خبر دی کہا میں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ نوف بکالی کہتا ہے ف کہ وہ موسیٰؑ (جو خضر کے پاس گئے تھے) بنی اسرائیل کے موسیٰ نہیں ہیں بلکہ دوسرے موسیٰ (ابن میشا) ہیں اُنہوں نے کہا جھوٹا ہے اللہ کا دشمن۔

١٢٤ - حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَامَ مُوسَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَسُئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا أَعْلَمُ، فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ، قَالَ: يَا رَبِّ، وَكَيْفَ لِي بِهِ، فَقِيلَ لَهُ احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ، فَإِذَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ. فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ. وَحَمَلَا حُوتًا فِي مِكْتَلٍ حَتَّى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُءُوسَهُمَا وَنَامَا. فَانْسَلَّ الْحُوتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا. وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا، فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمِهِمَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا، وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ، فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ، قَالَ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا، فَلَمَّا أَتَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ، أَوْ قَالَ تَسَجَّى بِثَوْبِهِ، فَسَلَّمَ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ: وَأَنَّى بِأَرْضِكَ السَّلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا مُوسَى، فَقَالَ: مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ؟

ہم سے ابی بن کعب نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا موسٰیؑ بنی اسرائیل میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے لوگوں نے اُن سے پوچھا سب لوگوں میں بڑا عالم کون ہے موسٰیؑ نے کہا میں بڑا عالم ہوں اللہ نے اُن پر عتاب فرمایا کیوں کہ انہوں نے یوں نہیں کہا اللہ کو معلوم ہے پھر اللہ نے ان کو وحی بھیجی کہ میرا ایک بندہ ہے ف۲ وہاں جہاں دو دریا (فارس اور روم کے سمندر) ملے ہیں وہ تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے موسٰیؑ نے عرض کیا پروردگار میں اس تک کیونکر پہنچوں حکم ہوا ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لے جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں وہ ملے گا۔ پھر موسٰیؑ چلے اور ان کے ساتھ اُن کے خادم یوشع بن نون بھی تھے اور دونوں نے ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لی جب دونوں صخرے کے پاس پہنچے تو اپنے سر (زمین پر) رکھ کر سو گئے مچھلی زنبیل سے نکل بھاگی ف۳ اور دریا میں اُس نے راستہ لیا اور موسٰیؑ اور ان کے خادم کو تعجب ہوا خیر وہ دونوں ایک رات دن میں جتنا باقی رہا تھا اس میں چلتے رہے جب صبح ہوئی تو موسٰیؑ نے اپنے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ ہم تو اس سفر سے تھک گئے اور موسٰیؑ کو تھکان نے چھوا بھی نہیں مگر جب اس جگہ سے آگے بڑھ گئے جہاں تک اُن کو جانے کا حکم ہوا تھا ف۴ اس وقت ان کے خادم نے کہا تم نے نہیں دیکھا جب ہم صخرہ کے پاس پہنچے تھے تو (مچھلی نکل بھاگی) میں اس کا ذکر کرنا بھول گیا۔ موسٰیؑ نے کہا ہم تو اسی کی تلاش میں تھے آخر دونوں کھوج لگاتے ہوئے اپنے پاؤں کے نشانوں پر لوٹے جب اس صخرہ کے پاس پہنچے تو ایک شخص (سو رہا) ہے کپڑا لپیٹے ہوئے یا کپڑا لپیٹے ہے ف۵ موسٰیؑ نے اس کو سلام کیا خضر (جاگ اُٹھے اُنہوں) نے کہا تیرے ملک میں سلام کہاں سے آیا ف۶ موسٰیؑ نے کہا میں موسٰیؑ ہوں خضرؑ نے کہا بنی اسرائیل کے موسٰیؑ۔ اُنہوں نے کہا ہاں (پھر)

قَالَ: نَعَمْ، قَالَ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَى أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا، قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا، يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللهِ عَلَّمَنِيهِ، لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ اللهُ لَا أَعْلَمُهُ، قَالَ: سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا، فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، لَيْسَ لَهُمَا سَفِينَةٌ، فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِينَةٌ، فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمَا فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ، فَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَنَقَرَ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ الْخَضِرُ: يَا مُوسَى مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ إِلَّا كَنَقْرَةِ هَذَا الْعُصْفُورِ فِي الْبَحْرِ فَعَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى لَوْحٍ مِنْ أَلْوَاحِ السَّفِينَةِ فَنَزَعَهُ، فَقَالَ مُوسَى: قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَى سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا، قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا، قَالَ: لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ، فَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَى نِسْيَانًا، فَانْطَلَقَا فَإِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ مِنْ أَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى: أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ؟ قَالَ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا، قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: وَهَذَا أَوْكَدُ،

کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ تم کو جو علم کی باتیں سکھائی گئی ہیں وہ مجھ کو سکھلاؤ خضرؑ نے کہا تم سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا موسیٰؑ بات یہ ہے کہ اللہ نے ایک (قسم کا) علم مجھ کو دیا ہے جو تم کو نہیں ہے اور تم کو ایک (قسم کا) علم دیا ہے جو مجھ کو نہیں ہے ف موسیٰؑ نے کہا اگر خدا نے چاہا تو تم ضرور مجھ کو صبر کرنے والا پاؤ گے اور میں کسی کام میں تمہاری نافرمانی نہیں کرنے کا آخر دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے ان کے پاس کشتی نہ تھی (کہ سمندر پار جائیں) اتنے میں ایک کشتی اُدھر سے گذری اُنہوں نے کشتی والوں سے کہا ہم کو سوار کر لو خضرؑ کو اُنہوں نے پہچانا اور موسیٰؑ اور خضرؑ کو بے کرایہ سوار کر لیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر اُس نے ایک یا دو چونچیں سمندر میں ماریں خضرؑ نے کہا موسیٰؑ میرے اور تمہارے علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے جیسے اس چڑیا کی چونچ نے سمندر میں سے ف اسکے بعد خضر کشتی کے تختوں میں سے ایک تختے کی طرف چلے اور اس کو اکھیڑ ڈالا حضرت موسیٰؑ کہنے لگے ان لوگوں نے تو ہم کو بے کرایہ سوار کیا اور تم نے یہ کام کیا کہ ان کی کشتی میں چھید کر دیا کشتی والوں کو ڈبانا چاہا خضرؑ نے کہا میں نہیں کہہ چکا تھا کہ تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہونے کا موسیٰؑ نے کہا بھول چوک پر میری گرفت نہ کرو اور میرے کام کو مشکل میں نہ پھنساؤ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ پہلا اعتراض تو موسیٰؑ کا بھولے سے ہی تھا خیر پھر دونوں چلے ایک لڑکا لڑکوں میں کھیل رہا تھا خضرؑ نے کیا کیا اوپر سے اُس کا سر تھاما اور اپنے ہاتھ سے اُس کا سر اُکھیڑ لیا ف۹ موسیٰؑ نے کہا تو نے ایک معصوم کی جان کا ناحق خون کیا خضرؑ نے کہا میں نے تم سے نہیں کہا تھا تم سے میرے ساتھ صبر نہیں ہونے کا۔ ابن عیینہ نے کہا یہ پہلی کلام سے زیادہ سخت ہے ف۱ خیر پھر دونوں چلتے چلتے ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اُن سے کھانا مانگا اُنہوں نے

فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا، فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ، فَأَقَامَهُ، قَالَ مُوسَى: لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا، قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى، لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتَّى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا)۔

کھانا کھلانے سے انکار کیا پھر دونوں نے دیکھا اس گاؤں میں ایک دیوار ہے جو گرا چاہتی ہے حضرت خضرؑ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور دیوار کو سیدھا کر دیا حضرت موسیٰؑ نے کہا تم چاہتے تو اسکی مزدوری ان گاؤں والوں سے لے سکتے تھے۔ خضرؑ نے کہا بس مجھ میں تم میں جُدائی کی گھڑی آن پہنچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ موسیٰؑ پر رحم کرے ہم تو یہ چاہتے تھے کاش موسیٰؑ صبر کرتے تو اُن کے اور حالات بھی ہم سے بیان کئے جاتے (محمد بن یوسف نے کہا ہم سے اس حدیث کو علی ابن خشرم نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی یہی لمبی حدیث)

ف۱ یہ تابعین میں سے تھے کہتے ہیں کہ کعب احبار کی بی بی کے بیٹے تھے اور اسرائیلیات کے عالم تھے، ابن عباسؓ نے غصّے کی حالت میں چونکہ ان کا قول حدیث کے برخلاف تھا ان کو اللہ کا دشمن کہہ دیا۔ جو شخص حدیث کے برخلاف کہے یا حدیث کے برخلاف کوئی رائے یا مذہب اختیار کرے وہ بھی اللہ کا دشمن ہے کیونکہ وہ اللہ کے رسول کا مخالف ہے۔ ف۲ حضرت خضرؑ نبی ہوں یا ولی ہر حال میں حضرت موسیٰؑ سے افضل نہیں ہوسکتے لیکن حضرت موسیٰؑ کا یہ کہنا کہ میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں جناب احدیت کو ناگوار ہوا تو ان کا مقابلہ ایسے بندے سے کرایا گیا جو ان سے درجہ میں کہیں کم تھا تاکہ وہ شرمندہ ہوں اور آئندہ اس قسم کا دعویٰ نہ کریں۔ ف۳ صخرہ ایک پتھر تھا کہتے ہیں اس صخرہ کے تلے ماء الحیوٰۃ تھا وہ اس مچھلی پر پڑا اور مچھلی زندہ ہو کر بقدرتِ الٰہی دریا میں چل دی لیکن حضرت یوشع اس کا قصہ موسیٰؑ سے کہنا بھول گئے جب حضرت موسیٰؑ سوتے سے اُٹھے تو آگے بڑھ گئے ناشتہ مانگا اس وقت حضرت یوشع کو خیال آیا۔ ف۴ یہ اللہ کی ایک قدرت تھی کہ حضرت موسیٰؑ اس وقت تھکے جب اس مکان سے آگے بڑھے جہاں تک اُن کو جانے کا حکم تھا۔ ف۵ یہ راوی کا شک ہے۔ ف۶ وہ ملک جہاں خضر تھے دار الکفر تھا موسیٰ علیہ السلام نے جب سلام کیا تو خضرؑ گھبرا گئے کہ انہوں نے سلام کہاں سے سیکھا اس سے یہ نکلتا ہے کہ خضر کو بھی غیب کا علم نہیں تھا اگر یہ علم ہوتا تو موسیٰؑ کو پہلے ہی پہچان لیتے۔ ف۷ حضرت موسیٰؑ کا علم ظاہر شریعت تھا اور حضرت خضرؑ خاص حکموں پر مامور تھے جو بظاہر خلافِ شرع معلوم ہوتے تھے مگر درحقیقت خلاف نہ تھے کس لئے کہ اللہ کے حکم سے تھے۔ ف۸ لفظی ترجمہ یوں ہے میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا گھٹایا ہے جتنا اس چڑیا کی چونچ نے سمندر کو کم کیا مگر اس کا ظاہری معنی صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ کا علم اتنا بھی گھٹ نہیں سکتا اس لئے مطلب وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں لکھا ہے۔ ف۹ شاید ایسا قتل اس وقت کی شریعت میں جائز ہوگا، رہا کشتی کا توڑنا تو وہ کچھ ناجائز نہیں جب ظالم کے ظلم سے بچانا منظور ہو مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ کشتی بیگار پکڑنے والوں کے ہاتھ سے چھٹ گئی تو حضرت خضرؑ نے اس کو پھر جوڑ دیا دیوار کا درست کر دینا تو نرا احسان ہی احسان ہے۔ غرض اس قصّے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اولیاء اللہ یا خاصانِ خدا احکامِ شرع سے مستثنیٰ ہیں یہ خیال محض بے دینی اور الحاد کا ہے۔ ف۱۰ پہلے جملہ سے اس میں زیادہ تاکید ہے کیونکہ اس میں لَكَ کا لفظ نہ تھا اس میں لَكَ زائد ہے۔

بَابُ مَنْ سَأَلَ وَهُوَ قَائِمٌ عَالِمًا جَالِسًا۔

باب: ایک عالم سے جو بیٹھا ہو کوئی کھڑے سوال کرے۔ ف

ف یعنی اگر طالب علم کھڑا ہو اور عالم بیٹھے بیٹھے اس کو جواب دے تو اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ خود پسندی اور غرور کی راہ سے ایسا نہ کرے۔

۱۲۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: مَا الْقِتَالُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَإِنَّ أَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، فَرَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ قَالَ: وَمَا رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ قَائِمًا فَقَالَ: (مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا مجھ کو جریر نے خبر دی اُنہوں نے منصور سے اُنہوں نے ابو وائل سے اُنہوں نے ابو موسیٰ سے اُنہوں نے کہا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پُوچھنے لگا یا رسول اللہ؟ اللہ کی راہ میں لڑنا کون سا لڑنا ہے کیونکہ ہم میں سے کوئی غصّے کی وجہ سے لڑتا ہے اور کوئی شخصی یا قومی یا ملکی) حمیت (غیرت) کی وجہ سے آپؐ نے اس کی طرف سر اُٹھایا اس لئے کہ آپ بیٹھے تھے) اور وہ کھڑا تھا ف آپ نے فرمایا جو کوئی اس لئے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ لڑنا اللہ کی راہ میں ہے۔

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپؐ بیٹھے ہوتے تھے اور پُوچھنے والا کھڑا تھا غصّہ اور غیرت کی وجہ سے جو لڑے اگر یہ غصّہ اور غیرت کسی دنیاوی مقصد سے ہو تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد نہ ہوگا اور دین کے لئے غصّہ ہو یا دین کے لئے غیرت ہو تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کہلائے گا اسی لئے آنحضرتؐ نے ایسا عمدہ جواب دیا جس سے بہتر جواب کوئی نہیں دے سکتا یعنی جس لڑائی سے یہ غرض ہو کہ اللہ کا دین بلند ہو کفر اور شرک کا زور ٹوٹے وہ جہاد ہوگا اور جس لڑائی سے مال و دولت کمانا یا ملک گیری مقصود ہو وہ جہاد نہیں ہو سکتا۔

بَابُ السُّؤَالِ وَالْفُتْيَا عِنْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ۔

باب: کنکریاں مارتے وقت مسئلہ پُوچھنا اور جواب دینا۔

۱۲۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَهُوَ يُسْأَلُ فَقَالَ

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے انہوں نے زہری سے اُنہوں نے عیسیٰ بن طلحہ سے اُنہوں نے عبد اللہ بن عمرو سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرۂ عقبہ کے پاس دیکھا آپؐ سے لوگ مسئلے پوچھ رہے تھے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ

رَجُلٌ: یارَسُولَ اللّٰهِ، نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قالَ: ارْمِ وَلا حَرَجَ، قالَ آخَرُ: یارَسُولَ اللّٰهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ، قالَ: انْحَرْ وَلا حَرَجَ، فَما سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلا أُخِّرَ إِلَّا قالَ افْعَلْ وَلا حَرَجَ۔

میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے (بھولے سے) قربانی کر دی آپؐ نے فرمایا اب کنکریاں مار لے کچھ ہرج نہیں دوسرے نے کہا یارسول اللہ میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا (بھولے سے) آپؐ نے فرمایا اب قربانی کر لے کچھ ہرج نہیں پھر آپؐ سے اس دن جو چیز پوچھی گئی کہ وہ آگے ہوئی یا پیچھے آپؐ نے یہی فرمایا اب کر لے کچھ ہرج نہیں۔ ف

ف یہ حدیث اُوپر گذر چکی ہے۔

بابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعالَى: وَما أُوتِيتُمْ مِنَ العِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

باب: اللہ کا (سورہ بنی اسرائیل میں یہ) فرمانا اور تم کو تھوڑا ہی سا علم دیا گیا۔ ف

ف یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت تھوڑا علم تم کو دیا ہے ہزارہا چیزوں کی حقیقت تم کو معلوم نہیں رُوح تو غیر محسوس چیز ہے محسوس چیزوں کی ماہیت ہم نہیں جانتے اور نہ کسی چیز کے پورے افعال اور خواص اور تاثیرات سے ہم واقف ہیں اب تک کسی حکیم کو اتنی سی بات نہیں کھلی کہ قطب نما کی سوئی شمال کی جانب کیوں ٹھیرتی ہے اور کسی طرف کیوں نہیں ٹھیرتی، اب تک کسی حکیم کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ جانور فطرتی امور بن سکھائے کیوں کر سیکھ جاتا ہے مثلاً ہر کتا گو اس نے کبھی دریا نہ دیکھا ہو پانی میں پڑتے ہی تیرنے لگتا ہے اور آدمی باوجودیکہ سب جانوروں میں عاقل ہے بغیر سکھلائے ایک گز تک بھی تیر نہیں سکتا پانی میں گرتے ہی غوطے کھا کر ڈوب جاتا ہے مُرغی کا بچہ پیدا ہوتے ہی چگنے لگتا ہے لیکن آدمی کا بچہ ایک مدت تک کھانا کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔

۱۲۷- حَدَّثَنا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قالَ: حَدَّثَنا عَبْدُ الواحِدِ قالَ: حَدَّثَنا الأَعْمَشُ سُلَيْمانُ، عَنْ إِبْراهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قالَ: بَيْنا أَنا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَرِبِ المَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ اليَهُودِ، فَقالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ، وَقالَ بَعْضُهُمْ: لا تَسْأَلُوهُ لا يَجِيءُ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ، فَقالَ بَعْضُهُمْ

ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا جس کا نام سلیمان بن مہران ہے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے کھنڈروں (یا کھیتوں) میں چل رہا تھا، آپؐ کھجور کی چھڑی پر جو آپؐ کے پاس تھی ٹیکا لگاتے جاتے تھے راہ میں چند یہودیوں پر سے آپؐ گذرے انہوں نے آپس میں کہا ان سے روح کو پوچھو ان میں بعضوں نے کہا مت پوچھو ایسا نہ ہو وہ ایسی بات کہیں جو تم کو بُری معلوم ہو ف بعضوں نے کہا ہم تو ضرور پوچھیں گے آخر ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا

لَنَسْأَلَنَّهُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، مَا الرُّوحُ؟ فَسَكَتَ، فَقُلْتُ: إِنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ، فَقُمْتُ، فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ، فَقَالَ- وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا- قَالَ الْأَعْمَشُ هِيَ كَذَا فِي قِرَاءَتِنَا-

اور کہنے لگا اے ابوالقاسم رُوح کیا چیز ہے یہ سُن کر آپ چپ ہو رہے میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی آرہی ہے اور کھڑا ہو گیا جب وحی کی حالت جاتی رہی تو آپؐ نے (سورۂ بنی اسرائیل کی) یہ آیت پڑھی یعنی اے پیغمبر تجھ سے رُوح کو پُوچھتے ہیں کہہ دے رُوح میرے مالک کا حکم ہے اور ان لوگوں کو تھوڑا ہی علم ملا ہے۔ اعمش نے کہا ہم نے اس آیت کو یُوں ہی پڑھا ہے وما اوتوا ف٢

ف١ کہتے ہیں یہودیوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ ان سے روح کو پوچھیں اگر یہ روح کی کچھ حقیقت بیان کریں تو سمجھ لیں گے کہ یہ حکیم ہیں پیغمبر نہیں ہیں کیونکہ پیغمبروں نے روح کی حقیقت اللہ ہی پر رکھی ہے اس پر دوسرے یہودیوں نے پُوچھنے سے منع کیا اور کہا ممکن ہے کہ وہ بھی اور پیغمبروں کی طرح روح کی حقیقت بیان نہ کریں اور اس کا علم اللہ پر رکھیں تو ایک دوسرا ثبوت اُن کی پیغمبری کا پیدا ہو گا اور اس کو تم پسند نہ کرو گے۔ ف٢ اور مشہور قرات یوں ہے وَمَا اُوتِیتُم۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ بَعْضَ الْاخْتِيَارِ مَخَافَةَ أَنْ يَقْصُرَ فَهْمُ بَعْضِ النَّاسِ عَنْهُ فَيَقَعُوا فِي أَشَدَّ مِنْهُ-

باب۔ اس شخص کا بیان جس نے بعض جائز چیزوں کو اس خوف سے ترک کیا کہ بعض نا سمجھ لوگ اس سے زیادہ سخت بات میں مبتلا ہو جائیں گے۔

ف مثلاً مسجد میں جوتا پہن کر جانا سنت ہے نماز جوتے سمیت پڑھنا سُنت ہے رفع یدین آمین بالجہر کرنا سنت ہے تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھنا سُنت ہے اگر کہیں کے لوگ جاہل ہوں اور ان کاموں کے کرنے سے فساد اور خونریزی اور سر پھٹول کا ڈر ہو تو بہتر یہ ہے کہ مصلحت پر عمل کرے اور ان کاموں کو ان کے سامنے نہ کرے لیکن نرمی اور ملائمت سے ان کو سمجھانے میں کوئی قباحت نہیں۔

١٢٨- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ الزُّبَيْرِ: كَانَتْ عَائِشَةُ تُسِرُّ إِلَيْكَ كَثِيرًا، فَمَا حَدَّثَتْكَ فِي الْكَعْبَةِ؟ فَقُلْتُ قَالَتْ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَا عَائِشَةُ لَوْلَا قَوْمُكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ- قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ بِكُفْرٍ- لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ فَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ: بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ)

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا اُنہوں نے اسرائیل سے، اُنہوں نے ابواسحٰق سے اُنہوں نے اسود سے کہا کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے مجھ سے کہا حضرت عائشہؓ چپکے چپکے تم سے بہت باتیں کیا کرتی تھیں تو کعبے کے باب میں بھی اُنہوں نے کچھ تم سے کہا تھا میں نے کہا اُنہوں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عائشہؓ اگر تیری قوم (قریش کے لوگ) نو مسلم نہ ہوتے، ابن زبیرؓ نے کہا یعنی کفر کا زمانہ ابھی گذرا نہ ہوتا تو میں کعبے کو توڑ کر اس میں دو دروازے لگاتا ایک دروازے میں لوگ اندر جاتے اور ایک دروازے سے باہر نکلتے پھر ابن زبیرؓ نے اپنی

فَفَعَلَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ۔

حکومت کے زمانے میں ایسا ہی کیا۔ ف۱

ف۱ انہوں نے اپنی خلافت کے زمانے میں کعبے میں دو دروازے نصب کئے ایک شرقی ایک غربی، قدیم سے ایک ہی دروازہ تھا شرقی مگر خدا حجاج ظالم سے سمجھے اس مردود نے عبداللہ بن زبیرؓ کی عداوت سے کعبے کو پھر اسی طرح کر دیا جیسے جاہلیت کے زمانے میں تھا اور آنحضرتؐ کے فرمانے کا کچھ خیال نہ کیا تعصب ایسی ہی بری بلا ہے پرائی شگون کے لئے اپنی ناک کٹائی۔

بَابٌ مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ أَنْ لَا يَفْهَمُوا، وَقَالَ عَلِيٌّ: حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔

باب: بعضی علم کی باتیں کچھ لوگوں کو بتانا کچھ لوگوں کو اس خیال سے کہ اُن کی سمجھ میں نہ آئیں گی نہ بتانا حضرت علیؓ نے کہا لوگوں سے (دین کی) وہی باتیں کہو جو وہ سمجھیں کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول جھٹلایا جائے۔

۱۲۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ خَرَّبُوذٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ عَلِيٍّ بِذَلِكَ۔

ہم سے اس قول کو عبیداللہ بن موسیٰؒ نے بیان کیا اُنہوں نے معروف سے اُنہوں نے ابوالطفیل سے اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

۱۳۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ: يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ: يَا مُعَاذُ، قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا، قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا، قَالَ: إِذًا يَتَّكِلُوا) وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا۔

ہم سے اسحٰق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو معاذ بن ہشام نے خبر دی کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اُنہوں نے قتادہؒ سے کہا ہم سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ سے فرمایا جب معاذؓ آپؐ کی خواصی میں سواری پر بیٹھے تھے، معاذ! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر، آپؐ نے فرمایا معاذ! اُنہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر، آپؐ نے فرمایا معاذ! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر تین بار (آپؐ نے معاذ کو پکارا اور پھر) فرمایا جو کوئی سچے دل سے یہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے ہیں تو اللہ اس کو آگ پر حرام کر دے گا ف۱ معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا میں لوگوں کو اس کی خبر نہ کر دوں کہ وہ خوش ہو جائیں آپؐ نے فرمایا ایسا کرے گا تو ان کو بھروسا ہو جائے گا ف۲ اور معاذؓ نے مرتے وقت گنہگار ہونے کے ڈر سے یہ لوگوں سے بیان کر دیا ف۳

ف یعنی دوزخ میں ہمیشہ رہنا اس پر حرام کرے گا مسلمان کتنا بھی گنہگار ہو وہ کبھی نہ کبھی دوزخ سے نکالا جائے گا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمان دوزخ میں نہیں جائے گا کیونکہ اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ دوزخ میں جائے گا پھر آنحضرتؐ کی شفاعت سے نکالا جائیگا۔ بعضوں نے کہا اس حدیث میں وہ مسلمان مراد ہے جو اعمال صالحہ کے ساتھ ایسی گواہی دے یا جو گناہوں سے توبہ کرکے مرے اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ دین کی بعضی باتیں لوگوں سے نہ کہنا چاہیئے جیسے آنحضرتؐ نے معاذؓ کو اجازت نہ دی کہ وہ اس حدیث کو عام لوگوں سے بیان کردیں۔ ف۲ وہ اعمال صالحہ چھوڑ دیں گے اور صرف کلمۂ شہادت پر قناعت کریں گے مسلمانوں میں مرجیہ فرقے نے ایسا ہی کیا وہ کہتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا اور مسلمان کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ ف۳ معاذ ڈرے کہ علم کا چھپانا گناہ ہے کہیں میں گنہگار نہ ہوں یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ یہ چھپانا تو بحکم پیغمبر تھا اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر صاحب نے ان لوگوں سے چھپانے کو فرمایا تھا جو بھروسہ کر بیٹھیں نہ اُن لوگوں سے جو بھروسہ نہ کریں اور شاید معاذؓ نے مرتے وقت یہ حدیث ایسے ہی لوگوں سے بیان کی ہو۔

١٣١- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: ذُكِرَ لِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِمُعَاذٍ: (مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قَالَ: أَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: لَا- أَخَافُ أَنْ يَتَّكِلُوا)۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہا میں نے انسؓ سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذؓ سے فرمایا جو شخص اللہ سے ملے وہ (دنیا میں) شرک نہ کرتا ہو ف تو وہ بہشت میں جائے گا۔ معاذؓ نے عرض کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ دوں، آپ نے فرمایا نہیں میں ڈرتا ہوں کہیں وہ بھروسا نہ کر بیٹھیں۔

ف بلکہ موحد ہو اور اللہ کے سب احکام کو مانتا ہو۔

بَابُ الْحَيَاءِ فِي الْعِلْمِ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحْيٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٌ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ، لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ۔

باب: علم میں شرم کرنا کیسا ہے۔ ف اور مجاہد نے کہا جو شخص شرم کرے یا مغرور ہو اُس کو علم نہیں آنے کا اور حضرت عائشہؓ نے کہا انصار کی عورتیں بھی کیسی اچھی عورتیں ہیں ان کو شرم نے دین کی سمجھ حاصل کرنے سے نہیں روکا۔ ف۲

ف دین کی بات سیکھنے میں شرم کرنا عمدہ صفت نہیں ہے بلکہ ضعف نفس اور جبن کی دلیل ہے۔ ف۲ ان کا احسان ساری دنیا کی عورتوں پر قیامت تک رہا کہ اُن کے طفیل سے دوسری عورتیں دین کی باتوں سے واقف ہوگئیں۔

١٣٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ،

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا اُنہوں نے اپنے

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ) فَغَطَّتْ أُمُّ سَلَمَةَ، تَعْنِي وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ قَالَ: (نَعَمْ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا).

باپ عروہ سے انہوں نے زینبؓ سے جو بیٹی تھیں ام المؤمنین ام سلمہؓ کی انہوں نے ام سلمہؓ سے انہوں نے کہا ام سلیمؓ (انسؓ کی ماں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور پوچھنے لگیں یا رسول اللہ، اللہ حق بات میں شرم نہیں کرتا کیا عورت کو اگر احتلام ہو تو اس کو غسل کرنا چاہیئے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ جب وہ (جاگ کر) پانی دیکھے یہ سن کر ام سلمہؓ نے اپنا منہ (شرم سے) ڈھانک لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں تیرے ہاتھ کو مٹی لگے پھر بچے کی صورت ماں سے کیوں ملتی ہے۔ ف۱

ف۱ تیرے ہاتھ کو مٹی لگے یعنی تجھ پر محتاجی آئے۔ اس سے بددعا مقصود نہیں ہے بلکہ یہ ایک کلمہ ہے جس کو عرب لوگ خفگی کے وقت کہتے ہیں یا افسوس کے وقت مطلب آپؐ کا یہ ہے کہ عورت کا بھی نطفہ ہوتا ہے اور بچے کے بننے میں اس کا نطفہ بھی شریک ہوتا ہے ورنہ بچہ ہمیشہ باپ کی صورت پر پڑتا، ماں کی صورت پر کبھی نہ پڑتا ہوتا یہ ہے کہ جس کا نطفہ غالب پڑا اسی کے مشابہ ہوجاتا ہے۔

۱۳۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ، حَدِّثُونِي مَا هِيَ؟) فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَادِيَةِ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، قَالَ عَبْدُ اللهِ فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَخْبِرْنَا بِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (هِيَ النَّخْلَةُ) قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَحَدَّثْتُ أَبِي بِمَا وَقَعَ فِي نَفْسِي فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي كَذَا وَكَذَا.

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے مسلمان کی وہی مثال ہے مجھ سے کہو وہ کونسا درخت ہے یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا اور میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے عبداللہ نے کہا لیکن مجھ کو شرم آئی (میں کہہ نہ سکا) آخر لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی بتلایئے وہ کونسا درخت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے عبداللہ نے کہا پھر میں نے اپنے باپ (حضرت عمرؓ) سے بیان کیا جو میرے دل میں آیا انہوں نے کہا اگر تو (اس وقت) کہہ دیتا تو مجھ کو اتنا اتنا مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔ ف۲

ف یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے۔ ف۲ اسی سے امام بخاریؒ نے نکالا کہ دین کی بات میں شرم کرنا عمدہ نہیں جب تو حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو ملامت کی کہ تو نے کہہ کیوں نہ دیا اگر کہہ دیتا تو میں اتنی اتنی دولت ملنے سے بھی زیادہ خوش ہوتا

بَابُ مَنِ اسْتَحْيَا فَأَمَرَ غَيْرَهُ بِالسُّؤَالِ

باب: جو کوئی شرم سے آپ نہ پوچھے دوسرے سے پوچھنے کو کہے

۱۳۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُنْذِرٍ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً، فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: فِيهِ الْوُضُوءُ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن داود نے بیان کیا اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے منذر ثوری سے اُنہوں نے محمد بن حنفیہ سے اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے کہا میری مذی ف بہت نکلا کرتی تھی میں نے مقداد سے کہا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھو ف۲ اُنہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا مذی سے وضو کرنا چاہیئے۔ ف۳

ف مذی وہ رطوبت جو شہوت شروع ہونے پر ذکر سے نکل آتی ہے اور اس کے نکلنے سے اور شہوت تیز ہو جاتی ہے۔ ف۲ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھنے میں شرم کی کیونکہ آپؐ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھی۔ اس شرم میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ مسئلہ پوچھنے سے غرض ہے۔ یہ غرض اس طرح سے حاصل ہو گئی کہ دوسرے شخص کے ذریعہ سے پوچھوا لیا۔ ف۳ یعنی مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے غسل لازم نہیں آتا۔

بَابُ ذِكْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں علم کی باتیں کرنا اور فتویٰ دینا۔ ف

ف یعنی مسجد میں دین کا علم پڑھنا پڑھانا درست ہے اسی طرح فتویٰ دینا شرع کے موافق مقدمے فیصل کرنا گو آوازیں بلند ہوں کیونکہ یہ سب کام عبادت کے ہیں اسی طرح دینی مباحثہ بھی مسجد میں کرنا درست ہے۔

۱۳۵- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا ہم سے نافع نے جو غلام تھے عبداللہ بن عمرؓ کے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص مسجد (نبوی) میں کھڑا ہوا، کہنے لگا یا رسول اللہ آپؐ کیا حکم دیتے ہیں ہم (حج کا) احرام کہاں سے باندھیں آپؐ نے فرمایا مدینے والے ذوالحلیفہ ف سے احرام باندھیں، اور شام والے جحفہ سے احرام باندھیں اور نجد والے قرن سے، ابن عمرؓ نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا اور یمن والے یلملم سے احرام

مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ) وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ أَفْقَهْ هٰذِهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باندھیں ف۲ اور ابن عمرؓ کہتے تھے میں نے یہ بات کر یمن والے یلملم سے احرام باندھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف نہیں سنی۔ ف۳

ف۱ ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے اس حدیث کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الحج میں آئے گا، امام بخاریؒ اس باب میں اس لیے لائے کہ اس شخص نے دین کی بات آنحضرتؐ سے مسجد میں پوچھی اور آپؐ نے مسجد ہی میں اس کا جواب دیا اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ف۲ جحفہ اور قرن اور یلملم یہ سب مقاموں کے نام ہیں ہندوستان سے جو لوگ حج کو جاتے ہیں ان کا میقات بھی یلملم ہے وہیں سے احرام باندھنا چاہیے، باقی بحث اس حدیث کی انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الحج میں آئے گی۔ ف۳ اس سے عبداللہ بن عمرؓ کی کمال احتیاط حدیث کی روایت میں ثابت ہوئی کہ جو لفظ اچھی طرح یاد نہ ہوتا اس کو روایت نہ کرتے۔

بَابُ مَنْ أَجَابَ السَّائِلَ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ

باب: پوچھنے والے نے جتنا پوچھا اس سے زیادہ جواب دینا۔

١٣٦- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ: مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ: لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ دوسری سند اور ابن ابی ذئب نے اس کو زہری سے یہی روایت کیا انہوں نے سالم سے انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک شخص نے آپؐ سے پوچھا جو شخص احرام باندھے وہ کیا پہنے آپؐ نے فرمایا نہ قمیص پہنے نہ عمامہ نہ پائجامہ نہ ٹوپی ف۱ نہ وہ کپڑا جس میں ورس یا زعفران لگی ہو پھر اگر (پہننے کو) جوتیاں (چپل) نہ ملیں تو موزے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہن لے۔ ف۲

ف۱ بعضوں نے کہا برنس وہ لمبی ٹوپی جو اگلے زمانے میں پہنتے تھے بعضوں نے برنس کا ترجمہ باران کوٹ کیا ہے غرض محرم سیا ہوا کپڑا نہ پہنے اور سر اور پاؤں نہ چھپائے۔ ف۲ پوچھنے والے نے یہ پوچھا تھا کہ محرم کونسا لباس پہنے آپؐ نے جواب دیا کہ فلاں فلاں لباس نہ پہنے اس سے یہ نکلا کہ باقی لباس پہن سکتا ہے تو جواب سوال سے زیادہ ہوا کیونکہ سوال میں یہ نہیں تھا کہ محرم کون کون سا لباس نہ پہنے۔

كتاب الوضوء

کتاب وضو کے بیان میں ف۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

ف۱ جب ایمان اور علم کے بیان سے فارغ ہوئے تو وضوا ورطہارت کا بیان شروع کیا اسلئے کہ نماز سب فرضوں میں ایمان کے بعد مقدم ہے اور نماز بغیر طہارت کے صحیح نہیں ہوتی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَبَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَرْضَ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً، وَتَوَضَّأَ أَيْضًا مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ثَلَاثٍ وَكَرِهَ أَهْلُ الْعِلْمِ الْإِسْرَافَ فِيهِ، وَأَنْ يُجَاوِزُوا فِعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب : اللہ نے جو (سورۂ مائدہ میں) فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے منہ دھوؤ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھوؤ) امام بخاری نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدیث شریف میں) بیان کردیا کہ وضو میں ایک ایک بار (اعضا کا دھونا) فرض ہے ف۱۔ اور آپ نے دو دو بار بھی وضو میں دھویا ہے ف۲ اور تین تین بار بھی اور تین بار سے زیادہ نہیں دھویا ف۳ اور عالموں نے وضو میں اسراف (ناحق پانی بہانا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنا کیا اس سے بڑھ جانا بُرا سمجھا ہے۔

ف۱ اس حدیث کو آگے امام بخاری خود بیان کریں گے ابن عباسؓ کی روایت سے ف۲ یہ حدیث بھی آگے مذکور ہوگی۔ ف۳ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے وضو کیا اور سب اعضا تین تین بار دھوئے پھر فرمایا جس نے اس پر زیادہ یا کم کیا اُس نے بُرا کیا اور ظلم کیا۔ ابن خزیمہ کی روایت میں صرف یوں ہے جس نے زیادہ کیا یہی صحیح ہے۔ کیونکہ تین بار سے کم دھونا بالاجماع بُرا نہیں ہے۔

بَابٌ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

باب :۔ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی۔ ف۱

ف۱ یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث میں وارد ہے جس کو ترمذی وغیرہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ نماز بغیر طہارت کے قبول نہیں ہوتی اور چوری کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں ہوتا مگر امام بخاریؒ اُس کو اس لئے نہیں لائے کہ وہ ان کی شرط کے موافق نہ تھی۔

۱۳۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

ہم سے اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ مَنْ أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ)، قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ: مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فُسَاءٌ أَوْ ضُرَاطٌ۔

نے ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو حدث ہوا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وضو نہ کرے ف ایک شخص نے جو حضر موت کا رہنے والا تھا پُوچھا ابوہریرہؓ حدث کسے کہتے ہیں ؟ انہوں نے کہا پھُسکی یا پاد۔ ف۲

ف لیعنی وضو کر کے نماز پڑھے معلوم ہوا کہ حدث کی حالت میں نماز درست نہ ہوگی۔ ف۲ اس قول سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے کہ حدث وہی ہے جو سبیلین یعنی قبل یا دبر سے نکلے باقی چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا اس کی بحث آگے آوے گی۔

بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ وَالْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ۔

باب: وضو کی فضیلت اور ان لوگوں کی (جو قیامت کے دن) وضو کی نشانیوں سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں ہوں گے۔

۱۳۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ: رَقِيتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ)۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیثؒ نے بیان کیا انہوں نے خالد بن یزید سے انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے انہوں نے کہا میں ابوہریرہؓ کے ساتھ مسجد (نبوی) کی چھت پر چڑھا انہوں نے وضو کیا پھر کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے میری اُمت کے لوگ قیامت کے دن بلائے جائیں گے وضو کے نشانوں سے اُن کی پیشانیاں ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔ اب جو کوئی تم میں سے اپنی سفیدی بڑھانا چاہے بڑھائے۔ ف

ف ہاتھوں کو مونڈھوں تک دھوئے پاؤں کو گھٹنوں تک اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مسجد کی چھت پر چڑھنا درست ہے جب اس سے مسجد میں خلل نہ ہو یا دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو۔

بَابٌ لَا يَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّكِّ حَتَّى يَسْتَيْقِنَ۔

باب: شک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک حدث کا یقین نہ ہو۔

۱۳۹- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان

سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِي يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَا يَنْفَتِلْ، أَوْ (لَا يَنْصَرِفْ، حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)۔

نے بیان کیا کہا ہم سے زہری نے اُنہوں نے سعید بن مسیب اور عباد بن تمیم سے انہوں نے عباد کے چچا (عبداللہ بن زیدؓ) سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی ایک شخص ہے جس کو نماز میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ دُبر سے کچھ نکلا (حدث ہوا) آپؐ نے فرمایا (وہ نماز چھوڑ کر) نہ پھرے یا نہ مڑے جب تک کہ (حدث کی) آواز نہ سُنے یا بدبو نہ پائے ۔ ف

ف یعنی جب تک حدث کا یقین نہ ہو اس وقت تک نماز نہ چھوڑے اور وضو کے لئے نہ جائے یہ حکم عام ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر بعضوں نے اس کو نماز سے خاص کیا ہے نووی نے کہا اس حدیث سے ایک بڑا قاعدہ کلیہ نکلتا ہے کہ کوئی یقینی کام شک کی وجہ سے زائل نہ ہو گا۔ مثلاً ہر فرش یا ہر جگہ یا ہر کپڑا پاک ہے اب اگر شک ہو سے اس کی نجاست میں تو وہ پاک ہی سمجھا جائے گا۔

بَابُ التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوءِ

باب : ہلکا وضو کرنے کا بیان ۔ ف

ف ہلکے پن سے مراد یہ ہے کہ صرف پانی اعضا پر بہالے ان کو ملے نہیں یا اعضاء کو صرف ایک ایک بار دھوئے یا ایسا دھوئے کہ پانی زیادہ نہ بہے ایک دو قطرے ہر عضو سے بہیں جس کو ہندی میں چپر لینا کہتے ہیں ۔

۱۴۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ صَلَّى، وَرُبَّمَا قَالَ: اضْطَجَعَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، ثُمَّ حَدَّثَنَا بِهِ سُفْيَانُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا، يُخَفِّفُهُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا اُنہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے اُنہوں نے عمرو بن دینار سے کہا مجھ کو کریب (بن ابی مسلم) نے خبر دی اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے۔ یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر آپؐ نے نماز پڑھی، کبھی سفیان نے یوں کہا کہ آپؐ کروٹ پر لیٹ رہے، یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر نماز پڑھی، علی نے کہا پھر ہم سے سفیان نے کبھی لمبی حدیث بیان کی کبھی مختصر عمرو بن دینار سے اُنہوں نے کریب سے اُنہوں نے ابن عباسؓ سے کہ میں ایک رات کو اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے پاس رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھے (یا رات کو سو رہے) جب تھوڑی رات گذر گئی تو

عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ، وَقَامَ يُصَلِّي فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: عَنْ شِمَالِهِ فَحَوَّلَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ صَلَّى مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِي فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلَاةِ، فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، قُلْنَا لِعَمْرٍو: إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ، ثُمَّ قَرَأَ - إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ۔

آپ کھڑے ہوئے تو ایک پانی کی مشک جو لٹکی ہی تھی پرانی اُس میں سے آپؐ نے ہلکا وضو کیا عمرو بن دینار اس کا ہلکا پنا اور تھوڑا پنا بیان کرتے تھے ف۱ اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی آپؐ ہی کا سا وضو کیا پھر آن کر آپؐ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا اور کبھی سفیان نے بجائے یسارہ کے شمالہ کہا (دونوں کا معنی ایک ہے) آپؐ نے مجھ کو پھرا کر اپنی داہنی طرف کر لیا پھر جتنی اللہ کو منظور تھی اتنی نماز آپؐ نے پڑھی بعد اسکے کروٹ پر سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر موذن آیا اور آپ کو نماز کے لئے جگایا آپؐ اس کے ساتھ ہو کر نماز کے لئے چلے پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا ف۲ سفیان نے کہا ہم نے عمرو سے کہا بعضے لوگ یوں کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں (ظاہر میں) سوتی تھیں اور آپ کا دل نہیں سوتا تھا عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر ف۳ سے سنا وہ کہتے تھے پیغمبروں کا خواب وحی ہے پھر (سورہ والصّٰفّٰت کی) یہ آیت پڑھی ف۴ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں جیسے تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔

ف۱ ہلکا پنا یہ کہ خوب مل کر نہیں دھویا پانی زیادہ نہیں بہایا تھوڑا پنا یہ کہ اعضا کو ایک ہی بار دھویا۔ ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ سونا حدث نہیں ہے لیکن چونکہ اس میں غفلت ہوتی ہے اور حدث کا گمان ہوتا ہے اس لئے سونے کو حدث سمجھا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے میں غفلت نہ ہوتی اس لئے آپ کے حق میں سونا حدث نہ تھا۔ ف۳ یہ بڑے تابعین میں سے ہیں۔ ف۴ یہ حضرت ابراہیمؑ کا قول اللہ تعالیٰ نے نقل کیا اُنہوں نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ سے فرمایا تھا اس کا قصہ مشہور ہے عبید نے اُس سے یہ نکالا کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا تھا لیکن اُس کو حکم الٰہی سمجھے اور اس کے بموجب اسمٰعیل کو ذبح کرنے پر مستعد ہو گئے تو معلوم ہوا کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے اور اس سے یہ نکلا کہ پیغمبر سوتے میں غافل نہیں ہوتے ان کا دل ہشیار رہتا ہے اور عمرو نے یہی پوچھا تھا گویا عبید نے لوگوں کی اس کلام کو کہ آپ کی آنکھ سوتی تھی دل نہیں سوتا تھا یوں ثابت کیا۔

بَابُ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ الإِنْقَاءُ۔

باب، پورا وضو کرنے کا بیان، ابن عمرؓ نے کہا وضو کا پورا کرنا (اعضا کا) صاف کرنا ہے۔ ف۱

ف۱ میل کچیل سے رگڑ کر اور مل کر، ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ پاؤں کو سات سات بار دھوتے کیونکہ پاؤں میں میل کچیل بہت جمتا ہے۔

١٤١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ: الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا)۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا اُنہوں نے امام مالک سے اُنہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے اُنہوں نے کریب سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے اُنہوں نے اسامہ بن زیدؓ سے وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے جب گھاٹی میں پہنچے (جدھر سے حاجی جاتے ہیں) تو آپ اُترے اور پیشاب کیا پھر وضو کیا لیکن پُورا وضو نہیں کیا ف میں نے کہا یا رسول اللہ نماز پڑھیئے گا آپؐ نے فرمایا آگے چل کر پڑھیں گے ف۲ پھر آپ سوار ہوئے جب مزدلفہ میں پہنچے تو اُترے اور وضو کیا پورا وضو ف۳ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی آپؐ نے مغرب کی نماز پڑھی بعد اس کے ہر آدمی نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں (جہاں وہ اُترنا چاہتا تھا) بٹھایا پھر عشا کی تکبیر ہوئی آپ نے عشا کی نماز پڑھی اور دونوں کے بیچ میں کوئی نماز نہیں پڑھی ف۴

ف کیونکہ آپؐ کو جانے کی جلدی تھی بعضوں نے کہا یہاں وضو سے مراد صرف ہاتھوں کا دھونا ہے۔ ف۲ یعنی مزدلفہ میں پہنچ کر کیونکہ یہ واقعہ حج کا ہے وہاں مغرب کی نماز راہ میں نہیں پڑھتے بلکہ مغرب اور عشا دونوں کو ملا کر مزدلفہ میں پڑھتے ہیں۔ ف۳ اس سے معلوم ہوا کہ دوسرا تازہ وضو کر لینا مستحب ہے گو پہلے وضو سے کوئی نماز نہ پڑھی ہو اہلِ حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے بعضوں نے کہا جب تک پہلے وضو سے کوئی فرض یا نفل نہ پڑھ لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مستحب نہیں شافعیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ف۴ یعنی مغرب اور عشا کے فرضوں کے درمیان کوئی سنت یا نفل نہیں پڑھا۔

بَابُ غَسْلِ الْوَجْهِ بِالْيَدَيْنِ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ۔

باب: ایک ہاتھ سے پانی کا چلو لے کر دونوں ہاتھوں سے منہ دھونا۔ ف

ف امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ وضو کے لئے دونوں ہاتھ سے چلو لینا ضروری نہیں اور یہ جو بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ آپؐ نے ایک ہی ہاتھ سے یعنی داہنے ہاتھ سے منہ دھویا یہ روایت ضعیف ہے۔

١٤٢- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ، مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ

ہم سے محمد بن عبدالرحیم بغدادی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوسلمہ خزاعی منصور بن سلمہ بغدادی نے کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے

بِلَالٍ (يَعْنِي سُلَيْمَانَ) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ، أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَمَضْمَضَ بِهَا وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَجَعَلَ بِهَا هَكَذَا أَضَافَهَا إِلَى يَدِهِ الْأُخْرَى، فَغَسَلَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرَى، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَرَشَّ عَلَى رِجْلِهِ الْيُمْنَى حَتَّى غَسَلَهَا، ثُمَّ أَخَذَ غَرْفَةً أُخْرَى فَغَسَلَ بِهَا رِجْلَهُ يَعْنِي الْيُسْرَى، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ۔

عطا ابن یسار سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے وضو کیا اور اپنا منہ دھویا اس طرح کہ ایک چلو پانی لیا اس سے کلی کی اور ناک میں ڈالا ف۱ پھر ایک اور چلو پانی لیا، (ایک ہی ہاتھ سے) اور اس طرح کیا اس کو جھکا کر دوسرے ہاتھ پر ڈال لیا پھر (دونوں ہاتھوں سے) اپنا ف۲ منہ دھویا پھر ایک اور چلو پانی لیا اور اس سے اپنا داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک اور چلو پانی لیا اور اس سے اپنا بایاں ہاتھ دھویا پھر اپنے سر پر مسح کیا ف۳ پھر ایک اور چلو پانی لیا اور داہنے پاؤں پر چھڑکا اس کو دھو ڈالا پھر ایک اور چلو لیا اس سے بائیں پاؤں کو دھویا پھر کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا۔ ف۴

ف۱ سنت یوں ہی ہے کہ ایک چلو لے کر آدھے سے ناک صاف کرے اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے اور حنفیہ کہتے ہیں کہ الگ الگ چلو سے مضمضہ اور استنشاق بہتر ہے۔ ف۲ یعنی گو پانی کا چلو ایک ہی ہاتھ سے لیا مگر منہ دھوتے وقت دونوں ہاتھ سے منہ دھویا۔ ف۳ اس میں مسح کے لئے نئے پانی لینے کا ذکر نہیں ہے، حافظ نے کہا یہ اس کی دلیل ہے جو مستعمل پانی کو پاک کرنے والا سمجھتا ہے لیکن ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک چلو پانی لیا اور ہاتھ کو جھاڑ دیا پھر اپنے سر پر مسح کیا۔ ف۴ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے، کیونکہ ابن عباسؓ نے کہا کہ آنحضرتؐ کو میں نے اسی طرح سے وضو کرتے دیکھا اور انہوں نے ایک چلو پانی لے کر دونوں ہاتھوں سے منہ دھویا جیسے اوپر گزرا۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَعِنْدَ الْوِقَاعِ۔

باب: ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کہنا اور صحبت کے وقت بھی۔ ف۱

ف۱ وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا اہل حدیث کے نزدیک فرض ہے امام بخاریؒ نے باب کی حدیث سے یہ ثابت کیا کہ جب جماع کے شروع میں بسم اللہ کہنا مشروع ہے تو وضو میں کیونکر مشروع نہ ہوگی وہ تو ایک عبادت ہے،

امام بخاریؒ اس حدیث کو نہ لا سکے جس میں یہ ہے کہ جس نے بسم اللہ نہ کہی اُس کا وضو نہیں ہوا کیونکہ وہ اُن کی شرط کے موافق نہ تھی۔

۱۴۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: يَبْلُغُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ)۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے اُنہوں نے منصور سے اُنہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے اُنہوں نے ابن عباسؓ سے وہ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی جب اپنی بی بی سے صحبت کرنا چاہے یوں کہے بسم اللہ، یا اللہ ہم کو شیطان سے بچائے رکھ اور جو اولاد ہم کو عطا فرمائے شیطان کو اس سے دور رکھ پھر کچھ اولاد ہو تو شیطان اُس کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

بَابُ مَا يَقُولُ عِنْدَ الْخَلَاءِ۔

باب: پاخانے میں جاتے وقت کیا کہے۔

۱۴۴- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ، (اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ) تَابَعَهُ ابْنُ عَرْعَرَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، وَقَالَ غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ: إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ وَقَالَ مُوسَى عَنْ حَمَّادٍ: إِذَا دَخَلَ، وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ: إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے اُنہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے میں جاتے تو یوں فرماتے یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوتوں اور بھتنیوں سے ف۱ آدم کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عرعرہ نے بھی شعبہ سے روایت کیا اور غندر نے جو شعبہ سے روایت کی اس میں یوں ہے آپؐ جب پاخانہ پر آتے اور موسیٰ نے جو حماد سے روایت کی اس میں یوں ہے جب پاخانے میں جاتے اور سعید بن زید نے عبدالعزیز بن صہیب سے یوں روایت کیا جب پاخانے جانے لگتے۔ ف۲

ف۱ بھوت شیطانوں میں کے مرد اور بھتنی شیطانی اُن کی عورت، بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ برائی اور گناہوں سے۔ ف۲ اس روایت کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اُوپر کی روایت میں جو یہ ہے آپؐ جب پاخانے میں جاتے اس سے مراد یہ ہے کہ پاخانے جانے لگتے یعنی اندر گھسنے سے پیشتر یہ دُعا پڑھتے اگر پاخانہ بنا ہوا نہ ہو تو حاجت شروع کرنے سے پہلے پڑھے یعنی جب کپڑا اُٹھائے۔

بَابُ وَضْعِ الْمَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ۔

باب : پاخانے کے پاس پانی رکھنا۔

۱۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوءًا قَالَ: مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟ فَأُخْبِرَ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے ہاشم بن قاسم نے بیان کیا کہا ہم سے ورقا بن یشکری نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی یزید سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے میں گئے میں نے آپؐ کے لئے وضو کا پانی رکھا آپؐ نے (باہر نکل کر) پوچھا یہ پانی کس نے رکھا لوگوں نے کہہ دیا ابن عباسؓ نے آپؐ نے فرمایا اللہ اس کو دین کی سمجھ دے۔ ف

ف ابن عباسؓ نے عقلمندی اور سمجھ کا کام کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے ویسی ہی دُعا دی کہ خدا کرے دین کی سمجھ اُن کو حاصل ہو یہ دُعا آنحضرتؐ کی قبول ہوئی، ابن عباسؓ اس امت کے بڑے عالم تھے قرآن اور حدیث کو خوب جانتے تھے اور بڑے بڑے صحابہؓ جو ان سے عمر میں کہیں زیادہ تھے دین کے مسئلے ان سے پوچھتے۔

بَابٌ لَا تُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِبَوْلٍ وَلَا غَائِطٍ إِلَّا عِنْدَ الْبِنَاءِ، جِدَارٍ أَوْ نَحْوِهِ۔

باب : پیشاب یا پاخانے میں قبلے کی طرف منہ نہ کرے مگر جب کوئی عمارت آڑ ہو جیسے دیوار وغیرہ۔ ف

ف اس مسئلے میں کئی مذہب ہیں اور صحیح قول اہل حدیث اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ ہر جگہ منع ہے۔ بعضوں نے کہا صحیح یہ ہے کہ میدان میں قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ دونوں کرنا نادرست ہے اور عمارت میں درست ہے۔ امام بخاریؒ نے اسی کو اختیار کیا۔

۱۴۶- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهُ، شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا۔

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے عطا بن یزید لیثی سے انہوں نے ابوایوب انصاریؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پاخانے کو آئے تو قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرے (بلکہ) پورب یا پچھم کی طرف منہ کرو۔ ف

ف یہ خطاب مدینہ والوں کو ہے اُن کا قبلہ جنوب کی طرف ہے ہندوستان والوں کو جنوب اور شمال یعنی اُترا اور دکھن کی طرف منہ کرنا چاہیئے۔ امام بخاریؒ نے جو حدیث اس باب میں ذکر کی وہ ترجمہ باب کے مطابق

نہیں ہوتی کیونکہ حدیث سے مطلق ممانعت نکلتی ہے اور ترجمہ باب میں عمارت کو مستثنیٰ کیا ہے بعضوں نے کہا یہ حدیث صرف ممانعت کے اثبات کے لئے بیان کی اور عمارت کا استثنا آگے کی حدیث سے نکالا جو ابن عمرؓ سے مروی ہے بعضوں نے کہا غائط اسی جگہ کو کہتے ہیں جو میدان میں ہو اور میدان میں ممانعت کرنے سے یہ سمجھا گیا ہے کہ عمارت میں ایسا کرنا درست ہے۔

بَابُ مَنْ تَبَرَّزَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ۔

۱۴۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ: وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ، وَقَالَ: لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ عَلَى أَوْرَاكِهِمْ، فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي وَاللّٰهِ، قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِي يُصَلِّي وَلَا يَرْتَفِعُ عَنِ الْأَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ۔

باب: کچی دو اینٹوں پر بیٹھ کر پاخانہ پھرنا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے اپنے چچا واسع بن حبان سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے وہ کہتے تھے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب تو حاجت کے لئے بیٹھے تو قبلے کی طرف منہ نہ کر نہ بیت المقدس کی طرف۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو کچی اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے حاجت کے لئے بیٹھے ہیں اور ابن عمرؓ نے واسع سے کہا شاید تو ان لوگوں میں ہے جو چوتڑوں کے بل نماز پڑھتے ہیں میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔ ف۱ امام مالکؒ نے کہا ابن عمرؓ نے اس سے وہ شخص مراد لیا جو زمین سے اونچا نہ رہے سجدے میں زمین سے لگ جائے۔ ف۲

ف۱ کہ میں کن لوگوں میں ہوں یہ واسع، ابن عمرؓ کے شاگرد تھے، بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے میں نہیں جانتا کہ اس مسئلے میں کیا حکم ہے یعنی عمارت میں بیت المقدس یا قبلے کی طرف منہ یا بیٹھ کرنا درست ہے یا نہیں۔ ف۲

ف۲ رانوں کو پیٹ سے لگا دے اور جانور کی طرح زمین پر پڑ جائے۔

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْبَرَازِ۔

۱۴۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ:

باب: عورتوں کا پاخانے کے لئے میدان میں نکلنا۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث نے کہا

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ يَخْرُجْنَ بِاللَّيْلِ إِذَا تَبَرَّزْنَ إِلَى الْمَنَاصِعِ، وَهُوَ صَعِيدٌ أَفْيَحُ فَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَاءَكَ، فَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ، فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي عِشَاءً، وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً، فَنَادَاهَا عُمَرُ: أَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ يَا سَوْدَةُ، حِرْصًا عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ، فَأَنْزَلَ اللهُ الْحِجَابَ۔

کہا مجھ سے عقیل نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں رات کو پاخانے کے لیے مناصع کی طرف نکلتیں ف اور مناصع ایک کھلا میدان ہے اور حضرت عمرؓ (کئی دن سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہے تھے اپنی عورتوں کو پردے میں بٹھایئے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا حکم نہیں دیتے تھے، ایک بار ایسا ہوا کہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ آپ کی بی بی رضی اللہ عنہا رات کو عشا کے وقت (پاخانے کے لیے) نکلیں وہ لمبی قد آور عورت تھیں حضرت عمرؓ نے ان کو پکارا خبردار سودہ ہم نے تم کو پہچان لیا حضرت عمرؓ کو حرص تھی کہ پردے کا حکم اترے آخر اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم اتارا۔ ف۲

ف وہ مقامات ہیں جو مدینے کے کنارے بقیع کی طرف واقع ہیں عورتیں وہاں پاخانے کے لیے جایا کرتیں۔ ف۲ حضرت عمرؓ حجاب کا حکم اترنے کے بعد بھی یہ چاہتے تھے کہ آپؐ کی بی بیاں مطلق گھروں سے باہر نہ نکلیں گو وہ اپنا بدن ڈھانپ کر نکلتی تھیں مگر جثہ کی شناخت کپڑوں کے اوپر سے بھی ہو جاتی ہے آنحضرتؐ کی بیبیوں کے لیے یہ بھی حضرت عمرؓ نے مناسب نہ سمجھا۔ حجاب کا حکم بھی ان گیارہ باتوں میں ہے جن میں اللہ تعالیٰ کو حضرت عمرؓ کی رائے پسند آئی۔

۱۴۹- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَدْ أُذِنَ أَنْ تَخْرُجْنَ فِي حَاجَتِكُنَّ، قَالَ هِشَامٌ: يَعْنِي الْبَرَازَ۔

ہم سے زکریا نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ نے اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے (اپنی بی بیوں سے) فرمایا تم کو اجازت ہے حاجت کے لیے (گھر سے) نکلنے کی ہشام نے کہا حاجت سے مراد پاخانہ ہے ف۱

ف۱ ہوا یہ کہ حجاب کا حکم اترنے کے بعد حضرت سودہؓ رات کو حاجت کے لیے نکلیں حضرت عمرؓ نے ان کو آواز دی سودہؓ ہم نے تم کو پہچان لیا اُنہوں نے آنحضرتؐ سے اس کی شکایت کی تب آپؐ نے یہ حدیث فرمائی۔ ابن بطال نے کہا عورتوں کو ضروری کاموں کے لیے نکلنا اور پھرنا اسی طرح راہ میں یا ضرورت سے غیر مردوں سے بات کرنا درست

ہے۔ قسطلانی نے کہا یہ حدیث آپؐ نے حجاب کا حکم اُترنے کے بعد فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ حجاب یہی ہے کہ عورت چادر پیچ کر کے اپنے تئیں اس طرح چھپا دے کہ آنکھوں کے سوا اور کوئی عضو کھلا نہ رہے اور حجاب سے یہ مراد نہیں ہے کہ عورت گھر سے باہر نہ نکلے۔

بَابُ التَّبَرُّزِ فِي الْبُيُوتِ۔

۱۵۰۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ۔

باب: گھروں میں پاخانہ پھرنا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے انہوں نے عبید اللہ بن عمرؓ سے اُنہوں نے محمد ابن یحییٰ بن حبان سے اُنہوں نے واسع بن حبان سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے اُنہوں نے کہا میں ام المومنین حفصہؓ کی گھر کی چھت پر کسی کام کے لئے چڑھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے شام کی طرف منہ کئے ہوئے اپنی حاجت پوری کر رہے ہیں۔

۱۵۱۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، أَنَّ عَمَّهُ وَاسِعَ بْنَ حَبَّانَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ، قَالَ: لَقَدْ ظَهَرْتُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدًا عَلَى لَبِنَتَيْنِ، مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی اُنہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے سُنا ان کے چچا واسع بن حبان نے ان کو خبر دی عبداللہ بن عمرؓ نے اُن کو خبر دی کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ دو کچی اینٹوں پر (حاجت کے لئے) بیٹھے ہیں بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے۔ ف

ف اگلی روایت میں شام کا لفظ ہے بیت المقدس شام ہی کے ملک میں ہے، اس روایت میں یہ ذکر نہیں کہ کعبہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے مگر جب بیت المقدس کی طرف مدینہ میں کوئی منہ کرے تو کعبہ کی طرف اس کی پیٹھ ہوتی ہے۔

باب: پانی سے استنجا کرنے کا بیان ف

بَابُ الإِسْتِنْجَاءِ بِالمَاءِ۔

ف پانی سے استنجا کرنا یعنی آبدست لینا بعضوں نے مکروہ جانا ہے امام بخاری نے یہ باب لاکر اس کو رد کیا حق یہ ہے کہ پاخانے کے بعد خواہ ڈھیلوں سے پاک کرے خواہ پانی سے اور دونوں سے پاک کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے البتہ بعضے صحابہؓ اور سلف سے منقول ہے کہ یہ افضل ہے اور پیشاب کے بعد ڈھیلا لینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے صرف پانی سے پاک کرنا کافی ہے البتہ حضرت عمرؓ کا ایک اثر ہے کہ انہوں نے پیشاب کے بعد اپنے ذکر کو دیوار سے رگڑا اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں نکالا۔

۱۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ المَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مُعَاذٍ، وَاسْمُهُ عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَجِيءُ أَنَا وَغُلَامٌ مَعَنَا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ، يَعْنِي يَسْتَنْجِي بِهِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابی معاذ سے ان کا نام عطاء بن ابی میمونہ تھا انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا آپ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی حاجت کے لئے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا ف ہمارے ساتھ (دونوں) ایک ڈول پانی کا لے کر آتے آپ اس سے استنجا کرتے۔

ف معلوم نہیں یہ کون لڑکا تھا بعضوں نے کہا ابوہریرہؓ اور ابن مسعودؓ کو مراد لیا ہے مگر یہ قرین قیاس نہیں ہے کیونکہ ابوہریرہؓ اور ابن مسعودؓ اس وقت لڑکے نہ تھے بعضوں نے کہا جابرؓ مراد ہیں۔

بَابُ مَنْ حُمِلَ مَعَهُ المَاءُ لِطُهُورِهِ، وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: أَلَيْسَ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالطَّهُورِ وَالوِسَادِ؟۔

باب: طہارت کے لئے پانی کا ساتھ لے چلنا اور ابوالدرداء نے (عراق والوں سے) کہا کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جو (آنحضرتؐ کی) جوتیاں اور وضو کا پانی اور تکیہ اپنے ساتھ رکھتا۔ ف

ف عراق والوں میں سے علقمہ بن قیس نے چند مسئلے ابوالدرداءؓ سے پوچھے اس وقت انہوں نے یہ جواب دیا اس سے مراد عبداللہ بن مسعودؓ ہیں جو کوفہ میں جا کر رہے تھے اور وہیں وفات پائی۔

۱۵۳- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي مُعَاذٍ هُوَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنَّا

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عطا بن ابی میمونہ سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاجت کے لئے (جنگل کو) جاتے تو میں اور ایک لڑکا (دونوں مل کر) ایک ڈول پانی کا لے کر

مَعَنا إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ۔

آپ کے پیچھے جاتے۔

بَابُ حَمْلِ الْعَنَزَةِ مَعَ الْمَاءِ فِي الاِسْتِنْجَاءِ۔

باب: استنجا کے لئے نکلے تو پانی کے ساتھ برچھی بھی لے جانا۔

۱۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ، تَابَعَهُ النَّضْرُ وَشَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ، الْعَنَزَةُ: عَصًا عَلَيْهِ زُجٌّ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے عطا بن ابی میمونہ سے اُنہوں نے انس بن مالک رضؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے کو جاتے تو میں اور میرے ساتھ ایک لڑکا (دونوں مل کر) ایک ڈول پانی اور برچھی ف لے جاتے آپؐ پانی سے استنجا کرتے محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو نضر اور شاذان نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔ برچھی سے مراد ایک لکڑی ہے جس پر پھل لگا ہو۔

ف برچھی لے جانے سے یہ غرض ہوگی کہ اگر آڑ کی ضرورت پڑے تو برچھی کو زمین پر گاڑ کر اُس پر کپڑا وغیرہ ڈال دیں یا سخت زمین کو ذرا کھود لیں کہ پیشاب کرتے وقت اس پر سے چھینٹیں نہ اُڑیں۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ۔

باب: داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت۔ ف

ف اکثر علماء کے نزدیک یہ ممانعت تنزیہی ہے اور ظاہریہ کے نزدیک تحریمی ہے مشکل یہ ہے کہ حدیث میں داہنے ہاتھ سے ذکر کو چھونے کی ممانعت ہے پھر داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی بھی ممانعت ہے حالانکہ اگر بائیں ہاتھ سے استنجا کرے تو ذکر کو داہنے ہاتھ سے چھونا ہوگا اگر بائیں ہاتھ سے ذکر کو تھامے تو داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا ہوگا۔ نووی نے کہا اگر پانی سے استنجا کرنا ہو تو داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے صاف کرے اور اگر ڈھیلے سے کرنا ہو تو ڈھیلا اس طرح رکھے کہ داہنا ہاتھ نہ لگانا پڑے اگر یہ ممکن نہ ہو تو ڈھیلا داہنے ہاتھ میں لیوے اور ذکر کو بائیں ہاتھ سے تھامے اور ڈھیلے پر مسح کرے داہنا ہاتھ نہ ہلائے اگر دُبر کو صاف کرنا ہو تو بائیں ہاتھ میں ڈھیلا لے کر اس سے صاف کرے۔

۱۵۵- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ هُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے اُنہوں نے اپنے باپ

قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ، وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ)۔

(ابو قتادہ انصاری رضؓ) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے (پانی یا دودھ شربت وغیرہ) پئے تو برتن میں سانس نہ لیوے اور جب کوئی پاخانے میں آئے تو اپنے ذکر کو داہنا ہاتھ نہ لگائے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔ ف۱

ف۱ برتن میں سانس لینے میں کبھی منہ سے کچھ نکل آتا ہے اور برتن میں پڑ جاتا ہے تو دوسرا آدمی اسکے پینے سے گھن کریگا۔

بَابُ لَا يُمْسِكُ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ إِذَا بَالَ۔

باب: پیشاب کرتے وقت ذکر کو ہاتھ سے نہ تھامے۔ ف۱

ف۱ مؤلف نے یہاں وہی حدیث بیان کی مگر دوسرے اسناد سے تو یہ تکرار بے فائدہ نہ ہوگی۔ بعضوں نے کہا اس باب کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ ذکر کا داہنے ہاتھ سے چھونا صرف پیشاب کی حالت میں منع ہے نہ اور وقتوں میں، بعضوں نے کہا ہر وقت منع کیا ہے۔

۱۵۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِي بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ)۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے اوزاعی نے انہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ (ابو قتادہؓ) سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو اپنے ذکر کو داہنے ہاتھ سے نہ تھامے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ (پیتے وقت) برتن میں سانس لے۔

بَابُ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ۔

باب: ڈھیلوں سے استنجا کرنے کا بیان۔

۱۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيُّ، عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اتَّبَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَكَانَ لَا يَلْتَفِتُ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ: أَبْغِنِي

ہم سے احمد بن محمد مکی نے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے دادا (سعید بن عمرو) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا آپ حاجت کے لئے نکلے تھے اور آپؐ (چلتے میں) پیچھے نہیں دیکھتے تھے میں آپؐ کے قریب گیا تو آپؐ نے فرمایا کچھ ڈھیلے مجھ کو ڈھونڈھ دے میں ان

أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضُ بِهَا أَوْ نَحْوَهُ، وَلَا تَأْتِنِي بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثٍ، فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِيَابِي فَوَضَعْتُهَا إِلَى جَنْبِهِ وَأَعْرَضْتُ عَنْهُ، فَلَمَّا قَضَى أَتْبَعَهُ بِهِنَّ۔

سے استنجا کروں گا یا ایسا ہی کوئی اور لفظ فرمایا ف۱ اور دیکھ ہڈی اور مینگنی نہ لائیو ف۲ میں اپنے کپڑے کے کونے میں کئی پتھر لے کر آیا اور آپ کے پاس رکھ دیئے اور ایک طرف ہٹ گیا جب آپ حاجت سے فارغ ہوئے تو اُن سے پُونچھا۔

ف۱ یعنی استنفض کے بدل استنجا یا استنظف فرمایا مطلب ایک ہی ہے یعنی میں ان سے طہارت کروں

ف۲ اہلِ حدیث اور شافعیؒ اور عترت کا یہی قول ہے کہ ہڈی اور گوبر سے استنجا درست نہ ہو گا اور امام ابوحنیفہؒ نے کہا درست تو ہو جائے گا پر مکروہ ہے ممانعت کی وجہ دوسری حدیثوں میں یہ منقول ہے کہ ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور گوبر اُن کے جانوروں کی۔

بَابُ لَا يُسْتَنْجَى بِرَوْثٍ۔

۱۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: لَيْسَ أَبُو عُبَيْدَةَ ذَكَرَهُ، وَلَكِنْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَائِطَ فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَهُ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، فَوَجَدْتُ حَجَرَيْنِ، وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ أَجِدْ، فَأَخَذْتُ رَوْثَةً فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَأَخَذَ الْحَجَرَيْنِ وَأَلْقَى الرَّوْثَةَ، وَقَالَ: هَذَا رِكْسٌ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ۔

باب: گوبر (مینگنی) سے استنجا نہ کرے۔

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زُہیر نے انہوں نے ابواسحٰق سے اُنہوں نے کہا اس حدیث کو ابوعبیدہ نے ف۱ روایت نہیں کیا بلکہ عبدالرحمٰن بن اسود نے اپنے باپ سے روایت کیا اُنہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جنگل میں) گئے مجھ کو تین ڈھیلے لانے کے لئے فرمایا میں نے دو پتھر پائے اور تیسرا پتھر ڈھونڈا نہ ملا تو میں نے گوبر کا ٹکڑا اُٹھا لیا آپؐ نے دو پتھروں کو تو لے لیا اور گوبر پھینک دیا اور فرمایا یہ پلید ہے اور ابراہیم بن یوسف نے اس حدیث کو اپنے باپ سے روایت کیا اُنہوں نے ابواسحٰق سے اس میں یوں ہے کہ مجھ سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا۔ ف۲

ف۱ یعنی عامر بن عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ ابواسحٰق نے اس لئے بیان کیا کہ ابوعبیدہ کی روایت اگرچہ اس سے اعلیٰ ہے مگر منقطع ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن مسعود سے نہیں سُنا۔ ف۲ اس سند کو امام بخاریؒ اس لئے لائے کہ اس سے ابواسحٰق کا سماع عبدالرحمٰن بن اسود سے معلوم ہو جائے جس کا بہت لوگوں نے انکار کیا ہے اہلِ حدیث کا یہی قول ہے کہ استنجا میں کم سے کم تین پتھر لینا واجب ہیں اور تین سے کم درست نہیں البتہ زیادہ درست ہیں اور اس حدیث سے یہ نہیں نکلتا کہ آپؐ نے دو ہی پتھروں پر قناعت کی شاید تیسرا پتھر پھر منگوایا

ہو جیسے امام احمد کی روایت میں ہے یا ان دو پتھروں میں کوئی پتھر ایسا ہو جس کے دو کونے ہوں تو وہ دو کے قائم مقام ہوا۔

بَابُ الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً.

۱۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً.

باب: وضو میں ایک ایک بار اعضاء کا دھونا۔

ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطا بن یسار سے انہوں نے ابن عباس رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو میں ایک ایک بار اعضاء کو دھویا۔ ف

ف معلوم ہوا کہ ایک ایک بار دھونے سے بھی فرض ادا ہو جاتا ہے۔

بَابُ الْوُضُوءِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

۱۶۰- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.

باب: وضو میں دو دو بار اعضا کا دھونا۔

ہم سے حسین بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو فلیح بن سلیمان نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے عبداللہ بن زید ف سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو میں دو دو بار اعضا کو دھویا۔

ف یہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں نہ عبداللہ بن زید بن عبد ربہ جنہوں نے اذان خواب میں سنی تھی اور قسطلانی نے غلطی کی جو ان کو عبداللہ بن زید بن عبد ربہ سمجھا۔

بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

۱۶۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ

باب: وضو میں تین تین بار اعضا کا دھونا۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے ابن شہاب سے ان کو عطا بن یزید نے خبر دی ان کو حمران نے خبر دی جو غلام تھے حضرت عثمان رض کے انہوں نے دیکھا حضرت

أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ) وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلٰكِنْ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ عَنْ حُمْرَانَ، فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا آيَةٌ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ يُحْسِنُ وُضُوءَهُ، وَيُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ حَتَّى يُصَلِّيَهَا، قَالَ عُرْوَةُ: الْآيَةُ - إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ۔

عثمانؓ نے (پانی کا) برتن منگوایا (پہلے) اپنے دونوں پہنچوں پر تین بار ڈالا اور ان کو دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک سنکی پھر اپنا منہ تین بار دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین بار دھوئے پھر سر پر مسح کیا (ایک ہی بار) پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک تین بار دھوئے پھر کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضو) پڑھے اور دل میں کوئی خیال (دنیا وغیرہ کا) ان میں نہ پکائے ف۱ تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسی عبدالعزیز بن عبداللہ نے اس حدیث کو ابراہیم سے روایت کیا انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہ عروہ اس حدیث کو حمران سے یوں نقل کرتے تھے جب حضرت عثمانؓ وضو کر چکے تو کہنے لگے میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں اگر قرآن کی ایک آیت نہ ہوتی تو میں تم کو یہ حدیث نہ سناتا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے اور (اسکے بعد) نماز پڑھے (کوئی فرض نماز) تو جتنے گناہ اس نماز سے دوسری نماز کے پڑھنے تک ہوں گے وہ بخش دیئے جائیں گے عروہ نے کہا آیت یہ ہے (سورہ بقرہ کی) جو لوگ ہماری آیتیں چھپاتے ہیں۔ ف۲ اخیر تک۔

ف۱ لفظی ترجمہ یوں ہے ان میں اپنے جی میں باتیں نہ کرے لیکن مطلب وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں بیان کیا۔

ف۲ پوری آیت یوں ہے جو لوگ ہماری اُتاری ہوئی نشانیوں اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں اس کے بعد کہ ہم اُن کو کتاب میں (یعنی توراۃ میں) لوگوں کے لئے بیان کر چکے اُن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ اصل میں یہ آیت علماء یہود کے حق میں اُتری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کو جان بوجھ کر چھپاتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی مراد یہ ہے کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میں بھی اس آیت کے موافق علم چھپانے والوں میں داخل ہو جاؤں گا تو میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا۔ حضرت عثمانؓ کے کلام سے یہ نکلتا ہے کہ جب لفظ عام ہو تو وہ سب کو شامل

ہو گا گو آیت کسی خاص شخص کے باب میں اُترے۔

بَابُ الْاِسْتِنْثَارِ فِي الْوُضُوْءِ ذَكَرَهُ عُثْمَانُ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: وضو میں ناک سنکنے کا بیان، اس کو حضرت عثمانؓ اور عبداللہ بن زیدؓ اور ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

۱۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ)۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے اُنہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابوادریس نے خبر دی اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جو کوئی وضو کرے وہ ناک سُنکے اور جو (استنجا کے لئے) ڈھیلے لے تو طاق لے۔ ف

ف اہل حدیث اور امام احمد اور اسحٰق اسی حدیث سے کہتے ہیں کہ وضو میں ناک میں پانی ڈالنا اور ناک سنکنا فرض ہے اور باقی علما اس کو سنت کہتے ہیں، طاق لے اس سے یہ مراد ہے کہ تین ڈھیلے لے یا پانچ یا سات۔

بَابُ الْاِسْتِجْمَارِ وِتْرًا۔

باب: استنجا میں طاق ڈھیلے لینا۔

۱۶۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے ابوالزناد سے اُنہوں نے اعرج سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو اپنی ناک میں پانی ڈالے پھر ناک سنکے اور جو کوئی (استنجا کے لئے) ڈھیلے لے وہ طاق لے اور تم میں سے جب کوئی سو کر اُٹھے تو اپنے ہاتھ وضو کے پانی میں ڈالنے سے پہلے ان کو دھولے معلوم نہیں اس کا ہاتھ رات کو کہاں کہاں لگا۔ ف

ف پاک جگہ یا ناپاک جگہ پھوڑے پھنسی یا زخم پر، ہمارے امام احمد بن حنبلؒ نے اسی حدیث کی رو سے یہ فرمایا ہے

کہ رات کو جب سو کر اُٹھے تو یہ ہاتھ دھونا واجب ہے اور دن کو اگر سو کر اُٹھے تو مستحب ہے اب اگر بن دھوئے ہاتھ پانی میں ڈال دے گا تو بعضوں کے نزدیک پانی نجس ہو جائے گا بعضوں کے نزدیک نجس نہ ہو گا۔

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ. وَلَا يَمْسَحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ

باب : وضو میں پاؤں دھوئے اور ان پر مسح نہ کرے ف

ف یعنی جب پاؤں میں موزے یا جوتے یا پاتابے نہ ہوں تو پاؤں دھونا ضروری ہے ان کا مسح کرنا کافی نہیں، اکثر علماء کا یہی قول ہے اور بعضوں نے سر کی طرح پاؤں کا مسح وضو میں کافی رکھا ہے امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر اُن کا رد کیا ہے۔

١٦٤- حَدَّثَنِي مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ ابْنِ مَاهِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: تَخَلَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنَّا فِي سَفْرَةٍ فَأَدْرَكَنَا وَقَدْ أَرْهَقْنَا الْعَصْرَ فَجَعَلْنَا نَتَوَضَّأُ وَنَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ «وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے اُنہوں نے ابوبشر سے اُنہوں نے یوسف بن ماہک سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے ف۱ اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں ہم سے پیچھے رہ گئے پھر آپؐ ہم سے اس وقت آ ملے جب عصر کا وقت تنگ ہو گیا تھا ف۲ اور ہم (جلدی کے مارے) پاؤں پر مسح کر رہے تھے آپؐ نے بلند آواز سے پکارا دیکھو دوزخ کی آگ سے ایڑیوں کی خرابی ہو گی دو بار فرمایا یا تین بار ف۳

ف۱ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ ف۲ شاید صحابہؓ نے آنحضرتؐ کے انتظار میں نماز میں دیر کی بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے جب عصر کا وقت آن پہنچا تھا۔ ف۳ یہ سفر حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت تھا مکہ سے مدینہ کو عبداللہ بن عمرؓ اس سفر میں آپؐ کے ہمراہ تھے تو ظاہر ہے کہ یہ اخیر زمانے کا واقعہ ہے نہ ابتدائے زمانہ کا۔

بَابُ الْمَضْمَضَةِ فِي الْوُضُوءِ، قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب : وضو میں کلی کرنے کا بیان، یہ ابن عباسؓ اور عبداللہ ابن زید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔ ف۱

ف۱ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اہلِ حدیث کے نزدیک وضو میں کلی کرنا فرض ہے اور دوسرے علماء کے نزدیک سنت ہے۔

١٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے کہا مجھ کو عطاء بن یزید نے خبر دی اُنہوں نے حمران سے جو حضرت عثمانؓ کے

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ دَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنْ إِنَائِهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْوَضُوءِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ غَسَلَ كُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، وَقَالَ (مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)۔

غلام تھے اُنہوں نے دیکھا حضرت عثمان رضؓ نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر برتن سے پانی ڈالا ان کو تین بار دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ اس پانی میں ڈال دیا اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک سنکی پھر منہ دھویا تین بار اور دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں تک تین بار پھر سر پر مسح کیا (ایک بار) پھر ہر ایک پاؤں کو تین بار دھویا پھر کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح جیسے میں نے یہ وضو کیا وضو کرتے دیکھا اور آپ نے فرمایا جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں (تحیۃ الوضو کی) پڑھے دل میں کوئی باتیں نہ بنائے اُن میں تو اللہ اس کے اگلے گناہ بخش دے گا۔ ف

ف یہ حدیث ابھی اوپر گزر چکی ہے۔

بَابُ غَسْلِ الْأَعْقَابِ، وَكَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ إِذَا تَوَضَّأَ.

باب: وضو میں ایڑیوں کا دھونا اور محمد بن سیرین وضو میں انگوٹھی کی جگہ دھوتے۔ ف

ف دوسری روایت میں ہے کہ انگوٹھی کو ہلاتے، یہ ابن ابی شیبہ نے نکالا اور اس روایت کو امام بخاریؒ نے تاریخ میں باسناد روایت کیا بہرحال اگر انگوٹھی تنگ ہو تو اس کو ہلا کر اس کے نیچے پانی پہنچانا ضرور ہے۔

۱۶۶- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ، قَالَ: أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ، فَإِنَّ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے محمد بن زیاد نے کہا میں نے ابو ہریرہؓ سے سُنا وہ ہمارے سامنے سے جایا کرتے اور لوگ برتن سے وضو کیا کرتے تو اُنہوں نے کہا (لوگو) وضو پورا کرو کیونکہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایڑیوں کی خرابی ہے دوزخ کی آگ سے۔

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ

باب: چپل پہنے ہو تو پاؤں دھونا اور چپلوں

وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ۔ پر مسح نہ کرنا۔ ف

ف۱ یہاں نعلین سے مراد وہی چپل ہیں جس میں صرف تلہ ہوتا ہے تو اگر آدمی اس قسم کا خالی جوتا پہنے ہو اور پاؤں میں جراب نہ ہو تو وضو میں اُتار کر سارا پاؤں دھونا چاہیئے لیکن اگر چپل کے ساتھ پاؤں میں جراب ہو یا جراب اور چڑھاواں جوتا پہنے ہو یا بوٹ پہنے ہو تو اس کا اُتارنا ضرور نہیں اگر ان کو طہارت پر پہنا ہو تو اُن پر مسح کر لینا کافی ہے اہلِ حدیث کا یہی قول ہے لیکن ایک جماعتِ علماء اور امام ابوحنیفہؒ یہ کہتے ہیں کہ جس جوتے سے ٹخنے کھلے رہیں اس پر مسح کرنا جائز نہیں البتہ اگر بڑا بوٹ ہو تو وہ موزے کی طرح ہے اس پر مسح جائز ہوگا اور ہماری دلیل امام احمدؒ اور ترمذی کی روایت ہے مغیرہ بن شعبہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا جراب اور جوتوں پر، ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۶۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا، قَالَ: وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ، قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النَّعْلَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے سعید مقبری سے اُنہوں نے عبید بن جریج سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن (یہ ان کی کنیت ہے) تم چار باتیں ایسی کرتے ہو کہ میں نے تمہارے ساتھیوں (صحابہؓ) میں سے کسی کو کرتے نہیں دیکھا اُنہوں نے کہا جریج کے بیٹے وہ کونسی باتیں ہیں ابن جریج نے کہا میں دیکھتا ہوں تم (طواف میں) کعبے کے کسی کونے کو ہاتھ نہیں لگاتے مگر رکن یمانی اور حجر اسود کو اور میں دیکھتا ہوں تم صاف (بن بال والے) نری کے جوتے پہنتے ہو اور میں دیکھتا ہوں تم زرد خضاب کرتے ہو ف۱ اور میں دیکھتا ہوں جب تم (حج کے دنوں میں) مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ تو ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے ہیں اور تم آٹھویں تاریخ تک نہیں باندھتے عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کعبے کے کونوں کو جو تو کہتا ہے تو میں نے (طواف میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے کسی کونے کو ہاتھ لگایا ہو مگر حجر اسود اور رکن یمانی کو ف۲ اور صاف نری کی جوتیاں جن پر بال نہ ہوں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنے دیکھا ہے اور آپؐ ان کو پہنے پہنے وضو کرتے ف۳ تو میں بھی ان کا پہننا پسند کرتا ہوں، رہا زرد رنگ تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ (اپنے بالوں اور

بِهَا، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا، وَأَمَّا الإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ۔

کپڑوں کو) زرد رنگتے اس لئے میں بھی اس زرد رنگ کو پسند کرتا ہوں ف۴ اور احرام باندھنے کا یہ حال ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک احرام باندھتے نہیں دیکھا جب تک آپؐ کی اُونٹنی آپؐ کو لے کر نہ اُٹھتی۔ ف۵

ف۱ یا اپنے کپڑوں کو زرد رنگتے ہو۔ ف۲ کعبے کے چار کونے ہیں دو تو یہاں مذکور ہیں دوسرے دو کونے رکن شامی اور رکنِ عراقی آپ طواف میں ان کو نہیں چومتے تھے۔ ف۳ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے مگر حدیث سے بصراحت نہیں معلوم ہوتا کہ آپ پاؤں دھوتے تھے اور ان جوتوں پر مسح نہیں کرتے تھے اس لئے امام بخاریؒ کا استدلال پورا نہیں ہوسکتا۔ ف۴ سنن ابوداؤد میں ہے کہ آپ ورس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگتے یہاں تک کہ عمامے کو بھی۔ ف۵ اور یہ آٹھویں تاریخ ہوتی ہے اسی دن حاجی مکہ سے منیٰ کو روانہ ہوتے۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ۔

باب: وضو اور غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنا۔ ف۱

ف۱ یہ سب علماء کے نزدیک سنت ہے مگر شیعہ اس کو واجب کہتے ہیں۔

۱۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُنَّ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ: ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا)۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل نے کہا ہم سے خالد نے اُنہوں نے حفصہ بنت سیرین سے سُنا اُنہوں نے ام عطیہؓ سے جب آنحضرتؐ کی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) کو غسل دینے لگے تو آپؐ نے غسل دینے والی عورتوں سے فرمایا داہنی طرف سے اور وضو کے مقاموں سے ان کا غسل شروع کرو۔ ف۱

ف۱ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ جب غسل میں داہنی طرف سے شروع کرنے کا حکم ہوا تو ایسا ہی وضو میں بھی ہوگا۔

۱۶۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ، وَتَرَجُّلِهِ، وَطُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو اشعث بن سلیم نے خبر دی اُنہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سے سُنا اُنہوں نے مسروق سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کام میں داہنی طرف سے شروع کرنا اچھا لگتا جوتا پہننے میں اور کنگھی کرنے میں اور طہارت کرنے میں۔ ف۱

ف۱ ابن دقیق العید نے کہا پاخانہ میں جانا اور مسجد سے نکلنا ان کاموں میں سے مستثنیٰ ہیں ان میں بائیں جانب سے شروع کرنا چاہیئے یہ امر استحباباً ہے نہ وجوباً۔ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا وضو میں داہنی طرف سے شروع کروں یا بائیں

طرف سے اُنہوں نے پانی منگوایا اور پہلے بایاں ہاتھ دھویا پھر داہنا گویا تبلا دیا کہ یہ امر واجب نہیں ہے۔

بَابُ الْتِمَاسِ الْوَضُوءِ إِذَا حَانَتِ الصَّلَاةُ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: حَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوجَدْ فَنَزَلَ التَّيَمُّمُ۔

باب، جب نماز کا وقت آجائے تو پانی کی تلاش کرنا اور حضرت عائشہؓ نے کہا صبح کی نماز کا وقت آیا تو پانی کو ڈھونڈا نہ ملا، آخر تیمّم کی آیت اُتری ف۱

ف۱ اس قول کو خود امام بخاریؒ نے کتاب التیمّم میں باسناد روایت کیا ہے اور اس لفظ سے سورۂ مائدہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

۱۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوا، فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ، وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہؓ سے اُنہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور نماز کا وقت آن پہنچا تھا لوگ پانی کی تلاش کر رہے تھے لیکن پانی نہ ملا، آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (تھوڑا سا) وضو کا پانی لایا گیا ف۱ آپؐ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں سے فرمایا اس میں سے وضو شروع کرو انسؓ نے کہا میں نے دیکھا پانی آپؐ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا تھا۔ یہاں تک کہ (سب نے) وضو کر لیا اخیر والے شخص نے بھی۔ ف۲

ف۱ کہتے ہیں یہ پانی اتنا تھا کہ ایک آدمی کے وضو کو کافی ہوتا۔ اس حدیث میں آپؐ کا ایک بڑا معجزہ مذکور ہے۔

ف۲ اس حدیث کا مفصل بیان ان شاء اللہ تعالیٰ علامات النبوۃ میں آئے گا۔

بَابُ الْمَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الْإِنْسَانِ، وَكَانَ عَطَاءٌ لَا يَرَى بِهِ بَأْسًا أَنْ يُتَّخَذَ مِنْهَا الْخُيُوطُ وَالْحِبَالُ، وَسُؤْرِ الْكِلَابِ وَمَمَرِّهَا فِي الْمَسْجِدِ،

باب، جس پانی سے آدمی کے بال دھوئے جائیں وہ پاک ہے اور عطاء آدمی کے بال سے ڈوریاں اور رسیاں بنانا برا نہیں سمجھتے تھے ف۱ اور اس باب میں کتّوں کے جھوٹے اور مسجد میں اُن کے آنے جانے کا بیان ہے۔ ف۲ اور

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ لَيْسَ لَهُ وَضُوءٌ غَيْرُهُ يَتَوَضَّأُ بِهِ. وَقَالَ سُفْيَانُ: هَذَا الْفِقْهُ بِعَيْنِهِ، يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى. فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا. وَهَذَا مَاءٌ وَفِي النَّفْسِ مِنْهُ شَيْءٌ يَتَوَضَّأُ بِهِ وَيَتَيَمَّمُ۔

زہری نے کہا جب کتا کسی برتن میں چپڑ چپڑ کرے، اور اس کے سوا اور پانی نہ ہو تو اس سے وضو کرلے اور سفیان ثوری نے کہا قرآن سے بھی یہی نکلتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو اور کتے کا جھوٹا آخر پانی ہے لیکن دل میں اس کی طرف سے ذرا شبہ ہے (شاید وہ نجس ہو) تو وضو اور تیمم دونوں کرے (احتیاطاً) ف۳

ف۱ اس سے یہ نکلا کہ آدمی کے بال پاک ہیں اسی طرح اس جانور کے بال جو حلال ہے، جو جانور حلال نہیں یا ذبح نہیں کیا گیا اُس کے بالوں میں اختلاف ہے اکثر علماء کے نزدیک وہ بھی پاک ہیں۔ ف۲ امام بخاریؒ کے نزدیک کُتّے کا جھوٹا پاک ہے، امام شوکانی نے کہا اکثر علماء کے نزدیک وہ نجس ہے اسی طرح کُتّے کا لعاب اور عکرمہ اور مالکؒ کے نزدیک ایک روایت میں پاک ہے۔ ف۳ اس سے عمدہ شکل یہ ہے کہ اُس کے پانی کو بہا دے تو سب کے نزدیک تیمم درست ہو جائے گا۔ یسور کا بھی یہی حکم ہے امام مالکؒ اس کا جھوٹا بھی پاک کہتے ہیں اور دوسرے علماء نجس جانتے ہیں۔

۱۷۱- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: قُلْتُ لِعَبِيدَةَ: عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ، أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ، فَقَالَ: لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل نے اُنھوں نے عاصم بن سلیمان سے اُنھوں نے ابن سیرین سے میں نے عبیدہ سے کہا میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال ہیں جو ہم کو انس کی طرف سے یا اُن کے گھر والوں کی طرف سے ف۱ پہنچے ہیں عبیدہ نے کہا اگر ان میں کا ایک بال بھی میرے پاس ہو تو (ساری) دُنیا سے اور جو دُنیا میں ہے اس سے وہ مجھ کو زیادہ پسند ہوگا۔

ف۱ ابن سیرین کے باپ مولیٰ تھے انسؓ کے اور انسؓ ربیب تھے ابو طلحہؓ کے اور ابو طلحہؓ کو آنحضرتؐ نے اپنے بال دیئے تھے۔ اس سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ آدمی کے بال پاک ہیں جب تو عبیدہؓ نے ان کو تبرک سمجھا اور اس میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ آنحضرت کے تمام فضلات تک پاک اور طاہر تھے آپ پر دوسرے آدمیوں کا قیاس نہیں ہو سکتا۔

۱۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ كَانَ أَبُو

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم کو سعید بن سلیمان نے خبر دی کہا ہم سے عباد نے بیان کیا انہوں نے ابن عون سے اُنہوں نے ابن سیرین سے اُنہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (حج میں) اپنا سر منڈایا تو سب سے پہلے ابو طلحہؓ نے آپؐ

طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعْرِهِ۔ کے بال لے لئے۔

بَابُ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ

باب: جب کُتا برتن میں منہ ڈال کر پی لے۔ ف

ف امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ باب کی حدیث سے کُتّے کی نجاست نہیں نکلتی اگر سات بار دھونا نجاست کی وجہ سے ہوتا تو کُتّے سے بڑھ کر سور زیادہ نجس ہے اس کا جھوٹا برتن سات سے بھی زیادہ دھونے کا آپؐ حکم فرماتے بلکہ یہ حکم احتیاطی ہے اور تعبدی کیونکہ بعضا کُتّا زہریلا ہوتا ہے۔

۱۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے اُنہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کُتا تمہارے کسی برتن میں سے پی لے تو اُس کو سات بار دھوئے۔ ف

ف اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ کُتّے کے جھوٹے برتن کے سات بار دھونے کا جو حکم ہوا تو معلوم ہوا کہ نجاست کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ سور اس سے زیادہ نجس ہے اور اس کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا کافی ہے۔

۱۷۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا رَأَى كَلْبًا يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَأَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ حَتَّى أَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ)، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا کہا میں نے اپنے باپ سے سُنا اُنہوں نے ابوصالح سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا ایک شخص نے ایک کُتا دیکھا جو پیاس کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا اس نے اپنا موزہ اُتارا اور اس میں پانی بھر کر اس کو پلانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گیا اللہ نے اُس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو جنت عطا فرمائی۔ ف

احمد بن شبیب نے کہا مجھ سے میرے باپ نے اُنہوں نے یونس سے اُنہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے حمزہ بن عبداللہ نے بیان کیا اُنہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے سُنا اُنہوں نے کہا کہ آنحضرتؐ کے مبارک زمانے میں کُتے مسجد میں آتے جاتے (یعنی مسجد نبویؐ میں کیونکہ دروازہ

شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ۔

اور حصار نہ تھا) پھر وہاں کسی جگہ پر پانی نہیں چھڑکتے تھے ف۲

ف۱ اس حدیث سے امام بخاری رح نے کُتّے کے پاک ہونے پر دلیل لی ہے کیونکہ اس کے موزے میں کُتّے نے پانی پیا، حالانکہ حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ اس نے اپنا موزہ دھویا اور اس کو پاک کیا مخالفین کہتے ہیں کہ ذکر نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے اپنا موزہ پاک نہ کیا دوسرے ممکن ہے کہ موزے میں پانی بھر کر کہیں ڈال دیا ہو کُتّے نے پانی پی لیا ہو تیسرے یہ اگلی اُمتوں کا ذکر ہے ان کی شریعت میں شاید کُتّا پاک ہوگا۔ ف۲ اس کو پاک کرنے کے لئے ایک روایت میں ہے کہ کُتّے مسجد میں پیشاب بھی کرتے اگر کُتّا نجس ہوتا تو رات دن مسجد کو پاک کرتے رہتے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ مسجد کی زمین اُن دنوں میں کچی تھی کُتّوں کے آنے جانے سے وہ نجس نہیں ہوتی تھی کیونکہ زمین جب سوکھ جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔

۱۷۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: (إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ فَقَتَلَ فَكُلْ، وَإِذَا أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ، قُلْتُ أُرْسِلُ كَلْبِي فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ، قَالَ: فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى كَلْبٍ آخَرَ)۔

ہم سے حفص بن عمر رض نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ رض نے بیان کیا اُنہوں نے عبداللہ بن ابی السفر سے اُنہوں نے عامر شعبی سے اُنہوں نے عدی بن حاتم سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت سے (کُتّے کے شکار کو) پوچھا آپ نے فرمایا جب تو اپنا سدھایا ہوا (شکاری) کُتّا چھوڑے وہ شکار مار ڈالے تو کھا اور جب وہ اس جانور میں سے کھالے تو اُس کو نہ کھا کیونکہ اُس نے اپنے لئے وہ جانور پکڑا میں نے عرض کیا کبھی میں اپنا کُتّا (شکار پر) چھوڑتا ہوں وہاں اُس کے ساتھ دُوسرا کُتّا بھی پاتا ہوں آپ نے فرمایا اس شکار کو مت کھا کیونکہ تو نے اپنے کُتّے پر بسم اللہ کہی نہ دوسرے کُتّے پر ف۱

ف۱ اس حدیث سے امام بخاری رح نے کُتّے کے پاک ہونے پر دلیل لی کیونکہ کُتّا جب شکار پکڑے گا تو آخر اپنا منہ اُس میں لگائے گا اور آپ نے عدی رض کو یہ حکم نہیں دیا کہ اس جانور کو دھوئے۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اس کا ذکر نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ دھونے کی ضرورت نہ ہو احتمال ہے کہ عدی رض کو یہ بات پہلے سے معلوم ہو کہ جہاں کُتّے کا منہ لگا ہے اس کا پاک کرنا ضرور ہے اور اسی خیال سے آپ نے اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوءَ إِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى۔ أَوْجَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ۔ وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّودُ،

باب: وضو اسی حدث سے لازم آتا ہے جو دونوں راہوں یعنی قبل یا دبر سے نکلے کیونکہ اللہ تعالٰی نے (سورۂ مائدہ میں) فرمایا یا کوئی تم میں سے جائے ضرور سے آئے۔ ف۱ اور عطاء نے کہا جس کی دُبر (پاخانے کے مقام) کو کیڑا نکلے یا ذکر

أَوْ مِنْ ذَكَرِهِ نَحْوُ الْقَمْلَةِ: يُعِيدُ الْوُضُوءَ، وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: إِذَا ضَحِكَ فِي الصَّلَاةِ أَعَادَ الصَّلَاةَ لَا الْوُضُوءَ، وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ أَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ فَلَا وَضُوءَ عَلَيْهِ، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا وَضُوءَ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ، وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَنَزَفَهُ الدَّمُ، فَرَكَعَ وَسَجَدَ، وَمَضَى فِي صَلَاتِهِ، وَقَالَ الْحَسَنُ: مَا زَالَ الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ، وَقَالَ طَاوُسٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، وَعَطَاءٌ وَأَهْلُ الْحِجَازِ: لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوءٌ، وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَبَزَقَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى دَمًا فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالْحَسَنُ فِيمَنْ يَحْتَجِمُ: لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا غَسْلُ مَحَاجِمِهِ.

میں سے (کوئی جانور) جوں کی طرح تو وہ پھر وضو کرے ف۲ اور جابر بن عبداللہؓ نے کہا اگر کوئی (ٹھٹھا کر) نماز میں ہنس دے تو نماز دوبارہ پڑھے لیکن وضو دوبارہ نہ کرے ف۳ اور امام حسن بصریؒ نے کہا جس نے اپنے (سر کے) بال منڈائے یا ناخن کترائے یا اپنے موزے اتار ڈالے تو اس پر (دوبارہ) وضو لازم نہیں ف۴ اور ابوہریرہؓ نے کہا وضو لازم نہیں مگر حدث سے ف۵ اور جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات الرقاع ف۶ کی لڑائی میں تھے وہاں ایک شخص کو (عین نماز میں) تیر لگا اس میں سے بہت خون بہا لیکن اس نے رکوع اور سجدہ کیا اور نماز پڑھے چلا گیا اور امام حسن بصریؒ نے کہا مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں میں نماز پڑھتے رہے۔ ف۷ اور طاؤس اور امام محمد باقرؒ اور عطاء۔ اور حجاز کے لوگوں نے کہا کہ خون نکلنے سے وضو نہیں جاتا اور عبداللہ بن عمرؓ نے ایک پھنسی کو دبایا اس میں سے خون نکلا پھر وضو نہیں کیا، اور ابن ابی اوفی صحابیؓ نے خون تھوکا لیکن نماز پڑھا کئے اور ابن عمرؓ اور حسن بصریؒ نے کہا جو کوئی پچھنے لگائے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا) فقط پچھنے کی جگہوں کو دھو ڈالے۔ ف۸

ف۱ یہ آیت سورۂ مائدہ میں ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے حدث بیان فرمائے ہیں ایک جس سے وضو ٹوٹتا ہے یعنی حدثِ اصغر دوسرے جس سے غسل لازم آتا ہے یعنی حدث اکبر تو غائط سے حدثِ اصغر مراد ہے اور لامستم النساء سے حدثِ اکبر، اصل میں غائط جائے ضرور کو کہتے ہیں مگر مجازاً غائط اس کو کہنے لگے جو سبیلین یعنی قبل یا دبر سے نکلے پس اللہ تعالیٰ نے اسی کو حدث قرار دیا ہے۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اس میں حصر کہاں ہے اس کے علاوہ لامستم سے عورت کا چھونا مراد ہے تو وہ بھی حدثِ اصغر مراد ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے شافعیہ اور بعض اہلِ حدیث کا یہی قول ہے۔ ف۲ اہلِ حدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن امام مالک کا یہ قول ہے کہ خلافِ معمول کوئی چیز اگر قبل یا دبر سے بھی نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ف۳ اس سے یہ نکلا کہ قہقہہ گو نماز میں ہو حدث نہیں ہے اہلِ حدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو

بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ف۴ اس خیال سے کہ اس نے وضو میں بالوں یا موزوں پر مسح کیا تھا اب بال نہیں رہے یا موزہ اُتر گیا۔ ف۵ اور اوپر گزر چکا کہ ابو ہریرہؓ نے حدث چسکی یا پاد کو کہا۔ ف۶ ذات الرقاع اس لڑائی کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے اس میں اپنے جھنڈوں پر پیوند لگائے تھے۔ بعضوں نے کہا ذات الرقاع وہاں ایک درخت کا نام تھا۔ ف۷ اور خون نکلتے رہنے کی پرواہ نہ کی وہ خون نکلنے کو حدث نہیں جانتے تھے۔ ف۸ حنفیہ اور امام احمدؒ اور اسحٰق کے نزدیک بہتا ہوا خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور امام مالک اور شافعی اور اکثر اہل حدیث کے نزدیک خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا گو وہ بہتا ہوا ہو۔ ہم نے تسہیل القاری میں طرفین کے دلائل بیان کئے ہیں اور اخیر میں یہ لکھا ہے کہ اس باب میں کوئی مرفوع صحیح حدیث کسی کی طرف نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی احتیاطاً خون نکلنے سے وضو کر لے تو اور بات ہے اور جو نہ کرے تو کچھ لازم نہیں ہے۔

۱۷۶- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ مَا لَمْ يُحْدِثْ) فَقَالَ رَجُلٌ أَعْجَمِيٌّ: مَا الْحَدَثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: الصَّوْتُ، يَعْنِي الضَّرْطَةَ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا کہا ہم سے سعید مقبری نے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ ہمیشہ نماز میں رہتا ہے (نماز کا ثواب اُس کو ملتا رہتا ہے) جب تک مسجد میں نماز کا انتظار کرتا رہے، اور اس کو حدث نہ ہو، ایک ۔ف۱ پر ملک والا (جو عربی نہ تھا) بولا ابو ہریرہؓ حدث کیا ہے اُنہوں نے کہا آواز یعنی پاد

ف۱ شاید یہ شخص وہی ہو حضر موت کا رہنے والا جس کا ذکر کتاب الوضوء کے شروع میں گذرا۔

۱۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا).

ہم سے ابو الولید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عینیہ نے اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے عباد بن تمیم سے اُنہوں نے اپنے چچا (عبداللہ بن زید) سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا نماز نہ چھوڑے جب تک (حدث کی) آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے۔ ف۱

ف۱ یعنی اگر نمازی کو نماز میں شک ہو کہ حدث ہوا یا نہیں تو نماز پڑھے جائے جب تک حدث کا یقین نہ ہو مثلاً آواز سُنے یا بدبو آئے اس کی وجہ وہی ہے جو اوپر گذر چکی کہ یقینی بات شک سے زائل نہیں ہوتی طہارت یقینی ہے اور حدث عارضی۔

۱۷۸- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے اُنہوں

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُنْذِرٍ أَبِي يَعْلَى الثَّوْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الحَنَفِيَّةِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرْتُ المِقْدَادَ بْنَ الأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: فِيهِ الوُضُوءُ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ۔

نے اعمش سے اُنہوں نے منذر ابو یعلی ثوری سے اُنہوں نے محمد بن حنفیہ سے اُنہوں نے کہا حضرت علیؓ نے کہا میں وہ شخص تھا جس کی مذی بہت نکلتی تھی ف۱ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھنے میں شرم کی ف۲ تو میں نے مقداد بن اسود سے کہا تم پوچھو اُنہوں نے پوچھا آپ نے فرمایا اس میں وضو ہے - اس حدیث کو جریر کی طرح شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا۔

ف۱ مذی وہ رطوبت جو شروع جماع میں بوس و کنار کے وقت نکل آتی ہے اور منی وہ گاڑھا پانی جو کود کر شہوت کے ساتھ نکلتا ہے اس کے نکلتے ہی خواہش کم ہو جاتی ہے ودی وہ پانی جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔ ف۲ دوسری روایت میں ہے اس وجہ سے کہ آپ کی صاحبزادی میرے نکاح میں تھیں۔

۱۷۹- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ؟ قَالَ عُثْمَانُ (يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ) قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَلِيًّا، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَأَمَرُوهُ بِذَلِكَ۔

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے ابوسلمہ سے کہ عطاء ابن یسار نے ان سے کہا زید بن خالد نے مجھ سے بیان کیا، اُنہوں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا میں نے کہا اگر کوئی شخص جماع کرے لیکن انزال نہ ہو (تو اس پر غسل ہے یا نہیں) اُنہوں نے کہا وہ نماز کے وضو کی طرح وضو کرلے اور اپنا ذکر دھو ڈالے حضرت عثمانؓ نے کہا میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے (اگر دخول ہو لیکن منی نہ نکلے تو غسل لازم نہیں وضو کافی ہے) پھر میں نے یہی مسئلہ حضرت علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور ابی بن کعبؓ سے پوچھا اُنہوں نے بھی یہی حکم دیا۔ ف

ف کئی صحابہ اور اہل ظاہر کا یہی قول ہے کہ صرف دخول سے اگر انزال نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا اور حدیث میں بھی یہی مضمون ہے إنما الماء من الماء لیکن اکثر علماء اور ائمہ اربعہ کا یہ قول ہے کہ مجرد دخول کے غسل واجب ہو جاتا ہے انزال ہو یا نہ ہو۔ اور انما الماء من الماء کی حدیث کو وہ منسوخ کہتے ہیں اور امام بخاریؒ کے نزدیک یہ حدیث منسوخ نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر غسل کرلے تو زیادہ احتیاط ہے لیکن وضو بھی کافی ہے پورا بیان اس کا انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الغسل میں آئے گا۔

۱۸۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ، فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ، تَابَعَهُ وَهْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَلَمْ يَقُلْ غُنْدَرٌ وَيَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ الْوُضُوءُ.

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو نضر نے خبر دی کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے حکم سے انہوں نے ذکوان ابو صالح سے انہوں نے ابو سعید خدری رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری آدمی کو بلا بھیجا وہ اس حالت میں حاضر ہوا کہ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا، آپؐ نے فرمایا شاید ہم نے تجھ کو جلدی میں ڈال دیا۔ ف۱ اس نے کہا جی ہاں تب آپؐ نے فرمایا جب تو جلدی میں پڑ جائے یا تیری منی رُک جائے (انزال نہ ہو) تو وضو کر ڈال (غسل ضرور نہیں) نضر کے ساتھ اس حدیث کو وہب نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔ امام بخاریؒ نے کہا غندر اور یحییٰ نے اس حدیث میں شعبہ سے وضو کا ذکر نہیں کیا۔

ف۱ تو انزال ہونے سے پہلے ہی چلا آیا اس خیال سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاتے ہیں وہ جماع کو چھوڑ کر غسل کر کے فوراً حاضر ہوا۔ ف۲ غندر اور یحییٰ کی روایتوں کو امام احمدؒ نے مسند میں نکالا یحییٰ کی روایت میں یوں ہے۔ تجھ پر غسل نہیں ہے اور غندر کی روایت میں یوں ہے تجھ پر غسل نہیں ہے وضو ہے شاید امام بخاریؒ کے شیخ نے غندر سے جو روایت نقل کی ہو اس میں وضو کا ذکر نہ ہو۔

بَابُ الرَّجُلِ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ

باب: کوئی شخص اپنے ساتھی کو وضو کرائے تو کیا ہے۔

۱۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ عَدَلَ إِلَى الشِّعْبِ فَقَضَى حَاجَتَهُ، قَالَ أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ: فَجَعَلْتُ أَصُبُّ عَلَيْهِ وَيَتَوَضَّأُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباس رضؓ کے غلام تھے انہوں نے اسامہ بن زید سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے لوٹے تو گھاٹی کی طرف مڑ گئے (راستہ چھوڑ کر) وہاں حاجت سے فارغ ہوئے اسامہ نے کہا میں آپؐ پر پانی ڈالتا جاتا تھا آپ وضو کر رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نماز پڑھیں گے آپؐ نے

أَتُصَلِّي؟ فَقَالَ: الْمُصَلَّى أَمَامَكَ).

فرمایا نماز آگے پڑھیں گے ف۱

ف۱ یعنی مزدلفہ میں جاکر یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس سے یہ نکلا کہ وضو میں دوسرے کی مدد لینا درست ہے اور وہ خلاف سنت نہیں جو فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ اولی ہے۔

۱۸۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ ابْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، وَأَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ وَأَنَّ مُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا کہا میں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے سنا وہ کہتے تھے مجھ کو سعد بن ابراہیم نے خبر دی ان کو نافع بن جبیرؓ ابن مطعم نے انہوں نے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ سے سنا وہ اپنے باپ مغیرہ بن شعبہؓ سے وہ ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپؐ حاجت کے لئے تشریف لے گئے اور رجب لوٹ کر آئے تو) مغیرہؓ آپؐ پر پانی ڈالنے لگے آپؐ وضو کر رہے تھے آپ نے اپنا منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سر پر مسح کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

بَابُ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ

وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: لَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ فِي الْحَمَّامِ وَيَكْتُبُ الرِّسَالَةَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، وَقَالَ حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: إِنْ كَانَ عَلَيْهِمْ إِزَارٌ فَسَلِّمْ وَإِلَّا فَلَا تُسَلِّمْ.

باب: قرآن کا پڑھنا (لکھنا) وغیرہ بے وضو درست ہے ف۱ اور منصور نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا حمام کے اندر قرآن پڑھنے میں کچھ برائی نہیں ف۲ اور خط وغیرہ بے وضو لکھ سکتا ہے ف۳ اور حماد بن ابی سلیمان نے ابراہیم نخعی سے نقل کیا اگر حمام میں جو لوگ نہاتے ہوں وہ تہ بند باندھے ہوں تو ان کو سلام کر ورنہ نہ کر ف۴

ف۱ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے قرآن وغیرہ دوسرے اذکار اور ادعیہ کا بے وضو پڑھنا درست ہے۔ ف۲ حمام میں اکثر آدمی بے وضو ہوتا ہے بعضوں نے اس کو مکروہ سمجھا ہے۔ ف۳ حالانکہ خط کے شروع میں کبھی بسم اللہ لکھی جاتی ہے کبھی کوئی آیت یا حدیث اس میں لکھی جاتی ہے۔ ف۴ کیونکہ حمام میں ننگے نہانا اور ستر کھولنا حرام ہے اور بدعت اور ایسے لوگوں کو جو حرام یا بدعت میں مصروف ہوں سلام نہ کرنا چاہیئے یا اس وجہ سے کہ جب ان کو سلام کرے گا اور وہ ننگے ہوں تو ننگے پنے میں جواب دیں گے اور ایسی حالت میں ذکر الٰہی مکروہ ہے جیسے پاخانہ میں۔

۱۸۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِيمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب سے جو ابنِ عباس کے غلام تھے اُن سے ابن عباسؓ نے بیان کیا وہ ایک رات ام المومنین میمونہؓ کے پاس جو اُن کی خالہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں رہے، ابن عباسؓ نے کہا میں بچھونے کے چوڑان میں لیٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی بی بی اس کے لنباؤ میں لیٹے پھر آپؐ نے آرام فرمایا جب آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ ہی پہلے یا اس کے کچھ بعد تو آپ بیدار ہوئے (نیند سے جاگے) اور بیٹھ کر اپنی آنکھیں ہاتھ سے ملنے لگے۔ پھر سورہ آل عمران کے اخیر کی دس آیتیں پڑھیں (اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے اخیر تک) ف پھر ایک پرانی مشک کی طرف گئے جو لٹک رہی تھی اس میں سے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے ابن عباسؓ نے کہا میں بھی کھڑا ہوا اور جیسا آنحضرتؐ نے کیا تھا میں نے بھی کیا پھر میں آپؐ کے پہلو میں کھڑا ہوا آپؐ نے (پیار سے) اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر اس کو مروڑنے لگے اس کے بعد آپؐ نے (تہجد کی) دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں (سب بارہ رکعتیں) پھر وتر پڑھا پھر لیٹ رہے یہاں تک کہ مؤذن آپؐ کے پاس آیا اس وقت آپ کھڑے ہوئے اور ہلکی پھلکی دو رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھیں پھر باہر نکلے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپؐ نے بے وضو قرآن کی آیتیں پڑھیں اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ نیند سے آپ کا وضو نہیں جاتا تھا تو بے وضو ہونا کہاں سے معلوم ہوا جواب یہ ہے کہ جب آپ نے وضو کیا تو ظاہر یہی ہے کہ وضو ٹوٹ گیا تھا دوسرے آپ اپنی بی بی کے ساتھ سوئے تھے اور عورت کا چھونا ناقض وضو ہے بعضوں نے کہا

ابن عباسؓ نے جو اس رُوایت میں کہا کہ جیسے آنحضرت نے کیا میں نے بھی کیا اس سے امام بخاریؒ نے دلیل لی کیونکہ ابن عباسؓ اس وقت باوضو نہ تھے اور انہوں نے بھی یہی آیتیں پڑھیں آنحضرتؐ نے ان کو منع نہ کیا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ إِلَّا مِنَ الْغَشْيِ الْمُثْقِلِ۔

باب: جب سخت غشی ہو (بالکل ہوش نہ رہے) تو وضو ٹوٹے گا۔ ف۱

ف۱ مطلب یہ ہے کہ خفیف بیہوشی سے نہیں ٹوٹے گا جس کو عربی میں اغما کہتے ہیں کیونکہ اس میں ہوش و حواس باقی رہتے ہیں ایک ذرہ غفلت سی ہو جاتی ہے۔

۱۸٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ، عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ، وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي فَقُلْتُ: مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ، وَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ فَقُلْتُ: آيَةٌ؟ فَأَشَارَتْ: أَنْ نَعَمْ، فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي مَاءً، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: (مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ، مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ- لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ- يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ: مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟

ہم سے اسمٰعیل بن اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے مالکؒ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنی بی بی فاطمہ بنت منذر سے انہوں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکرؓ سے انہوں نے کہا جب سورج کو گہن لگا تو میں حضرت عائشہؓ ام المؤمنین کے پاس آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں دیکھا تو لوگ نماز میں کھڑے ہیں اور عائشہؓ بھی کھڑی نماز پڑھ رہی ہیں میں نے (نماز ہی میں) اُن سے پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا کیا (عذاب کی) کوئی نشانی ہے انہوں نے اشارے سے کہا ہاں پھر میں کھڑی ہوئی ف یہاں تک کہ مجھ کو غش آگیا اور میں اپنے سر پر پانی ترٹرانے لگی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے اللہ کی تعریف کی اس کی خوبی بیان کی پھر فرمایا جو چیز میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی وہ (آج) میں نے اس جگہ دیکھ لی، یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھ کو یہ وحی آئی کہ قبروں میں تمہارا امتحان ہوگا اُتنا ہی یا اس کے قریب قریب جتنا دجال کے سامنے ہوگا فاطمہ نے کہا میں نہیں جانتی اسماءؓ نے کونسا لفظ کہا ف۲ تم میں سے ہر ایک کے پاس (قبر میں) فرشتے آئیں گے

فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُوقِنُ - لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا، فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُوقِنًا. وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ - لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ - فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ».

اور کہیں گے تو اس شخص کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا ہے لیکن ایماندار یا یقین رکھنے والا میں نہیں جانتی اسماء نے کونسا لفظ کہا یوں کہے گا وہ محمدؐ ہیں اللہ کے رسول ہمارے پاس نشانیاں اور ہدایت کی باتیں لے کر آئے ہم نے ان کا کہنا قبول کیا اور ایمان لائے ان کی پیروی کی تب اس سے کہا جائے گا تو اچھی طرح سورہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایماندار تھا اور جو منافق ہوگا یا شک کرنے والا میں نہیں جانتی کہ اسماء نے کونسا لفظ کہا وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا[۳] تو میں بھی کہنے لگا۔

ف۱ یعنی نماز میں یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اسماء کو غشی آگئی تھی مگر انہوں نے تازہ وضو نہیں کیا۔ ف۲ یعنی یوں کہا کہ اتنا ہی امتحان جتنا دجال کے سامنے ہوگا یا یوں کہا اس کے قریب قریب، یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ ف۳ کوئی آپؐ کو شاعر تبلاتا کوئی کاہن کوئی جادوگر میں بھی وہی کہنے لگا مجھے کسی بات کا بھی یقین نہ تھا نہ میں نے خود غور کیا تھا۔ اس حدیث سے اندھا دھند تقلید کی بڑی مذمت ثابت ہوئی۔

بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ كُلِّهِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى - وَامْسَحُوا بِرُؤُوسِكُمْ - وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: الْمَرْأَةُ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ، تَمْسَحُ عَلَى رَأْسِهَا، وَسُئِلَ مَالِكٌ: أَيُجْزِئُ أَنْ يَمْسَحَ بَعْضَ الرَّأْسِ؟ فَاحْتَجَّ بِحَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ.

باب: سارے سر پر مسح کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ مائدہ میں) فرمایا اور اپنے سروں پر مسح کرو ف۱ اور سعید بن مسیب نے کہا عورت بھی مرد کی طرح اپنے (سارے) سر پر مسح کرے اور امام مالکؒ سے پوچھا گیا کیا تھوڑے سر کا مسح بھی کافی ہے تو انہوں نے عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث سے دلیل لی۔ ف۲

ف۱ اور کوئی حد بیان نہیں کی کہ آدھے سر یا چوتھائی سر کی جیسے ہاتھوں میں قید لگائی کہنیوں تک اور پاؤں میں ٹخنوں تک تو سارے سر کا مسح لازم ہوگا جب سر پر عمامہ نہ ہو اگر عمامہ ہو تو پیشانی سے مسح شروع کر کے عمامہ پر ہاتھ پھیر لیوے یہ کافی ہو جائے گا عمامہ اتارنا ضرور نہیں اہل حدیث کا یہی قول ہے اور جس نے چوتھائی سر کا مسح فرض رکھا ہے یا ایک بال کا بھی مسح کافی سمجھا ہے اس کی دلیل قوی نہیں ہے۔ ف۲ جو امام بخاریؒ نے آگے بیان کی پوچھنے والا اسحٰق بن عیسیٰ تھا گویا امام مالکؒ نے یہ تبلایا کہ عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث سے سارے سر کا مسح نکلتا ہے تو سارے ہی سر کا مسح فرض ہوگا۔

۱۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا ہم کو امام مالک

قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ. ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتَّى ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

نے خبر دی اُنہوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے اُنہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ سے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن زیدؓ سے پوچھا جو عمرو بن یحییٰ کے دادا تھے ف۱ کیا تم مجھ کو بتلا سکتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کیا کرتے تھے۔ عبداللہ ابن زید نے کہا ہاں پھر اُنہوں نے پانی منگوایا اور اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اس کو دوبارہ دھویا پھر تین بار کلی کی، اور ناک سنکی پھر اپنا منہ تین بار دھویا پھر اپنے ہاتھوں کو دو دو بار کہنیوں تک دھویا پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر پر مسح کیا آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے یعنی پہلے سر کے آگے سے شروع کیا اور دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے پھر جہاں سے شروع کیا تھا وہیں تک ہاتھوں کو لے آئے پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

ف۱ یعنی باپ کے چچا وہ بھی دادا ہوئے کیونکہ پوچھنے والا عمرو بن ابی حسن تھا اور عمرو بن یحییٰ کے دادا عمارہ تھے۔ عمارہ اور عمرو بن ابی حسن بھائی بھائی تھے۔

بَابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

۱۸۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ: شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَتَوَضَّأَ لَهُمْ وُضُوءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدِهِ مِنَ التَّوْرِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ

باب: دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھونا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے اُنہوں نے عمرو بن یحییٰ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے کہا میں عمرو بن ابی حسن (اپنے چچا) کے پاس موجود تھا انہوں نے عبداللہ بن زیدؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے اُنہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سا وضو کر کے لوگوں کو بتلایا تو پہلے اس طشت میں سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا ان کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ اس طشت میں ڈال کر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ناک سنکی تین چلوؤں سے ف۱ پھر اپنا ہاتھ

غَرَفَاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَمَسَحَ رَأْسَهُ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ.

اس میں ڈال کر (پانی لے کر) اپنا منہ تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ اس میں ڈال کر اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا پھر اپنا ہاتھ ڈال کر (پانی لے کر) سر پر مسح کیا آگے سے ہاتھوں کو لے گئے اور پیچھے سے لائے ایک ہی بار پھر دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔

ف یعنی ایک چلو لیا آدھے سے کلی کی اور آدھا ناک میں ڈالا پھر دوسرا چلو لیا اس سے بھی اسی طرح کیا پھر تیسرا چلو لیا اور ایسا ہی کیا۔

بَابُ اسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوءِ النَّاسِ

وَأَمَرَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَهْلَهُ أَنْ يَتَوَضَّئُوا بِفَضْلِ سِوَاكِهِ.

باب: لوگوں کے وضو سے جو پانی بچ رہا ہو اس کو کام میں لانا ف جریر بن عبداللہ نے اپنے گھر والوں سے کہا اُنکی مسواک کرنے کے بعد جو پانی بچ رہا اس سے وضو کریں ف۲

ف بچے ہوئے پانی سے یہاں وہ پانی مراد ہے جو وضو کے برتن میں بچ رہے یا جو پانی وضو کرنے والے کے اعضا سے ٹپکے یعنی جس کو مستعمل پانی کہتے ہیں، بعضے لوگوں نے اس پانی کو نجس سمجھا ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف رح کا اور ایک روایت امام ابوحنیفہ رح سے بھی ایسی ہی ہے امام بخاری رح نے یہ باب لا کر اس قول کا رد کیا ف۲ اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے نکالا اس کے ایک طریق میں یہ ہے کہ جریر رض مسواک کر کے اس کا سرا پانی میں ڈبو دیتے تھے ایسا کرنے سے وہ مستعمل ہو گیا اور جب اُس نے اپنے گھر والوں کو وضو کرنے کا حکم دیا تو وہ پانی پاک ہوا اور پاک کرنے والا بھی اور یہی صحیح ہے اور اکثر اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ جو پانی وضو کرنے والے کے اعضا سے ٹپکے وہ پاک ہے۔ ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

١٨٧- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ، فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ فَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ، فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، وَقَالَ

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم نے کہا میں نے ابو جحیفہ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو ہم پر برآمد ہوئے وضو کا پانی آپ کے پاس لایا گیا آپ نے وضو کیا پھر لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی لینے لگے اور بدن پر ملنے لگے پھر آپ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں (اس لئے کہ آپ مسافر تھے) اور آپ کے سامنے ایک برچھی گڑی تھی اور ابو موسیٰ اشعری رض نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ف نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور اپنے منہ اور ہاتھ اسمیں

أَبُو مُوسَى: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا).	دھوئے اور اسی میں کلی کی پھر بلال رض اور ابو موسیٰ رض سے کہا اس میں سے دونوں پی لو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو۔ ف

ف۱ اس حدیث کو خود امام بخاری رح نے مغازی میں سند سے نقل کیا۔ ف۲ معلوم ہوا کہ مستعمل پانی پاک ہے ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آدمی کے منہ کا لعاب نجس نہیں ہے۔

۱۸۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ، وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَغَيْرِهِ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ۔	ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ سے محمود بن ربیع نے بیان کیا اور یہ محمود وہی ہیں جن کے منہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر دی تھی جب وہ بچے تھے ان کے کنوئیں کے پانی سے اور عروہ نے مسور بن مخرمہ وغیرہ (مروان) سے روایت کی ہر ایک اپنے ساتھی کو سچا بتاتا تھا کہ (عروہ بن مسعود نے مکہ کے مشرکوں سے کہا) آنحضرت ص جب وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لئے لوگ لڑنے پر مستعد ہو جاتے ہیں ف۱

ف۱ یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری رح نے کتاب الشروط میں نکالا اور یہ واقعہ صلح حدیبیہ کا ہے جب مشرکوں کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی آنحضرت کے پاس گفتگو کرنے کے لئے آیا تھا اس نے لوٹ کر مشرکوں سے جا کر بیان کیا کہ آنحضرت ص کے صحابہ رض آپ ص کے ایسے جاں نثار ہیں کہ آپ ص کے وضو سے جو پانی بچ رہتا ہے اس کے لینے کے لئے ایسے گرتے ہیں گویا قریب ہے کہ لڑ مریں گے۔ سبحان اللہ اگر پیغمبر صاحب سے اور آپ ص کے کلام سے اتنی بھی محبت نہ ہو تو پھر ایمان کس کام کا۔

بَابٌ:-	باب:
۱۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْجَعْدِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ	ہم سے عبد الرحمن بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے حاتم ابن اسمٰعیل نے انہوں نے جعد بن عبد الرحمن سے انہوں نے کہا میں نے سائب بن یزید سے سنا وہ کہتے تھے میری خالہ ف۱ مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور عرض کیا

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَقِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَالِي بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ۔

یارسول اللہ یہ میرا بھانجا بیمار ہے (پاؤں کے درد سے) آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو کیا تو میں نے آپؐ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا پھر آپؐ کی پیٹھ کے پیچھے جا کھڑا ہوا میں نے مہر نبوت کو دیکھا آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں ایسی تھی جیسے چھپر کھٹ کی گھنڈی ف۲

ف۱ ان کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ف۲ ایک روایت میں یہ ہے جیسے کبوتر کا انڈا، ایک روایت میں ہے جیسے سیب اور اختلاف ہے کہ ولادت کے وقت سے یہ مہر آپؐ کے جسم پر موجود تھی یا بعد ولادت کے پیدا ہوئی، ابونعیم نے دلائل میں ایک روایت کی جس سے دوسرا امر ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ۔

باب : ایک ہی چلّو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ ف۱

ف۱ اس باب سے امام بخاریؒ نے ان لوگوں کا رد کیا جو کلی الگ چلّو سے اور ناک میں پانی ڈالنا الگ چلّو سے سنت کہتے ہیں اور طلحہ بن مصرف کی حدیث سے یہ دلیل لیتے ہیں لیکن اس حدیث میں کلام ہے نووی نے کہا صحیح حدیثوں سے یہی ثابت ہے کہ تین چلّو لے اور ہر ایک چلّو میں سے آدھے سے کلی کرے آدھے سے ناک میں پانی ڈالے۔

۱۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ أَفْرَغَ مِنَ الإِنَاءِ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ أَوْ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّةٍ وَاحِدَةٍ، فَفَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثًا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَا أَقْبَلَ وَمَا أَدْبَرَ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہ سے انہوں نے عبداللہ بن زید سے انہوں نے پہلے برتن سے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا، ان کو دھویا پھر منہ دھویا یا یوں کہا کہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی چلّو سے تین بار ایسا کیا ف۱ پھر دونوں ہاتھوں کو دونوں کہنیوں تک دھویا دو بار ف۲ اور سر پر آگے اور پیچھے دونوں طرف مسح کیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے پھر کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح وضو کیا کرتے تھے۔

ف۱ یہ شک امام بخاریؒ کے شیخ مسدد سے ہوا مسلم کی روایت میں شک نہیں ہے۔ صاف یوں مذکور ہے کہ

اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس کو نکالا اور کلی کی۔ ف۲ معلوم ہوا کہ وضو میں یہ درست ہے کہ کسی عضو کو تین بار دھوئے کسی کو دو بار۔

بَابُ مَسْحِ الرَّأْسِ مَرَّةً۔

باب: سر کا مسح ایک بار کرنا۔ ف۱

ف۱ یعنی سر کا مسح دو بار یا تین بار ضرور نہیں ہے نہ مستحب ہے۔

۱۹۱- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ، فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ مِنْ مَاءٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَغَسَلَ يَدَهُ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ بِهِمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں عمرو بن ابی حسن (اپنے چچا) کے پاس موجود تھا انہوں نے عبداللہ بن زیدؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کو پوچھا عبداللہ نے پانی کا ایک طشت منگوایا ان کے سامنے وضو کیا (پہلے) اس کو دونوں ہاتھوں پر جھکایا تین بار ان کو دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈال دیا اور تین چلوؤں سے تین بار کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور (پانی لے کر) تین بار اپنا منہ دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دو دو بار دھویا پھر برتن میں ہاتھ ڈالا۔ اور سر پر آگے اور پیچھے دونوں طرف مسح کیا پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور اپنے پاؤں دھوئے۔

۱۹۲- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: مَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً۔

ہم سے (اسی حدیث کو) موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے وہیب سے اس میں یوں ہے کہ سر پر ایک بار مسح کیا۔

بَابُ وُضُوءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ، وَفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ، وَتَوَضَّأَ عُمَرُ بِالْحَمِيمِ وَمِنْ بَيْتِ نَصْرَانِيَّةٍ۔

باب: مرد کا اپنی جورو کے ساتھ مل کر وضو کرنا اور عورت کے وضو سے جو پانی بچ رہے اس کا استعمال کرنا اور حضرت عمرؓ نے گرم پانی سے وضو کیا اور ایک نصرانی عورت کے گھر سے پانی لے کر۔ ف۱

ف۱ یہ دو جدا جدا اثر ہیں پہلے اثر کو سعید بن منصور اور عبدالرزاق نے اور دوسرے کو شافعی اور عبدالرزاق نے نکالا اور ان دونوں اثروں کی باب سے مناسبت بیان کرنے میں علماء حیران ہوتے ہیں بعضوں نے یوں کہا ہے کہ جب پانی گھر میں گرم ہوتا تو عورتیں بھی اس میں شریک ہو جاتی ہوں گی اسی طرح یہ نصرانی عورت ممکن ہے کہ کسی مسلمان کے نکاح میں ہو اور اس نے حیض کا غسل کر کے پانی بچا رکھا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے وضو کیا ہو مگر ایسے بعید احتمالات سے کوئی عقلمند آدمی دلیل نہیں لے سکتا۔ خصوصاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ توضیح یہ ہے کہ ان اثروں کو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے محض فائدے کے لئے بیان کر دیا۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ جیسے بعضے لوگ عورت کے بچے ہوئے پانی سے طہارت کو منع جانتے تھے اسی طرح گرم پانی سے یا کافر کے پانی سے بھی منع سمجھتے تھے تو اس کا جواز ظاہر کر دیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُونَ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيعًا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مرد اور عورتیں مل کر (ایک ہی برتن میں سے) وضو کیا کرتے۔ ف۱

ف۱ شاید پردہ اترنے سے پیشتر ہو گا بعضوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مرد اور عورتیں جو ایک دوسرے کے محرم ہوتے بعضوں نے کہا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مرد ایک جگہ مل کر وضو کرتے اور عورتیں ایک جگہ مل کر۔ واللہ اعلم۔

بَابُ صَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءَهُ عَلَى الْمُغْمَى عَلَيْهِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو سے بچا ہوا پانی بیہوش آدمی پر ڈالنا۔

۱۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ لَا أَعْقِلُ، فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوئِهِ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَنِ الْمِيرَاثُ؟ إِنَّمَا يَرِثُنِي

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے محمد بن منکدر سے کہا میں نے جابر سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے میں ایسا بیمار تھا کہ بالکل بیہوش آپ نے وضو کیا اور وضو کا یا وضو سے بچا ہوا پانی مجھ پر ڈالا مجھ کو ہوش آ گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا وارث کون ہو گا میں تو کلالہ ہوں ف۱ تب فرائض کی آیت اتری

كَلَالَةٌ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ۔ (جو سورۂ نساء کے اخیر میں ہے) ف

ف کلالہ اس کو کہتے ہیں جس کا نہ باپ دادا ہو نہ اس کی اولاد ہو، باب کی مناسبت اس جملہ سے ظاہر ہے کہ آپؐ نے وضو کا بچا ہوا پانی جابرؓ پر ڈالا اگر یہ پانی ناپاک ہوتا تو اُن پر کیوں ڈالتے ف وہ آیت یہ ہے یستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة اخیر تک اس کا ذکر ان شاء اللہ کتاب التفسیر میں آئے گا۔

بَابُ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ فِي الْمِخْضَبِ وَالْقَدَحِ، وَالْخَشَبِ، وَالْحِجَارَةِ۔

باب لگن اور پیالے اور لکڑی اور پتھر کے برتن میں سے غسل اور وضو کرنا۔

١٩٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنِيرٍ، سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيبَ الدَّارِ إِلَى أَهْلِهِ، وَبَقِيَ قَوْمٌ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيهِ مَاءٌ، فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيهِ كَفَّهُ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قُلْنَا: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَمَانِينَ وَزِيَادَةً۔

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا اُنہوں نے عبداللہ ابن بکر سے سُنا کہا ہم سے حمید نے بیان کیا اُنہوں نے انسؓ سے اُنہوں نے کہا (عصر کی) نماز کا وقت آن پہنچا پھر جس کا گھر قریب تھا وہ تو اپنے گھر (وضو کرنے کو) گیا اور کچھ لوگ (جن کے گھر دُور تھے ان کو وضو نہ تھا) رہ گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کی ایک لگن لائے جس میں پانی تھا۔ وہ اتنی چھوٹی تھی کہ آپؐ اپنی ہتھیلی اس میں پھیلا نہ سکے لیکن (باوجود اس کے) سب لوگوں نے (اس میں سے) وضو کر لیا حمید نے کہا میں نے انسؓ سے پُوچھا اس وقت تم کتنے آدمی تھے اُنہوں نے کہا اسی سے کچھ زیادہ۔ ف

ف یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے اس میں آپؐ کا ایک بڑا معجزہ ہے انسؓ نے کہا میں دیکھ رہا تھا آپ کی اُنگلیوں کے بیچ میں سے پانی پھوٹ رہا تھا۔

١٩٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ، وَمَجَّ فِيهِ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا انہوں نے برید سے اُنہوں نے ابی بردہ سے اُنہوں نے ابوموسیٰ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں ہاتھ دھوئے منہ دھویا اور اس میں کلی کی ف

ف گو اس حدیث میں وضو کا ذکر نہیں ہے مگر ہاتھ منہ دھونا دونوں وضو کے اعمال ہیں اور احتمال ہے کہ آپؐ نے وضو کو پُورا کیا ہو لیکن راوی نے اس کا ذکر نہ کیا ہو اس صورت میں باب کا مطلب مکمل آئے گا۔

١٩٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ:

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجْنَا لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرٍ، فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، فَأَقْبَلَ بِهِ وَأَدْبَرَ، وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

بن ابی سلمیٰؓ نے کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے عبداللہ بن زیدؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے پاس آئے) ہم نے ایک پیتل کی لگن میں آپ کے لئے پانی رکھا آپؐ نے وضو کیا اور تین بار اپنا منہ دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو دو بار دھوئے اور سر پر مسح کیا آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے اور دونوں پاؤں دھوئے۔

۱۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ، بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ آخَرَ، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ، هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ، لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ، وَأُجْلِسَ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپؐ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپؐ نے اپنی (دوسری) بی بیوں سے میرے گھر میں بیمار داری ہونے کی اجازت لی اُنہوں نے اجازت دی آپؐ دو آدمیوں کے بیچ میں (ان پر ٹیکا دے کر) نکلے آپؐ کے دونوں پاؤں زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے وہ دو آدمی عباسؓ تھے اور ایک اور شخص عبیداللہ نے کہا میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی اُنہوں نے کہا تو جانتا ہے وہ دوسرے شخص کون تھے میں نے کہا میں نہیں جانتا اُنہوں نے کہا وہ علی بن ابی طالب تھے ؓ اور حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر (یعنی میرے حجرے میں) آگئے اور آپؐ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا مجھ پر ایسی سات مشکیں بہاؤ جن کے ڈاٹ نہ کھولے گئے ہوں شاید میں لوگوں کو وصیت کرسکوں پھر آپ کو ام المومنین حفصہؓ کی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ الْقِرَبَ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ۔

ایک لگن میں بٹھایا (وہ تانبے کی تھی) اور ہم نے یہ مشکیں آپؐ پر بہانا شروع کیں یہاں تک کہ آپؐ ہم کو اشارہ کرنے لگے بس بس تم اپنا کام پورا کر چکیں پھر آپ لوگوں پر برآمد ہوئے ف۳۔

ف۱ ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے آپ پاؤں اُٹھا کر چل نہیں سکتے تھے اس لئے آپؐ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اور زمین پر لکیر پڑتی جاتی تھی۔ ف۲ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ میں بمقتضائے بشریت کچھ رنج آگیا تھا اس وجہ سے حضرت عائشہؓ نے ان کا نام نہیں لیا۔ ف۳ کہتے ہیں آپ نے نماز پڑھی اور لوگوں کو وعظ سنائی، ہائے یہ آخری وعظ تھی اب زیادہ قلم کو طاقت نہیں کہ کچھ لکھے دل کانپ رہا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ بخار میں ٹھنڈے پانی سے نہانا خصوصاً جب صفراوی بخار ہو نہایت مفید ہے اور جس طبیب نے اسکا انکار کیا وہ جاہل اور ناتجربہ کار ہے۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ التَّوْرِ۔

۱۹۸۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ عَمِّي يُكْثِرُ مِنَ الْوُضُوءِ، قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ: أَخْبِرْنِي كَيْفَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَكَفَأَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاغْتَرَفَ بِهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَمَسَحَ بِهِ رَأْسَهُ فَأَدْبَرَ بِهِ وَأَقْبَلَ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ، فَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: طشت سے وضو کرنے کا بیان۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلالؓ نے کہا مجھ سے عمرو بن یحییٰ نے اُنہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن عمارہؓ سے اُنہوں نے کہا میرے چچا (عمرو بن ابی حسن) وضو میں بہت پانی بہاتے تھے ف۱ اُنہوں نے عبداللہ بن زیدؓ سے کہا مجھ کو بتلاؤ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر وضو کرتے تھے اُنہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا (پہلے) اپنے ہاتھوں پر جھکا کر اُن کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈال دیا اور کلی کی اور ناک چھنکی ایک ہی چلو سے تین بار پھر دونوں ہاتھ طشت میں ڈال کر چلو بھر لیا اور تین بار اپنا منہ دھویا پھر دو دو بار دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھ سے پانی لیا اور اپنے سر پر مسح کیا ہاتھوں کو پیچھے لے گئے اور آگے لائے پھر دونوں پاؤں دھوئے پھر کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا۔

ف بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے بہت وضو کرتے تھے ۔

۱۹۹- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ- فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِيهِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ فَوَضَعَ أَصَابِعَهُ فِيهِ، قَالَ: أَنَسٌ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ- قَالَ أَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مَا بَيْنَ السَّبْعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ-

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے بیان کیا انہوں نے ثابت سے سنا انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک برتن منگوایا تو ایک کھلے منہ کا چوڑا اوتھلا پیالہ لائے اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپؐ نے اپنی انگلیاں اس میں رکھ دیں انسؓ نے کہا میں پانی کو دیکھنے لگا وہ آپؐ کی مبارک انگلیوں کے بیچ میں سے پھوٹ رہا تھا انسؓ نے کہا میں نے اندازہ کیا تو ستر۷۰ سے لے کر اسی۸۰ آدمیوں تک نے اس سے وضو کیا ف

ف اگلی روایت میں گذرا کہ اسی۸۰ سے کچھ زیادہ لوگوں نے اس سے وضو کیا اور جابرؓ نے پندرہ سو آدمیوں کو بیان کیا ہے اور ایک روایت میں تین سو آدمی مذکور ہیں یہ اختلاف ضرر نہیں کرتا کیونکہ ایسے واقعے متعدد بار ہوئے ہیں ۔

بَابُ الْوُضُوءِ بِالْمُدِّ-

باب : ایک مد پانی سے وضو کرنے کا بیان۔

۲۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ-

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر نے کہا مجھ سے عبداللہ بن جبر نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک صاع پانی سے لے کر پانچ مد پانی تک سے غسل کرتے تھے یا اپنا بدن دھوتے تھے اور ایک مد پانی سے وضو کر لیتے ۔ ف

ف یہ گویا کم مقدار ہے یعنی سنت یہ ہے کہ وضو ایک مد پانی سے کم میں نہ کرے اور غسل ایک صاع پانی سے کم میں نہ کرے صاع چار مد کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تہائی رطل کا ، ہمارے ملک کے وزن سے صاع سوا دو سیر ہوتا ہے اور مد آدھ سیر سے کچھ زیادہ دوسری روایت میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو میں دو رطل پانی کافی ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ مقدار مختلف ہوتی ہے باختلاف اشخاص و حالات اور ہر حال میں پانی میں اسراف کرنا اور بے ضرورت پانی بہانا منع ہے ۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

باب: موزوں پر مسح کرنے کا بیان۔

۲۰۱۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرٌو، قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ سَأَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: نَعَمْ، إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْأَلْ غَيْرَهُ، وَقَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ: أَخْبَرَنِي أَبُو النَّضْرِ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدًا حَدَّثَهُ فَقَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ اللهِ نَحْوَهُ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا اُنہوں نے ابن وہب سے کہا مجھ سے عمرو بن حارث نے بیان کیا مجھ سے ابوالنضر نے بیان کیا اُنہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے سنا اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے، اُنہوں نے سعد بن ابی وقاصؓ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا ف اور عبداللہ بن عمرؓ نے یہ مسئلہ (موزوں پر مسح کرنے کا) حضرت عمرؓ سے پوچھا اُنہوں نے کہا ہاں موزوں پر مسح آنحضرتؐ نے کیا ہے اور جب سعدؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث تجھ سے بیان کریں تو پھر دوسرے کسی سے اس کو نہ پوچھ ف۲ اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یوں کہا مجھ کو ابوالنضر نے خبر دی ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا کہ سعد نے اُن سے یہ حدیث بیان کی تو عمرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایسا ہی کہا۔

ف موزوں پر مسح کرنا ستر صحابہؓ نے روایت کیا ہے اور یہ خیال کرسورۂ مائدہ کی آیت نے اس کو منسوخ کر دیا صحیح نہیں ہے کیونکہ مغیرہؓ نے اس کو غزوۂ تبوک میں نقل کیا اور سورۂ مائدہ اس سے پہلے اُتر چکی تھی اور جریر بن عبداللہ صحابی نے اس کو نقل کیا وہ سورۂ مائدہ اُترنے کے بعد اسلام لائے بہرحال تمام صحابہؓ کے اتفاق سے موزوں کا مسح ثابت ہے اور جو کوئی اس کا انکار کرے وہ خارجی یا شیعی اور اہلِ سنت سے خارج ہے۔ ف۲ کیونکہ سعد بن ابی وقاصؓ ثقہ اور معتبر اور عشرۂ مبشرہ میں تھے اس سے یہ نکلا کہ خبر واحد پر عمل کرنا چاہیئے جب وہ ثقہ اور معتبر شخص کی خبر ہو۔

۲۰۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ

ہم سے عمرو بن خالد حرانی نے بیان کیا ہم سے لیث ابن سعد نے بیان کیا اُنہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے اُنہوں نے سعد بن ابراہیم سے اُنہوں نے نافع بن جبیر سے اُنہوں نے عروہ ابن مغیرہؓ سے اُنہوں نے اپنے باپ مغیرہ بن شعبہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ حاجت کے لئے نکلے، مغیرہ ایک ڈول پانی کا

خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ، فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

لے کر آپ کے پیچھے چلے جب آپؐ حاجت سے فارغ ہوئے تو مغیرہ نے آپؐ پر پانی ڈالا آپؐ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

۲۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَتَابَعَهُ حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ، وَأَبَانُ عَنْ يَحْيَى۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے ابو سلمہ سے اُنہوں نے جعفر ابن عمرو بن اُمیہ ضمری سے اُنہوں نے اپنے باپ سے سُنا اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ موزوں پر مسح کرتے تھے اور شیبان کے ساتھ اس حدیث کو حرب اور ابان نے بھی یحییٰ سے روایت کیا۔

۲۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ، تَابَعَهُ مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبدان (عبداللہ بن عثمان) نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی اُنہوں نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے اُنہوں نے ابو سلمہ سے اُنہوں نے جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے عمامہ پر مسح کرتے تھے اور موزوں پر وا؎ اور اوزاعی کے ساتھ اس حدیث کو معمر نے بھی یحییٰ سے روایت کیا اُنہوں نے ابو سلمہ سے اُنہوں نے عمرو سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

وا؎ عمامہ پر مسح کرنا ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اکثر اہلِ حدیث نے جائز رکھا ہے اور یہ بھی شرط نہیں کی کہ عمامہ کو باوضو باندھا ہو لیکن حنفیہ اور شافعیہ اس کو جائز نہیں رکھتے بعضوں نے یہ تاویل کی ہے کہ سر پر مسح شروع کر کے باقی عمامہ پر پورا کیا ہم کہتے ہیں اس تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ

باب: موزوں کو باوضو پہننا۔ وا؎

ف یعنی جب موزے پہنے تو ضرور ہے کہ آدمی باوضو ہو اس وقت موزے پر مسح کرنا جائز ہوگا ۔ اگر حدث کی حالت میں پہنے تو موزے اُتار کر پاؤں دھونا چاہیئے یہی قول ہے امام احمدؒ اور شافعیؒ اور اسحاقؒ اور مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور ثوریؒ کا ۔

۲۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ: دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا اُنہوں نے عامر شعبی سے اُنہوں نے عروہ بن مغیرہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے میں ایک سفر میں (غزوہ تبوک میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا (آپؐ وضو کر رہے تھے) میں جھکا کہ آپ کے موزے اُتار لوں آپؐ نے فرمایا رہنے دے میں نے ان کو باوضو پہنا ہے پھر ان پر مسح کیا ۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيقِ، وَأَكَلَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، فَلَمْ يَتَوَضَّئُوا۔

باب : بکری کے گوشت اور ستو (اور آگ سے پکی ہوئی چیزیں) کھانے سے وضو نہ کرنا اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے گوشت کھایا پھر (نماز پڑھی اور) وضو نہ کیا ۔

۲۰۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے زید بن اسلم سے اُنہوں نے عطاء بن یسار سے اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا ف

ف اوائل اسلام میں یہ حکم ہوا تھا کہ آگ سے جو کھانے پکے ہوں اُن کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا لیکن اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور محققین اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے ۔

۲۰۷۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث سے

قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّ أَبَاهُ عَمْرًوا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَلْقَى السِّكِّينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

انہوں نے عُقیل سے اُنہوں نے ابن شہاب سے کہا مجھ کو جعفر بن عمرو بن اُمیہ نے خبر دی ان کو عمرو بن اُمیہ اُن کے باپ نے اُنہوں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ بکری کے شانے کا گوشت کاٹ (کر کھا) رہے تھے اتنے میں نماز کے لئے بلائے گئے آپ نے چھری ڈالدی پھر نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔ ف

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ گوشت کو چھری سے کاٹ کاٹ کر کھانا سنت کے خلاف نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ مَضْمَضَ مِنَ السَّوِيقِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

باب : ستو کھانے کے بعد کلی کر کے نماز پڑھنا اور وضو نہ کرنا۔ ف

ف ستو بھی آگ سے پکائے جاتے ہیں اوپر کے ترجمہ باب میں امام بخاریؒ نے ستو کا ذکر کیا تھا لیکن جو حدیثیں لائے ان میں صرف گوشت کا ذکر ہے ستو کا ذکر نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب گوشت کھانے سے وضو نہ ٹوٹا تو ستو سے بھی نہ ٹوٹے گا یا اس باب کی حدیث اگلے باب کے مضمون پر دلالت کرتی ہے اسی پر اکتفا کیا۔

۲۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ أَدْنَى خَيْبَرَ، فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ، فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا اُنہوں نے کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے یحییٰ بن سعید سے اُنہوں نے بُشیر بن یسار سے جو بنی حارثہ کے غلام تھے کہ سوید بن نعمان نے ان کو خبر دی وہ جس سال خیبر فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب صہبا میں پہنچے جو ایک مقام ہے نشیب میں خیبر کے (مدینہ کی طرف) وہاں آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی پھر توشے منگوائے تو فقط ستو آیا (اور کوئی کھانا نہ تھا) آپؐ نے حکم دیا وہ بھگویا گیا پھر آپؐ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا بعد اس کے مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے آپؐ نے کلی کی اور ہم نے کلی کی پھر نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔ ف

ف گو ستو میں چکنائی نہیں ہوتی مگر وہ دانتوں میں اور منہ کے اطراف میں اٹک جاتا ہے اس لئے کلی کر کے منہ صاف

کیا حدیث سے یہ نکلا کہ سفر میں توشہ رکھنا توکل کے خلاف نہیں اور امام کو جائز ہے کہ سب کے توشے منگوا کر ایک جگہ کر دے تاکہ جس کے پاس توشہ نہ ہو وہ بھی کھا لے اور بھوکا نہ رہے۔

۲۰۹- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے انہوں نے بکیر سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ام المومنین میمونہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

بَابٌ هَلْ يُمَضْمِضُ مِنَ اللَّبَنِ۔

باب: کیا دودھ پینے کے بعد کلی کرے۔

۲۱۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، وَقُتَيْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ: إِنَّ لَهُ دَسَمًا، تَابَعَهُ يُونُسُ وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر اور قتیبہ نے بیان کیا دونوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا دودھ میں چکنائی ہوتی ہے ف عقیل کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور صالح بن کیسان نے بھی ابن شہاب سے روایت کیا ہے۔

ف اور چکنائی کلی سے دفع ہو جاتی ہے معلوم ہوا کہ ہر چکنی چیز کھانے کے بعد کلی کر ڈالنا مستحب ہے۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ مِنَ النَّعْسَةِ وَالنَّعْسَتَيْنِ أَوِ الْخَفْقَةِ وُضُوءًا۔

باب: نیند سے وضو کرنے کا بیان اور جس شخص نے ایک دو بار اونگھنے سے یا ایک آدھ جھونکا لینے سے وضو لازم نہیں سمجھا اس کی دلیل۔

ف نیند سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں ٹوٹتا اس میں علماء کا بہت اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں جو کوئی نماز میں کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے یا سجدے میں سو جائے تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا البتہ اگر لیٹ کر سوئے یا ٹیکا دے کر تو وضو ٹوٹ جائے گا اہل حدیث نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے کہ لیٹ کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور شکلوں پر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا امام بخاریؒ کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر ایک دو بار اونگھنے سے یا جھونکا لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا اونگھ یہی ہے کہ آدمی اپنے پاس والے

کی بات سنے لیکن مطلب نہ سمجھے اور جب اس سے زیادہ غفلت ہو تو وہ نیند ہے

٢١١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ-

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ہشام سے اُنہوں نے اپنے باپ عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھنے میں اونگھے تو وہ سو رہے ف یہاں تک کہ نیند کا غلبہ اس پر سے جاتا رہے کیونکہ اونگھتے میں اگر کوئی نماز پڑھے تو معلوم نہیں (منہ سے کیا نکلے) وہ چاہے بخشش مانگنا اور لگے اپنے تئیں کوسنے بُرا کہنے۔

ف یعنی نماز سے سلام پھیر کر سو جائے، اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ آپؐ نے یہ حکم نہ دیا کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے تو معلوم ہوا کہ اونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

٢١٢- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنَمْ حَتَّى يَعْلَمَ مَا يَقْرَأُ)-

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا کہا ہم سے ایوب نے اُنہوں نے ابو قلابہ سے انہوں نے انسؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جب کوئی تم سے نماز میں اونگھنے لگے تو اس کو چاہیے سو جائے یہاں تک کہ جو پڑھے وہ سمجھنے لگے ف

ف یعنی نیند کا غلبہ جاتا رہے اور حواس قائم ہوں۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ غَيْرِ حَدَثٍ-

باب: وضو پر وضو کرنا بغیر حدث کے ف

ف امام بخاریؒ اس باب میں دو حدیثیں لائے پہلی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کر لینا مستحب ہے گو اگلا وضو نہ ٹوٹا ہو، دوسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تازہ وضو کرنا کچھ واجب نہیں جب اگلا وضو قائم ہو کیونکہ آپؐ نے ایک ہی وضو سے دو نمازیں پڑھیں۔

٢١٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا ح، وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے اُنہوں نے عمرو بن عامر سے اُنہوں نے کہا میں نے انسؓ سے سُنا۔ دوسری سند، اور ہم سے

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: يُجْزِئُ أَحَدَنَا الْوُضُوءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ۔

مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اُنہوں نے سفیان ثوری سے کہا مجھ سے عمرو بن عامر نے بیان کیا اُنہوں نے انسؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے ف۱ عمرو بن عامر نے انسؓ سے کہا کہ تم لوگ کیا کرتے تھے اُنہوں نے کہا ہم کو تو ایک ہی وضو کافی ہوتا جب تک حدث نہ ہو۔

ف۱ فضیلت حاصل کرنے کے لئے یا آپ پر یہ واجب ہوگا پھر وجوب منسوخ ہوگیا۔ بریدہؓ کی حدیث سے کہ آپؐ نے فتح مکہ کے دن پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے پڑھیں۔

---

٢١٤ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ فَلَمَّا صَلَّى دَعَا بِالْأَطْعِمَةِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ فَأَكَلْنَا وَشَرِبْنَا ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ ثُمَّ صَلَّى لَنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا مجھ کو بشیر بن یسار نے خبر دی کہا مجھ کو سوید بن نعمان نے خبر دی اُنہوں نے کہا ہم جس سال خیبر فتح ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب صہبا میں پہنچے ف۱ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عصر کی نماز پڑھائی جب نماز پڑھا چکے تو کھانے منگوائے لیکن ستو کے سوا اور کچھ نہیں آیا ہم نے (اسی کو) کھایا اور پیا ف۲ پھر آپ کھڑے ہوئے مغرب کی نماز کے لئے اور کلی کی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہ کیا۔

ف۱ صہبا ایک مقام ہے نشیبی خیبر کے راستے میں جس کا ذکر ابھی گذر چکا ہے۔ ف۲ یعنی پانی پیا یا وہی گھلا ہوا ستو۔

بَابٌ مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ لَا يَسْتَتِرَ مِنْ بَوْلِهِ۔

باب: پیشاب احتیاط سے نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ف۱

ف۱ بعضی حدیثوں میں لایستتر ہے بعضوں میں لایستبرئ بعضوں میں لایستنزہ معنی قریب قریب ہے یعنی پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا بے احتیاطی کرکے اپنا بدن یا کپڑا اس میں آلودہ کردیتا بعضوں نے لایستتر یہ معنی کیا ہے کہ

پیشاب کرنے میں لوگوں سے پردہ نہیں کرتا تھا یعنی کشفِ عورت کرتا لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

۲۱۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَكَانَ الْآخَرُ: يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا كِسْرَتَيْنِ، فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ قَبْرٍ مِنْهُمَا كِسْرَةً، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے اُنہوں نے منصور سے اُنہوں نے مجاہد سے انہوں نے ابنِ عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے کسی باغ پر سے گزرے (دوسری روایت میں بغیر شک کے مدینہ کا باغ مذکور ہے) وہاں دو آدمیوں کی آواز سُنی جن کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا اس وقت آپؐ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں نہیں پھر فرمایا البتہ بڑا گناہ ہے ف۱ ان میں ایک تو اپنے پیشاب کی احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا ف۲ پھر آپؐ نے (کھجور کی ایک ہری) ٹہنی منگوائی اس کے دو ٹکڑے کرکے ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا (گاڑ دیا) لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپؐ نے ایسا کیوں کیا فرمایا شاید جب تک وہ سوکھیں نہیں ان کا عذاب ہلکا ہو۔

ف۱ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آپؐ نے پیشاب سے نہ بچنے کو بڑا گناہ قرار دیا اور پہلے جو فرمایا بڑے گناہ میں نہیں اُس وقت تک آپ کو یہ معلوم نہ ہوا ہوگا کہ یہ بڑا گناہ ہے پھر آپؐ پر وحی آئی ہوگی کہ یہ بڑا گناہ ہے۔ ف۲ اس حدیث سے صاف عذابِ قبر ثابت ہوتا ہے مسلمانوں کے لئے کیونکہ یہ دونوں قبر والے مسلمان تھے اگر کافر ہوتے تو آپؐ یوں فرماتے کہ ان کے کفر کی وجہ سے اُن پر عذاب ہو رہا ہے، ان قبر والوں کا نام نہیں معلوم ہوا سنن ابن ماجہ میں ہے کہ وہ نئی قبریں تھیں۔ ف۳ بعضے کہتے ہیں کہ عذاب کا کم ہونا آنحضرتؐ کی دُعا کی وجہ سے تھا اُن ڈالیوں کا کوئی اثر نہ تھا بعضے کہتے ہیں ہری ڈالی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اس وجہ سے عذاب میں کمی ہوئی ہوگی، اس صورت میں ہر برکت والے امر کی یہی تاثیر ہوگی جیسے ذکر اور تلاوتِ قرآن کی، بریدہؓ نے وصیت کی کہ دفن کے بعد ان کی قبر پر دو ہری ڈالیاں لگائی جائیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْبَوْلِ، وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَاحِبِ

باب: پیشاب کو دھونا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر والے کو (جس کا قصہ اوپر گزرا) یہ فرمایا کہ وہ

الْقَبْرِ: كَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَلَمْ يَذْكُرْ سِوَى بَوْلِ النَّاسِ.

اپنے پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا تو آپؐ نے آدمی ہی کے پیشاب کا ذکر کیا۔ ف۱

ف۱ نہ اور پیشابوں کا امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں پیشاب سے مراد آدمی کا پیشاب ہے نہ ہر ایک پیشاب، چونکہ حلال جانوروں کا پیشاب دوسری حدیثوں سے پاک معلوم ہوتا ہے۔

۲۱۶۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءُ ابْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْتَسِلُ بِهِ.

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو اسمٰعیل ابن ابراہیم نے خبر دی کہا مجھ سے روح بن قاسم نے بیان کیا کہا مجھ سے عطاء بن ابی میمونہ نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لئے نکلتے تو میں پانی لے کر آتا آپؐ اس سے (پیشاب گاہ) دھوتے۔ ف۱

ف۱ حاجت عام ہے پیشاب کی ہو یا پاخانہ کی تو پیشاب کا دھونا ثابت ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے۔

بَابٌ:-

باب

۲۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا. قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: وَحَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا مِثْلَهُ.

ہم سے محمد بن مثنی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن خازم نے کہا ہم سے اعمش (سلیمان بن مہران) نے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گذرے آپؐ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ میں نہیں ان میں ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلخوری کرتا پھرتا تھا پھر آپؐ نے (کھجور کی) ہری ٹہنی لی اس کو بیچ میں سے چیر کر دو کر ڈالا اور ہر قبر پر ایک ایک گاڑ دی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپؐ نے ایسا کیوں فرمایا شاید جب تک یہ نہ سوکھیں اُن کا عذاب ہلکا ہو، ابن مثنیٰ نے کہا اور ہم سے وکیع نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا میں نے مجاہد سے سُنا پھر یہی حدیث بیان کی۔ ف۱

ف اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ اعمش کا سماع مجاہد سے ثابت ہو۔

بَابُ تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ الأَعْرَابِيَّ حَتَّى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ نے اس گنوار کو چھوڑ دیا (جس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تھا) یہاں تک کہ وہ مسجد میں پیشاب کر چکا۔

۲۱۸- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى أَعْرَابِيًّا يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: دَعُوهُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ، دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا ہم سے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہؓ نے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گنوار کو دیکھا مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے (لوگوں نے اس کو ڈانٹا) آپؐ نے فرمایا اس سے کچھ نہ بولو جب وہ پیشاب کر چکا تو آپؐ نے پانی منگوایا اس پر بہا دیا۔

ف یہ گنوار اقرع بن حابس یا عیینہ بن حصن تھا یا ذوالخویصرہ یمانی اہل حدیث کا عمل اسی حدیث پر ہے بعضوں نے کہا سخت زمین پانی بہانے سے پاک ہو جاتی ہے لیکن نرم زمین کو وہاں تک کھود کر پھینک دینا ضرور ہے جہاں تک پیشاب کی تری پہنچی ہو، آنحضرتؐ نے جو فرمایا کہ اس سے کچھ نہ بولو اس میں بڑی حکمت تھی کیونکہ پیشاب تو وہ شروع کر چکا تھا زمین نجس ہو چکی تھی اب ماربیٹ ڈانٹ ڈپٹ کا یہی نتیجہ ہوتا کہ وہ گنوار بھاگتا بھاگتے میں ساری مسجد نجس ہو جاتی اس کو مسئلہ بھی معلوم نہ ہوتا ممکن تھا کہ وہ اسلام سے پھر جاتا دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپؐ نے پیشاب کر چکنے کے بعد اس کو بلایا اور نرمی اور ملائمت سے سمجھا دیا کہ مسجدیں اللہ کی یاد اور نماز کے لئے بنی ہیں ان میں پیشاب یا پلیدی نہیں ڈالنا چاہیئے سبحان اللہ ایسا حسنِ اخلاق بجز پیغمبر کے اور دوسرے لوگوں سے مشکل ہے۔

بَابُ صَبِّ الْمَاءِ عَلَى الْبَوْلِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: مسجد میں پیشاب پر پانی بہا دینا۔

۲۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ أَعْرَابِيٌّ، فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ، فَقَالَ لَهُمْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے سُنا کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا کہ ایک گنوار کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا لوگوں نے اس کو للکارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو جانے دو اور

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ۔

جہاں اُس نے پیشاب کیا ہے وہاں ایک بھرا ہوا پانی کا ڈول بہا دو فل کیونکہ تم (لوگوں پر) آسانی کرنے کو بھیجے گئے اور سختی کرنے کو نہیں بھیجے گئے۔ فل

ف راوی کو شک ہے کہ سَجل کا لفظ فرمایا یا ذنوب کا دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی بھرا ہوا ڈول۔ فل بھیجے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے نہ صحابہؓ مگر صحابہؓ آنحضرت کی طرف سے بھیجے جاتے تھے دین کی تعلیم دینے کو۔

۲۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سُنا اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ دوسری سند۔

۲۲۱۔ وَحَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ النَّاسُ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى بَوْلَهُ، أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَهُرِيقَ عَلَيْهِ۔

اور ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا اُنہوں نے یحییٰ بن سعید سے اُنہوں نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سُنا اُنہوں نے کہا ایک گنوار آیا وہ مسجد کے ایک کونے میں پیشاب کرنے لگا لوگوں نے اس کو جھڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کے جھڑکنے سے منع فرمایا جب وہ پیشاب کر چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ایک ڈول پانی کا اس جگہ (جہاں اُس نے پیشاب کیا تھا) بہا دیا گیا۔

بَابُ بَوْلِ الصِّبْيَانِ۔

باب: بچوں کے پیشاب کا بیان

۲۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا ایک بچے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ فل اس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا اور اس پر ڈال دیا۔ فل

ف کہتے ہیں یہ اُم قیس کا بیٹا تھا اور احتمال ہے کہ امام حسینؓ ہوں یا امام حسنؓ۔ ف یعنی جہاں جہاں کپڑے میں پیشاب لگا تھا وہاں وہاں اس پر پانی ڈال دیا اس طرح کہ پانی بہا نہیں بلکہ پیشاب کے ساتھ اس کپڑے میں سما گیا طحاوی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کو دھویا نہیں۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اہلِ حدیث کا یہی مذہب ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑک دینا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھونا چاہیے۔

۲۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ: أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ. فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عبیداللہ ابن عبداللہ بن عتبہ سے اُنہوں نے اُمّ قیس بنت محصن سے وہ اپنے چھوٹے بچے کو جس نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئیں آپؐ نے اس کو اپنی گود میں بٹھا لیا اُس نے آپؐ کے کپڑے پر موت دیا آپؐ نے پانی منگا کر اس پر چھڑک دیا اس کو دھویا نہیں۔

بَابُ الْبَوْلِ قَائِمًا وَقَاعِدًا۔

باب: کھڑے کھڑے اور بیٹھ کر پیشاب کرنا ف

ف کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں طرح پیشاب کرنا جائز ہے مگر جہاں پیشاب اُڑنے کا ڈر ہو وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے امام بخاریؒ اور اہلِ حدیث اور امام احمد کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔

۲۲۴- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَجِئْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے ابووائل سے اُنہوں نے حذیفہ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گھورے پر آئے وہاں کھڑے کھڑے پیشاب کیا پھر پانی منگایا میں پانی لایا آپؐ نے وضو کیا۔ ف

ف بعضے کہتے ہیں کہ آپ نے وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ پائی نیچے سب نجاست تھی بعضے کہتے ہیں آپؐ کے گھٹنوں میں درد تھا مگر یہ سب تاویلات قابلِ قبول نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت

ہیں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور حضرت عمرؓ نے فرمایا البول قائماً احصن للدبر اور عرب لپشت کے درد کے لئے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مفید جانتے ہیں۔

بَابُ الْبَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَالتَّسَتُّرِ بِالْحَائِطِ

۲۲۵۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: رَأَيْتُنِي أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشَى، فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ، فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ۔

باب: اپنے رفیق کے نزدیک بول کرنا اور دیوار کی آڑ کرنا۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے اُنہوں نے منصور سے اُنہوں نے ابو وائل سے اُنہوں نے حذیفہؓ سے اُنہوں نے کہا میں نے وہ دیکھا کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) چل رہے تھے آپؐ ایک قوم کے گھورے پر پہنچے ایک دیوار کے پیچھے آپؐ ایسے کھڑے ہوئے جیسے کوئی تم میں سے کھڑا ہوتا ہے پھر آپؐ پیشاب کرنے لگے میں الگ سرک گیا آپؐ نے اشارہ سے مجھ کو بلایا میں آیا اور آپؐ کی ایڑھی کے پاس کھڑا رہا یہاں تک کہ آپؐ پیشاب سے فارغ ہوئے۔

ف حذیفہؓ کے پاس بلانے سے یہ غرض تھی کہ وہ پیچھے سے آپؐ کی آڑ کر لیں سامنے تو دیوار کی آڑ تھی یہ واقعہ حضر کا تھا نہ کہ سفر کا، اس سے آپؐ کی کمال شرم اور حیا ثابت ہوئی۔

بَابُ الْبَوْلِ عِنْدَ سُبَاطَةِ قَوْمٍ۔

۲۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَقُولُ: إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ أَحَدِهِمْ قَرَضَهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: لَيْتَهُ أَمْسَكَ، أَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا۔

باب: کسی قوم کے گھورے پر پیشاب کرنا۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے منصور سے اُنہوں نے ابو وائل سے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ پیشاب میں سختی کرتے تھے ف اور یوں کہتے کہ بنی اسرائیل میں جب کسی شخص کے کپڑے میں پیشاب لگ جاتا تو وہ اس کو کتر ڈالتا، حذیفہؓ نے کہا کاش ابو موسیٰؓ اس (سختی) سے باز رہتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے گھورے پر آئے وہاں کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

ف وہ سختی یہی تھی کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے لوگوں کو منع کرتے تھے ایک شخص کو اُنہوں نے کھڑے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا تو کہنے لگے تجھ پر افسوس تو بیٹھ کر کیوں نہیں پیشاب کرتا پھر بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا۔

بَابُ غَسْلِ الدَّمِ۔　　باب : خون کا دھونا۔ ف۱

ف۱ مراد حیض کا خون ہے کیونکہ اور خونوں کی نجاست میں اختلاف ہے اور کوئی قوی دلیل ان کی نجاست پر قائم نہیں ہوئی۔

۲۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ، عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا تَحِيضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُهُ وَتُصَلِّي فِيهِ۔

ہم سے بیان کیا محمد بن مثنی نے کہا ہم سے یحیی بن سعید قطان نے اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے کہا مجھ سے فاطمہ نے بیان کیا اُنہوں نے اسمار سے اُنہوں نے کہا ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی (وہ خود اسمار تھیں) کہنے لگی تبلایئے ہم میں سے کسی عورت کو حیض آتا ہے کپڑے میں ف۱ وہ کیا کرے آپؐ نے فرمایا اس کو کھرچ ڈالے پھر پانی ڈالکر رگڑے اور پانی سے ف۲ دھو ڈالے اور اس میں نماز پڑھے۔

ف۱ یعنی کپڑے میں حیض کا خون لگ جاتا ہے اس کو کیونکر پاک کرے۔ ف۲ معلوم ہوا نجاست دُور کرنے کے لئے پانی ضرور ہے اور دوسری چیزوں سے دھونا درست نہیں اکثر علمار کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے کہا ہے ہر رقیق پاک چیز سے نجاست کو دھو سکتے ہیں جیسے سرکہ وغیرہ۔

۲۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ۔ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي، قَالَ: وَقَالَ أَبِي: ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتَّى يَجِيءَ ذَلِكَ الْوَقْتُ۔

ہم سے بیان کیا محمد بن سلام نے کہا ہم کو خبر دی ابو معاویہ نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام بن عروہ نے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ فاطمہ ابو حبیش کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میں ایسی عورت ہوں جس کو استحاضہ ہے ف۱ پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں آپؐ نے فرمایا نماز مت چھوڑ یہ ایک رگ کا خون ہے اور حیض نہیں ہے پھر جب تیرے (معمول کے) حیض کے دن آئیں تو نماز نہ پڑھ اور جب وہ دن گذر جائیں تو خون (اپنے بدن اور کپڑے سے) ف۲ دھو ڈال پھر نماز پڑھ ہشام نے کہا میرے باپ عروہ نے کہا آنحضرتؐ نے فرمایا پھر ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہ یہاں تک کہ پھر حیض کے دن آئیں۔ ف۳

ف۱ استحاضہ ایک بیماری ہے جس میں عورت کا خون جاری رہتا ہے بند نہیں ہوتا۔ ف۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا

ہے کیونکہ آپؐ نے حیض کا خون دھونے کا حکم دیا ف۳ اُن دنوں میں پھر نماز چھوڑ دے جب یہ دن گذر جائیں تو پھر غسل کر کے نماز شروع کرے اور ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جب کوئی حدث جیسے ریح یا پیشاب آدمی کے ہمیشہ پیچھے لگ جاوے تو نماز نہ چھوڑے بلکہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کر لیا کرے اور جب تک دوسری نماز کا وقت نہ آئے اسی وضو سے فرض اور نفل پڑھتا رہے اور حدث کی کچھ پروا نہ کرے۔

بَابُ غَسْلِ الْمَنِيِّ وَفَرْكِهِ، وَغَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ۔

باب: منی کا دھونا اور اس کا کھرچ ڈالنا اور عورت کی شرمگاہ سے جو تری لگ جائے اس کا دھونا۔ ف

ف اہل حدیث اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک منی پاک ہے اور دھونے کا حکم استحباباً ہے نہ وجوباً اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک نجس ہے۔ اور دھونے کا حکم وجوباً ہے۔

۲۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ الْجَزَرِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ، وَإِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو عمرو بن میمون جزری نے انہوں نے سلیمان ابن یسار سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر سے منی کو دھو ڈالتی پھر آپؐ نماز کے لئے نکلتے اور پانی کے دھبے آپ کے کپڑے پر ہوتے۔ ف

ف اس باب میں امام بخاریؒ نے جو حدیثیں بیان کیں ان میں عورت کے فرج کی رطوبت کا کہیں ذکر نہیں ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث ہے جس کو امام بخاریؒ نے کتاب الغسل کے آخر میں بیان کیا حضرت عثمانؓ سے اور باب کی حدیثوں سے اس کو اس طرح نکالا کہ جو منی کپڑے میں لگتی ہے اس میں غالباً عورت کی بھی رطوبت شامل ہوتی ہے۔ شیخ موفق نے کہا عورت کے فرج کی بھی رطوبت پاک ہے۔

۲۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ ح۔

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے عمرو بن میمون نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا

۲۳۱۔ وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ:

دوسری سند۔ اور ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے عمرو بن میمون نے انہوں نے سلیمان بن یسار سے انہوں نے کہا میں نے

سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ بُقَعُ الْمَاءِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا منی کپڑے میں لگ جائے تو کیا کرے اُنہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی دھو ڈالتی پھر آپؐ نماز کے لئے برآمد ہوتے اور دھونے کے نشان یعنی پانی کے دھبے آپؐ کے کپڑے پر ہوتے۔

بَابٌ إِذَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ أَوْ غَيْرَهَا فَلَمْ يَذْهَبْ أَثَرُهُ۔

باب: جب کوئی منی وغیرہ (مثلاً حیض کا خون) دھوئے اور اس کا اثر نہ جائے۔ ف۱

ف۱ یعنی رنگ یا بُو باقی رہے۔ قسطلانی نے کہا اگر اُس کا نشان دُور کرنا سہل ہو تو وہ کپڑا پاک نہ ہوگا مشکل ہو تو پاک ہو جائے گا اگر رنگ اور بُو دونوں باقی رہیں تب بھی ظاہر یہی ہے کہ پاک نہ ہوگا۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں منی کے سوا اور نجاستوں کا ذکر نہیں کیا شاید ان کو منی پر قیاس کیا اس سے یہ نکلتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی منی نجس ہے۔

۲۳۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمِنْقَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ فِي الثَّوْبِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِيهِ بُقَعُ الْمَاءِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد ابن زیاد نے کہا ہم سے عمرو بن میمون نے کہا میں نے سلیمان ابن یسار سے سُنا وہ کہتے تھے کپڑے میں جب منی لگ جائے تو اس باب میں حضرت عائشہؓ نے یہ فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے اس کو دھو ڈالتی تھی آپؐ نماز کے لئے نکلتے اور دھونے کے نشان پانی کے دھبے اس پر رہتے۔

۲۳۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونِ بْنِ مَهْرَانَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَغْسِلُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَرَاهُ فِيهِ بُقْعَةً أَوْ بُقَعًا۔

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے کہا ہم سے عمرو بن میمون بن مہران نے اُنہوں نے سلیمان بن یسار سے اُنہوں نے حضرت عائشہ سے وہ کہتی تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی دھو ڈالتی پھر اُس کا ایک دھبہ یا کئی دھبے اس کپڑے میں دیکھتی۔ ف

ف شاید یہ راوی کا شک ہے کہ ایک دھبا یا کئی دھبے بعضوں نے کہا خود حضرت عائشہؓ نے یوں ہی کہا ہے۔

سے ترجمۂ باب نکلتا ہے۔

بَابُ أَبْوَالِ الإِبِلِ وَالدَّوَابِّ وَالغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا، وَصَلَّى أَبُو مُوسَى فِي دَارِ البَرِيدِ وَالسِّرْقِينُ وَالبَرِّيَّةُ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ: هَاهُنَا وَثَمَّ سَوَاءٌ.

باب: اونٹوں اور چوپایوں اور بکریوں کے پیشاب کا بیان اور بکریوں کے تھانوں کا، اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دارالبرید میں جہاں گوبر تھا نماز پڑھی حالانکہ (صاف ستھرا) جنگل اُن کے نزدیک تھا اُنہوں نے کہا یہ اور وہ دونوں برابر ہیں۔ ف۱

ف۱ یعنی چونکہ لید اور گوبر نجس نہیں ہے تو یہ مقام اور جنگل کا صاف میدان دونوں برابر ہیں امام بخاری رح کا یہی مذہب ہے کہ حلال جانور کی لید اور پیشاب دونوں پاک ہیں۔ امام احمد رح اور امام مالک رح کا بھی یہی قول ہے اس اثر کو ابونعیم نے اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا، دارالبرید ایک مکان تھا کوفہ میں وہاں خلیفہ کے ایلچی جو کوفہ کے حاکم کے پاس آتے اُترا کرتے ابوموسیٰ رض بھی کوفہ کے حاکم تھے حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے زمانے میں۔

٢٣٤- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ أُنَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا المَدِينَةَ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَجَاءَ الخَبَرُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِقَطْعِ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلِهِمْ وَسُمِّرَتْ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: فَهَؤُلَاءِ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ، وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا اُنہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے ایوب سے اُنہوں نے ابوقلابہ سے، اُنہوں نے انس رض سے اُنہوں نے کہا کچھ لوگ عُکل اور عُرینہ قبیلوں کے ف۱ مدینہ میں آئے وہاں کی ہوا اُن کے موافق نہ آئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو حکم دیا کہ دو میل اونٹنیوں سے جا لیں ف۲ اور ان کا موت اور دودھ پیتے رہیں وہ گئے جب اچھے بھلے چنگے ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو مار ڈالا اور اونٹنیاں بھگا لے گئے صبح کو یہ خبر (مدینہ میں) پہنچی آپ نے اُن کے پیچھے (سواروں کو) بھیجا دن چڑھے وہ (سب) پکڑ کر آئے آپ نے حکم دیا اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھیں پھوڑی گئیں ف۳ اور مدینہ کی پتھریلی زمین میں ڈال دیئے گئے وہ پانی مانگتے تھے لیکن کوئی پانی نہیں دیتا تھا ابوقلابہ نے کہا (ایسی سخت سزا اس لئے ہوئی کہ) اُنہوں نے چوری کی اور خون کیا اور ایمان کے بعد کافر ہوگئے اور اللہ اور اسکے رسول سے لڑے۔

ف۱ کہتے ہیں یہ آٹھ آدمی تھے چار عرینہ کے اور تین عُکل کے اور ایک اور کسی قبیلہ کا۔ ف۲ یہ پندرہ اونٹنیاں تھیں جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ذوالجدر جو ایک مقام ہے وہاں چرتی تھیں آپ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ وہیں جاکر

رہیں۔ ف۳ کیونکہ انہوں نے بھی چرواہے کی آنکھیں پھوڑی تھیں اور اسی طرح بے رحمی سے مارا تھا دوسرے احسان کا بدلہ یہ کیا کہ اونٹ ہی لے بھاگے جس رکابی میں کھائیں اسی میں چھید کریں ایسے بدمعاشوں کو سخت سزا دینا یہی حکمت اور دانائی اور دوسرے بندگانِ خدا پر رحم ہے۔

۲۳۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ۔

ہم سے آدم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابوالتیاح (یزید بن حمید) نے خبر دی انہوں نے انسؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھا کرتے۔ ف

ف اور ظاہر کہ بکریاں باڑ اور تھانوں میں موتتی ہیں ہگتی ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کا ہگا موتا پاک ہے اور یہی باب سے مقصود ہے مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ شاید وہاں کچھ بچھا کر نماز پڑھتے ہوں گے اور یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ اس زمانے میں زمین پر کچھ بچھا کر نماز پڑھنے کی عادت نہ تھی۔

بَابُ مَا يَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِي السَّمْنِ وَالْمَاءِ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا بَأْسَ بِالْمَاءِ مَا لَمْ يُغَيِّرْهُ طَعْمٌ، أَوْ رِيحٌ أَوْ لَوْنٌ، وَقَالَ حَمَّادٌ: لَا بَأْسَ بِرِيشِ الْمَيْتَةِ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي عِظَامِ الْمَوْتَى نَحْوَ الْفِيلِ وَغَيْرِهِ، أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ سَلَفِ الْعُلَمَاءِ يَمْتَشِطُونَ بِهَا وَيَدَّهِنُونَ فِيهَا، لَا يَرَوْنَ بِهِ بَأْسًا، وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ وَإِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ بِتِجَارَةِ الْعَاجِ۔

باب: پلیدی گھی یا پانی میں پڑ جائے تو اس کا کیا حکم ہے۔ زہری نے کہا پانی پاک ہے جب تک اس کا مزہ یا بو رنگ نہ بدلے ف۱ اور حماد بن ابی سلیمان نے کہا مردار کے بال اور پر پاک ہیں ف۲ اور زہری نے کہا مردار کی ہڈیوں کے باب میں جیسے ہاتھی (دانت) وغیرہ کہ میں نے اگلے کئی عالم لوگوں کو دیکھا وہ اُن سے کنگھی کرتے تھے اور ان میں تیل رکھتے تھے ف۳ ان کو پاک سمجھتے تھے اور محمد بن سیرین ف۴ اور ابراہیم نخعی نے کہا ہاتھی دانت کی سوداگری درست ہے۔

ف۱ خواہ تھوڑا پانی ہو یا بہت اہلِ حدیث اور امام مالکؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور جن لوگوں نے قلتین یا وہ در دہ وغیرہ کی قید لگائی ہے ان کے دلائل قوی نہیں ہیں معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ بھی اس مسئلے میں امام مالکؒ کے ساتھ متفق ہیں اور اس باب میں ایک صحیح حدیث ہے کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ ف۲ خواہ حلال جانور ہو یا حرام تو اگر اس کے بال یا پر پانی میں گر جائیں گے تو پانی نجس نہ ہوگا زہری کے اثر کو ابن وہب نے

جامع میں اور حماد کے اثر کو عبدالرزاق نے مصنف میں وصل کیا ہے۔ ف۳ اس اثر کو معلوم نہیں کس نے وصل کیا
ف۴ ابن سیرین کے اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے لیکن ابراہیم نخعی کا اثر کس نے وصل کیا معلوم نہیں اور سرخسی کی
کی روایت میں ابراہیم کا قول مذکور نہیں ہے۔

۲۳۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ، فَقَالَ (أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ وَكُلُوا سَمْنَكُمْ)۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے ام المؤمنین میمونہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کریں آپؐ نے فرمایا اس کو پھینک دو اور آس پاس کے گھی کو بھی اور (باقی) اپنا گھی کھالو۔ ف

ف خواہ گھی گاڑھا ہو یا پتلا اہل حدیث میں امام ابن تیمیہ نے یہی فتوٰی دیا ہے لیکن باقی علماء نے کہا کہ اگر گھی پتلا ہو تو وہ سب نجس ہو جائے گا اب اس کا بیچنا یا جلانا درست ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

۲۳۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ فَقَالَ (خُذُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ)، قَالَ مَعْنٌ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ مَا لَا أُحْصِيهِ يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے معن نے کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے ام المؤمنین میمونہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا چوہا اگر گھی میں گر پڑے تو کیا کریں آپؐ نے فرمایا چوہے کو لو اور اس کے آس پاس کے گھی کو اس کو پھینک دو معن نے کہا ہم سے مالکؒ نے بیشمار مرتبہ یہ حدیث بیان کی وہ یوں کہتے تھے ابن عباسؓ سے انہوں نے میمونہؓ سے ف

ف یہ دوسرا اسناد امام بخاریؒ اسی لئے لائے کہ ابن عباسؓ کے بعد میمونہؓ کا ذکر صحیح ہے اور بعضوں نے اس میں میمونہؓ کا ذکر نہیں کیا۔

۲۳۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ،

ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے خبر دی انہوں نے

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللهِ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذَا طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ، وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ)۔

ہمام بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اللہ کی راہ میں مسلمان کو جو زخم لگے وہ قیامت کے دن اسی طرح (تازہ) ہو جائے گا جیسے اس وقت جب لگا تھا خون بہا رہا ہوگا اس کا رنگ تو خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی خوشبو۔ ف

ف اس حدیث کی مناسبت باب سے بیان کرنے میں لوگوں کی عقلیں حیران ہوئی ہیں اور کئی توجیہیں بیان کی ہیں سب سے عمدہ یہ ہے کہ مشک بھی ایک خون ہے مگر جب اس میں خوشبو پیدا ہوگئی تو اس کا حکم خون کا نہ رہا اور پاک صاف کہلائی ایسے ہی پانی کا جب وصف بدل جائے تو وہ اپنی اصلی حالت یعنی طہارت پر نہ رہے گا بلکہ ناپاک ہو جائے گا

بَابُ الْبَوْلِ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ۔

باب: تھمے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا کیسا ہے۔

۲۳۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ هُرْمُزَ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ)۔ وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ، الَّذِي لَا يَجْرِي، ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا ہم کو ابوالزناد نے اُن سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے ہم دنیا میں پچھلے ہیں ف آخرت میں پہلے ہوں گے اور اسی اسناد سے آنحضرتؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی تھمے پانی میں جو بہتا نہ ہو پیشاب نہ کرے پھر اس میں نہائے ف۲۔

ف یعنی سب امتوں کے اخیر میں آئے اس روایت کو باب سے کچھ غرض نہیں ہے مگر امام بخاریؒ نے اس کو اور اس کے بعد والی روایت کو ایک ہی اسناد سے سُنا تھا اس لئے دونوں کو یہاں بیان کر دیا ہے۔ ف۲ اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ پانی نجس ہو جائے گا کیونکہ اوپر زہری کا قول گذر چکا کہ پانی اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک اس کا کوئی وصف نہ بدلے بلکہ یہ ممانعت بطریق ادب اور تنزیہ کے ہے۔ اس لئے کہ تھمے پانی میں پیشاب کرنے سے پھر اس میں نہانے سے آدمی کو نفرت پیدا ہوتی ہے دوسرے اگر تھمے پانی میں پیشاب کرنے کی اجازت ہو تو لوگ اتنا پیشاب کریں کہ آخر پانی کا وصف بدل جائے اور وہ پانی نجس ہو جائے گا۔

بَابٌ إِذَا أُلْقِيَ عَلَى ظَهْرِ الْمُصَلِّي قَذَرٌ أَوْ جِيفَةٌ لَمْ تَفْسُدْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا رَأَى فِي ثَوْبِهِ دَمًا وَهُوَ يُصَلِّي وَضَعَهُ وَمَضَى فِي صَلَاتِهِ، وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ: إِذَا صَلَّى وَفِي ثَوْبِهِ دَمٌ أَوْ جَنَابَةٌ، أَوْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ تَيَمَّمَ صَلَّى ثُمَّ أَدْرَكَ الْمَاءَ فِي وَقْتِهِ لَا يُعِيدُ۔

باب: جب نمازی کی پیٹھ پر پلیدی یا مردار (نماز میں) ڈال دیا جائے تو نماز نہیں بگڑے گی ف۱ اور عبداللہ بن عمرؓ جب نماز کے اندر) اپنے کپڑے پر خون دیکھتے تو اس کپڑے کو اُتار ڈالتے اور نماز پڑھتے جاتے ف۲ اور سعید بن مسیّب اور عامر شعبی نے کہا اگر کوئی شخص نماز پڑھ لے اور اس کے کپڑے میں خون لگا ہوا ہو یا منی لگی ہو یا قبلے کے سوا اور کسی طرف پڑھی ہو یا تیمم سے پڑھی ہو پھر وقت کے اندر پانی پالے تب بھی نماز نہ لوٹائے۔ ف۳

ف۱ امام بخاریؒ کا یہی مذہب ہے کہ نماز کے اندر جو نجاست لگ جائے اس سے نماز میں خلل نہیں آتا البتہ نماز شروع کرنے سے پہلے پاکی ضرور ہے۔ ف۲ اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا اس سے یہ نکلا کہ اگر نمازی کو نماز شروع کرتے وقت نجاست کا علم نہ ہو اور وہ نجس کپڑے سے نماز شروع کر دے پھر نماز کے اندر یا نماز سے فراغت کے بعد علم ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے گو وقت باقی ہو لیکن شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اعادہ واجب ہے۔ ف۳ ان اثروں کو عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے باسانید صحیحہ روایت کیا ہے۔

۲۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ: قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ ح۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے باپ (عثمان) نے خبر دی انہوں نے ابو اسحق سے انہوں نے عمرو بن میمونؓ سے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کعبے کے پاس) سجدے میں تھے۔ دوسری سند، امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے احمد بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم سے شریح بن مسلمہ نے کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف نے انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو اسحاق سے کہا مجھ سے عمرو بن میمون نے بیان کیا ان سے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی ف وہاں بیٹھے ہوتے تھے اتنے میں وہ آپس میں کہنے لگے تم میں سے کون جاتا ہے اور فلاں لوگوں نے جو اونٹنی کاٹی ہے اس کا بچہ دان لا کر جب محمدؐ سجدہ کریں ان کی پیٹھ پر رکھ دے، یہ سن کر ان میں

۲۴۱۔ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ، وَأَبُو جَهْلٍ وَأَصْحَابٌ لَهُ جُلُوسٌ، إِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَيُّكُمْ يَجِيءُ بِسَلَى جَزُورِ بَنِي فُلَانٍ فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ

إِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ أَشْقَى الْقَوْمِ، فَجَاءَ بِهِ فَنَظَرَ حَتَّى إِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ عَلَى ظَهْرِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَأَنَا أَنْظُرُ، لَا أُغْنِي شَيْئًا لَوْ كَانَتْ لِي مَنَعَةٌ، قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْحَكُونَ وَيُحِيلُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتَّى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ إِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ، قَالَ: وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الدَّعْوَةَ فِي ذَلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ، ثُمَّ سَمَّى اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ، وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ ابْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ نَحْفَظْهُ، قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِينَ عَدَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعَى فِي الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ۔

کا بڑا بدبخت (عقبہ بن ابی معیط) اُٹھا اور اس کو لاکر دیکھتا رہا جب آنحضرت سجدے میں گئے تو اس کو آپ کے دونوں کندھوں کے بیچ میں پیٹھ پر رکھ دیا ف۲ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں یہ دیکھ رہا تھا لیکن کچھ نہیں کر سکتا تھا کاش میرا کچھ زور ہوتا (تو میں بتلاتا) ف۳ وہ ہنسنے لگے (خوشی کے مارے) ایک پر ایک گرنے لگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے ہی میں پڑے رہے اپنا سر نہیں اُٹھایا یہاں تک کہ حضرت فاطمہ آئیں ف۴ اور آپ کی پیٹھ پر سے اس کو اُٹھا کر پھینک دیا تب آپؐ نے اپنا سر اُٹھایا اور دعا کی یا اللہ قریش سے سمجھ لے تین بار یہ فرمایا جب آپؐ نے اُن کے لئے بد دعا کی تو اُن پر گراں گذرا ابن مسعودؓ نے کہا وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر میں دُعا قبول ہوتی ہے (تو کہیں ہم پر اثر نہ ہو) پھر آپؐ نے نام لے کر فرمایا یا اللہ ابوجہل سے سمجھ لے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور اُمیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط سے سمجھ لے اور عمرو بن میمون نے ساتویں شخص کا بھی نام لیا (عمارہ بن ولید کا) ہم کو یاد نہ رہا ابن مسعودؓ نے کہا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان لوگوں کو ف۵ دیکھا جن کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا تھا کنوئیں میں مرے پڑے ہوئے بدر کے کنوئیں میں۔

ف۱ ان کا ذکر آگے خود اس حدیث میں آتا ہے۔ ف۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز میں آپؐ کے بدن سے نجاست لگ گئی لیکن آپؐ نے نماز نہ توڑی۔ ف۳ عبداللہ بن مسعودؓ ہذلی تھے اُن کی قوم کے لوگ اُس وقت تک کافر تھے مکہ میں ان کا کوئی یار اور مددگار نہ تھا وہ کیا کر سکتے تھے۔ ف۴ کسی نے جاکر ان کو خبر کر دی وہ دوڑتی آئیں اور آپؐ کی پیٹھ پر سے یہ ساری نجاست پھینک دی اور کافروں کو گالیاں دینے لگیں۔ اگرچہ یہ بچہ دان حلال جانور کا تھا مگر وہ ذبیحہ تھا مشرک کا جو مُردار ہے اس کے علاوہ اس میں خون بھی شریک تھا تو نجس ہوا۔ ف۵ یعنی ان میں کے اکثر لوگوں کو کیونکہ عقبہ بن ابی معیط ملعون بدر سے ایک منزل پر مارا گیا اور عمارہ بن ولید حبش کے ملک میں مرا باقی سب

بدر کے دن مارے گئے ان کی لاشیں اندھے کنوئیں میں پھینکوا دی گئیں۔ کمبخت خسر الدنیا والآخرۃ ہوئے۔

بَابُ الْبُصَاقِ وَالْمُخَاطِ وَنَحْوِهِ فِي الثَّوْبِ، وَقَالَ عُرْوَةُ عَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ حُدَيْبِيَةَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، وَمَا تَنَخَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ۔

باب: تھوک اور رینٹ وغیرہ کپڑے میں لگنے کا بیان

اور عروہ ابن زبیرؓ نے مسور بن مخرمہؓ اور مروان بن حکم سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے زمانے میں نکلے پھر پوری حدیث بیان کی (جو آگے آئے گی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تھوکا تو اس کو لوگوں میں سے کسی نہ کسی نے اپنے ہاتھ پر لیا اور منہ اور بدن پر مل لیا۔ ف

ف تبرک کے لئے اس حدیث سے یہ نکلا کہ آدمی کا تھوک پاک ہے اگر منہ میں کوئی نجاست نہ ہو اور یہی باب کا مطلب ہے اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الشروط میں وصل کیا۔

۲۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: بَزَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبِهِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: طَوَّلَهُ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے حمید سے انہوں نے انسؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں) اپنے کپڑے میں تھوکا امام بخاریؒ نے کہا سعید بن ابی مریم نے اس حدیث کو لنبا بیان کیا انہوں نے کہا ہم کو خبر دی یحییٰ ابن ایوب نے کہا مجھ سے بیان کیا حمید نے کہا میں نے انسؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف

ف اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ حمید کا سماع انسؓ سے معلوم ہو جاتے اور یحییٰ بن سعید قطان کا یہ قول غلط ٹھہرے کہ حمید نے یہ حدیث ثابت سے سنی ہے انہوں نے ابو نضرہ سے انہوں نے انسؓ سے۔

بَابٌ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ بِالنَّبِيذِ وَلَا الْمُسْكِرِ، وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ وَأَبُو الْعَالِيَةِ، وَقَالَ عَطَاءٌ: التَّيَمُّمُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ وَاللَّبَنِ۔

باب: نبیذ ف اور نشے والی شراب سے وضو درست نہیں

اور حسن اور ابو العالیہ نے نبیذ سے وضو کرنا برا جانا اور عطا نے کہا دودھ یا نبیذ سے وضو کرنے سے تو تیمم میرے نزدیک اچھا ہے۔

ف نبیذ کہتے ہیں کھجور کے شربت کو جو میٹھا ہو ابھی اس میں نشہ نہ آیا ہو امام ابو حنیفہؒ نے اس سے وضو جائز رکھا ہے جب پانی نہ ملے اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اہل حدیث کے نزدیک جائز نہیں امام بخاریؒ کا بھی یہی قول ہے حسن کے

اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور ابوالعالیہ کے اثر کو دارقطنی نے اور عطا کے اثر کو ابو داؤد نے وصل کیا۔

۲۴۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک پینے کی چیز جو نشہ کرے وہ حرام ہے۔ ف

ف اور جب حرام ہوئی تو وضو اس سے جائز نہ ہو گا کیونکہ وضو ایک عبادت ہے اور عبادت میں حرام چیز کا استعمال کیونکر جائز ہو گا۔

بَابُ غَسْلِ الْمَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: امْسَحُوا عَلَى رِجْلِي فَإِنَّهَا مَرِيضَةٌ۔

باب، عورت اگر اپنے باپ کے منہ سے خون دھوئے ف اور ابوالعالیہ نے کہا (جب ان کے ایک پاؤں میں بیماری تھی) میرے پاؤں پر مسح کر دو اس میں بیماری ہے۔

ف اس سے غرض یہ ہے کہ نجاست کو دور کرنے میں دوسرے سے مدد لینا درست ہے اور ابوالعالیہ کے اثر سے یہ نکلتا ہے کہ وضو میں مدد لینا درست ہے اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔

۲۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ وَسَأَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ أَحَدٌ: بِأَيِّ شَيْءٍ دُووِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، كَانَ عَلِيٌّ يَجِيءُ بِتُرْسِهِ فِيهِ مَاءٌ، وَفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ، فَأُخِذَ حَصِيرٌ فَأُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهِ جُرْحُهُ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ابو حازم سے سہل بن سعد ساعدی سے لوگوں نے ان سے پوچھا اس وقت میرے اور ان کے بیچ میں کوئی نہ تھا ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (جو احد کے دن) زخم لگا تھا اس میں کیا دوا لگائی تھی سہل نے کہا اب اس کا جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا ف۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے منہ سے خون دھو رہی تھی (خون بند نہیں ہوتا تھا) آخر ایک بوریا جلایا وہ آپ کے زخم میں بھر دیا گیا۔ ف۳

ف تو میں نے ان سے اچھی طرح سنا ہے۔ ف۲ کیونکہ سہل بن سعد مدینہ میں سب صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد مرے۔ ف۳ معلوم ہوا کہ بوریے کی راکھ خون کو بند کر دیتی ہے اس حدیث سے دوا اور علاج کرنے کا جواز ثابت ہوا اور یہ نکلا کہ دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

بَابُ السِّوَاكِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بِتُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ

باب: مسواک کرنے کا بیان اور ابن عباسؓ نے کہا میں ایک رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہا آپؐ نے مسواک کی ف

ف یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاریؒ نے اس کتاب میں کئی جگہ نکالا۔

۲۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ، يَقُولُ: أُعْ أُعْ، وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ۔

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے اُنہوں نے غیلان بن جریر سے اُنہوں نے ابوبردہ سے اُنہوں نے اپنے باپ (ابوموسیٰ اشعری) سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا دیکھا تو آپ ہاتھ میں مسواک لئے ہوئے مسواک کر رہے تھے اُع اُع کی آواز نکال رہے تھے اور مسواک آپؐ کے منہ میں تھی گویا قے کر رہے تھے ف

ف اس طرح منہ دھونے سے اور مسواک کرنے سے معدے کی زائد رطوبات اور بلغم وغیرہ فضلات نکل جاتے ہیں اور منہ سے بدبو نہیں آتی دانتوں کے عرض میں بھی مسواک مستحب ہے جیسے ابوداوٗد نے مراسیل میں روایت کیا۔

۲۴۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریرؒ نے اُنہوں نے منصور سے اُنہوں نے ابووائل سے اُنہوں نے حذیفہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو (نیند سے) اُٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے رگڑتے۔ ف

ف معلوم ہوا کہ سو کر اُٹھے تو مسواک کرنا مستحب ہے اسی طرح قرآن پڑھتے وقت وضو کرتے وقت نماز پڑھتے وقت اور جب منہ میں بو معلوم ہو صرف روزہ دار کے لئے زوال کے بعد مسواک کرنا بعضوں نے مکروہ سمجھا ہے۔

بَابُ دَفْعِ السِّوَاكِ إِلَى الْأَكْبَرِ
وَقَالَ عَفَّانُ: حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

باب: جو عمر میں زیادہ ہو پہلے اس کو مسواک دینا اور عفان بن مسلم نے کہا ف ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمرؓ سے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرَانِي أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ: أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ مِنْهُمَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: اخْتَصَرَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں مسواک کر رہا ہوں اتنے میں دو شخص میرے پاس آئے ایک عمر میں دوسرے سے بڑا تھا میں نے پہلے اس کو مسواک دے دی جو عمر میں چھوٹا تھا تب مجھ سے کہا گیا پہلے بڑے کو دے میں نے بڑے کو دے دی ف۱ امام بخاریؒ نے کہا اس حدیث کو نعیم بن حماد نے انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے اختصار کے ساتھ روایت کیا انہوں نے اسامہ بن زید سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے

ف۱ اس حدیث کو عفان تک ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اور ابو نعیم اور بیہقی نے وصل کیا۔ ف۲ معلوم ہوا کہ بڑی عمر والے کو مقدم رکھنا چاہیئے مسواک دینے میں اسی طرح کھلانے پلانے چلنے بات کرنے میں، مہلب نے کہا یہ جب ہے کہ ترتیب سے بیٹھے نہ گئے ہوں اگر بیٹھ گئے ہوں تو داہنی طرف والے کو مقدم کرنا چاہیئے اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دوسرے کی مسواک استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے مگر دھو کر استعمال کرنا مستحب ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوُضُوءِ۔

۲۴۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قُلِ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ

باب: باوضو سونے کی فضیلت۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی انہوں نے منصور سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تو اپنے سونے کی جگہ پر آئے تو نماز کا سا وضو کرلے پھر اپنے داہنی کروٹ پر لیٹ ف۱ اور یوں دعا کر یا اللہ تیرے ثواب کے شوق میں اور تیرے عذاب کے ڈر سے میں نے اپنے تئیں تیرے سپرد کر دیا اور اپنا کام تجھ کو سونپ دیا اور اپنی پیٹھ تجھ پر ٹیک دی (یعنی تجھ پر بھروسا کیا) تجھ سے بھاگ کر کہیں پناہ اور کہیں ٹھکانا نہیں مگر تیرے ہی پاس یا اللہ میں تیری کتاب (قرآن) پر ایمان لایا جس کو تو نے اتارا اور تیرے نبیؐ پر جس کو تو نے بھیجا اب اگر تو اسی رات

فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ، قَالَ: فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا بَلَغْتُ: اَللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، قُلْتُ: وَرَسُولِكَ، قَالَ: لَا وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)۔

کو مرجائے تو اسلام پر رہے گا اور (ایسا کر) کہ یہ دعا تیرا آخری کلام ہو ف۲ براءؓ نے کہا میں نے اس دعا کو آنحضرتؐ کے سامنے (یاد کرنے کے لئے) دہرایا جب اس جگہ پہنچا امنت بکتابك الذی انزلت اس کے بعد میں نے یوں کہہ دیا ورسولك آپؐ نے فرمایا نہیں یوں کہہ ونبیك الذی ارسلت۔ ف۳

ف۱ داہنی کروٹ پر لیٹنے سے زیادہ غفلت نہیں ہوتی اور تہجد کے لئے آنکھ کھل جاتی ہے ف۲ اس کے بعد سو جا پھر کوئی دنیا کی بات نہ کر اگر دوسری دعائیں یا قرآن کی آیتیں پڑھے تو قباحت نہیں۔ ف۳ معلوم ہوا کہ ادعیہ اور اذکار ماثورہ میں جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں ان میں تصرف کرنا بہتر نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو کتاب الوضوء کے آخر میں لائے اس میں یہ اشارہ ہے کہ جیسے یہ وضو آدمی بیداری کے اخیر میں کرتا ہے اسی طرح یہ حدیث کتاب الوضو کا خاتمہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

كتاب الغسل

کتاب غسل کے بیان میں

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ، مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ. وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ. يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا.

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۃ مائدہ میں) فرمایا اور اگر تم کو نہانے کی حاجت ہو (یعنی جنابت ہو) تو نہالو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا کوئی تم میں آیا ہے جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ پاؤ تم پانی تو قصد کرو مٹی پاک کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے ولیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے اپنا احسان تم پر تاکہ تم احسان مانو۔ (اور سورۃ نساء میں فرمایا) اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ تم اس وقت کہ غسل کی حاجت ہو مگر راہ چلتے ہوئے یہاں تک کہ غسل کر لو اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص تم میں سے جائے ضرور سے یا پاس گئے ہو عورتوں کے پھر نہ ملا تم کو پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے بخشنے والا۔

❖

ف ان دونوں آیتوں سے امام بخاریؒ نے یہ بیان کیا کہ غسل کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے۔

بَابُ الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ.

باب غسل سے پہلے وضو کرنا۔

ف غسل یہ ہے کہ سارا بدن پانی سے تر کرے ایسا کرنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے لیکن مسنون طریقہ غسل کا یہ ہے کہ پہلے وضو کرے امام بخاریؒ نے اس باب میں اسی کو بیان کیا۔

۲۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام

قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ الشَّعْرِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ۔

مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ہشام سے اُنہوں نے اپنے باپ عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرنا چاہتے تو (برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے) شروع میں دونوں ہاتھ دھوتے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے ف۱ پھر دونوں ہاتھوں سے تین چلّو لے کر اپنے سر پر ڈالتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے ف۲

ف۱ تاکہ بالوں کی جڑوں میں خوب پانی پہنچ جائے اور کوئی بال سوکھا نہ رہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا یہ خلال بالاتفاق واجب نہیں ہے مگر جب بال جمے ہوئے ہوں ایسے کہ اُن کی جڑوں تک نہ پہنچ سکے تو واجب ہے۔

ف۲ یہی مسنون غسل ہے اگر آدمی اسراف نہ کرے تو ایک صاع پانی میں بخوبی پورا ہو جاتا ہے۔

---

۲۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ، وَغَسَلَ فَرْجَهُ وَمَا أَصَابَهُ مِنَ الْأَذَى، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ، ثُمَّ نَحَّى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، هٰذِهِ غُسْلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے سالم بن ابی الجعدؒ سے اُنہوں نے کریب سے اُنہوں نے ابن عباسؓ سے اُنہوں نے میمونہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غسل جنابت میں) نماز کے وضو کی طرح وضو کیا فقط پاؤں نہیں دھوئے اور اپنی شرمگاہ کو دھویا اور جو آلائش لگ گئی تھی ف۱ پھر اپنے اوپر پانی بہایا پھر دونوں پاؤں سرکا کر ف۲ اُن کو دھویا سالم نے کہا آپ کا جنابت کا غسل یہی تھا۔ ف۳

ف۱ حافظؒ نے کہا اس روایت میں تقدیم تاخیر ہو گئی ہے شرمگاہ اور آلائش وضو سے پہلے دھونا چاہیئے جیسے دوسری روایتوں میں ہے پھر وضو کرنا صرف پاؤں نہ دھونا پھر غسل کرنا پھر پاؤں دھونا۔

ف۲ یعنی جہاں غسل کیا تھا وہاں سے ہٹا کر۔ ف۳ اس غسل میں وضو بھی ادا ہو جاتا ہے اب اس کے بعد نماز کے لئے پھر وضو کرنا ضرور نہیں ہے۔

بَابُ غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهِ۔

باب: مرد کا اپنی بی بی کے ساتھ (ایک برتن سے) غسل کرنا۔

۲۵۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے اُنہوں نے ابن شہاب زہری سے اُنہوں نے عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کرتے وہ برتن کیا تھا ایک کونڈا جس کو فرق کہتے ہیں۔ ف

ف فرق دو صاع کا ہوتا ہے بعضوں نے کہا سولہ رطل کا یعنی تین صاع کا کیونکہ ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے ہمارے ملک کے حساب سے فرق تقریباً سات سیر کا ہوگا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت کو اپنے مرد کی اور مرد کو اپنی عورت کی شرمگاہ دیکھنا درست ہے۔

بَابُ الْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهِ۔

باب، صاع اور اس کے برابر برتنوں سے غسل کرنا۔

۲۵۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَخُو عَائِشَةَ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا أَخُوهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ نَحْوٍ مِنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَأَفَاضَتْ عَلَى رَأْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَبَهْزٌ وَالْجُدِّيُّ عَنْ شُعْبَةَ: قَدْرِ صَاعٍ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالصمد ابن عبدالوارث نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے ابوبکر بن حفص نے کہا میں نے ابوسلمہ ف عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سُنا وہ کہتے تھے میں اور حضرت عائشہؓ کا ایک (رضاعی) بھائی (عبداللہ بن یزید) اُن کے پاس گئے ان کے بھائی نے اُن سے پوچھا آنحضرت (جنابت کا) غسل کیونکر فرماتے تھے اُنہوں نے ایک برتن منگوایا جس میں ایک صاع برابر پانی ہوگا پھر اُنہوں نے غسل کیا اور اپنے سر پر پانی بہایا اور ہمارے اُن کے بیچ میں ایک پردہ پڑا تھا ف۲ امام بخاریؒ نے کہا یزید بن ہارون اور بہز بن اسد اور جدی عبدالملک بن ابراہیم نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے روایت کیا اس میں یوں ہے ایک صاع کا انداز۔

ف یہ ابوسلمہؓ حضرت عائشہؓ کے رضاعی بھانجے تھے بعضوں نے کہا حضرت عائشہؓ کے بھائی سے کثیر بن عبداللہ کوفی مراد ہیں بہرحال دونوں حضرت عائشہؓ کے محرم تھے اسی لئے اُنہوں نے ان کے سامنے غسل کیا پردہ ڈال کر اور ان لوگوں نے حضرت عائشہؓ کا سر اور اوپر کا بدن دیکھا جو محرم کو دیکھنا درست ہے۔ ف۲ حضرت عائشہؓ نے خود نہا کر اُن کو

غسل کی تعلیم کی یہ تعلیم کا اچھا طریقہ ہے کہ کام کر کے دکھانا۔

۲۵۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَنَّهُ كَانَ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ وَأَبُوهُ، وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، فَسَأَلُوهُ عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ: يَكْفِيكَ صَاعٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يَكْفِينِي، فَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ أَوْفَى مِنْكَ شَعَرًا، وَخَيْرٌ مِنْكَ، ثُمَّ أَمَّنَا فِي ثَوْبٍ،

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے کہا ہم سے زہیر ابن معاویہ نے اُنہوں نے ابواسحٰق سے اُنہوں نے کہا ہم سے ابوجعفر (امام محمد باقر) نے بیان کیا وہ اور ان کے والد امام زین العابدین) جابرؓ کے پاس تھے اور لوگ بھی بیٹھے تھے انہوں نے جابرؓ سے غسل کو پوچھا اُنہوں نے کہا تم کو ایک صاع پانی کافی ہے ایک شخص (حسن بن محمد بن علیؓ) نے کہا مجھ کو تو کافی نہیں جابرؓ نے کہا ان کو تو کافی ہوتا تھا جن کے بال تم سے زیادہ جھنڈ تھے اور تم سے بہتر تھے (یعنی آنحضرت) پھر ایک ہی کپڑے میں اُنہوں نے ہماری امامت کی ۔ف۱

ف۱ معلوم ہوا کہ حدیث کے خلاف جو کوئی جھگڑا کرے اس کو سختی سے سمجھانا چاہیئے جیسے جابرؓ نے حسن بن محمد بن حنفیہ کو سمجھایا، ایک ہی کپڑے میں امامت کی یعنی صرف تہ بند میں حالانکہ اُن کے پاس دوسرے کپڑے موجود تھے اس کا بیان انشاءاللہ تعالیٰ کتاب الصلوٰۃ میں آئے گا۔

۲۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُونَةَ كَانَا يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يَقُولُ أَخِيرًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ، وَالصَّحِيحُ مَا رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ۔

ہم سے ابونعیم بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا اُنہوں نے عمرو بن دینار سے اُنہوں نے جابر بن زید سے اُنہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُم المومنین میمونہؓ دونوں (مل کر) ایک برتن سے غسل کیا کرتے ف۱ امام بخاریؒ نے کہا سفیان بن عیینہ اپنی اخیر عمر میں اس حدیث کو یوں روایت کرتے تھے ابن عباسؓ سے اُنہوں نے میمونہؓ سے۔ ف۲ اور صحیح وہی روایت ہے جو ابونعیم نے کی۔

ف۱ برتن سے مراد وہی فرق ہے جو اگلی حدیث میں گذرا یا برتن اس زمانے میں مشہور اور معروف ہوگا جس میں ایک صاع پانی سماتا ہوگا اور اس طرح سے اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے پیدا ہوگی۔ ف۲ تو گویا یہ حدیث میمونہؓ کی سند ٹھہری نہ کہ ابن عباسؓ کی لیکن اوائل میں سفیانؓ نے اس کو ابن عباسؓ کی سند قرار دیا جیسے ابونعیم نے

روایت کیا دارقطنی نے بھی کہا کہ یہی صحیح ہے

بَابُ مَنْ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا۔

باب: سر پر تین بار پانی بہانا۔

٢٥٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي جُبَيْرُ ابْنُ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَمَّا أَنَا فَأُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا، وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا)۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر نے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے کہا مجھ سے سلیمان بن صرد نے بیان کیا کہا مجھ سے جبیر بن مطعم نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو (غسل میں) اپنے سر پر ایسے تین چلو بہاتا ہوں اور آپ نے دونوں ہاتھوں سے بتلایا۔ ؎۱

؎۱ ابو نعیم نے مستخرج میں نکالا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنابت کے غسل کا ذکر کیا صحیح مسلم میں ہے کہ انہوں نے جھگڑا کیا تب آپ نے یہ حدیث فرمائی کہ میں تو اس طرح کرتا ہوں یعنی دونوں ہاتھوں سے تین بار پانی لے کر سر پر ڈالتا ہوں۔

٢٥٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مِخْوَلِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْرِغُ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثًا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے مخول بن راشد سے انہوں نے امام محمد باقرؒ سے انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (غسل جنابت میں) اپنے سر پر تین بار پانی ڈالتے۔

٢٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ قَالَ: قَالَ لِي جَابِرٌ، أَتَانِي ابْنُ عَمِّكَ يُعَرِّضُ بِالْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: كَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ؟ فَقُلْتُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ ثَلَاثَةَ أَكُفٍّ وَيُفِيضُهَا عَلَى

ہم سے ابو نعیم (فضیل بن دکین) نے بیان کیا کہا ہم سے معمر بن یحییٰ بن سلام نے کہا مجھ سے ابو جعفر (امام محمد باقرؒ) نے بیان کیا مجھ سے جابرؓ نے کہا تمہارے چچا کے بیٹے ؎۱ ان کی مراد حسن بن محمد بن حنفیہؒ سے تھی میرے پاس آئے انہوں نے پوچھا جنابت کا غسل کیونکر کرنا چاہیئے میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین لپ پانی کے لیتے تھے ان کو اپنے سر پر بہاتے تھے

رَأْسِهِ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ، فَقَالَ لِي الْحَسَنُ: إِنِّي رَجُلٌ كَثِيرُ الشَّعَرِ، فَقُلْتُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْكَ شَعَرًا۔

پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے تھے حسن بن محمدؒ مجھ سے کہنے لگے میں تو بہت بالوں والا آدمی ہوں میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تم سے بھی زیادہ تھے ف ۲

ف مجازاً کہا دراصل وہ اُن کے باپ یعنی امام زین العابدینؓ کے چچازاد بھائی تھے کیونکہ محمد بن حنفیہؒ امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے بھائی تھے جو حسن کے باپ ہیں جنہوں نے جابرؓ سے یہ مسئلہ پوچھا تھا۔ ف۲ آپؐ کو یہ تین بار سر پر پانی ڈالنا کافی ہو جاتا تھا تم کو کیوں نہیں کافی ہو گا۔

بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً۔

باب: ایک ہی بار نہانا۔ ف

ف یعنی غسل میں ایک ہی بار سارے بدن پر پانی ڈالنا کافی ہے گو باب کی حدیث میں ایک بار کی صراحت نہیں ہے مگر مطلق پانی بہانا مذکور ہے جو ایک ہی بار پر محمول ہو گا اور اس سے ترجمہ باب نکل آیا۔

۲۵۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَتْ مَيْمُونَةُ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ، فَغَسَلَ يَدَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ، ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے سالم بن ابی الجعد سے اُنہوں نے کریب سے اُنہوں نے ابن عباسؓ سے اُنہوں نے کہا ام المومنین حضرت بی بی میمونہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہانے کے لئے پانی رکھا آپ نے (پہلے) اپنے ہاتھ دو بار یا تین بار دھوئے پھر اپنے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور شرمگاہوں کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور مُنہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہایا پھر (جہاں نہا رہے تھے) وہاں سے سرک کر دونوں پاؤں دھوئے۔

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِالْحِلَابِ أَوِ الطِّيبِ عِنْدَ الْغُسْلِ۔

باب: حلاب یا خوشبو سے غسل شروع کرنا ف

ف اکثر لوگوں نے یہ کہا ہے کہ عالم گو وہ کتنا ہی بڑا عالم ہو غلطی اور خطا سے محفوظ نہیں ہے امام بخاریؒ سے بھی اس مقام پر غلطی ہوئی انہوں نے حلاب کے معنی حدیث میں یہ سمجھے کہ وہ کوئی لگانے کی چیز ہے حالانکہ حلاب

ایک برتن کو کہتے ہیں جس میں عرب لوگ دودھ دوہا کرتے ہیں اور امام مسلمؒ نے حلاب کے صحیح معنی سمجھے اور اس حدیث کو فرق اور صاع سے غسل کرنے کی حدیثوں کے ساتھ روایت کیا بعضوں نے کہا امام بخاریؒ نے غلطی نہیں کی بلکہ حلاب کے معنی برتن ہی کے لئے اور ترجمہ باب کا یہ مطلب ہے کہ خواہ غسل پہلے پانی سے شروع کرے جو حلاب ایسے برتن میں بھرا ہو بعد غسل کے خوشبو لگائے یا خوشبو پہلے لگا کر پھر نہائے اور باب کی حدیث سے پہلا مطلب ثابت کیا اور دوسرے مطلب کے لئے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جو سات بابوں کے بعد بیان کی کہ آپ نے خوشبو لگانے کے بعد عورتوں سے صحبت کی اور صحبت کے بعد غسل ہونا ہے پہلے خوشبو لگانا ثابت ہوا۔

۲۵۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ، فَبَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ، فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو عاصم (ضحاک بن مخلد) نے انہوں نے حنظلہ بن ابی سفیان سے انہوں نے قاسم بن محمدؒ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرنے لگتے تو حلاب کے برابر کوئی چیز (یعنی برتن) منگواتے وا پھر (پانی کا) چلو لیتے پھر سر کے داہنے حصے پر ڈالتے پھر (چلو لے کر) بائیں حصے پر ڈالتے پھر (چلو لیکر) چندیا پر ڈالتے۔

ف شاہ ولی اللہؒ نے کہا ہے کہ حلاب سے مراد بعضے بیجوں کا شیرہ ہے جو عرب لوگ غسل سے پہلے بدن میں لگایا کرتے تھے۔ مترجم کہتا ہے جیسے ہندوستان میں صابون یا بٹنہ یا تیل اور بیسن ملا کر پہلے ملتے ہیں مگر شاہ ولی اللہؒ نے حلاب کا جو معنی کہا وہ مجھ کو عرب کی لغت میں نہیں ملا بعضوں نے اس کو جلاب پڑھا ہے جیم سے جو معرب ہے گلاب کا۔ واللہ اعلم۔

بَابُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ فِي الْجَنَابَةِ۔

باب: غسل جنابت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ ف

ف امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں ہے کیونکہ غسلِ جنابت میں وضو واجب نہیں ہے اور آپ نے جو کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا تو وضو پورا کرنے کے لئے اہلِ حدیث اور امام احمد بن حنبلؒ یہ فرماتے ہیں کہ وضو اور غسل دونوں میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک وضو میں سنت ہیں اور غسل میں فرض ہیں۔

۲۵۹- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ، عَنْ

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے سالم بن ابی الجعد نے کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ

كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَتْنَا مَيْمُونَةُ قَالَتْ: صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَأَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ، ثُمَّ غَسَلَهَا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، وَأَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا۔

سے کہا ہم سے میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی (ایک برتن میں) ڈالا آپؐ نے پہلے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنی شرمگاہ دھوئی پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا اور مٹی سے رگڑا پھر (پانی سے) اس کو دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنا منہ دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا پھر وہاں سے سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے پھر رومال لایا گیا آپؐ نے اس سے نہیں پونچھا۔ ف۱

ف۱ امام ابن قیمؒ نے فرمایا کہ وضو کے بعد اعضا پونچھنے میں کوئی صحیح حدیث نہیں آئی بلکہ غسل کے بعد صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ رومال آیا آپؐ نے واپس کر دیا نہیں پونچھا۔ نوویؒ نے کہا اس میں بہت اختلاف ہے بعضے وضو اور غسل دونوں میں پونچھنا مکروہ جانتے ہیں بعضے دونوں میں پونچھنا مستحب جانتے ہیں بعضے وضو میں مکروہ جانتے ہیں غسل میں نہیں بعضوں نے کہا پونچھنا نہ پونچھنا دونوں برابر ہیں ہمارے نزدیک یہی مختار ہے۔

بَابُ مَسْحِ الْيَدِ بِالتُّرَابِ لِتَكُونَ أَنْقَى۔

باب: (غسل میں) مٹی سے ہاتھ رگڑنا کہ خوب صاف ہو جائے۔

۲۶۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ دَلَكَ بِهَا الْحَائِطَ، ثُمَّ غَسَلَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

ہم سے عبد اللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے سلیمان بن مہران اعمش نے انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابت کا غسل شروع کیا تو پہلے اپنے (بائیں) ہاتھ سے شرمگاہ کو دھویا پھر وہ ہاتھ دیوار پر رگڑ دیا ف۱ پھر اس کو (پانی سے) دھویا پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کیا جب غسل سے فارغ ہوئے تو دونوں پاؤں دھوئے۔

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے جو روایت اوپر گذر چکی وہ اس سے زیادہ صاف ہے اس میں یہ ہے کہ ہاتھ کو زمین پر مارا اور مٹی سے رگڑا اگرچہ یہ وہی حدیث ہے مگر سند دوسری ہے امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ ایک ہی حدیث کو کئی بار مختلف مسائل نکالنے کے لئے بیان کرتے ہیں مگر جدا اسنادوں سے تاکہ تکرار بیفائدہ نہ ہو۔

بَابٌ هَلْ يُدْخِلُ الْجُنُبُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَى يَدِهِ قَذَرٌ غَيْرُ الْجَنَابَةِ؟ وَأَدْخَلَ ابْنُ عُمَرَ وَالْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ يَدَهُ فِي الطَّهُورِ وَلَمْ يَغْسِلْهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَلَمْ يَرَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَأْسًا بِمَا يَنْتَضِحُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ۔

باب : اگر جس کو نہانے کی حاجت ہو وہ اپنا ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے اور اس پر سوا جنابت کے اور کوئی نجاست نہ ہو تو کیا حکم ہے ف۱ اور عبداللہ بن عمر اور براء بن عازبؓ نے اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دیا بن دھوئے پھر وضو کیا ف۲ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ نے ان چھینٹوں میں کوئی قباحت نہیں دیکھی جو جنابت کے غسل میں اڑیں ف۳۔

ف۱ امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ اگر جنب کے ہاتھ پر اور کوئی نجاست نہ ہو اور وہ ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال دے تو پانی نجس نہ ہوگا کیونکہ جنابت نجاست حکمی ہے نہ حقیقی۔ ف۲ ابن عمرؓ کے اثر کو سعید بن منصور اور براء کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا گو ان میں جنب کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاریؒ نے جنابت کو حدث پر قیاس کیا کیونکہ دونوں حکمی نجاست ہیں اور ابن ابی شیبہ نے شعبی سے نکالا کہ آنحضرتؐ کے اصحاب اپنے ہاتھ پانی میں ڈال دیتے بن دھوئے حالانکہ وہ جنب ہوتے ف۳ اور پانی کے برتن میں پڑیں اگر جنب کا بدن نجس ہوتا تو جس برتن میں چھینٹیں پڑ جاتیں وہ بھی نجس ہو جاتا۔

۲۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَفْلَحُ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے افلح بن حمید نے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کیا کرتے ہم دونوں کے ہاتھ باری باری اس میں پڑتے ف۱۔

ف۱ یعنی کبھی میرا ہاتھ اور کبھی آپ کا ہاتھ پانی لینے کے لئے برتن میں پڑتا، دوسری روایت میں یوں ہے کہ کبھی میرے اور آپ کے ہاتھ دونوں مل جاتے۔

۲۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَهُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرنے لگتے تو (پہلے) اپنا ہاتھ دھوتے۔ ف۱

ف۱ اوپر کی حدیث سے یہ نکلا کہ آنحضرتؐ اور حضرت عائشہؓ دونوں کے ہاتھ برتن میں پڑتے حالانکہ وہ اس وقت

جنب ہوتے تو معلوم ہوا کہ جنب کو برتن میں ہاتھ ڈالنا جائز ہے اور اس حدیث کے لانے سے یہ غرض ہے کہ جب ہاتھ پر نجاست کا شبہ ہو تو ہاتھ دھو کر برتن میں ڈالنا چاہیئے یا دھو کر ہاتھ ڈالنا مستحب ہے اور بن دھوئے جائز ہے۔

---

٢٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنْ جَنَابَةٍ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ -

ہم سے بیان کیا ابوالولید نے کہا ہم سے بیان کیا شعبہ نے انہوں نے ابوبکر بن حفص سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) جنابت کی حالت میں ایک برتن سے نہاتے اور شعبہ نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ قاسم بن محمد بن ابی بکر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ایسی ہی روایت کی

---

٢٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ مِنْ نِسَائِهِ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، زَادَ مُسْلِمٌ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ: مِنَ الْجَنَابَةِ -

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ بن جبر سے انہوں نے کہا میں نے انسؓ بن مالک سے سنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بی بیوں میں سے ایک بی بی (دونوں مل کر) ایک برتن میں غسل کیا کرتے مسلم بن ابراہیم اور وہب ابن جریر کی روایت میں شعبہ سے (اتنا زیادہ ہے) جنابت کا۔ ف

ف یعنی یہ غسل جنابت کا ہوتا حافظ نے کہا اسمٰعیلی نے وہب کی روایت کو نکالا لیکن اس میں یہ زیادت نہیں ہے قسطلانی نے کہا یہ تعلیق نہیں ہے کیونکہ مسلم بن ابراہیم تو امام بخاریؒ کے شیخ ہیں اور وہب نے بھی جب وفات پائی تو امام بخاریؒ کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی کیا عجب ہے اُن سے سنا ہو۔

بَابُ مَنْ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فِي الْغُسْلِ -

باب ۔ غسل میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالنا ۔

٢٦٦ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے سالم بن ابی الجعدؓ سے انہوں نے کریب سے جو ابن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے حضرت میمونہؓ بنت حارثؓ سے

عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا وَسَتَرْتُهُ، فَصَبَّ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، قَالَ سُلَيْمَانُ: لَا أَدْرِي أَذَكَرَ الثَّالِثَةَ أَمْ لَا، ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ بِالْحَائِطِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَغَسَلَ رَأْسَهُ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَلَمْ يُرِدْهَا۔

اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی رکھا اور (ایک کپڑے سے) آپ پر آڑ کر لی آپ نے (پہلے) اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا اس کو ایک بار یا دو بار دھویا اعمش نے کہا میں نہیں جانتا سالم بن ابی الجعد نے ہاتھ کا تیسری بار دھونا بیان کیا یا نہیں پھر اپنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر یا دیوار پر رگڑ دیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ دھویا دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنا سر دھویا پھر (سارے) بدن پر پانی بہایا پھر ایک طرف سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے میں نے آپ کو (پونچھنے کے لئے) ایک کپڑا دیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا (ہٹاؤ) اس کو نہیں لیا۔ ف

ف امام احمدؒ کی روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا نہیں میں نہیں چاہتا۔

بَابُ تَفْرِيقِ الْغُسْلِ وَالْوُضُوءِ، وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ غَسَلَ قَدَمَيْهِ بَعْدَمَا جَفَّ وَضُوءُهُ۔

باب وضو اور غسل میں بیچ میں ٹھہر جانا ف اور عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ اُنہوں نے اپنے پاؤں اس وقت دھوئے جب وضو سوکھ چکا تھا ف۲

ف یعنی موالاۃ نہ کرنا ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک موالاۃ واجب نہیں ہے امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ واجب ہے، ف۲ اس اثر کو امام شافعیؒ نے کتاب الام میں نکالا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بازار میں وضو کیا تو منہ دھویا ہاتھ دھوئے سر پر مسح کیا پھر ایک جنازے کے لئے بلائے گئے تو مسجد میں آئے اس پر نماز پڑھنے کو وہاں اپنے موزوں پر مسح کیا اور جنازے کی نماز پڑھی حافظ نے کہا اس کا اسناد صحیح ہے۔

۲۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَتْ مَيْمُونَةُ وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً

ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے اعمش نے اُنہوں نے سالم بن ابی الجعد سے اُنہوں نے کریب سے جو ابن عباس کے غلام تھے اُنہوں نے ابن عباسؓ سے کہ ام المومنین میمونہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہانے کا پانی رکھا آپ نے (پہلے) اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا

يَغْتَسِلُ بِهِ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ، ثُمَّ دَلَكَ يَدَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَغَسَلَ رَأْسَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى مِنْ مَقَامِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ۔

ان کو دو بار یا تین بار دھویا پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور (بائیں ہاتھ سے) شرمگاہوں کو دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنا سر تین بار دھویا پھر اپنے (سارے) بدن پر پانی بہایا پھر وہاں سے سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے۔ ف

ف یہیں سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ موالاۃ واجب نہیں ہے کیونکہ آپؐ نے سارا وضو کر لیا پاؤں نہیں دھوئے یہاں تک کہ غسل سے فارغ ہوئے تب پاؤں دھوئے۔

بَابٌ إِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ، وَمَنْ دَارَ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ۔

باب: جماع کے بعد (بے غسل کئے) پھر جماع کرے تو کیسا اور جو کوئی اپنی سب عورتوں کے پاس ہو آئے پھر ایک ہی غسل کر لے۔ ف

ف امام بخاریؒ نے جو حدیث اس باب میں بیان کی اس کے ایک طریق میں یہ صراحت ہے کہ آنحضرتؐ اپنی بی بیوں کا دورہ کر لیتے ایک ہی غسل سے اس پر تو اتفاق ہے کہ ہر جماع کے لئے جداگانہ غسل کرنا واجب نہیں ہے لیکن بعضوں نے کہا وہ مستحب ہے بعضوں نے کہا ہر جماع کے بعد وضو کر لے ظاہریہ نے کہا یہ واجب ہے۔

۲۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَكَرْتُهُ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللَّهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيبًا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم ابن ابی عدی اور یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابراہیم بن محمد بن منتشر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ کا قول (جو آگے آتا ہے) حضرت عائشہؓ سے بیان کیا انہوں نے کہا اللہ ابو عبدالرحمن پر رحم کرے ف۱ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگاتی پھر آپؐ اپنی (سب) بی بیوں کے پاس ہو آتے پھر دوسرے دن احرام باندھے ہوتے خوشبو جھاڑتے رہتے۔ ف۲

ف۱ ابو عبدالرحمن عبداللہ بن عمرؓ کی کنیت ہے ان کا قول آگے مذکور ہوگا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ احرام کی حالت میں ہوں اور میرے بدن سے خوشبو جھڑ رہی ہو۔ ف۲ بعضوں نے اسی سے ترجمہ باب نکالا ہے اس لئے کہ اگر آپ ہر بی بی کے پاس جا کر غسل کئے ہوتے تو خوشبو کا نشان آپؐ کے جسم مبارک پر باقی نہ رہتا۔ جھاڑنا کیسا؛ جھاڑنے

سے یہ مراد ہے کہ بدن سے اس کے ذرے گرتے جاتے ہیں۔

۲۶۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ أَوَكَانَ يُطِيقُهُ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ، وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ: أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ تِسْعُ نِسْوَةٍ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے کہا ہم سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کا رات اور دن کو ایک گھڑی میں دورہ کر لیتے (سب سے صحبت کر آتے)ف۱ اور آپ کی گیارہ عورتیں تھیں ف۲ قتادہ نے کہا میں نے انسؓ سے کہا کیا آپ میں اتنی طاقت تھی انسؓ نے کہا ہم (آپس میں یوں) کہا کرتے تھے کہ آپؐ کو تیس۳۰ مردوں کی طاقت ملی ہے اور سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے یوں روایت کی کہ انسؓ نے ان سے (گیارہ عورتوں کے بدل) نو عورتیں کہیں۔

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اگر ہر ایک بی بی کے پاس جا کر علیحدہ غسل کرتے تو بہت وقت صرف ہوتا ایک گھڑی میں سب کا دورہ ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ ف۲ نو بی بیاں اور دو حرمین ماریہ اور ریحانہ۔

بَابُ غَسْلِ الْمَذْيِ وَالْوُضُوءِ مِنْهُ۔

باب: مذی دھونا ف۱ اور مذی سے وضو لازم ہونا۔

ف۱ مذی کا بیان اوپر گذر چکا ہے۔

۲۶۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَأَمَرْتُ رَجُلًا أَنْ يَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ، فَسَأَلَ فَقَالَ: تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ۔

ہم سے ابو الولید ہشام نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے انہوں نے ابو حصین عثمان بن عاصم سے انہوں نے ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن حبیب) سے انہوں نے حضرت علیؓ سے انہوں نے کہا میری مذی بہت نکلا کرتی تھی میں نے ایک شخص (مقداد بن اسود) سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھو کیونکہ آپ کی صاحبزادی ف۱ میرے نکاح میں تھیں انہوں نے پوچھا آپؐ نے فرمایا (مذی نکلے تو) وضو کر ڈال اور اپنا ذکر دھو لے ف۲

ف۱ یعنی حضرت فاطمہؓ اور داماد کو ایسی باتیں خسر سے کرنے میں شرم دامنگیر ہوتی ہے، یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔
ف۲ یعنی صرف حشفہ کا مقام بعضوں نے کہا سارا ذکر دھوئے۔ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ مذی کو دھوئے اور اسکے نکلنے سے وضو کرے اگر کپڑے میں مذی لگ جاوے تو اس پر پانی چھڑک دینا کافی ہے جیسے امام احمد اور ترمذی کی روایت میں ہے۔

بَابُ مَنْ تَطَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ أَثَرُ الطِّيبِ۔

باب : خوشبو لگا کر نہانا اور خوشبو کا اثر رہ جانا ۔

۲۷۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ، مَا أُحِبُّ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَخُ طِيبًا۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَنَا طَيَّبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَافَ فِي نِسَائِهِ ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا۔

ہم سے ابوالنعمان (محمد بن فضل) نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ نے انہوں نے ابراہیم بن محمد بن منتشر سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا اور اُن سے عبداللہ بن عمرؓ کا یہ قول بیان کیا میں پسند نہیں کرتا کہ صبح کو احرام باندھے ہوں خوشبو جھاڑ رہا ہوں ف حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگائی پھر آپ اپنی (سب) عورتوں کے پاس گھوم آئے پھر صبح کو احرام باندھا ف۲

ف گویا عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو مکروہ جانا کہ آدمی احرام سے پہلے ایسی خوشبو لگائے جس کا اثر احرام کے بعد باقی رہے ۔ ف۲ باب کا مطلب اس حدیث سے اس طرح نکلا کہ جب آپ سب عورتوں سے صحبت کر آئے تو ضرور غسل کیا ہوگا تو خوشبو لگانے کے بعد غسل ہوا اور اس خوشبو کا اثر آپ کے جسم میں باقی رہا تھا ورنہ ابن عمرؓ کے قول کا رد کیونکر ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے ۔ حافظ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو جماع سے پہلے اور احرام سے پہلے خوشبو لگانا مسنون ہے ۔

۲۷۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

ہم سے آدم بن ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا گویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک کو دیکھ رہی ہوں جب آپ احرام باندھے ہوئے ف

ف حافظ نے کہا باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلتا ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے اسی حدیث سے جو اوپر گذری تو قصہ ایک ہے یا اس طرح کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کا غسل ضرور کیا ہوگا تو ثابت ہوا خوشبو کے بعد غسل کرنا ۔

بَابُ تَخْلِيلِ الشَّعَرِ، حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ۔

باب : بالوں میں خلال کرنا ف جب یہ سمجھ لے کہ بدن (بالوں کے اندر) بھگو چکا تو اُن پر پانی بہانا ۔

ف یعنی جنابت کے غسل میں انگلیاں بھگو کر بالوں کی جڑوں میں خلال کرے جب یہ معلوم ہو جاوے کہ سر یا داڑھی کے اندر کا

چمڑہ بھیگ گیا تب بالوں پر پانی بہائے یہ خلال غسل میں امام مالک رح کے نزدیک واجب ہے اور دوں کے نزدیک سنت ہے۔

۲۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدِهِ شَعَرَهُ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوَى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ، وَقَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَغْرِفُ مِنْهُ جَمِيعًا۔

ہم سے عبدان (عبداللہ بن عثمان) نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی اُنہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل کرتے تو (پہلے) اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اور جیسے نماز کے لئے وضو کیا کرتے ویسا ہی وضو کرتے پھر غسل شروع کرتے تو اپنے ہاتھ سے بالوں کا خلال کرتے (آپ کے بال بہت گھنے تھے) جب آپ یہ سمجھ لیتے کہ اندر کا بدن بھگو چکے تو تین بار بالوں پر پانی بہاتے پھر اپنا باقی پنڈا دھوتے اور حضرت عائشہ رض نے کہا میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) ایک ہی برتن سے نہاتے اس میں سے دونوں چلّو لیتے جاتے۔

بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فِي الْجَنَابَةِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَلَمْ يُعِدْ غَسْلَ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهُ مَرَّةً أُخْرَى۔

باب: جنابت میں وضو کر لینے کے بعد باقی پنڈا دھونا اور وضو کے اعضا دوبارہ نہ دھونا۔ ف

ف باب کی حدیث سے باب کا مطلب نکلنا دشوار ہے اگر اس باب میں امام بخاری رح اگلے باب کی حدیث لاتے تو زیادہ مناسب ہوتا کیونکہ اس میں یہ ہے پھر اپنا باقی پنڈا دھویا بعضوں نے کہا اس حدیث میں جو ہے کہ پھر اپنا پنڈا دھویا تو اس سے یہ مراد ہے کہ باقی پنڈا یعنی جس کو وضو میں نہیں دھویا تھا بعضوں نے کہا اس حدیث میں جو مذکور ہے کہ ایک طرف سرک کر اپنے پاؤں دھوئے اس سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ اگر اعضائے وضو کو دوبارہ دھویا ہوتا تو وہاں سے ہٹ کر صرف پاؤں دھونے کی کیا ضرورت تھی پاؤں تو سارے اعضاء کے ساتھ دھل چکے تھے۔

۲۷۳- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَضَعَ

ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے فضل بن موسیٰ نے کہا ہم کو اعمش نے خبر دی اُنہوں نے سالم بن ابی الجعد سے اُنہوں نے کریب سے جو ابن عباس رض کے غلام تھے اُنہوں نے ابن عباس رض سے انہوں نے میمونہ رض سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہانے کا پانی رکھا تو

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوءَ الْجَنَابَةِ فَكَفَأَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوِ الْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ الْمَاءَ، ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ بِيَدِهِ۔

(پہلے) آپ نے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر دو بار یا تین بار پانی ڈالا پھر اپنی شرمگاہ دھوئی پھر اپنا ہاتھ زمین پر یا دیوار پر دو یا تین بار رگڑا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ دھویا اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر پر پانی بہایا پھر اپنا بنڈا دھویا ف پھر ایک طرف سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے ام المؤمنین میمونہؓ نے کہا پھر میں ایک کپڑا لے کر آئی ف۲ آپ نے اس کو نہیں پسند کیا اور اپنے ہاتھ سے پانی جھٹکنے لگے۔

ف یعنی باقی بنڈا ظاہر یہی ہے تو ترجمہ باب نکل آئے گا۔ ف۲ بدن پونچھنے کو۔

بَابٌ إِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهُ جُنُبٌ يَخْرُجُ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمُ

باب ، جب کوئی شخص مسجد میں ہو اور اس کو یاد آئے کہ مجھ کو نہانے کی حاجت ہے تو اسی طرح نکل جائے اور تیمم نہ کرے ف

ف ثوری اور اسحٰق اور بعض مالکیہ کا یہ قول ہے کہ ایسی حالت میں تیمم کرے پھر مسجد سے نکلے امام بخاریؒ نے اس کو رد کیا۔

۲۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ قِيَامًا فَخَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ أَنَّهُ جُنُبٌ، فَقَالَ لَنَا: مَكَانَكُمْ، ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَهُ۔ تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی اور صفیں برابر ہو گئیں لوگ کھڑے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرے سے) برآمد ہوئے جب نماز کی جگہ کھڑے ہو گئے اس وقت آپ کو یاد آیا کہ آپ کو نہانے کی حاجت ہے آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا تم یہیں ٹھہرے رہو پھر آپ لوٹ گئے ف اور غسل کیا پھر باہر ہمارے پاس برآمد ہوئے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے اللہ اکبر کہا (نماز شروع کی) ہم نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، عثمان بن عمرؓ کے ساتھ اس حدیث کو عبدالاعلیٰ نے بھی معمر سے روایت کیا انہوں نے زہری سے اور اوزاعی نے بھی اس کو زہری سے روایت کیا ف۲

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر جنب غسل میں دیر کرے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر تکبیر ہو اور نماز شروع کرنے میں کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو کچھ قباحت نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھول لینے میں اللہ تعالیٰ کی بڑی مصلحت تھی کہ اُمت کے لوگوں کو یہ مسئلہ معلوم ہو، امام بخاریؒ نے اس لفظ سے کہ پھر آپ لوٹ گئے باب کا ترجمہ نکالا کیونکہ آپؐ اسی طرح مسجد سے لوٹ گئے۔ تیمم نہیں کیا۔ ف۲ عبدالاعلیٰ کی روایت کو امام احمدؒ نے نکالا اور اوزاعی کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الاذان میں۔

بَابُ نَفْضِ الْيَدَيْنِ مِنَ الْغُسْلِ عَنِ الْجَنَابَةِ۔

باب: جنابت کا غسل کر کے دونوں ہاتھوں کو جھاڑنا۔ ف۱

ف۱ شافعیہ کی فقہ کی کتابوں میں اس کو اولے کے خلاف یا مکروہ لکھا ہے یہ قول اس حدیث سے غلط ہوتا ہے۔ جو امام بخاریؒ لائے جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہی اولیٰ ہے۔

۲۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَتْ مَيْمُونَةُ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ، وَصَبَّ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ، فَمَسَحَهَا، ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ، فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَأْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو ابو حمزہ محمد بن میمون نے خبر دی کہا میں نے اعمش سے سُنا انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے انہوں نے کریب سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا حضرت میمونہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غسل کا پانی رکھا اور ایک کپڑے سے آپؐ پر آڑ کر لی آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اُن کو دھویا اور پھر اپنے داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور اپنی شرمگاہ دھوئی پھر ہاتھ کو زمین پر مارا اور رگڑا پھر اس کو دھویا اور کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا اور دونوں باہیں دھوئیں پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور اپنے بدن پر بہایا پھر ایک طرف سرک گئے اور دونوں پاؤں دھوئے میں آپ کو (پونچھنے کے لئے) ایک کپڑا دینے لگی آپ نے نہیں لیا آپؐ اپنے دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے چلے۔ ف۱

ف۱ معلوم ہوا کہ افضل یہی ہے کہ وضو اور غسل میں بدن کپڑے سے نہ پونچھے۔

بَابُ مَنْ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فِي الْغُسْلِ.

باب : غسل میں سر کے داہنے طرف سے شروع کرنا

۲۷۶ - حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا إِذَا أَصَابَتْ إِحْدَانَا جَنَابَةٌ أَخَذَتْ بِيَدَيْهَا ثَلَاثًا فَوْقَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ بِيَدِهَا عَلَى شِقِّهَا الْأَيْمَنِ، وَبِيَدِهَا الْأُخْرَى عَلَى شِقِّهَا الْأَيْسَرِ.

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے انہوں نے حسن بن مسلم سے انہوں نے صفیہ بنت شیبہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم میں سے جب کسی کو نہانے کی احتیاج ہوتی (یعنی جنابت) تو پہلے دونوں ہاتھ سے تین چلو لے کر اپنے سر پر ڈالتی ف۱ پھر ہاتھ سے پانی لیتی اور بدن کی داہنی جانب پر ڈالتی اور دوسرے ہاتھ سے لے کر بدن کی بائیں جانب ڈالتی ف۲

ف۱ پہلا چلو داہنے جانب پر دوسرا بائیں جانب پر تیسرا چندیا پر جیسے باب من بدأ بالحلاب اوالطیب میں گذرا اور امام بخاریؒ نے اس حدیث میں اسی حدیث کی طرف اشارہ کیا تو ترجمہ باب سے مطابقت ہوگئی۔ بعضوں نے کہا ترجمہ باب آگے کے جملے سے نکلتا ہے یعنی ثم تاخذ بیدھا علی شقھا الایمن سے اس میں ضمیر سر کی طرف پھرتی ہے یعنی پھر سر کے داہنے طرف پر ہاتھ سے پانی ڈالتی اور سر کی بائیں طرف پر دوسرے ہاتھ سے۔ صحابی کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کرتے تھے حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ ف۲ کرمانی نے کہا باب کا ترجمہ اس سے نکل آیا کیونکہ بدن میں سر سے لے کر قدم تک داخل ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ بَابُ مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَحْدَهُ فِي خَلْوَةٍ، وَمَنْ تَسَتَّرَ فَالتَّسَتُّرُ أَفْضَلُ، وَقَالَ بَهْزٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَللهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ مِنَ النَّاسِ).

باب : اکیلے میں ننگا ہو کر نہانا جائز ہے اور جو ستر ڈھانپ کر (کپڑا باندھ کر) نہائے تو افضل ہے ف۱ اور بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے بہز کے دادا (معاویہ بن حیدہؓ) سے روایت کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ نے اللہ زیادہ لائق ہے کہ اس سے شرم کی جائے بہ نسبت لوگوں کے ف۲

ف۱ ابن ابی لیلیٰ نے اکیلے میں بھی ننگا نہانا ناجائز رکھا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس کا رد کیا اگرچہ اس میں شک نہیں کہ ستر ڈھانپ کر نہانا افضل ہے ف۲ اس کو امام احمدؒ وغیرہ اصحاب سنن نے نکالا ترمذی نے کہا وہ حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح ہے، پوری حدیث یوں ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کن شرمگاہوں پر تصرف کریں اور کن کو چھوڑ دیں آپؐ نے فرمایا اپنی شرمگاہ بچائے رکھ مگر اپنی بی بی اور لونڈی سے میں نے کہا یا رسول اللہ جب ہم میں کوئی اکیلا ہو، آپؐ نے فرمایا تو اللہ زیادہ لائق ہے اس کے کہ اس سے شرم کی جائے بہ نسبت اور لوگوں کے۔

---

٢٧٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَكَانَ مُوسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ، فَقَالُوا: وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ، فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَجَمَحَ مُوسَى فِي أَثَرِهِ يَقُولُ: ثَوْبِي يَا حَجَرُ، ثَوْبِي يَا حَجَرُ حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى فَقَالُوا: وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ، وَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا) فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللَّهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى وَعِزَّتِكَ، وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ)، وَرَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (بَيْنَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا).

ہم سے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے انہوں نے معمر بن راشد سے انہوں نے ہمام بن منبہ سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا بنی اسرائیل کے لوگ ننگے نہایا کرتے ایک کو ایک دیکھتا رہتا ف۱ موسیٰ علیہ السلام (کی عادت تھی وہ) اکیلے ہو کر (ننگے) نہاتے ف۲ بنی اسرائیل کہنے لگے قسم خدا کی موسیٰؑ جو ہمارے ساتھ مل کر نہیں نہاتے اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کے خصیے بڑھے ہوئے ہیں ف۳۔ ایک بار (ایسا ہوا) موسیٰؑ اپنا کپڑا ایک پتھر پر رکھ کر نہانے لگے پتھر (اللہ کے حکم سے) ان کا کپڑا لے کر بھاگا موسیٰؑ اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے لپکے او پتھر میرا کپڑا دے او پتھر میرا کپڑا دے ف۴ یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کو (ننگا) دیکھ لیا اور کہنے لگے (ہم غلط سمجھے تھے) قسم خدا کی موسیٰؑ میں کوئی بیماری نہیں ہے ف۵ اور (پتھر تھم گیا) موسیٰؑ نے اپنا کپڑا لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے ابوہریرہؓ نے کہا خدا کی قسم پتھر میں چھ یا سات نشان ہیں حضرت موسیٰؑ کی مار کے ف۶ اور اسی سند سے ابوہریرہؓ سے روایت ہے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا ایک بار ایوبؑ ننگے نہا رہے تھے ف۷ ان پر سونے کی ٹڈیاں لگی گرنے وہ اپنے کپڑے میں پکڑ پکڑ کر رکھنے لگے اس وقت ان کے مالک (خدا) نے ان کو پکارا ف۸ کیا میں نے ان چیزوں سے جو تو دیکھتا ہے تجھے بے پروا نہیں کیا ف۹ ایوبؑ نے کہا بیشک تیری عزت کی قسم (تو نے مجھے بہت کچھ دیا ہے) مگر تیرے کرم سے کہیں میں بے پروا ہو سکتا ہوں ف۱۰ اور اس حدیث کو ابراہیم نے ف۱۱ موسیٰؑ بن عقبہ سے اُنہوں نے صفوان سے اُنہوں نے عطاء بن یسار سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اس میں یہ ہے کہ ایوبؑ ایک بار ننگے نہا رہے تھے۔ (اخیر تک)

ف شاید ان کی شریعت میں یہ جائز ہوگا ورنہ حضرت موسیٰؑ ضرور ان کو منع کرتے بعضوں نے کہا جائز نہ تھا اور حضرت موسیٰؑ اس سے منع کرتے تھے مگر وہ نہیں مانتے تھے۔ ف۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ایوبؑ کا فعل نقل کیا اور اس پر انکار نہیں کیا۔ ف۳ اس شرم سے وہ ہمارے ساتھ نہیں نہاتے کہ ان کا عیب کھل جائے گا۔ ف۴ جب اس پتھر نے عقل والوں کا سا کام کیا تو حضرت موسیٰؑ نے بھی اس کو اس طرح پکارا جیسے عقل والوں کو پکارتے ہیں ف۵ شاید حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں ستر عورت واجب نہ تھا یہ ایک خاص موقع تھا اور ضرورت کے وقت یا تہمت کو دفع کرنے کے لئے ستر عورت کھولنا درست ہے۔ ف۶ یہ دوسرا معجزہ تھا حضرت موسیٰؑ کا جیسے پتھر کا کپڑے لے کر بھاگنا ایک معجزہ تھا۔ ف۷ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔ ف۸ معلوم ہوا کہ اللہ کے کلام میں آواز ہے اور متعدد آیتوں اور حدیثوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ ف۹ یعنی تجھے میں نے اتنا مال اور دولت نہیں دی کہ تجھ کو ان ٹڈیوں کی حاجت نہ پڑے۔ ف۱۰ سبحان اللہ کیا عمدہ جواب دیا یعنی بندہ اور غلام کتنا ہی مالدار اور دولتمند ہو جائے مگر کیا اپنے مالک کا محتاج نہیں رہتا ضرور محتاج رہتا ہے استغنا اور بے پروائی مالک ہی کی شان ہے ہم سب اس کے محتاج ہیں۔ ف۱۱ یعنی ابراہیم بن طہمان نے امام بخاری رحؒ نے ابراہیم بن طہمان سے نہیں سنا تو یہ تعلیق ہوگی حافظ نے کہا اس کو نسائی اور اسمٰعیلی نے وصل کیا۔

بَابُ التَّسَتُّرِ فِي الْغُسْلِ عِنْدَ النَّاسِ

باب: لوگوں کے سامنے اگر نہائے تو (ستر ڈھانپ کر) آڑ کر کے۔

۲۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللهِ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهُ، فَقَالَ: «مَنْ هٰذِهِ»؟ فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے ابوالنضر سالم بن ابی امیہ سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے ان سے ابومرہ نے بیان کیا جو ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام تھے انہوں نے ام ہانی سے سنا جو ابوطالب کی بیٹی تھیں وہ کہتی تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا، میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور حضرت فاطمہؓ آپ پر آڑ کئے ہوئے تھیں۔ آپ نے فرمایا کون عورت ہے میں نے کہا میں ام ہانی ہوں۔ ف۱

ف۱ شاید پردہ موٹا ہوگا اس میں سے اچھی طرح صورت نظر نہ آتی ہوگی ورنہ آپ ام ہانی کو پہچان لیتے مگر اتنا آپ کو معلوم ہوگیا کہ کوئی عورت ہے کیونکہ مرد بغیر اجازت لئے اندر کیونکر آسکتا تھا۔

---

۲۷۹ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو سفیان ثوری نے انہوں نے اعمش سے

الأعْمَشِ، عَنْ سالِمِ بْنِ أبِي الجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قالَتْ: سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الجَنابَةِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ وَما أصابَهُ، ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى الحائِطِ أوِ الأرْضِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلاةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ أفاضَ الماءَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ تابَعَهُ أبُو عَوانَةَ وَابْنُ فُضَيْلٍ فِي السَّتْرِ۔

اُنہوں نے سالم بن ابی الجعد سے اُنہوں نے کریب سے اُنہوں نے ابن عباسؓ سے اُنہوں نے اُم المؤمنین میمونہؓ سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آڑ کی آپ جنابت کا غسل کر رہے تھے تو (پہلے) آپؐ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اپنی شرمگاہ دھوئی اور جو لگ گیا تھا وہ دھویا پھر اپنا ہاتھ دیوار پر پھیرا یا زمین پر پھر جیسے نماز کا وضو کیا کرتے تھے ویسا وضو کیا فقط پاؤں نہیں دھوئے پھر اپنے (سارے) بدن پر پانی ڈالا پھر ایک طرف سرک کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے سفیان کے ساتھ اس حدیث میں ابوعوانہ اور محمد بن فضیل نے بھی پردے کا ذکر کیا۔ ف

ف ابوعوانہ کی روایت تو امام بخاریؒ خود اس سے پہلے نکال چکے ہیں اور محمد بن فضیل کی روایت کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں نکالا۔

بابٌ إذا احْتَلَمَتِ المَرْأةُ۔

باب: عورت کو احتلام ہونے کا بیان۔

۲۸۰۔ حَدَّثَنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قالَ: أخْبَرَنا مالِكٌ عَنْ هِشامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ أنَّها قالَتْ: جاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأةُ أبِي طَلْحَةَ إلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقالَتْ: يا رَسُولَ اللهِ: إنَّ اللهَ لا يَسْتَحْيِي مِنَ الحَقِّ، هَلْ عَلَى المَرْأةِ مِنْ غُسْلٍ إذا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ فَقالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ إذا رَأتِ الماءَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے زینب بنت ابی سلمہ سے اُنہوں نے اُم المؤمنین اُم سلمہؓ سے انہوں نے کہا اُم سلیمؓ ابوطلحہؓ انصاری کی بی بی (جو انسؓ کی والدہ تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ سچی بات میں نہیں شرماتا کیا اگر عورت کو احتلام ہو تو اُس کو بھی نہانا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا ہاں (بیشک) جب وہ (جاگ کر) منی دیکھے۔ ف

ف اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے بعضوں نے کہا احتلام سب عورتوں کو نہیں ہوتا

لیکن بعضوں کو ہوتا ہے غرض یہ کہ عورت کا حکم بھی اس باب میں مرد کا سا ہے اگر جاگ کر منی کی تری بدن یا کپڑے پر پائے تو غسل کرے ورنہ غسل لازم نہیں۔

بَابُ عَرَقِ الْجُنُبِ وَ أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ۔

باب: جنب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو اسکے پسینے کا اور مسلمان کے ناپاک نہ ہونے کا بیان۔

۲۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ، فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے حمید طویل نے کہا ہم سے بکر بن عبداللہ نے انہوں نے ابو رافع (نفیع) سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے ایک رستے میں ان سے ملے ان کو نہانے کی حاجت تھی ابوہریرہؓ نے کہا میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے پھر آیا آپؐ نے فرمایا ابوہریرہؓ تو کہاں تھا میں نے عرض کیا مجھ کو نہانے کی حاجت تھی تو میں نے بغیر طہارت کے آپؐ کے ساتھ بیٹھنا بُرا جانا آپ نے (تعجب سے) فرمایا سبحان اللہ مومن بھی کہیں نجس ہوتا ہے۔ ف

ف جب تک اُن کے بدن پر کوئی حقیقی نجاست نہ ہو تو وہ نجس نہیں ہو سکتا خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو، اس حدیث سے بعضوں نے یہ نکالا ہے کہ کافر نجس ہے جیسے شیعہ امامیہ اور ایک جماعت علماء کا قول ہے اہل حدیث کے نزدیک کافر کی نجاست اعتقادی ہے نہ کہ حقیقی اور امام بخاریؒ نے اسی حدیث سے یہ نکالا کہ جنب کا پسینہ بھی پاک ہے کیونکہ جب بدن پاک ہوا تو جو بدن سے نکلے وہ بھی پاک ہوگا۔ اس حدیث سے ابن حبان نے یہ نکالا کہ اگر جنب غسل کی نیت سے کوئیں میں کود پڑے اور غسل کرے تو پانی نجس نہ ہوگا۔

بَابُ الْجُنُبِ يَخْرُجُ وَيَمْشِي فِي السُّوقِ وَغَيْرِهِ، وَقَالَ عَطَاءٌ: يَحْتَجِمُ الْجُنُبُ، وَيُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ، وَيَحْلِقُ رَأْسَهُ وَإِنْ لَمْ يَتَوَضَّأْ۔

باب: جنب گھر سے نکل سکتا ہے اور بازار وغیرہ میں چل پھر سکتا ہے اور عطاء نے کہا ف جنب پچھنے لگا سکتا ہے اور اپنے ناخن تراش سکتا ہے اور اپنا سر مونڈ سکتا ہے گو اس نے وضو نہ کیا ہو۔

ف اس تعلیق کو عبدالرزاق نے نکالا اُس میں اتنا زیادہ ہے اور نورہ لگا سکتا ہے۔

۲۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا ہم سے یزید بن زریع

قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ۔

نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے انہوں نے قتادہ سے انس بن مالکؓ نے ان سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کے پاس ایک ہی رات میں ہو آتے (سب سے صحبت کر لیتے) اور ان دنوں آپ کی نو بی بیاں تھیں۔ ف

ف تو حدیث سے جنب کا گھر سے نکلنا ثابت ہوا کیونکہ آپ ایک بی بی سے صحبت کر کے دوسری بی بی کے پاس جاتے اور یہی ترجمہ باب ہے۔

---

٢٨٣ - حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جُنُبٌ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ فَأَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ۔

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے حمید طویل نے انہوں نے بکر بن عبداللہ سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو (رستے میں) ملے اور میں جنب تھا آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا میں آپ کے ساتھ چلتا رہا جب آپ (کہیں جا کر) بیٹھے تو میں چپکے سے کھسک گیا اور اپنے ٹھکانے میں آن کر غسل کیا پھر لوٹ کر آیا آپ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا ابوہریرہؓ کہاں تھا۔ میں نے بیان کیا ف آپ نے فرمایا سبحان اللہ مومن کہیں ناپاک ہوتا ہے۔

ف یعنی یہ قصہ سنایا کہ میں جنب تھا اور غسل کرنے گیا تھا اب غسل کر کے آیا ہوں۔

بَابُ كَيْنُونَةِ الْجُنُبِ فِي الْبَيْتِ إِذَا تَوَضَّأَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ۔

باب: جنب جنابت کی حالت میں گھر میں رہ سکتا ہے جب کہ غسل سے پہلے وضو کر لے۔ ف

ف ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کتا ہو یا مورت یا جنب تو وہاں فرشتے نہیں جاتے امام بخاریؒ نے یہ باب لا کر تبلا دیا کہ وہ حدیث ضعیف ہے یا اس حدیث میں جنب سے وہ مراد ہے جو وضو بھی نہ کرے اور جنابت کی کچھ پروا نہ کرے اور یوں ہی گھر میں پڑا رہے۔

٢٨٤ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا ہم سے ہشام دستوائی اور شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے

سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْقُدُ وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَيَتَوَضَّأُ۔

ابوسلمہؓ سے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں آرام فرماتے تھے انہوں نے کہا ہاں اور آپ وضو کر لیتے۔

بَابُ نَوْمِ الْجُنُبِ۔

باب: جنب غسل سے پہلے سو سکتا ہے۔

۲۸۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا جنابت کی حالت میں ہم میں سے کوئی سو سکتا ہے آپ نے فرمایا ہاں جب وضو کر لے تو جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے ف۱

ف۱ وضو کر لینا اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے، بعضوں نے وضو سے یہ مراد لیا ہے کہ ذکر دھو ڈالے اور ہاتھ اور مسلم کی روایت سے اس کا رد ہوتا ہے اس میں صاف یہ ہے کہ نماز کا سا وضو کر لیتے۔

بَابُ الْجُنُبِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَنَامُ۔

باب: جنب کو وضو کر کے سونا۔

۲۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عبیداللہ بن ابی جعفر سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن (ابوالاسود) سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کی حالت میں سونا چاہتے تو اپنی شرمگاہ دھو ڈالتے اور نماز کا سا وضو کر لیتے۔ ف۱

ف۱ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس وضو سے نماز پڑھتے کیونکہ جنابت کی حالت میں بغیر غسل کئے نماز نہیں پڑھ سکتے۔

۲۸۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: اسْتَفْتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ ہم میں سے کوئی شخص جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے آپ نے فرمایا جب وضو کر لے۔

۲۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّهُ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ).

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کبھی رات کو مجھ کو جنابت ہوتی ہے (اس وقت غسل نہیں کر سکتا تو کیا کروں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایسا کر کہ وضو کر لے اور اپنا ذکر دھو ڈال ف پھر سو رہ

ف یعنی پہلے ذکر کو دھو پھر وضو کرے جیسے ابن نوح کی روایت میں امام مالکؒ سے یوں ہی ہے۔

بَابٌ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ.

باب: جب مرد عورت کے ختنے مل جائیں ف

ف یعنی حشفہ فرج کے اندر چلا جائے مطلب یہ ہے کہ دخول ہو اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ دخول ہوتے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے گو انزال نہ ہو اور انما الماء من الماء کی حدیث منسوخ ہے اور بعضوں نے کہا کہ انما الماء من الماء کی حدیث احتلام کے بارے میں ہے۔ عرب کے ملک میں عورتوں کا بھی ختنہ کیا کرتے تھے اور اب تک بھی بعضے ملکوں میں کرتے ہیں

۲۸۹ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ ح.

۲۹۰ - وَحَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)، تَابَعَهُ عَمْرٌو، عَنْ شُعْبَةَ مِثْلَهُ، وَقَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ مِثْلَهُ.

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے۔ دوسری سند امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا انہوں نے ہشام سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے امام حسن بصریؒ سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب مرد عورت کے چاروں کونوں کے بیچ میں بیٹھے ف پھر اس پر زور لگائے (یعنی جماع کرے) تو غسل واجب ہو گیا ہشام کے ساتھ اس حدیث کو عمرو نے بھی شعبہ سے ایسا ہی روایت کیا اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے (جو بخاری کے شیخ ہیں) کہا ہم سے ابان نے بیان کیا ہم سے قتادہ نے کہا ہم کو حسن بصریؒ نے خبر دی ف پھر ایسی ہی حدیث بیان کی امام بخاریؒ نے کہا یہ کہ غسل کر لینا بہتر ہے اور ضروری ہے اور ہم نے جو (اس کے خلاف) دوسری حدیث عثمان اور ابی بن کعب کی) بیان کی تو اس لئے کہ صحابہؓ کا اس مسئلے میں

اختلاف ہے ف۱ اور غسل میں زیادہ احتیاط ہے۔

ف یعنی فرج کے چاروں کونوں میں یا چاروں کونوں سے مراد دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھ ہیں یا دونوں پاؤں اور دونوں ران۔ ف۲ اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ قتادہ کا سماع حسن سے معلوم ہو جائے کیونکہ قتادہ کی عادت ہے تدلیس کی یعنی استاد کا نام چھپانے کی۔ ف۳ کئی صحابہؓ اس کے قائل ہیں کہ صرف دخول سے غسل واجب نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو۔

بَابُ غَسْلِ مَا يُصِيبُ مِنْ رُطُوبَةِ فَرْجِ الْمَرْأَةِ۔

باب: عورت کی شرمگاہ سے جو تری لگ جائے اُس کو دھونا ف

ف اس باب میں امام بخاریؒ نے وہ حدیثیں بیان کیں کہ جن سے یہ نکلتا ہے کہ صرف دخول سے واجب نہیں ہوتا۔ جب تک انزال نہ ہو۔

۲۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ يَحْيَى، وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، أَنَّ عَطَاءَ ابْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلَمْ يُمْنِ؟ قَالَ عُثْمَانُ: (يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ)، قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَالزُّبَيْرَ ابْنَ الْعَوَّامِ، وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَأَمَرُوهُ بِذَلِكَ، قَالَ يَحْيَى: وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابومعمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے حسین بن ذکوان معلم سے انہوں نے کہا یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا اور مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ان کو عطاء بن یسار نے خبر دی ان کو زید بن خالد جہنی نے انہوں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا بتلائیے جب مرد اپنی عورت سے صحبت کرے اور منی نہ نکلے (تو غسل لازم ہوگا یا نہیں) حضرت عثمانؓ نے کہا نماز کے وضو کی طرح وضو کرلے اور اپنا ذکر دھوڈالے ف۱ (غسل کرنا ضرور نہیں) حضرت عثمانؓ نے کہا میں نے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (زید بن خالد جہنی نے کہا) پھر میں نے یہ مسئلہ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور ابی بن کعبؓ سے پوچھا انہوں نے بھی یہی حکم دیا ف۲ یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا اور مجھ سے ابوسلمہ نے بیان کیا ان سے عروہ بن زبیر نے ان سے ابوایوب انصاریؓ نے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا (جیسے حضرت عثمانؓ نے کہا تھا)

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ دخول کی وجہ سے ذکر میں جو عورت کے فرج کی تری لگ گئی ہو اس کے دھونے کا حکم دیا۔ ف۲ کہ ذکر کو دھو ڈالے اور وضو کرے غسل کرنا لازم نہیں۔

٢٩٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أَيُّوبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ؟ قَالَ: يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: الْغُسْلُ أَحْوَطُ، وَذَاكَ الْأَخِيرُ، إِنَّمَا بَيَّنَّا لِاخْتِلَافِهِمْ۔ وَالْمَاءُ أَنْقَى

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی ان کو ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ جب کوئی مرد عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو (تو کیا کرے) آپؐ نے فرمایا عورت کے بدن سے جو لگ گیا ہو اس کو دھو ڈالے پھر وضو کر کے نماز پڑھے، امام بخاریؒ نے کہا غسل کر لینے میں زیادہ احتیاط ہے اور ہم نے جو یہ پچھلی (یا دوسری) حدیث بیان کی تو اس لئے کہ صحابہؓ کا اس مسئلے میں اختلاف ہے اور پانی خوب صاف کرنے والا ہے ف۱

ف۱ یعنی غسل بہرحال اولیٰ ہے اگر بالفرض واجب نہ ہو تو اس سے بدن کی صفائی ہو جاتی ہے یہی فائدہ کیا کم ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کِتَابُ الْحَيْضِ

کتاب حیض کے بیان میں

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى۔ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا اے پیغمبر لوگ تجھ سے حیض کے باب میں پوچھتے ہیں کہہ دے وہ گندگی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک پاک نہ ہولیں ف ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب ستھرائی کرلیں تو جدھر سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس طرف سے آؤ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو چاہتا ہے اور ستھرائی کرنے والوں کو چاہتا ہے۔

ف یعنی غسل نہ کرلیں، اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ اگر عورت دس دن میں حیض سے پاک ہو تو غسل سے پہلے بھی اس سے صحبت کرنا درست ہے دس دن سے کم میں پاک ہو تو اُن کے نزدیک بھی بغیر غسل کے صحبت درست نہیں ہے۔

بَابٌ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْحَيْضِ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَانَ أَوَّلُ مَا أُرْسِلَ الْحَيْضُ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَحَدِيثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُ۔

باب: حیض آنا کیونکر شروع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا حیض ایک چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کی قسمت میں لکھ دیا اور بعضوں نے کہا (ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ نے) پہلے حیض بنی اسرائیل (کی عورتوں) پر بھیجا گیا ف امام بخاریؒ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سب عورتوں کو شامل ہے ف۲

ف۱ امام بخاریؒ نے جو حدیث یہاں بیان کی اس کو خود اُنہوں نے اسی لفظ سے آگے ایک باب میں باسناد روایت کیا اور اس باب میں جو روایت ہے اس میں بجائے هٰذَا شَيْءٌ کے إِنَّ هٰذَا امر ہے۔ ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کے اثروں کو عبدالرزاق نے نکالا ممکن ہے کہ ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کا یہ مطلب ہو کہ بنی اسرائیل کی عورتوں پر حیض بطور عذاب کے بھیجا گیا تھا یعنی دائمی ہوگیا تھا۔ ف۲ یعنی حدیث میں آدم کی سب بیٹیوں پر حیض کا آنا مذکور ہے اور یہی صحیح ہے گویا امام بخاریؒ نے ابن مسعودؓ اور حضرت عائشہؓ کے اس قول کو رد کیا اور

عجب نہیں کہ ان دونوں نے یہ حکایت بنی اسرائیل سے سُن کر بیان کی ہو۔ قرآن شریف میں حضرت ابراہیم کی بی بی سارہؑ کے حال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فضحکت یعنی ان کو حیض آگیا اور ظاہر ہے کہ حضرت سارہؑ بنی اسرائیل سے پہلے تھیں۔

۲۹۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: خَرَجْنَا لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ. فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: مَالَكِ؟ أَنُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ، قَالَتْ: وَضَحَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے سُنا کہا میں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر سے سُنا وہ کہتے تھے میں نے حضرت عائشہؓ سے سُنا وہ کہتی تھیں ہم صرف حج ہی کی نیت سے نکلے ف جب ہم سرف پہنچے ف۲ تو اتفاق سے مجھ کو حیض آگیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں رو رہی تھی آپؐ نے فرمایا کیوں کیا حال ہے کیا تجھ کو حیض آگیا میں نے عرض کیا جی ہاں آپؐ نے فرمایا یہ تو وہ امر ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دیا ہے تو حاجیوں کے سب کام کرتی رہو ف۳ فقط بیت اللہ کا طواف مت کر (جب تک حیض سے پاک نہ ہو) حضرت عائشہؓ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی ف۴

ف کیونکہ ایام حج میں عمرہ کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ ف۲ سرف ایک مقام کا نام ہے جہاں سے مکہ چھ یا سات میل رہ جاتا ہے۔ ف۳ یعنی عرفات میں ٹھیرنا مزدلفہ میں آنا کنکریاں مارنا وغیرہ۔ آپؐ کی نو بی بیاں تھیں تو نو کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اس کا ذکر اللہ چاہے تو کتاب الحج میں آئے گا۔

بَابُ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ۔

باب حیض والی عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اور اس میں کنگھی کر سکتی ہے۔

۲۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا میں حیض کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ کے سر مبارک

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ۔ میں کنگھی کیا کرتی۔

٢٩٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ سُئِلَ: أَتَخْدُمُنِي الْحَائِضُ أَوْ تَدْنُو مِنِّي الْمَرْأَةُ وَهِيَ جُنُبٌ؟ فَقَالَ عُرْوَةُ: كُلُّ ذَلِكَ عَلَيَّ هَيِّنٌ، وَكُلُّ ذَلِكَ تَخْدُمُنِي، وَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ فِي ذَلِكَ بَأْسٌ، أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يُدْنِي لَهَا رَأْسَهُ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا، فَتُرَجِّلُهُ وَهِيَ حَائِضٌ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی اُن کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی کہا مجھ سے ہشام ابن عروہ نے بیان کیا اُنہوں نے عروہ بن زبیر سے ان سے کسی نے پوچھا حائضہ عورت میری خدمت کر سکتی ہے یا جس عورت کو نہانے کی حاجت ہو وہ میرے قریب آ سکتی ہے۔ عروہ نے کہا یہ دونوں باتیں مجھ پر آسان ہیں اور اُن میں سے ہر ایک عورت میری خدمت کر سکتی ہے اور جو کوئی ایسا کرے ف تو اس کو کچھ بُرائی نہیں ہے حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں حیض کی حالت میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور آپؐ اُس وقت مسجد میں اعتکاف میں ہوتے آپ (مسجد ہی میں سے) اپنا سر اُن کے نزدیک کر دیتے وہ اپنے حجرے میں رہتیں اور حیض کی حالت میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتیں۔

ف یعنی حائضہ یا جنب عورت سے کام کاج کرائے خدمت لے۔

بَابُ قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِي حَجْرِ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ، وَكَانَ أَبُو وَائِلٍ يُرْسِلُ خَادِمَهُ وَهِيَ حَائِضٌ إِلَى أَبِي رَزِينٍ لِتَأْتِيَهُ بِالْمُصْحَفِ فَتُمْسِكُهُ بِعِلَاقَتِهِ۔

باب: مرد اپنی عورت کی گود میں جب وہ حیض سے ہو قرآن پڑھ سکتا ہے اور ابو وائل (شقیق بن سلمہ) اپنی لونڈی کو جو حیض سے ہوتی ابو رزین (مسعود بن مالک) کے پاس بھیجتے وہ قرآن مجید کو اس کا فیتہ پکڑ کر لے آتی ف

ف یعنی وہ فیتہ جو غلاف کے اوپر لگا ہوتا ہے اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہی ہے لیکن جمہور علماء اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں حائض اور جنب کو قرآن اُٹھانا درست نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ لگانا حضرت عائشہؓ کی گود میں یہ اور بات ہے۔

۲۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: سَمِعَ زُهَيْرًا، عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ صَفِيَّةَ أَنَّ أُمَّهُ حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا اُنہوں نے زہیر بن معاویہ سے سُنا اُنہوں نے منصور بن صفیہ سے اُن کی ماں (صفیہ بنت شیبہ) نے اُن سے بیان کیا ان سے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری گود پر تکیہ لگاتے اور میں حیض سے ہوتی پھر آپ قرآن پڑھتے ف

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ نجاست کے قرب میں قرآن پڑھنا منع نہیں ہے۔

بَابُ مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا۔

باب: حیض کو نفاس کہنا ف

ف نفاس کے مشہور معنی تو یہ ہیں کہ جو خون عورت کو زچگی کے بعد آئے لیکن کبھی حیض کو نفاس کہتے ہیں اور نفاس کو حیض چونکہ ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

۲۹۷- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيصَةٍ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي، قَالَ: أَنُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے ابوسلمہ سے اُن سے زینب نے بیان کیا جو ام المومنین ام سلمہؓ کی بیٹی تھیں اُن سے ام سلمہؓ نے بیان کیا ایک بار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لوئی میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آ گیا میں آہستہ سے سرک گئی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے آپؐ نے فرمایا کیا تجھ کو نفاس ہوا ف میں نے کہا جی ہاں پھر آپؐ نے مجھ کو بُلایا تو میں لوئی میں آپ کے ساتھ لیٹ رہی۔

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آپؐ نے حیض کو نفاس فرمایا۔

بَابُ مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ۔

باب: حیض والی عورت سے مباشرت کرنا۔

ف مباشرت کہتے ہیں بوس و کنار چمٹانے کو بدن سے بدن لگانے کو۔

۲۹۸- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے اُنہوں نے منصور بن معتمر سے اُنہوں نے ابراہیم نخعی سے اُنہوں نے اسود سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے

أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، كِلَانَا جُنُبٌ، وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَأَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ۔

کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دونوں مل کر) ایک برتن سے غسل کیا کرتے اور دونوں جنب ہوتے اور میں حیض سے ہوتی اور آپ حکم کرتے میں ازار باندھ لیتی پھر آپ مجھ سے مباشرت کرتے اور آپ اعتکاف کی حالت میں اپنا سر میری طرف نکال دیتے میں اسکو دھو دیتی اور حیض سے ہوتی

۲۹۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَأَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَاشِرَهَا أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا، قَالَتْ: وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ إِرْبَهُ تَابَعَهُ خَالِدٌ وَجَرِيرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ۔

ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے بیان کیا کہا ہم کو علی بن مسہر نے خبر دی کہا ہم کو ابو اسحٰق سلیمان بن فیروز شیبانی نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسود سے انہوں نے اپنے باپ اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم میں جب کسی عورت کو حیض آتا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مباشرت (بدن لگانا) چاہتے تو اس کو ازار باندھنے کا حکم دیتے ف۱ اس وقت حیض زور پر ہوتا ف۲ پھر اس سے مباشرت کرتے حضرت عائشہؓ نے کہا تم میں کون ایسا ہے جو اپنی شہوت پر ایسا اختیار رکھتا ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے ف۳ علی بن مسہر کے ساتھ اس حدیث کو خالد بن عبداللہ اور جریر بن عبدالحمید نے بھی شیبانی سے روایت کیا

ف۱ جب ازار باندھ لی تو اب مباشرت اسی بدن سے ہوگی جو ناف سے اوپر ہے اور بہت سے علماء نے حائضہ سے ناف کے نیچے مباشرت ناجائز رکھی ہے اور بعضوں نے کہا کہ حائضہ سے صرف وطی حرام ہے باقی تمام بدن سے مباشرت جائز ہے امام احمد اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ف۲ یعنی حیض کا شروع زمانہ ہوتا اور حیض زور پر ہوتا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے وقت میں بھی حائضہ سے مباشرت کرتے یہ نہیں کہ جب حیض ختم ہونے کے قریب ہوا اسی وقت مباشرت کرتے شروع میں نہ کرتے۔ ف۳ مطلب یہ کہ جس کی شہوت اس کے قابو میں نہ ہو تو اس کو مباشرت سے بچنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ جماع کر بیٹھے اور حرام میں مبتلا ہو جائے۔

۳۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ:

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد ابن زیاد نے کہا ہم سے ابواسحاق شیبانی نے کہا ہم سے عبداللہ ابن شداد نے کہا میں نے ام المومنین میمونہ سے سنا وہ کہتی تھی

سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ، رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی بی بیوں میں کسی بی بی سے حیض کی حالت میں مباشرت کرنا چاہتے تو اس کو حکم دیتے وہ ازار باندھ لیتی اور اس حدیث کو سفیان ثوری نے بھی شیبانی سے روایت کیا ف۱

ف۱ سفیان ثوریؒ کی روایت کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں نکالا۔

بَابُ تَرْكِ الْحَائِضِ الصَّوْمَ۔

باب، حیض والی عورت روزہ نہ رکھے۔

۳۰۱- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ هُوَ ابْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا۔

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا مجھ کو زید بن اسلم نے خبر دی انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقرعید یا رمضان کی عید میں عیدگاہ جانے کے لئے نکلے (راہ میں) عورتیں ملیں آپ نے فرمایا عورتو خیرات کرو کیونکہ مجھ کو دکھایا گیا ف۱ دوزخ میں عورتیں (مردوں سے) زیادہ ہیں عورتوں نے کہا یا رسول اللہ اس کی وجہ؟ آپ نے فرمایا تم لعنت بہت کیا کرتی ہو (ہر ایک کو کوستی کاٹتی ہو) اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو ف۲ میں نے ناقص عقل و دین اور عقلمند شخص کی عقل کو کھونے والیاں تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے آپ نے فرمایا دیکھو عورت کی گواہی آدھے مرد کی گواہی کے برابر ہے یا نہیں انہوں نے کہا بیشک ہے آپ نے فرمایا بس یہی اس کے عقل کا نقصان ہے ف۳ دیکھو عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی، اور روزہ نہیں رکھتی انہوں نے کہا ہاں یہ تو ہے آپ نے فرمایا بس یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

ف۱ یعنی شب معراج میں یا کسوف کے دن۔ ف۲ قسطلانی نے کہا لعنت کرنا اس پر جائز نہیں جس کے خاتمہ کا

علم نہ ہو البتہ جس کا کفر پر مرنا ثابت ہو جیسے ابوجہل وغیرہ اس پر لعنت کرنا درست ہے اسی طرح بلا تعیین ظالموں یا کافروں پر۔ ف۳ جب تو اللہ نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر رکھی اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ بعضی عورت مردوں سے بھی زیادہ عقلمند نکلتی ہے کیونکہ یہ حکم باعتبار اکثر کے ہے عموماً عورتوں کے دماغی اور جسمانی قوٰی بہ نسبت مردوں کے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔

بَابٌ تَقْضِي الحَائِضُ المَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالبَيْتِ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ أَنْ تَقْرَأَ الآيَةَ، وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ، وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ يَخْرُجَ الحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو سُفْيَانَ أَنَّ هِرَقْلَ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - يَا أَهْلَ الكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ - الآيَةَ، وَقَالَ عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ: حَاضَتْ عَائِشَةُ فَنَسَكَتِ المَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي، وَقَالَ الحَكَمُ: إِنِّي لَأَذْبَحُ وَأَنَا جُنُبٌ، وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ -

باب: حیض والی عورت حج کے سب کام کرتی رہے صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے اور ابراہیم نخعی نے کہا ف۱ حیض والی عورت اگر ایک آیت پڑھے تو کوئی قباحت نہیں ف۲ اور ابن عباسؓ نے کہا جنب اگر قرآن پڑھے تو کوئی برائی نہیں ف۳ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی یاد اپنے سب وقتوں میں کیا کرتے ف۴ اور ام عطیہ نے کہا ف۵ ہم کو (آنحضرت کے زمانے میں) حائضہ عورتوں کو عیدگاہ میں لیجانے کا حکم دیا جاتا کہ وہ لوگوں کے ساتھ تکبیر اور دعا میں شریک ہوں اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے ابوسفیان نے بیان کیا کہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو منگوایا اور اس کو پڑھا اس میں یہ لکھا تھا شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا اور (یہ آیت لکھی تھی) اے کتاب والو ایسی بات پر آجاؤ جو ہم میں تم میں برابر مانی جاتی ہے کہ اللہ کے سوا ہم کسی کو نہ پوجیں اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اخیر آیت تک ف۶ اور عطا نے جابرؓ سے روایت کی کہ حضرت عائشہؓ کو حیض آیا انہوں نے حج کے سب کام کئے فقط خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا اور نماز نہیں پڑھتی تھیں ف۷ اور حکم بن عتیبہ نے کہا میں جنابت کی حالت میں جانور ذبح کرتا ہوں ف۸ حالانکہ اللہ عزوجل نے فرمایا اس جانور میں سے مت کھاؤ جس پر (کاٹتے وقت) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ ف۹

ف۱ اس کو دارمی نے وصل کیا۔ ف۲ مالکیہ کا یہ قول ہے کہ حائضہ قرآن پڑھ سکتی ہے لیکن جنب نہیں پڑھ سکتا اور شافعیہ اور حنابلہ اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ جنب اور حائضہ دونوں کو قرآن پڑھنا درست نہیں اور امام بخاریؒ کا مذہب یہ

معلوم ہوتا ہے کہ جنب اور حائضہ دونوں کو قرآن پڑھنا درست ہے کیونکہ حائضہ کے لئے آپؐ نے حج کے سب ارکان کرنے کی اجازت دی اور ارکان میں دُعا بھی ہے لبیک بھی اور جب حائضہ کے لئے یہ درست ہوئی تو جنب کے لئے بطریق اولیٰ جائز ہوں گے کیونکہ حائضہ کا حدث جنابت سے زیادہ سخت ہے۔ ف۳ ابن منذر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ وہ جنب رہ کر قرآن پڑھا کرتے لوگوں نے اعتراض کیا اُنہوں نے کہا میرے پیٹ میں اس سے زیادہ ہے یعنی سارا قرآن رکھا ہوا ہے یا میرے پیٹ میں جنابت سے زیادہ نجاست بھری ہوئی ہے۔ ف۴ اس تعلیق کو امام مسلمؒ نے وصل کیا حضرت عائشہؓ سے۔ ف۵ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ابواب العیدین میں نکالا اور جب تکبیر اور دعا حائضہ عورت کو درست ہوئی تو قرآن کی تلاوت بھی جائز ہو گی مالکیہ کہتے ہیں حیض کی مدت لمبی ہوتی ہے اگر قرآن کی تلاوت حائضہ کے لئے جائز نہ ہو تو ڈر ہے کہیں وہ قرآن بھول نہ جائے۔ ف۶ یہ آیت سورۂ آل عمران میں ہے اس سے امام بخاریؒ نے دلیل لی کہ جنب کو قرآن کی تلاوت جائز ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو جو کافر تھا اور جنابت کا غسل نہیں کرتا تھا یہ آیتیں لکھ کر بھیجیں اور اسی لئے کہ وہ پڑھے۔ ف۷ اس تعلیق کو خود امام بخاریؒ نے وصل کیا کتاب الاحکام میں۔ ف۸ اس کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا۔ ف۹ تو حکم ضرور کاٹتے وقت اللہ کا نام لیتے ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ جنابت میں ذکر الٰہی درست ہے تیسیل القاری میں ہے کہ امام بخاریؒ کا مذہب اس مسئلہ میں ضعیف نہیں ہے جیسے لوگوں نے خیال کیا ہے بلکہ ان کی دلیلیں قوی ہیں اور امام داؤد ظاہری اور طبری اور ابن منذر یہ سب امام بخاریؒ کے موافق ہیں اور جنب اور حائضہ کے لئے تلاوت قرآن جائز رکھتے ہیں۔

۳۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: مَا يُبْكِيكِ؟ قُلْتُ: لَوَدِدْتُ وَاللهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ الْعَامَ، قَالَ لَعَلَّكِ نُفِسْتِ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي۔

ہم سے ابو نعیم فضیل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے اُنہوں نے عبدالرحمن بن قاسم سے اُنہوں نے قاسم بن محمد سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے (مدینہ سے) حج ہی کا ذکر کرتے تھے (یعنی حج ہی کے ارادے سے نکلے) جب سَرِف میں پہنچے تو مجھ کو حیض آ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میں رو رہی تھی آپؐ نے فرمایا کیوں روتی ہے میں نے کہا مجھے یہ آرزو ہے کاش میں اس سال حج کے لئے نہ آتی ہوتی آپؐ نے فرمایا شاید تجھ کو نفاس آ گیا میں نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا پھر یہ تو ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کیلئے لکھ دیا ہے اب تو حاجیوں کے سب کام کرتی رہ فقط خانہ کعبہ کا طواف نہ کر جب تک پاک نہ ہو جائے۔

بَابُ الإِسْتِحَاضَةِ۔

باب: استحاضے کا بیان ف۱

ف۱ استحاضہ کہتے ہیں حیض کے سوا دوسرا خون آنے کو یہ ایک بیماری ہے جو بعض عورتوں کو ہو جاتی ہے۔

۳۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي لَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي)۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا فاطمہ ابوحبیش کی بیٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں پاک نہیں ہوتی (خون نہیں رُکتا) کیا میں نماز چھوڑ دوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے تو جب حیض کا خون ف۱ آئے تو نماز چھوڑ دے پھر جب (انداز سے) وہ گذر جائے تو اپنے بدن سے خون دھو ڈال اور نماز پڑھ ف۲

ف۱ جس کو عورتیں اس کے رنگ وغیرہ سے پہچان لیتی ہیں۔ ف۲ یعنی غسل کر کے جیسے دوسری روایت میں ہے ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو کرتی رہ شافعیہ اور حنفیہ اسی کے قائل ہیں مالکیہ کہتے ہیں کہ استحاضے کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسے بواسیر کے خون سے اگر ہر نماز کے لئے وضو کر لے تو مستحب ہے۔ لیکن لازم نہیں ہے جب تک دوسرا کوئی حدث نہ ہو۔

بَابُ غَسْلِ دَمِ الْمَحِيضِ۔

باب: حیض کا خون دھونا۔

۳۰۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے فاطمہ بنت منذر سے اُنہوں نے اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے اُنہوں نے کہا ایک عورت (اسماء) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو عرض کیا یا رسول اللہؐ بتلایئے اگر ہم میں سے کسی کے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے۔ آپؐ نے فرمایا تم میں سے کسی کے

إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ، ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّيَ فِيهِ)۔

کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کو کھرچ ڈالے ف پھر پانی سے دھو ڈالے پھر اس میں نماز پڑھے۔

ف انگلی سے یا ناخون سے۔

۳۰۵۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ ثُمَّ تَقْتَرِصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طُهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضَحُ عَلَى سَائِرِهِ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ۔

ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہا مجھ کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے انہوں نے کہا ہم میں سے کسی کو حیض آتا پھر جب وہ پاک ہوتی تو خون اپنے کپڑے پر سے کھرچ ڈالتی پھر اس کو دھوتی اور سارے کپڑے پر پانی چھڑک دیتی ف پھر اس میں نماز پڑھتی۔

ف وسوسہ دور کرنے کے لئے سارے کپڑے پر چھڑک دیتی۔ حافظؒ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر کپڑے کے پاک کرنے کی ضرورت نہ پڑے تو اس کو بخس پہنے دینا درست ہے کیونکہ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ جب حیض سے پاک ہوتی تو ایسا کرتی۔

بَابُ اعْتِكَافِ الْمُسْتَحَاضَةِ۔

باب: مستحاضہ ف اعتکاف کر سکتی ہے۔

ف یعنی وہ عورت جس کو استحاضہ کی بیماری ہو۔

۳۰۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَكَفَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ تَرَى الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّسْتَ تَحْتَهَا مِنَ الدَّمِ، وَزَعَمَ عِكْرِمَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَأَتْ مَاءَ الْعُصْفُرِ فَقَالَتْ: كَأَنَّ هَذَا شَيْءٌ كَانَتْ فُلَانَةُ تَجِدُهُ۔

ہم سے اسحٰق بن شاہین ابو بشر واسطی نے بیان کیا کہا ہم کو خالد ابن عبداللہ نے خبر دی انہوں نے خالد بن مہران سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی ایک بی بی (سودہؓ یا ام حبیبہؓ) نے اعتکاف کیا ان کو استحاضے کی بیماری تھی وہ (اکثر خون دیکھتی رہتیں کبھی خون کی وجہ سے اپنے تلے طشت رکھ لیتیں۔ عکرمہ نے کہا (ایک بار) حضرت عائشہ رضؓ نے کسم کا پانی دیکھا تو کہنے لگیں یہ تو گویا وہی ہے جو فلانی بی بی (استحاضے کی حالت میں) دیکھتی ف

ف یعنی اس کا اور اُس کا رنگ ملتا ہے فلانی بی بی سے وہی بی بی مراد ہیں جن کو استحاضے کی بیماری ہو گئی تھی یعنی سودہؓ یا ام حبیبہؓ یا ام سلمہؓ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا کہ ام سلمہؓ نے استحاضے کی حالت میں اعتکاف کیا وہ کبھی اپنے تلے طشت رکھ لیتیں۔

۳۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اعْتَكَفَتْ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَكَانَتْ تَرَى الدَّمَ وَالصُّفْرَةَ وَالطَّسْتُ تَحْتَهَا وَهِيَ تُصَلِّي۔

ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے خالد حذّاء سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی بیبیوں میں سے ایک نے اعتکاف کیا وہ (سرخ) خون اور زردی دیکھا کرتیں اور طشت اُن کے نیچے ہوتا وہ نماز پڑھتی رہتیں۔ ف

ف حافظؒ نے کہا حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مستحاضہ مسجد میں رہ سکتی ہے اور اس کا اعتکاف اور اس کی نماز صحیح ہے اور مسجد میں حدث کرنا درست ہے جب کہ مسجد کے آلودہ ہونے کا ڈر نہ ہو اور مستحاضہ کے حکم میں ہے وہ شخص جو دائم الحدث ہو یا جس کے زخم سے خون جاری ہو۔

۳۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ اعْتَكَفَتْ وَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ۔

ہم سے بیان کیا مسدد بن مسرہد نے کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے انہوں نے خالد حذّاء سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت کی بی بیوں میں سے ایک بی بی نے استحاضے کی حالت میں اعتکاف کیا۔

بَابٌ هَلْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَوْبٍ حَاضَتْ فِيهِ۔

باب: جس کپڑے میں عورت کو حیض آئے کیا وہ اس میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

۳۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا كَانَ لِإِحْدَانَا إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ تَحِيضُ فِيهِ، فَإِذَا أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنْ دَمٍ قَالَتْ بِرِيقِهَا فَمَصَعَتْهُ بِظُفْرِهَا۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے انہوں نے عبداللہ بن ابی نجیح سے انہوں نے مجاہد سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا (آنحضرت کے زمانے میں) ہم میں سے کسی کے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا وہ حیض میں بھی اسی کو پہنتی جب اس میں کوئی خون لگ جاتا تو تھوک لگا کر ناخن سے اس کو چھیل ڈالتی۔

بَابُ الطِّيبِ لِلْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ۔

باب: حیض کا غسل کرتے وقت خوشبو لگانا۔ ف۱

ف۱ عورت جب حیض کا غسل کرے تو مقام مخصوص پر بدبو رفع کرنے کے لیئے کچھ خوشبو لگالے اس کی یہاں تک تاکید ہے کہ سوگ والی عورت کو بھی آپ نے اس کی اجازت دی۔ قسطلانی نے کہا شرط یہ ہے کہ وہ عورت احرام نہ باندھے ہو۔

۳۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا نَكْتَحِلَ، وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ، وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، قَالَ: وَرَوَى هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا کہا ہم کو حماد بن زید نے اُنہوں نے ایوب سختیانی سے اُنہوں نے ام المؤمنین حفصہ رضؓ سے اُنہوں نے ام عطیہ سے اُنہوں نے کہا ہم کو کسی مُردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہوا تھا مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک (سوگ کا حکم تھا) اور حکم یہ تھا کہ سوگ کے دنوں میں نہ سرمہ لگائیں نہ خوشبو اور نہ کوئی رنگین کپڑا پہنیں مگر جس کپڑے کا سوت بناوٹ سے پہلے رنگا گیا ہو اور ہم کو حیض سے پاک ہوتے وقت یہ اجازت تھی کہ جب حیض کا غسل کرے تو تھوڑا کست الاظفار ف۱ لگائے اور ہم عورتوں کو جنازے کے ساتھ جانا بھی منع ہوا تھا ف۲ اس حدیث کو ہشام بن حسان نے بھی حضرت حفصہ رضؓ سے روایت کیا اُنہوں نے ام عطیہ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۳۔

ف۱ یعنی کست یا اظفار کسط کہتے ہیں قسط یعنی عود کو اور اظفار بھی ایک قسم کی خوشبو ہے بعضوں نے کہا اظفار کا کست یعنی عود مراد ہے اور ظفار ایک شہر تھا مشہور یمن کے بندروں میں وہاں سے عود ہندی عرب کے ملک میں آیا کرتا تھا۔
ف۲ کیونکہ عورتیں بہت روتی پیٹتی چلاتی ہیں۔ ف۳ ہشام کی روایت خود امام بخاری نے کتاب الطلاق میں نکالی۔

بَابُ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ، وَكَيْفَ تَغْتَسِلُ وَتَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَّبِعُ بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔

باب: عورت جب حیض کا غسل کرے تو اپنا بدن ملے اور غسل کیونکر کرے اس کا بیان اور مشک لگا ہوا رُوئی کا ایک پھایہ لے کر خون کے مقام پر پھیرے۔

۳۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، قَالَ: خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: تَطَهَّرِي بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ تَطَهَّرِي فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔

عیینہ نے انہوں نے منصور بن صفیہ سے انہوں نے اپنی ماں (صفیہ بنت شیبہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ایک عورت (اسماء بنت شکل) ؎۱ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حیض کا غسل کیونکر کروں آپؐ نے اسکو بتلایا اس طرح غسل کرے ؎۲ فرمایا (پھر غسل کے بعد) مشک لگا ہوا روئی کا ایک پھایا لے اس سے پاکی کر وہ کہنے لگی کیونکر پاکی کروں، آپؐ نے فرمایا اس سے پاکی کر وہ کہنے لگی کیونکر آپؐ نے (تعجب سے) فرمایا سبحان اللہ پاکی کر حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اس کو سمجھا دیا کہ خون کے مقام (یعنی شرمگاہ) پر اس کو لگا۔

؎۱ بعضوں نے کہا اسماء بنت یزید بن سکن جیسے خطیب نے مبہمات میں نقل کیا ؎۲ اس غسل کی کیفیت مسلم کی روایت میں مذکور ہے اس میں یہ ہے کہ اچھی طرح پاکی کر پھر اپنے سر پر پانی ڈال اس کو خوب مل تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر اپنے سارے بدن پر پانی ڈال اور امام بخاریؒ نے اس روایت کی طرف اشارہ کرکے باب کے دو مطلب نکالے کیونکہ اس روایت میں نہ بدن کا ملنا مذکور ہے نہ غسل کی کیفیت صرف تیسرا امر مذکور ہے یعنی خوشبو کا پھایا لینا۔

بَابُ غَسْلِ الْمَحِيضِ۔

باب حیض کے غسل کا بیان۔

٣١٢ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَغْتَسِلُ مِنَ الْمَحِيضِ؟ قَالَ: خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً وَتَوَضَّئِي ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَحْيَا فَأَعْرَضَ بِوَجْهِهِ أَوْ قَالَ تَوَضَّئِي بِهَا فَأَخَذْتُهَا فَجَذَبْتُهَا فَأَخْبَرْتُهَا بِمَا يُرِيدُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے منصور بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے اپنی ماں (صفیہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انصار کی ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں حیض کا غسل کیونکر کروں آپؐ نے فرمایا (اس طرح کر پھر فرمایا) مشک لگا ہوا ایک پھایا لے اور تین بار پاکی کر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرم آئی آپؐ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا یا آپؐ نے یوں فرمایا اس سے ؎۱ پاکی کر حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس عورت کو گھسیٹ لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مطلب تھا وہ اسکو سمجھا دیا ؎۲

؎۱ یہ حضرت عائشہؓ کو شک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توضئی فرمایا یا توضئی بہا۔ ؎۲ حافظ نے کہا اس حدیث سے

کسی فائدے نکلے تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا عورتوں سے شرم کی بات کنایہ اور اشارے میں کرنا عورت کا سوال کرنا مرد سے دین کی ضروری باتوں کا سمجھانے کے لئے دوبارہ بات کہنا عالم کے کلام کی اس کے سامنے تفسیر کرنا دوسروں کو سمجھانا وغیرہ وغیرہ۔

بَابُ امْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ۔

باب حیض سے نہاتے وقت بالوں میں کنگھی کرنا۔

۳۱۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتَّى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هٰذِهِ لَيْلَةُ عَرَفَةَ وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي، وَأَمْسِكِي عَنْ عُمْرَتِكِ، فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي نَسَكْتُ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب زہری نے اُنہوں نے عروہ سے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھا میں ان لوگوں میں تھی جنہوں نے تمتع کیا تھاف اور قربانی اپنے ساتھ نہیں لے گئے حضرت عائشہؓ نے کہا (اتفاق سے) ان کو حیض آگیا اور نویں شب تک ذی الحجہ کے پاک نہیں ہوتیں تب اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو عرفہ کی رات آگئی (صبح کو عرفہ ہے) اور میں نے عمرے کا احرام باندھا تھا (اب کیا کروں) ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا (ایسا کر) اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کرف۳ اور عمرے کو موقوف رکھ میں نے ایسا ہی کیا ف۴ جب حج کر چکی تو آپ نے محصب کی رات میں ف۵ عبدالرحمن میرے بھائی کو حکم دیا اُنہوں نے اس عمرے کے بدل جس کا میں نے پہلے احرام باندھا تھا مجھ کو دوسرا عمرہ تنعیم سے کرایا ف۶

ف۱ تمتع کا بیان آگے کتاب الحج میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا تمتع اس کو کہتے ہیں کہ آدمی میقات پر پہنچ کر عمرے کا احرام باندھے پھر مکہ میں پہنچکر عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے بعد اس کے آٹھویں تاریخ مکہ ہی میں سے حج کا احرام باندھے اس میں بہت آرام ہوتا ہے اس لئے اکثر حاجی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ف۲ اب تو میرا حج گیا کیونکہ عمرہ ہی ابھی ادا نہیں ہوا، ادھر حج کا وقت آن پہنچا۔ ف۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ جب احرام کے غسل کے لئے کنگھی کرنا مشروع ہوا تو حیض کے غسل کے لئے بطریق اولیٰ ہوگا۔ ف۴ عمرے کو چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لیا۔ ف۵ یعنی جس رات میں منیٰ سے لوٹ کر حج سے فارغ ہو کر محصب میں آن کر ٹھیرتے ہیں یہ تیرھویں یا چودھویں شب ہوتی ہے ذی الحجہ کی۔ ف۶ ایک مقام ہے تنعیم وہ سب سے زیادہ قریب حد ہے حرم کی مکہ سے تین میل پر اب اکثر لوگ عمرے کا احرام وہیں سے باندھا کرتے ہیں وہاں ایک

مسجد ہے جس کو مسجد عائشہؓ کہتے ہیں۔

بَابُ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غَسْلِ الْمَحِيضِ۔

۳۱۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحَجَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهْلِلْ، فَإِنِّي لَوْلَا أَنِّي أَهْدَيْتُ لَأَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، فَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ، وَأَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ، وَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَأَدْرَكَنِي يَوْمُ عَرَفَةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: دَعِي عُمْرَتَكِ، وَانْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِحَجٍّ، فَفَعَلْتُ حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ أَرْسَلَ مَعِي أَخِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَخَرَجْتُ إِلَى التَّنْعِيمِ، فَأَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَكَانَ عُمْرَتِي۔ قَالَ هِشَامٌ: وَلَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ هَدْيٌ وَلَا صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ۔

باب حیض کا غسل کرتے وقت عورت کا اپنے بال کھولنا۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ (حماد) نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم ذی الحجہ کے چاند کے نزدیک (مدینے سے) نکلے ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا جی چاہے (میقات پر سے) عمرے کا احرام باندھے وہ عمرے ہی کا احرام باندھے اور اگر میں قربانی ساتھ نہ لایا ہوتا تو میں بھی عمرے ہی کا احرام باندھتا اب بعضوں نے عمرے کا احرام باندھا اور بعضوں نے حج کا اور میں اُن میں تھی جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا (اتفاق سے) عرفہ کا دن آن پہنچا اور میں حیض سے تھی میں نے اس کا شکوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا اپنا عمرہ چھوڑ دے اور سر کھول ڈال کنگھی کر لے ف۲ اور حج کا احرام باندھ لے میں نے ایسا ہی کیا (اور حج سے فارغ ہوئی) جب محصب کی رات ہوئی تو آپ نے عبدالرحمٰن میرے بھائی کو میرے ساتھ بھیجا میں تنعیم تک گئی وہاں سے اگلے عمرے کے بدل دوسرے عمرے کا احرام باندھا ہشام نے کہا اور ان سب باتوں میں نہ قربانی لازم ہوئی اور نہ روزہ نہ صدقہ۔

ف۱ یہ حجۃ الوداع کا ذکر ہے آپ ۲۵ ذی قعدہ روز شنبہ کو مدینہ سے سب لوگوں کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ ف۲ ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حیض کے غسل میں سر کھولنا اور چوٹی توڑنا واجب ہے اور یہی قول ہے حسن اور طاؤس کا اور بعضوں نے کہا حیض اور جنابت دونوں غسلوں میں مستحب ہے بعضوں نے کہا حیض کے غسل میں عورت کو سر کھولنا ضرور ہے اور جنابت کے غسل میں ضرور نہیں ہمارے امام احمد بن حنبلؒ سے یہی منقول ہے۔

بَابُ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ۔

باب : اللہ تعالیٰ کا (سورۂ حج میں) ف۱ یہ فرمانا تم کو پیدا کیا پوری ف۲ اور ادھوری بوٹی سے۔

ف۱ اس باب کو بظاہر کتاب الحیض سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا لیکن امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ حاملہ کو جو خون آئے وہ حیض نہیں ہے کیونکہ اگر حمل پورا ہے تو رحم اس میں مشغول ہوگا اور جو خون نکلا وہ غذا کا باقیماندہ ہے اور اگر ادھورا ہے اور رحم نے پتلی بوٹی نکالدی تو وہ بھی بچہ کا ایک ٹکڑا ہے حیض نہیں ہوسکتا۔ ہمارے امام احمد ابن حنبلؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور شافعیؒ اور مالکؒ سے منقول ہے کہ حاملہ کا خون حیض گنا جائے گا ابن منیرؒ نے کہا کہ امام بخاریؒ نے باب کی حدیث سے یہ دلیل لی کہ حاملہ کا خون حیض نہیں ہے کیونکہ وہاں ایک فرشتہ معین کیا جاتا ہے اور فرشتہ نجاست کے مقام پر نہیں جاتا اور یہ استدلال ضعیف ہے۔ ف۲ پوری آیت سورۂ حج میں یوں ہے لوگو اگر تم کو پھر جی اٹھنے میں شک ہو تو ہم نے تم کو شروع میں مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر خون کی پھٹکی سے پھر پوری اور ادھوری بوٹی سے اخیر تک۔

۳۱۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ: يَا رَبِّ نُطْفَةٌ، يَا رَبِّ عَلَقَةٌ، يَا رَبِّ مُضْغَةٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ: أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ فَمَا الرِّزْقُ وَالأَجَلُ؟ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ».

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے عبید اللہ بن ابی بکر سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا۔ اللہ جل جلالہٗ نے (عورت کے رحم پر) ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ عرض کرتا ہے پروردگار اب نطفہ پڑا، پروردگار اب خون ہوگیا پروردگار اب گوشت کا مچہ ہوگیا۔ پھر جب اللہ اپنی پیدائش کو پورا کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے مرد ہے یا عورت بدبخت ہے یا نیک بخت اس کی روزی کیا ہے اسکی عمر کیا ہے پھر ماں کے پیٹ ہی میں یہ (سب) لکھ دیا جاتا ہے ف

ف یعنی رزق، روزی، عمر، نیک بختی، بدبختی یہ سب ماں کے پیٹ ہی سے لکھ دیئے جاتے ہیں ان کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

بَابُ كَيْفَ تُهِلُّ الحَائِضُ بِالحَجِّ

باب : حیض والی عورت حج یا عمرے کا احرام کیسے باندھ سکتی ہے

۳۱۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں (مدینے سے) نکلے ہم میں سے کسی نے تو عمرے کا

بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ، وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ، وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ، قَالَتْ: فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ، فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ، وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ، فَفَعَلْتُ ذَلِكَ حَتَّى قَضَيْتُ حَجَّتِي، فَبَعَثَ مَعِي عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ۔

احرام باندھا اور کسی نے حج کا غرض جب ہم مکہ میں پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو اور وہ قربانی ساتھ نہ لایا ہو تو (عمرہ کرکے) احرام کھول ڈالے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور قربانی ساتھ لایا ہو وہ جب تک قربانی ذبح نہ کرے احرام نہ کھولے اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو وہ اپنا حج پورا کرے حضرت عائشہؓ نے کہا مجھ کو حیض آگیا اور عرفہ کے دن تک برابر حیض آتا رہا اور میں نے عمرے ہی کا احرام باندھا تھا آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ حکم دیا کہ اپنا سر کھول ڈالوں اور بالوں میں کنگھی کروں اور نیا احرام حج کا باندھوں عمرہ موقوف کروں میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ اپنا حج پورا کر لیا اس وقت آپؐ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو میرے ساتھ دے کر یہ حکم کیا کہ تنعیم سے میں اپنے عمرے کے بدل دوسرے عمرے کا احرام باندھوں

بَابُ إِقْبَالِ الْمَحِيضِ وَإِدْبَارِهِ

وَكُنَّ نِسَاءٌ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ بِالدُّرْجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ، فِيهِ الصُّفْرَةُ، فَتَقُولُ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ، تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ، وَبَلَغَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ نِسَاءً يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، يَنْظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ فَقَالَتْ: مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هَذَا وَعَابَتْ عَلَيْهِنَّ۔

باب حیض کے شروع ہونے اور ختم ہونے کا بیان اور عورتیں حضرت عائشہؓ کے پاس ڈبی بھیجتیں ف۱ اس میں روئی ہوتی جس پر زردی ہوتی تو حضرت عائشہؓ فرماتیں جلدی نہ کرو جب تک چونے کی طرح سفید نہ دیکھو یعنی حیض سے بالکل پاک نہ ہو جاؤ ف۲ اور زید بن ثابت کی بیٹی (ام کلثوم) کو یہ خبر پہنچی کہ بعض عورتیں آدھی آدھی رات کو چراغ منگوا کر دیکھتی ہیں کہ وہ پاک ہوئیں (یا نہیں) تو انہوں نے کہا (آنحضرتؐ کے زمانے میں) تو عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں اور ان پر عیب رکھا ف۳۔

ف۱ ڈبی ہم نے درجہ کا ترجمہ کیا ہے درجہ وہ ظرف ہے جس میں حیض کی روئی رکھیں بعضوں نے کہا درجہ سے کپڑے کی تھیلی مراد ہے۔ ف۲ اور روئی بالکل سفید نکلے اس پر کچھ دھبہ نہ ہو یا سفید پانی نہ نکلے جو حیض کی تمامی پر نکلتا ہے۔ ف۳ کیونکہ اسلام کی شریعت میں آسانی ہے راتوں کو چراغ منگوانا اور بار بار دیکھنا اس میں سخت تکلیف ہے بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ رات کو خالص سفیدی اچھی طرح معلوم نہیں ہوتی تو ممکن ہے کہ ان عورتوں کو دھوکہ ہو وہ سمجھیں کہ

حیض سے پاک ہوگئیں اور نماز پڑھ لیں حالانکہ ابھی تک پاک نہ ہوئی ہوں تو ثواب کے بدل گناہ میں مبتلا ہوں۔

۳۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَسَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ۔ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ ہوا کرتا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کا مسئلہ) پوچھا آپؐ نے فرمایا یہ ایک رگ (کا خون ہے) اور حیض نہیں ہے پھر جب حیض (کا خون) آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض گزر جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ ف۔

ف فقہا نے استحاضہ کے مسائل کو بہت طول کے ساتھ بیان کیا اور ان میں بڑی پیچیدگی پیدا کر دی ہے۔ اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو پہلے خون کا رنگ دیکھنا چاہیئے حیض کا خون کالا ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے دوسرے اگر وہ عادت والی ہے تو اپنی عادت کے دنوں کا اندازہ کر لینا چاہیئے اگر رنگ اور عادت دونوں سے تمیز نہ ہو سکے تو چھ یا سات دن حیض کے مقرر کرے کیونکہ اکثر عورتوں کو اتنے ہی دنوں میں حیض آتا ہے۔

بَابٌ لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ، وَقَالَ جَابِرٌ وَأَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدَعُ الصَّلَاةَ۔

باب: حیض والی عورت نماز کی قضا نہ پڑھے ف اور جابرؓ اور ابوسعید خدریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے کہا کہ حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے۔ ف۲

ف اس پر تمام علما کا اجماع ہے البتہ چند خوارج اس کے قائل ہوئے ہیں کہ حائضہ کو حیض سے پاک ہونے کے بعد ان نمازوں کی قضا پڑھنی چاہیئے۔ ف۲ چھوڑ دینے کا یہی مطلب ہے کہ اس کی قضا لازم نہیں ہے، ان دونوں حدیثوں کو خود امام بخاریؒ نے نکالا ابوسعیدؓ کی حدیث تو اوپر گذری اور جابرؓ کی حدیث خدا چاہے تو کتاب الاحکام میں آئیگی۔

۳۱۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ: أَتَجْزِي إِحْدَانَا صَلَاتَهَا إِذَا طَهُرَتْ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيضُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے، کہا ہم سے قتادہ نے کہا مجھ سے معاذہ بنت عبداللہ نے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا کیا جب کوئی عورت ہم میں حیض سے پاک ہو تو نماز کی قضا پڑھے انہوں نے کہا کیا تو حروری (خارجی) ہے ف ہم کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ، أَوْ قَالَتْ: فَلَا نَفْعَلُهُ۔

کے زمانے میں حیض آتا پھر آپ ہم کو نماز کی قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیتے تھے یا معاذہ نے یوں کہا کہ ہم قضا نہیں پڑھتے تھے۔

ف حروری نسبت ہے حرورا کی طرف وہ ایک مقام ہے کوفہ سے دو میل پر خارجی مردود وہیں اکٹھے ہوئے تھے حضرت علیؓ نے ان کو مارا اور قتل کیا جو شخص قرآن شریف کو مانے اور حدیث کو نہ مانے وہ بھی خارجی مردود ہے حدیث شریف قرآن ہی کی تفسیر ہے اور بغیر حدیث کے کوئی قرآن پر عمل نہیں کرسکتا اور خود قرآن شریف میں حکم ہے حدیث پر چلنے کا۔

بَابُ النَّوْمِ مَعَ الحَائِضِ وَهِيَ فِي ثِيَابِهَا۔

باب: حائضہ عورت کے ساتھ سونا جب وہ اپنے حیض کے کپڑے پہنے ہو۔

۳۱۹۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ: حِضْتُ وَأَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الخَمِيلَةِ فَانْسَلَلْتُ فَخَرَجْتُ مِنْهَا، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَلَبِسْتُهَا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَأَدْخَلَنِي مَعَهُ فِي الخَمِيلَةِ، قَالَتْ: وَحَدَّثَتْنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الجَنَابَةِ۔

ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نحوی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے بیان کیا کہ ام المومنین ام سلمہؓ نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوئی میں لیٹی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آگیا میں چپکے سے نکل بھاگی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے اور پہن لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ کو نفاس (حیض) آگیا میں نے کہا جی ہاں پھر آپؐ نے مجھ کو بلایا اور لوئی کے اندر کرلیا زینب نے کہا اور بی بی ام سلمیؓ نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزے میں میرا بوسہ لیتے اور میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مل کر جنابت کا غسل ایک ہی برتن سے کیا کرتے۔

بَابُ مَنِ اتَّخَذَ ثِيَابَ الحَيْضِ سِوَى ثِيَابِ الطُّهْرِ۔

باب: حیض کے کپڑے الگ رکھنا اور پاکی کے الگ۔

۳۲۰۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے زینب سے جو ام سلمہؓ کی بیٹی تھیں انہوں نے

أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيلَةٍ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ: أَنُفِسْتِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ.

حضرت بی بی ام سلمہؓ سے اُنہوں نے کہا میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوئی میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھ کو حیض آگیا میں نکل بھاگی اور اپنے حیض کے کپڑے سنبھالے ف۱ آپ نے فرمایا تجھ کو نفاس ہوا میں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے مجھ کو بلایا میں لوئی میں آپ کے ساتھ لیٹی۔

ف۱ یہ اس حدیث کے خلاف نہیں ہے جس میں مذکور ہے کہ ہمارے پاس اس زمانے میں ایک ہی کپڑا تھا۔ کیونکہ مختلف اوقات کا ذکر ہے تنگی کے زمانے میں ایک ہی کپڑا ہوگا پھر اللہ نے فراغت دی ہوگی تو کئی کپڑے ہوں گے بعضوں نے کہا حیض کے کپڑوں سے اس کے لئے اور چیتھڑے مراد ہیں واللہ اعلم۔

بَابُ شُهُودِ الْحَائِضِ الْعِيدَيْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، وَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى.

باب: حیض والی عورت کا دونوں عیدوں میں اور مسلمانوں کی دعا (جیسے استسقاء وغیرہ میں) شریک رہنا اور عیدگاہ سے الگ رہنا۔ ف۱

ف۱ مطلب یہ ہے کہ حائضہ عورتیں عید کے دن نکل سکتی ہیں اور عیدگاہ میں جو لوگوں کا جماؤ ہوتا ہے وہاں آسکتی ہیں لیکن نماز کی جگہ یعنی عیدگاہ کے باہر رہیں کیونکہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتیں پھر عیدگاہ کے اندر جانا کیا ضرور ہے قسطلانی نے کہا حیض والی عورتوں کو عیدگاہ کے اندر جانا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے کیونکہ عیدگاہ کا حکم مسجد کا نہیں ہے۔

٣٢١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: كُنَّا نَمْنَعُ عَوَاتِقَنَا أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيدَيْنِ، فَقَدِمَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَحَدَّثَتْ عَنْ أُخْتِهَا، وَكَانَ زَوْجُ أُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ، وَكَانَتْ أُخْتِي مَعَهُ فِي سِتٍّ، قَالَتْ: كُنَّا نُدَاوِي الْكَلْمَى وَنَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى، فَسَأَلَتْ أُخْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ؟

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوہاب نے خبر دی اُنہوں نے ایوب سختیانی سے اُنہوں نے حفصہ بنت سیرین سے اُنہوں نے کہا ہم کنواری جوان عورتوں کو عید کے دنوں میں نکلنے سے منع کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایسا ہوا کہ ایک عورت آئی ف۱ اور بنی خلف کے محل میں اُتری ف۲ اس نے اپنی بہن (ام عطیہؓ) سے حدیث بیان کی اس کے بہنوئی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ ۱۲ جہاد کئے تھے (وہ عورت کہتی تھی) کہ چھ جہادوں میں میری بہن بھی آپ کے ساتھ تھی تو ہم (فوج میں کیا کرتیں) زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کی خبر گیری کیا کرتیں۔ ایک بار میری بہن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو اور وہ (عید کے دن

قَالَ: لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، وَلْتَشْهَدِ الْخَيْرَ، وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا قَدِمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ سَأَلْتُهَا: أَسَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بِأَبِي نَعَمْ، وَكَانَتْ لَا تَذْكُرُهُ إِلَّا قَالَتْ: بِأَبِي سَمِعْتُهُ يَقُولُ تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ، أَوِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ، وَالْحُيَّضُ، وَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ، وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى، قَالَتْ حَفْصَةُ: فَقُلْتُ: الْحُيَّضُ؟ فَقَالَتْ: أَلَيْسَ تَشْهَدُ عَرَفَةَ وَكَذَا وَكَذَا؟

نہ نکلے تو کچھ برائی تو نہیں آپؐ نے فرمایا اس کی گوئیاں (ساتھ والی) اپنی چادر اس کو اُڑھا دے اس کو چاہیئے کہ ثواب کے کاموں میں اور مسلمانوں کی دُعا میں شریک ہو ف۳ حفصہؓ نے کہا جب اُم عطیہؓ آئیں تو میں نے اُن سے پُوچھا کیا تم نے یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے اُنھوں نے کہا میرا باپ آپؐ پر قربان اور اُم عطیہؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں تو یُوں کہتیں میرا باپ آپؐ پر قربان میں نے آپ سے سُنا آپ فرماتے تھے کنواری جوان عورتیں اور پردے والیاں اور حیض والیاں (یہ سب عید کے دن) نکلیں اور ثواب کے کام اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حیض والیاں نماز کی جگہ سے الگ رہیں حفصہؓ نے کہا کیا حیض والیاں بھی نکلیں اُم عطیہؓ نے کہا حیض والیاں کیا عرفات میں نہیں آتیں اور فلاں فلاں مقاموں میں ف۴ ۔

ف اس کا نام نہیں معلوم ہوا۔ ف۲ یہ محل بصرے میں تھا اس کو طلحہ بن عبداللہ بن خلف نے بنوایا تھا۔ ف۳ مثلاً وعظ کی مجلس یا نماز کی جماعت یا بیمار پرسی یا ایسے نیک کاموں میں جیسے عید کی نماز ہے یا جمعہ کی نماز مسلمانوں کی دُعا سے استسقاء اور کسوف اور خسوف کی نمازیں مراد ہیں ان میں بھی عورتوں کو شریک ہونا بہتر ہے۔ ف۴ حفصہؓ نے تعجب سے اُم عطیہؓ سے کہا کہ حیض والیاں بھلا کیسے نکلیں گی اُنہوں نے خیال کیا کہ وہ نجاست میں مبتلا ہیں تو ایسی عبادت کے مقاموں میں ان کو جانا کیسے جائز ہوگا۔ اُم عطیہؓ نے جواب دیا کہ حیض والی عورتیں حج کے دنوں میں آخر عرفات میں ٹھیرتی ہیں مزدلفہ میں رہتی ہیں منیٰ میں کنکریاں مارتی ہیں یہ سب عبادت کے مقام ہیں ایسے ہی عیدگاہ میں بھی جائیں ۔

بَابٌ إِذَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ ثَلَاثَ حِيَضٍ، وَمَا يُصَدَّقُ النِّسَاءُ فِي الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ، وَفِيمَا يُمْكِنُ مِنَ الْحَيْضِ لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى - وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ - وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَشُرَيْحٍ إِنْ جَاءَتْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ بِطَانَةِ أَهْلِهَا مِمَّنْ يُرْضَى

باب : اگر ایک ہی مہینے میں عورت کو تین بار حیض آجائے اس کا بیان اور حیض اور حمل میں عورتوں کی بات سچ ماننے کا جہاں تک ممکن ہے ف۱ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے (سورۂ بقرہ میں) فرمایا عورتوں کو درست نہیں اس کا چھپانا جو اللہ نے اُن کے رحموں میں پیدا کیا ف۲ اور حضرت علیؓ اور قاضی شریح سے نقل کیا جاتا ہے ف۳ اگر عورت اپنی دیندار معتبر اندر والے لوگوں کی گواہی پیش کرے کہ اسکو ایک مہینے میں تین بار حیض آیا تو

دِينُهُ أَنَّهَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ ثَلَاثًا صُدِّقَتْ وَقَالَ عَطَاءٌ: أَقْرَاؤُهَا مَا كَانَتْ، وَبِهِ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ عَطَاءٌ: الْحَيْضُ يَوْمٌ إِلَى خَمْسَ عَشْرَةَ، وَقَالَ مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ: سَأَلْتُ ابْنَ سِيرِينَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى الدَّمَ بَعْدَ قُرْئِهَا بِخَمْسَةِ أَيَّامٍ، قَالَ: النِّسَاءُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ.

اس کی بات سچ مان لی جائے گی ف۴ اور عطاء ابن ابی رباح نے کہا عدت سے پہلے جو اس کے حیض کے دن تھے وہی رہیں گے ابراہیم نخعی کا بھی یہی قول ہے اور عطاء نے کہا حیض کم سے کم ایک دن سے لے کر پندرہ دن تک ہوتا ہے ف۵ اور معتمر نے اپنے باپ سلیمان سے روایت کیا ف۶ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا اگر عورت پاک ہونے کے پانچ روز بعد پھر خون دیکھے انہوں نے کہا عورتیں ان باتوں کو خوب جانتی ہیں ف۷

ف۱ اگر ایسی بات کہیں جو ناممکن ہے تو ان کی بات نہ مانی جائے گی۔ ف۲ زہری اور مجاہد وغیرہ سے اس آیت کی تفسیر یوں منقول ہے کہ عورتوں کو اپنا حیض یا حمل چھپانا درست نہیں اور جب چھپانا درست نہ ہوا تو بیان کرنے کا حکم ہوا اب اگر ان کا قول ماننے کے لائق نہ ہو تو بیان کرنے سے کیا فائدہ۔ اس طرح امام بخاریؒ نے اس آیت سے باب کا مطلب نکالا۔ ف۳ اس کو دارمی نے وصل کیا باسناد صحیح کہ شریح نے ایسا فیصلہ کیا اور حضرت علیؓ نے فرمایا تم نے اچھا فیصلہ کیا۔ ف۴ ہوا یہ تھا کہ شریح کے سامنے ایک مقدمہ آیا ایک عورت اور اس کے خاوند میں تکرار تھی طلاق پر ایک ماہ کی مدت گذری تھی خاوند رجعت کرنا چاہتا تھا لیکن عورت کہتی تھی میری عدت گذر گئی اور ایک ہی ماہ میں مجھ کو تین حیض آ گئے تب شریح نے حضرت علیؓ کے سامنے یہ فیصلہ سنایا۔ ف۵ اسکو بھی دارمی نے وصل کیا شافعیؒ کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حیض کی کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہیں اور اس باب میں جو حدیثیں حنفیوں نے روایت کی ہیں وہ سب موضوع اور باطل ہیں اور صحیح مذہب اہل حدیث کا ہے کہ حیض کی کوئی مدت معین نہیں ہو سکتی ہر ایک عورت کی عادت پر اس کا انحصار ہے اگر معین بھی کریں تو چھ یا سات دن اکثر مدت مقرر کرنا چاہیئے جیسے حمنہ کی حدیث میں ہے۔ ف۶ اس کو بھی دارمی نے وصل کیا۔ ف۷ اگر اس کی عادت ایسی ہی تھی کہ پانچ روز کے بعد اس کو حیض آیا کرتا تھا تو وہ حیض ہی گنا جائے گا۔

۳۲۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّ ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي.

ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا کہا ہم کو ابواسامہ نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے ہشام بن عروہ سے سنا انہوں نے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ فاطمہ ابو حبیش کی بیٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا (یا رسول اللہ) مجھ کو استحاضہ رہتا ہے میں پاک ہی نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں آپؐ نے فرمایا نہیں یہ ایک رگ (کا خون) ہے تو ایسا کر (اس بیماری سے پہلے) جتنے دنوں تجھ کو حیض آیا کرتا تھا اتنے دنوں نماز چھوڑ دے پھر غسل کر اور نماز پڑھتی رہ۔ ف۱

ف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض کی کوئی مدت مقرر نہیں کی بلکہ فاطمہ کی رائے اور عادت پر چھوڑ دیا اور باب کا مطلب یہی ہے۔

بَابُ الصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِي غَيْرِ أَيَّامِ الْحَيْضِ۔

باب: حیض کے دنوں کے سوا اور دنوں میں خاکی اور زرد رنگ کا کیا حکم ہے۔ ف

ف اگر حیض کے دنوں میں خاکی یا زرد رنگ کا خون نکلے تو وہ حیض ہی سمجھا جائے گا اگر اور دنوں میں نکلے تو وہ حیض نہ ہوگا۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور شافعیؒ اور ابو حنیفہ کا یہی قول ہے۔

۳۲۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا کہ ہم خاکی اور زردی کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے۔

بَابُ عِرْقِ الِاسْتِحَاضَةِ۔

باب: استحاضہ کی رگ کا بیان ف

ف استحاضے کا خون ایک رگ میں سے آتا ہے جس کو عربی زبان میں عاذل کہتے ہیں۔

۳۲۴۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، وَعَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ ذَلِكَ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ، فَقَالَ: هَذَا عِرْقٌ، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی ف نے بیان کیا کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے ان دونوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں کہ ام حبیبہ بنت جحش (آنحضرت صلعم کی سالی) کو سات برس تک استحاضہ رہا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا (جب حیض کے دن پورے ہو جائیں تو) غسل کرلے، پھر فرمایا یہ رگ ہے۔ تو ام حبیبہ ہر نماز کے لئے غسل کیا کرتیں ف۲

ف حزامی نسبت حزام کی طرف بکسر حائے مہملہ اور زائے مخففہ معجمہ۔ ف۲ اپنی خوشی سے ان کو یہی بھلا لگتا آنحضرتؐ نے یہ حکم نہیں دیا کہ ہر نماز کے لئے غسل کرو اور مسلم کی روایتیں جو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہر نماز کے لئے غسل کرنے کا حکم دیا تو اس روایت میں لوگوں نے کلام کیا ہے اور زہری سے جو ثقہ راوی ہیں انہوں نے یہ جملہ نقل نہیں کیا۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الإِفَاضَةِ۔ باب : اگر عورت کو طواف الزیارت کے بعد حیض آئے ف۱

ف۱ اسی کو طواف الافاضہ بھی کہتے ہیں یعنی دسویں تاریخ کیا جاتا ہے یہ طواف فرض ہے اور حج کا ایک رکن ہے لیکن طواف الوداع جو حاجی کعبے سے رخصت ہوتے وقت کرتے ہیں وہ فرض نہیں ہے۔

۳۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا، أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ: فَقَالُوا بَلٰى: قَالَ فَاخْرُجِي۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنھوں نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اُنھوں نے اپنے باپ ابوبکر سے اُنھوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے اُنھوں نے اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے (جو آپ کی بی بی تھیں) اُنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ صفیہ بنت حیی بن اخطب کو (جو آپ کی بی بی تھیں) حیض آگیا۔ آپ نے فرمایا: شاید وہ ہم کو (مدینے روانہ ہونے سے) روک رکھے گی کیا اُس نے تمہارے ساتھ طواف (الافاضہ) نہیں کیا اُنھوں نے کہا طواف تو کر چکی آپؐ نے فرمایا تو بس اب چل کھڑی ہو ف۱

ف۱ معلوم ہوا کہ طواف الوداع حائضہ کو معاف ہے اس کے انتظار میں ٹھیرے رہنا کچھ لازم نہیں ہے۔

۳۲۶- حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا حَاضَتْ۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ فِي أَوَّلِ أَمْرِهِ: إِنَّهَا لَا تَنْفِرُ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: تَنْفِرُ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے اُنھوں نے عبداللہ بن طاؤس سے اُنھوں نے اپنے باپ طاؤس بن کیسان سے اُنھوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے اُنھوں نے کہا جب عورت کو حیض آجائے تو اس کو اپنے شہر لوٹ جانے کی (بغیر طواف الوداع کے) اجازت ہے اور عبداللہ بن عمرؓ شروع میں یہ کہتے تھے کہ وہ نہ لوٹے (جب تک طواف الوداع نہ کرے) پھر طاؤس نے کہا میں نے اُن سے سنا وہ کہتے تھے لوٹ جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ف۱۔

ف۱ تو عبداللہ بن عمرؓ کو جب حدیث پہنچی تو اُنھوں نے اپنی رائے اور فتوی سے رجوع کیا ہمارے دین کے کل اماموں اور پیشواؤں نے ایسا ہی کیا ہے کہ جدھر حق معلوم ہوا اُدھر ہی لوٹ گئے کبھی اپنی بات کی پچ نہیں کی امام ابوحنیفہؒ اور

شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ سے ایک ایک مسئلہ میں دو دو تین تین چار چار قول منقول ہیں ہائے ایک وہ زمانہ تھا ایک یہ زمانہ ہے کہ صحیح حدیث دیکھ کر بھی اپنی رائے اور خیال سے نہیں پلٹتے بلکہ جو کوئی حدیث کی پیروی کرے اس کی دشمنی پر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

بَابٌ إِذَا رَأَتِ الْمُسْتَحَاضَةُ الطُّهْرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ وَلَوْ سَاعَةً۔ وَيَأْتِيْهَا زَوْجُهَا إِذَا صَلَّتِ الصَّلَاةَ أَعْظَمُ۔

باب: جب مستحاضہ حیض سے پاک ہو جائے ف تو ابن عباسؓ نے کہا ف وہ غسل کر کے نماز پڑھے اگرچہ ایک ہی گھڑی دن باقی ہو اور اسکا خاوند اس سے صحبت کر سکتا ہے جب وہ نماز پڑھتی ہے۔ نماز تو بڑی چیز ہے ف۔

ف گو استحاضے کا خون آتا رہے اور عورتوں کو اس کی شناخت رنگ وغیرہ سے ہو جاتی ہے۔ ف۲ اس تعلیق کو ابن ابی شیبہ اور دارمی نے وصل کیا۔ ف۳ یعنی جب مستحاضہ کو غسل کر کے نماز پڑھنا درست ہوا تو خاوند کو اس سے صحبت کرنا تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا اس اثر کو عبدالرزاق نے نکالا۔

۳۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حیض (کا خون) آنے لگے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض رخصت ہو تو اپنے (بدن سے) خون دھو ڈال اور نماز پڑھ۔ ف

ف اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ مستحاضہ عورت سے جماع درست ہے کیونکہ جب نماز پڑھنا اس کو درست ہوا تو جماع کیا چیز ہے بعضوں نے مستحاضہ سے جماع ناجائز رکھا ہے کیونکہ وہ پلیدی ہے۔ جمہور یہ کہتے ہیں کہ ہر پلیدی میں جماع منع نہیں ہو سکتا حیض میں جو منع ہی تو یہ ممانعت قرآن سے ثابت ہے۔ ابوداؤد نے عکرمہ سے نکالا کہ حمنہ کو استحاضہ تھا اور اُن کے خاوند ان سے جماع کرتے ایسا ہی ام حبیبہؓ کو اُن سے بھی ان کے خاوند جماع کرتے حمنہؓ کے خاوند طلحہؓ تھے اور ام حبیبہؓ کے عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور یہ دونوں اجلائے صحابہ میں سے تھے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ سے اس باب میں دو روایتیں ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ وَسُنَّتِهَا۔

باب: نفاس والی عورت پر جنازے کی نماز پڑھنا اور اُس کا طریقہ ف

ف یعنی جو عورت زچگی کے بعد مر جائے ابھی اس کو نفاس ہو رہا ہو اس سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ نفاس والی عورت

کا حکم پاک عورتوں کا سا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اس سے رد ہوا اس شخص کا جو کہتا ہے کہ آدمی موت سے نجس ہو جاتا ہے۔

۳۲۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَبَابَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: أَنَّ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي بَطْنٍ، فَصَلَّى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسَطَهَا۔

ہم سے احمد بن ابی سریج نے بیان کیا کہا ہم سے شبابہ بن سوار نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے حسین معلم سے انہوں نے عبداللہ ابن بریدہ سے انہوں نے سمرہ بن جندبؓ سے کہ ایک عورت (ام کعب) زچگی سے مر گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (کے جنازے) پر نماز پڑھی آپ اس کے کمر کے سامنے کھڑے ہوئے۔ ف

ف اس سے باب کا دوسرا مطلب ثابت ہوا۔

باب :۔

۳۲۹۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ اسْمُهُ الْوَضَّاحُ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ خَالَتِي مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَكُونُ حَائِضًا لَا تُصَلِّي وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَتِهِ إِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي بَعْضُ ثَوْبِهِ۔

باب:

ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن حماد نے کہا ہم کو ابو عوانہ (وضاح) نے اپنی کتاب میں دیکھ کر خبر دی ف۱ کہا ہم کو سلیمان ابن ابی سلیمان شیبانی نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن شداد سے انہوں نے کہا میں نے اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ سے سنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں وہ جب حیض میں ہوتیں اور نماز نہیں پڑھتیں تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ میں لیٹی رہتیں اور آپ اپنی سجدہ گاہ پر نماز پڑھتے رہتے آپ جب سجدہ کرتے تو آپ کا کچھ کپڑا ان سے لگ جاتا ف۲۔

ف۱ یہ ابو عوانہ اپنی کتاب میں دیکھ کر جب حدیث سناتا تو اس کی حدیث بہت ٹھیک ہوتی امام احمد نے ایسا ہی کہا اس لئے اس روایت میں اس کی تصریح کر دی۔ ف۲ سجدہ گاہ سے مراد وہ چھوٹا بوریا ہے جس پر منہ اور ہتھیلیاں سجدے میں رکھی جاتی ہیں سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

کتاب التیمم

کتاب تیمم کے بیان میں ف۱

ف۱ لغت میں تیمم کے معنی قصد کرنا اور شرع میں تیمم کہتے ہیں پاک مٹی سے منہ اور ہاتھ کا مسح کرنا حدث یا جنابت دور کرنے کی نیت سے۔

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَأَیْدِیْکُمْ مِنْہُ۔

اور اللہ تعالیٰ کا (سورۂ مائدہ میں) فرمانا، پھر تم پانی نہ پاؤ تو تم پاک مٹی پر تیمم کر لو اپنے منہ اور ہاتھوں پر اس سے مسح کرو۔

۳۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ أَسْفَارِہٖ حَتّٰی إِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَاءِ۔ أَوْ بِذَاتِ الْجَیْشِ ۔ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِیْ، فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْتِمَاسِہٖ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَہٗ، وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ فَأَتَی النَّاسُ إِلٰی أَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ فَقَالُوْا: أَلَا تَرٰی مَا صَنَعَتْ عَائِشَۃُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ، وَلَیْسُوْا عَلٰی مَاءٍ، وَلَیْسَ مَعَھُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُوْ بَکْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَہٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے اُنہوں نے اپنے باپ (قاسم بن محمد بن ابی بکر) سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں اُنہوں نے کہا ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے (غزوۂ بنی المصطلق میں ۶ھ میں) جب ہم بیداء یا ذات الجیش ف میں پہنچے (یہ راوی کو شک ہے) تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا (جو اسماء سے مانگ کر لیا تھا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں ٹھہر گئے (کیونکہ پرائی چیز تھی) اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے وہاں پانی نہ تھا آخر (سب) لوگ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے تم نے دیکھا جو عائشہؓ نے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو (ایک جنگل میں) اٹکا رکھا اور یہاں پانی بھی نہیں ملتا نہ اُن کے ساتھ کچھ پانی ہے (جو کام میں لاتے) یہ سن کر ابوبکرؓ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھے ہوئے سو گئے تھے (ابوبکرؓ نے کہا کیوں) تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور (سب) لوگوں کو اٹکا دیا

وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، وَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ، فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَأَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ۔

اور یہاں پانی بھی نہیں ہے نہ اُن کے ساتھ کچھ پانی ہے حضرت عائشہؓ نے کہا ابوبکرؓ نے مجھ پر غصہ کیا اور جو اللہ کو منظور تھا (بُرا بھلا) وہ اُنہوں نے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کونچا مارنے لگے میں (ضرور) تڑپتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (مبارک) سر میری ران پر تھا صرف اس وجہ سے نہ ہل سکی جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے لیکن پانی نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اُتاری لوگوں نے تیمم کر لیا اس وقت اسید بن حضیر (ایک صحابی انصاری) کہنے لگے ابوبکرؓ کے گھرانے والو یہ کچھ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے ف۲ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں پھر ہم نے اس اونٹ کو اُٹھایا جس پر میں (سوار) تھی تو اُس کے نیچے ہم کو ہار (بھی) مل گیا ف۳

ف۱ یہ دونوں مقاموں کے نام ہیں مکہ اور مدینہ کے بیچ میں۔ ف۲ بلکہ اس سے پہلے بھی تمہارے خاندان سے مسلمانوں کو صدہا فائدے ہو چکے ہیں۔ ف۳ ہوا یہ تھا کہ حضرت عائشہؓ کے گلے سے ہار ٹوٹ کر گرا پھر اس پر اونٹ بیٹھ گیا لوگ ادھر ادھر کو ڈھونڈتے پھرے وہ ملتا کیسے یہ سب اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کو تیمم کا مسئلہ معلوم ہو جائے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پانی نہیں ملتا جب یہ مسئلہ معلوم ہو گیا تو گما ہوا ہار بھی دلا دیا سبحانہ و لہ الحمد۔

۳۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح قَالَ: وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ النَّضْرِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ الْفَقِيرُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ

ہم سے محمد بن سنان عوقی نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم بن بشیر نے دوسری سند، امام بخاریؒ نے کہا اور مجھ سے سعید بن نضر نے بیان کیا کہا ہم کو (انہی) ہشیم نے خبر دی کہا ہم کو سیار بن ابی سیار نے کہا ہم سے یزید فقیر نے بیان کیا کہا ہم کو جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ باتیں ایسی ملیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں ایک یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے (دشمنوں پر) میرا رُعب پڑتا ہے دوسرے یہ کہ ساری زمین میرے لئے نماز کی جگہ اور پاک کرنے والی

طَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔

بنائی گئی ف تو میری اُمت کا ہر آدمی اس کو (جہاں) نماز کا وقت آجائے نماز پڑھ لے تیسرے یہ کہ لوٹ کے مال میرے لیے درست ہوئے اور مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کے لئے درست نہیں ہوئے چوتھے یہ کہ مجھ کو شفاعت ملی ف۲ پانچویں یہ کہ (اگلے زمانے میں) ہر پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں عام سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اس سے امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور اوزاعیؒ وغیرہم نے دلیل لی کہ تیمم ہر چیز سے درست ہے جو زمین کی قسم سے ہو مٹی یا پتھر یا اینٹ وغیرہ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور داؤد ظاہریؒ اور شافعیؒ یہ کہتے ہیں کہ تیمم کے لیے مٹی ہونا ضرور ہے چونکہ قرآن میں صعید کا لفظ ہے اور صعید مٹی کو کہتے ہیں اور اسی حدیث میں مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ اس کی مٹی پاک کرنے والی بنائی گئی۔ ف۲ یعنی شفاعتِ عظمیٰ سخت ہول کے وقت میں جب دوسرے پیغمبر بھی گھبرا جائیں گے یا ہر موحد کا دوزخ سے نکالنا جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو گا۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً وَلَا تُرَابًا۔

باب: جب نہ پانی ملے نہ مٹی تو کیا کرے ف

ف ایسے شخص کو فاقد الطہورین کہتے ہیں ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور شافعیؒ اور اہل حدیث کا یہ قول ہے کہ وہ یوں ہی نماز پڑھ لے پھر جب پانی یا مٹی ملے تو نماز کا لوٹانا واجب نہیں امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ ایسا شخص نماز نہ پڑھے اور اس پر قضا واجب ہے۔

۳۳۲۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَصَلَّوْا فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ۔ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لِعَائِشَةَ: جَزَاكِ اللَّهُ خَيْرًا، فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكِ

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے (اپنی بہن) اسماء سے ایک ہار مانگ کر لیا وہ گر گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (اسید بن حضیر) کو اس کو ڈھونڈنے کے لئے بھیجا ف اس کو وہ ہار مل گیا تو (راہ میں جب اسید اور ان کے ہمراہی جا رہے تھے) نماز کا وقت آگیا انہوں نے (بے وضو) نماز پڑھ لی ف۲ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا شکوہ کیا تب اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری اسید بن حضیرؓ کہنے لگے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اچھا بدلہ دے قسم خدا کی تم پر جب کوئی ایسی بات آن پڑی جس کو تم برا سمجھتی تھیں

أَمْرٌ تَكْرَهِينَهُ إِلَّا جَعَلَ اللهُ ذٰلِكِ لَكِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ خَيْرًا۔

تو اللہ نے اس میں خود تمہارے لئے اور سب مسلمانوں کے لئے بہتری کی ۔

ف یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ آخر کو وہ ہار اسید کو مل گیا یعنی جب وہ لوٹ کر آئے کوچ کی تیاری ہوئی اونٹ اٹھایا گیا ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ تیمم تو اس وقت تک جائز نہیں ہوا تھا اور وضو کے لئے پانی نہ تھا اب اسید کا نماز پڑھ لینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو ملامت نہ کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس شخص کو پانی نہ ملے نہ مٹی وہ یوں ہی بے طہارت نماز پڑھ لے جیسے اسید اور ان کے ہمراہیوں نے پڑھ لی تھی ۔

بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلَاةِ

بَابُ التَّيَمُّمِ فِي الْحَضَرِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلَاةِ، وَبِهِ قَالَ عَطَاءٌ، وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الْمَرِيضِ عِنْدَهُ الْمَاءُ وَلَا يَجِدُ مَنْ يُنَاوِلُهُ: يَتَيَمَّمُ۔ وَأَقْبَلَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَحَضَرَتِ الْعَصْرُ بِمَرْبَدِ النَّعَمِ فَصَلَّى ثُمَّ دَخَلَ الْمَدِينَةَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَلَمْ يُعِدْ۔

باب ، حضر میں (یعنی اپنے گھر اور بستی میں) تیمم کرنا جب پانی نہ ملے اور نماز قضا ہو جانے کا ڈر ہو ، عطاء بن ابی رباح کا یہی قول ہے ف۱ اور امام حسن بصریؒ نے کہا اگر کوئی بیمار ہو پانی اس کے پاس موجود ہو لیکن پانی کا دینے والا کوئی نہ ہو (اور وہ خود نہ لے سکے) تو تیمم کر لے ف۲ اور عبداللہ بن عمرؓ اپنی زمین میں سے جو جرف میں تھی آ رہے تھے مربد نعم میں عصر کا وقت آ گیا انہوں نے (تیمم سے) نماز پڑھ لی پھر مدینے میں پہنچے سورج بلند تھا لیکن نماز نہیں لوٹائی ف۳

ف۱ اس کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں نکالا اب نماز کا لوٹانا ضرور نہیں جب پانی مل جائے اور بعضوں نے کہا لوٹانا چاہیئے ۔ ف۲ اس کو قاضی اسمٰعیل نے احکام میں بسند صحیح وصل کیا ۔ ف۳ اس کو امام مالکؒ نے موطا میں اور شافعی نے اپنی مسند میں نکالا ، جرف مدینہ سے تین میل پر ہے اور مربد نعم ایک میل پر اتنی دور جانے کو سفر نہیں کہتے تو حضر میں تیمم ثابت ہوا اور یہی ترجمہ باب ہے ۔

۳۳۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ۔ فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے کہا میں نے عمیر بن عبداللہ سے سنا جو ابن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے کہا میں اور عبداللہ بن یسار جو ام المؤمنین میمونہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کے غلام تھے مل کر ابو جہیم بن حارث ابن صمہ انصاریؓ (صحابی) کے پاس پہنچے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر جمل کی طرف سے آ رہے تھے ف (راہ میں) ایک شخص ملا (خود ابو جہیم)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

اس نے آپ کو سلام کیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ ایک دیوار کے پاس آئے (اس پر ہاتھ مارا) مونھ اور ہاتھوں پر مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا ف۲

ف۱ بیر جمل ایک مقام کا نام ہے مدینہ کے قریب۔ ف۲ اس حدیث سے حضر میں تیمم کرنے کا جواز ثابت ہوا اور جب سلام کا جواب دینے کے لئے تیمم جائز ہوا تو نماز کے لئے بطریق اولیٰ جائز ہوگا اب دیوار پر جو تیمم کیا تو شاید وہ مٹی کی ہوگی یا آپ نے اس کو کھرچ لیا ہوگا جیسے شافعی کی روایت میں ہے۔

بَابٌ الْمُتَيَمِّمُ هَلْ يَنْفُخُ فِيهِمَا؟

باب: تیمم میں مٹی پر دونوں ہاتھ مار کر پھر (گرد کم کرنے کے لئے) ان کو پھونکنا۔

٣٣٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أُصِبِ الْمَاءَ، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَمَا تَذْكُرُ أَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ أَنَا وَأَنْتَ؟ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا، فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْأَرْضَ، وَنَفَخَ فِيهِمَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے انہوں نے ذر بن عبداللہ سے انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن ابن ابزی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر مجھ کو جنابت ہو اور پانی نہ ملے تو کیا کروں ف۱ عمار بن یاسرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا تم کو یاد نہیں ہم تم دونوں ایک سفر میں تھے (اور ہم کو جنابت ہوئی) تم نے تو نماز ہی نہیں پڑھی اور میں مٹی میں لوٹا ف۲ اور نماز پڑھ لی۔ پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تجھے اتنا بس کرنا تھا پھر آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور ان کو پھونک دیا ف۳ پھر منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کر لیا۔

ف۱ مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا نماز نہ پڑھ ایک روایت میں اتنا اور ہے جب تک پانی نہ ملے۔ ف۲ عمار نے یہ خیال کیا کہ غسل کے بدل جو تیمم ہے اس میں سارے بدن پر مٹی لگانا ہوگی۔

ف۳ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے۔

بَابُ التَّيَمُّمِ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ.

باب تیمم میں صرف منہ اور دونوں پہونچوں پر مسح کرنا۔

۳۳۵ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ: عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ: قَالَ عَمَّارٌ بِهَذَا، وَضَرَبَ شُعْبَةُ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ، ثُمَّ أَدْنَاهُمَا مِنْ فِيهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ، وَقَالَ النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ ذَرًّا يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى: قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَمَّارٌ.

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو حکم بن عتیبہ نے خبر دی اُنہوں نے ذر بن عبد اللہ سے اُنہوں نے سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی سے اُنہوں نے اپنے باپ سے پھر عمار کی یہی روایت بیان کی اور شعبہ نے (اس کو یوں تبلایا کہ) اپنے دو ہاتھ زمین پر مارے (پھر) ان کو منہ کے نزدیک لے گئے (پھونکا) پھر اپنے منہ اور دونوں پہونچوں پر مسح کیا اور نضر بن شمیل نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی اُنہوں نے حکم سے اُنہوں نے کہا میں نے ذر سے سنا اُنہوں نے سعید بن عبد الرحمٰن سے حکم نے کہا اور میں نے اس حدیث کو خود سعید بن عبد الرحمٰن سے بھی سنا اُنہوں نے اپنے باپ سے کہ عمار نے کہا ف۲۔

ف ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے کہ تیمم میں ایک بار مارنا کافی ہے اور منہ اور دونوں پہنچوں کا مسح کر لینا لیکن حنفیہ کے نزدیک دو بار ہاتھ مارنا چاہیئے ایک بار سے منہ کا مسح کرے اور دوسری بار سے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک اور ان کی دلیلیں ضعیف ہیں صحیح حدیثوں میں وہی مضمون ہے جو امام احمدؒ کا قول ہے۔ ف۲ اس سند کے لانے سے یہ غرض ہے کہ حکم کا سماع ذر بن عبد اللہ سے صاف معلوم ہو جائے جس کی تصریح اگلی روایت میں نہیں ہے۔

۳۳۶ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ شَهِدَ عُمَرَ، وَقَالَ لَهُ عَمَّارٌ: كُنَّا فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا وَقَالَ تَفَلَ فِيهِمَا.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے حکم سے اُنہوں نے ذر سے اُنہوں نے عبد الرحمٰن بن ابزی کے بیٹے سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس موجود تھے، عمارؓ نے اُن سے کہا ہم ایک لشکر میں تھے ہم کو جنابت ہوئی اس روایت میں بجائے نفخ کے تفل ہے ف۱

ف۱ تفل بھی وہی پھونکنا لیکن نفخ سے کچھ زیادہ زور سے کہ ذرا ذرا تھوک بھی نکل آئے۔

۳۳۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ: تَمَعَّكْتُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ (يَكْفِيكَ الْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ)۔	ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی اُنہوں نے حکم سے اُنہوں نے ذر سے اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن ابزی کے بیٹے سے اُنہوں نے اپنے باپ عبدالرحمٰن سے اُنہوں نے کہا عمارؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا میں (مٹی میں) لوٹا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپؐ نے فرمایا تجھ کو منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کرنا کافی تھا۔
۳۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ قَالَ لَهُ عَمَّارٌ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔	ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے حکم سے اُنہوں نے ذر سے اُنہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن سے اُنہوں نے عبدالرحمٰن سے اُنہوں نے کہا میں موجود تھا جب عمارؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا اور یہی حدیث بیان کی۔
۳۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عَمَّارٌ: فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ۔	ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے حکم سے اُنہوں نے ذر سے اُنہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے کہا عمار نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور اپنے منہ اور دونوں پہنچوں پر مسح کیا۔
بَابٌ الصَّعِيدُ الطَّيِّبُ وَضُوءُ الْمُسْلِمِ، يَكْفِيهِ عَنِ الْمَاءِ، وَقَالَ الْحَسَنُ يُجْزِئُهُ التَّيَمُّمُ مَا لَمْ يُحْدِثْ، وَأَمَّ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ مُتَيَمِّمٌ، وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ عَلَى السَّبَخَةِ وَالتَّيَمُّمِ بِهَا۔	باب: پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے پانی کے بدل وہ اس کو کافی ہے ف اور امام حسن بصریؒ نے کہا جب تک اس کو حدث نہ ہو تو تیمم کافی ہے ف اور عبداللہ بن عباسؓ نے تیمم سے امامت کی ف۳ اور یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا کھاری نمکین زمین پر نماز پڑھنا اور اس سے تیمم کرنا درست ہے۔

ف۱ حافظ نے کہا یہ ایک حدیث ہے اس کو بزار نے نکالا - ایک روایت میں امام احمدؒ اور اصحاب سنن کی اتنا زیادہ ہے گو دس برس تک پانی نہ پائے - ف۲ یعنی یہ ضرور نہیں کہ ہر نماز کے لئے تیمم کرے بلکہ تیمم دضو کا قائم مقام ہے اور جس چیز سے وضو ٹوٹتا ہے اسی سے تیمم بھی ٹوٹے گا اس اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا - ف۳ اس کو ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے وصل کیا یعنی مقتدی وضو والے تھے اور عبداللہ بن عباسؓ تیمم سے نماز پڑھا رہے تھے جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر اوزاعی کہتے ہیں کہ متوضی کی اقتداء متیمم کے پیچھے درست نہیں -

۳۴۰- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّا أَسْرَيْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي آخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً، وَلَا وَقْعَةَ أَحْلَى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ، فَكَانَ أَوَّلُ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ، ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيهِمْ أَبُو رَجَاءٍ، فَنَسِيَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَامَ لَمْ يُوقَظْ حَتَّى يَكُونَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ، لِأَنَّا لَا نَدْرِي مَا يَحْدُثُ لَهُ فِي نَوْمِهِ. فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَأَى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ، فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ، قَالَ: لَا ضَيْرَ أَوْ لَا يَضِيرُ، ارْتَحِلُوا، فَارْتَحَلُوا فَسَارَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے عوف نے کہا ہم سے ابورجاء عمران بن ملحان نے انہوں نے عمران بن حصینؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور رات کو چلتے چلتے جب اخیر رات ہوئی تو ذرا پڑ گئے اور مسافر کے لئے اس اخیر رات کی نیند سے بڑھ کر کوئی نیند میٹھی نہیں ہوتی ف۱ پھر ہماری آنکھ جب ہی کھلی جب سورج کی گرمی پہنچی تو سب سے پہلے فلاں شخص (ابوبکرؓ) جاگے پھر فلاں شخص پھر فلاں شخص ابورجاء ان کو نام بنام بیان کرتے تھے لیکن عوف بھول گئے پھر چوتھے حضرت عمرؓ جاگے اور ہمارا قاعدہ یہ تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو ہم آپ کو نہ جگاتے یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہوں کیونکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ خواب میں آپ پر کیا نازل وحی آتی ہے ف۲ جب حضرت عمرؓ جاگے اور انہوں نے لوگوں پر جو آفت آئی وہ دیکھی ف۳ اور وہ دل والے آدمی تھے ف۴ انہوں نے بلند آواز سے تکبیر کہنا شروع کی برابر اللہ اکبر اللہ اکبر بلند آواز سے کہتے رہے یہاں تک کہ اُن کی آواز سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے ف۵ جب آپ بیدار ہوئے تو لوگ اس مصیبت کا گلے شکوہ کرنے آپ نے فرمایا کچھ پروا نہیں یا اس سے کچھ نقصان نہ ہوگا چلو اب کوچ کرو پھر تھوڑی دور چلے بعد اس کے آپ اُترے اور وضو کا پانی منگوایا وضو کیا نماز کی اذان ہوئی آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا وہ ف۶ کنارے

وَنُودِيَ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى بِالنَّاسِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُعْتَزِلٍ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ: مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟ قَالَ: أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ، فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ، ثُمَّ سَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ، فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا، كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ، نَسِيَهُ عَوْفٌ، وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ: اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ، فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ عَلَى بَعِيرٍ لَهَا، فَقَالَا لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ؟ قَالَتْ: عَهْدِي بِالْمَاءِ أَمْسِ هَذِهِ السَّاعَةَ، وَنَفَرُنَا خُلُوفًا، قَالَا لَهَا: انْطَلِقِي إِذًا، قَالَتْ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَا: إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ، قَالَا: هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ، فَانْطَلِقِي، فَجَاءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الْحَدِيثَ قَالَ: فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ أَوِ السَّطِيحَتَيْنِ، وَأَوْكَأَ أَفْوَاهَهُمَا وَأَطْلَقَ الْعَزَالِيَ، وَنُودِيَ فِي النَّاسِ: اسْقُوا وَاسْتَقُوا، فَسَقَى مَنْ سَقَى، وَاسْتَقَى مَنْ شَاءَ، وَكَانَ آخِرَ ذَلِكَ أَنْ أَعْطَى الَّذِي أَصَابَتْهُ الْجَنَابَةُ إِنَاءً مِنْ مَاءٍ، قَالَ:

بیٹھا ہے اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی آپؐ نے فرمایا او شخص تجھے کیا ہوا تو نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ کہنے لگا مجھ کو نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں ہے آپؐ نے فرمایا مٹی لے لے وہ تجھ کو کافی ہے ف پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے لوگوں نے آپؐ سے پیاس کا شکوہ کیا آپؐ اترے اور ایک شخص کو بلایا (عمران بن حصینؓ کو) ابو رجاء اس کا نام بیان کرتے تھے لیکن عوف بھول گئے اور حضرت علیؓ کو دونوں سے فرمایا جاؤ پانی کی تلاش کرو وہ دونوں گئے (راہ میں) ایک عورت ملی جو اونٹ پر پانی کی دو پکھالوں یا دو مشکوں کے بیچ میں سوار جا رہی تھی اُنہوں نے اس سے پوچھا پانی کہاں ملتا ہے اس نے کہا پانی مجھ کو کل اسی وقت ملا تھا ف اور ہماری قوم کے مرد لوگ پیچھے ہیں اُنہوں نے اُس سے کہا خیر اب تو چل اُس نے کہا کہاں چلوں اُنہوں نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس، اُس نے کہا وہ تو نہیں جن کو لوگ صابی ف۹ کہتے ہیں انہوں نے کہا اُنہی کے پاس جن کو تو سمجھی ف۱ چل تو سہی آخر وہ دونوں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور آپؐ سے سارا قصہ بیان کیا عمران نے کہا پھر لوگوں نے اس عورت کو اُس کے اونٹ پر سے اُتار لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا اور دونوں پکھالوں یا مشکوں کا منہ کھول کر اُن سے پانی ڈالنا شروع کیا پھر اُوپر کے منہ کو بند کر دیا اور نیچے کا منہ کھول دیا ف۱۱ اور لوگوں میں منادی کی گئی پانی پلاؤ اور پیو جس نے چاہا (جانوروں کو) پلایا اور جس نے چاہا پیا (سب سیر ہو گئے) اخیر میں آپؐ نے یہ کیا کہ جس شخص کو نہانے کی حاجت ہوتی تھی اس کو بھی پانی بھرا ایک برتن دیا اور فرمایا جا اپنے اوپر ڈال لے (نہا لے) وہ عورت کھڑی ہوئی جو کام اس کے پانی سے ہو رہے تھے دیکھتی رہی اور قسم خدا کی پانی

اذْهَبْ فَأَفْرِغْهُ عَلَيْكَ، وَهِيَ قَائِمَةٌ تَنْظُرُ إِلَى مَا يَفْعَلُ بِمَائِهَا، وَأَيْمُ اللهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا، وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِينَ ابْتَدَأَ فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوا لَهَا، فَجَمَعُوا لَهَا مِنْ بَيْنِ عَجْوَةٍ، وَدَقِيقَةٍ، وَسَوِيقَةٍ، حَتَّى جَمَعُوا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوهُ فِي ثَوْبٍ وَحَمَلُوهَا عَلَى بَعِيرِهَا، وَوَضَعُوا الثَّوْبَ بَيْنَ يَدَيْهَا، قَالَ لَهَا: تَعْلَمِينَ مَا رَزِئْنَا مِنْ مَائِكِ شَيْئًا، وَلَكِنَّ اللهَ هُوَ الَّذِي أَسْقَانَا، فَأَتَتْ أَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ۔ فَقَالُوا: مَا حَبَسَكِ يَا فُلَانَةُ؟ قَالَتِ: الْعَجَبُ، لَقِيَنِي رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِي إِلَى هَذَا الَّذِي يُقَالُ لَهُ الصَّابِئُ، فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا، فَوَاللهِ إِنَّهُ لَأَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هَذِهِ وَهَذِهِ، وَقَالَتْ بِأُصْبَعَيْهَا الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةِ: فَرَفَعَتْهُمَا إِلَى السَّمَاءِ (تَعْنِي السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ) أَوْ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللهِ حَقًّا، فَكَانَ الْمُسْلِمُونَ بَعْدَ ذَلِكَ يُغِيرُونَ عَلَى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، وَلَا يُصِيبُونَ الصِّرْمَ الَّذِي هِيَ مِنْهُ، فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا: مَا أَرَى هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ يَدَعُونَكُمْ عَمْدًا، فَهَلْ لَكُمْ فِي الْإِسْلَامِ؟ فَأَطَاعُوهَا فَدَخَلُوا فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: صَبَأَ: خَرَجَ مِنْ دِينٍ إِلَى غَيْرِهِ، وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: الصَّابِئُونَ فِرْقَةٌ مِنْ أَهْلِ

لینا بند کیا گیا اور ہم کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ مشکیں اس سے زیادہ بھری ہوئی ہیں جیسے شروع میں بھری تھیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اس کے لئے کچھ جمع کرو، لوگوں نے کھجور آٹا ستوا کھٹا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ (بہت سارا) کھانا اس کے لئے اکھٹا کیا وہ سب کھانا ایک کپڑے میں رکھا اور اس کو اونٹ پر سوار کر دیا وہ کپڑا (کھانا بھرا) اس کے سامنے رکھ دیا تب آپؐ نے اس سے فرمایا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرا پانی کچھ کم نہیں کیا ف۱۲ اللہ ہی نے ہم کو پانی پلایا پھر وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس گئی، چونکہ (راہ میں) روک لی گئی تھی اُنہوں نے پوچھا ارے فلانی تو نے دیر کیوں لگائی وہ کہنے لگی عجیب بات ہوئی دو آدمی (راہ میں) مجھ کو ملے وہ مجھ کو اس شخص کے پاس لے گئے جس کو لوگ صابی کہتے ہیں اُس نے ایسا ایسا کیا ف۱۳ تو قسم خدا کی جتنے لوگ اس کے اور اس کے بیچ میں ہیں اور اس نے اپنی بیچ کی اُنگلی اور کلمے کی اُنگلی اُٹھا کر آسمان اور زمین کی طرف اشارہ کیا ان سب میں وہ بڑا جادوگر ہے یا سچ ہی اللہ کا رسول ہے ف۱۴ پھر مسلمانوں نے یہ کرنا شروع کیا کہ اس عورت کے گرد اگرد جو مشرک رہتے تھے ان کو تو لوٹتے اور جن لوگوں میں وہ عورت رہتی تھی ان کو چھوڑ دیتے ف۱۵ ایک دن اُس نے اپنے لوگوں سے کہا میں سمجھتی کہ مسلمان جو تم کو چھوڑ دیتے ہیں تو جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمان ہو جاؤ اُنہوں نے اس کی بات مان لی اور مسلمان ہو گئے امام بخاریؒ نے کہا صابی صبا سے نکالا گیا ہے صبا کے معنی اپنا دین چھوڑ کر دوسرے دین میں چلا گیا اور ابو العالیہ نے کہا ف۱۶ صابئین اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھا کرتے ہیں اور سورۂ یوسف میں جو اصب کا لفظ ہے اس کا معنی جھک جاؤں گا۔

الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ الزَّبُورَ۔

ف۱ کیونکہ صبح کے قریب تھک کر جب آدمی سوتا ہے تو بڑی میٹھی نیند آتی ہے اوپر سے نسیم سحری کے ٹھنڈے ٹھنڈے جھونکے چلتے ہیں بالکل غفلت ہو جاتی ہے۔ ف۲ صحابہؓ ڈرتے تھے کہ کہیں آپ کو جگائیں اور آپ پر وحی آ رہی ہو تو اُن کے جگانے سے وحی میں خلل پڑے۔ ف۳ کہ نماز کا وقت جاتا رہا اُدھر پانی کا نام نہیں ہے۔ ف۴ مزاج میں بہادری اور دل میں سختی اور مضبوطی تھی رضی اللہ عنہ۔ ف۵ یہ حضرت عمرؓ کی دانائی تھی اُدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جگایا ادھر کام بھی نکل آیا۔ تکبیر سے یہ فائدہ ہوا کہ شیطان مردود بھاگا جس نے نماز سے غافل کر دیا تھا یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ میرا دل نہیں سوتا اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث میں ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں تو دل آپ کا عالم قدس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ظاہری غفلت آنکھوں کی غفلت تھی یعنی حواسِ ظاہری کی وہ اس کے منافی نہیں ہے۔ ف۶ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا بعضوں نے کہا خلاد بن رافع انصاری تھا مگر خلاد بدر میں شہید ہو چکا تھا اور یہ واقعہ بدر کے بعد کا ہے۔ ف۷ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے۔ ف۸ یعنی پانی یہاں سے اتنی دُور ہے کہ کل میں اسی وقت وہاں سے پانی لے کر چلی تھی آج یہاں پہنچی ہوں۔ ف۹ اصل میں صابی اس کو کہتے ہیں جو اپنا دین بدل کر نیا دین اختیار کرے عرب کے مشرک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہا کرتے تھے چونکہ آپ اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر توحید پر چل رہے تھے۔ ف۱۰ نہ ہاں کہا نہ نا کیونکہ ہاں کہنے میں یہ اقرار ہوتا کہ معاذ اللہ آپ صابی ہیں نا کہنے میں جھوٹ ہوتا کیونکہ آپ ہی کے پاس چلنا منظور تھا۔ ف۱۱ یعنی پہلے کچھ تھوڑا سا پانی مشکوں کے اُوپر کے منہ سے لیا پھر اُوپر کے منہ بند کر دیئے اور نیچے کے دہانے کھول دیئے اور طبرانی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے جو پانی پہلے لیا تھا اس میں کلی کر کے پھر وہ پانی مشکوں میں اُوپر سے ڈال دیا اور یہ ساری برکت جو پانی میں ہوئی وہ اسی کلی کے طفیل سے ہوئی یہ عورت کافرہ حربیہ تھی اس کا مال لے لینا درست تھا دوسرے پیاس کی شدت میں مسلمان کا بھی پانی بے اس کی مرضی کے پی لینا اور جان بچانا درست ہے تیسرے آپ کو معلوم تھا کہ اس عورت کا کچھ نقصان نہ ہوگا بلکہ اور فائدہ ہوگا۔ چوتھے یہ کہ یہ سب کارروائی بحکم الٰہی تھی ایسا کرنے میں اور بہتوں کی ہدایت منظور تھی جیسا آگے آئے گا کہ اس عورت کی وجہ سے اور اس کے یہ معجزہ دیکھنے سے اخیر میں اس کی قوم کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ ف۱۲ یعنی تیرا پانی جتنا پہلے تھا اتنا ہی اب بھی ہے بلکہ اس سے زیادہ تو ہم نے تیرا کچھ نقصان نہیں کیا تو جو پانی مسلمانوں نے لیا وہ اس کا پانی نہ تھا بلکہ اللہ کا دیا ہوا تھا اس صورت میں یہ اعتراض نہ ہوگا کہ پرایا پانی بے اجازت کیسے لے لیا۔ ف۱۳ یعنی اس طرح پانی لیا اور سب آدمیوں کو پلایا مگر پانی کچھ کم نہ ہوا۔ غرض اس نے سارا قصہ جو گذرا تھا سب کہہ سنایا۔ ف۱۴ یہ معجزہ دیکھ کر پہلے اس کو شک پیدا ہوا پھر اخیر میں ایمان لائی جیسے آگے آتا ہے ف۱۵ اس امید سے کہ وہ عورت اور اس کی بستی والے شاید مسلمان ہو جائیں گے یا اس کا احسان یاد کر کے اس کو چھوڑ دیتے اور اس کے طفیل میں اس کی بستی والے بھی بچے رہتے۔ ف۱۶ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا اور امام بخاریؒ یہ قول اس لئے لائے کہ قرآن شریف میں جو صابئین کا لفظ آیا ہے اس سے یہی فرقہ مراد ہے اور اس حدیث میں

وہ معنی مراد نہیں۔

بَابٌ إِذَا خَافَ الْجُنُبُ عَلَى نَفْسِهِ الْمَرَضَ أَوِ الْمَوْتَ، أَوْ خَافَ الْعَطَشَ، تَيَمَّمَ، وَيُذْكَرُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ أَجْنَبَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَتَيَمَّمَ وَتَلَا (وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا) فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ۔

باب: جب جنب کو بیماری کا ڈر ہو یا موت کا یا پیاس کا (مثلاً تھوڑا پانی ہو) تو وہ تیمم کر لے اور کہتے ہیں ف کہ عمرو بن عاصؓ کو جاڑے کی رات میں نہانے کی حاجت ہوئی تو انہوں نے تیمم کر لیا اور یہ آیت پڑھی (سورۂ نساء کی) اپنی جانیں مت گنواؤ، اللہ تم پر مہربان ہے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا آپؐ نے اُن کو کچھ ملامت نہیں کی۔

ف اس حدیث کو ابوداؤد اور حاکم نے نکالا کہ اُن کو جاڑے کی رات میں جنابت ہوئی اُنہوں نے تیمم کر لیا اور فجر کی نماز پڑھائی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا تو اُنہوں نے یہ آیت پڑھی، آپ ہنس دیئے اور ان کو کچھ سرزنش نہیں کی۔

٣٤١ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ (هُوَ غُنْدَرٌ) عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ: إِذَا لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ لَا تُصَلِّي؟ قَالَ عَبْدُ اللهِ: لَوْ رَخَّصْتُ لَهُمْ فِي هَذَا كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدُهُمُ الْبَرْدَ، قَالَ هَكَذَا، يَعْنِي تَيَمَّمَ وَصَلَّى وَقَالَ: قُلْتُ فَأَيْنَ قَوْلُ عَمَّارٍ لِعُمَرَ قَالَ: إِنِّي لَمْ أَرَ عُمَرَ قَنِعَ بِقَوْلِ عَمَّارٍ۔

ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا کہا ہم کو محمد بن جعفر غندر نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے اُنہوں نے سلیمان اعمش سے اُنہوں نے ابووائل سے اُنہوں نے کہا ابوموسیٰ اشعری رضؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا جب پانی نہ ملے (اور جنب ہو) تو نماز نہیں پڑھو گے کہا اگر میں لوگوں کو ایسی اجازت دے دوں تو جب کسی کو سردی لگے گی وہ یہی کریگا یعنی تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا ف ابوموسیٰؓ نے کہا پھر عمارؓ نے جو روایت حضرت عمرؓ سے بیان کی وہ کہاں گئی اُنہوں نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عمرؓ نے عمارؓ کے قول پر قناعت کی ہو ف۲

٭ ٭

ف۱ اور غسل نہ کرے گا صحابہؓ میں سے حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اس کے قائل تھے کہ جنب کو تیمم کرنا درست نہیں اس کو جس طرح ہو سکے غسل کرنا چاہیئے اگر پانی نہ ملے تو نماز نہ پڑھے لیکن اور سب صحابہؓ اس کے خلاف تھے انہوں نے جنب کے لئے تیمم جائز رکھا ہے ابوموسیٰؓ بھی اس کے قائل تھے ان میں اور عبداللہ ابن مسعودؓ میں بحث ہوئی۔ ف۲ حضرت عمرؓ کو یہ قصہ یاد نہیں رہا تھا حالانکہ وہ بھی اس سفر میں ساتھ تھے تو ان کو شک رہا مگر عمارؓ سچے تھے اور ان کی

روایت پر تمام علماء نے یہی فتویٰ دیا کہ جنب کے لئے تیمم جائز ہے اور حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ جب حدیث کے خلاف حضرت عمرؓ کا قول جو خلفائے راشدین میں سے تھے نہیں لیا گیا تو اور کسی امام یا مجتہد کا قول حدیث کے خلاف کیونکر مقبول ہوگا

٣٤٢- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقَ بْنَ سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: أَرَأَيْتَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِذَا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً، كَيْفَ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَا يُصَلِّي حَتَّى يَجِدَ الْمَاءَ، فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِقَوْلِ عَمَّارٍ حِينَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْفِيكَ؟ قَالَ: أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِذٰلِكَ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: فَدَعْنَا مِنْ قَوْلِ عَمَّارٍ، كَيْفَ تَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْآيَةِ؟ فَمَا دَرَى عَبْدُ اللهِ مَا يَقُولُ، فَقَالَ: إِنَّا لَوْ رَخَّصْنَا لَهُمْ فِي هٰذَا لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَى أَحَدِهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَدَعَهُ وَيَتَيَمَّمَ، فَقُلْتُ لِشَقِيقٍ: فَإِنَّمَا كَرِهَ عَبْدُ اللهِ لِهٰذَا، قَالَ: نَعَمْ،

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے اعمش نے کہا میں نے شقیق بن سلمہ سے سنا انہوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس تھا اتنے میں ابوموسیٰؓ نے ابن مسعودؓ سے کہا ابوعبدالرحمٰن (یہ اُن کی کنیت ہے) بتلاؤ تو جب کوئی جنب ہوا اور پانی نہ پائے وہ کیا کرے اُنہوں نے کہا جب تک پانی نہ پائے نماز نہ پڑھے ابوموسیٰؓ نے کہا پھر تم عمارؓ کی روایت کو کیا کرو گے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تجھ کو یہ کافی تھا (یعنی منہ اور ہاتھ کا مسح کرنا) ابن مسعودؓ نے کہا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت عمرؓ نے اُن کی بات پر قناعت نہیں کی ابوموسیٰؓ نے کہا اچھا تو عمار کا قول جانے دو تم اس آیت کا کیا جواب دو گے ف۱ عبداللہؓ کو کچھ جواب نہ بنا کیا کہیں تو کہنے لگے اگر ہم لوگوں کو اس کی رخصت (جنابت میں تیمم کرنے کی) اجازت دیں تو پھر قریب ہیں ایسا ہو گا کسی کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوگا وہ غسل چھوڑ کر تیمم کر لے گا اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو عبداللہ بن مسعودؓ نے جنب کو تیمم کرنا اس مصلحت سے برا جانا اُنہوں نے کہا ہاں ف۲

ف۱ جو سورۂ مائدہ میں ہے أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ تو اس سے صاف جنب کے لئے تیمم کا جواز نکلتا ہے کیونکہ لمس سے مراد جماع ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کو اس کا جواب نہ بنا تو مصلحت کا ذکر کرنے لگے کہتے ہیں عبداللہ ابن مسعودؓ نے اس فتویٰ سے رجوع کیا جیسے ابن ابی شیبہ نے اُن سے روایت کیا اور امام نوویؒ نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے قول سے رجوع کیا۔ ف۲ مگر مصلحت کی وجہ سے شرع کا حکم بدل نہیں سکتا نوویؒ نے کہا اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ جنب اور حائضہ اور نفاس والی سب کے لئے تیمم درست ہے جب پانی نہ پائیں۔

بَابُ التَّيَمُّمُ ضَرْبَةٌ ـ

٣٤٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا، أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي؟* فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ: {فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا} فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ. قُلْتُ: وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا، فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ نَفَضَهَا، ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ، أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: أَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ؟ زَادَ يَعْلَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ وَأَبِي مُوسَى فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ

باب: تیمم میں ایک بار مارنا کافی ہے۔

۔ ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو ابومعاویہ محمد ابن خازن نے خبر دی اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے شقیق سے اُنہوں نے کہا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس بیٹھا تھا ابوموسیٰؓ نے اُن سے کہا اگر ایک شخص کو جنابت ہو اور ایک مہینے تک پانی نہ پائے کیا وہ تیمم کر لے اور نماز پڑھے۔ عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا وہ تیمم نہ کرے اگرچہ ایک مہینے تک پانی نہ پائے (اور نماز موقوف رکھے) تب ابوموسیٰؓ نے کہا پھر تم اس آیت کو کیا کرو گے جو سورۂ مائدہ میں ہے اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمم کرو۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا اگر ان لوگوں کو جنابت میں تیمم کی اجازت دی جائے تو قریب میں ایسا ہو گا جب اُن کو پانی ٹھنڈا معلوم ہو گا وہ مٹی سے تیمم کر لیں گے اعمش نے کہا میں نے شقیق سے کہا تو تم نے جنب کے لئے تیمم اس لئے بُرا جانا اُنہوں نے کہا ہاں پھر ابوموسیٰؓ نے ابن مسعودؓ سے کہا کیا تم نے وہ نہیں سُنا جو عمارؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کے لئے بھیجا (راہ میں) مجھ کو نہانے کی حاجت ہوئی پانی نہ ملا تو میں جانور کی طرح مٹی میں لوٹا، بعد اسکے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا تجھ کو ایسا کرنا بس تھا اور آپؐ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اس کو جھاڑ دیا پھر بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ کی پشت کو ملا، یا داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی پشت کو، پھر اپنے منہ پر دونوں ہاتھوں کو پھیر لیا عبداللہ نے کہا تم نہیں دیکھتے حضرت عمرؓ نے عمارؓ کے قول پر قناعت نہیں کی اور یعلیٰ بن عبیدؓ نے اس روایت میں اعمش سے اُنہوں نے شقیق سے اتنا زیادہ کیا میں عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰؓ کے پاس تھا ابوموسیٰؓ نے کہا کیا تم نے عمارؓ کا

* قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ كَانَ لَمْ يَجِدْ شَهْرًا، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى

قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي أَنَا وَأَنْتَ فَأَجْنَبْتُ فَتَمَعَّكْتُ بِالصَّعِيدِ، فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ هٰكَذَا، وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ وَاحِدَةً۔

حضرت عمرؓ سے یہ کہنا نہیں سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور تم کو (فوج کی ٹکڑی میں) بھیجا تھا مجھے نہانے کی حاجت ہوئی میں مٹی میں لوٹا پھر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا تجھ کو یہ بس کرتا تھا اور آپؐ نے اپنے منہ اور دونوں پہنچوں پر ایک بار مسح کر لیا۔

ف یہ راوی کو شک ہے، ابوداؤد کی ایک روایت میں بغیر شک کے یوں مذکور ہے کہ پھر بائیں کو دائیں پر مارا اور داہنے کو بائیں پر، دونوں پہنچوں پر مسح کر کے پھر منہ پر مسح کر لیا بس یہی تیمم ہے اور یہی روایت راجح ہے اور اہلِ حدیث اور محققین علماء نے اسی کو اختیار کیا ہے اور دو بار کی روایتیں سب ضعیف ہیں۔

بَابٌ:۔

باب:

٣٤٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَوْفٌ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ الْخُزَاعِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا مُعْتَزِلًا لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ، فَقَالَ: يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ، قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ۔

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو عوف نے خبر دی انہوں نے ابو رجاء سے کہا ہم کو عمران ابن حصین خزاعی نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کنارے پر بیٹھے دیکھا اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی آپؐ نے فرمایا او فلانے تجھ کو کیا ہوا لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ کہنے لگا یا رسول اللہؐ مجھ کو نہانے کی حاجت ہے اور پانی نہیں۔ آپ نے فرمایا مٹی لے لے وہ تجھ کو کفایت کرتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا ہے مہربان

كتاب الصّلاة

کتاب نماز کے بیان میں۔

بَابٌ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ فِي الْإِسْرَاءِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ هِرَقْلَ فَقَالَ: يَأْمُرُنَا، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ۔

باب: معراج میں نماز کیونکر فرض ہوئی ف اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے ابوسفیان بن حرب نے بیان کیا ہرقل کے قصے میں ابوسفیان نے کہا وہ یعنی پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نماز پڑھنے اور سچ بولنے اور حرام سے بچے رہنے کا حکم دیتے ہیں ف۲

ف معراج کا قصہ آگے آتا ہے۔ اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کو جاگتے میں معراج ہوئی بدن اور روح دونوں کے ساتھ۔ اور ایک شاذ قول معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ معراج خواب میں ہوئی تھی۔ ف۲ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔

۳۴۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي، ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ: افْتَحْ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، مَعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَأُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ،

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ابوذر غفاریؓ حدیث بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کی چھت کھولی گئی اور میں مکہ میں تھا پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اترے انہوں نے میرا سینہ چیرا ف پھر اس کو زمزم کے پانی سے دھویا پھر ایک سونے کا طشت لائے جو ایمان اور حکمت ف۲ سے بھرا ہوا تھا وہ میرے سینے میں ڈال دیا پھر سینہ جوڑ دیا (اس پر مہر کردی) پھر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ آسمان کی طرف چڑھے جب میں پہلے آسمان پر پہنچا (وہ بند تھا) جبرئیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھول اس نے پوچھا کون ہے جواب ملا جبرئیلؑ اس نے پوچھا تمہارے ساتھ اور کوئی ہے جبرئیلؑ نے کہا ہاں محمدؐ میرے ساتھ ہیں اس نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں جبرئیل نے

فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ، إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكَى، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ لِجِبْرِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ، وَهَذِهِ الأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ، فَأَهْلُ اليَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الجَنَّةِ، وَالأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى حَتَّى عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَ لِخَازِنِهَا: افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الأَوَّلُ فَفَتَحَ، قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ آدَمَ، وَإِدْرِيسَ، وَمُوسَى وَعِيسَى، وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا، وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِدْرِيسَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ، ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى، فَقَالَ، مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا مُوسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى فَقَالَ، مَرْحَبًا

نے کہا ہاں جب اس نے کھولا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھے وہاں ایک شخص بیٹھا دیکھا جس کے داہنے طرف لوگوں کے جھنڈ تھے اور بائیں طرف بھی جھنڈ تھے جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتا تو ہنستا اور جب بائیں طرف دیکھتا رو دیتا اُس نے (مجھکو دیکھ کر) کہا (آؤ) اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بیٹے میں نے جبرئیل سے کہا یہ کون ہیں اُنہوں نے کہا یہ آدم ہیں اور یہ جو ان کے داہنے اور بائیں طرف تم لوگوں کے جھنڈ دیکھتے ہو یہ اُن کے بیٹوں کی ارواح ہیں تو ان کے داہنی طرف والے بہشتی ہیں ف۳ اور بائیں طرف کے جھنڈ دوزخی ہیں وہ جب اپنے داہنے طرف دیکھتے ہیں (خوشی سے) ہنس دیتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں (رنج سے) رو دیتے ہیں پھر جبرئیل مجھ کو لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے وہاں کے داروغہ سے کہا کھول اس نے بھی وہی پُوچھا جو پہلے داروغہ نے پُوچھا تھا آخر دروازہ کھولا انس رض نے کہا ابوذر رض نے بیان کیا کہ آنحضرت نے آسمانوں میں آدم ع اور ادریس ع اور موسیٰ ع اور عیسیٰ ع اور ابراہیم ع پیغمبروں کو دیکھا مگر ہر ایک کا ٹھکانا نہیں بیان کیا ف۴ اتنا کہا کہ آپؐ نے پہلے آسمان پر آدم ع کو پایا اور چھٹے پر ابراہیم ع کو انس رض نے کہا جب جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لئے ہوئے ادریس ع پیغمبر پر گذرے تو اُنہوں نے کہا (آؤ) اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بھائی میں نے (جبرئیل ع سے) پُوچھا یہ کون ہیں اُنہوں نے کہا یہ ادریس ع ہیں پھر میں موسیٰ ع پر سے گذرا ف۵ اُنہوں نے کہا آؤ اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بھائی میں نے پُوچھا یہ کون ہیں جبرئیل ع نے کہا یہ موسیٰ ع ہیں پھر میں عیسیٰ ع پر سے گذرا اُنہوں نے کہا آؤ اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بھائی میں نے جبرئیل ع سے پُوچھا یہ کون ہیں اُنہوں نے کہا

بِالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، قُلْتُ:
مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا عِيسَى، ثُمَّ مَرَرْتُ
بِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
وَالِابْنِ الصَّالِحِ، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ:
هَذَا إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ
عَبَّاسٍ، وَأَبَا حَبَّةَ الأَنْصَارِيَّ، كَانَا
يَقُولاَنِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى
أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الأَقْلاَمِ، قَالَ ابْنُ
حَزْمٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفَرَضَ اللَّهُ عَلَى
أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلاَةً، فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ
حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا
فَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ:
فَرَضَ خَمْسِينَ صَلاَةً، قَالَ مُوسَى:
فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ
ذَلِكَ، فَرَاجَعَنِي فَوَضَعَ شَطْرَهَا،
فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، قُلْتُ: وَضَعَ
شَطْرَهَا، قَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ
أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ، فَوَضَعَ
شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: ارْجِعْ
إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ،
فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هُنَّ خَمْسٌ وَهُنَّ
خَمْسُونَ، لاَ يُبَدَّلُ القَوْلُ لَدَيَّ،
فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: رَاجِعْ
رَبَّكَ، فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي،

یہ عیسیٰ ہیں پھر میں ابراہیمؑ پر سے گذرا اُنہوں نے کہا آؤ
اچھے آئے نیک پیغمبر اور نیک بیٹے ف۶ میں نے جبرئیلؑ
سے پوچھا یہ کون ہیں۔ اُنہوں نے کہا یہ ابراہیمؑ ہیں۔ ابن
شہاب نے کہا مجھ کو ابوبکر بن حزم نے خبر دی کہ عبداللہ بن
عباسؓ اور ابوحبہ عامر بن عمرو دونوں یوں کہتے تھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جبرئیلؑ مجھ کو لے کر چڑھے
یہاں تک کہ میں ایک بلند ہموار مقام پر پہنچا وہاں میں
قلم چلنے کی آواز سنتا تھا ف۷ ابن حزم اور انس بن مالکؓ
نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ
نے میری اُمت پر پچاس نمازیں فرض کیں (ہر رات دن
میں) میں یہ حکم لے کر لوٹا جب موسیٰؑ کے پاس پہنچا تو
انہوں نے پوچھا اللہ نے تمہاری اُمت پر کیا فرض کیا
میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں اُنہوں نے کہا
پھر اپنے مالک کے پاس لوٹ جا کیونکہ تیری اُمت
اتنی طاقت نہیں رکھتی ف۸ میں لوٹا (اور عرض کیا) اللہ
نے کچھ نمازیں معاف کر دیں ف۹ پھر میں موسیٰؑ کے
پاس آیا اور یہ کہا کہ کچھ نمازیں معاف کر دیں اُنہوں
نے کہا اپنے مالک کے پاس جا تیری اُمت اتنی طاقت
نہیں رکھتی میں لوٹا پھر اللہ نے کچھ معاف کر دیں پھر
موسیٰؑ کے پاس آیا اُنہوں نے کہا اپنے مالک کے پاس
لوٹ جا تیری اُمت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں لوٹا
(ایسا ہی کئی بار ہوا) آخر اللہ نے فرمایا وہ پانچ نمازیں
ہیں ف۱۰ اور حقیقت میں پچاس ہیں ف۱۱ میرے پاس
بات نہیں بدلتی پھر موسیٰؑ کے پاس آیا اُنہوں نے کہا اپنے
مالک کے پاس لوٹ جا میں نے کہا اب مجھے اپنے مالک
سے (عرض کرنے میں) شرم آتی ہے پھر جبرئیلؑ مجھ کو
لے کر چلے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک مجھ کو پہنچایا ف۱۲ اور

ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا فِيهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ.

کئی طرح کے رنگوں نے اس کو ڈھانک لیا تھا میں نہیں جانتا وہ کیا تھے ف۱۳ پھر مجھ کو جنت میں لے گئے کیا دیکھتا ہوں وہاں موتیوں کے ہار ہیں ف۱۴ اور وہاں کی مٹی مشک ہے ف۱۵۔

ف۱ یہ دوبارہ شق صدر تھا، ایک بار رضاعت کی حالت میں ہو چکا تھا۔ ف۲ حکمت سے مراد اللہ کی معرفت ہے اور شریعت کا علم اور درستی اخلاق کا علم۔ ف۳ اس کا ظاہری مضمون یہ ہے کہ اچھی اور بری سب کی روحیں آسمان پر ہیں حالانکہ دوسری حدیثوں سے یہ نکلتا ہے کہ کافروں کی روحیں سجین میں رہتی ہیں جو ساتوں زمین کے تلے ہے اور ممکن ہے کہ کسی وقت یہ سب روحیں آدم علیہ السلام کے پاس لائی جاتی ہوں اور اتفاق سے اسی وقت ہمارے پیغمبر صاحب وہاں پہنچے ہوں یا مراد وہ روحیں ہوں جو ابھی دنیا میں نہیں آئیں واللہ اعلم۔ ف۴ دوسری روایتوں میں یہ ٹھکانے یوں مذکور ہیں کہ پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ سے اور دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ سے اور تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ سے اور چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے اور پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ سے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی ف۵ دوسری روایتوں میں پہلے حضرت عیسیٰ سے ملنا مذکور ہے پھر حضرت موسیٰؑ سے اور احتمال ہے کہ ثم تراخی کے لئے نہ ہو کہ معراج کئی بار کیا ہو۔ ف۶ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہیں اس لئے انہوں نے یوں فرمایا نیک پیغمبر اور نیک بیٹے۔ ف۷ فرشتے جو لکھتے تھے ان کی قلموں کی آواز آپ نے سنی۔ ف۸ کہ ہر روز و شب میں پچاس نمازیں پڑھیں۔ پانچ نمازیں تو لوگ پڑھ نہیں سکتے ہزاروں آدمی ان میں قاصر رہتے ہیں پچاس فرض ہوتیں تو بہت کم لوگ ان کو ادا کر سکتے۔ ف۹ پچاس کی پینتالیس رہ گئیں یوں ہی پانچ پانچ معاف ہوتی گئیں آپ نو بار تخفیف کرانے کے لئے بارگاہِ الٰہی میں لوٹ کر گئے اخیر میں پانچ رہ گئیں۔ ف۱۰ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز معراج کی رات میں فرض ہوئی۔ ف۱۱ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے تو پانچ نمازیں پچاس کے مساوی ہوں گی۔ ف۱۲ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے ساتویں آسمان پر اس کی جڑیں چھٹے آسمان تک ہیں منتہیٰ اس کو کہتے ہیں کہ فرشتے وہیں تک جا سکتے ہیں ان کا علم وہیں پر ختم ہوتا ہے عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا منتہیٰ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ اوپر سے جو حکم آتا ہے وہ وہاں آن کر ٹھہرتا ہے اور نیچے سے جو جاتا ہے وہ بھی وہاں تھم جاتا ہے۔ ف۱۳ یعنی ان رنگوں کی حقیقت میں نہیں جانتا وہ انوارِ الٰہی ہوں گے واللہ اعلم۔ ف۱۴ اس روایت میں حبائل کا لفظ ہے اور صحیح جنابذ ہے جیسے امام بخاریؒ کی دوسری روایت اور مسلم کی روایت میں ہے یعنی موتیوں کے گنبد اور قبے یا خیمے۔ ف۱۵ یعنی مشک کی طرح معطر اور خوشبودار ہے۔ یا اللہ ہمارے گناہ معاف فرما دے اور اپنے نیک بندوں کے طفیل میں ہم کو بھی جنت نصیب کر۔ آمین یا رب العالمین۔

۳۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے صالح بن کیسان سے اُنہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے اُنہوں نے کہا اللہ نے جب (شب معراج میں) نماز فرض کی تو (ہر نماز کی) دو دو رکعتیں فرض کیں حضر اور سفر دونوں میں پھر سفر کی نماز تو اپنے حال پر دو دو رکعتیں رہیں اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی ۔

بَابُ وُجُوبِ الصَّلَاةِ فِي الثِّيَابِ، وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى- خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ- وَمَنْ صَلَّى مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَيُذْكَرُ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (يَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ)، فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ وَمَنْ صَلَّى فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ مَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى، وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

باب: نماز میں کپڑے پہننا (ستر عورت کرنا) واجب ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں فرمایا ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہنے رہو اور جس نے ایک کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھی (اس نے فرض ادا کر لیا) اور سلمہ بن اکوع سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اگر ایک کپڑے میں نماز پڑھے) تو اس کو ٹانک لے گو ایک کانٹے سے سہی اس کی اسناد میں گفتگو ہے ف۱ اور جس نے اس کپڑے میں نماز پڑھی جس کو پہن کر وہ جماع کرتا ہے (تو بھی درست ہے) جب تک اس میں کوئی گندگی نہ دیکھے ف۲ اور آنحضرت نے حکم دیا کہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے ف۳

ف۱ ٹانک لینے سے یہ مطلب ہے کہ اس کے دونوں کنارے ملا کر کسی چیز کو اٹکا لے اگر گھنڈی تکمہ نہ ہو تو کانٹے کو پن کی طرح اٹکا لے اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ کپڑا سامنے سے کھلے نہیں اور شرمگاہ چھپی رہے اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے وصل کیا لیکن اس کی سند میں اختلاف اور اضطراب ہے اسی لئے امام بخاریؒ اس کو اپنی صحیح میں نہیں لائے۔ ف۲ یہ مضمون ایک حدیث میں وارد ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھتے جس میں صحبت کرتے جب کوئی پلیدی اس میں نہ پاتے۔ ف۳ اس حدیث کو امام احمدؒ نے نکالا جب ننگے طواف منع ہوا تو نماز بطریق اولیٰ منع ہوگی۔

۳۴۷- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابراہیم تستری نے اُنہوں نے محمد بن سیرین سے اُنہوں نے

أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ، وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ، قَالَتِ امْرَأَةٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ، قَالَ: لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا عِمْرَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ: حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا۔

ام عطیہؓ سے انہوں نے کہا ہم کو حکم ہوا دونوں عیدوں میں حیض والی اور پردے والی عورتوں کو نکالنے کا ف۱ وہ مسلمانوں کے جماعت میں اور ان کی دعا میں شریک ہیں اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہؐ بعضی عورت کے پاس چادر نہیں ہوتی (وہ کیسے نکلے) آپؐ نے فرمایا اس کی گنیاں ف۲ (ساتھ والی) اپنی چادر اسکو اڑھا دے اور عبداللہ بن رجا نے کہا ف۳ ہم سے عمران قطان نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن سیرین نے کہا ہم سے ام عطیہؓ نے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور یہی حدیث بیان کی ف۴

ف۱ عیدگاہ میں لیجانے کا۔ ف۲ گنیاں کہتے ہیں ہمجولی کو۔ ف۳ اس کو طبرانی نے معجم کبیر میں وصل کیا ف۴ اس سند کو لاکر امام بخاریؒ نے اس شخص کا رد کیا جو کہتا ہے کہ محمد بن سیرین نے یہ حدیث ام عطیہؓ سے نہیں سنی بلکہ اپنی بہن حفصہؓ سے انہوں نے ام عطیہؓ سے۔

بَابُ عَقْدِ الْإِزَارِ عَلَى الْقَفَا فِي الصَّلَاةِ

وَقَالَ أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ: صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزْرِهِمْ عَلَى عَوَاتِقِهِمْ۔

باب: تہ بند کو نماز میں اپنی گدی پر باندھ لینا (تاکہ وہ کھلے نہیں) اور ابو حازم سلمہ بن دینار نے سہل بن سعد سے روایت کی ف انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی تہ بند کندھوں پر باندھ کر نماز پڑھی۔

ف اس حدیث کو امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا۔

۳۴۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي وَاقِدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: صَلَّى جَابِرٌ فِي إِزَارٍ قَدْ عَقَدَهُ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ، وَثِيَابُهُ مَوْضُوعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ، قَالَ لَهُ قَائِلٌ: تُصَلِّي فِي إِزَارٍ وَاحِدٍ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِي أَحْمَقُ مِثْلُكَ وَأَيُّنَا كَانَ لَهُ

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے عاصم بن محمد نے کہا مجھ سے واقد بن محمد نے بیان کیا انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے کہا جابرؓ نے ایک تہ بند میں نماز پڑھی جس کو اپنی گدی پر باندھ لیا تھا اور ان کے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے ایک کہنے والے (عبادہ بن ولید) نے ان سے کہا تم ایک تہ بند میں نماز پڑھتے ہو (کپڑے ہوتے ساتھے) انہوں نے کہا میں نے یہ اس لئے کیا کہ تجھ جیسا بے وقوف مجھ کو دیکھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگوں میں

ثَوْبَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کس کے پاس دو کپڑے تھے۔ ف۱

ف۱ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اکثر لوگوں کے پاس ایک ہی کپڑا تھا اسی میں نماز پڑھتے تو جابرؓ نے کپڑے ہوتے ساتھے یہ کیا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ایک کپڑے میں بھی نماز درست ہے گو دو کپڑوں میں افضل ہے۔ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے جیسے ابن ابی شیبہ نے اُن سے روایت کیا

۳۴۹- حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ۔

ہم سے مطرف ابو مصعب بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی نے انہوں نے کہا محمد بن منکدر سے انہوں نے کہا میں نے جابرؓ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا اور جابرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے۔ ف۱

ف۱ اس حدیث کو بظاہر اس باب سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا اور امام بخاریؒ اس کو اس لئے لائے کہ اگلی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مذکور نہ تھا اس میں صاف مذکور ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهِ

قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ: الْمُلْتَحِفُ الْمُتَوَشِّحُ، وَهُوَ الْمُخَالِفُ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ، وَهُوَ الِاشْتِمَالُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، قَالَ: وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: الْتَحَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبٍ، وَخَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

باب: ایک کپڑے کو لپیٹ کر اس میں نماز پڑھنا یعنی التحاف کر کے اور زہری نے اپنی روایت میں کہا التحاف توشح کو کہتے ہیں یعنی کپڑے کے دونوں کناروں کو اُلٹ کر مونڈھوں پر ڈالنا اسی کو اشتمال بھی کہتے ہیں ف۱ اور ام ہانی بنت ابی طالب نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا لپیٹا اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں مونڈھوں پر اُلٹ لیا تھا ف۲۔

ف۱ تو التحاف اور توشیح اور اشتمال سب کے ایک معنی ہوئے یعنی کپڑے کا وہ کنارا جو داہنے مونڈھے پر ہو اس کو بائیں ہاتھ کی بغل سے اور جو بائیں مونڈھے پر ڈالا ہو اس کو داہنے ہاتھ کی بغل سے نکال کر دونوں کناروں کو ملا کر سینے پر باندھ لینا۔ ف۲ یعنی التحاف کیا جس کی صورت ابھی بیان ہوئی۔

۳۵۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے عمر بن ابی سلمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔

ایک کپڑے میں نماز پڑھی اس کے دونوں کناروں کو اُلٹ کر ڈال لیا تھا۔

۳۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، قَدْ أَلْقَى طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ عروہ نے اُنہوں نے عمر بن ابی سلمہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اس کے دونوں کناروں کو آپ نے اپنے دونوں مونڈھوں پر ڈال لیا تھا۔

۳۵۲- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد ابن اسامہ نے اُنہوں نے ہشام سے اُنہوں نے اپنے باپ عروہ سے کہ عمر بن ابی سلمہؓ نے ان سے بیان کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ایک کپڑے میں اس کو لپیٹے ہوئے ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے دونوں کنارے اس کے مونڈھوں پر ڈال لئے تھے ف

ف ان حدیثوں میں کسی میں خالف بین طرفیہ کا لفظ ہے کسی میں ملتحفاً کا اور مطلب وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے۔

۳۵۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے اُنہوں نے ابو النضر سالم بن ابی اُمیہ سے جو عمر بن عبید اللہ کے غلام تھے ان سے ابو مرہ یزید نے بیان کیا جو ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام تھے اُنہوں نے ام ہانی بنت ابو طالب سے سُنا وہ کہتی تھیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی جس سال مکہ فتح ہوا میں نے دیکھا آپ نہا رہے ہیں اور حضرت فاطمہؓ آپ کی صاحبزادی

يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ، فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ، قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذَاكَ ضُحًى۔

آپؐ پر پردہ کئے ہوئے ہیں میں نے آپؐ کو سلام کیا آپؐ نے فرمایا کون ہے میں نے کہا میں اُم ہانی ہوں ابوطالب کی بیٹی آپؐ نے فرمایا اچھی آئیں آؤ ام ہانی۔ جب آپؐ نہانے سے فارغ ہوتے تو (نماز میں) کھڑے ہوئے آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک ہی کپڑے میں اس کو لپیٹے ہوئے جب نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میری ماں کے بیٹے ف۱ (یعنی حضرت علیؓ) کہتے ہیں وہ ہبیرہ (میرے خاوند کے) فلاں بیٹے کو مار ڈالیں گے جس کو میں نے پناہ دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُم ہانی جس کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی اسکو پناہ دی اُم ہانی نے کہا یہ چاشت کا وقت تھا۔ ف۲

ف۱ حضرت علیؓ ام ہانیؓ کے سگے بھائی تھے ایک باپ ایک ماں، اُن کو ماں کا بیٹا اس لئے کہا کہ مادری بھائی بہن ایک دوسرے پر بہت مہربان ہوتے ہیں گویا ام ہانیؓ نے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ حضرت علیؓ میرے ایسے بھائی ہیں لیکن مجھ پر مہربانی نہیں کرتے۔ یہ ہبیرہ کا بیٹا جعدہ تھا مگر وہ صغیر سن تھا اس کے مارنے کا حضرت علیؓ کیوں ارادہ کرتے۔ ابن ہشام نے کہا ام ہانیؓ نے حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی اُمیہ یا عبداللہ بن ابی اُمیہ یا عبداللہ بن ابی ربیعہ کو پناہ دی تھی یہ یہ لوگ ہبیرہ کے چچازاد بھائی تھے تو شاید فلاں بن ہبیرہ میں راوی کی غلطی سے عم کا لفظ چھوٹ گیا ہے اصل عبارت یوں ہوگی فلاں بن عم ہبیرہ۔ ف۲ اس حدیث سے چاشت کی نماز پڑھنا ثابت ہوئی۔

۳۵۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ)؟

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے ابن شہاب زہری سے اُنہوں نے سعید بن مسیب سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے ایک پوچھنے والے نے ف۱ (اس کا نام معلوم نہیں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے آپؐ نے فرمایا (کچھ برا نہیں) بھلا کیا تم میں ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں۔

ف۱ حافظ نے کہا اس کا نام معلوم نہیں ہوا لیکن شمس الائمہ سرخسی حنفی نے مبسوط میں لکھا ہے کہ اس کا نام ثوبان تھا۔

بَابٌ إِذَا صَلَّى فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

باب: جب ایک کپڑے میں نماز پڑھے تو اپنے مونڈھوں پر اس کو ڈالے ف

ف امام احمد سے مروی ہے کہ اگر باوجود قدرت کے دونوں کندھے کھلے رکھے تو نماز نہ ہوگی ایک روایت میں یہ ہے کہ نماز ہو جائے گی لیکن گنہگار ہوگا البتہ اگر کپڑا ایسا چھوٹا ہو کہ اگر کندھوں پر ڈالے تو ستر کھل جاتا ہے اور اس کے پاس دوسرا کپڑا نہ ہو تو ستر ڈھانپ لے اور کندھوں کو کھلا رہنے دے ایسی حالت میں بالاتفاق نماز ہو جائے گی۔

٣٥٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ)۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے عبدالرحمن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے اس طرح کہ اس کے کندھے پر کچھ نہ ہو۔ ف

ف یعنی کندھا بالکل ننگا ہو یہ بھی اکثر علما کے نزدیک تنزیہی ہے اور محمول ہے اس حالت پر جب دوسرا کپڑا موجود ہو یا وہ کپڑا اس قدر وسیع ہو کہ ستر ڈھانپ کر اس کے کاندھے بھی ڈھانپ سکے لیکن عمداً نہ ڈھانپے بعضوں کے نزدیک ایسی حالت میں نماز ہی صحیح نہ ہوگی۔

٣٥٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: سَمِعْتُهُ أَوْ كُنْتُ سَأَلْتُهُ: قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، (مَنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ)۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عکرمہ سے یحییٰ نے کہا میں نے عکرمہ سے سنا تھا یا ان سے پوچھا تھا انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھے وہ اس کے دونوں کناروں کو الٹ لے ف

ف یعنی ان میں مخالفت کرے مخالفت اسی التحاف اور اشتمال کو کہتے ہیں جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے۔

بَابٌ إِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا۔

باب: جب کپڑا تنگ ہو۔

٣٥٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ:

ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان

حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ أَمْرِي، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَاحِدٌ، فَاشْتَمَلْتُ بِهِ وَصَلَّيْتُ إِلَى جَانِبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: مَا السُّرَى يَا جَابِرُ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِحَاجَتِي فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ: مَا هَذَا الِاشْتِمَالُ الَّذِي رَأَيْتُ؟ قُلْتُ: كَانَ ثَوْبٌ قَالَ: فَإِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهِ، وَإِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهِ.

نے اُنہوں نے سعید بن حارث سے اُنہوں نے کہا ہم نے جابر ابن عبداللہ سے پوچھا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے اُنہوں نے کہا میں ایک سفر میں (غزوہ بواط میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا رات کو میں ایک کام کے لئے (آپ کے پاس) آیا میں نے دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں اس وقت میرے بدن پر ایک ہی کپڑا تھا میں نے اس کو لپیٹ لیا اور آپ کے بازو نماز پڑھنے لگا جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا جابر تو رات کو کیوں آیا میں نے اپنا کام بیان کیا جب میں کہہ چکا تو آپ نے فرمایا یہ کپڑا لپیٹنا کیسا جو میں نے دیکھا (یعنی تو نے یہ کیا کیا) میں نے کہا ایک ہی کپڑا تھا (کیا کروں) آپ نے فرمایا اگر وہ کشادہ ہو تو اسمیں التحاف کر اور اگر تنگ ہو تو (صرف) تہ بند کر لے۔

وخطابی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ پر اس وجہ سے انکار کیا کہ اُنہوں نے کپڑے کو سارے بدن پر اس طرح سے لپیٹ لیا ہوگا کہ ہاتھ وغیرہ سب اندر بند ہو گئے ہوں گے اس کو اشتمال صماء کہتے ہیں یہ منع ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کپڑا تنگ تھا اور جابرؓ نے ان کے دونوں کناروں میں مخالفت کی تھی اور نماز میں ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے تاکہ ستر نہ کھلے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بتلایا کہ یہ صورت جب ہے جب کپڑا وسیع ہو اگر تنگ ہو تو صرف تہ بند کر لینا چاہیئے۔

۳۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِي أُزْرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَقَالَ لِلنِّسَاءِ: لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا.

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اُنہوں نے سفیان ثوری سے اُنہوں نے کہا مجھ سے ابوحازم سلمہ ابن دینار نے بیان کیا اُنہوں نے سہل بن سعد ساعدی سے اُنہوں نے کہا کئی آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچوں کی طرح اپنی ازاریں اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے نماز پڑھا کرتے اور (آپ کے زمانے میں) عورتوں سے یہ کہا جاتا تم (نماز میں) اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھاؤ، جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں۔ ف

ف کیونکہ مردوں کے بیٹھ جانے سے پہلے سر اُٹھانے میں یہ خیال ہوتا ہے کہ عورتوں کی نظر مردوں کے ستر پر نہ پڑے اس لئے کہ تہ بند نیچے کی طرف سے کھلی رہتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نیچے کی طرف سے ستر کا ڈھانکنا فرض نہیں ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَّةِ، وَقَالَ الْحَسَنُ فِي الثِّيَابِ يَنْسِجُهَا الْمَجُوسِيُّ لَمْ يَرَ بِهَا بَأْسًا، وَقَالَ مَعْمَرٌ: رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ يَلْبَسُ مِنْ ثِيَابِ الْيَمَنِ مَا صُبِغَ بِالْبَوْلِ، وَصَلَّى عَلِيٌّ فِي ثَوْبٍ غَيْرِ مَقْصُورٍ۔

باب: شام کے جُبّے ہوئے جبے میں نماز پڑھنا ف۱ امام حسن بصریؒ نے کہا ف۲ جن کپڑوں کو پارسی بنتے ہیں اُن میں کوئی قباحت نہیں ف۳ اور معمر بن راشد نے کہا میں نے ف۴ ابن شہاب زہری کو دیکھا وہ یمن کا کپڑا پہنتے جو پیشاب میں رنگا گیا تھا ف۵ اور حضرت علیؓ نے ایک کورے کپڑے میں نماز پڑھی جس کو کافروں نے بُنا تھا۔ ف۶

ف۱ شام میں اُن دنوں کافروں کی حکومت تھی۔ امام بخاریؒ کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کے بنائے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے جب تک اُن کی نجاست کا یقین نہ ہو۔ ف۲ اس کو نعیم بن حماد نے وصل کیا اپنے مشہور نسخے میں ف۳ یعنی بن دھوئے ان میں نماز پڑھ سکتا ہے شافعی اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے اور ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے اس کی کراہت نقل کی ف۴ اس کو عبدالرزاق نے مصنف میں وصل کیا۔ ف۵ یعنی حلال جانور کے پیشاب میں چونکہ حلال جانور کا پیشاب اُن کے نزدیک پاک ہے۔ ف۶ اس کو ابن سعد نے وصل کیا۔

۳۵۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ: (يَا مُغِيرَةُ، خُذِ الْإِدَاوَةَ، فَأَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ، فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى)۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو معاویہ نے اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے مسلم بن صبیح سے، اُنہوں نے مسروق ابن اجدع سے اُنہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے اُنہوں نے کہا میں ایک سفر میں (غزوہ تبوک میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپؐ نے فرمایا مغیرہ پانی کی چھاگل اُٹھا لے، میں نے اُٹھالی پھر آپ چلے (جنگل کو تشریف لے گئے) یہاں تک کہ میری نظر سے چھپ گئے آپؐ نے اپنی حاجت پوری کی اُس وقت آپؐ ایک شام کا جبہ پہنے ہوئے تھے ف۱ آپؐ نے اُس کی آستین میں سے ہاتھ نکالنا چاہا وہ تنگ ہوئی آخر آپ نے اس کے نیچے سے ہاتھ نکالا میں نے آپؐ پر وضو کا پانی ڈالا آپؐ نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا اور دونوں موزوں پر مسح کیا پھر نماز پڑھی۔

ف۱ حافظ نے کہا شام کا ملک اس وقت کافروں کے ہاتھ میں تھا۔ ابو حنیفہؒ کافروں کے بنائے ہوئے کپڑے میں بن دھوئے نماز پڑھنا مکروہ جانتے ہیں اور امام مالکؒ کہتے ہیں اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھ لے تو اعادہ واجب ہے ہمارے مرشد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب قدس سرہٗ انگریزی کورا کپڑا جب سل کر آتا تو اس کو دھو ڈالتے اس وقت استعمال کرتے۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّي فِي الصَّلاةِ۔

باب: (بے ضرورت) ننگا ہونے کی کراہت نماز میں۔

۳۶۰۔ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ: يَا ابْنَ أَخِي، لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ، قَالَ: فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ، فَمَا رُؤِيَ بَعْدَ ذَلِكَ عُرْيَانًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے روح بن عبادہ نے کہا ہم سے زکریا بن اسحٰق نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نبوت سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں) کعبہ بنانے کے لئے لوگوں کے ساتھ پتھر ڈھوتے آپ تہ بند باندھے ہوئے تھے عباس رضؓ آپؐ کے چچا نے آپؐ سے کہا اے میرے بھتیجے اگر تم تہ بند اُتار ڈالو اور اس کو اپنے مونڈھوں پر ڈال لو پتھر کے نیچے رکھو (تو تم پر آسانی ہوگی) جابر رضؓ نے کہا آپؐ نے تہ بند کو اُتار کر (مونڈھے پر ڈال لیا اُسی وقت بے ہوش ہو کر گر پڑے ف اس کے بعد آپ کو ننگا نہیں دیکھا گیا۔

ف دوسری روایت میں ہے کہ ایک فرشتہ اُترا اس نے آپ کی تہ بند پھر باندھ دی اس حدیث سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن ہی سے بُری اور بے شرمی کی باتوں سے بچایا تھا کہتے ہیں کہ آپؐ کے مزاج میں اتنی شرم تھی کہ کنواری عورت کو جیسے شرم ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ۔ گو جابر رضؓ نے یہ زمانہ نہیں پایا اور حدیث مرسل ہے لیکن صحابی کی مرسل بالاتفاق حجت ہے۔

بَابُ الصَّلاةِ فِي الْقَمِيصِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالتُّبَّانِ وَالْقَبَاءِ۔

باب: قمیص اور پاجامے اور جانگیا اور قبا (چغے) میں نماز پڑھنا۔ ف

ف مطلب یہ ہے کہ نماز درست ہونے کے لئے کسی خاص قسم کا لباس ضرور نہیں ہے ہر لباس میں نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ ستر ڈھنکا ہو۔

۳۶۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الصَّلاةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ أَوَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے انہوں نے کہا ایک شخص ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آن کر کھڑا ہوا اور آپؐ سے پوچھنے لگا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے آپؐ نے فرمایا

كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ، ثُمَّ سَأَلَ رَجُلٌ عُمَرَ: فَقَالَ: إِذَا وَسَّعَ اللَّهُ فَأَوْسِعُوا، جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ، صَلَّى رَجُلٌ فِي إِزَارٍ وَرِدَاءٍ - فِي إِزَارٍ وَقَمِيصٍ، فِي إِزَارٍ وَقَبَاءٍ، فِي سَرَاوِيلَ وَرِدَاءٍ، فِي سَرَاوِيلَ وَقَمِيصٍ، فِي سَرَاوِيلَ وَقَبَاءٍ، فِي تُبَّانٍ وَقَبَاءٍ، فِي تُبَّانٍ وَقَمِيصٍ، قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: فِي تُبَّانٍ وَرِدَاءٍ۔

بھلا تم میں ہر شخص کو دو کپڑے مل سکتے ہیں پھر ایک شخص نے ف۲ (یہی مسئلہ) حضرت عمرؓ سے پوچھا ف۳ اُنہوں نے کہا جب اللہ نے تم کو فراغت دی تو تم بھی فراغت کرو آدمی کو چاہیئے اپنے کپڑے (نماز میں) اکٹھا کرلے کوئی تہ بند چادر میں نماز پڑھے کوئی تہ بند قمیص میں کوئی تہ بند قبا میں کوئی پاجامے اور چادر میں کوئی پاجامے اور قمیص میں کوئی پاجامے اور قبا میں کوئی جانگیا اور قبا میں کوئی جانگیا اور قمیص میں ابوہریرہؓ نے کہا میں سمجھتا ہوں اُنہوں نے یہ بھی کہا کوئی جانگیا اور چادر میں ف۴

ف۱ اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا۔ ف۲ کہتے ہیں یہ شخص اُبی تھے یا ابن مسعودؓ ان میں باہم اختلاف ہوا تھا ابی کہتے تھے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے ابن مسعودؓ کہتے تھے ایک کپڑے میں نماز اس وقت درست تھی جب کپڑوں کی تنگی تھی۔ ف۳ اس کو عبدالرزاق نے نکالا کہ حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ابی کا کہنا صحیح ہے لیکن ابن مسعودؓ نے بھی کمی نہیں کی۔ ف۴ اس میں ابوہریرہؓ کو شک تھا کہ حضرت عمرؓ نے یہ اخیر کا لفظ بھی کہا یا نہیں کیونکہ کبھی جانگیا چادر سے ستر عورت نہیں ہوتا رانیں کھلی رہتی ہیں ایسا ہی کہا قسطلانی نے میں کہتا ہوں ایک جماعت علماء نے ران کو ستر نہیں قرار دیا ہے اور امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ واللہ اعلم

۳۶۲۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ: لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ، وَلَا السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْبُرْنُسَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ، فَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ۔ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب نے اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے سالم سے اُنہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے اُنہوں نے کہا ایک شخص نے (جس کا نام معلوم نہیں ہوا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا احرام باندھا ہوا شخص کیا پہنے آپؐ نے فرمایا قمیص نہ پہنے نہ پاجامہ اور نہ باران کوٹ نہ وہ کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو۔ ف۱ پھر جس شخص کو جوتیاں نہ ملیں (جن میں پاؤں کھلا رہتا ہے) وہ موزے کاٹ کر پہن لے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوجائیں اور ابن ابی ذئب نے اس حدیث کو نافع سے بھی روایت کیا اُنہوں نے ابن عمرؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ف۲

ف۱ ورس ایک خوشبودار زرد گھاس ہے یمن میں اس سے کپڑے رنگتے ہیں۔ ف۲ چنانچہ امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں اسی

طریق کو پہلے بیان کیا پس یہ تعلیق نہیں ہے جیسے کرمانی نے گمان کیا اور مناسبت اس حدیث کی باب سے یہ ہے کہ محرم کو احرام کی حالت میں ان چیزوں کے پہننے سے منع فرمایا معلوم ہوا اور حالتوں میں یہ سب پہن سکتا ہے اور جب پہننا جائز ہوا تو نماز میں بھی اُن کو پہنے گا اور یہی ترجمہ باب ہے۔ حافظ نے کہا اس حدیث کو یہاں بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ قمیص اور پاجامے کے بغیر بھی نماز درست ہے کیونکہ محرم ان کو نہیں پہن سکتا اور آخر نماز ضرور پڑھے گا۔

بَابُ مَا يُسْتَرُ مِنَ الْعَوْرَةِ۔

٣٦٣ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔

باب: عورت (یعنی ستر) کا بیان جس کو ڈھانکنا چاہیئے۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے اُنہوں نے ابوسعید خدریؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشتمال صماء سے منع فرمایا ف۱ اور گوٹ مار کر ایک کپڑے میں بیٹھنے سے جب کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ ہو ف۲۔

ف۱ اشتمال صماء کا بیان ابھی گذر چکا ہے یعنی ایک کپڑا اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ سب بند ہو جائیں بعضوں نے کہا اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑے کو لپیٹ لے اور ایک طرف سے اس کو اٹھا کر مونڈھے پر ڈال لے اس میں شرمگاہ کھل جاتی ہے اس لئے منع ہوا۔ ف۲ ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنا اس لئے منع ہوا کہ اس میں بھی ستر کھل جاتا ہے گوٹ مار کر بیٹھنا اس کو کہتے ہیں کہ دونوں سرین کو زمین سے لگا دے اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کر دے۔

---

٣٦٤ - حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ، عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے اُنہوں نے ابوالزناد عبد اللہ بن ذکوان سے اُنہوں نے عبد الرحمن ابن ہرمز اعرج سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کی بیچ کھوچ سے منع فرمایا ایک تو چھونے کی دوسرے پھینکنے کی ف اور اشتمال صماء سے (جس کا بیان اُوپر گذرا) اور ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے۔

ف چھونے کی بیع یہ کہ جب بائع یا مشتری مال کو چھولے تو بیع لازم ہو گئی، پھینکنے کی یہ کہ جب بائع یا مشتری اپنا کپڑا یا اور کوئی چیز پھینکے تو بیع لازم ہو گئی پھیرنے کا اختیار نہ رہا۔

٣٦٥- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى: أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ، وَلَا يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: ثُمَّ أَرْدَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِبَرَاءَةٌ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ: لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

ہم سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے زہری کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے اُنہوں نے اپنے چچا زہری سے کہا مجھ کو حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی کہ ابوہریرہؓ نے کہا مجھ کو ابوبکر صدیقؓ نے اس حج میں (جو حجۃ الوداع سے پہلے کیا تھا) پکارنے والوں کے ساتھ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ بھیجا اس لئے کہ ہم منیٰ میں یہ پکار دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے ف۱ حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابوبکرؓ کو بھیجنے کے بعد) ف۲ ان کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا اور ان کو یہ حکم دیا کہ سورۃ براءت سنادیں ابوہریرہؓ نے کہا تو ہمارے ساتھ منیٰ میں دسویں تاریخ حضرت علیؓ نے بھی یہ سنایا اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے۔

ف۱ جب ننگے طواف کرنا منع ہوا تو ستر عورت طواف میں واجب ہوگا اور جب طواف میں واجب ہوا تو نماز میں بطریق اولیٰ واجب ہوگا۔ ف۲ جب سورۃ براءۃ اتری تو پہلے آپؐ نے کافروں کو مطلع کرنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بھیجا پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ عرب کا دستور یہ ہے کہ عہد وہی توڑتا ہے جس نے عہد کیا تھا یا کوئی اس کے گھر والوں میں سے اس لئے آپؐ نے پیچھے سے حضرت علیؓ کو بھی روانہ کیا۔

بَابُ الصَّلَاةِ بِغَيْرِ رِدَاءٍ-

باب: بے چادر کے نماز پڑھنا۔

٣٦٦- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْمَوَالِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَهُوَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ مُلْتَحِفًا بِهِ، وَرِدَاؤُهُ مَوْضُوعٌ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، تُصَلِّي وَرِدَاؤُكَ مَوْضُوعٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَحْبَبْتُ أَنْ يَرَانِي

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی الموالی نے اُنہوں نے محمد بن منکدر سے اُنہوں نے کہا میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ کے پاس گیا وہ ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ان کی چادر الگ دھری ہوئی تھی جب نماز پڑھ چکے تو ہم نے اُن سے کہا ابوعبداللہ (یہ جابرؓ کی کنیت ہے) تم چادر ہوتے ساتھ بے چادر نماز پڑھتے ہو اُنہوں نے کہا ہاں میں نے یہ

الْجُهَّالُ مِثْلُكُمْ، رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي هٰكَذَا۔

چاہا کہ تمہاری طرح جو لوگ جاہل ہیں وہ مجھ کو دیکھیں ف میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح (ایک کپڑے میں) نماز پڑھتے دیکھا۔

ف کہ میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں پھر مجھ کو دیکھ کر شرع کا مسئلہ معلوم کر لیں۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ، وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَجَرْهَدٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الْفَخِذُ عَوْرَةٌ، وَقَالَ أَنَسٌ: حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهِ، وَحَدِيثُ أَنَسٍ أَسْنَدُ، وَحَدِيثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ حَتَّى يُخْرَجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ، وَقَالَ أَبُو مُوسَى: غَطَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيْهِ حِينَ دَخَلَ عُثْمَانُ، وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: أَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي۔

باب: ران کے باب میں جو روایتیں آئی ہیں ف امام بخاریؒ نے کہا ابن عباسؓ اور جرہد اور محمد بن جحشؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نقل کیا کہ ران عورت ہے ف اور انسؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں) اپنی ران کھولی ف۳ امام بخاریؒ نے کہا انسؓ کی حدیث سند کی رو سے قوی ہے اور جرہد کی حدیث میں احتیاط ہے کہ اختلاف سے نکل جاتے ہیں ف۴ اور ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا ایک بار آنحضرتؐ گھٹنے کھولے بیٹھے تھے اتنے میں) حضرت عثمانؓ آئے تو آپؐ نے اپنے گھٹنے چھپا لئے ف۵ اور زید بن ثابتؓ نے کہا ف اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر (قرآن) اتارا اور آپ کی ران میری ران پر تھی وہ اتنی بھاری ہو گئی میں ڈرا کہیں میری ران ٹوٹ جاتی ہے۔

ف امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اور امام احمدؒ کے نزدیک ایک روایت میں ران عورت میں داخل ہے اور ابن ابی ذئب اور داؤد ظاہری اور امام احمدؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک ران عورت نہیں ہے ہمارے علماء میں سے امام ابن حزم اور اصطخری کا بھی یہی قول ہے اور کہتے ہیں عورت صرف قُبل اور دُبر ہے یعنی ذکر اور خصیے اور مقعد اور امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے محلّی میں امام ابن حزمؒ نے کہا اگر ران عورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی جو پاک اور معصوم تھے ران نہ کھولتا نہ کوئی اسکو دیکھتا انتہیٰ۔ ف۲ ابن عباسؓ کی حدیث کو ترمذی اور احمد نے اور جرہد کی حدیث کو امام مالکؒ نے موطا میں اور محمد بن جحش کی حدیث کو حاکم نے مستدرک میں اور امام بخاریؒ نے تاریخ میں روایت کیا مگر ان سب کی سندوں میں کلام ہے۔ ف۳ اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے بیان کیا۔ ف۴ کیونکہ اگر ران بالفرض ستر نہیں ہوئی تب بھی اس کو چھپانے میں کوئی نقصان نہیں۔ اس کو خود امام بخاریؒ نے مناقب میں نکالا مگر اس حدیث سے گھٹنے یا ران کا ستر ہونا نہیں نکلتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کی شرم و حیاء کا خیال کر کے کپڑا اڑھانک لیا جیسے کوئی معزز شخص آتا ہے تو اس سے اچھے کپڑے پہن کر ملتے ہیں اگر گھٹنا ستر ہوتا تو آپؐ اور وں سے بھی چھپاتے۔ امام شوکانیؒ نے کہا کہ ران کا عورت ہونا صحیح ہے اور دلیلوں سے ثابت ہے مگر ناف اور

گھٹنا ستر نہیں ہے ۔ ف اس کو خود امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر میں وصل کیا اگر ران عورت ہوتی تو آپؐ زیدؓ کی ران پر اپنی ران نہ رکھتے ۔

۳۶۷ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ أَبُو طَلْحَةَ وَأَنَا رَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ، فَأَجْرَى نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَإِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ الْإِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتَّى أَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ: (اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ، قَالَهَا ثَلَاثًا) - قَالَ: وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى أَعْمَالِهِمْ فَقَالُوا: مُحَمَّدٌ، قَالَ: عَبْدُ الْعَزِيزِ، وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: وَالْخَمِيسَ يَعْنِي الْجَيْشَ قَالَ فَأَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ، قَالَ: اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَأَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ

ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم کو عبدالعزیز بن صہیب نے خبر دی انہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ ہجری میں خیبر پر جہاد کیا ہم لوگوں نے صبح کی نماز اندھیرے منہ خیبر کے قریب پہنچ کر پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور میں ابوطلحہؓ کے پیچھے ایک ہی سواری پر بیٹھا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی گلیوں میں اپنا جانور دوڑایا اور (دوڑنے میں) میرا گھٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے چھو جاتا پھر آپؐ نے اپنی ران پر سے تہبند ہٹا دی (ران کھول دی) یہاں تک کہ میں آپ کی ران کی سفیدی (اور چمک) دیکھنے لگا ف جب آپؐ خیبر کی بستی میں گئے تو فرمایا اللہ اکبر خیبر اجاڑ ہوا ف تین بار یہ فرمایا ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اتر پڑیں تو جو لوگ ڈرائے گئے اُن کی صبح منحوس ہوتی ہے ف انسؓ نے کہا یہودی لوگ اس وقت اپنے دھندوں کے لئے نکلے تھے ف (آپ کو دیکھتے ہی) کہنے لگے محمدؐ آن پہنچے، عبدالعزیز راوی نے کہا اور ہمارے بعض ساتھیوں نے اتنا اور زیادہ کہا ف اور خمیس آن پہنچا یعنی لشکر، انسؓ نے کہا تو ہم نے خیبر زور سے فتح کیا پھر قیدی اکٹھا کئے گئے تو دحیہ کلبی آیا اور کہنے لگا اللہ کے نبی ان قیدیوں میں سے ایک چھوکری مجھ کو بھی دیجئے، آپؐ نے فرمایا جا ایک چھوکری لے لے اُس نے (جاکر) صفیہ بنت حیی بن اخطب کی بیٹی کو لے لیا ف پھر ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ف اور کہنے لگا اللہ کے نبی آپ نے صفیہ جو حیی کی بیٹی اور بنی قریظہ اور بنی نضیر کی سردار

وَالنَّضِيرِ، لَا تَصْلُحُ إِلَّا لَكَ، قَالَ: ادْعُوهُ بِهَا، فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا، قَالَ: فَأَعْتَقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَا، فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، مَا أَصْدَقَهَا فَقَالَ نَفْسَهَا، أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، حَتَّى إِذَا كَانَ بِالطَّرِيقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَأَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا، فَقَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ، وَبَسَطَ نِطَعًا، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيقَ، قَالَ: فَحَاسُوا حَيْسًا، فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

تھی ف۸ وحیہ کو دے دی وہ تو آپ ہی کے لائق تھی، آپ نے فرمایا اچھا وحیہ کو بلاؤ صفیہ سمیت وہ اس کو لے کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو دیکھا اور وحیہ سے فرمایا تو قیدیوں میں سے کوئی اور چھوکری لے لے، انسؓ نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو آزاد کیا اور اُن سے نکاح کر لیا۔ ثابت نے انسؓ سے کہا ابو حمزہ ان کا مہر کیا ٹھیرایا اُنہوں نے کہا یہی ان کا خود نفس آپؐ نے اُن کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا ف۹ جب آپؐ (خیبر سے لوٹے) راستہ ہی میں تھے ام سلیم نے صفیہ کا بناؤ سنگار کیا اور رات کو آپؐ کے پاس بھیج دیا صبح کو آپؐ دولھا تھے (نوشاہ) آپؐ نے فرمایا جس کے پاس جو کھانا ہو وہ لے کر آئے اور ایک دسترخوان بچھایا کوئی کھجور لایا کوئی گھی لایا عبدالعزیز نے کہا میں سمجھتا ہوں انسؓ نے یہ بھی کہا کوئی ستو لایا۔ انسؓ نے کہا پھر (سب کو ملا کر) ملیدہ بنایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ولیمہ تھا۔

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اگر ران ستر ہوتی تو آپ اس کو کیوں کھولتے۔ ف۲ یہ آپؐ نے آئندہ کی خبر دی یا بطور تفاؤل کے فرمایا کیونکہ خیبر کے یہودی اس وقت کدالیں ٹوکرے وغیرہ لے کر نکلے تھے جو گرانے کے سامان ہیں۔ ف۳ یہ اقتباس ہے سورۃ والصّٰفّٰت کی اس آیت سے فاذا نزل بساحتھم فساء صباح المنذرین۔ ف۴ آپ ایکبارگی فوج سمیت اُن کے سر پر جا پہنچے۔ ف۵ یعنی عبدالعزیز نے جو روایت خود انسؓ سے سُنی اس میں تو اتنا ہی سُنا کہ یہودیوں نے کہا محمدؐ، لیکن انسؓ کے اور شاگردوں نے جیسے ثابت اور ابن سیرین ہیں یہ بھی بڑھایا ہے کہ لشکر سمیت یعنی محمدؐ مع فوج آن پہنچے۔ ف۶ یہ یہودیوں کے بڑے شریف خاندان اور رئیس کی بیٹی تھیں حضرت ہارونؑ کی اولاد میں سے۔ ف۷ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ف۸ بنی قریظہ اور بنی نضیر خیبر کے یہودیوں میں دو خاندان تھے۔ ف۹ تو آزادی کو مہر قرار دیا یہ جائز ہے امام احمد اور حسن اور ابن مسیب اور محققین اہل حدیث کے نزدیک اور دوسرے فقہاء یہ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ ف۱۰ ولیمہ کرنا دولھا کے لئے سنت ہے اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ کتاب النکاح میں آئے گا۔

بَابٌ فِي كَمْ تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي الثِّيَابِ؟ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: لَوْ وَارَتْ جَسَدَهَا فِي ثَوْبٍ جَازَ۔

باب: عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھے اور عکرمہ نے کہا اگر عورت اپنا (سارا) بدن ایک ہی کپڑے سے ڈھانک لے تو بھی نماز درست ہے۔

ف اس اثر کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔

۳۶۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ، مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے آپ کے ساتھ (نماز میں) کئی مسلمان عورتیں شریک ہوتیں اپنی چادریں لپیٹی ہوئی پھر (نماز کے بعد) اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی ان کو نہ پہچانتا ف

ف اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ ظاہر میں وہ عورتیں ایک ہی کپڑے میں لپٹی ہوئی آتیں اور نماز پڑھتیں اگر دوسرا بھی کوئی کپڑا اندر پہنے ہوں تو پہنیں جب وہ نظر نہیں آتا تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر رہا پس معلوم ہوا کہ ایک کپڑے سے اگر عورت اپنا سارا بدن چھپا لے تو نماز درست ہے اگر درست نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں سے پوچھتے اور ان کو بتلاتے کہ دوسرا کپڑا بھی پہنو۔

بَابٌ إِذَا صَلَّى فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ وَنَظَرَ إِلَى عَلَمِهَا۔

باب: حاشیہ (بیل) لگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا اور اس کو دیکھنا۔

۳۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: اذْهَبُوا بِخَمِيصَتِي هَذِهِ إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَائْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِي جَهْمٍ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا عَنْ صَلَاتِي۔

ہم سے احمد بن یونسؒ نے بیان کیا کہا ہم کو ابراہیم بن سعد نے خبر دی کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا اُنہوں نے عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لوئی میں نماز پڑھی جس کو حاشیہ لگا ہوا تھا۔ آپؐ نے اس کے حاشیہ پر ایک نظر ڈالی جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا یہ لوئی جا کر ابوجہم (عامر بن حذیفہ صحابی) کو دیدو اور ان کی سادہ لوئی لے آؤ اس لوئی نے ابھی مجھ کو نماز سے غافل کر دیا تھا ف اور ہشام بن عروہ نے اپنے باپ

۳۷۰۔ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: قَالَ النَّبِيُّ

عروہ سے روایت کی اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عَلَمِهَا وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ فَأَخَافُ أَنْ تَفْتِنَنِي.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز میں اس بیل کو دیکھ رہا تھا میں ڈرتا ہوں کہیں وہ نماز میں خرابی نہ ڈالے ف۲۔

ف۱ ابوجہم نے یہ نقشی لوئی آپ کو تحفہ میں بھیجی تھی آپ نے انہی کو واپس کردی اور ان سے سادی لوئی منگوالی کہ ان کو رنج نہ ہو کہ میرا تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کردیا معلوم ہوا کہ نماز میں خشوع یعنی دل لگانا ضروری ہے اور جو چیزیں خشوع میں خلل ڈالیں نقش و نگار وغیرہ ان سے نمازی کو علیحدہ رہنا چاہیئے۔ ف۲ اس تعلیق کو احمد اور ابن ابی شیبہ اور مسلم اور ابوداؤد نے نکالا۔

بَابٌ إِنْ صَلَّى فِي ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ أَوْ تَصَاوِيرَ: هَلْ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ؟ وَمَا يُنْهَى عَنْ ذَلِكَ.

باب: اگر ایسے کپڑے میں نماز پڑھے جس پر صلیب یا مورتیں بنی ہوں تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں، اور اس کی ممانعت کا بیان۔

۳۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمِيطِي عَنَّا قِرَامَكِ هَذَا، فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ فِي صَلَاتِي.

ہم سے ابومعمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ کے پاس ایک پردہ تھا جو انہوں نے اپنے گھر پر ایک طرف لٹکایا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (وہ پردہ دیکھ کر) فرمایا یہ پردہ نکال ڈال اس کی مورتیں برابر نماز میں میرے سامنے پھرتی رہتی ہیں ف۱۔

ف۱ گو اس حدیث میں صلیب کا ذکر نہیں ہے مگر صلیب کا حکم وہی ہوگا جو تصویر کا ہے اور جب لٹکانے سے آپ نے منع کیا تو پہننا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور شاید امام بخاریؒ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو کتاب اللباس میں نکالا کہ آپ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے جس پر صلیب بنی ہوتی یعنی اس کو توڑ ڈالتے اور باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ ایسے کپڑے کا پہننا یا اس کا لٹکانا مکروہ ہے لیکن نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ آپ نے نماز کو توڑا نہیں نہ اس کا اعادہ کیا۔

بَابُ مَنْ صَلَّى فِي فَرُّوجِ حَرِيرٍ ثُمَّ نَزَعَهُ

باب: ریشمی کوٹ میں نماز پڑھنا پھر اس کا اتار ڈالنا۔

۳۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے

أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوجُ حَرِيرٍ فَلَبِسَهُ فَصَلَّى فِيهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيدًا كَالْكَارِهِ لَهُ، وَقَالَ: لَا يَنْبَغِي هٰذَا لِلْمُتَّقِينَ۔

ابوالخیر مرثد سے انہوں نے عقبہ بن عامر سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ایک ریشمی کوٹ تحفہ بھیجا آپ نے اس کو پہن کر نماز پڑھی جب پڑھ چکے تو زور سے اس کو اُتار ڈالا جیسے کوئی بُرا سمجھتا ہے اور فرمایا یہ پرہیزگاروں کے لائق نہیں ہے۔ ف۱

ف۱ مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے مجھ کو اس کے پہننے سے منع کیا اور یہ کوٹ آپ نے اسوقت پہنا ہوگا جب مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام نہ ہوا ہو گا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگرچہ ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور پہننے والا گنہگار ہوگا لیکن اس کو پہن کر نماز ہو جائے گی۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے اور امام مالکؒ نے کہا اگر وقت باقی ہو تو دوبارہ نماز پڑھے، شوکانیؒ نے کہا اکثر فقہاء کا یہ قول ہے کہ نماز مکروہ ہوگی۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ

باب:۔ سرخ رنگ کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

۳۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ، وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذَاكَ الْوَضُوءَ، فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا صَلَّى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ، وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عمر بن ابی زائدہ نے انہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لال چمڑے کے قبے (ڈیرے) میں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ بلالؓ نے آپ کے وضو کا پانی لے لیا اور لوگ اسکے لینے کو لپکے جس کو کچھ مل گیا اُس نے تو اپنے بدن پر پھیر لیا اور جس کو نہ ملا اس نے دوسرے کے ہاتھ سے کچھ تری ہی لے لی پھر میں نے دیکھا بلالؓ نے آپ کی برچھی سنبھالی اور اس کو گاڑا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ڈیرے میں سے) برآمد ہوئے لال جوڑا پہنے ہوئے ف۱ تہ بند اُٹھائے ہوئے ف۲ آپؐ نے برچھی کی طرف لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے دیکھا کہ برچھی کے پرے آدمی اور جانور گذر رہے تھے۔

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے ہمارے علماء میں سے شیخ ابن قیمؒ نے یہ فرمایا کہ یہ جوڑا نرا سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سرخ

اور کالی دھاریاں تھیں اور سرخ رنگ میں بہت اختلاف ہے۔ حافظ نے اس میں سات مذہب بیان کئے ہیں پھر کہا صحیح یہ ہے کہ کافروں کی مشابہت یا عورتوں کی مشابہت کی نیت سے یا شہرت کی نیت سے تو مرد کو سرخ رنگ پہننا درست نہیں ہے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو درست ہے، البتہ کسم کا رنگ مرد کے لئے بالاتفاق نادرست ہے، اسی طرح لال زین پوشوں کا استعمال جس کی ممانعت میں صحیح حدیث وارد ہے باقی دوسری حدیثیں جن سے سرخ رنگ مرد کو منع رکھنے والوں نے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہیں یا اُن سے دلیل پوری نہیں ہوتی۔ ف۲ آپ کی پنڈلیاں کھلی ہوئی تھیں، مسلم کی روایت میں ہے گویا میں آپؐ کی پنڈلیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي السُّطُوحِ، وَالْمِنْبَرِ، وَالْخَشَبِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بَأْسًا أَنْ يُصَلَّى عَلَى الْجُمْدِ وَالْقَنَاطِرِ وَإِنْ جَرَى تَحْتَهَا بَوْلٌ أَوْ فَوْقَهَا أَوْ أَمَامَهَا إِذَا كَانَ بَيْنَهُمَا سُتْرَةٌ وَصَلَّى أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ بِصَلَاةِ الْإِمَامِ، وَصَلَّى ابْنُ عُمَرَ عَلَى الثَّلْجِ۔

باب چھت اور منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنا ف۱ امام بخاریؒ نے کہا، اور امام حسن بصریؒ نے جمے ہوئے پانی (برف) اور پُلوں پر نماز پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں دیکھی گو ان کے نیچے پیشاب بہتا رہے یا اُن کے اُوپر یا سامنے بشرطیکہ نمازی اور اس کے بیچ میں کوئی آڑ ہو ف۲ ابوہریرہؓ نے ف۳ مسجد کی چھت پر نماز پڑھی امام کی اقتدا کی نیت کر کے (وہ نیچے تھا) اور ابن عمرؓ نے برف پر نماز پڑھی

ف۱ حافظ نے کہا امام بخاریؒ نے اشارہ کیا کہ یہ درست ہے اور اس میں بعض تابعین اور مالکیہ کا اختلاف ہے جب امام اونچی جگہ ہو۔ ف۲ کیونکہ نجاست کا دور کرنا جو نمازی پر فرض ہے اس سے یہ غرض ہے کہ نمازی کے بدن یا کپڑے سے نجاست نہ لگے اگر بیچ میں کوئی چیز حائل ہو مثلاً ایک لوہے کا بمبا یا نلوہ ہو اس میں نجاست بہ رہی ہو اور کوئی اس کے اوپر کی سطح پر نماز پڑھے جہاں نجاست کا اثر نہ ہو تو یہ درست ہوگا۔ ف۳ ابوہریرہؓ کے اثر کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے نکالا، قسطلانی نے کہا شافعیہ اور حنفیہ دونوں کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ امام یا مقتدی اوپر نیچے ہوں البتہ ضرورت سے درست ہے۔

۳۷۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ قَالَ: سَأَلُوا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ الْمِنْبَرُ؟ فَقَالَ مَا بَقِيَ بِالنَّاسِ أَعْلَمُ مِنِّي، هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ۔ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلَى فُلَانَةَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عُیینہ نے کہا ہم سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے اُنہوں نے کہا لوگوں نے سہل بن سعد ساعدیؓ صحابی سے پوچھا منبر آنحضرتؐ کا کاہے سے بنا تھا۔ سہل نے کہا اب اس کا جاننے والا لوگوں میں مجھ سے زیادہ کوئی نہیں رہا، وہ غابہ کے جھاؤ سے بنا تھا ف اس کو فلاں شخص (میمون یا باقوم) نے جو فلانی عورت (عائشہ یا مینا) کا غلام تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ حِينَ عُمِلَ وَوُضِعَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَأَ وَرَكَعَ، وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى فَسَجَدَ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ عَادَ إِلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرَى حَتَّى سَجَدَ بِالْأَرْضِ، فَهَذَا شَأْنُهُ۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْمَدِينِي: سَأَلَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: فَإِنَّمَا أَرَدْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَعْلَى مِنَ النَّاسِ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ أَعْلَى مِنَ النَّاسِ بِهَذَا الْحَدِيثِ، قَالَ: فَقُلْتُ إِنَّ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ كَانَ يُسْأَلُ عَنْ هَذَا كَثِيرًا فَلَمْ تَسْمَعْهُ مِنْهُ؟ قَالَ: لَا،

کے لئے بنایا جب وہ بن چکا اور (مسجد میں) رکھا گیا تو آپؐ اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے آپؐ نے تکبیر کہی اور لوگ آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپؐ نے قرات کی اور رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپؐ کے پیچھے رکوع کیا پھر آپؐ نے سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے ہٹے ف۲ پھر زمین پر سجدہ کیا پھر (دونوں سجدوں کے بعد) منبر پر چلے گئے پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر (رکوع سے) سر اٹھایا پھر الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا، منبر کا یہ قصہ ہے ف۳ امام بخاریؒ نے کہا علی بن عبداللہ مدینی نے کہا مجھ سے امام احمد ابن حنبل نے اس حدیث کو پوچھا ف۴ علی نے کہا میرا مطلب اس حدیث کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں) لوگوں سے اونچے کھڑے ہوئے تھے تو اس میں کوئی قباحت نہیں اگر امام لوگوں سے اونچا کھڑا ہو اسی حدیث کی رو سے علی نے کہا میں نے یہ بھی کہا سفیان بن عیینہ سے تو لوگ اس حدیث کو بہت پوچھتے رہتے کیا تم نے یہ حدیث ان سے نہیں سنی انہوں نے کہا نہیں ف۵۔

ف غابہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے قریب، جھاؤ مشہور درخت ہے اس کی لکڑی اچھی ہوتی ہے لوگ اس کے برتن بناتے ہیں اور اس کے پتوں سے دھوبی کپڑے دھوتے ہیں ف۲ تاکہ منہ قبلے کی طرف سے نہ پھرے۔ ف۳ حدیث سے یہ نکلا کہ امام مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے اور یہ بھی نکلا کہ اتنا ہٹنا یا آگے بڑھنا نماز کو نہیں توڑتا۔ خطابی نے کہا آپ کا منبر تین سیڑھیوں کا تھا آپ دوسری سیڑھی پر کھڑے ہوں گے تو اترنے چڑھنے میں صرف دو قدم ہوئے ف۴ ہمارے امام اور اہل حدیث کے پیشوا اور اللہ کی بڑی نشانی زمین میں امام احمد بن حنبلؒ تھے، ہمارے پیر و مرشد حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو احمدؒ کی پیروی کی توفیق دے اور ان کے تابعداروں میں ہمارا حشر کرے آمین یارب العالمین۔ ف۵ یعنی پوری یہ روایت جس میں منبر پر نماز پڑھنے کا بھی ذکر ہے ورنہ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں سفیان سے یہ حدیث نقل کی ہے اس میں اتنا ہی ہے کہ منبر غابہ کے جھاؤ کا تھا۔ امام احمدؒ نے جب یہ حدیث علی بن المدینی سے سنی تو اپنا مذہب یہی قرار دیا کہ امام اگر مقتدیوں سے بلند کھڑا ہو تو اس میں قباحت نہیں۔

۳۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَقَطَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَتْ سَاقُهُ أَوْ كَتِفُهُ، وَآلَى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فَجَلَسَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ دَرَجَتُهَا مِنْ جُذُوعٍ، فَأَتَاهُ أَصْحَابُهُ يَعُودُونَهُ، فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا وَهُمْ قِيَامٌ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، وَنَزَلَ لِتِسْعٍ وَعِشْرِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّكَ آلَيْتَ شَهْرًا، فَقَالَ: إِنَّ الشَّهْرَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ۔

ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون نے کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۵ ہجری میں گھوڑے پر سے گر پڑے آپ کی پنڈلی یا کاندھے کو کھرونچا لگا (چھل گیا) اور آپؐ نے ایک مہینے تک اپنی بیبیوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی ایک بالاخانے میں بیٹھ رہے جس کی سیڑھیاں کھجور کی لکڑی کی تھیں تو آپؐ کے اصحابؓ بیمار پرسی کو آئے آپؐ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے تھے جب سلام پھیرا تو فرمایا امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو ف اور انتیس دن کے بعد آپ اس بالاخانے سے اتر (اپنی عورتوں کے پاس گئے) لوگوں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ نے تو ایک مہینے کی قسم کھائی تھی فرمایا مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے ف۲

ف اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو، اس مسئلہ کا ذکر اگر خدا چاہے تو آگے آئے گا۔ باب کی مناسبت اس حدیث سے یہ ہے کہ بالاخانے پر نماز پڑھنا اس سے ثابت ہوا یعنی چھت پر بعضوں نے کہا سیڑھیاں لکڑی کی تھیں تو لکڑی پر نماز پڑھنا ثابت ہوا لیکن سیڑھیاں لکڑی کی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ بالاخانہ بھی لکڑی کا ہو واللہ اعلم ف۲ یعنی مہینہ کبھی تیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی انتیس دن کا، تو انتیس دن الگ رہنے سے بھی میری قسم پوری ہو گئی۔

بَابٌ إِذَا أَصَابَ ثَوْبُ الْمُصَلِّي امْرَأَتَهُ إِذَا سَجَدَ۔

باب: سجدے میں آدمی کا کپڑا اس کی بی بی سے لگ جائے تو کیسا ہے۔

۳۷۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ:

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا اُنہوں نے خالد بن عبداللہ سے اُنہوں نے کہا ہم کو سلیمان شیبانی نے خبر دی اُنہوں نے عبداللہ ابن شداد سے اُنہوں نے میمونہؓ سے

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَاءَهُ وَأَنَا حَائِضٌ، وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ، قَالَتْ: وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ۔

اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور میں حیض کی حالت میں آپ کے برابر پڑی ہوتی اور کبھی آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا اور آپ سجدۂ گاہ پر نماز پڑھتے ف۱

ف۱ اس حدیث سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کا بدن نجس نہیں ہے ابن بطال نے کہا تمام فقہاء نے اس پر اتفاق کیا کہ سجدۂ گاہ پر نماز درست ہے مگر عمر بن عبد العزیز سے منقول ہے کہ ان کے لئے مٹی لائی جاتی وہ اس پر سجدہ کرتے اور ابن ابی شیبہ نے عروہ سے نکالا کہ وہ سوائے مٹی کے اور کسی چیز پر سجدہ کرنا مکروہ جانتے تھے امامیہ کے نزدیک کھانے اور پہننے کی چیزوں پر سجدہ حرام ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْحَصِيرِ، وَصَلَّى جَابِرٌ وَأَبُو سَعِيدٍ فِي السَّفِينَةِ قَائِمًا، وَقَالَ الْحَسَنُ: تُصَلِّي قَائِمًا مَا لَمْ تَشُقَّ عَلَى أَصْحَابِكَ تَدُورُ مَعَهَا وَإِلَّا فَقَاعِدًا۔

باب: بوریے پر نماز پڑھنے کا بیان اور جابر بن عبد اللہ انصاریؓ اور ابو سعید خدریؓ نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی ف۱ اور امام حسن بصریؒ نے کہا ف۲ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ جب تک کہ اس سے تیرے ساتھیوں کو تکلیف نہ ہو کشتی کے ساتھ تو بھی گھومتا جا ورنہ بیٹھ کر پڑھ۔

ف۱ اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اس میں یہ ہے کہ کشتی چلتی رہتی اور ہم نماز پڑھتے رہتے حالانکہ اگر ہم چاہتے تو کشتی کنارے لگا دیتے۔ ف۲ یہ ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں نکالا کشتی کے ساتھ گھومتا جا اس کا یہ مطلب ہے کہ نماز کے شروع کے وقت قبلے کی طرف منہ کر لے پھر جدھر کشتی گھومے کچھ مضائقہ نہیں نماز پڑھتا رہے گو قبلے کی طرف منہ نہ رہے۔ امام بخاریؒ یہ اثر اس لئے لائے کہ کشتی بھی زمین نہیں ہے جیسے بوریا زمین نہیں ہے اور اس پر نماز درست ہے۔

۳۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: قُومُوا فَلِأُصَلِّيَ لَكُمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ

ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہؓ سے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ اُن کی نانی ملیکہ نے ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا تیار کر کے اس کے کھانے کے لئے بلایا آپ نے ان میں سے کھایا پھر فرمایا آؤ کھڑے ہو میں تم کو نماز پڑھاؤں انسؓ نے کہا تو میں ایک بوریئے کی طرف گیا جو پچھلے کالا ہو گیا تھا میں نے اس پر پانی چھڑکا آپ (اسی بوریے پر) کھڑے ہوئے اور میں نے اور یتیم لڑکے (ضمیرہ) نے آپ کے پیچھے صف باندھی اور

أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

بڑھیا (نانی) نے ہمارے پیچھے، پھر آپ نے ہم کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا۔

ف بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اسحاق کی دادی ملیکہ نے۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ۔

باب: سجدہ گاہ پر نماز پڑھنا۔

۳۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے اُنہوں نے عبداللہ بن شداد سے اُنہوں نے ام المومنین میمونہؓ سے۔ اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ گاہ (چھوٹے مصلے) پر نماز پڑھتے ف۔

ف سجدہ گاہ یعنی خمرہ سے وہی چھوٹا مصلیٰ مراد ہے جس پر نمازی کا منہ اور اس کے دونوں ہاتھ آسکیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْفِرَاشِ، وَصَلَّى أَنَسٌ عَلَى فِرَاشِهِ وَقَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْجُدُ أَحَدُنَا عَلَى ثَوْبِهِ۔

باب: بچھونے پر نماز پڑھنا ف اور انسؓ بن مالکؓ نے اپنے بچھونے پر نماز پڑھی ف۲ اور انسؓ نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے پھر کوئی ہم میں سے اپنے کپڑے پر سجدہ کرتا ف۳

ف اس باب کو لا کر امام بخاریؒ نے ان لوگوں کا رد کیا جو مٹی کے سوا اور چیزوں پر سجدہ جائز نہیں رکھتے۔

ف۲ اس کو ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ف۳ ابن ابی شیبہ نے اسود سے نکالا وہ بُرا جانتے تھے چادر اور پوستین اور کملی پر نماز پڑھنے کو۔ امام مالکؒ نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر نمازی ان چیزوں پر کھڑا ہو جب پیشانی اور اپنے دونوں ہاتھ سجدے میں زمین پر رکھے

۳۷۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالک نے اُنہوں نے ابوالنضر سالم سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے اُنہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُنہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سو جاتی ف اور میرے پاؤں آپ کے قبلے میں ہوتے تو آپ

وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ.	جب سجدہ کرتے تو مجھ کو چھو دیتے میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی ان دنوں گھروں میں چراغ بھی نہ تھے۔

ف مراد بچھونے پر نماز پڑھنا ہے جیسے آگے کی حدیث میں اس کی تصریح ہے تو ترجمہ باب نکل آیا۔

۳۸۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهِيَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ، اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ.	ہم سے یحییٰ ابن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے ان کو عروہ نے خبر دی ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے بچھونے پر نماز پڑھتے اور وہ آپ کے اور قبلے کے بیچ میں جنازے کی طرح آڑی پڑی ہوتیں۔
۳۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ الَّذِي يَنَامَانِ عَلَيْهِ.	ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے عراک ابن مالک سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بچھونے پر نماز پڑھتے جس پر آپ اور حضرت عائشہؓ آپ کے اور قبلے کے بیچ میں آڑی پڑی ہوتیں ف

ف ان حدیثوں سے بچھونے پر نماز پڑھنے کا جواز ثابت ہوا اور یہ بھی نکلا کہ سوتے ہوئے آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے اور یہ بھی نکلا کہ عورت کی طرف نماز پڑھنے سے یا عورت کے سامنے نکل جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اکثر علماء کا یہی قول ہے

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ وَقَالَ الْحَسَنُ: كَانَ الْقَوْمُ يَسْجُدُونَ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَيَدَاهُ فِي كُمِّهِ.	باب: سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنا، اور امام حسن بصریؒ نے کہا صحابہؓ عمامہ اور ٹوپی پر سجدہ کرتے اور ان کے دونوں ہاتھ آستین میں ہوتے۔ ف

ف اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے وصل کیا۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا جائز ہے اور امام مالکؒ نے اسکو مکروہ اور شافعیہ نے اسکو ناجائز رکھا ہے

۳۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنَا غَالِبٌ الْقَطَّانُ، عَنْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ	ہم سے ابو الولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے غالب قطان نے انہوں نے بکر بن عبداللہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے پھر سخت گرمی کی وجہ سے کوئی کوئی ہم میں اپنے کپڑے کا کنارہ سجدے کی جگہ رکھ لیتا۔ ف

شِدَّةِ الْحَرِّ فِي مَكَانِ السُّجُودِ۔

ف امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ سخت گرمی کی حالت میں یا سخت سردی کی حالت میں نمازی اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر سکتا ہے اور ایسے عمل قلیل سے نماز فاسد نہ ہوگی لیکن شافعیہ نے اس کے خلاف کہا ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي النِّعَالِ۔

باب: جوتوں سمیت نماز پڑھنا۔

٣٨٣۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مَسْلَمَةَ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَزْدِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابو مسلمہ سعید بن یزید ازدی نے خبر دی کہا میں نے انس بن مالکؓ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتیاں پہنے پہنے نماز پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاں ف

ف ابن بطال نے کہا جب جوتے پاک ہوں تو ان میں نماز پڑھنا جائز ہے میں کہتا ہوں مستحب ہے کیونکہ ابو داؤد اور حاکم کی حدیث میں ہے کہ یہودیوں کا خلاف کرو وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے اور حضرت عمرؓ نماز میں جوتے اتارنا مکروہ جانتے تھے اور ابو عمرو شیبانی کوئی نماز میں جوتہ اتارے تو اس کو مارتے تھے اور ابراہیم نخعیؒ سے جو امام ابو حنیفہؒ کے استاذالاستاذ ہیں ایسا ہی منقول ہے شوکانی نے کہا صحیح اور قوی مذہب یہی ہے کہ جوتیاں پہن کر نماز پڑھنا مستحب ہے اور جوتیوں میں اگر نجاست ہو تو زمین پر رگڑ دینے سے پاک ہو جاتی ہیں خواہ کسی قسم کی نجاست ہو تر یا خشک جرم دار ہو یا بے جرم۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْخِفَافِ۔

باب: موزے پہنے ہوئے نماز پڑھنا۔

٣٨٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، فَسُئِلَ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِأَنَّ جَرِيرًا كَانَ مِنْ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے اعمش سے کہا میں نے ابراہیم نخعی سے سنا وہ ہمام بن حارث سے روایت کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے جریر بن عبداللہ کو دیکھا انہوں نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا بعد اس کے کھڑے ہو کر نماز پڑھی (موزوں سمیت) ایک شخص نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ابراہیم نخعی کہتے تھے جریر کی یہ حدیث لوگوں کو بہت

آخِرِ مَنْ أَسْلَمَ۔ پسند تھی کیونکہ جریرؓ اخیر میں اسلام لائے تھے ف

ف یعنی سورۃ مائدہ اُترنے کے بعد جس میں وضو میں پاؤں دھونے کا حکم ہے تو جریر کی حدیث سے یہ شبہ نہیں رہتا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو موزوں پر مسح کیا یہ سورۃ مائدہ کی آیت اُترنے سے پہلے کیا ہوگا۔

۳۸۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ وَصَلَّى۔

ہم سے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے اُنہوں نے اعمش سے اُنہوں نے مسلم بن صبیح سے، انہوں نے مسروق بن اجدع سے اُنہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا آپؐ نے اپنے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُودَ،

باب: جو کوئی پورا سجدہ نہ کرے ف

ف مستملی کی روایت میں یہ دونوں باب یہاں نہیں ہیں اور یہی ٹھیک ہے کیونکہ ان باتوں کا ذکر صفت صلوٰۃ میں آئے گا۔

أَخْبَرَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مَهْدِيٌّ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مَا صَلَّيْتَ؟ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی بن میمون نے اُنہوں نے واصل سے اُنہوں نے ابووائل شقیق ابن سلمہ سے اُنہوں نے حذیفہؓ سے اُنہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو (نماز میں) رکوع اور سجدہ کو پُورا نہیں کرتا تھا جب وہ نماز پڑھ چکا تو حذیفہؓ نے اُس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی ابووائل نے کہا میں سمجھتا ہوں حذیفہؓ نے یہ بھی کہا تو جب مرے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نہیں مرے گا ف

ف یعنی تیرا خاتمہ بُرا ہوگا کیونکہ نہ تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا خیال کیا اور نہ اس شہنشاہِ عالی جاہ کا ادب کیا اور ایسی بے طوری اور بے پروائی سے اس کی عبادت کی۔

بَابٌ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ،

باب سجدے میں دونوں بازوؤں کو کھلا رکھنا اور پسلیوں سے جدا رکھنا۔

أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرٍ،

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے بکر بن مضر نے اُنہوں نے جعفر بن ربیعہ سے اُنہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز

عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ نَحْوَهُ۔

سے اُنہوں نے عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا کھلا رکھتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی کھل جاتی اور لیث نے یوں کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا پھر ایسی ہی روایت کی ف۱

ف لیث کی روایت کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں نکالا۔

بَابُ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ، يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ، قَالَهُ أَبُو حُمَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب، قبلے کی طرف منہ کرنے کی فضیلت اور ابو حمید صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نمازی نماز میں اپنے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلے کی طرف رکھے ف

ف اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے آگے روایت کیا ہے۔

۳۸۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمَهْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِي ذِمَّتِهِ)۔

ہم سے عمرو بن عباسؓ نے بیان کیا کہا ہم سے ابن مہدی نے کہا ہم سے منصور بن سعد نے اُنہوں نے میمون بن سیاہ سے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلے کی طرف (نماز میں) منہ کرے ف۱ اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کھالے ف۲ تو وہ ایسا مسلمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے تو اللہ کی پناہ میں خیانت نہ کرو ف۳

ف اسی سے ترجمۂ باب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا ضروری ہے اور بغیر اس کے نماز صحیح نہیں ہوتی اس پر سب کا اتفاق ہے مگر عذر یا خوف کی حالت میں اسکی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے ف۲ یہ تین باتیں آپ نے مسلمانوں کی نشانی بیان کیں کیونکہ اس وقت یہود اور نصاریٰ اور مشرکین ان سب باتوں کو نہیں کرتے تھے، مشرک تو نماز ہی نہیں پڑھتے تھے اور یہود مسلمانوں کا کاٹا جانور نہیں کھاتے تھے نہ مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز پڑھتے تھے اور نصاریٰ گو مسلمانوں کا کاٹا جانور کھالیتے تھے مگر مسلمانوں کے قبلے کی طرف نماز نہیں پڑھتے تھے۔ ف۳ یعنی بلاوجہ شرعی اس کی پناہ اور عہد کو نہ توڑو اور جو شخص یہ تینوں کام کرتا ہو اس کی جان و مال پر زیادتی نہ کرو اس کو مسلمان سمجھو۔ معلوم ہوا کہ تارک الصلوٰۃ کا قتل اور اس کا مال لوٹ لینا جائز ہے اور وہ مسلمان نہیں ہے نہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی پناہ میں ہے۔

٣٨٧ - حَدَّثَنَا نُعَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَإِذَا قَالُوهَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلُوا قِبْلَتَنَا، وَذَبَحُوا ذَبِيحَتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ) وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سَأَلَ مَيْمُونُ بْنُ سِيَاهٍ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ، وَمَا يُحَرِّمُ دَمَ الْعَبْدِ وَمَالَهُ؟ فَقَالَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَصَلَّى صَلَاتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَهُوَ الْمُسْلِمُ لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِ، وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِ.

ہم سے نعیم بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے اُنہوں نے حمید طویل سے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم ہوا لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں جب وہ یہ کہہ لیں اور ہماری طرح نماز پڑھنے لگیں اور ہمارے قبلے کی طرف (نماز میں) منہ کریں اور ہمارے طریقہ سے جانور ذبح کریں تو ہم پر ان کے جان اور مال حرام ہو گئے مگر کسی حق کے بدلے ف۱ اور ان کا حساب اللہ پر رہے گا۔ ف۲ اور ابن مریم نے یوں کہا ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا ہم سے حمید نے بیان کیا کہا ہم کو انسؓ نے خبر دی اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی۔ ف۳ اور علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا کہا ہم سے حمید طویل نے کہا میمون بن سیاہ نے انس بن مالکؓ سے پوچھا ابو حمزہ (انسؓ کی کنیت ہے) آدمی کی جان اور مال پر زیادتی کاہے سے حرام ہوتی ہے۔ اُنہوں نے کہا جو کوئی یوں گواہی دے اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے اور ہماری نماز کی سی نماز پڑھے اور ہمارا کاٹا ہوا جانور کھالے تو وہی مسلمان ہے جو مسلمان کا حق ہے وہ اس کا حق ہے اور جو مسلمان پر لازم ہے وہ اس پر لازم ہے۔

ف۱ جیسے کسی کا خون کریں تو ان سے قصاص لیا جائے گا یہ اور بات ہے۔ ف۲ یعنی اگر ان کے دل میں بے ایمانی ہو تو قیامت میں اللہ اس سے سمجھ لے گا، جب یہ تینوں باتیں کریں گے تو دنیا میں ان پر اسلام کے احکام جاری ہوں گے۔ ف۳ امام بخاریؒ نے یہ سند فقط تائید کے لئے بیان کی اب یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یحییٰ بن ایوب میں لوگوں نے کلام کیا ہے اس روایت کو محمد بن نصر اور ابن مندہ نے وصل کیا۔

بَابُ قِبْلَةِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَأَهْلِ الشَّامِ وَالْمَشْرِقِ، لَيْسَ فِي الْمَشْرِقِ وَلَا فِي الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

باب: مدینے والوں اور شام والوں کے قبلے کا بیان اور مشرق (اور مغرب) کا بیان مشرق اور مغرب میں (مدینہ اور شام والوں کا) قبلہ نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ، وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا).

لئے مدینہ والوں سے) فرمایا پیشاب اور پاخانے میں قبلے کی طرف منہ نہ کرو لیکن مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو ف

ف مدینہ اور شام سے مکہ معظمہ جنوب کی طرف واقع ہے تو مدینہ اور شام والوں کو پاخانہ پیشاب میں مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا لیکن جو لوگ مکہ معظمہ سے مشرق یا مغرب پر واقع ہیں اُن کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ جنوب یا شمال کی طرف منہ کریں۔ امام بخاریؒ کا مشرق اور مغرب میں قبلہ نہ ہونے سے یہی مراد ہے کہ ان لوگوں کا قبلہ مشرق اور مغرب نہیں ہے جو کہ مکہ سے جنوب یا شمال میں رہتے ہیں۔

۳۸۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا، وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا) قَالَ أَبُو أَيُّوبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِيضَ بُنِيَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالَى، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَيُّوبَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے اُنہوں نے عطاء بن یزید لیثی سے اُنہوں نے ابوایوب انصاری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پاخانہ میں جاؤ تو قبلے کی طرف منہ نہ کرو نہ پیٹھ البتہ پورب کی طرف منہ کرو یا پچھم کی طرف ابوایوب نے کہا پھر ہم شام کے ملک میں آئے وہاں ہم نے دیکھا کہ کھڈیاں قبلے کی طرف بنی ہوئی ہیں ہم اُن پر مڑ جاتے اور اللہ سے استغفار کرتے اور زہری نے عطاء سے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا کہ اس میں یوں ہے کہ عطاء نے کہا میں نے ابوایوب سے سُنا اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف

ف دونوں حدیثیں ایک ہیں اور مطلب امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ سفیان نے علی بن مدینی سے یہ حدیث دوبار بیان کی ایک بار میں تو عن عطاء عن ابی ایوب کہا اور دوسری بار میں سمعت ابا ایوب کہا تو دوسری بار میں عطاء کے سماع کی ابوایوب سے تصریح کی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى - وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى -

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۂ بقرہ میں) یہ فرمانا اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔

۳۸۹ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَأَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعُمْرَةَ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَيَأْتِي امْرَأَتَهُ؟ فَقَالَ:

ہم سے بیان کیا حمیدی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے اُنہوں نے کہا ہم نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا ایک شخص نے عمرے کے لئے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے بیچ میں نہیں دوڑا کیا وہ اپنی عورت سے صحبت کرے ف اُنہوں نے کہا آنحضرت

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، وَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: لَا يَقْرَبَنَّهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لاتے تو سات بار بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کا طواف کیا اور تم کو اللہ کے پیغمبر میں اچھی پیروی ہے ف۲ عمرو بن دینار نے کہا اور ہم نے اسی مسئلہ کو جابر بن عبد اللہ سے پوچھا انہوں نے کہا وہ عورت سے اس وقت تک صحبت نہ کرے جب تک صفا مروہ کا طواف نہ کر لے۔

ف۱ یعنی اس کا عمرہ پورا ہو گیا اب وہ احرام سے باہر آسکتا ہے یا نہیں ف۲ گویا عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے خصوصاً حج اور عمرے کے ارکان میں جن میں عقل کو بہت کم دخل ہے اور یہ بتلایا کہ صفا مروے میں دوڑنا واجب ہے اور جب تک یہ کام نہ کرے عمرے کا احرام نہیں کھل سکتا، باقی بحث اس حدیث کی اللہ چاہے تو کتاب الحج میں آئے گی۔

۳۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَيْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ: أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فَقِيلَ لَهُ: هَذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَأَقْبَلْتُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا قَائِمًا بَيْنَ الْبَابَيْنِ، فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقُلْتُ: أَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ اللَّتَيْنِ عَلَى يَسَارِهِ إِذَا دَخَلْتَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سیف بن ابی سلیمان سے انہوں نے کہا میں نے مجاہد سے سنا انہوں نے کہا ابن عمرؓ کے پاس کوئی شخص آیا ف۱ اور کہنے لگا اسے لو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے اور کعبہ کے اندر گئے ابن عمرؓ نے کہا یہ سن کر میں بھی آیا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے سے نکل چکے اور بلال کو میں نے کعبہ کے دروازے کے دونوں پٹوں کے بیچ میں کھڑا ہوا پایا میں نے بلال سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی انہوں نے کہا ہاں آپ نے ان دونوں ستون کے بیچ میں جو (جاتے وقت) بائیں ہاتھ پر پڑتے ہیں دو رکعتیں پڑھیں پھر باہر نکلے اور کعبہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں ف۲

ف۱ اس شخص کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ف۲ یعنی مقام ابراہیمؑ کے پاس گو مقام ابراہیمؑ کی طرف منہ نہیں کیا بلکہ کعبہ کی طرف منہ کیا احتمال ہے کہ مقام کے پیچھے کھڑے ہو کر آپ نے پڑھی ہوں۔

۳۹۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ: هَذِهِ الْقِبْلَةُ۔

ہم سے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ ابن عباسؓ سے سنا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر گئے اس کے چاروں کونوں میں دعاء کی اور نماز نہیں پڑھی باہر نکلنے تک، جب باہر نکلے تو کعبہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا یہی قبلہ ہے ف

ف جو کبھی منسوخ نہ ہوگا مراد وہی ہے یعنی مقام ابراہیم کے پاس اور اس طرح سے یہ حدیث باب کے مطابق ہو جائیگی بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض ان حدیثوں کے لانے سے یہ ہے واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی میں کچھ امر وجوب کے لئے نہیں ہے، آدمی کعبہ کی طرف منہ کرکے ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہے خواہ مقام ابراہیم میں پڑھے یا کسی اور جگہ میں، اس روایت میں کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے اور اگلی روایت میں نماز کا ذکر ہے، اگلی روایت کو لوگوں نے زیادہ معتبر کہا ہے بعضوں نے کہا شاید آپ کئی بار اندر گئے ہوں کبھی نماز پڑھی ہو کبھی دعا پر اکتفا کی ہو فقط

بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَكَبِّرْ)۔

باب، ہر مقام اور ہر ملک میں آدمی جہاں رہے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ابوہریرہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ ف

ف اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الاستیذان میں نکالا اب ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور مالکؒ اور ابو حنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا کافی ہے کیونکہ عین کعبہ کی طرف منہ کرنا دوسرے ملک والوں کو بہت مشکل ہے البتہ جن لوگوں کو کعبہ دکھائی دیتا ہے ان کو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔

۳۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل بن یونس نے انہوں نے ابو اسحٰق سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف سولہ مہینے تک نماز پڑھی یا سترہ مہینے تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (دل سے) یہ چاہتے تھے کہ آپ کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہو آخر اللہ تعالیٰ

وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ، فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ۔ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ۔ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ، وَهُمُ الْيَهُودُ، مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا، قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلَّى فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ، هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتَّى تَوَجَّهُوا نَحْوَ الْكَعْبَةِ۔

نے سورۂ بقرہ کی) یہ آیت اُتاری (اے پیغمبر) ہم تیرا آسمان کی طرف بار بار منہ پھرانا دیکھ رہے ہیں پھر آپ نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا اور بیوقوف لوگ یعنی یہودی یوں کہنے لگے ان کو اگلے قبلے سے کس نے پھرایا (اے پیغمبر) کہدے پورب اور پچھم دونوں اللہ کے ہیں، اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر لگاتا ہے ایک شخص نے ف۱ (جب قبلہ بدلا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ نماز پڑھ کر چلا انصار کے کچھ لوگوں پر جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے تھے گذرا اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے کعبے کی طرف منہ کیا یہ سن کر وہ لوگ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف گھوم گئے ف۲

ف۱ اس کا نام عباد بن بشر تھا یا عباد بن نہیک۔ ف۲ یہ بنی حارثہ کی مسجد والے تھے اور قبا والوں کو دوسرے دن خبر ہوئی وہ صبح کی نماز میں کعبے کی طرف گھومے۔

۳۹۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ، فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عبد اللہ دستوائی نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے محمد بن عبد الرحمٰن ثوبان سے انہوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر (نفل) نماز پڑھتے رہتے وہ جدھر منہ کرتی ادھر آپ کو لیجاتی جب آپ فرض پڑھنا چاہتے تو (اونٹنی سے) اُترتے قبلے کی طرف منہ کرتے ف

ف نفل نمازیں جیسے وتر وغیرہ سواری پر پڑھنا درست ہے اور رکوع سجدہ بھی اشارے سے کرنا کافی ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک وتر سواری پر درست نہیں کیونکہ وہ اُن کے نزدیک واجب ہے ایک روایت میں یہ ہے کہ اونٹنی پر نماز شروع کرتے وقت آپ قبلے کی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ لیتے۔

۳۹۴- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، فَثَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ: إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ، وَلَكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ، أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي، وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ، فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر نے اُنہوں نے منصور سے اُنہوں نے ابراہیم نخعی سے اُنہوں نے علقمہ سے اُنہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ابراہیمؒ نے کہا مجھ کو معلوم نہیں ف۱ آپ نے اس میں کچھ بڑھا دیا یا گھٹا دیا جب سلام پھیرا تو لوگوں نے آپؐ سے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا، آپؐ نے فرمایا یہ کیا بات، لوگوں نے کہا آپؐ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھیں یہ سن کر آپؐ نے اپنا پاؤں موڑا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور (سہو کے) دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا پھر ہماری طرف منہ کر کے فرمایا اگر نماز میں کوئی نیا حکم آتا تو میں تم سے ضرور کہہ دیتا بات یہ ہے کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں ف۲ پھر جب میں بھولوں تو مجھ کو یاد دلا دیا کرو اور جب کوئی تم میں سے اپنی نماز میں شک کرے تو ٹھیک بات سوچ لے ف۳ پھر اسی پر اپنی نماز پوری کرے پھر سلام پھیرے اور (سہو کے) دو سجدے کر لے۔

ف۱ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے بھولے سے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لی تھیں اور یہ ظہر کی نماز تھی اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ عصر کی نماز تھی ف۲ گو مرتبہ آپ کا تمام آدمیوں اور فرشتوں سے بھی زیادہ تھا مگر بھول چوک بشری صفت ہے جو آدمی سے جدا نہیں ہو سکتی۔ ف۳ یعنی یقینی بات اختیار کرے مثلاً تین چار میں شک ہو تو تین کو اختیار کرے دو تین میں شک ہو تو دو کو اختیار کرے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ پیغمبر بھی سہو و نسیان سے محفوظ نہیں اور یہ بھی نکلا کہ نماز میں اگر اس گمان پر کہ نماز پوری ہو چکی کوئی بات کر لے تو نماز کا اعادہ واجب نہیں کیونکہ آپ نے نہ خود نماز کو سرے سے لوٹایا نہ اور لوگوں کو اس کا حکم دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ الْإِعَادَةَ عَلَى مَنْ سَهَا فَصَلَّى إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ، وَقَدْ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيِ الظُّهْرِ وَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ ثُمَّ أَتَمَّ مَا بَقِيَ۔

باب: قبلے کے متعلق اور باتیں اور جس نے یہ کہا کہ اگر کوئی بھولے سے قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑھ لے تو اس پر نماز کا لوٹانا واجب نہیں ہے ف۱ اس کی دلیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور لوگوں کی طرف اپنا منہ کیا پھر (یاد دلانے پر) باقی نماز پوری کی ف۲

ف امام ابوحنیفہؒ اور اہلِ حدیث کا یہی قول ہے اور شافعیہ کے نزدیک لوٹانا واجب ہے اور مالکیہ کے نزدیک اگر وقت باقی ہو تو لوٹانا واجب ہے ورنہ نہیں۔ ف۲ یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاریؒ نے نکالا لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ لوگوں کی طرف منہ کیا، یہ فقرہ موطا کی روایت میں موجود ہے اس حدیث سے ترجمہ باب اس طرح نکل آیا کہ جب آپ نے بھولے سے لوگوں کی طرف منہ کر لیا تو قبلے کی طرف پشت ہوئی باوجود اس کے آپ نے نماز کو سرے سے نہ لوٹایا بلکہ جو باقی تھی اتنی ہی پڑھ لی۔

۳۹۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى، فَنَزَلَتْ: وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى- وَآيَةُ الْحِجَابِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ لَوْ أَمَرْتَ نِسَاءَكَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَإِنَّهُ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ، وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُنَّ- عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ- فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ-

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے اُنہوں نے حمید سے اُنھوں نے انس بن مالکؓ سے اُنہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے کہا تین باتوں میں جو میرے منہ سے نکلا میرے مالک نے ویسا ہی حکم دیا میں نے کہا یا رسول اللہؐ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں تو اچھا ہو اُس وقت (سورہ بقرہ کی) یہ آیت اُتری واتخذوا من مقام ابراھیم مصلےٰ اور پردے کی آیت بھی اسی طرح میں نے کہا یا رسول اللہؐ کاش آپ آپ اپنی عورتوں کو پردے کا حکم دیں کیونکہ اچھے بُرے سب طرح کے لوگ اُن سے بات کرتے ہیں اس وقت پردے کی آیت اُتری اور (اسی طرح ایک بار ایسا ہوا) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں نے رشک سے آپ پر جماؤ کیا میں نے اُن سے کہا (یہ سمجھ رکھو) عجب نہیں کہ آپ کا مالک آپ کو تم سے بہتر بیبیاں عنایت کرے اگر آپ تم کو طلاق دیدیں پھر یہی آیت اُتری

۳۹۶- وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا بِهَذَا-

اور سعید بن ابی مریم نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی کہا ہم سے حمید نے بیان کیا کہا میں نے انسؓ سے یہ حدیث سُنی ف

ف اس سند کے بیان کرنے سے مقصود یہ ہے کہ حمید کا سماع انسؓ سے معلوم ہو جائے اور یحییٰ بن ایوب گو ضعیف ہے مگر امام بخاریؒ نے اس کی روایت بطور متابعت کے بیان کی۔

۳۹۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنھوں نے عبداللہ بن دینار سے اُنہوں نے عبداللہ ابن عمرؓ سے اُنہوں نے کہا ایسا ہوا ایک بار لوگ

عُمَرَ قَالَ: بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ۔

مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک آنیوالا آیا (عباد بن بشر) اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (گذشتہ) رات کو قرآن اُترا اور آپ کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا (نماز میں) حکم ہوا یہ سُن کر ان لوگوں نے (عین نماز ہی میں) کعبے کی طرف منہ کر لیا پہلے اُن کے منہ شام کی طرف تھے پھر کعبے کی طرف گھوم گئے ف۔

ف ابن ابی حاتم کی روایت میں یوں ہے عورتیں مردوں کی جگہ آگئیں اور مرد عورتوں کی جگہ، حافظ نے کہا اس کی صورت یہ ہوئی کہ امام جو مسجد کے آگے کی جانب میں تھا گھوم کر مسجد کے پیچھے کی جانب میں آگیا کیونکہ جو کوئی مدینہ میں کعبے کی طرف منہ کرے اس کی پشت بیت المقدس کو ہوگی اور اگر امام اپنی جگہ پر رہ کر گھوم جاتا تو اس کے پیچھے صفوں کی جگہ کہاں سے نکلتی اور جب امام گھوما تو مرد بھی اس کے ساتھ گھومے اور عورتیں بھی گھومیں یہاں تک کہ مردوں کے پیچھے آگئیں اور یہ عمل کثیر ہے مگر شاید اس وقت تک یہ نماز میں منع نہ ہوا ہو یا ضرورت کی وجہ سے معاف ہو جیسے سانپ بچھو کا مارنا معاف ہے۔

---

۳۹۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا، فَقَالُوا أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا، فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اُنہوں نے شعبہ سے اُنہوں نے حکم سے اُنہوں نے ابراہیمؒ سے اُنہوں نے علقمہ سے اُنہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھولے سے) ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ لیں لوگوں نے کہا (یا رسول اللہ) کیا نماز بڑھ گئی، آپؐ نے فرمایا یہ کیا بات، اُنہوں نے کہا آپؐ نے پانچ رکعتیں پڑھیں یہ سُن کر آپؐ نے اپنے پاؤں پھیرے اور (سہو کے) دو سجدے کیے ف

ف اگلی حدیث سے یہ نکلا کہ صحابہؓ نے باوجودیکہ کچھ نماز کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے پڑھی مگر اس کا اعادہ نہ کیا اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ آپؐ نے بھول کر لوگوں کی طرف منہ کیا اور کعبہ کی طرف پشت کی مگر نماز کو لوٹایا نہیں اور یہی باب کا مقصود تھا۔

بَابُ حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ۔

باب، مسجد میں تھوک لگا ہو تو ہاتھ سے اس کا کُھرچ ڈالنا۔

۳۹۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

ہم سے بیان کیا قتیبہ نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے

إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رُؤِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ. فَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا.

اُنہوں نے حمید سے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سینہ سے نکلا ہوا بلغم قبلے کی دیوار پر دیکھا آپ کو یہ ناگوار گذرا یہاں تک کہ آپ کے چہرے پر دکھائی دینے لگا ف۱ پھر آپ کھڑے ہوئے اور ہاتھ سے اس کو کھرچ ڈالا پھر فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ (گویا) اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے یا یوں فرمایا کہ اس کا مالک ف۲ اس کے اور قبلے کے بیچ میں ہوتا ہے تو کوئی تم سے (نماز میں) اپنے قبلے کی طرف نہ تھوکے البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک کونا لیا اس میں تھوکا اور تھوک کر اس کو اُلٹ پلٹ کیا فرمایا یا ایسا کرے ف۳۔

ف۱ نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ کا مبارک چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ ف۲ یہ راوی کو شک ہے اس حدیث سے بعضے جہمیہ نے یہ دلیل لی ہے کہ معاذ اللہ ہر جگہ اور ہر مکان میں ہے اور خود اسی حدیث سے اُن کا رد ہوتا ہے کیونکہ اگر اللہ معاذ اللہ ہر جگہ اور ہر مکان میں ہوتا تو بائیں طرف اور پاؤں کے تلے بھی تھوکنا منع ہوتا اہلِ حدیث اور تمام ائمہ اہلِ سنت اور جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدس عرشِ بریں پر ہے اور اس کا علم اس کی قدرت ہر جگہ ہے، اور اس حدیث کی تفسیر دوسری حدیث سے ہوتی ہے جس کو احمد اور ترمذی وغیرہ نے نکالا اس میں یہ ہے کہ فان الرحمۃ تواجہہ یعنی اللہ کی رحمت نمازی کے ساتھ ہوتی ہے۔ ف۳ یعنی چادر میں تھوک کر کپڑے کو اُلٹ پلٹ کر کے تھوک رگڑ ڈالے آپ نے ایک کام دکھلا کر تعلیم فرمائی کیونکہ کام کر کے دکھلانے سے خوب سمجھ میں آجاتا ہے۔

---

٤٠٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار پر تھوک دیکھا آپؐ نے اس کو کھرچ ڈالا پھر لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس لئے کہ نماز میں منہ کے سامنے اللہ جل جلالہ ہوتا ہے۔ ف

ف گویا نماز میں بندہ اپنے مالک شہنشاہ کے سامنے کھڑا ہوا گڑگڑاتا ہے عاجزی کرتا ہے ایسی حالت میں سامنے تھوکنا بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے، اللہ جل جلالہ عرش پر رہ کر نمازی کے منہ کے سامنے بھی ہے کیونکہ عرش اور فرش اور سارا عالم اس کی عظمت اور جلال کے سامنے ایک چھوٹی سی گولی سے بھی کم ہے۔

---

٤٠١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا أَوْ بُصَاقًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ سے انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار پر رینٹ یا تھوک یا سینے سے نکلا ہوا بلغم دیکھا اس کو کھرچ ڈالا۔

بَابُ حَكِّ الْمُخَاطِ بِالْحَصَى مِنَ الْمَسْجِدِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ وَطِئْتَ عَلَى قَذَرٍ رَطْبٍ فَاغْسِلْهُ وَإِنْ كَانَ يَابِسًا فَلَا۔

باب: مسجد میں رینٹ کو کنکری سے کھرچ ڈالنا اور ابن عباس نے کہا اگر تو گیلی نجاست پر چلے تو اس کو دھو ڈال اور جو سوکھی پر چلے تو دھونا ضروری نہیں ف

ف اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے نکالا اس کے اخیر میں یہ ہے کہ اگر بھولے سے نہ دھوئے تو کچھ نقصان نہیں، دوسری حدیث میں ہے کہ اس کے بعد کی پاک زمین اس کو پاک کر دیتی ہے یہ آپ نے ایک عورت کے جواب میں فرمایا جس کا پلو لٹکتا رہتا اور گندگی پر رکتا۔ ترجمہ باب سے اس اثر کی مناسبت یوں ہے کہ قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت صرف اس وجہ سے ہے کہ ادب کے خلاف ہے نہ اس لئے کہ نجس ہے کیونکہ تھوک نجس نہیں اگر فی الفرض نجس بھی ہوتا تو سوکھی نجاست کے روندنے سے کوئی نقصان نہیں۔

٤٠٢ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا، فَقَالَ: إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم کو ابراہیم بن سعد نے خبر دی کہا ہم کو ابن شہاب زہری نے انہوں نے حمید بن عبدالرحمن سے ان سے ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر سے سینے سے نکلا ہوا بلغم دیکھا تو ایک کنکری لے کر اس کو کھرچ ڈالا پھر فرمایا جب کوئی تم میں سے کھنکار کر بلغم نکالے تو اپنے منہ کے سامنے بلغم نہ ڈالے اور نہ داہنی

فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى

طرف بلکہ اس کو چاہیئے کہ بائیں طرف تھوکے یا بائیں پاؤں کے تلے ف

ف حالانکہ ترجمۂ باب میں رینٹ کا ذکر ہے اور حدیث میں سینے کے بلغم کا مگر دونوں آدمی کے بدن کے فضلے ہیں اس لئے دونوں کا حکم ایک ہے۔

بَابٌ لَا يَبْصُقُ عَنْ يَمِينِهِ فِي الصَّلَاةِ۔

باب : نماز میں اپنی داہنی طرف نہ تھوکے۔

٤٠٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا، ثُمَّ قَالَ: إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی اُنہوں نے عقیل بن خالد سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے اُن سے ابوھریرہؓ اور ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی دیوار پر سینے سے نکلا ہوا بلغم دیکھا آپ نے ایک کنکری لے کر اس کو کھرچ ڈالا پھر فرمایا جب کوئی تم میں سے کھنکارے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنی طرف لیکن اسکو چاہیئے کہ بائیں طرف تھوکے یا بائیں پاؤں کے تلے ف

ف اس باب میں جو حدیث امام بخاری لائے اس میں نماز کی قید مذکور نہیں ہے لیکن آگے کے باب میں جو یہی حدیث آدم بن ابی ایاس کی روایت سے لائے ہیں اس میں نماز کی قید ہے اور امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ ایک حدیث لاتے ہیں اور استدلال کرتے ہیں اس کے دوسرے طریق سے اور شاید ان کی غرض یہ ہو کہ یہ ممانعت نماز سے خاص ہے، نوویؒ نے کہا یہ ممانعت مطلق ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں۔

---

٤٠٤ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتْفُلَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ

ہم سے حفص بن عمرؓ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو قتادہؒ نے خبر دی کہا میں نے انسؓ سے سنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنی طرف البتہ بائیں طرف تھوک سکتا ہے یا بائیں پاؤں کے تلے۔

أَوْ تَحْتَ رِجْلِهِ)۔

بَابٌ لِيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى

باب : بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے تلے تھوکنا۔

۴۰۵- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ)۔

ہم سے بیان کیا آدم بن ابی ایاس نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب نماز میں ہوتا ہے تو (گویا) اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اور نہ اپنی داہنی طرف البتہ بائیں طرف تھوکے اپنے بائیں پاؤں کے تلے۔

۴۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ، ثُمَّ نَهَى أَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ حُمَيْدًا عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَحْوَهُ۔

ہم سے بیان کیا علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے حمید بن عبدالرحمن سے انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف مسجد میں سینہ سے نکلا ہوا بلغم دیکھا تو ایک کنکر سے اس کو کھرچ ڈالا پھر سامنے یا داہنی طرف تھوکنے سے منع کیا البتہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں تلے تھوکنے کی اجازت دی دوسری روایت میں زہریؒ سے یوں ہے کہ انہوں نے حمید سے سنا انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے ایسا ہی ف۱

ف۱ اس سند کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ زہری کا سماع حمید سے معلوم ہو جائے۔

بَابٌ كَفَّارَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب : مسجد میں تھوکنے کا کفارہ ف۱

ف۱ یعنی وہ امر جس سے مسجد میں تھوکنے کا گناہ اتر جائے۔

۴۰۷- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے

وَسَلَّمَ (الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا). اور اس کا کفارہ (اُتار) اس کا گاڑ دینا ہے ف

ف اگر مسجد کا صحن کچا ہو اس میں مٹی یا کنکر ہوں تو تھوک کو ان میں دبا دے اگر پکا صحن ہو تو کپڑے یا پتھر سے پونچھ کر باہر پھینک دے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد کو پاک صاف رکھنا چاہیئے تاکہ دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو۔

بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: سینے سے نکلا ہوا بلغم مسجد میں گاڑ دینا۔

٤٠٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا).

ہم سے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے اُنہوں نے معمر بن راشد سے اُنہوں نے ہمام بن منبہ سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز شروع کرے تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے تو (گویا) اللہ سے سرگوشی کرتا ہے فا اور داہنی طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ اس کی داہنی طرف فرشتہ رہتا ہے البتہ بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے تلے تھوک لے پھر اس کو دبا دے۔ ف۲

ف ظاہر حدیث سے یہی نکلتا ہے کہ نماز میں ایسا کرنا منع ہے لیکن امام احمدؒ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے نکالا جو شخص مسجد میں بلغم نکالے تو اس کو دفن کردے تاکہ کسی مسلمان کے بدن یا کپڑے کو لگ کر اس کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں ایسا کرنا منع ہے۔ ف۲ یعنی مٹی میں دفن کردے۔

بَابٌ إِذَا بَدَرَهُ الْبُزَاقُ فَلْيَأْخُذْ بِطَرَفِ ثَوْبِهِ۔

باب: اگر تھوک کا غلبہ ہو تو نمازی اپنے کپڑے میں تھوک لے اس کے کنارہ میں۔

٤٠٩۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ (أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ، وَرُئِيَ مِنْهُ كَرَاهِيَةٌ أَوْ رُئِيَ كَرَاهِيَتُهُ لِذَلِكَ وَشِدَّتُهُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي

ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے حمید نے اُنہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف (مسجد میں) سینہ سے نکلا ہوا بلغم دیکھا اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ ڈالا اور ناخوشی آپ کی دیکھی گئی یا معلوم ہوا کہ آپ نے اس کام کو بُرا جانا اور آپ کو سخت ناگوار ہوا ف آپؐ نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز پڑھتا ہے تو (گویا) اپنے مالک سے

رَبَّهُ، أَوْرَبُّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قِبْلَتِهِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْتَحْتَ قَدَمِهِ، ثُمَّ أَخَذَطَرَفَ رِدَائِهِ فَبَزَقَ فِيهِ وَرَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، قَالَ: أَوْيَفْعَلُ هٰكَذَا)۔

سرگوشی کرتا ہے یا اس کا مالک اس کے اور قبلے کے بیچ میں ہوتا ہے تو اپنے سامنے (قبلہ کی طرف) نہ تھوکے البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے۔ پھر آپ نے اپنی چادر کا کونا لیا اس میں تھوکا اور کپڑے کو اُلٹ پلٹ کر دیا، فرمایا ایسا کرے ف۲

ف یہ راوی کو شک ہے کہ یوں کہا مطلب دونوں لفظوں کا ایک ہے۔ ف۲ ہمارے زمانے میں یہی تدبیر بہتر ہے کیونکہ مسجدیں پختہ ہیں اور ان میں فرش بچھے رہتے ہیں بائیں طرف یا پاؤں کے تلے بھی تھوکنے کی جگہ نہیں ہوتی، مکہ میں اکثر لوگ یُوں کرتے ہیں کہ اپنی جوتی کے تلے پر تھوک لیتے ہیں پھر تلے سے تلا ملا کر رکھ دیتے ہیں کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ فِي إِتْمَامِ الصَّلَاةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ۔

باب: امام لوگوں کو یہ نصیحت کرے کہ نماز کو (اچھی طرح) پورا کریں اور قبلہ کا بیان۔

۴۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا؟ فَوَاللهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے اُنہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سمجھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے (قبلے کی طرف میں تم کو نہیں دیکھتا) خدا کی قسم (بات یہ ہے) مجھ پر نہ تمہارا سجدہ چھپا ہوا ہے اور نہ تمہارا رکوع، میں پیٹھ کے پیچھے سے تم کو دیکھ رہا ہوں ف

ف اس میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا دیکھنے سے مراد علم ہے آپ کو وحی یا الہام سے لوگوں کے حال معلوم ہو جاتے بعضوں نے کہا یہ آپ کا معجزہ تھا کہ آپؐ کو پیٹھ کے پیچھے سے اس طرح دکھائی دیتا جیسے کوئی سامنے سے دیکھتا ہے، امام بخاریؒ اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کا یہی قول ہے مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں کے درمیان سوئی کے ناکہ کی طرح دو آنکھیں تھیں جن سے آپ پیچھے کی چیزیں دیکھ لیتے واللہ اعلم۔

۴۱۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِلَالِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً

ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے اُنہوں نے ہلال بن علی سے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے پھر

ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ فِي الصَّلَاةِ وَفِي الرُّكُوعِ: إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ)۔

نماز کے باب میں اور رکوع کے باب میں فرمایا میں تم کو پیچھے سے ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسے (سامنے سے) دیکھتا ہوں۔

بَابٌ هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِي فُلَانٍ۔

باب: کیا یوں کہہ سکتے ہیں کہ فلاں لوگوں کی مسجد ف

ف ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے نکالا کہ وہ یوں کہنا بُرا جانتے تھے کہ فلاں شخص کی مسجد، کیونکہ مسجدیں سب اللہ کی ہیں، امام بخاریؒ نے باب کی حدیث لاکر یہ ثابت کیا کہ ایسا کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ فلاں کی مسجد، یہ کہنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی ملک ہے بلکہ اس کی شناخت منظور ہے۔

۴۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گھوڑے (شرط کے لئے) تیار کرائے گئے تھے ان کی دوڑ حفیا سے لے کر اخیر مقام ثنیۃ الوداع تک مقرر کی ف۱ اور جو گھوڑے (شرط کے لئے) تیار نہیں کئے گئے تھے اُن کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے بنی زریق کی مسجد تک رکھی ف۲ اور عبداللہ بن عمرؓ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے گھوڑے دوڑائے تھے ف۳۔

ف۱ حفیا اور ثنیۃ الوداع دونوں مقاموں کے نام ہیں ان دونوں کے بیچ میں پانچ یا چھ یا سات میل کا فاصلہ ہے۔ ف۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اس مسجد کو بنی زریق کی مسجد کہا۔ ف۳ آپ نے جس گھوڑے کی شرط کرائی تھی اس کا نام سکب تھا، حدیث سے یہ نکلا کہ گھوڑ دوڑ کرانا درست ہے، قسطلانی نے کہا اسی طرح جہاد کا کل سامان تیار کرنا۔

بَابُ الْقِسْمَةِ وَتَعْلِيقِ الْقِنْوِ

باب: مسجد میں مال تقسیم کرنا اور مسجد میں کھجور کا خوشہ لٹکانا

۴۱۳ - قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: الْقِنْوُ: الْعِذْقُ وَالْإِثْنَانِ قِنْوَانِ، وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا: قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٍ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ، يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ

امام بخاریؒ نے کہا قنو (عربی زبان میں) خوشہ اور اس کا تثنیہ قنوان ہے اور جمع بھی قنوان ہے جیسے صنو اس کی جمع صنوان ف۱ اور ابراہیم بن طہمان نے عبدالعزیز ابن صہیب سے روایت کی ف۲ اُنہوں نے انسؓ سے اُنہوں نے کہا بحرین سے (جو ایک شہر ہے بصرے اور

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ: انْثُرُوهُ فِي الْمَسْجِدِ۔ وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ۔ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ، فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِذْ جَاءَهُ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَعْطِنِي فَإِنِّي فَادَيْتُ نَفْسِي وَفَادَيْتُ عَقِيلًا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خُذْ، فَحَثَا فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ إِلَيَّ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: لَا، فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُؤْمُرْ بَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَيَّ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ قَالَ: لَا۔ فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ، فَمَا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّ مِنْهَا

عمان کے بیچ میں) آپ کے پاس روپیہ آیا ف۳ آپ نے فرمایا مسجد میں ڈال دو ف۴ اور یہ ان سب روپیوں سے زیادہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پھر آپ نماز کے لئے برآمد ہوئے اور روپیہ کی طرف خیال بھی نہیں کیا جب نماز پڑھ چکے تو تشریف لائے اور روپیہ کے پاس آن بیٹھے پھر جس کسی پر آپ کی نظر پڑی اس کو دینا شروع کیا اتنے میں حضرت عباس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ مجھ کو بھی دیجئے (میں زیر بار ہوں) میں نے (بدر کی لڑائی میں) اپنا فدیہ دیا عقیل کا فدیہ دیا آپ نے فرمایا لو لے لو، اُنہوں نے کئی لپیں بھر کر اپنے کپڑے میں ڈالیں پھر اس کو اُٹھانے لگے تو نہ اُٹھا سکے کہنے لگے یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجئے یہ روپیہ مجھ کو اُٹھا کر لاد دے آپ نے فرمایا نہیں (یہ نہیں ہو سکتا) اُنہوں نے کہا تو پھر آپ خود ہی ذرا اُٹھا دیجئے آپ نے فرمایا نہیں (یہ نہیں ہو سکتا) آخر اُنہوں نے مجبور ہو کر اس میں سے کچھ نکال ڈالا پھر اس کو اُٹھانے لگے (تو بھی نہ اُٹھا سکے کہنے لگے یا رسول اللہ کسی کو حکم دیجئے وہ یہ روپیہ مجھ کو اُٹھا دے آپ نے فرمایا نہیں (یہ نہیں ہو سکتا) اُنہوں نے کہا تو آپ ہی ذرا ہاتھ لگا دیجئے آپ نے فرمایا نہیں آخر اُنہوں نے اور تھوڑا نکال ڈالا پھر اُٹھا کر اپنے کندھو پر لاد لیا اور چلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برابر اُن کی طرف آنکھ لگائے رہے جب تک وہ نظر سے نہیں چھپے آپ نے اُن کی حرص پر تعجب فرمایا غرض آپ ان روپوں کے پاس سے اسوقت تک نہ ہٹے جب تک ایک روپیہ بھی باقی رہا ف۵۔

ف صنوان اور قنوان یہ دونوں لفظ قرآن شریف میں وارد ہیں۔ امام بخاریؒ نے یہاں ان کی تفسیر بیان کر دی صنو کھجور کے ان درختوں کو کہتے ہیں جو دو تین مل کر ایک ہی جڑ سے نکلتے ہیں ف۲ امام بخاریؒ نے اس روایت کو ابراہیم بن طہمان سے معلقاً نکالا اور ابو نعیم نے مستخرج میں اور حاکم نے مستدرک میں اس کو وصل کیا احمد بن حفص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے ابراہیم بن طہمان سے۔ ف۳ یہ ایک لاکھ روپیہ تھا جس کو علاء بن حضرمی نے آپ کے پاس بھیجا یہ پہلا خراج تھا جو آپ کے پاس آیا۔

ف۴ کیونکہ اس وقت تک خزانے کا کوئی مقام علیحدہ نہیں بنا تھا۔ ف۵ جب سب تقسیم کر چکے تو اس وقت اُٹھے مسلمانوں کا مال مسلمانوں کو دے دیا اپنی ذات کے لئے ایک پیسہ بھی نہ رکھا مسلمانوں کی بادشاہت اور حکومت اس طرح سے شروع ہوئی تھی کہ جو کچھ آئے وہ اُنہی میں تقسیم ہو جاتے جب تو سارے مسلمان یکدل اور یکجان تھے اور دشمن کے مقابلے میں ہر ایک جان دینے کے لئے حاضر تھا اب تو مسلمانوں نے غضب کر رکھا ہے کہ غریب مسلمان فاقوں سے مرتے اور بادشاہ سلامت اور اُمراء رنگ رلیاں مناتے رہیں جو کچھ ملک کا روپیہ آئے وہ بادشاہ کی ملک سمجھا جائے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو نہ تو خود مدد دی نہ دوسرے کسی سے روپیہ اُٹھانے میں مدد دلائی اس سے غرض یہ تھی کہ وہ سمجھ جائیں اور دُنیا کے مال کی اتنی حرص نہ کریں۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں صدقات کی تقسیم درست ہے اور یہی ترجمۂ باب ہے۔

بَابُ مَنْ دُعِيَ لِطَعَامٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْ أَجَابَ مِنْهُ۔

باب : مسجد میں کھانے کی دعوت دینا اور مسجد ہی میں دعوت قبول کرنا۔

٤١٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، سَمِعَ أَنَسًا: وَجَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَهُ نَاسٌ فَقَالَ لِي: أَأَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: لِطَعَامٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ: قُومُوا، فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے اسحٰق بن عبداللہ سے اُنہوں نے انسؓ سے سنا اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا آپ کے پاس اور کئی لوگ تھے (یہ حال دیکھ کر میں کھڑا ہو گیا) ف۱ آپؐ نے پوچھا تجھ کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا کھانے کے لئے بلایا ہے میں نے کہا جی، تب آپ نے ان لوگوں سے فرمایا جو آپ کے گرد بیٹھے تھے اُٹھو، پھر آپ چلے اور میں سب لوگوں کے آگے چلا ف۲

ف۱ انسؓ ڈرے کہ اتنے لوگوں میں آپ کو دعوت دوں تو کہیں آپ سب کو نہ لے آئیں اور کھانا کم پڑے۔ ف۲ یہاں امام بخاریؒ نے اس حدیث کو مختصر کر دیا ہے، پوری حدیث ان شاء اللہ تعالیٰ علامات النبوۃ میں آئے گی۔ انسؓ آگے دوڑ کر اس لئے چلے کہ ابوطلحہ کو خبر کر دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے آدمیوں کو لے کر آ رہے ہیں۔ انسؓ نے مسجد میں آپ کو دعوت دی آپ نے وہیں قبول فرمائی یہی ترجمۂ باب ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ وَاللِّعَانِ فِي الْمَسْجِدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۔

باب : مسجد میں عورتوں مردوں کا فیصلہ کرنا اور لعان کرانا۔

٤١٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق نے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ؟ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ

کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو ابن شہاب نے اُنہوں نے سہل بن سعد سے کہ ایک شخص (عویمر) نے کہا یا رسول اللہ بتلائیے اگر کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو (بدفعلی) کرتے ہوئے پائے تو کیا کرے اس کو مار ڈالے آخر اس شخص اور اس کی بی بی نے مسجد میں لعان کیا میں موجود تھا ف

ف اس حدیث کی پوری بحث انشاء اللہ تعالیٰ کتاب اللعان میں آئے گی۔ لعان یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائے اور گواہ نہ ہوں اور پہلے مرد سے چار قسمیں لی جاتی ہیں پھر عورت سے۔ باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں عدالت کرنا جائز ہے اور یہی صحیح ہے۔

بَابٌ إِذَا دَخَلَ بَيْتًا يُصَلِّي حَيْثُ شَاءَ أَوْ حَيْثُ أُمِرَ، وَلَا يَتَجَسَّسُ۔

باب: جب کسی کے گھر میں جائے تو جہاں چاہے یا جہاں گھر والا کہے نماز پڑھ لے اور پوچھ پاچھ نہ کرے۔ ف

ف کہ میں کہاں نماز پڑھوں یہ جگہ پاک ہے یا ناپاک ہے، یہ سب باتیں حدیث کے خلاف ہیں ہر جگہ اور ہر چیز پاک ہے جب تک کہ اس کی نجاست کا یقین نہ ہو، باب کا مطلب حدیث سے اس طرح نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے فرمایا تو جہاں چاہے میں وہاں نماز پڑھ سکتا ہوں اور آپ نے جو عتبان سے پوچھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اُنہوں نے آپ کو اپنے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھنے کے لئے بلایا تھا۔

۴۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ؟ قَالَ: فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى مَكَانٍ، فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم ابن سعد نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے محمود بن ربیع سے اُنہوں نے عتبان بن مالک سے (جو اندھے تھے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں تشریف لائے اور فرمایا تو کہاں چاہتا ہے میں تیرے گھر میں کہاں نماز پڑھوں؟ عتبان نے کہا میں نے آپ کو ایک جگہ بتلادی، آپ نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے دو رکعتیں (نفل) پڑھیں ف۔

ف معلوم ہوا نفل نمازوں کو بھی جماعت سے ادا کر سکتے ہیں اس حدیث کی تفصیل آگے آتی ہے۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوتِ، وَصَلَّى الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فِي مَسْجِدِهِ فِي دَارِهِ

باب: گھروں میں مسجد بنانا اور براء بن عازب صحابی نے اپنے گھر کی مسجد میں جماعت سے نماز پڑھی ف

ف اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا۔

٤١٧ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ الأَنْصَارِيُّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ، وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الأَنْصَارِ، أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي، فَإِذَا كَانَتِ الأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ، لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ بِهِمْ، وَوَدِدْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَّكَ تَأْتِينِي فَتُصَلِّيَ فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذَهُ مُصَلًّى، قَالَ: فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللهُ قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حِينَ دَخَلَ الْبَيْتَ، ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ قَالَ: فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ، فَقُمْنَا فَصَفَّنَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، قَالَ: وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ، قَالَ: فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُو عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مَالِكُ

ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے کہا مجھ سے عقیل بن خالد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے محمود بن ربیع انصاری رضؓ نے بیان کیا کہ عتبان بن مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور ان انصاری لوگوں میں جو بدر کی لڑائی میں حاضر تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میری بینائی بگڑی معلوم ہوتی ہے ف اور میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا ہوں، جب مینہ برستا ہے اور وہ نالہ بہنے لگتا ہے جو میرے اور ان کے بیچ میں ہے تو میں ان کی مسجد میں نہیں جاسکتا کہ ان کے ساتھ نماز پڑھوں میں چاہتا ہوں یا رسول اللہ آپ میرے پاس تشریف لائیے اور میرے گھر میں نماز پڑھ لیجیے میں اس جگہ کو نماز گاہ بنالوں گا۔ راوی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان سے یہ فرمایا اچھا میں ایسا کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ عتبان رضؓ نے کہا پھر دوسرے دن صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضؓ دونوں مل کر دن چڑھے میرے پاس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دی آپ اندر آئے اور ابھی بیٹھے بھی نہیں تھے کہ آپ نے فرمایا تو اپنے گھر میں کس جگہ کو پسند کرتا ہے کہ میں نماز پڑھوں، عتبان نے کہا میں نے آپ کو گھر کا ایک کونا بتا دیا تو آپ کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا ہم بھی کھڑے ہوئے اور صف باندھی آپ نے دو رکعتیں (نفل) پڑھ کر سلام پھیرا اور ہم نے کچھ حلیم تیار کر کے آپ کو روک لیا ف۲ (جانے نہ دیا) پھر محلہ کے اور کئی آدمی بھی گھر میں آن کر جمع ہو گئے ان میں ایک شخص (جس کا نام نہیں معلوم) کہنے لگا، مالک ابن

ابْنُ الدُّخَيْشِنِ أَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُلْ ذٰلِكَ، أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ فَإِنَّا نَرٰى وَجْهَهُ وَنَصِيْحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ، وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَصَدَّقَهُ بِذٰلِكَ۔

دخیشن یا مالک بن دخشن کہاں ہے کسی نے کہا (عتبان نے) وہ تو منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا ایسا مت کہو کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ خالص خدا کی رضامندی کے لئے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تب وہ بولا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے (اصل حال یہ ہے) بظاہر تو ہم اس کی توجہ اور اس کی سچی دوستی منافقوں ہی کی طرف پاتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے تو دوزخ کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے ف۳ جو خالص خدا کی رضامندی کے لئے لا الٰہ الا اللہ کہے ابن شہاب نے کہا میں نے محمود سے یہ حدیث سن کر حصین ابن محمد انصاری سے پوچھا وہ بنی سالم کے شریف لوگوں میں سے تھا کہ محمود کی یہ حدیث کیسی ہے اس نے کہا کہ محمود سچا ہے ف۴

ف۱ اس وقت ان کی آنکھیں بالکل اندھی نہ ہوں گی جیسے طبرانی اور اسمٰعیلی کی روایت سے نکلتا ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے وہ اندھے تھے تو شاید بعد کو اندھے ہو گئے ہوں گے۔ ف۲ یعنی اس کے کھانے کے واسطے آپ کو روک رکھا واپس جانے نہ دیا۔ حلیم ترجمہ ہے خزیرہ کا، خزیرہ اس طرح بنتا ہے کہ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کریں پھر بہت سا پانی ڈال کر اس کو چڑھا دیں جب پک جائے تو اس پر آٹا چھڑک دیں اور جو گوشت نہ ہو صرف آٹا ہو تو اس کو عصیدہ کہتے ہیں یعنی حریرہ۔ ف۳ یعنی دوزخ کا وہ طبقہ جو کافروں اور منافقوں کے لئے بنا ہے یا دوزخ میں ہمیشہ رہنا، اس صورت میں یہ حدیث ان حدیثوں کے خلاف نہ ہوگی جن سے موحدوں کا دوزخ میں جانا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نکالا جانا ثابت ہوتا ہے۔ ف۴ شاید حصین نے بھی یہ حدیث عتبان سے سنی ہوگی اور احتمال ہے کہ کسی اور صحابی سے سنی ہو۔

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰى، فَإِذَا خَرَجَ بَدَأَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰى۔

باب: مسجد میں گھستے وقت اور دوسرے کاموں میں داہنی طرف سے شروع کرنا اور عبداللہ بن عمرؓ مسجد میں جاتے وقت پہلے داہنا پاؤں رکھتے جب وہاں سے نکلتے تو پہلے بایاں پاؤں نکالتے ف۱

ف۱ یہ اثر موصولاً ابن عمرؓ سے نہیں ملا البتہ حاکم نے مستدرک میں انسؓ سے روایت کیا کہ جب تو مسجد میں جانے لگے تو سنت یہ ہے کہ پہلے داہنا پاؤں رکھے اور جب نکلنے لگے تو پہلے بایاں پاؤں نکالے۔

٤١٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی اُنہوں نے اشعث بن سلیم سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے مسروق سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں جہاں تک ہو سکتا داہنی طرف سے شروع کرنا پسند کرتے تھے طہارت میں کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں۔

بَابٌ هَلْ تُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْقُبُورِ، وَرَأَى عُمَرُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُصَلِّي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: الْقَبْرَ الْقَبْرَ، وَلَمْ يَأْمُرْهُ بِالْإِعَادَةِ.

باب: کیا جاہلیت کے زمانے کے مشرکوں کی قبریں کھود ڈالنا اور ان کی جگہ مسجد بنانا درست ہے ف۱ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں پر لعنت کرے اُنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا ف۲ اور قبروں میں نماز مکروہ ہونے کا بیان اور حضرت عمرؓ نے انسؓ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو کہنے لگے قبر ہے قبر ف۳ اور ان کو نماز لوٹانے کا حکم نہ دیا ف۴

ف۱ حافظ نے کہا یہ خاص ہے مشرکوں کی قبروں سے لیکن پیغمبروں کی اور جو ان کے تابع ہیں ان کی قبریں کھودنا درست نہیں کیونکہ اس میں ان کی تذلیل ہے اور مشرکوں کی کوئی عزت نہیں۔ ف۲ اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے باب الوفاۃ میں وصل کیا۔ جب پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنانے والوں پر لعنت ہوئی حالانکہ مسجد میں اللہ کی عبادت ہوتی ہے تو خود پیغمبروں کی قبر کی عبادت کرنا یا اولیاء اللہ کی قبروں کی کس قدر باعث لعن ہوگا۔ اللہ بچائے ہمارے زمانے میں یہ بلا عام ہوگئی ہے لوگ قبروں کو جا کر سجدہ کرتے ہیں ان کا طواف کرتے ہیں جو صریحاً شرک ہے۔ ف۳ اس اثر کو ابونعیم نے وصل کیا۔ ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تو قبروں میں صحیح ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی، امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے قسطلانی نے کہا قبر کی طرف نماز پڑھے یا قبر کے اوپر یا قبروں کے بیچ میں ہر طرح نماز مکروہ ہے۔

٤١٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَذَكَرَتَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: (إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے کہا مجھ کو میرے باپ نے خبر دی اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ دونوں نے ایک گرجے کا ذکر کیا جس کو حبش کے ملک میں دیکھا تھا اس میں مورتیں تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اُن لوگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ

فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، فَأُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جب ان میں کوئی اچھا شخص مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ مورتیں رکھتے، قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے سامنے ساری مخلوق سے بدتر ہوں گے ف

ف معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنانا یہ یہود اور نصاریٰ کی عادت ہے، دنیا میں بُت پرستی کا رواج یوں ہی ہوا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے بعد چند لوگوں نے یہ کیا کہ اپنی عبادت کے مقام میں بزرگوں کی مورتیں رکھنے لگے اس خیال سے کہ اُن کی دیکھا دیکھی عبادت کا خوب شوق پیدا ہو لیکن عبادت خدا کی کرتے رہے پھر اُن کے مرجانے کے بعد شیطان نے اُن کی اولاد کو یوں بھڑکایا کہ تمہارے بزرگ لوگ اِن مورتوں کی تعظیم کیا کرتے تھے تم بھی اُن کی تعظیم کرو، آخر رفتہ رفتہ ان کی پرستش کرنے لگے ہمارے پیغمبر صاحب نے بُت پرستی کی جڑ ہی کاٹ دی اور تصویر تک بنانا اور رکھنا حرام کر دیا۔

---

٤٢٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ السُّيُوفَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، فَقَالَ: يَا بَنِي النَّجَّارِ، ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هَذَا، قَالُوا: لَا وَاللَّهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللَّهِ، فَقَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے اُنہوں نے ابوالتیاح یزید بن حمید سے انہوں نے انسؓ بن مالکؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جب مکہ سے) مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے بلند حصہ میں بنی عمرو بن عوف کے قبیلے میں اُترے وہاں چوبیس راتیں آپ رہے (یا چودہ راتیں) پھر آپ نے بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا ف وہ تلواریں لٹکائے حاضر ہوئے انسؓ نے کہا گویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں ابوبکرؓ آپ کی خواصی میں ہیں اور بنی نجار کے لوگ آپ کے گرد (اس جلوس سے سواری چلی) یہاں تک کہ آپؐ ابوایوب کے جلوخانہ میں اُترے آپ کو پسند تھا کہ جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لیں اور آپ (شروع میں) بکریوں کے تھان میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے (پھر آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا تو بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا ان سے فرمایا بنی نجار تم اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے چکا لو انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم اس کا مول اللہ تعالیٰ ہی سے لیں گے۔ انسؓ نے کہا میں تم لوگوں کو بتلاؤں اس باغ میں تھا کیا مشرکوں کی قبریں اور کھنڈر کچھ کھجور کے

وَفِيهِ خِرَبٌ وَفِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ:

أَللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

درخت آپ نے حکم دیا تو مشرکوں کی قبریں کھود ڈالی گئیں ۲ (ان کی ہڈیاں پھینک دی گئیں) پھر کھنڈر (سب) برابر کئے گئے اور کھجور کے درخت کاٹ کر ان کی لکڑیاں قبلے کی طرف جما دی گئیں اس کے دونوں طرف پتھروں کا اڑانا دیا گیا صحابہؓ شعر پڑھ پڑھ کر پتھر ڈھو رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ شعر پڑھتے جاتے تھے ف۳ آپ یہ فرماتے تھے فائدہ جو کچھ کہ ہے وہ آخرت کا فائدہ بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا ف۴

ف ان لوگوں سے آپ کو قرابت تھی، آپ کے دادا عبدالمطلب کی ان لوگوں میں ننھیال تھی یہ لوگ تلواریں باندھ کر اس لیے آئے کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ طرح آپ کی مدد کو اور آپ کے ساتھ لڑنے مرنے کو حاضر ہیں۔ ف۲ یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ مقبرے میں سے اگر مردوں کی ہڈیاں قبریں کھود کر پھینک دی جائیں تو پھر وہاں نماز پڑھنا درست ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعر تصنیف نہیں کر سکتے تھے لیکن شعر پڑھ سکتے تھے اور یہ شعر جو آپ نے پڑھے اسکو عرف میں شعر نہیں کہہ سکتے کیونکہ شعر میں شاعر کا قصد ضروری ہے اور جو کلام بطور اتفاق موزوں نکل آئے وہ شعر نہیں ہوتا۔ ف۴ پردیسیوں سے مراد مہاجرین ہیں یعنی مکہ والے جو اپنا دیس چھوڑ کر مدینہ میں آئے تھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ۔

۴۲۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدُ يَقُولُ: كَانَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ۔

باب: بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھنا۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابوالتیاح سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھ لیتے تھے ف ابوالتیاح نے (یا شعبہ نے) کہا پھر میں نے انسؓ (یا ابوالتیاح) سے سنا وہ کہتے تھے آپ مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے تھانوں میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

ف اس حدیث سے شافعیہ کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ بکریوں کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے کیونکہ بکریوں کے تھان ان کے پیشاب اور پاخانہ سے آلودہ رہتے ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَوَاضِعِ الْإِبِلِ۔ باب: اونٹوں کے تھانوں میں نماز پڑھنا ف

ف امام مالکؒ اور شافعیؒ نے اونٹوں کے تھان میں نماز مکروہ رکھی ہے امام بخاریؒ نے ان پر رد کیا اور حق یہ ہے کہ اونٹوں کے تھانوں میں نماز حرام ہے اور جو کوئی وہاں نماز پڑھے اس پر اعادہ لازم ہے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اہل حدیث کا یہی قول ہے ابن حزم نے کہا اونٹوں کے تھان میں نماز منع ہونے کی حدیثیں متواتر ہیں جن سے یقین حاصل ہوتا ہے۔

۴۲۲ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يُصَلِّي إِلَى بَعِيرِهِ، وَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن حیان نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عبداللہ نے انہوں نے نافع سے انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرؓ کو اپنے اونٹ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى وَقُدَّامَهُ تَنُّورٌ أَوْ نَارٌ أَوْ شَيْءٌ مِمَّا يُعْبَدُ فَأَرَادَ بِهِ اللَّهَ، وَقَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ وَأَنَا أُصَلِّي)۔

باب: اگر کوئی شخص نماز پڑھے اس کے سامنے تنور ہو یا آگ ہو اور کوئی چیز جس کی مشرک پوجا کرتے ہیں لیکن اس کی نیت اللہ کے پوجنے کی ہو (تو نماز درست ہے) اور زہری نے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میرے سامنے لائی گئی اور میں نماز پڑھ رہا تھا۔

ف یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاریؒ نے خود وصل کیا باب وقت الظہر میں، اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے یہ چیزیں ہوں تو نماز بلاکراہت جائز ہوگی لیکن حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہوگی۔

۴۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: (أُرِيتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعَ)۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا سورج گہن ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسوف کی) نماز پڑھی پھر فرمایا مجھے (نماز میں ف) دوزخ دکھلائی گئی میں نے آج کی طرح کبھی ڈراؤنی چیز نہیں دیکھی۔

ف اس حدیث سے امام بخاریؒ نے باب کا مطلب نکالا کہ نماز میں انگارے سامنے ہونے سے نماز میں کوئی خلل نہیں ہوتا۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي الْمَقَابِرِ۔ باب: مقبروں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ف

ف اس باب میں ایک صریح حدیث ہے کہ میرے لئے ساری زمین مسجد بنائی گئی مگر مقبرہ اور حمام لیکن وہ امام بخاریؒ

کی شرط پر نہ تھی اس لئے اس کو نہ لاسکے، ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول ہے کہ مقبرے میں نماز حرام ہے خواہ مسلمانوں کا مقبرہ ہو یا کافروں کا اور امام ابوحنیفہؒ اور ثوری اور اوزاعی نے اس کو مکروہ اور امام مالکؒ نے جائز رکھا ہے۔

٤٢٤ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اجْعَلُوا فِي بُيُوتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا)).

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے انہوں نے عبیداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم اپنے گھروں میں بھی (نماز (نفل وغیرہ) پڑھا کرو ان کو قبریں مت بناؤ ف

ف دوسری روایت میں یوں ہے کہ ان کو مقبرہ مت بناؤ اس کو امام مسلمؒ نے نکالا یعنی جیسے قبروں میں مُردے نماز نہیں پڑھتے یا قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی ویسا اپنے گھروں کو مت کرو۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَوَاضِعِ الْخَسْفِ، وَالْعَذَابِ، وَيُذْكَرُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَرِهَ الصَّلَاةَ بِخَسْفِ بَابِلَ.

باب: جہاں زمین دھنس گئی یا اور کوئی عذاب اُترا وہاں نماز پڑھنا کیسا ہے اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے بابل میں جہاں زمین دھنسی ہے نماز کو مکروہ سمجھا ف

ف بابل کوفہ کی زمین اور اسکے ارد گرد کی جہاں نمرود مردود نے بڑی عمارت بنوائی تھی اللہ نے اس کو دھنسا دیا۔

٤٢٥ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ، لَا يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ)).

ہم سے اسمٰعیل بن عبداللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان عذاب والوں کے مقاموں میں مت جاؤ مگر روتے ہوئے (اللہ سے ڈرتے ہوئے) اگر تم روتے نہ ہو تو اُن کے مقاموں میں مت جاؤ، ایسا نہ ہو کہ اُن کا سا عذاب تم پر بھی اُترے ف

ف یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی تھی جب غزوۂ تبوک میں حجر پر سے گذرے جہاں ثمود کی قوم بستی تھی اور عذاب اُتر کر وہ سب ہلاک ہو گئے تھے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْبِيعَةِ، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ

باب: گرجا گھر میں نماز پڑھنے کا بیان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (او نصرانیو) ہم تمہارے گرجاؤں میں اس

مِنْ أَجْلِ التَّمَاثِيلِ الَّتِي فِيهَا الصُّوَرُ، وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُصَلِّي فِي الْبِيعَةِ إِلَّا بِيعَةً فِيهَا تَمَاثِيلُ۔

وجہ سے نہیں جاتے کہ وہاں مورتیں تصویریں ہیں ف اور عبداللہ ابن عباسؓ گرجا میں نماز پڑھ لیتے مگر اس گرجا میں نہ پڑھتے جہاں مورتیں ہوتیں ف۲۔

ف اس اثر کو عبدالرزاق نے نکالا۔ ف۲ اس کو بغوی نے جعدیات میں وصل کیا۔

۴۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ، فَذَكَرَتْ لَهُ مَا رَأَتْ فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوِ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ)۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ حضرت بی بی ام سلمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو اُنہوں نے حبش کے ملک میں دیکھا تھا اس کا نام ماریہ تھا اس میں جو مورتیں دیکھیں وہ بیان کیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ ان میں جب کوئی نیک بندہ مرجاتا (یا یوں فرمایا نیک مرد) تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور وہاں یہ مورتیں اتارتے اللہ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوقات میں بُرے ہیں۔ ف

ف اس حدیث سے ترجمہ یوں نکلتا ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اس میں یہ اشارہ ہوا کہ مسلمانوں کو گرجا گھر میں نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ احتمال ہے کہ گرجا کی جگہ پہلے قبر ہو اور مسلمان کے نماز پڑھنے سے وہ مسجد ہو جائے کذا فی الفتح۔

بَابٌ:

باب:

۴۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ ابن عتبہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر وقت ہوا تو آپ ایک چادر اپنے منہ پر ڈالنے لگے جب گھبراتے تو منہ کھول دیتے اور اسی حال میں یوں فرماتے اللہ کی

اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: وَهُوَ كَذَلِكَ (لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ) يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا۔

پھٹکار یہود اور نصاریٰ پر انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا آپ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کاموں سے ڈراتے تھے ف

ف کہیں وہ بھی آپ کی قبر کو مسجد نہ بنالیں اور اس کی پرستش شروع نہ کردیں۔ دوسری حدیث میں ہے میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ تیسری حدیث میں ہے یا اللہ میری قبر کو بت نہ کر دیجیو کہ لوگ اس کو پوجیں۔ سبحان اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیغمبر ہونے کی یہی نشانی بس کرتی ہے کہ آپ نے اپنے کو ہمیشہ بندہ کہا اور وفات کے وقت بھی اپنی امت کو ڈرایا کہ کہیں بندگی سے آپ کو چڑھا کر خدائی تک نہ پہنچا دیں۔

۴۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ یہودیوں کا ناس کرے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ف

ف اس حدیث میں صرف یہود کا ذکر ہے اور اگلی حدیث میں یہود اور نصاریٰ دونوں کا، یہود کے تو پیغمبر بہت گذرے ہیں اور ان کو نصاریٰ بھی مانتے ہیں تو نصاریٰ کے بھی پیغمبر ہوئے۔ بعضوں نے کہا نصاریٰ حواریین کو بھی رسول یعنی پیغمبر جانتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (جُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا)۔

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ف

ف یعنی زمین کے ہر جزء پر نماز اور تیمم کرنا درست ہے مگر جہاں کوئی دلیل اس کی ہو کہ وہ نجس ہے تو وہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۴۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ هُوَ أَبُو الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أُعْطِيتُ

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے کہا ہم سے ابوالحکم سیار نے کہا ہم سے یزید بن صہیب فقیر نے کہا ہم سے جابر بن عبداللہؓ انصاری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو پانچ باتیں ایسی ملیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں، پہلی یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے

خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا۔ وَأَيُّمَا رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ۔

میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی دوسری یہ کہ ساری زمین میرے لئے مسجد بنائی گئی میری اُمت کے جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لے تیسری لوٹ کے مال میرے لئے درست کئے گئے چوتھی یہ کہ (اگلے زمانے میں) ہر پیغمبر خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا مگر میں سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا، پانچویں مجھکو شفاعتِ عظمیٰ ملی ف

ف یہ حدیث اوپر کتاب التیمم میں گذر چکی ہے۔

بَابُ نَوْمِ الْمَرْأَةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: عورت کا مسجد میں سونا۔

٤٣٠- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ وَلِيدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَأَعْتَقُوهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ: فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ أَحْمَرُ مِنْ سُيُورٍ، قَالَتْ: فَوَضَعَتْهُ أَوْ وَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهِ حُدَيَّاةٌ وَهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطِفَتْهُ، قَالَتْ: فَالْتَمَسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، قَالَتْ: فَاتَّهَمُونِي بِهِ، قَالَتْ: فَطَفِقُوا يُفَتِّشُونَ حَتَّى فَتَّشُوا قُبُلَهَا، قَالَتْ: وَاللَّهِ إِنِّي لَقَائِمَةٌ مَعَهُمْ إِذْ مَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَأَلْقَتْهُ، قَالَتْ: فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ، قَالَتْ: فَقُلْتُ هَذَا الَّذِي اتَّهَمْتُمُونِي بِهِ زَعَمْتُمْ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيئَةٌ وَهُوَ ذَا هُوَ، قَالَتْ:

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے کہ عرب کے کسی قبیلے کے پاس ایک کالی لونڈی تھی انہوں نے اس کو آزاد کر دیا تھا وہ ان کے ساتھ رہتی ایک بار ایسا ہوا کہ اس قبیلے کی ایک لڑکی جو دلہن تھی (نہانے کو) نکلی اس کا کمربند لال تسموں کا تھا اُس نے وہ کمربند اُتار کر رکھ دیا یا اس کے بدن سے گر گیا ایک چیل نے اس کو دیکھا وہ پڑا ہوا تھا (لال لال) گوشت سمجھ کر اس کو جھپٹ لے گئی، قبیلے کے لوگوں نے وہ کمربند ڈھونڈا کہیں نہ ملا ان لوگوں نے اس پر چوری کی تہمت لگائی اور اس کی تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ بھی دیکھی اس لونڈی نے کہا قسم اللہ کی میں (چپ صبر کئے ہوئے) اُن کے ساتھ کھڑی تھی ف اتنے میں وہ چیل آئی اور کمربند اس نے پھینک دیا وہ اُن کے بیچ میں گرا، تب میں نے اُن لوگوں سے کہا تم اسی کی چوری مجھ پر لگاتے تھے اور میں تو اس سے پاک تھی لو اپنا کمربند لو اور میرا پیچھا چھوڑ دو حضرت عائشہ رضؓ نے کہا پھر وہ

فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَتْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَ لَهَا خِبَاءٌ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ حِفْشٌ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تَأْتِينِي فَتَحَدَّثُ عِنْدِي، قَالَتْ: فَلَا تَجْلِسُ عِنْدِي مَجْلِسًا إِلَّا قَالَتْ:
وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا
أَلَا إِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِي
قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا: مَا شَأْنُكِ لَا تَقْعُدِينَ مَعِي مَقْعَدًا إِلَّا قُلْتِ هَذَا؟ قَالَتْ: فَحَدَّثَتْنِي بِهَذَا الْحَدِيثِ۔

لونڈی ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلی آئی اور مسلمان ہوگئی اس کا خیمہ یا جھونپڑا مسجد میں تھا حضرت عائشہؓ نے کہا وہ (کبھی کبھی) میرے پاس آتی اور مجھ سے باتیں کرتی مگر جب کبھی میرے پاس آن کر بیٹھتی تو یہ شعر ضرور پڑھتی، کمر بند کا دن خدا کے عجائب میں سے ف۲ اسی نے چھڑایا مجھے کفر کے ملک سے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے اس سے پوچھا یہ کیا بات ہے جب تو میرے پاس بیٹھتی ہے تو یہی شعر پڑھتی ہے تب اس نے یہ ساری کہانی مجھ سے بیان کی۔

❖

ف۱ ثابت کی روایت میں اتنا زیادہ ہے میں نے اللہ سے دعا کی یا اللہ تو ہی اس تہمت سے نجات دینے والا ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ عورت رات کو مسجد میں رہ سکتی ہے وہاں سو سکتی ہے بشرطیکہ فتنے کا ڈر نہ ہو اور مسجد میں خیمہ وغیرہ لگانا درست ہے اور مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے گو وہ کافر ہو۔ ف۲ اپنا ملک چھوڑ کر مدینہ میں۔ ف۳ یعنی یہ دن بھی اس کی قدرت کے عجیب دنوں میں سے تھا۔

بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ

وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ: قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوا فِي الصُّفَّةِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ: كَانَ أَصْحَابُ الصُّفَّةِ الْفُقَرَاءَ۔

باب: مردوں کا مسجد میں سونا ف۱ اور ابو قلابہ عبداللہ بن زید نے انس بن مالکؓ سے روایت کیا عکل قبیلے کے کچھ لوگ جو دس سے کم تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ مسجد کے سائبان میں رہا کرتے تھے ف۲ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کہا مسجد کے سائبان میں رہنے والے فقیر لوگ تھے ف۳

ف۱ یہ اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے لیکن ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے اس کی کراہت منقول ہے۔ ف۲ اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے اسی لفظ سے باب المحاربین میں نکالا۔ ف۳ اس روایت کو خود امام بخاریؒ نے علامات النبوۃ میں وصل کیا یہ سائبانِ صفہ میں رہنے والے لوگ تھے جن کا نہ گھر تھا نہ بار، نہ جورو نہ جاتا، ہمیشہ مسجد میں پڑے رہتے۔ کہتے ہیں یہ ستر آدمی تھے ان کو اصحاب صفہ کہا کرتے بعضوں نے کہا صوفی کا لفظ اصل میں صفی تھا کثرتِ استعمال سے صوفی کہنے لگے فقیروں اور درویشوں کی ابتداء انہی لوگوں سے ہوئی۔

۴۳۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید

يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنَامُ وَهُوَ شَابٌّ أَعْزَبُ لَا أَهْلَ لَهُ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قطان نے اُنہوں نے عبیداللہ عمری سے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا کہا مجھ کو عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی وہ (اچھے خاصے جوان مجرّد تھے ان کی بی بی نہ تھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سویا کرتے۔

٤٣٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ قَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ رَاقِدٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ: قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ ابو حازم سلمہ بن دینار سے اُنہوں نے سہل بن سعدؓ سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ زہراؓ (اپنی صاحبزادی) کے گھر میں آئے تو حضرت علیؓ کو گھر میں نہ پایا پُوچھا تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے ف وہ کہنے لگیں مجھ میں ان میں کچھ تکرار ہوئی وہ مجھ پر غصّے ہو کر چلے گئے یہاں نہیں سوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی سے (سہل سے) فرمایا دیکھو تو علیؓ کہاں ہیں وہ آدمی گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) آئے حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے ایک طرف سے ان کی چادر کھسک گئی تھی اور ان کے بدن میں مٹی لگ گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خود اپنے ہاتھ سے) اُن کے بدن سے مٹی پوچھنے لگے اور فرمانے لگے ابو تراب اُٹھ ابو تراب اُٹھ ف۲۔

ف حالانکہ حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے تھے مگر عرب کے محاورہ میں باپ کے عزیزوں کو بھی چچا کا بیٹا کہتے ہیں، آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تمہارے خاوند کہاں ہیں بلکہ قرابت کا ذکر کیا تا کہ حضرت فاطمہؓ کو ان کی محبت پیدا ہو۔

ف۲ تراب عربی میں مٹی کو کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی کنیت ابو تراب رکھی حضرت علیؓ کو جو کوئی اس کنیت سے پکارتا تو وہ خوش ہوتے، اس حدیث سے مسجد میں سونے کا جواز ثابت ہوا اور حضرت علیؓ کی بڑی فضیلت نکلی۔

٤٣٣- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

ہم سے یوسف بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے اُنہوں نے اپنے باپ فضیل سے اُنہوں نے ابو حازم

أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ، فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ، فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ.

سلمان سے اُنہوں نے ابوہریرہ رضؓ سے اُنہوں نے کہا میں نے صفہ والوں میں سے ف ستر آدمی ایسے دیکھے جن کے پاس چادر تک نہ تھی یا تو فقط تہ بند تھا یا فقط کمبل جس کو اُنہوں نے گردن سے باندھ لیا تھا بعضا تو آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور بعضا ٹخنوں تک وہ اس کو ہاتھ سے سمیٹتے رہے اس ڈر سے کہ ان کا ستر نہ کھل جائے۔

ف صفہ کہتے ہیں مسجد کے سائبان کو، ان لوگوں کا ذکر ابھی گذر چکا۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ مسجد میں سونا اور رہنا درست ہے کیونکہ یہ صفہ والے درویش تھے ان کا گھر بار نہ تھا رات دن مسجد ہی میں پڑے رہتے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ،

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ.

باب۔ جب سفر سے آئے تو نماز پڑھنا ف اور کعب بن مالک نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے (لوٹ کر مدینہ میں) آتے تو پہلے مسجد میں جاتے وہاں نماز پڑھتے۔ ف۲

ف سنت یہ ہے کہ آدمی جب سفر کر کے اپنے گھر کو آئے تو گھر میں آنے سے پہلے مسجد میں دو رکعتیں نفل پڑھ کر گھر میں جائے گویا حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو مع الخیر سفر سے واپس لایا گھر پہنچایا۔ ف۲ اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے مغازی میں نکالا۔

٤٣٤- حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ مِسْعَرٌ: أُرَاهُ قَالَ ضُحًى، فَقَالَ: صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي.

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر نے کہا ہم سے محارب بن دثار نے اُنہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے اُنہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے مسعر نے کہا میں سمجھتا ہوں محارب نے یہ کہا چاشت کے وقت تو آپ نے فرمایا دو رکعتیں پڑھ لے اور میرا کچھ قرض آنحضرتؐ پر آتا تھا آپ نے وہ ادا کیا اور کچھ زیادہ دیا ف

ف امام بخاریؒ نے اس حدیث کو بیس۲۰ مقاموں میں روایت کیا ہے کہیں مطول کہیں مختصر، اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب جابرؓ سفر سے آئے تھے جیسے دوسری روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے تو حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہو گئی مغلطای مغلطہ میں پڑ گئے اُنہوں نے یہ اعتراض کیا کہ حدیث سے باب کا مطلب نہیں نکلتا۔

بَابٌ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ۔

باب: جب کوئی مسجد میں جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے ف

ف گو کوئی وقت ہو اور گو امام خطبہ پڑھ رہا ہو، اور حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ خطبے کے وقت کوئی آئے تو تحیۃ المسجد نہ پڑھے یونہی بیٹھ جائے یہ غلط ہے سُلیک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا اور آپ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ہمارے زمانے میں جاہلوں نے یہ عادت کرلی ہے کہ پہلے مسجد میں آتے ہی بیٹھ جاتے ہیں پھر کھڑے ہو کر نفل پڑھتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے، سنت یہی ہے کہ مسجد میں بیٹھنے سے پہلے یہ دو رکعتیں پڑھے اسکے بعد بیٹھے۔

٤٣٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ)۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک رح نے خبر دی انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر سے انہوں نے عمرو بن سُلیم زرقی سے انہوں نے ابوقتادہ سَلمی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: مسجد میں حدث ہونا ف

ف اس باب کے لانے سے امام بخاریؒ کی یہ غرض ہے کہ بے وضو آدمی مسجد میں جا سکتا ہے اور وہاں بیٹھ سکتا ہے۔

٤٣٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ: تَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ)۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس شخص کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جو اپنی نماز کی جگہ میں جہاں اس نے (مسجد میں) نماز پڑھی ہے بیٹھا رہے جب تک کہ اس کو حدث نہ ہو، فرشتے یوں کہتے ہیں یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم کر ف

ف معلوم ہوا کہ حدث ہونے یعنی گوز نکلنے سے فرشتوں کی دعا موقوف ہو جاتی ہے کیونکہ اسکی بدبو سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے۔

بَابُ بُنْيَانِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ

باب: مسجد کے بنانے کا بیان اور ابوسعید خدریؓ نے

أَبُو سَعِيدٍ: كَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، وَأَمَرَ عُمَرُ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ فَتَفْتِنَ النَّاسَ، وَقَالَ أَنَسٌ: يَتَبَاهَوْنَ بِهَا ثُمَّ لَا يَعْمُرُونَهَا إِلَّا قَلِيلًا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى۔

کہا کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور حضرت عمرؓ نے اس کو بنانے کا حکم دیا اور کہا میں لوگوں کو بارش سے بچانا چاہتا ہوں اور سرخ یا زرد رنگ مت کر کہ رنگ کر کے لوگوں کو آفت میں پھنسائے ف۱ انسؓ نے کہا لوگ مسجدوں پر فخر کریں گے مگر ان کو آباد (بہت) کم رکھیں گے ف۲ اور عبداللہ بن عباسؓ نے کہا تم مسجدوں کو ایسا آراستہ کرو گے جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں کو آراستہ کیا ف۳۔

ف۱ مسجد کی رنگ آمیزی اور نقش و نگار دیکھ کر نماز میں ان کا خیال بٹ جائے اس اثر کو خود امام بخاریؒ نے مسجد نبوی کے باب میں نکالا، ابن ماجہ نے حضرت عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ کسی قوم کا کام اس وقت تک نہیں بگڑا جب تک کہ اس نے اپنی مسجدوں کو آراستہ نہیں کیا۔ اکثر علماء نے مسجد کی بہت آرائش مکروہ رکھی ہے کیونکہ ایسا کرنے سے نمازیوں کا خیال نماز میں بٹتا ہے دوسرے پیسہ کا بیکار ضائع کرنا ہے جب مسجد کا نقش و نگار بے فائدہ مکروہ اور منع ہو تو شادی غمی میں روپیہ اڑانا اور فضول رسمیں کرنا کب درست ہو گا مسلمانوں کو چاہیئے اپنی آنکھ کھولیں اور جو پیسہ ملے اس کو نیک کاموں میں اور اسلام کی ترقی کے سامان میں صرف کریں مثلاً دین کی کتابیں چھپوائیں غریب طالب علم لوگوں کی خبرگیری کریں مدرسے اور سرائیں بنوائیں مسکین اور محتاجوں کو کھلائیں ننگوں کو کپڑا پہنائیں یتیموں اور بیواؤں کی پرورش کریں۔ ف۲ مسجد کی آبادی جماعت کی نماز اور ذکر الٰہی سے ہے یہ تو کم کریں گے مگر ایک دوسرے پر فخر کرے گا کہ میری مسجد بہت آراستہ ہے وہ کہے گا میری مسجد بہت خوبصورت ہے ہمارے زمانے میں بالکل یہی حال ہے مسلمان مسجدیں بنانے پر تو مرے جاتے ہیں مگر نماز پڑھنے سے جی چراتے ہیں جمعہ اور عیدین کو بھی مسجد میں نہیں جاتے، ذرا سا دنیا کا عہدہ ان کو مل گیا تو زمین پر پاؤں نہیں دھرتے، کہو تم کیا تمہارا عہدہ کیا، اس شہنشاہ کی بارگاہ میں تم حاضر نہیں ہوتے جس کے سامنے بڑے بڑے دنیا کے بادشاہ ایک مچھر سے بھی کم ہیں۔ اس اثر کو ابویعلیٰ اور ابن خزیمہ نے وصل کیا۔ ف۳ اس اثر کو ابوداؤد اور ابن حبان نے وصل کیا۔

٤٣٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ، وَسَقْفُهُ الْجَرِيدُ، وَعُمُدُهُ خَشَبُ النَّخْلِ، فَلَمْ يَزِدْ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ شَيْئًا، وَزَادَ فِيهِ عُمَرُ وَبَنَاهُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے کہا مجھ سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے کہا ہم سے نافع نے بیان کیا ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں مسجد نبوی کچی اینٹ سے بنی ہوئی تھی چھت پر کھجور کی ڈالیاں تھیں اور ستون کھجور کی لکڑی کے تھے پھر ابوبکرؓ نے (اپنی خلافت میں) کچھ نہیں بڑھایا مگر حضرت عمرؓ نے مسجد کو بڑھایا

عَلَى بُنْيَانِهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيدِ، وَأَعَادَ عُمُدَهُ خَشَبًا، ثُمَّ غَيَّرَهُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِيهِ زِيَادَةً كَثِيرَةً وَبَنَى جِدَارَهُ بِالْحِجَارَةِ الْمَنْقُوشَةِ وَالْقَصَّةِ، وَجَعَلَ عُمُدَهُ مِنْ حِجَارَةٍ مَنْقُوشَةٍ وَسَقَّفَهُ بِالسَّاجِ۔

لیکن عمارت ویسی ہی رکھی جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی یعنی کچی اینٹ اور ڈالیوں کی اور ستون (رہنے) اسی کھجور کی لکڑی سے لگائے پھر حضرت عثمانؓ نے اس کو بدل ڈالا اور بہت بڑھایا اور اس کی دیواریں نقشی پتھر اور گچ سے بنوائیں اور اس کے ستون نقشی پتھروں کے اور اس کی چھت ساگوان سے بنائی۔

بَابُ التَّعَاوُنِ فِي بِنَاءِ الْمَسْجِدِ۔ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللهِ الْآيَةَ۔

باب: مسجد بنانے میں ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ تعالیٰ کا سورہ براءۃ میں فرمانا مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ اللہ کی مسجدیں آباد رکھیں اخیر آیت تک ف

ف بدر کے دن حضرت عباسؓ کو مسلمانوں نے شرک اور کفر پر ملامت کی اُنہوں نے کہا ہماری بھلائی نہیں بیان کرتے ہم مسجد حرام کو آباد رکھتے ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اس وقت یہ آیت اُتری یعنی شرک اور کفر کے ساتھ یہ اعمال کچھ فائدہ نہ دیں گے۔

۴۳۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ وَلِابْنِهِ عَلِيٍّ: انْطَلِقَا إِلَى أَبِي سَعِيدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْنَا فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ يُصْلِحُهُ، فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَاحْتَبَى، ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا حَتَّى أَتَى عَلَى ذِكْرِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: كُنَّا نَحْمِلُ لَبِنَةً لَبِنَةً، وَعَمَّارٌ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْفُضُ التُّرَابَ عَنْهُ وَيَقُولُ: وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ، قَالَ يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الْفِتَنِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز ابن مختار نے کہا ہم سے خالد حذاء نے اُنہوں نے عکرمہ سے اُنہوں نے کہا ابن عباسؓ نے مجھ سے اور اپنے بیٹے علیؓ سے کہا دونوں مل کر ابوسعید خدری کے پاس جاؤ اور اُن کی حدیثیں سنو ہم گئے دیکھا تو وہ اپنے باغ کو درست کر رہے تھے ہم کو دیکھ کر اُنہوں نے اپنی چادر لی اور گوٹ مار کر بیٹھے پھر حدیث بیان کرنا شروع کی مسجد نبوی کے بنانے کا ذکر آیا کہنے لگا (مسجد بنتے وقت) ہم ایک ایک اینٹ اُٹھا رہے تھے اور عمار دو دو اینٹیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کو دیکھا تو لگے ان کے بدن پر سے مٹی جھاڑنے اور فرمانے لگے ہائے افسوس عمار کو باغی لوگ مار ڈالیں گے ف یہ ان کو بہشت کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو دوزخ کی طرف بلائیں گے اور ابوسعیدؓ نے کہا عمارؓ کہا کرتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

ف عمار بن یاسرؓ بڑے جلیل القدر صحابی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے جاں نثار تھے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ عمار جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف تھے اور معاویہؓ والوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے، حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ حضرت علیؓ اس وقت برحق امام تھے اور معاویہؓ اور ان کا گروہ باغی تھے، عمارؓ اُن کو بہشت کی طرف بلاتے تھے یعنی امام کی اطاعت کی طرف اور وہ عمارؓ کو دوزخ کی طرف کھینچتے تھے یعنی امام برحق کی نافرمانی اور سرکشی کی طرف جو دوزخ میں جانے کا سبب ہے۔ اگرچہ اُن کے لئے یہ اُمید ہے کہ اللہ اُن کا قصور معاف کرے کیونکہ رائے کی غلطی ہر مجتہد سے ہوتی ہے۔

بَابُ الاِسْتِعَانَةِ بِالنَّجَّارِ وَالصُّنَّاعِ فِي أَعْوَادِ الْمِنْبَرِ وَالْمَسْجِدِ۔

باب: بڑھئی اور معمار سے مسجد اور منبر بنانے میں مدد لینا۔

۴۳۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى امْرَأَةٍ أَنْ مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلُ لِي أَعْوَادًا أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے اُنہوں نے اپنے باپ ابوحازم سے اُنہوں نے سہل ابن سعد ساعدی سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت (عائشہؓ) کو کہلا بھیجا کہ اپنے بڑھئی غلام کو حکم کر ف وہ مجھے منبر کی (لکڑیاں بنا دے) میں ان پر بیٹھا کروں۔

ف اس بڑھئی کا نام باقوم یا میمون یا مینا یا قبیصہ تھا۔

۴۴۰۔ حَدَّثَنَا خَلَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَجْعَلُ لَكَ شَيْئًا تَقْعُدُ عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ لِي غُلَامًا نَجَّارًا، قَالَ: إِنْ شِئْتِ، فَعَمِلَتِ الْمِنْبَرَ۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن ایمن نے اُنہوں نے اپنے باپ ایمن حبشی سے اُنہوں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے کہ ایک عورت (عائشہؓ) نے کہا یارسول اللہ میں آپ کے لئے ایک چیز بنا دوں جس پر آپ (خطبے کے وقت) بیٹھا کریں کیونکہ میرا ایک غلام ہے (کاریگر) بڑھئی آپ نے فرمایا اچھا تیری مرضی پھر اس نے منبر بنوایا ف

ف باب کی حدیثوں میں سوائے بڑھئی کے معمار وغیرہ کا ذکر نہیں ہے مگر معمار کو بڑھئی پر قیاس کیا اور شاید امام بخاریؒ نے طلق کی حدیث کی طرف اشارہ کیا ہو جس میں یہ ہے کہ طلق کو مٹی پر رہنے دو وہ تم سب میں مٹی پانی اچھی طرح ملاتا ہے۔ دوسری حدیث میں جو یہ ہے کہ عورت نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر بنانے کے لئے عرض کیا یہ پہلی حدیث کے خلاف نہیں ہے، یوں ہوا ہوگا کہ پہلے خود اس عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عرض کیا ہوگا بعد اس کے منبر بنوانے میں

دیر ہوئی ہوگی تو آپ نے اس سے کہلا بھیجا ہوگا ۔

بَابُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا

باب: مسجد بنانے والے کا ثواب۔

٤٤١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو: أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ ابْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللهِ الْخَوْلَانِيَّ، أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ يَقُولُ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكُمْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ (مَنْ بَنَى مَسْجِدًا، قَالَ بُكَيْرٌ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ، بَنَى اللهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی ان سے بکیر بن عبداللہ نے بیان کیا اُن سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اُنہوں نے عبیداللہ بن اسود خولانی سے سُنا اُنہوں نے حضرت عثمانؓ سے جب اُنہوں نے مسجد نبوی بنائی (نقشی پتھر اور گچ سے) تو لوگ اس بات میں گفتگو کرنے لگے ف اُنہوں نے بہت باتیں بنائیں حالانکہ میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص مسجد بنائے (بکیر نے کہا) میں سمجھتا ہوں عاصم نے یوں کہا) اللہ کی رضامندی کی نیت سے اللہ ویسا ہی گھر اس کے لئے بہشت میں بنائے گا ف۲ ۔

ف کہنے لگے حضرت عثمانؓ وہ باتیں کرتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نہ تھیں اور ان کو طعنہ دینے لگے، اُن کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جیسی مسجد تھی کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں کی ویسی ہی رہنے دیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اس کو ویسا ہی رہنے دیا تھا۔ ف۲ سنہ ۳۰ ہجری میں حضرت عثمانؓ نے تعمیر مسجد کی شروع کی، کعب نے کہا کاش حضرت عثمانؓ اس کو نہ بناتے کیونکہ اس کے بننے کے بعد وہ قتل ہوں گے، ایسا ہی ہوا، ابن جوزی نے کہا جس نے مسجد پر اپنا نام کندہ کرایا وہ مخلص نہیں۔

بَابٌ يَأْخُذُ بِنُصُولِ النَّبْلِ إِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: اگر مسجد میں تیر لئے ہوئے جائے تو اس کا پھل (پیکان) تھامے رہے۔

٤٤٢ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: قُلْتُ لِعَمْرٍو: أَسَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ سِهَامٌ، فَقَالَ لَهُ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے عمرو بن دینار سے کہا کیا تم نے جابر بن عبداللہ سے یہ حدیث سُنی ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں تیر لے کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (أَمْسِكْ بِنِصَالِهَا)۔

نے اس سے فرمایا ان کی نوکیں تھامے رہ ف

ف عمرو نے جواب دیا ہاں یہ جواب اس روایت میں مذکور نہیں ہے لیکن امام بخاریؒ نے خود اس حدیث کو دوسرے طریق سے کتاب الفتن میں نکالا اس کے آخر میں عمرو کا جواب مذکور ہے نوکیں تھامے رہنے سے یہ غرض ہے کہ کسی مسلمان کو صدمہ نہ پہنچے، حافظ نے کہا مجھے اس شخص کا نام نہیں معلوم ہوا۔

بَابُ الْمُرُورِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: مسجد میں تیر وغیرہ لے کر گذرنا۔

٤٤٣۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ مَرَّ فِي شَيْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا أَوْ أَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَأْخُذْ عَلَى نِصَالِهَا، لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهِ مُسْلِمًا)۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد ابن زیاد نے کہا ہم سے ابو بردہ بن عبداللہ نے کہا میں نے ابوبردہ اپنے دادا سے سنا انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری رضؓ صحابی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی ہماری مسجدوں یا بازاروں میں تیر لے کر چلے تو وہ اُن کی نوکیں تھامے رہے ایسا نہ ہو کہ اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی کر دے۔

بَابُ الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: مسجد میں شعر پڑھنا۔

٤٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ: أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: نَعَمْ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب ابن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو ابوسلمہ (اسمٰعیل یا عبداللہ) بن عبدالرحمٰن بن عوف نے خبر دی انہوں نے حسان بن ثابت رضؓ صحابی انصاری سے سنا وہ ابوہریرہ رضؓ سے گواہی چاہتے تھے کہتے تھے ابوہریرہ رضؓ تمہیں خدا کی قسم کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا، حسان تو خدا کے پیغمبر کی طرف سے کافروں کو جواب دے۔ یا اللہ رُوح القدس سے حسان رضؓ کی مدد کر۔ ابوہریرہ رضؓ نے کہا ہاں (بیشک) ف

ف میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ ہوا یہ تھا کہ حسان رضؓ مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمر رضؓ نے ان پر انکار کیا تب حسان رضؓ نے ابوہریرہ رضؓ کو گواہ کر کے یہ حدیث بیان کی اور کہا میں تو مسجد میں اُن کے سامنے شعر پڑھتا

تھا جو تم سے بہتر تھے۔ حسان کافروں کی ہجو کا جواب دیتے تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے معلوم ہوا کہ عمدہ شعر جن میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی تعریف ہو اور دین کی تائید ہو مسجد میں پڑھنا درست ہے۔ دوسری حدیث میں جو مسجد میں شعر پڑھنے سے منع فرمایا ہے اُن سے مراد وہ شعر ہیں جو عشقیہ مضامین کے اور لغو اور جاہلیت کے زمانہ کی طرز پر ہوں۔

بَابُ أَصْحَابِ الْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: مسجد میں بھالے والوں کا جانا۔ ف

ف امام بخاریؒ کی غرض اس باب کے لانے سے شاید یہ ہے کہ اگر ایسا ہو جس سے صدمہ پہنچنے کا ڈر نہ ہو جیسے بھالا برچھا وغیرہ تو اس کو لے کر مسجد میں جانا درست ہے، اس حدیث سے یہ نکلا کہ مسجد میں مباح کھیل اسی طرح اس کا دیکھنا درست ہے۔ اور عورت غیر مردوں کو دیکھ سکتی ہے جب کہ کسی فتنہ کا ڈر نہ ہو۔

۴۴۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِي بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ، وَزَادَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِحِرَابِهِمْ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے اُنہوں نے صالح بن کیسان سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اور حبشی مسجد میں کھیل رہے تھے (ہتھیار کی مشق کر رہے تھے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے مجھ کو ڈھانپے ہوئے تھے میں ان کا کھیل دیکھ رہی تھی۔ ابراہیم بن منذر نے اس روایت میں یہ بڑھایا اُنہوں نے کہا ہم سے عبداللہ ابن وہب نے بیان کیا کہا مجھ کو یونس نے خبر دی اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حبشی اپنے ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔

بَابُ ذِكْرِ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: خرید و فروخت کا مسجد میں منبر پر ذکر کرنا۔ ف

ف یعنی جو معاملہ خرید و فروخت کا گذرا ہے اس کا ذکر کرنا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں منبر پر خرید و فروخت کرنا جائز ہے وہ تو دوسری حدیث کی رو سے منع ہے اب اختلاف ہے اس میں کہ اگر کوئی مسجد ہی میں بیع وشریٰ کا عقد کرے تو وہ صحیح ہو گا یا نہیں۔

٤٤٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَتَتْهَا بَرِيرَةُ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابَتِهَا، فَقَالَتْ إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي، وَقَالَ أَهْلُهَا: إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتِهَا مَا بَقِيَ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: إِنْ شِئْتِ أَعْتَقْتِهَا وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لَنَا، فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرَتْهُ ذَلِكَ فَقَالَ: ابْتَاعِيهَا فَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: فَصَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ: مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ، وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ أَنَّ بَرِيرَةَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ يَحْيَى وَعَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے بریرہ لونڈی ان کے پاس آئی اپنی کتابت کے روپیہ میں ان سے مدد چاہتی تھی ف۱ حضرت عائشہؓ نے کہا اگر تیری مرضی ہو تو میں تیرے مالکوں کو یہ روپیہ دے دیتی ہوں مگر تیرا ترکہ میں لوں گی اس کے مالکوں نے کہا اگر تم چاہو تو جو کتابت کا روپیہ اس کے ذمہ پر باقی ہے وہ دے دو (کبھی سفیان نے یوں کہا) تم چاہو تو اس کو روپیہ دے کر آزاد کر دو۔ پر اس کا ترکہ تو ہم ہی لیں گے ف۲ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تو بریرہؓ کو (بے تامل) خرید لے اور آزاد کر دے ترکہ اسی کا ہے جو آزاد کرے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (باہر تشریف لے گئے) اور منبر پر کھڑے ہوتے کبھی سفیان نے یوں کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے ف۳ اور فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے (معاملوں میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں ایسی شرطیں جو اللہ کی کتاب میں نہ ہوں کوئی سو بار لگاتے تو کیا ہوتا ہے اس کو کچھ نہیں ملنے کا ف۴ اور اس حدیث کو امام مالکؒ نے یحییٰ سے روایت کیا انہوں نے عمرہ سے پھر بریرہ کا قصہ بیان کیا اور منبر پر چڑھنے کا ذکر نہیں کیا علی بن مدینی نے کہا یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالوہاب نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے ایسا ہی روایت کیا اور جعفر بن عون نے یحییٰ بن سعید سے یوں نقل کیا میں نے عمرہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے سنا ف۵

ف۱ کتابت اس کو کہتے ہیں کہ غلام یا لونڈی اپنے مالک سے کچھ مال پر معاملہ کر لے کہ اگر اتنا مال وہ ادا کر دے تو آزاد ہو جائے جو مال آزادی کے عوض ٹھہرے اس کو بدلِ کتابت کہتے ہیں۔ ف۲ بریرہؓ کے مالک چین کی باتیں کرتے تھے، عرب میں علی العموم یہ قاعدہ تھا کہ جو کوئی غلام لونڈی کو آزاد کرے وہی اس کی میراث پائے شرع میں بھی یہی حکم قائم رہا۔ ف۳ یعنی سفیان

نے کبھی قام علی المنبر کہا کبھی صعد علی المنبر۔ ف۴ حالانکہ قرآن شریف میں ولاء یعنی غلام لونڈی کے ترکہ کا ذکر نہیں ہے مگر پیغمبر صاحب کا فرمانا بھی اللہ ہی کے حکم سے ہے تو گویا وہ بھی قرآن ہے اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو حدیث کو قرآن کی طرح واجب الاتباع نہیں جانتے ف۵ تو اس سند سے یحییٰ بن سعید کا عمرہ سے اور عمرہ کا حضرت عائشہؓ سے سننا بصراحت معلوم ہوتا ہے۔

بَابُ التَّقَاضِي وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: مسجد میں تقاضہ کرنا اور قرضدار کا پیچھا کرنا۔

٤٤٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ كَعْبٍ: أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ، فَنَادَى: يَا كَعْبُ، قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ: ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هَذَا، وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَيِ الشَّطْرَ، قَالَ: لَقَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: قُمْ فَاقْضِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان ابن عمر عبدی نے کہا ہم کو یونس بن یزید نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے اُنہوں نے اپنے باپ کعب بن مالک سے اُنہوں نے عبداللہ بن ابی حدرد پر مسجد میں اپنے قرض کا تقاضا کیا، دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے سے سُن لیں آپؐ باہر تشریف لائے اور اپنے حجرے کا دروازہ کھولا اور پکارا کعب! کعب نے کہا حاضر ہوں یارسول اللہؐ آپؐ نے فرمایا ایسا کر اپنے اس قرض میں سے آدھا چھوڑ دے (معاف کر دے) آپ نے اشارے سے یہ فرمایا کعب نے کہا جو حکم، میں نے معاف کر دیا یارسول اللہ، تب آپؐ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا چل اُٹھ اس کا قرض ادا کر۔

بَابُ كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَالْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذَى وَالْعِيدَانِ۔

باب: مسجد میں جھاڑو دینا وہاں کے چیتھڑے کوڑا لکڑیاں (کاڑیاں) اُچننا۔

٤٤٨ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَسْوَدَ أَوِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے اُنہوں نے ثابت بنانی سے اُنہوں نے ابورافع نفیع سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ ایک سانولا (کالا) مرد یا کالی عورت (سانولی) مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی وہ مرد مر گیا (یا وہ عورت مر گئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو نہ دیکھا)

وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوا: مَاتَ، قَالَ: أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي بِهِ؟ دُلُّونِي عَلَى قَبْرِهِ، أَوْ قَالَ قَبْرِهَا، فَأَتَى قَبْرَهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا۔

لوگوں سے اس کا حال پوچھا انہوں نے کہا مر گیا (یا مر گئی) آپؐ نے فرمایا بھلا تم نے مجھے کیوں نہیں خبر کی، چلو اب اسکی قبر بتلاؤ پھر آپؐ اس کی قبر پر گئے اس پر نماز پڑھی ف

ف یعنی جنازے کی، بیہقی کی روایت میں ہے کہ یہ عورت تھی اس کا نام ام محجن تھا، اگرچہ اس روایت میں چیتھڑے اور کوڑا کچرا چننے کا ذکر نہیں ہے مگر اس حدیث کے دوسرے طریق میں یوں مذکور ہے کہ وہ چیتھڑے اور لکڑیاں مسجد میں سے چنا کرتی، طبرانی کی روایت میں ہے میں نے اسکو بہشت میں دیکھا وہ مسجد کا کچرا صاف کر رہی تھی۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جنازے کی نماز قبر پر بھی پڑھنا درست ہے۔

بَابُ تَحْرِيمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب، مسجد میں شراب کی سوداگری کو حرام کہنا ف

ف اس باب سے یہ غرض ہے کہ مسجد میں بری اور فحش چیزوں کا بیان جب ان سے کوئی ممانعت کرے تو درست ہے۔

٤٤٩ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ

ہم سے عبدان بن عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا انہوں نے ابو حمزہ محمد بن میمون سے انہوں نے اعمش سے انہوں نے مسلم سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے جب سود کے باب میں سورۂ بقرہ کی آیتیں اتریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں برآمد ہوئے ان آیتوں کو پڑھ کر لوگوں کو سنایا پھر فرمایا کہ شراب کی سوداگری حرام ہے۔

بَابُ الْخَدَمِ لِلْمَسْجِدِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا لِلْمَسْجِدِ يَخْدُمُهُ۔

باب، مسجد کا خادم مقرر کرنا اور عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا (جو سورۂ آل عمران میں ہے) میں نے اپنے پیٹ کا بچہ تیری نذر کیا محرر کرکے یعنی مسجد کا خادم بنا کے ف

ف یہ عمران کی بی بی کا کلام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نقل فرمایا انہوں نے اپنا حمل یہ سمجھ کر کہ لڑکا پیدا ہوگا مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے نذر کر دیا تھا لیکن لڑکے کے بدلہ لڑکی پیدا ہوئیں یعنی حضرت مریم علیہا السلام ان کا قصہ مشہور ہے۔

٤٥٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً أَوْ رَجُلًا كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا امْرَأَةً، فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم سے احمد بن واقد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ثابت بنانی سے انہوں نے ابو رافع سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی یا ایک مرد دیا کرتا (یعنی مسجد نبوی میں) ابو رافع نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ وہ عورت تھی پھر وہی حدیث بیان کی (جو

أَنَّهُ صَلَّى عَلَى قَبْرِهِ۔

ادپر گذری) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قبر پر نماز پڑھی

بَابُ الأَسِيرِ أَوِ الغَرِيمِ يُرْبَطُ فِي المَسْجِدِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَيَّ البَارِحَةَ - أَوْ قَالَ كَلِمَةً نَحْوَهَا - لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلاَةَ فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي المَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لاَ يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهُ خَاسِئًا۔

باب، قیدی یا قرضدار کو مسجد میں باندھ کر رکھنا۔

ہم سے اسحٰق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو روح بن عبادہ اور محمد بن جعفر نے خبر دی انہوں نے شعبہ سے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ایک خنگا دیو اگلی رات مجھ سے بھڑ گیا یا ایسا ہی کوئی کلمہ ارشاد فرمایا اس کا مطلب یہ تھا کہ میری نماز میں خلل ڈالے اللہ نے اس کو میرے اختیار میں کر دیا اور میں نے چاہا کہ مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے اس کو باندھ دوں ف صبح کو تم اس کو دیکھو، پھر مجھ کو اپنے بھائی سلیمانؑ کی یہ دعا یاد آئی (جو سورۂ ص میں ہے) پروردگار مجھ کو ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو ف۲ روح نے کہا آنحضرتؐ نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔

ف ترجمہ باب یہیں سے نکلا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دیو کو مسجد میں قید کرنا چاہا اور قرضدار کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہے مگر اس کو اسی پر قیاس کیا۔ ف۲ حضرت سلیمانؑ کی جو خاص بادشاہت تھی وہ یہی تھی کہ ان کو جنوں اور دیوں پر اختیار تھا ہوا ان کے ہاتھ میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ اگر میں دیو کو باندھ دوں گا تو یہ بادشاہت گویا مجھ کو بھی حاصل ہو گئی اس خیال سے آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

بَابُ الِاغْتِسَالِ إِذَا أَسْلَمَ، وَرَبْطِ الأَسِيرِ أَيْضًا فِي المَسْجِدِ، وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْمُرُ الغَرِيمَ أَنْ يُحْبَسَ إِلَى سَارِيَةِ المَسْجِدِ

باب: اسلام لانے کے وقت غسل کرنا اور قیدی کو مسجد میں باندھنا اس کا بھی بیان اور شریح بن حارث کندی (کوفہ کے قاضی) قرضدار کو مسجد کے ستون کے پاس قید کرنے کا حکم دیتے ف

ف اس اثر کو معمر نے وصل کیا ایوب سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں نے شریح سے کہ جب وہ کسی شخص پر کچھ حق کا فیصلہ کرتے تو حکم دیتے کہ وہ مسجد میں قید رہے یہاں تک کہ اپنے قرضے کا حق ادا کرے اگر وہ ادا کر دیتا تو خیر ورنہ اس کو قید خانے میں لے جانے کا حکم دیتے۔

۴۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث

قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ، فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ۔

بن سعد نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید مقبری نے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سواروں کو (جو تیس ۳۰ سوار تھے) نجد کی طرف بھیجا وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے ف۱ اس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دیا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور (تیسرے روز) فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو وہ (چھوٹ کر) مسجد کے قریب کھجور کے درختوں کے پاس گیا وہاں غسل کیا پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا، میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں ف۲

ف۱ بنی حنیفہ ایک قبیلہ کا نام ہے۔ ف۲ آپ نے ثمامہ کو اس لئے چھوڑ دیا کہ آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ اسلام لانے والا ہے۔ اسلام لاتے وقت غسل اس حدیث سے ثابت ہوا، امام احمدؒ کے نزدیک یہ غسل واجب ہے۔

بَابُ الْخَيْمَةِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضَى وَغَيْرِهِمْ۔

باب: مسجد میں بیمار وغیرہ کے لئے خیمہ لگانا۔

۴۵۲: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ، فَقَالُوا: يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ، مَا هٰذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ؟ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ فِيهَا۔

ہم سے زکریا بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے اُنہوں نے اپنے باپ عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا سعد بن معاذؓ کو خندق کی لڑائی میں (تیر کا) زخم لگا ہفت اندام کی رگ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک خیمہ کھڑا کیا (اُن کو وہیں رکھا) کہ نزدیک سے اُن کا حال پُوچھ لیا کریں پھر لوگ اس وقت ڈر گئے جب بنی غفار کے خیمہ کی طرف جو مسجد ہی میں تھا خون بہہ بہہ کر آنے لگا، اُنہوں نے کہا اے خیمہ والو یہ ہے کیا جو تمہارے پاس سے ہماری طرف بہہ بہہ کر آرہا ہے دیکھا تو سعد کے زخم سے خون بہ رہا ہے آخر وہ اسی سے مر گئے۔

ف سعد بن معاذؓ یہ وہ صحابی ہیں جن کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن کے تو الین جنت میں اس کپڑے سے بہتر ہیں، اور فرمایا کہ اُن کی موت سے پروردگار کا عرش جھوم گیا، اللہ اُن سے راضی ہو۔

بَابُ إِدْخَالِ الْبَعِيرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعِيرٍ.

باب، ضرورت سے اونٹ کا مسجد کے اندر لانا ف اور عبداللہ بن عباسؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ ف۲

ف ضرورت سے مراد بیماری ہے، بعضوں نے کہا کوئی ضرورت۔ ف۲ اس روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الحج میں وصل کیا۔

٤٥٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي، قَالَ: طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ، وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل سے اُنہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے اُنہوں نے زینب بنت ابی سلمہؓ سے اُنہوں نے ام المومنین ام سلمہؓ سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماری کا شکوہ کیا (میں نے کہا میں پیدل طواف نہیں کر سکتی) آپؐ نے فرمایا لوگوں کے پیچھے رہ اور سواری پر طواف کر تو میں نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کعبے کے ایک طرف نماز پڑھ رہے تھے آپ سورۃ والطور پڑھ رہے تھے ف۱

ف ابن بطال نے کہا اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ حلال جانوروں کا مسجد میں لے جانا درست ہے۔ حافظ نے کہا جب مسجد کے آلودہ ہونے کا ڈر ہو تو نہ لیجائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی شاید سدھی ہوئی ہوگی اسی طرح بی بی ام سلمہؓ کا اونٹ بھی سدھا ہوا ہوگا۔

بَابٌ:-

باب

٤٥٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ سے اُنہوں نے کہا ہم سے انسؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو شخص (عباد بن بشرؓ اور دوسرے میں سمجھتا ہوں اسید بن حضیر تھے) اندھیری رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے نکلے،

مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيئَانِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ۔

(اپنے گھر جانے کو) اُن کے ساتھ (نور کے) دو چراغ ہوگئے جو اُن کے آگے آگے روشنی دے رہے تھے جب ایک دوسرے سے جُدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک چراغ ہوگیا جو گھر تک ساتھ رہا ف

ف یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور آپ کی صحبت کی برکت تھی جو نور آخرت میں ملنے والا ہے اس کا ایک شعبہ دُنیا ہی میں ان کو دکھائی دیا۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ اس باب میں اس لئے لائے کہ یہ دونوں صحابی بڑی رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے تھے تو ضرور آپ سے باتیں کررہے ہوں گے پس مسجد میں بات کرنے کا جواز معلوم ہوا۔

بَابُ الْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب ۔ مسجد میں کھڑکی اور راستہ رکھنا۔

۳۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ:

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ابوالنضر سالم بن ابی اُمیہ نے اُنہوں نے عبیداللہ بن حنین سے اُنہوں نے بُسر بن سعید سے اُنہوں نے ابوسعید خدریؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عه قوله عن عبيد بن حنين عن بسر بن سعيد، هكذا فى اكثر الروايات وسقط من رواية الاصيلى عن ابى زيد ذكر بسر بن سعيد فصار عن عبيد بن حنين عن ابى سعيد وهو صحيح فى نفس الامر لكن محمد بن سنان انما حدث به كالذى وقع فى بقية الروايات فقد نقل ابن السكن عن الفربرى عن البخارى انه قال هكذا حدث به محمد بن سنان وهو خطأ وانما عن عبيد بن حنين وعن بسر بن سعيد يعنى بواو العطف فعلى هذا يكون ابو النضر سمعه من شيخين حدثه كل منهما به عن ابى سعيد وقد رواه مسلم كذلك عن سعيد بن منصور عن فليح عن ابى النضر عن عبيد وبسر جميعا عن ابى سعيد وتابعه يونس بن محمد عن فليح اخرجه ابوبكر بن ابى شيبة عنه و رواه ابوعامر العقدى عن فليح عن ابى النضر عن بُسر وحده اخرجه المصنف فى مناقب ابى بكر فكأن فليحا كان يجمعهما مرة ويقتصر مرة على احدهما وقد رواه مالك عن ابى النضر عن عبيد وحده عن ابى سعيد اخرجه المصنف ايضا فى الهجرة وهذا مما يقوى ان الحديث عند ابى النضر عن شيخين ولم يبق الا ان محمد بن سنان اخطأ فى حذف الواو العاطفة مع احتمال ان يكون الخطأ من فليح حال تحديثه له به ويؤيد هذا الاحتمال ان المعافى بن سليمان الحرانى رواه عن فليح كرواية محمد بن سنان وقد نبه المصنف على ان حذف الواو خطأ فلم يبق للاعتراض عليه سبيل قال الدارقطنى رواية من رواه عن ابى النضر عن عبيد عن بسر غير محفوظة كذا قال الحافظ ابن حجر فى الفتح فظهر من هذا التحقيق ان حذف الواو العاطفة من بين عبيد بن حنين وبسر وان كان خطأً عن محمد بن سنان فى نفس الامر لكن رواية محمد بن سنان هكذا فاثباتها فى تلك الرواية ههنا خطأ فتامل ولا تعجل۔

خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: مَا يُبْكِي هَذَا الشَّيْخَ؟ إِنْ يَكُنِ اللهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللهِ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، لَا تَبْكِ، إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ، إِلَّا بَابُ أَبِي بَكْرٍ۔

نے خطبہ سُنایا تو فرمایا اللہ پاک نے ایک (اپنے) بندے کو اختیار دیا ہے چاہے دُنیا میں رہے چاہے جو اللہ کے پاس ہے اس کو اختیار کرے اس نے وہ پسند کیا جو اللہ کے پاس ہے یہ سُن کر ابوبکرؓ رو دیئے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بوڑھا روتا کیوں ہے ف۱ اس کو کیا غرض کہ اللہ نے اپنے ایک بندے کو دُنیا یا آخرت کا دونوں میں سے جس کو وہ چاہے اختیار دیا اُس نے آخرت کو اختیار کیا۔ بعد میں مجھ کو معلوم ہوا اخاہ بندے سے مراد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکرؓ ہم سب لوگوں میں زیادہ علم رکھتے تھے آنحضرتؐ نے فرمایا ابوبکرؓ روؤ نہیں سب لوگوں میں کسی کے مال اور صحبت کا احسان مجھ پر اتنا نہیں ہے جتنا ابوبکرؓ کا ہے، اور اگر میں اپنی امت کے لوگوں میں سے کسی کو جانی دوست بناتا ف۲ تو ابوبکرؓ کو جانی دوست بناتا (جانی دوستی تو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ہوسکتی) البتہ اسلام کی برادری اور دوستی ہی دیکھو مسجد میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رہے بند کردیا جائے مگر ابوبکرؓ کا دروازہ

ف۱ ابوسعید خدریؓ پہلے یہ نہ سمجھے کہ بندے سے کون مراد ہے تو ابوبکرؓ کے رونے سے ان کو تعجب ہوا۔ ف۲ مطلب یہ ہے کہ جانی دوستی تو پیغمبر کو سوائے خدا کے اور کسی سے نہیں ہوسکتی خلیل آدمی کا ایک ہی ہوتا ہے خلیل سے اُتر کر حبیب ہے۔

۴۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ، فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ

ہم سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا کہا ہم سے وہب ابن جریر نے کہا ہم سے میرے باپ جریر بن حازم نے کہا میں نے یعلی بن حکیم سے سنا انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں جس میں انتقال فرمایا ایک کپڑے سے سر باندھے ہوئے باہر نکلے ف۱ پھر منبر پر بیٹھے اللہ کی تعریف بیان کی اور اس کی ثنا پھر فرمایا لوگوں میں کسی کا احسان اپنی جان اور مال سے مجھ پر ابوبکر بن ابی قحافہ سے زیادہ

لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ عَلَيَّ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، وَلَكِنْ خُلَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ، سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ أَبِي بَكْرٍ۔

نہیں ہے اور اگر میں کسی آدمی کو جانی دوست بنانے والا ہوتا تو ابوبکرؓ کو اپنا جانی دوست بناتا مگر اسلام کی دوستی یہ (کیا کم ہے) بہت اچھی ہے۔ دیکھو اس مسجد میں جتنی کھڑکیاں ہیں سب بند کر دو، ابوبکرؓ کی کھڑکی رہنے دو۔

ف آپ کے سر میں شدت کا درد تھا اس واسطے آپ نے ایک کپڑے سے سر کو باندھ لیا تھا۔

بَابُ الْأَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ۔ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَقَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: يَا عَبْدَ الْمَلِكِ لَوْ رَأَيْتَ مَسَاجِدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبْوَابَهَا۔

باب: کعبے اور مسجدوں میں دروازے اور زنجیر رکھنا، امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا اُنہوں نے عبدالملک بن جریج سے اُنہوں نے کہا ابن ابی ملیکہ نے مجھ سے کہا عبدالملک اگر تو ابن عباسؓ کی مسجدیں اور ان کے دروازے دیکھتا (تو تعجب کرتا) ف

ف وہ نہایت مضبوط اور پائیدار تھے اور مسجدیں بہت پاک صاف تھیں۔

۴۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ وَقُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، ثُمَّ أُغْلِقَ الْبَابُ فَلَبِثَ فِيهِ سَاعَةً، ثُمَّ خَرَجُوا، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَبَدَرْتُ فَسَأَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ: صَلَّى فِيهِ، فَقُلْتُ: فِي أَيٍّ؟ قَالَ: بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَذَهَبَ عَلَيَّ أَنْ أَسْأَلَهُ

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل اور قتیبہ بن سعید نے بیان کیا ان دونوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے اُنہوں نے ایوب سختیانی سے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جس سال مکہ فتح ہوا) مکہ میں تشریف لائے، آپ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا (جو کلید بردار تھے) اُنہوں نے کعبہ کا دروازہ کھولا پھر آنحضرتؐ اور بلالؓ اور اسامہ بن زیدؓ اور عثمان بن طلحہؓ (چاروں) اندر گئے پھر دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا ف آپ گھڑی بھر اندر رہے پھر سب باہر نکلے ابن عمرؓ نے کہا میں (یہ خبر سنکر) لپکا اور بلال سے جا کر پوچھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر کیا کیا) اُنہوں نے کہا نماز پڑھی، میں نے کہا کہاں، اُنہوں نے کہا دو ستونوں کے درمیان

كَمْ صَلَّى۔ ابن عمرؓ نے کہا میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

ف اس لئے کہ اور لوگ نہ گھس آئیں ہجوم نہ ہو جائے، اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کا دروازہ تھا اور اس میں زنجیر بھی تھی اور یہی ترجمہ باب ہے اور مسجدوں کو بھی کعبے پر قیاس کر لینا چاہیئے۔

بَابُ دُخُولِ الْمُشْرِكِ الْمَسْجِدَ. باب: مشرک کا مسجد میں جانا کیسا ہے ف

ف اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور امام بخاریؒ کا مذہب یہی معلوم ہوتا ہے شوکانی نے کہا ایک دوسری حدیث بھی اس باب میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف کے قاصدوں کو جو مشرک تھے مسجد میں اُتارا تھا مالکیہؒ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے شافعیہ کہتے ہیں مسجد حرام میں جانا درست نہیں باقی مسجدوں میں جائز ہے بعضوں نے کہا اہل کتاب کو مسلمانوں کی اجازت سے مسجد کے اندر جانا درست ہے۔

٤٥٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے اُنہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف بھیجے وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اس کو لا کر مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھا ف

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ثمامہ اس وقت تک مشرک تھے اور ان کو مسجد کے اندر قید رکھا۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ۔ باب: مسجد میں آواز بلند کرنا کیسا ہے ف

ف امام بخاریؒ اس باب میں دو حدیثیں لائے ایک سے ممانعت نکلتی ہے دوسرے سے جواز مطلب یہ ہے کہ بے ضرورت آواز بلند کرنا ناجائز ہے اور ضرورت سے درست ہے مثلاً تعلیم وغیرہ کے لئے امام ابو حنیفہؒ کا یہی قول ہے، امام مالکؒ کے نزدیک مطلقاً منع ہے بعضوں کے نزدیک مسجد نبوی میں مطلقاً منع ہے اور دوسری مسجدوں میں کسی دینی ضرورت سے مثلاً تعلیم علم یا مقدمہ کے فیصل کرنے کے لئے درست ہے۔

٤٥٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ ابْنُ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ:

ہم سے علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے جعید بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے یزید بن خصیفہ نے اُنہوں نے سائب بن یزید سے اُنہوں نے کہا میں مسجد میں کھڑا تھا

كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ، فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمَا؟ أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اتنے میں ایک شخص نے مجھ پر کنکر پھینکا دیکھتا کیا ہوں حضرت عمرؓ ہیں اُنہوں نے کہا جا اور ان دو شخصوں کو میرے پاس بُلا لا، میں اُن کو بُلا لایا حضرت عمرؓ نے پُوچھا تم کون ہو یا یوں فرمایا کہاں سے آئے ہو، اُنہوں نے کہا ہم طائف والے ہیں ف۱ حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم اس شہر (مدینہ کے) رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں پکارا کرتے ہو (غل مچاتے ہو) ف۲

ف۱ طائف ایک مشہور بستی ہے مکہ سے دو منزل پر۔ ف۲ یعنی اگر تم پردیسی نہ ہوتے تو تم کو سزا دی جاتی، پردیسیوں کو معذور رکھا کیونکہ وہ مسئلہ سے ناواقف ہوں گے۔

---

٤٦٠ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ، فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتَّى سَمِعَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ، قَالَ كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُمْ فَاقْضِهِ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ ابن وہب نے کہا مجھ کو یونس بن یزید نے خبر دی، اُنہوں نے ابن شہاب زہری سے اُنہوں نے کہا مجھ سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ اُن کے باپ کعب بن مالک نے اُن کو خبر دی اُنہوں نے اپنے ایک قرضے کا عبداللہ بن ابی حدرد سے تقاضا کیا خاص مسجد نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے میں سُن لیں، آپ باہر برآمد ہوئے اور حجرے کا پردہ اُٹھایا، کعب کو پکارا، کعب نے کہا یا رسول اللہ حاضر ہوں، آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا آدھا قرض معاف کر دے، کعب نے کہا جو حکم، میں نے معاف کر دیا یا رسول اللہ تب آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا چل اُٹھ اس کا قرضہ ادا کر۔ ف

ف یہ حدیث ابھی اوپر گزر چکی ہے، امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ مسجد میں ضرورت سے آواز بلند کرنا جائز ہے۔

ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو تنبیہ کرتے، مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لئے برآمد ہوئے اور کعب کو آدھا قرض چھوڑ دینے کے لئے فرمایا کہ ان کا غل موقوف ہو۔

بَابُ الْحِلَقِ وَالْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنا اور یوں ہی بیٹھنا۔

۴۶۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: مَا تَرَى فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ؟ قَالَ: مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ، صَلَّى وَاحِدَةً، فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلَّى وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وِتْرًا، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِهِ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن مفضل نے انہوں نے عبید اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ اس وقت منبر پر تھے رات کی نماز (یعنی تہجد) کے باب میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا دو دو رکعت کر کے پڑھو ف۱ پھر جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لے وہ ساری نماز کو طاق کر دیگی؛ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ رات کی نماز کے اخیر میں وتر پڑھا کرو ف۲

ف۱ یعنی ہر دوگانہ کے بعد سلام پھیر۔ ف۲ اس حدیث سے اور آگے کی حدیث سے مسجد میں بیٹھنے کا ثبوت ہوا کیونکہ آپ منبر پر تھے اور صحابہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، یہ باب کا ایک مطلب ہے، اب رہا حلقہ باندھ کر بیٹھنے کا جواز تو وہ ابو واقد کی حدیث سے نکالا جو آگے آتی ہے، اس حدیث سے وتر کی ایک رکعت پڑھنا ثابت ہوتی ہے اس کی بحث انشاء اللہ آگے آئے گی۔

۴۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ: مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ تُوتِرُ لَكَ مَا قَدْ صَلَّيْتَ۔ قَالَ الْوَلِيدُ ابْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَجُلًا نَادَى النَّبِيَّ

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد ابن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (مسجد میں) آپ خطبہ پڑھ رہے تھے اس نے پوچھا رات کی نماز کیونکر پڑھیں آپ نے فرمایا دو دو رکعت پھر جب صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت وتر کی پڑھ لے وہ ساری نماز کو طاق کر دیگی۔ امام بخاری نے کہا ولید بن کثیر نے کہا ف مجھ سے عبید اللہ بن عبداللہ عمری نے بیان کیا ان سے ان کے باپ عبداللہ بن عمرؓ نے کہ ایک شخص نے آنحضرت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے ف۲

ف۱ یہ تعلیق ہے اس کو امام مسلم نے نکالا اس کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ باب کا مطلب کھل جائے۔

ف۲ اس سے مسجد میں بیٹھنا ثابت ہوا۔

۴۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فَجَلَسَ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اُن سے ابو مرہ یزید نے جو عقیل بن ابی طالب کے غلام تھے بیان کیا انہوں نے ابو واقد لیثی حارث بن عوف صحابیؓ سے انہوں نے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے ف۱ اتنے میں تین آدمی آئے دو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مسجد میں) چلے آئے اور ایک وہیں سے چل دیا دو جو آئے تھے ان میں سے ایک نے حلقے میں کچھ خالی جگہ دیکھی وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرے کو جگہ نہ ملی وہ ان لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو (باہر ہی سے) پیٹھ موڑ کر چل دیا تھا جب آپ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا (لوگو) میں تم سے ان تین آدمیوں کا حال بیان کرتا ہوں ان میں سے ایک نے اللہ کے پاس ٹھکانا لیا اللہ نے اس کو جگہ دی اور دوسرے نے (لوگوں میں گھسنے سے) شرم کی اللہ نے بھی اس سے شرم کی ف۲ اور تیسرے نے اللہ کی طرف سے منہ پھیرا اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

ف۱ آپ لوگوں کو دین کی باتیں سنا رہے تھے اور لوگ آپ کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ اس حدیث سے مسجد میں حلقہ باندھنے کا جواز نکلتا ہے، تحصیل علم یا ذکر الٰہی کے لئے، اور مسلم نے جو جابر بن سمرہؓ سے روایت کی وہ اس کے معارض نہیں ہے آپ نے بلا ضرورت حلقے باندھنے پر اعتراض فرمایا۔ ف۲ اس پر اپنی رحمت اتاری اور عذاب سے بچایا حیا اور صفات اللہ کی طرح ایک صفت الٰہی ہے، اہل حدیث صفات کی تاویل نہیں کرتے اور نہ اس کی صفات کو مخلوق کی صفات سے مشابہت دیتے ہیں اور یہی طریقہ ہے تمام سلف کا۔

بَابُ الْإِسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ۔ باب: مسجد میں چت لیٹنا۔

٤٦٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ ابْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذَلِكَ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن زید سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے دیکھا اور اسی سند سے ابن شہاب زہری تک انہوں نے سعید بن مسیب سے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بھی ایسا کرتے تھے ف

ف یعنی مسجد میں چت لیٹتے تھے پاؤں پر پاؤں رکھ کر ایک حدیث میں اس کی ممانعت وارد ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ستر کھلنے کا اندیشہ ہو، تو دونوں حدیثوں میں تخالف نہیں رہا بعضوں نے کہا ممانعت کی حدیث منسوخ ہے۔

بَابُ الْمَسْجِدِ يَكُونُ فِي الطَّرِيقِ مِنْ غَيْرِ ضَرَرٍ بِالنَّاسِ، وَبِهِ قَالَ الْحَسَنُ وَأَيُّوبُ وَمَالِكٌ۔

باب: اگر مسجد رستے میں ہو لیکن لوگوں کو نقصان نہ پہنچے تو کچھ قباحت نہیں، امام حسن بصریؒ اور ایوبؒ اور امام مالکؒ کا یہی قول ہے ف

ف مسجد کا بنانا اپنی ملک میں جائز ہے بالاجماع اور غیر کی ملک میں ممنوع ہے اور راہ میں جائز ہے بشرطیکہ چلنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے، بعضوں نے کہا راہ میں مطلقاً جائز نہیں تو امام بخاریؒ نے اس قول کو رد کیا۔

٤٦٥ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ: عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، ثُمَّ بَدَا لِأَبِي بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، فَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی نے کہا مجھے جب سے ہوش آیا میں نے اپنے ماں باپ کو مسلمان ہی پایا اور ہم پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نہ آئیں صبح اور شام آپ دو وقت تشریف لاتے پھر ابوبکرؓ کے دل میں آیا تو انہوں نے اپنے جلوخانے میں ایک مسجد بنالی وہ وہاں نماز پڑھتے اور قرآن پڑھتے مشرکوں کی عورتیں کھڑی رہ کر سنا کرتیں اُن کے بیٹے بھی سنتے اور تعجب کرتے اور ابوبکرؓ کو تکا کرتے، اور ابوبکرؓ ایک رونے والے آدمی تھے وہ جب قرآن

أَبُوبَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

پڑھتے تو اپنی آنکھوں سے آنسو روک نہ سکتے تھے یہ حال دیکھ کر قریش کے مشرک رئیس گھبرا گئے ف

ف اُن کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں قرآن سُن سُن کر ہماری عورتیں بچے مسلمان نہ ہو جائیں، اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ حضرت صدیقؓ نے جلوخانہ میں جہاں سے رستہ چلتا تھا ایک مسجد بنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کیونکہ آپ ہر روز ان کے پاس آتے جاتے اور آپؐ نے سکوت فرمایا تو معلوم ہوا کہ راستہ پر مسجد بنانا درست ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ السُّوقِ، وَصَلَّى ابْنُ عَوْنٍ فِي مَسْجِدٍ فِي دَارٍ يُغْلَقُ عَلَيْهِمُ الْبَابُ۔

باب: بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا اور عبداللہ بن عوف نے ایک مسجد میں نماز پڑھی جو گھر کے اندر تھی اس کا دروازہ ان پر بند کیا جاتا ف

ف وہ اس کے اندر رہتے اور نماز پڑھا کرتے۔ ابن حجرؒ کہتے ہیں کرمانی نے کہا امام بخاریؒ کو حنفیہ کا رد منظور ہے جو کہتے ہیں کہ گھر میں جہاں لوگوں کو آنے جانے کی اجازت نہ ہو مسجد بنانا جائز نہیں حالانکہ حنفیہ کی کتابوں میں اسکو مکروہ لکھا ہے نہ کہ حرام انتہیٰ

٤٦٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (صَلَاةُ الْجَمِيعِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيئَةً حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ وَتُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ، أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، أَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ)۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے ابو معاویہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جماعت کی نماز گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے ف کیونکہ تم میں سے جب کوئی اچھی طرح وضو کرے اور مسجد میں نماز ہی کے قصد سے جائے تو مسجد میں پہنچنے تک ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور اس کا ایک گناہ میٹ دے گا اور جب وہ مسجد میں پہنچ جائے گا تو جب تک نماز کے لئے رُکا رہے گا اس کو نماز کا ثواب ملتا رہے گا اور جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہے گا جہاں وہ نماز پڑھتا ہے فرشتے اس کے لئے یوں دعا کرتے ہیں یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم کر، جب تک وہ حدث کر کے فرشتوں کو ایذا نہ دے

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ جب بازار میں اکیلے نماز پڑھنا جائز ہے تو جماعت سے بطریقِ اولیٰ جائز ہوگی خصوصًا بازار کی مسجد میں۔

بَابُ تَشْبِيكِ الْأَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ۔

باب: انگلیوں کو قینچی کرنا مسجد وغیرہ میں درست ہے۔

ف تشبیک یعنی انگلیوں کو قینچی کرنے کی ممانعت میں چند حدیثیں وارد ہوئی ہیں امام بخاریؒ نے یہ باب لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ وہ حدیثیں ثابت نہیں ہیں بعضوں نے کہا ممانعت اس پر محمول ہے جب کہ نماز پڑھ رہا ہو یا نماز کا منتظر ہو۔

٤٦٧۔ حَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَوِ ابْنِ عَمْرٍو: قَالَ: شَبَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ، وَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَبِي فَلَمْ أَحْفَظْهُ، فَقَوَّمَهُ لِي وَاقِدٌ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي وَهُوَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو: كَيْفَ بِكَ إِذَا بَقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ بِهٰذَا؟

ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا۔ اُنہوں نے بشر بن مفضل سے کہا ہم سے عاصم بن محمد نے کہا ہم سے واقد بن محمد نے اُنہوں نے اپنے باپ محمد بن زید سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ یا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے (واقد کو شک ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں قینچی کیں اور عاصم بن علی نے کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اپنے باپ محمد بن زید سے سنی وہ مجھ کو یاد نہ رہی تو میرے بھائی واقد نے اس کو درستی سے اپنے باپ سے روایت کیا وہ کہتے تھے عبداللہ ابن عمرو بن عاص نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو چند خراب کوڑا کچرا لوگوں میں رہ جائے گا پھر یہی حدیث بیان کی ف

ف اس حدیث میں آگے یہ ہے کہ نہ اُن کے اقرار کا اعتبار ہوگا نہ اُن میں امانت داری ہوگی، حافظؒ نے کہا عاصم بن علی کی دوسری روایت جو امام بخاریؒ نے معلقاً بیان کی اس کو ابراہیم حربی نے غریب الحدیث میں وصل کیا۔

٤٦٨۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، وَشَبَّكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ)۔

ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے اُنہوں نے ابو بردہ بن عبداللہ بن ابی بردہ سے اُنہوں نے اپنے دادا ابو بردہ سے اُنہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی طرح ہے ایک کو ایک تھامے رہتی ہے اور اپنی انگلیاں قینچی کیں ف

ف عمارت میں ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کو تھامے رہتا ہے ایک اینٹ دوسری اینٹ کو لئے رہتی ہے آپ نے فرمایا مسلمانوں کو بھی آپس میں ایک دوسرے کا زور اور قوت بازو ہونا چاہیئے، ایک مسلمان پر کوئی کافر ستم کرے تو سارے مسلمانوں کو اسکی مدد کے لئے اُٹھنا چاہیئے۔ سبحان اللہ کیا عمدہ نصیحت کی آپ نے انگلیوں میں قینچی کرکے اس کی مثال دی کہ جیسے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے قینچی میں مل جاتی ہیں یوں ہی مسلمانوں کو آپس میں شیر وشکر رہنا چاہیئے۔

---

٤٦٩ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ، قَالَ ابْنُ سِيرِينَ: قَدْ سَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَكِنْ نَسِيتُ أَنَا، قَالَ: فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ إِلَى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَأَنَّهُ غَضْبَانُ، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ، وَوَضَعَ خَدَّهُ الْأَيْمَنَ عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى، وَخَرَجَتِ السَّرَعَانُ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوا: أَقَصُرَتِ الصَّلَاةُ؟ وَفِي الْقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِي يَدَيْهِ طُولٌ يُقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ، فَقَالَ: أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالُوا: نَعَمْ، فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، ثُمَّ

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے نضر بن شمیل نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی شام کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز (ظہر یا عصر کی) محمد بن سیرین نے کہا ابوہریرہؓ نے بیان کیا تھا کہ وہ کونسی نماز تھی لیکن میں بھول گیا ف۱ خیر آپ نے ہم کو دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر ایک لکڑی کی طرف گئے جو مسجد میں آڑی پڑی ہوئی تھی اس پر ٹیکا دیا ایسا معلوم ہوتا تھا آپ غصے میں ہیں اور اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھا اور انگلیوں کو قینچی کیا ف۲ اور اپنا داہنا گال بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا اور جو لوگ جلد باز تھے وہ مسجد کے دروازوں سے پار ہوگئے تب لوگوں نے (آپس میں) کہنا شروع کیا کیا نماز میں کمی ہوگئی اس وقت لوگوں میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے وہ آپ سے بات کرنے میں ڈرے ف۳ اور لوگوں میں ایک شخص وہ بھی تھا جس کے ہاتھ کچھ لمبے تھے اس کو ذوالیدین کہتے تھے وہ بول اُٹھا یا رسول اللہ کیا آپ بھول گئے یا نماز (خدا کی طرف سے) کم ہوگئی آپ نے فرمایا ف۴ نہ میں بھولا نہ نماز کم ہوئی پھر آپ نے (لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر) پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، یہ سن کر آپ آگے بڑھے اور جتنی نماز چھوڑ دی تھی وہ پڑھی پھر سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہا اور (سہو کا) سجدہ کیا معمولی سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا پھر سجدے سے سر اُٹھایا اور اللہ اکبر کہا پھر اللہ اکبر کہہ کے دوسرا

كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَأَلُوهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُولُ نُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: ثُمَّ سَلَّمَ۔

سجدہ کیا معمولی سجدے کی طرح یا اس سے کچھ لمبا پھر سر اُٹھایا اور اللہ اکبر کہا لوگوں نے بہت بار ابن سیرین سے پوچھا کیا آپ نے پھر سلام پھیرا ؎۵ تو وہ کہتے تھے مجھ کو خبر دی گئی کہ عمران بن حصین نے (اس حدیث میں) کہا پھر سلام پھیرا۔

ف پر اتنا یاد ہے کہ تیسرے پہر کی کوئی نماز تھی ظہر یا عصر۔ ف۲ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے۔ ف۳ جتنا کوئی شخص زیادہ مقرب ہوتا ہے اتنا ہی اسکو ڈر اور لحاظ زیادہ ہوتا ہے۔ ف۴ حدیث سے یہ نکلا کہ سہواً بات کر لینے سے یا مسجد سے نکل جانے سے یا نماز کی جگہ سے چلے جانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ورنہ آپ سرے سے نماز پڑھتے حنفیہ اسکے خلاف کہتے ہیں۔ ف۵ یعنی سجدہ سہو کے بعد پھر سلام پھیرا، حنفیہ کا یہی قول ہے اس کی بحث انشاء اللہ آگے آئے گی۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِي عَلَى طُرُقِ الْمَدِينَةِ، وَالْمَوَاضِعِ الَّتِي صَلَّى فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: ان مسجدوں کا بیان جو مدینہ کے رستوں پر (مکہ مدینہ کے درمیان) واقع ہیں اور ان مقاموں کا بیان جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔

۴۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَتَحَرَّى أَمَاكِنَ مِنَ الطَّرِيقِ فَيُصَلِّي فِيهَا، وَيُحَدِّثُ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِيهَا، وَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ، وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي تِلْكَ الْأَمْكِنَةِ، وَسَأَلْتُ سَالِمًا فَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا وَافَقَ نَافِعًا فِي الْأَمْكِنَةِ كُلِّهَا إِلَّا أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا فِي مَسْجِدٍ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ۔

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے فضیل ابن سلیمان نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے اُنہوں نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا وہ (مکہ مدینہ کے) رستے میں کئی جگہوں کو ڈھونڈ کر وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کہ اُن کے باپ عبداللہ بن عمرؓ وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مقاموں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ وہ ان مقاموں میں نماز پڑھا کرتے تھے اور میں نے سالم سے ان مقاموں کو پوچھا تو اُنہوں نے سارے وہی مقام بتلائے جو نافع نے کہے تھے فقط شرف الروحا کی مسجد میں دونوں نے اختلاف کیا۔

ف شرف الروحا ایک مقام ہے مدینہ سے چھتیس میل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باب میں یہ فرمایا ہے کہ یہ جنت کی ایک وادی ہے اور مجھ سے پہلے ستر پیغمبر وہاں نماز پڑھ چکے ہیں اور حضرت موسیٰؑ بھی حج یا عمرے کا احرام

باندھے ہوئے وہاں سے گذرے تھے۔ حافظ نے کہا عبداللہ بن عمرؓ ان مقاموں کو بطور تبرک کے ڈھونڈتے اور وہاں نماز پڑھتے، اُن کا تشدد اتباع سنت میں مشہور ہے اور حضرت عمرؓ نے ایسے مقاموں کے ڈھونڈنے سے اس لئے منع کیا کہ ایسا نہ ہو لوگ آگے چل کر اس کو ضروری سمجھنے لگیں اور عتبان کی حدیث سے بھی یہ نکلتا ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت لینا درست ہے۔ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔

---

٤٧١ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ يَعْتَمِرُ، وَفِي حَجَّتِهِ حِينَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِي مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَكَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوٍ - كَانَ فِي تِلْكَ الطَّرِيقِ - أَوْ فِي حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ، هَبَطَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ، فَإِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي عَلَى شَفِيرِ الْوَادِي الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثَمَّ، حَتَّى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْأَكَمَةِ الَّتِي عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ، كَانَ ثَمَّ خَلِيجٌ يُصَلِّي عَبْدُ اللَّهِ عِنْدَهُ فِي بَطْنِهِ كُثُبٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّي، فَدَحَا فِيهِ السَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ حَتَّى دَفَنَ ذَلِكَ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُصَلِّي فِيهِ، وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَيْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِيرُ الَّذِي دُونَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِشَرَفِ

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے اُنہوں نے نافع سے اُن سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرے کے قصد سے جاتے اسی طرح حجۃ الوداع میں جب حج کی نیت سے گئے تو ذوالحلیفہ میں ف۱ اس ببول کے درخت کے تلے اُترے جہاں اب ذوالحلیفہ کی مسجد ہے اور آپ جب جہاد سے یا حج اور عمرے سے (مدینہ کو) واپس آتے اور اس رستے میں ہوتے تو وادیٔ عقیق کے نشیب میں اُترتے جب وہاں سے اُوپر چڑھتے تو اپنی اونٹنی کو بطحاء ف۲ میں بٹھاتے جو وادی کے کنارے پورب کی طرف ہے۔ پچھلی رات کو وہاں آرام لیتے صبح تک، یہ مقام، اس مسجد کے پاس نہیں ہے جو پتھر سے بنی ہے اور نہ اس ٹیلے پر جس پر مسجد ہے وہاں ایک گہرا نالہ تھا، عبداللہ بن عمرؓ اس کے پاس نماز پڑھا کرتے اس کے نشیب میں (ریت کے) ٹیلے تھے ف۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں نماز پڑھا کرتے تھے لیکن نالے کی رَو نے (پانی کے بہاؤ نے) وہاں کنکریاں بہائیں اور اس مقام کو پاٹ دیا جہاں عبداللہ بن عمرؓ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے یہ بھی بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی جہاں اب چھوٹی مسجد ہے اس مسجد کے قریب جو شرف الروحاء میں ہے ف۴ اور عبداللہ بن عمرؓ اس جگہ کا پتہ بتلاتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی کہتے تھے کہ وہ جگہ جب تو

الرَّوْحَاءِ، وَقَدْ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِي كَانَ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ثَمَّ عَنْ يَمِينِكَ حِينَ تَقُومُ فِي الْمَسْجِدِ تُصَلِّي، وَذَلِكَ الْمَسْجِدُ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيقِ الْيُمْنَى وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ الْأَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ أَوْ نَحْوُ ذَلِكَ، وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي إِلَى الْعِرْقِ الَّذِي عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ، وَذَلِكَ الْعِرْقُ انْتِهَاءُ طَرَفِهِ عَلَى حَافَةِ الطَّرِيقِ دُونَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمُنْصَرَفِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ، وَقَدِ ابْتُنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي فِي ذَلِكَ الْمَسْجِدِ، كَانَ يَتْرُكُهُ عَنْ يَسَارِهِ وَوَرَاءَهُ وَيُصَلِّي أَمَامَهُ إِلَى الْعِرْقِ نَفْسِهِ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يَرُوحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتَّى يَأْتِيَ ذَلِكَ الْمَكَانَ فَيُصَلِّي فِيهِ الظُّهْرَ وَإِذَا أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ فَإِنْ مَرَّ بِهِ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ أَوْ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتَّى يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُونَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَمِينِ الطَّرِيقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيقِ فِي مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتَّى يُفْضِيَ مِنْ أَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيلَيْنِ، وَقَدِ انْكَسَرَ أَعْلَاهَا

مسجد میں نماز پڑھے تو تیرے داہنے ہاتھ کی طرف پڑتی ہے اور یہ (چھوٹی) مسجد داہنی راہ کے کنارے واقع ہے مکہ کو جاتے ہوئے اس میں اور بڑی مسجد میں ایک پتھر کی مار کا فاصلہ ہے یا اس سے کچھ کم زیادہ اور عبداللہ بن عمرؓ اس چھوٹی پہاڑی کی طرف نماز پڑھتے جو روحاء کے اخیر کنارے پر ہے اور یہ پہاڑی وہاں ختم ہوتی ہے جہاں رستے کا کنارہ ہے اس مسجد کے قریب جو اس کے اور روحاء کے آخری حصے کے بیچ میں ہے مکہ کو جاتے ہوئے اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے عبداللہ بن عمرؓ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کو اپنے بائیں طرف اور پیچھے چھوڑ دیتے تھے اور اس کے آگے نماز پڑھتے تھے خود پہاڑی کی طرف اور عبداللہ دوپہر ڈھلنے کے بعد روحاء سے چلتے پھر ظہر کی نماز جب تک اس مقام پر نہ پہنچتے نہیں پڑھتے جب وہاں پہنچتے تو ظہر پڑھتے اور جب مکہ سے (مدینہ کو) آتے ہوتے اور صبح ہونے سے گھڑی بھر پیشتر وہاں پہنچتے یا اخیر سحری کے وقت تو وہاں اُتر پڑتے فجر کی نماز وہیں پڑھتے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے درخت کے تلے اُترتے جو رویثہ کے پاس ہے رستے کے داہنی طرف اور رستے کے سامنے کشادہ نرم ہموار جگہ میں یہاں تک کہ اس ٹیلے سے پار ہو جاتے جو رویثہ کے رستے سے دو میل کے قریب ہے اس درخت کا اُوپر کا حصہ ٹوٹ گیا ہے اور بیچ میں سے دوہرا ہو کر جڑ پر کھڑا ہے اور اس کی جڑ میں بہت سارے ریتی کے ٹبے (ٹیلے) ہیں۔ اور عبداللہ ابن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ٹبے کے کنارے پر

فَانْثَنَى فِي جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلَى سَاقٍ وَفِي سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيرَةٌ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي طَرَفِ تَلْعَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْعَرْجِ، وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذَلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ أَوْ ثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُورِ رَضْمٌ مِنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَمِينِ الطَّرِيقِ عِنْدَ سَلِمَاتِ الطَّرِيقِ، بَيْنَ أُولَئِكَ السَّلِمَاتِ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَرُوحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ أَنْ تَمِيلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ فِي ذَلِكَ الْمَسْجِدِ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ فِي مَسِيلٍ دُونَ هَرْشَى، ذَلِكَ الْمَسِيلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ قَرِيبٌ مِنْ غَلْوَةٍ، وَكَانَ عَبْدُ اللهِ يُصَلِّي إِلَى سَرْحَةٍ هِيَ أَقْرَبُ السَّرَحَاتِ إِلَى الطَّرِيقِ، وَهِيَ أَطْوَلُهُنَّ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيلِ الَّذِي فِي أَدْنَى مَرِّ الظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِينَةِ حِينَ يَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ يَنْزِلُ فِي بَطْنِ ذَلِكَ الْمَسِيلِ عَنْ يَسَارِ الطَّرِيقِ وَأَنْتَ ذَاهِبٌ إِلَى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيقِ إِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

نماز پڑھی جہاں سے پانی اُترتا ہے عرج کے پیچھے ف٦ ہضبہ کو جاتے ہوئے ف اس مسجد کے پاس دو تین قبریں ہیں اُن قبروں پر تلے اوپر پتھر رکھے ہوئے ہیں رستے سے داہنی طرف اُن بڑے پتھروں کے پاس جو رستے پر ہیں ان کے بیچ میں عبداللہ بن عمرؓ دوپہر کو سورج ڈھلنے کے بعد عرج سے چلتے پھر ظہر کی نماز اُس مسجد میں پڑھتے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن بڑے درختوں کے پاس اُترے جو رستہ سے بائیں طرف ہرشا کے نالے پر واقع ہیں ف۸ یہ نالہ ہرشا کے کنارے سے مل گیا ہے اُس میں اور رستے میں ایک تیر کی مار کا فاصلہ ہے، اور عبداللہ ابن عمرؓ اس بڑے درخت کی طرف نماز پڑھتے جو سب درختوں میں رستے سے زیادہ نزدیک ہے اور سب سے اُونچا ہے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نالے میں اُترا کرتے جو مرالظہران کے نشیب میں ہے (جس کو اب بطن مرو کہتے ہیں) مدینہ کے سامنے پڑتا ہے صفراوات سے اُترتے وقت ف۹ آپ اس نالے کے نشیب میں اُترتے رستے سے بائیں طرف مکہ کو جاتے ہوئے آپ جہاں اُترا کرتے تھے اس میں اور رستے میں ایک ہی پتھر کے مار کا فاصلہ ہوتا۔ اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوای میں اُترا کرتے (وہ ایک مقام کا نام ہے) اور رات کو صبح تک وہیں رہتے۔ صبح کی نماز پڑھ کر مکہ میں آتے اور ذی طوای میں آپ ایک سخت ٹیکری پر نماز پڑھتے یہ وہ جگہ نہیں ہے جہاں اب مسجد بن گئی ہے بلکہ اس سے نیچے اتر کر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى وَيَبِيتُ حَتَّى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ، وَمُصَلَّى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ، وَلَكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْأَكَمَةِ، وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْأَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْأَكَمَةِ عَشَرَةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا، ثُمَّ تُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ۔

ایک سخت ٹیکری ہے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ نے نافع سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کی طرف رُخ کیا جو آپ کے اور لمبے پہاڑ کے بیچ میں تھا کعبہ کی طرف تو عبداللہ نے اس مسجد کو جو وہاں بن گئی ہے اس مسجد کے بائیں طرف کیا جو ٹیکری کے کنارے پر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ اس سے نیچے ہے کالی ٹیکری پر ٹیکری سے دس ہاتھ چھوڑ کر یا اس سے کچھ کم زیادہ وہاں نماز پڑھے تو تیرا رُخ پہاڑ کے دونوں کناروں کی طرف ہوگا، یعنی اس پہاڑ کے جو تیرے اور کعبے کے بیچ میں پڑے گا ف۱



ف۱ ذوالحلیفہ ایک مقام ہے مشہور جہاں سے مدینہ والے احرام باندھتے ہیں ف۲ بطحاء کہتے ہیں اس مقام کو جہاں سے وادی کا پانی بہ کر جاتا ہے اور وہاں باریک باریک کنکریاں جمع ہو جاتی ہیں ف۳ ٹبہ دکن کی زبان میں چھوٹے چھوٹے ٹیلوں ٹیکروں کو کہتے ہیں۔ شرف الروحاء کا بیان ابھی گذر چکا۔ ف۵ رویثہ ایک گاؤں ہے مدینہ سے سترہ فرسخ پر۔ ف۶ عرج ایک گاؤں ہے رویثہ سے تیرہ چودہ میل پر۔ ف۷ ہضبہ وہ پہاڑ ہے جو زمین پر پھیلا ہو بعضوں نے کہا یعنی چٹان۔ ف۸ ہرشا ایک پہاڑ ہے مدینہ اور شام کے رستوں کے ملاپ پر حجفہ کے قریب۔ ف۹ صفراوات وہ نالے اور پہاڑ جو مر الظہران کے بعد آتے ہیں، مر الظہران ایک مشہور مقام ہے۔

ف۱۰ امام بخاریؒ نے یہ نو حدیثیں ایک ہی اسناد سے بیان کیں اب ان مسجدوں کا پتہ ہی نہیں چلتا نہ وہ درخت اور نشان باقی ہیں، رہے نام اللہ کا البتہ مسجد ذوالحلیفہ اور مسجد روحاء کو وہاں کے رہنے والے پہچانتے ہیں۔

بَابٌ سُتْرَةُ الإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَهُ۔

باب : امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی کفایت کرتا ہے ف۱

ف یعنی مقتدیوں کو علیحدہ سترہ لگانا ضروری نہیں۔

٤٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کہا میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا ان دنوں میں عمر و جوانی کے قریب تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے لیکن دیوار آپ کے سامنے نہ تھی میں تھوڑی صف کے سامنے سے نکل گیا پھر گدھی سے اُترا اس کو چرنے کو چھوڑ دیا اور میں صف میں مل گیا (نماز پڑھنے لگا) کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا ف

ف بظاہر اس سے باب کا مطلب نہیں نکلتا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ میدان میں بغیر سترہ کے نماز نہ پڑھتے جیسے آگے حدیثوں میں آتا ہے کہ آپ کے لئے برچھی گاڑی جاتی تو گمان غالب یہ ہے کہ اس وقت بھی آپ کے سامنے سترہ ہوگا پس باب کا مطلب ثابت ہو گیا کہ امام کا سترہ مقتدیوں کو بھی کافی ہے۔

٤٧٣- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ، فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ۔

ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ ابن نمیر نے کہا ہم سے عبیداللہ بن عمرؓ نے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن (نماز کے لئے) نکلتے تو اپنے خادم کو برچھہ لے کے چلنے کا حکم دیتے وہ آپ کے سامنے گاڑا جاتا آپ اس طرف نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے رہتے اور سفر میں بھی آپ ایسا ہی کرتے امیروں نے اسی وجہ سے برچھہ ساتھ رکھنے کی عادت کر لی ہے ف

ف اب تو جب بادشاہ یا کسی رئیس کی سواری نکلتی ہے تو برچھہ بردار بہت سے ساتھ رہتے ہیں افسوس برچھہ رکھنا تو سیکھ لیا اور نماز جو اسلام کی بڑی نشانی تھی اس کا خیال چھوڑ دیا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

٤٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ بِالْبَطْحَاءِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے اُنہوں نے اپنے باپ وہب بن عبداللہ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطحاء میں ف۱ لوگوں کو نماز پڑھائی اور آپ کے سامنے گانسی گاڑی گئی تھی ف۲ آپ نے (سفر کی وجہ سے) ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں آپ کے سامنے سے عورتیں گدھے نکل رہے تھے ف۳۔

ف۱ بطحاء وہ میدان جو مکہ سے باہر ہے اس کو ابطح بھی کہتے ہیں۔ ف۲ عنزہ وہ لکڑی جس کے نیچے پھل ہوتا ہے برچھے میں اوپر کی طرف سے پھل ہوتا ہے عنزہ کو ہمارے ملک میں گانسی یا گانسی دار لکڑی کہتے ہیں۔ ف۳ یعنی لکڑی کے اس پار ہمارے امام احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں کہ اگر سترہ نہ ہو اور نمازی کے سامنے سے کالا کتا نکل جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور گدھے اور عورت کے باب میں مجھ کو شک ہے لیکن شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ نماز کسی چیز کے سامنے نکل جانے سے نہیں ٹوٹتی۔

بَابُ قَدْرِكَمْ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْمُصَلِّي وَالسُّتْرَةِ؟

باب: نمازی اور سترے میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیئے۔

٤٧٥۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلٍ قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالعزیز ابن ابی حازم نے انہوں نے اپنے باپ ابوحازم سلمہ بن دینار سے اُنہوں نے سہل بن سعد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاں نماز پڑھا کرتے وہاں آپ میں اور دیوار میں اتنا فاصلہ رہتا کہ ایک بکری نکل جائے۔

٤٧٦۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوزُهَا۔

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے اُنہوں نے سلمہ بن اکوع سے کہا مسجد نبوی کی دیوار اور منبر میں اتنا فاصلہ تھا کہ ایک بکری نکل جائے ف۱

ف۱ اور محراب تو آپ کی مسجد میں تھی نہیں اور آپ منبر کے بازو میں برابر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ سے بھی دیوار تک اتنا ہی فاصلہ رہے گا کہ ایک بکری نکل جائے باب کا یہی مطلب ہے، بلال رضی کی حدیث میں ہے کہ آپ نے کعبہ میں نماز پڑھائی، آپ میں اور دیوار میں تین ہاتھ کا فاصلہ تھا علماء نے کہا ہے کہ نمازی جہاں تک ہوسکے سترہ کے قریب رہے۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد میں محراب اور منبر بنانا سنت نہیں ہے محراب تو بالکل نہ ہونی چاہیئے اور منبر

لکڑی کا علیحدہ رکھنا چاہیئے، ہمارے زمانے میں یہ بلا عموماً پھیل گئی ہے ہر مسجد میں محراب اور منبر چونے اینٹ سے بناتے ہیں۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْحَرْبَةِ۔

باب: برچھی کی طرف نماز پڑھنا۔

٤٧٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرْكَزُ لَهُ الْحَرْبَةُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اُنہوں نے عبید اللہ بن عمر سے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برچھا گاڑا جاتا آپ اس کی طرف نماز پڑھتے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْعَنَزَةِ۔

باب: گانسی دار لکڑی کی طرف نماز پڑھنا۔

٤٧٨ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: (خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، وَالْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ يَمُرُّونَ مِنْ وَرَائِهَا)۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے کہا میں نے اپنے باپ ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ سے سُنا اُنہوں نے کہا آنحضرتؐ دوپہر کو برآمد ہوئے ہم پر، پھر وضو کا پانی لایا گیا آپؐ نے وضو کیا اور ظہر و عصر کی نماز پڑھائی ۱؎ آپ کے سامنے ایک گانسی دار لاٹھی تھی اور عورتیں اور گدھے اس کے پرے جا رہے تھے۔

۱؎ ظہر اور عصر کو جمع کیا، ظہر کے وقت میں، اس کو جمع تقدیم کہتے ہیں۔

٤٧٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَاذَانُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ تَبِعْتُهُ أَنَا وَغُلَامٌ، وَمَعَنَا عُكَّازَةٌ أَوْ عَصًا أَوْ عَنَزَةٌ وَمَعَنَا إِدَاوَةٌ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ نَاوَلْنَاهُ الْإِدَاوَةَ)۔

ہم سے محمد بن حاتم بن بزیع نے بیان کیا کہا ہم سے شاذان بن عامر نے اُنہوں نے شعبہ بن حجاج سے اُنہوں نے عطاء بن ابی میمونہ سے اُنہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے سُنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت کے لئے نکلتے تو میں اور ایک اور لڑکا آپ کے پیچھے جاتے ہمارے پاس گانسی ہوتی یا لاٹھی یا برچھی اور پانی کی چھاگل، جب آپ حاجت سے فارغ ہوتے تو ہم چھاگل آپ کو دے دیتے۔

بَابُ السُّتْرَةِ بِمَكَّةَ وَغَيْرِهَا۔

باب : سُترہ مکہ میں اور دوسرے مقاموں میں ف

ف امام بخاری کی غرض اس بات سے یہ ہے کہ سترہ لگانا ہر جگہ لازم ہے مکہ میں بھی اور بعضے حنابلہ کہتے ہیں کہ مکہ میں نمازی کے سامنے سے گذرنا جائز ہے شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک ہر جگہ منع ہے امام بخاریؒ کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے عبدالرزاق نے ایک حدیث نکالی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام میں بغیر سترہ کے نماز پڑھتے، امام بخاریؒ نے اس حدیث کو ضعیف سمجھا۔

۴۸۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْهَاجِرَةِ فَصَلَّى بِالْبَطْحَاءِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَنَصَبَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةً وَتَوَضَّأَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے حکم بن عتیبہ سے اُنہوں نے ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ سے اُنہوں نے کہا ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو برآمد ہوئے اور بطحاء میں ظہر اور عصر کی ف دو دو رکعتیں پڑھائیں اور اپنے سامنے ایک برچھی کھڑی کی اور وضو کیا تو لوگ آپؐ کے وضو کا پانی (برکت کے لئے) اپنے بدن پر ملنے لگے۔

ف بطحاء مکہ کی پتھریلی زمین، تو حدیث سے ثابت ہوا کہ مکہ میں بھی سترہ لگانا چاہیئے اور اس کا رد ہوا جو کہتا ہے کہ جب کعبہ کے سامنے ہو تو کسی چیز کو سترہ نہیں بنا سکتے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْأُسْطُوَانَةِ، وَقَالَ عُمَرُ: الْمُصَلُّونَ أَحَقُّ بِالسَّوَارِي مِنَ الْمُتَحَدِّثِينَ إِلَيْهَا، وَرَأَى عُمَرُ رَجُلًا يُصَلِّي بَيْنَ أُسْطُوَانَتَيْنِ فَأَدْنَاهُ إِلَى سَارِيَةٍ، فَقَالَ: صَلِّ إِلَيْهَا۔

باب : ستون کی آڑ میں نماز پڑھنا اور حضرت عمرؓ نے کہا ف کہ نمازی لوگ ستون کے زیادہ حقدار ہیں بات چیت کرنے والوں سے اور حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھتے دیکھا تو اس کو پکڑ کر ایک ستون کے نزدیک کر دیا اور کہا وہاں نماز پڑھ

ف اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا، مطلب یہ ہے کہ خالی بات چیت کرنے والے بھی تکیہ دینے کے لئے ستون چاہتے ہیں اور نمازی بھی لیکن نمازی اس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ نمازی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور وہ زٹل قافیہ اُڑانا۔

۴۸۱۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَاكَ تَتَحَرَّى

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے اُنہوں نے کہا میں سلمہ بن اکوعؓ (صحابی) کے ساتھ (مسجد نبوی میں) آتا اور وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھتے جہاں قرآن شریف رکھا رہتا ف ایک بار میں نے کہا ابو مسلم (یہ سلمہ کی کنیت ہے) تم کو میں دیکھتا ہوں اس ستون کے

الصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا۔

پاس قصد کرکے نماز پڑھتے ہو (اس کی کیا وجہ ہے) اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قصد کرکے اس کے سامنے نماز پڑھا کرتے تھے۔

ف۱ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں قرآن شریف ایک صندوق میں رکھا رہتا مسجد نبوی کے ایک ستون کے پاس، اس ستون کو أسطوانۃ المصحف یعنی قرآن کا ستون کہا کرتے۔

۴۸۲۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ۔ وَزَادَ شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَنَسٍ حَتَّى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے اُنہوں نے عمرو بن عامر سے اُنہوں نے انس بن مالک سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا مغرب کی اذان کے وقت وہ ستونوں کی طرف لپکتے ف۱ اور شعبہ نے اس حدیث میں عمرو بن عامر سے اُنہوں نے انسؓ سے اتنا زیادہ کہا ہے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے برآمد ہوں ف۲

ف۱ کہ ستون کو سترہ بنا کر مغرب کی سنتیں ادا کرلیں ف۲ شعبہ کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الاذان میں وصل کیا۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَيْنَ السَّوَارِي فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ۔

باب: دو ستونوں کے بیچ میں اگر اکیلا ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے ف

ف کیونکہ جماعت میں ستونوں کے بیچ میں کھڑے ہونے سے صف میں خلل پیدا ہوگا۔ بعضوں نے کہا ہر حال میں دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ انسؓ کی حدیث میں جس کو حاکم نے نکالا اس کی ممانعت وارد ہے امام بخاریؒ نے یہ بات لاکر اس طرف اشارہ کیا کہ وہ ممانعت اسی حال میں ہے جب کہ جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو۔

۴۸۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، وَبِلَالٌ فَأَطَالَ ثُمَّ خَرَجَ، كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ دَخَلَ عَلَى أَثَرِهِ، فَسَأَلْتُ بِلَالًا: أَيْنَ صَلَّى؟ قَالَ: بَيْنَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمرؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر گئے اور (آپ کے ساتھ) اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ (کلید بردار) اور بلال، تو آپ دیر تک اندر رہے پھر باہر نکلے اور میں سب لوگوں سے پہلے آپ کے پیچھے ہی وہاں آیا میں نے بلال سے پوچھا آپ نے کہاں

الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ)۔ نماز پڑھی اُنہوں نے کہا آگے کے جو دو ستون ہیں انکے بیچ میں ف

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے معلوم ہوا کہ آدمی اکیلا نماز پڑھنا چاہے تو دو ستونوں کے بیچ میں پڑھ سکتا ہے۔

٤٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ، وَمَكَثَ فِيهَا، فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ، مَا صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ، وَعَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ، وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى، وَقَالَ لَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ، وَقَالَ: عَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور (آپ کے ساتھ) اسامہ بن زید اور بلال اور عثمان ابن طلحہ حجبی بھی تھے عثمان نے کعبہ کا دروازہ آپ پر بند کر دیا۔ آپ وہاں ٹھیرے رہے جب آپ باہر نکلے تو میں نے بلالؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر کیا کیا اُنہوں نے کہا ایک ستون کو تو بائیں طرف اپنے کیا اور ایک کو دائیں طرف اور تین ستونوں کو اپنے پیچھے کی طرف اور اُن دنوں میں خانۂ کعبہ کے اندر چھ ستون تھے پھر آپ نے نماز پڑھی، امام بخاریؒ نے کہا اور ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا مجھ سے امام مالکؒ نے یہ حدیث یوں بیان کی اور دو ستونوں کو اپنی داہنی طرف کیا ف

ف یہی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب خانۂ کعبہ چھ ستونوں پر تھا تو ایک طرف خواہ مخواہ دو ستون ہیں گے اور ایک طرف ایک، امام احمد اور اسحاق اور اہلِ حدیث کا یہی مذہب ہے کہ اکیلا شخص ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن ستونوں کے بیچ میں صف باندھنا مکروہ ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ نے اس کو جائز رکھا ہے تسہیل القاری میں ہے کہ ہمارے امام احمد بن حنبل کا مذہب حق ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ کو اس مسئلہ میں شاید ممانعت کی حدیثیں نہیں پہنچیں، واللہ اعلم۔

بَابٌ

باب:

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشَى قِبَلَ وَجْهِهِ وَحِينَ

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے ابوضمرہ انس بن عیاض نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے اُنہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب کعبے کے اندر جاتے تو سیدھے منہ کے سامنے چلے جاتے اور کعبے کے دروازے

يَدْخُلُ، وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهِ، فَمَشَى حَتَّى يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهِ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِ أَذْرُعٍ صَلَّى، يَتَوَخَّى الْمَكَانَ الَّذِي أَخْبَرَهُ بِهِ بِلَالٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِيهِ، قَالَ: وَلَيْسَ عَلَى أَحَدٍ نَا بَأْسٌ إِنْ صَلَّى فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ

کو پیٹھ کے پیچھے کرتے آگے بڑھ جاتے یہاں تک کہ وہ دیوار جو اُن کے منہ کے سامنے ہوتی تین ہاتھ کے قریب فاصلہ پر رہ جاتی، وہاں نماز پڑھتے اور اس جگہ قصد کر کے نماز پڑھتے جہاں بلال رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر ہم میں سے کوئی کعبے کے جس کونے میں چاہے نماز پڑھے ف۱

ف۱ بشرطیکہ منہ کعبے کی دیوار کی طرف رہے اور اسی لئے آپ نے داخلے کے وقت دروازہ بند کرا دیا، اگر دروازہ کھلا رہے اور کوئی شخص دروازے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو نماز درست نہ ہوگی، اس حدیث کا تعلق باب سے یوں ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس مقام میں قصد کر کے نماز پڑھتے تھے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تو ضرور دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھتے ہوں گے اور یہی ترجمۂ باب ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِيرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ۔

باب: اونٹنی اور اونٹ اور درخت اور پالان کی طرف نماز پڑھنا۔

۴۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا، قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ؟ قَالَ: كَانَ يَأْخُذُ هَذَا الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهُ فَيُصَلِّي إِلَى أَخَرَتِهِ، أَوْ قَالَ مُؤَخَّرِهِ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَفْعَلُهُ۔

ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے اُنہوں نے عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اپنی اونٹنی کو آڑا بٹھاتے پھر اس کی طرف نماز پڑھتے عبیداللہ نے کہا میں نے نافع سے پوچھا جب اونٹ مست ہوتے تو آپ کیا کرتے اُنہوں نے کہا پالان لیتے اس کو سامنے سیدھا رکھتے اور اس کی پچھلی لکڑی کی طرف نماز پڑھتے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا کیا کرتے ف۱

ف۱ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اونٹ کو اونٹنی پر قیاس کیا اور درخت کو پالان پر کیونکہ پالان کی لکڑی آخر درخت ہی کا ایک جزو ہے۔

بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى السَّرِيرِ۔

باب: چارپائی پر یا چارپائی کی طرف نماز پڑھنا۔

۴۸۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے جریر

قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ؟ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيرِ فَيَجِيءُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّي فَأَكْرَهُ أَنْ أُسَنِّحَهُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيرِ حَتَّى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي۔

بن عبدالحمید نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے انہوں نے کہا تم لوگوں نے ہم کو کتے گدھے کے برابر کر دیا واہ میں نے اپنے تئیں دیکھا چارپائی پر لیٹی رہتی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور چارپائی کے بیچ میں آجاتے (یا چارپائی کو اپنے اور قبلے کے بیچ میں کر لیتے) پھر نماز پڑھتے مجھے آپ کے سامنے پڑا رہنا برا معلوم ہوتا تو میں پائینتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے باہر نکل جاتی ف۲۔

ف جو کہتے ہو کہ عورت کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے کتے گدھے کے سامنے نکل جانے سے۔

ف۲ فیتوسط السریر کا ترجمہ اکثر لوگوں نے یوں کیا ہے کہ آپ چارپائی کے بیچ میں آجاتے وہاں نماز پڑھتے، اس صورت میں اس حدیث کو سترے کے بابوں سے کوئی تعلق نہ ہوگا مگر امام بخاری نے جو روایت باب الاستیذان میں نکالی اس میں صاف یہ مذکور ہے کہ آپ نماز پڑھتے اور چارپائی آپ کے اور قبلے کے بیچ میں ہوتی تو فیتوسط السریر کا ترجمہ یوں ہوگا کہ آپ چارپائی کو اپنے اور قبلے کے بیچ میں کر لیتے۔

بَابٌ يَرُدُّ الْمُصَلِّي مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَرَدَّ ابْنُ عُمَرَ فِي التَّشَهُّدِ وَفِي الْكَعْبَةِ، وَقَالَ إِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُقَاتِلَهُ قَاتَلَهُ۔

باب: اگر کوئی نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو اس کو روکے (آدمی ہو یا جانور) اور عبداللہ بن عمر رضی نے التحیات پڑھتے وقت روکا ف اور کعبے میں بھی ف۲ اور کہا اگر وہ بے لڑے نہ مانے تو اس سے لڑے۔

ف اس کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے نکالا۔ ف۲ اس کو ابونعیم نے کتاب الصلوٰۃ میں وصل کیا اس سے ان لوگوں کا رد منظور ہے جو کعبے میں نمازی کے سامنے سے گذرنا معاف جانتے ہیں۔

٤٨٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٤٨٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالوارث نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن عبید نے انہوں نے حمید بن ہلال سے انہوں نے ابوصالح ذکوان سے کہ ابوسعید خدری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوسری سند اور ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن مغیرہ نے کہا ہم سے حمید بن ہلال عدوی نے کہا ہم سے

ابْنُ هِلَالٍ الْعَدَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يُصَلِّي إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ، فَأَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَدَفَعَ أَبُو سَعِيدٍ فِي صَدْرِهِ فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَعَادَ لِيَجْتَازَ فَدَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ أَشَدَّ مِنَ الْأُولَى فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ، وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ خَلْفَهُ عَلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ: مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِيكَ يَا أَبَا سَعِيدٍ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: (إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)۔

ابو صالح ذکوان سمان نے انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدریؓ کو دیکھا وہ جمعہ کے دن لوگوں سے کچھ آڑ کئے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، ابومعیط کے بیٹوں میں سے ایک جوان (ولید) نے اُن کے سامنے سے گذرنا چاہا ابوسعیدؓ نے اُس کے سینے پر ایک گھونسا دیا اس نے دیکھا تو اور کوئی راہ نہ پائی مگر انہیں کے سامنے سے پھر نکلنا چاہا تو ابوسعیدؓ نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے ایک گھونسا لگایا اس نے ابوسعید کو گالی دی اور پھر مروان کے پاس پہنچا ابوسعیدؓ نے جو کیا تھا اس کی شکایت کی اور ابوسعیدؓ بھی اسکے پیچھے ہی مروان کے پاس جا پہنچے ف مروان نے کہا ابوسعید یہ تجھ اور تیرے بھتیجے میں کیا جھگڑا ہے ابوسعید نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے تم میں سے جب کوئی لوگوں سے آڑ کر کے اس طرف نماز پڑھے پھر کوئی اس کے سامنے سے نکلنا چاہے (یعنی آڑ کے اندر) تو اس کو روکے) اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے ف

ف مروان مدینہ کا حاکم تھا معاویہ کی طرف سے مگر اس زمانہ میں ولید مدینہ میں نہ تھا تو شاید ولید کا لڑکا مراد ہوگا ۔ بعضی روایتوں میں یوں ہے کہ یہ گذرنے والا مروان کا بیٹا یا اس کا کوئی رشتہ دار تھا۔ ف۲ کہتے ہیں اگر کسی طرح نہ مانے اور نمازی اس کو قتل کر ڈالے تو اس پر قصاص لازم نہ ہوگا نہ دیت دینی ہوگی بعضوں نے کہا لڑنے سے یہ مراد ہے کہ سختی سے روکے نہ کہ ہتھیار سے لڑنا۔

بَابُ إِثْمِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي۔

باب : نمازی کے سامنے سے گذر جانے کا گناہ

۴۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالنضر سالم بن ابی امیہ سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے انہوں نے بسر بن سعید سے کہ زید بن خالد نے ان کو ابوجہیم عبداللہ انصاری کے پاس

يَسْأَلُهُ: مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي، فَقَالَ أَبُو جُهَيْمٍ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)، قَالَ أَبُو النَّضْرِ: لَا أَدْرِي أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً.

بھیجا ان سے یہ پوچھنے کو کہ انہوں نے نمازی کے سامنے سے نکل جانے والے کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے ابوجہیم نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر نمازی کے سامنے سے نکل جانے والا یہ جانتا ہو کہ اس کو کیا عذاب ہوگا تو چالیس تک اس کو کھڑا رہنا اس کے سامنے سے نکل جانے سے بہتر معلوم ہوتا۔ ابوالنضر نے کہا مجھ کو یاد نہیں رہا بسر بن سعد نے چالیس دن کہے یا چالیس مہینے یا چالیس برس ف۱

ف۱ ابن حبان اور ابن ماجہ کی روایت میں سو برس ہیں بزار کی روایت میں چالیس خریف ہیں، نمازی کے سامنے سے گذرنا حرام ہے بعضوں نے کہا گناہ کبیرہ ہے اختلاف ہے کہ سامنے کی حد کہاں تک ہے بعضوں نے کہا تین ہاتھ بعضوں نے کہا ایک پتھر کی مار تک بعضوں نے کہا سجدے کے مقام تک۔

بَابُ اسْتِقْبَالِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ فِي صَلَاتِهِ وَهُوَ يُصَلِّي، وَكَرِهَ عُثْمَانُ أَنْ يُسْتَقْبَلَ الرَّجُلُ وَهُوَ يُصَلِّي، وَإِنَّمَا هَذَا إِذَا اشْتَغَلَ بِهِ، فَأَمَّا إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِهِ فَقَدْ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: مَا بَالَيْتُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يَقْطَعُ صَلَاةَ الرَّجُلِ.

باب: ایک شخص نماز پڑھ رہا ہو دوسرا اس کی طرف منہ کرکے بیٹھے تو کیسا ہے اور حضرت عثمانؓ نے اس کو مکروہ جانا کہ نمازی کے سامنے منہ کرکے بیٹھے ف۱ امام بخاریؒ نے کہا یہ کراہت جب ہے کہ نمازی کا دھیان بٹے، اگر اس کا دھیان نہ بٹے تو زید بن ثابت نے کہا مجھے اس کی کچھ پروا نہیں اس لئے کہ مرد کی نماز مرد سے نہیں ٹوٹتی ف۲

ف۱ حافظ نے کہا حضرت عثمان کا یہ اثر تو مجھ کو کسی کتاب میں نہیں ملا البتہ ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت عمرؓ سے اس کی کراہت نقل کی تو شاید غلطی سے بجائے حضرت عمرؓ کے حضرت عثمانؓ کا نام لکھا گیا اور حضرت عثمانؓ سے تو اس کی عدم کراہت منقول ہے۔ ف۲ گو اس کی طرف منہ کرکے بیٹھے۔

٤٩٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ فَقَالُوا: يَقْطَعُهَا الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ، قَالَتْ: لَقَدْ جَعَلْتُمُونَا كِلَابًا،

ہم سے اسمٰعیل بن خلیل نے بیان کیا کہا ہم سے علی بن مسہر نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے مسلم بن صبیح سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے ان کے سامنے ان چیزوں کا ذکر ہوا جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لوگوں نے کہا کتے اور گدھے اور عورت کے سامنے آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے انہوں نے کہا تم نے ہم کو کتا

لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَإِنِّي لَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ عَلَى السَّرِيرِ، فَتَكُونُ لِي الْحَاجَةُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا، وَعَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ۔

بنا دیا میں نے تو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں آپؐ کے قبلے کے بیچ میں چارپائی پر پڑی رہتی پھر مجھے کچھ کام ہوتا تو میں آپ کے سامنے منہ کرنا برا جانتی ف میں (پائینتی سے) آہستہ سے کھسک جاتی۔ اس حدیث کو اعمش نے ابراہیم سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے بھی ایسا ہی روایت کیا۔

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے نماز پڑھنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے منہ کرنا برا جانا مگر عورت کی اور بات ہے مرد کی اور بات ہے، باب کا ترجمہ تو یہ تھا کہ مرد مرد کی طرف نماز میں منہ کرے تو کیسا ہے بعضوں نے کہا جب حضرت عائشہؓ کا نماز میں سامنے پڑا رہنا مضر نہ ہوا تو مرد کا مرد کے سامنے منہ کرنا کیونکر مضر ہوگا۔ اس سے ترجمہ باب نکل آیا۔

بَابُ الصَّلَاةِ خَلْفَ النَّائِمِ۔

باب: سوتے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۴۹۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں (آپ کے سامنے) بچھونے پر آڑی سوتی پڑی ہوتی ف جب آپ وتر پڑھنے لگتے تو مجھ کو جگا دیتے میں وتر پڑھ لیتی۔

ف جب عورت کا نمازی کے سامنے سوتا رہنا مضر نہ ہوا تو مرد کا بطریق اولیٰ مضر نہ ہوگا اور باب کا مطلب بخوبی ثابت ہوگیا۔

بَابُ التَّطَوُّعِ خَلْفَ الْمَرْأَةِ۔

باب: عورت کے پیچھے نفل نماز پڑھنا ف

ف یعنی عورت سامنے پڑی ہو سو رہی ہو یا جاگتی ہو اور کوئی اس کی آڑ میں نماز پڑھے تو یہ درست ہے اگلے باب سے یہ مطلب نکل آیا تھا مگر اس میں سوتی پڑی کا ذکر ہے اور اس میں یہ صراحت ہے کہ حضرت عائشہؓ کبھی جاگتیں بھی لیکن آپ نماز پڑھتے رہتے، امام مالکؒ نے اس کو مکروہ سمجھا ہے ان کا قول اس حدیث سے رد ہوگیا۔

۴۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالنضر سے جو عمر بن عبیداللہ کے غلام تھے انہوں نے ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف

ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ۔

سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں اُنہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سوتی رہتی اور میرے پاؤں آپ کے قبلے میں ہوتے جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو ہاتھ سے مجھ کو چھو دیتے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی پھر جب آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی ان دنوں گھروں میں چراغ بھی نہ تھے ف

ف اگر چراغ ہوتے تو حضرت عائشہؓ آپ کو دیکھ کر کہ سجدہ کرنا چاہتے ہیں بغیر آپ کے دبانے پاؤں سمیٹ لیتیں۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ۔

باب : اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی ف

ف یعنی کسی چیز کا سامنے سے جانا عورت ہو یا گدھا یا کتا اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اس طرف گئے ہیں کہ کالے کتے کے سامنے جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور چیزوں کے سامنے نکلنے سے نہیں ٹوٹتی۔

۴۹۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، ذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ: الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: شَبَّهْتُمُونَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ، وَاللهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةٌ فَتَبْدُو لِي الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابراہیم نخعی نے اُنہوں نے اسود ابن یزید سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے۔ دوسری سند اعمش نے کہا مجھ سے مسلم بن صبیح نے اُنہوں نے مسروق سے روایت کی اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُن کے سامنے ذکر آیا کہ نماز کتے یا گدھے یا عورت کے سامنے آنے سے ٹوٹ جاتی ہے اُنہوں نے کہا تم نے ہم کو گدھوں اور کتوں کی طرح سمجھا خدا کی قسم میں نے تو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے اور میں چارپائی پر آپ کے اور قبلے کے درمیان لیٹی رہتی پھر مجھے کوئی کام ہوتا تو میں (آپ کے سامنے) بیٹھ کر آپ کو تکلیف دینا بُرا جانتی تو چارپائی کی پائینتی سے میں کھسک کر نکل جاتی۔

---

۴۹۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَمَّهُ عَنِ الصَّلَاةِ يَقْطَعُهَا شَيْءٌ؟ فَقَالَ لَا يَقْطَعُهَا شَيْءٌ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَإِنِّي لَمُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ۔

ہم سے اسحٰق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی کہا ہم کو ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ) نے انہوں نے اپنے چچا ابن شہاب زہری سے پوچھا کیا نماز کو کوئی چیز توڑتی ہے انہوں نے کہا نہیں کوئی چیز نماز کو نہیں توڑتی مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی کہتی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھتے اور (تہجد کی) نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلے کے بیچ میں اپنے گھر کے بچھونے پر آڑی پڑی رہتی ف

ف جو لوگ عورت کا سامنے سے نکل جانا ناقضِ صلوٰۃ کہتے ہیں (وہ کہتے ہیں) کہ اس حدیث سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں حضرت عائشہؓ کا سامنے سے گذرنا مذکور نہیں ہے بلکہ سامنے پڑے رہنا ہے اہلِ ظاہر کا یہی قول ہے کہ عورت اور گدھے اور کتے کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور ایک جماعتِ صحابہؓ جیسے انسؓ اور ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ إِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيرَةً عَلَى عُنُقِهِ فِي الصَّلَاةِ۔

باب: نماز پڑھتے میں چھوٹی بچی کو اپنی گردن پر بٹھا لینا (جائز ہے)

۴۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ سے انہوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے انہوں نے ابو قتادہ (حارث ابن ربعی) انصاری صحابی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامہ اپنی نواسی کو اُٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جو حضرت زینبؓ آپ کی صاحبزادی اور ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس (آپ کے داماد) کی بیٹی تھیں جب آپ سجدہ کرتے تو ان کو زمین پر بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے ان کو اُٹھا لیتے ف

ف معلوم ہوا نماز میں چھوٹی لڑکی کو اُٹھائے رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور بچے کا اُٹھا لینا پھر بٹھا دینا ایسا عمل نہیں جس سے نماز ٹوٹ جائے، ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ ظہر اور عصر کی نماز میں کیا اور امامہ کو گردن پر بٹھائے ہوئے ہماری امامت کی۔

بَابٌ إِذَا صَلَّى إِلَى فِرَاشٍ فِيهِ حَائِضٌ.

باب: اپنے بچھونے کی طرف نماز پڑھنا جس پر کوئی حیض والی عورت پڑی ہو۔

٤٩٦ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ قَالَتْ: كَانَ فِرَاشِي حِيَالَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُبَّمَا وَقَعَ ثَوْبُهُ عَلَيَّ وَأَنَا عَلَى فِرَاشِي.

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے انہوں نے ابو اسحاق شیبانی سے اُنہوں نے عبد اللہ بن شداد بن ہاد سے اُنہوں نے کہا میری خالہ اُم المومنین میمونہؓ بنت حارث نے بیان کیا کہ میرا بچھونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز کے بازو میں رہتا کبھی ایسا ہوتا کہ (نماز پڑھتے میں) آپ کا کپڑا میرے بدن پر پڑ جاتا میں اپنے بچھونے پر رہتی ف۱

ف۱ یعنی حیض کی حالت میں جیسے آگے کی روایت میں اس کی تصریح آتی ہے۔

---

٤٩٧ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَيْمُونَةَ تَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ نَائِمَةٌ فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي ثَوْبُهُ وَأَنَا حَائِضٌ.

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے کہا ہم سے ابو اسحاق سلیمان بن فیروز شیبانی نے کہا ہم سے عبد اللہ بن شداد بن ہاد نے اُنہوں نے کہا میں نے اُم المومنین میمونہؓ سے سُنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے میں آپ کے پہلو میں سوتی رہتی جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے چھو جاتا اور میں حیض سے ہوتی ف۱

ف۱ ان دونوں حدیثوں سے یہ نکلا کہ حائضہ عورت کے بچھونے کے پاس نماز درست ہے اور ترجمۂ باب میں الی کا لفظ ہے یعنی بچھونے کی طرف تو شاید اِلیٰ عام ہے خواہ بچھونا سامنے ہو یا بازو میں داہنی طرف یا بائیں طرف۔

بَابٌ هَلْ يَغْمِزُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ عِنْدَ السُّجُودِ لِكَيْ يَسْجُدَ؟

باب: کیا مرد سجدہ کرتے وقت اپنی عورت کا بدن چھو سکتا ہے سجدہ کے لئے۔

٤٩٨ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: بِئْسَمَا عَدَلْتُمُونَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ،

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے عبید اللہ عمری نے کہا ہم سے قاسم بن محمد نے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے لوگوں سے کہا تم نے بہت بُرا کیا جو ہم کو کتے اور گدھے

لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ غَمَزَ رِجْلَيَّ فَقَبَضْتُهُمَا۔

کے برابر کر دیا میں نے تو خود اپنے تئیں دیکھا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قبلے کے بیچ میں لیٹی رہتی اور آپ نماز پڑھتے رہتے جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو میرے پاؤں چھو دیتے میں ان کو سمیٹ لیتی ف

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر نمازی کا کچھ بدن بھی عورت سے لگ جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی یہ حدیث کئی بار او پر گذر چکی ہے

بَابُ الْمَرْأَةِ تَطْرَحُ عَنِ الْمُصَلِّي شَيْئًا مِنَ الْأَذَى۔

باب: عورت اگر نمازی کے بدن پر سے کچھ پلیدی وغیرہ پھینک دے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

۴۹۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّورَمَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ، إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى هَذَا الْمُرَائِي؟ أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزُورِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيءُ بِهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ؟ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ، فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ، وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ

ہم سے احمد بن اسحٰق السرماری نے بیان کیا کہا ہم سے عبیداللہ ابن موسیٰ نے کہا ہم سے اسرائیل نے انہوں نے ابو اسحٰق (عمرو بن عبداللہ) سے انہوں نے عمرو بن میمون سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک بار ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے پاس کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کے کافر اپنی مجلسوں میں بیٹھے تھے اتنے میں ایک کافر ان میں سے بولا (ابوجہل ملعون) تم اس ریاکار کو نہیں دیکھتے (بھائی) تم میں کوئی ایسا ہے جو فلاں لوگوں کی کاٹی ہوئی اونٹنی کے پاس جائے اس کا گوبر خون بچہ دان اٹھالائے پھر اس کو دیکھتا رہے جب یہ سجدہ کرے تو اس کے مونڈھوں کے بیچ میں رکھ دے۔ یہ سن کر ان میں بڑا بدبخت (عقبہ بن ابی معیط ملعون) کھڑا ہوا (اور یہ سب چیزیں لے کر آیا) جب آپ سجدہ میں گئے تو وہ سب (نجاست) آپ کے مونڈھوں کے بیچ میں رکھ دی آپ تو برابر سجدے ہی میں پڑے رہے (سر نہیں اٹھایا) وہ ٹھٹے مارنے لگے مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر جھک جاتے تھے ایک جانے والا حضرت فاطمہؓ کے پاس گیا ف وہ چھوٹی لڑکی تھیں یہ سن کر بھاگتی آئیں اس وقت تک آپ سجدے ہی میں پڑے رہے انہوں نے وہ سب

تَسُبُّهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، ثُمَّ سَمَّى اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ ابْنَ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدَ ابْنَ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً۔

آپ کی پیٹھ پر سے اُٹھا کر پھینک دیا اور کافروں کی طرف متوجہ ہوئیں اُن کو بُرا کہنے لگیں خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکے تو دُعا کرنے لگے یا اللہ قریش سے سمجھ لے، یا اللہ تو قریش سے سمجھ لے، یا اللہ تو قریش سے سمجھ لے اس کے بعد آپ نے نام بنام یوں دُعا کی یا اللہ عمرو بن ہشام ابوجہل سے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور اُمیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید (ان سب مردوں سے) سمجھ لے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا قسم خدا کی میں نے بدر کے دن ان لوگوں کو مَرا پڑا دیکھا (ان کی لاشیں رکتوں کی طرح) بدر کے کنوئیں میں کھینچ کر ڈال دی گئیں بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کنوئیں والوں پر لعنت بھی پیچھے سے اُتاری گئی ف۲

ف۱ کہتے ہیں یہ عبداللہ بن مسعودؓ تھے ف۲ یعنی دنیا میں تو یوں مُردار ہوتے آخرت میں اور زیادہ ذلیل وخوار ہوں گے۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ عورت نمازی کے بدن سے پلیدی وغیرہ پڑ جاتے تو اس کو دُور کر سکتی ہے اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا

كتاب مواقيت الصّلاة

کتاب نماز کے وقتوں کی ف۱

ف۱ کتاب اور باب کے مضمون میں یہ فرق ہے کہ کتاب میں مطلق اوقات مذکور ہیں خواہ فضیلت کے وقت ہوں یا کراہت کے اور باب میں وہ وقت مذکور ہیں جن میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

بَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ وَفَضْلِهَا

وَقَوْلِهِ۔ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا۔ وَقَّتَهُ عَلَيْهِمْ۔

باب، نماز کے وقتوں اور ان کی فضیلت کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے (سورۂ نساء میں) فرمایا مسلمانوں پر نماز موقوت فرض کی گئی ہے یعنی اس کا وقت اُن کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے ف۱

ف۱ تو وقت سے خارج کرنا کسی حال میں جائز نہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تلوار چل رہی ہو اور ٹھہرنے کی مہلت نہ ہو جب بھی نماز اپنے وقت پر پڑھ لینا چاہیئے۔ جناب امام حسین علیہ السلام نے ایسے وقت میں بھی نماز کو قضا نہیں کیا اور آپ کا مبارک سر عین سجدے میں کاٹا گیا۔ امام مالکؒ کے نزدیک ایسے سخت وقت میں نماز میں تاخیر کرنا چاہیئے ان کی دلیل خندق کی حدیث ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نمازوں میں تاخیر کی۔

۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: مَا هَذَا يَا مُغِيرَةُ؟ أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرِيلَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فَصَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا اُنہوں نے کہا میں نے امام مالکؒ کو پڑھ کر سنایا اُنہوں نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے ف۱ ایک دن (عصر کی نماز میں) دیر کی (اتنی کہ مستحب وقت گذر گیا) تو عروہ بن زبیر اُن کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک دن عراق کے ملک میں نماز میں دیر کی ف۲ تو ابو مسعود انصاری (صحابی عقبہ بن عمرو) اُن کے پاس گئے اور کہنے لگے مغیرہ یہ تم کیا کرتے ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ (معراج کی صبح کو) حضرت جبریل علیہ السلام (نماز سکھانے کے لئے) اُترے اُنہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر اُنہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر اُنہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی پھر اُنہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی

فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: بِهٰذَا أُمِرْتُ، فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ: اعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهِ، أَوَ إِنَّ جِبْرِيلَ هُوَ أَقَامَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلَاةِ؟ قَالَ عُرْوَةُ: كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ۔

پڑھی پھر اُنہوں نے نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑھی ف۳ پھر جبرئیل نے کہا مجھ کو ایسا ہی حکم ہوا (یعنی ان وقتوں میں نماز پڑھنے کا) عمر بن عبدالعزیزؒ نے عروہ سے کہا ذرا سمجھ لو تم جو حدیث بیان کرتے ہو کیا جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نماز کے وقت مقرر کئے ف۴ عروہ نے کہا بشیر بن ابی مسعود اپنے باپ سے ایسے ہی روایت کرتے تھے عروہ نے کہا (خیر اس کو جانے دو) مجھ سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جب دھوپ اُن کے حجرے ہی میں رہتی ابھی اوپر نہ چڑھتی ف۵

ف۱ جو ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے اور بنی امیہ کے تمام حکام میں ایک یہی عادل اور متبع سنّت تھے۔ ف۲ عراق عرب کے اس ملک کو کہتے ہیں جس کا طول عبادان سے موصل تک اور عرض قادسیہ سے حلوان تک ہے مغیرہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے وہاں کے حاکم تھے۔ ف۳ یعنی پانچوں نمازیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پڑھ کر دکھلائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ کے بعد ہی پڑھیں کسی نماز میں دیر نہیں کی، دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام امام تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی تھے تو مطلب یہ ہو گا کہ نماز کا ہر جزو آپ نے حضرت جبرئیل کے بعد ادا کیا جیسے مقتدی اپنے امام کے بعد ادا کرتا ہے۔ ف۴ شاید عمر بن عبدالعزیزؒ کو اس کی خبر نہ ہو گی کہ نماز کے اوقات حضرت جبرئیلؑ نے بتلائے تھے اس لئے اُنہوں نے عروہ کی روایت میں شبہ کیا عروہ نے بیان کر دیا کہ اُنہوں نے ابو مسعودؓ کی یہ حدیث ان کے بیٹے بشیر بن ابی مسعود سے سُنی ہے ف۵ اس سے بھی عروہ نے یہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز جلد پڑھا کرتے تھے ورنہ جب آفتاب بہت جھک جاتے تو دھوپ ایسے چھوٹے حجرے میں جیسے حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا نیچے کیونکر رہ سکتی ہے دیواروں پر چڑھ جائے گی۔

بَابٌ - مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ -

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۃ روم میں) یہ فرمانا: خدا کی طرف رجوع ہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو ٹھیک کرتے رہو اور مشرک مت بنو ف۱

ف۱ امام بخاریؒ کی غرض اس آیت کے لانے سے یہ ہے کہ نماز ترک کرنے سے آدمی کا ایمان ناقص ہو جاتا ہے اور اس کا شمار مشرکوں میں ہو جاتا ہے گو حقیقۃً وہ مشرک نہیں ہوتا۔ حدیث سے بھی یہی ثابت کیا کہ نماز ایمان میں داخل ہے اور توحید کے بعد نماز دین کے سب کاموں میں اہم ہے، اس آیت سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو تارک الصلوٰۃ کو کافر کہتے ہیں۔

۵۰۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادٌ (هُوَ ابْنُ عَبَّادٍ) عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: إِنَّا مِنْ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ رَبِيعَةَ وَلَسْنَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا، فَقَالَ: آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا إِلَيَّ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالنَّقِيرِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے عباد بن عباد بصری نے انہوں نے ابو جمرہ (نصر بن عمران) سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا عبدالقیس (قبیلے) کے لوگ ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم ربیعہ (قبیلے) کی ایک شاخ ہیں اور ہم آپ تک فقط ادب کے مہینے (رجب) میں پہنچ سکتے ہیں ف۲ تو ہم کو ایسی بات بتلائیے جس پر ہم خود عمل کریں اور جو لوگ ہمارے پیچھے (اپنے ملک میں) ہیں ان کو بھی اس پر عمل کرنے کو کہیں، آپ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں جن کا حکم دیتا ہوں وہ یہ ہیں اللہ پر ایمان لانا پھر کھول کر اُن سے بیان کیا یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور نماز درستی سے ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور جو کچھ کافروں سے لُوٹ میں کماؤ اس کا پانچواں حصہ میرے پاس داخل کرو اور میں تم کو منع کرتا ہوں کدو کے تونبے اور سبز لاکی مرتبان سے اور روغنی برتن اور کُریدے ہوئے لکڑی کے برتن سے۔

ف۱ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔ ف۲ کیونکہ دوسرے مہینوں میں مضر کے کافر جو رستہ میں حائل تھے ان کو آنے نہیں دیتے تھے جیسے دوسری روایت میں ہے۔

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ۔

باب: نماز کو درستی سے پڑھنے پر بیعت لینا۔

۵۰۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا ہم سے قیس ابن ابی حازم نے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کو ٹھیک کرنے پر اور زکوٰۃ دینے پر اور ہر مسلمان کے خیر خواہ رہنے پر بیعت کی ف

ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے بعد نماز پر بیعت لیتے تھے کیونکہ نماز ساری بدنی عبادات میں اہم ہے پھر زکوٰۃ پر جو ساری مالی عبادات میں اہم ہے ان کے بعد پھر ہر شخص کے مناسب جو بات ہوتی اس کو بیان کرتے جریر اپنی قوم کے سردار تھے ان کو عام خیر خواہی کی نصیحت کی عبدالقیس کے لوگ سپاہ پیشہ تھے ان کو پانچواں حصہ داخل کرنے کی نصیحت کی۔

بَابٌ الصَّلَاةُ كَفَّارَةٌ ۔

باب : نماز گناہوں کا اُتار ہے ۔

۵۰۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ : حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ : سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ قَالَ : كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ ؟ قُلْتُ : أَنَا كَمَا قَالَهُ ، قَالَ : إِنَّكَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيءٌ ، قُلْتُ : فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ ، تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ وَالنَّهْيُ ، قَالَ : لَيْسَ هَذَا أُرِيدُ ، وَلَكِنِ الْفِتْنَةُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ الْبَحْرُ ، قَالَ : لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا ، قَالَ أَيُكْسَرُ أَمْ يُفْتَحُ ؟ قَالَ : يُكْسَرُ ، قَالَ إِذًا لَا يُغْلَقُ أَبَدًا ، قُلْنَا : أَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ ؟ قَالَ : نَعَمْ كَمَا أَنَّ دُونَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ ، إِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيثٍ لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ فَأَمَرْنَا مَسْرُوقًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ : الْبَابُ عُمَرُ ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اُنہوں نے سلیمان بن مہران اعمش سے اُنہوں نے کہا مجھ سے شقیق بن سلمہ نے بیان کیا کہا میں نے حذیفہ بن یمان رضؓ صحابی سے سُنا اُنہوں نے کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اُنہوں نے (لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر) پوچھا تم میں سے کس کو فتنوں کے باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ یاد ہے میں نے کہا مجھ کو جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی یاد ہے، اُنہوں نے کہا تم تو آنحضرتؐ پر یا بات کرنے پر دلیر ہو ف۱ میں نے کہا بات یہ ہے کہ آدمی کو جو فتنہ اس کے گھر بار یا مال یا اولاد یا ہمسایوں سے پہنچتا ہے ف۲ وہ تو نماز، روزے، صدقے، اچھی بات کا حکم کرنے، بُری بات کے منع کرنے سے اُتر جاتا ہے ف۳ حضرت عمرؓ نے کہا میں اس فتنے کو نہیں پوچھتا میں تو وہ فتنہ پوچھتا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح اُمنڈ آئیگا ف۴ میں نے کہا اس سے تمہیں کیا ڈر اے امیر المومنین تمہارے اور اس فتنے کے بیچ میں تو ایک بند دروازہ ہے حضرت عمرؓ نے کہا بتلاؤ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا میں نے کہا توڑا جائے گا اُنہوں نے کہا پھر تو کبھی بند ہی نہ ہوگا شقیق نے کہا ہم لوگوں نے حذیفہ سے پُوچھا کیا عمرؓ اس دروازے کو پہچانتے تھے اُنہوں نے کہا بیشک جیسے اس کا یقین تھا کہ آج کی رات کل کے دن سے قریب ہے۔ میں نے اُن سے ایک حدیث بیان کی جو اٹکل پچو بات نہ تھی شقیق نے کہا ہم حذیفہ سے یہ پوچھنے کو ڈرے کہ دروازہ سے کیا مراد ہے ہم نے مسروق سے کہا تو اُنہوں نے پُوچھا حذیفہ نے کہا دروازہ خود عمرؓ ہیں ف۵

ف۱ یہ راوی کو شک ہے یوں کہا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی آپ کی حدیث بیان کرنے میں دلیر ہو یا یُوں کہا تم حدیث بیان کرنے میں دلیر ہو تم کو ڈر نہیں لگتا۔ ف۲ ان کی محبت میں خدا کو بھول جاتا ہے عبادت سے غافل رہتا ہے ۔ ف۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ ہے ۔ ف۴ اس میں ہزار ہا آدمی مبتلا ہو جائیں گے یعنی ایک عالمگیر فتنہ ۔ ف۵ حضرت عمرؓ کو گو یہ بات معلوم تھی مگر پھر ڈر کی وجہ سے حذیفہ سے بھی پُوچھ لیا ، اور دروازہ ٹوٹنے سے حذیفہ کا یہ مطلب تھا کہ آپ شہید ہوں گے اور آپ کی شہادت سے فتنوں کا دروازہ جو بند تھا کُھل جائے گا ۔ سبحان اللہ حضرت عمرؓ کی بھی کیا ذات تھی جب تک

زندہ رہے مجال کیا تھی کوئی چوں کرے موافق مخالف سب تھراتے رہے، حضرت عثمانؓ کا رعب لوگوں پر ایسا نہ تھا جیسا حضرت عمرؓ کا، ان کی خلافت میں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور طرح طرح کے فساد پھوٹ اٹھے آج تک یہ فساد چلے جاتے ہیں، اللہ رافضیوں کو ہدایت کرے جو حضرت عمرؓ کے سے حامی اسلام اور حافظ مسلمین کو برا جانتے ہیں جن کے طفیل سے اب تک اسلام کا نام قائم ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

٥٠٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللهُ- أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ- فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلِي هٰذَا؟ قَالَ: لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ-

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے انہوں نے سلیمان تیمی سے انہوں نے ابو عثمان عبدالرحمٰن بن مل نہدی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک شخص نے ف ایک انصاری عورت ف۲ کا بوسہ لے لیا (جماع نہیں کیا) پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اپنا قصور بیان کیا (نادم ہوا) اس وقت اللہ تعالیٰ نے (سورۃ ہود کی) یہ آیت اتاری اور اے پیغمبر! دن کے دونوں کناروں (یعنی صبح اور شام) اور رات کے وقتوں میں نماز پڑھا کر بیشک نیکیاں برائیوں کو میٹ دیتی ہیں، وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہ کیا یہ حکم خالص میرے لئے ہے آپ نے فرمایا نہیں میری ساری امت کے لئے ہے ف۳

ف ان کا نام ابوالیسر ابوحیہ کعب بن عمرو انصاری تھا یا ابن معتب یا ابومقبل عامر بن قیس انصاری یا نبہان تمار یا عباد۔ ف۲ حافظ نے کہا اس عورت کا نام مجھ کو معلوم نہیں ہوا۔ ف۳ یہیں سے ترجمہ باب نکلا کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، قسطلانی نے کہا اس آیت میں برائیوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں جیسے حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا-

باب: نماز کو وقت پر پڑھنے کی فضیلت۔

٥٠٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيدُ ابْنُ الْعَيْزَارِ أَخْبَرَنِي قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ، وَأَشَارَ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ سے ولید بن عیزار کوفی نے انہوں نے کہا میں نے ابوعمرو سعد بن ایاس شیبانی سے سنا وہ کہتے تھے ہم سے اس گھر والے نے بیان کیا اور عبداللہ بن مسعودؓ کا گھر بتلایا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا کام اللہ کو بہت پسند ہے آپ نے فرمایا

أحبُّ إلى اللهِ؟ قال: الصَّلاةُ على وقتِها، قال: ثمَّ أيٌّ؟ قال: ثمَّ بِرُّ الوالِدَيْنِ، قال: ثمَّ أيٌّ؟ قال: الجهادُ في سَبيلِ اللهِ، قال: حدَّثني بهنَّ رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ ولو استزدتُه لزادني،

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا میں نے پوچھا پھر کونسا کام فرمایا پھر ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا، میں نے پوچھا پھر کونسا کام فرمایا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، ابن مسعودؓ نے کہا آنحضرتؐ نے یہ باتیں بیان کیں اگر میں اور پوچھتا تو آپ اور زیادہ بیان فرماتے ف

ف دوسری حدیثوں میں جو اور کاموں کو افضل تبلایا ہے وہ اس کے خلاف نہیں، آپ ہر شخص کی حالت اور استعداد اور لیاقت دیکھ کر اس کے لئے جو کام سب سے افضل ہوتا وہ بیان فرماتے دوسرے وقت اور موقع کا ہی لحاظ ہونا چاہیئے مثلاً جب کافر غلبہ کریں تو جہاد سب کاموں سے افضل ہوگا یا جب قحط اور گرانی ہو لوگوں کو کھانے کی احتیاج ہو تو کھانا کھلانا سب سے افضل ہوگا۔

بابٌ الصَّلَواتُ الخَمْسُ كَفَّارَةٌ۔

باب: پانچوں نمازیں جب کوئی ان کو جماعت سے یا اکیلے اپنے وقت پر پڑھے تو وہ گناہوں کا اتار ہوجائینگی ف

ف بعضے نسخوں میں یہ ترجمہ باب نہیں، حافظ نے کہا یہ ترجمہ اگلے ترجمہ کی نسبت خاص ہے۔

۵۰۶۔ حدَّثنا إبراهيمُ بنُ حمزةَ قال: حدَّثني ابنُ أبي حازمٍ والدَّراورديُّ، عن يزيدَ بنِ عبدِ اللهِ، عن محمدِ بنِ إبراهيمَ، عن أبي سلمةَ بنِ عبدِ الرَّحمنِ، عن أبي هريرةَ أنَّه سمعَ رسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّمَ يقولُ: أرأيتُمْ لو أنَّ نهرًا ببابِ أحدِكم يغتسلُ فيهِ كلَّ يومٍ خمسًا، ما تقولُ ذلكَ يُبقي من دَرَنِهِ؟ قالوا لا يُبقي من دَرَنِهِ شيئًا، قال: فذلكَ مِثْلُ الصَّلَواتِ الخَمْسِ يمحو اللهُ بهِ الخطايا

ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم اور عبدالعزیز بن محمد دراوردی نے ان دونوں نے یزید بن عبداللہ بن ہاد سے انہوں نے محمد بن ابراہیم تیمی سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے بھلا بتلاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر پانی کی نہر بہتی ہو وہ ہر روز پانچ بار اس میں نہایا کرے تم کیا سمجھتے ہو یہ پانچ بار ہر روز نہانا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رکھے گا لوگوں نے کہا نہیں ذرا بھی میل نہیں رکھنے کا آپ نے فرمایا پس یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے، اللہ ان کی وجہ سے گناہ میٹ دے گا ف۔

ف پانچ وقت نماز پڑھنا گویا پروردگار کی دریائی رحمت و کرم میں نہانا ہے گناہوں کا میل باقی نہیں چھوڑنے کا۔

بَابُ تَضْيِيعِ الصَّلَاةِ عَنْ وَقْتِهَا۔

٥٠٧۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ عَنْ غَيْلَانَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيلَ: الصَّلَاةُ قَالَ: أَلَيْسَ صَنَعْتُمْ مَا صَنَعْتُمْ فِيهَا،

باب : نماز کو برباد کرنا یعنی بے وقت پڑھنا۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل تبوذکی نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی ابن میمون نے اُنہوں نے غیلان بن جریر سے اُنہوں نے انسؓ سے اُنہوں نے کہا میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کی اب کوئی بات نہیں دیکھتا لوگوں نے کہا نماز تو ہے اُنہوں نے کہا نماز میں بھی جو تم نے کر رکھا ہے وہ کر رکھا ہے ف۱

ف۱ انسؓ نے یہ اُس وقت کہا جب حجاج ظالم نے نماز میں دیر کی تم نے جو کر رکھا ہے یعنی نماز کو بھی اپنے وقت میں ادا نہیں کرتے تو نماز ہی گویا باقی نہیں رہی گویا انسؓ کے عہد میں تو بادشاہ اور امیر نماز پڑھتے تھے مگر دیر میں اور بے وقت، اب تو یہ حال ہے کہ جس مسلمان کو سو دو سو کوڑی ماہوار ہو جاتی ہے وہ اپنے تئیں فرعون بے سامان سمجھ کر مسجد ہی آنا عیب جانتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمیں است کہ ابنہا دارند   وائے گر در پئے امروز بود فردائے

اور پھر لطف یہ کہ اسی قسم کے مسلمان جو کبھی قبلے کی طرف اوندھے بھی نہیں گرتے مسلمانوں اور اسلام کی ترقی چاہتے ہیں اور مصلح قوم بننے کی ہوس رکھتے ہیں ؎

تو کارِ زمیں را نکو ساختی   کہ با آسمان نیز پرداختی

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ أَبُو عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ أَخُو عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِدِمَشْقَ وَهُوَ يَبْكِي فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ: لَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ إِلَّا هَذِهِ الصَّلَاةَ وَهَذِهِ الصَّلَاةُ قَدْ ضُيِّعَتْ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ نَحْوَهُ۔

ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن واصل ابوعبیدہ حداد (لوہار) نے اُنہوں نے عثمان بن ابی رواد سے جو عبدالعزیز بن رواد کے بھائی ہیں اُنہوں نے کہا میں نے زہری سے سُنا وہ کہتے تھے میں دمشق میں (جو ایک شہر ہے شام میں) انس بن مالکؓ کے پاس گیا وہ رو رہے تھے میں نے پوچھا کیوں (خیر تو ہے) کیوں روتے ہو؟ اُنہوں نے کہا میں نے جو چیزیں (آنحضرت کے عہد میں) دیکھیں ان میں سے اب کوئی چیز نہیں پاتا مگر نماز وہ نماز بھی برباد ہو گئی ف۱ اس حدیث کو بکر بن خلف نے بھی روایت کیا ف۲ کہا ہم سے محمد بن بکر برسانی نے بیان کیا کہا ہم سے عثمان بن ابی رواد نے بیان کیا یہی حدیث نقل کی۔

ف۱ وقت گذر جانے کے بعد لوگ پڑھتے ہیں، انسؓ حجاج ظالم کی جو عراق کا حاکم تھا ولید بن عبدالملک ابن مروان سے جو خلیفۂ وقت

تھا شکایت کرنے گئے تھے۔ اللہ اکبر جب انسؓ کے زمانے میں یہ حال تھا تو ولئے برحال ہمارے زمانے کے، اب تو توحید سے لے کر شروع عبادات تک لوگوں نے نئی باتیں اور نئے اعتقادات تراش لئے ہیں جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں سان گمان بھی نہ تھا اور اگر کوئی اللہ کا بندہ آنحضرتؐ اور صحابہ کرام کے طریق کے موافق چلتا ہے اس پر طرح طرح کی تہمتیں رکھی جاتی ہیں کوئی کہتا ہے مجسمہ ہے کوئی کہتا ہے مشبہ کوئی کہتا ہے وہابی ہے کوئی کہتا ہے لا مذہب ہے۔
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ ف۲ بکر بن خلف کی روایت کو اسمٰعیل نے وصل کیا۔

بَابٌ الْمُصَلِّيْ يُنَاجِي رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

باب: نمازی (گویا) اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے ف۱

ف۱ اس حدیث کی مناسبت اس کتاب سے یہ ہے کہ نماز ایک بڑا عمدہ مرتبہ ہے نمازی کے لئے کہ اپنے مالک سے سرگوشی کا درجہ حاصل ہوتا ہے تو نمازی کو چاہیئے کہ اس کا خیال رکھے وقت پر ادا کرے۔

۵۰۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَتْفِلَنَّ عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عبداللہ دستوائی نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب نماز پڑھتا ہے تو اپنے مالک سے سرگوشی کرتا ہے اس کو چاہیئے کہ داہنی طرف نہ تھوکے بلکہ اپنے بائیں پاؤں کے تلے تھوک لے۔

۵۰۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا يَبْسُطْ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ، وَإِذَا بَزَقَ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے کہا ہم سے قتادہ نے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سجدہ سیدھی طرح پر کرو ف۱ اور کوئی تم میں سے کتے کی طرح اپنی دونوں باہیں زمین پر نہ بچھائے اور جب تھوکنا چاہے تو اپنے سامنے اور داہنی طرف نہ تھوکے کیونکہ وہ (نماز میں) اپنے مالک سے سرگوشی کر رہا ہے۔ اور سعید نے جو قتادہ سے ف۲ روایت کی اس میں یوں ہے کہ اپنے آگے یا اپنے سامنے نہ تھوکے البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے۔

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ: لَا يَتْفِلُ قُدَّامَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ، وَقَالَ شُعْبَةُ: لَا يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، وَقَالَ حُمَيْدٌ عَنْ

اور شعبہ نے اپنی روایت میں ف۳ یوں کہا سامنے نہ تھوکے نہ داہنی طرف البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے اور حمید نے اس حدیث کو انسؓ سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۴

أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (لَا يَبْزُقُ فِي الْقِبْلَةِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ) اس میں یوں ہے کہ قبلے کی طرف نہ تھوکے اور نہ اپنے داہنے طرف البتہ بائیں طرف پاؤں کے تلے تھوک سکتا ہے ف۔

ف سجدے میں اعتدال کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا وہ یہ ہے کہ میانہ روی اختیار کرے ہاتھوں کو زمین پر رکھے کہنیوں کو دونوں پہلو اور پیٹ کو زانو سے جدا رکھے۔ اس روایت کو امام احمد اور ابن حبان نے وصل کیا۔ ف۳ اس روایت کو خود امام بخاری اوپر بیان کر چکے ہیں ف۴ حمید کی روایت کو خود امام بخاری نے نکالا ابواب المساجد میں، مگر اس میں یہ نہیں ہے اور نہ اپنی داہنی طرف حافظ نے کہا امام بخاری نے ان تعلیقوں کو اس واسطے ذکر کیا کہ قتادہ کے اصحاب کا اختلاف اس حدیث کی روایت میں معلوم ہو، اور شعبہ کی روایت سب سے زیادہ پوری ہے لیکن اس میں سرگوشی کا ذکر نہیں ہے۔ ف۵ بائیں طرف اس وقت جب اس کے بائیں طرف دوسرا کوئی نمازی نہ ہو ورنہ اس کا بایاں جانب دوسرے کا داہنا جانب ہوگا، اگر کوئی نمازی بائیں طرف ہو تو پاؤں کے تلے تھوکے یا اپنے کپڑے میں جیسے اوپر گذر چکا۔ داہنی طرف تھوکنا اس لئے منع ہوا کہ اُدھر لکھنے والا فرشتہ رہتا ہے۔

بَابُ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ۔

باب: سخت گرمی میں ظہر کی نماز ذرا ٹھنڈے وقت پڑھنا۔ ف

ف ٹھنڈا کرنے سے یہ مطلب ہے کہ زوال کے بعد پڑھے نہ یہ کہ ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد کیونکہ ایک مثل سایہ ہونے پر تو عصر کا وقت آجاتا ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے اس قول پر کہ ظہر کا وقت دو مثل سایہ تک رہتا ہے کسی نے عمل نہیں کیا یہاں تک کہ مکہ معظمہ میں بھی حنفی جماعت دو مثل سے پہلے عصر کی نماز پڑھ لیتی ہے۔

۵۱۰۔ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ صَالِحُ ابْنُ كَيْسَانَ: حَدَّثَنَا الْأَعْرَجُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَغَيْرُهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَنَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)۔

ہم سے ایوب بن سلیمان مدنی نے بیان کیا کہا ہم سے ابوبکر عبدالحمید بن ابی اویس نے انہوں نے سلیمان بن بلال سے کہ صالح بن کیسان نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن ہرمز اعرج وغیرہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی اور نافع نے جو عبداللہ بن عمرؓ کے غلام تھے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی، ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ دونوں نے صالح بن کیسان کے شیخ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ف جب سخت گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرو اس لئے کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے ف۲

ف بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ عبدالرحمن بن ہرمز اعرج اور نافع دونوں نے صالح بن کیسان سے حدیث بیان کی، عبدالرحمن نے تو ابوہریرہؓ سے اور نافع نے عبداللہ بن عمرؓ سے۔ ف۲ اکثر علماء کے نزدیک یہ حکم استحباباً ہے بعضوں نے کہا یہ حکم خاص ہے جماعت سے اکیلے آدمی کو اول ہی وقت پڑھنا افضل ہے بعضوں نے کہا ہر حال میں اول وقت نماز پڑھنا

افضل ہے اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھ کر ٹھنڈا کرو کیونکہ نماز سبب ہے رحمت کا اور دوزخ کی بھاپ غضب ہے پروردگار کا۔

٥١١- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ: سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: (أَذَّنَ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالَ: أَبْرِدْ أَبْرِدْ، أَوْ قَالَ: انْتَظِرِ انْتَظِرْ، وَقَالَ: شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ)۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے اُنہوں نے ابوالحسن مہاجر سے اُنہوں نے زید بن وہب ہمدانی سے اُنہوں نے ابوذر غفاری رضؓ صحابی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن (بلالؓ) ظہر کی اذان دینے لگے ف۱ آپ نے فرمایا (ذرا) ٹھنڈا ہونے دے یا یوں فرمایا ٹھیر جا ٹھیر جا اور فرمایا کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے جب گرمی کی سختی ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت پر پڑھو یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ہم نے دیکھا ف۲

ف۱ یعنی اذان شروع کی یا اذان دینا چاہی جیسے آگے آئے گا کہ اُنہوں نے اذان کا ارادہ کیا۔ ف۲ ٹیلوں کا سایہ بہت اخیر وقت پڑتا ہے، یعنی ظہر کی نماز اخیر وقت میں پڑھی۔

٥١٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، وَاشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ: يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ، نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ)۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے اُنہوں نے کہا ہم کو زہری کی یہ حدیث یاد ہے اُنہوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو نماز ٹھنڈے وقت پڑھو کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے اور ہوا یہ کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکوہ کیا ف۱ کہنے لگی مالک میرے (ایسی سخت گرمی ہے کہ) میں اپنے کو آپ کھا رہی ہوں اُس وقت اس کو (سال میں) دو سانس لینے کی پروردگار نے اجازت دی، ایک جاڑے میں اور ایک گرمی میں یہی سبب ہے کہ گرمی کے موسم میں سخت گرمی تم کو لگتی ہے اور جاڑے میں سخت سردی ف۲

ف۱ دوزخ نے حقیقۃً شکوہ کیا، وہ بات کرسکتی ہے قرآن شریف میں وارد ہے کہ ہم دوزخ سے پوچھیں گے تو بھر گئی وہ کہے گی

اور کچھ ہے حدیث میں ہے کہ آخر پروردگار اپنا قدم اس میں رکھ دے گا تب وہ کہے گی بس بس میں بھر گئی۔ ف۲ گرمی میں سانس نکالتی ہے یعنی دوزخ کی بھاپ اوپر کو نکلتی ہے اور زمین کے رہنے والوں کو لگتی ہے ان کو سخت گرمی معلوم ہوتی ہے اور جاڑے میں اندر کو سانس لیتی ہے تو اوپر گرمی محسوس نہیں ہوتی بلکہ زمین کی ذاتی سردی غالب آکر رہنے والوں کو سردی محسوس ہوتی ہے اس میں کوئی بات عقل سلیم کے خلاف نہیں اور حدیث میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے زمین کے اندر دوزخ موجود ہے، جیالوجی والے لکھتے ہیں کہ تھوڑے فاصلہ پر زمین کے اندر ایسی گرمی ہے کہ وہاں کے تمام عنصر پانی کی طرح پگھلے رہتے ہیں اگر لوہا وہاں پہنچ جائے تو اسی دم گل کر پانی ہو جائے۔

---

٥١٣ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. تَابَعَهُ سُفْيَانُ، وَيَحْيَى، وَأَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ.

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا ہم سے ابوصالح ذکوان نے اُنہوں نے ابوسعید خدری سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرو اس لئے کہ گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے حفص کے ساتھ اس حدیث کو سفیان ثوری اور یحییٰ قطان اور ابوعوانہ نے بھی اعمش سے روایت کیا ف۱

ف۱ سفیان ثوری کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب بدء الخلق میں اور یحییٰ کی روایت کو امام احمدؒ نے وصل کیا لیکن ابوعوانہ کی روایت نہیں ملی۔

بَابُ الإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ

باب: سفر میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھنا۔

٥١٤ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُهَاجِرٌ أَبُو الْحَسَنِ مَوْلًى لِبَنِي تَيْمِ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبْرِدْ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ حَتَّى رَأَيْنَا

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے مہاجر ابوالحسن نے جو بنی تیم اللہ (قبیلے) کے غلام تھے اُنہوں نے کہا میں نے زید بن وہب جہنی سے سُنا اُنہوں نے ابوذر غفاریؓ سے اُنہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو مؤذن نے ظہر کی اذان دینا چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے ف۱ پھر اس نے اذان دینا چاہی آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا

فَيْءَ التُّلُولِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ)۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: تَتَفَيَّأُ، تَتَمَيَّلُ،

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گرمی کی سختی دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے تو جب سخت گرمی ہو نماز کو ٹھنڈا کرو اور ابن عباسؓ ف۲ نے تتفیأ ظلالہ کی تفسیر میں کہا (جو سورۂ نحل میں ہے) یعنی جھکتے ہیں ف۳

ف۱ صحابہ کی عادت تھی کہ اذان ہوتے ہی نماز کے لئے جمع ہو جاتے اس لئے آپ نے اذان میں دیر کرنے کا حکم دیا بعضوں نے کہا اذان سے یہاں اقامت مراد ہے اور مؤذن وہی بلالؓ تھے ف۲ اس کو خود امام بخاریؒ نے وصل کیا باب وقت المغرب میں ف۳ امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ حدیث میں کوئی لفظ ایسا آجاتا ہے جو قرآن میں بھی آیا ہے تو قرآن کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں یہاں حدیث میں فئے کا لفظ آیا تھا قرآن میں تتفیؤا ہے جس کا مادہ وہی فئے ہے اسلئے اس کی تفسیر بیان کر دی

بَابٌ وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ،

وَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالْهَاجِرَةِ۔

باب: ظہر کا وقت سورج ڈھلنے پر ہے اور جابرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز پڑھتے دوپہر کی گرمی میں ف۱

ف۱ یعنی سورج ڈھلتے ہی ظہر پڑھ لیتے اس میں دیر نہ کرتے اس وقت دوپہر کی سخت گرمی ہوتی۔

۵۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ فَذَكَرَ أَنَّ فِيهَا أُمُورًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ، فَلَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا، فَأَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَاءِ وَأَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي، فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ: مَنْ أَبِي؟ قَالَ: أَبُوكَ حُذَافَةُ، ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي، فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب نے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلے برآمد ہوئے ف۱ اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا فرمایا اس میں بڑی بڑی باتیں ہوں گی ف۲ پھر فرمایا جس کو کوئی بات (مجھ سے) پوچھنا ہو وہ پوچھ لے جب تک میں اس جگہ میں ہوں تم جو بات مجھ سے پوچھو گے میں بتلا دوں گا یہ سن کر لوگ (خوف کے مارے) بہت رونے لگے اور آپ بار بار یہی فرماتے جاتے تھے پوچھو پوچھو، تو عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑا ہوا کہنے لگا میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ تھا پھر آپ بار بار یہی فرمانے لگے پوچھو پوچھو آخر حضرت عمرؓ (ادب سے) دوزانو ہو بیٹھے اور عرض کرنے لگے ہم اللہ جل جلالہ کے مالک ہونے سے اور اسلام کے دین ہونے سے اور حضرت محمدؐ کے پیغمبر ہونے سے راضی ہیں اسوقت آپ چپ ہوئے پھر آپ نے

تَبِيًّا، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَائِطِ فَلَمْ أَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

فرمایا ابھی بہشت و دوزخ میرے سامنے اس دیوار کے کونے میں پیش کی گئیں میں نے نہ ایسی کوئی عمدہ چیز دیکھی (جیسے بہشت تھی) اور نہ ایسی کوئی بُری چیز (جیسے دوزخ تھی)

ف۱ یہ حدیث مختصراً کتاب العلم میں گذر چکی ہے اسی لفظ سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور قدیم زمانے میں اس میں اختلاف تھا اس کے بعد اجماع ہو گیا کہ زوال سے پہلے ظہر کی نماز درست نہیں لیکن امام احمد اور اسحاق کے نزدیک جمعہ کی نماز زوال سے پہلے درست ہے اور گرمی کے دنوں میں جمعہ سویرے پڑھ لینے میں لوگوں کو آرام ہے۔ ف۲ آپ کو خبر پہنچی تھی کہ منافق لوگ امتحان کے لئے آپ سے سوالات کرنا چاہتے ہیں اس لئے آپ کو غصہ آیا اور فرمایا کہ جو تم چاہو وہ مجھ سے پوچھ لو۔ عبداللہ بن حذافہ کو لوگ کسی اور کا بیٹا کہتے اس لئے اس نے پوچھا کہ واقعی میرا باپ کون تھا، لوگ خوف کے مارے رونے لگے سمجھے کہ اب خدا کا عذاب آئے گا، یا قیامت کے ڈر سے رو دیئے، بہشت و دوزخ چھوٹی کر کے سامنے لائی گئیں یا ان کا نمونہ دکھلایا گیا، یا وہاں سے دونوں مقاموں تک راہ کھل گئی۔ حضرت عمرؓ نے آپ کا غصہ پہچان کر ایسا معروضہ کیا جس سے غصہ جاتا رہا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

۵۱۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَأَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ فِيهَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ، وَيُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَأَحَدُنَا يَذْهَبُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، وَلَا يُبَالِي بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قَالَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، وَقَالَ مُعَاذٌ: قَالَ شُعْبَةُ: لَقِيتُهُ مَرَّةً فَقَالَ: أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابوالمنہال (سیار بن سلامہ) سے انہوں نے ابوبرزہ (فضلہ بن عبید) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اس وقت پڑھتے جب ہم میں کوئی شخص (نماز سے فارغ ہو کر) اپنے پاس والے کو پہچان لیتا اور آپ اس میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے اور ظہر اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر اس وقت کہ ہم میں سے کوئی عصر پڑھ کر شہر کے پرلے حصے میں (اپنے گھر کو) لوٹ جاتا اور سورج تیز رہتا ابوالمنہال نے کہا میں بھول گیا ابوبرزہ نے مغرب کے باب میں کیا کہا اور آپ عشا کی نماز میں تہائی رات تک دیر کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے پھر ابوالمنہال نے یوں کہا آدھی رات تک اور معاذ بن معاذ بصری نے کہا شعبہ نے کہا پھر میں ابوالمنہال سے ایک بار ملا تو یوں کہنے لگا تہائی رات تک ف۲

ف۱ لفظی ترجمہ یوں ہے اور سورج زندہ رہتا یعنی صاف سفید چمکتا ہوا اس کا رنگ نہ زرد نہ ہوتا۔ ف۲ غرض ابوالمنہال کو شک رہا کہ ابوبرزہ نے عشا کی نماز میں آدھی رات تک دیر کرنا بیان کیا یا تہائی رات تک، حماد ابن سلمہ نے ابوالمنہال سے تہائی رات بغیر شک کے

نقل کیا اس کو مسلم نے نکالا اور معاذ بن معاذ کی تعلیق کو بھی امام مسلم نے وصل کیا۔

---

۵۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنِي غَالِبٌ الْقَطَّانُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالظَّهَائِرِ سَجَدْنَا عَلَى ثِيَابِنَا اتِّقَاءَ الْحَرِّ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے اُنہوں نے کہا ہم کو خالد بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اُنہوں نے کہا مجھ سے غالب قطان نے بیان کیا اُنہوں نے بکر بن عبداللہ مزنی سے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے اُنہوں نے کہا ہم جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (ظہر کی) نماز دوپہر دن کو پڑھا کرتے تو گرمی سے بچنے کے لئے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے۔

بَابُ تَأْخِيرِ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ

باب ، ظہر میں اتنی دیر کرنا کہ عصر کا وقت قریب آن پہنچے۔

۵۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ، فَقَالَ أَيُّوبُ: لَعَلَّهُ فِي لَيْلَةٍ مَطِيرَةٍ، قَالَ: عَسَى،

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے اُنہوں نے عمرو بن دینار سے اُنہوں نے جابر بن زید سے اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہ کر (یعنی سفر نہ تھا) سات رکعتیں مغرب اور عشا کی اور آٹھ رکعتیں ظہر اور عصر کی (ملا کر) پڑھیں، ایوب سختیانی نے جابر بن زید سے کہا شاید بارش کی رات میں ایسا کیا ہو گا اُنہوں نے کہا شاید ولے

ولے یہ جابرؓ کی ایک احتمالی بات ہے مسلم کی روایت سے اس کی غلطی ثابت ہوتی ہے، اس میں یہ ہے کہ نہ مینہ تھا نہ کوئی اور خوف، بعضوں نے کہا ہے یہ جمع صوری تھا یعنی ظہر کو آخیر وقت پڑھا، اسی طرح مغرب کو کہ عصر اور عشاء کا وقت آن پہنچا۔ امام بخاریؒ کے ترجمہ باب سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے ہمارے امام احمد بن حنبلؒ نے مریض اور مسافر کے لئے دو نمازوں میں جمع کرنا جائز رکھا ہے اور ایک جماعت اہل حدیث جیسے ربیعہ اور ابن سیرین اور اشہب اور ابن منذر اور قفال نے ضرورت سے مقیم کے لئے بھی جمع جائز رکھا ہے بشرطیکہ کبھی کبھی ایسا کرے ہمیشہ عادت نہ کر لے۔ ابن عباسؓ نے دوسری روایت میں کہا کہ آپ نے یہ جمع اس لئے کیا کہ آپ کی اُمت کو تکلیف نہ ہو اور بحر میں امامیہ اور متوکل علی اللہ اور مہدی کا قول یہی لکھا ہے کہ مقیم کو بھی جمع کرنا جائز ہے اور ابن مظفر نے بھی حضرت علیؓ اور زید بن علی اور ہادی اور ناصر اور ائمہ اہل بیت سے ایسا ہی نقل کیا کہ جمع جائز ہے لیکن الگ الگ وقتوں میں پڑھنا افضل ہے۔ امام شوکانیؒ نے کہا اتنے اماموں کا اختلاف ہوتے ہوئے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ جمع کرنا بالاجماع ناجائز ہے۔

بَابُ وَقْتِ الْعَصْرِ

باب : عصر کا وقت۔

۵۱۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے انس بن عیاض بن لیثی نے اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ عروہ سے حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ دھوپ اُن کے حجرے میں رہتی اوپر نہ چڑھتی۔

۵۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب دھوپ اُن کے حجرے میں تھی سایہ وہاں نہیں پھیلا تھا۔

۵۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ الْعَصْرِ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي، لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ وَقَالَ مَالِكٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَشُعَيْبٌ وَابْنُ أَبِي حَفْصَةَ: وَالشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے عروہ بن زبیرؓ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ دھوپ میرے حجرے میں رہتی اور ابھی سایہ نہ پھیلا ہوتا، امام بخاریؒ نے کہا امام مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری اور شعیب بن ابی حمزہ اور ابن ابی حفصہ محمد بن میسرہ نے اپنی روایتوں میں یوں کہا ہے ابھی دھوپ اوپر نہ چڑھی ہوتی فـ

فـ امام بخاریؒ کا مطلب ان روایتوں کے لانے سے یہ ہے کہ سفیان اور لیث کی روایتوں میں جو یہ مذکور ہے لم یظھر الفئ ان میں ظہور سے سایہ کا پھیلنا مراد ہے کیونکہ جتنی دیر ہوگی تو دھوپ اوپر چڑھتی جائے گی اور سایہ نیچے پھیلتا جائے گا اور مالک اور یحییٰ اور شعیب وغیرہ کی روایتوں سے یہ مطلب کھل جاتا ہے ان میں صاف دھوپ کا اوپر چڑھنا مذکور ہے، امام مالکؒ کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے وصل کیا اور یحییٰ کی روایت کو ذہلی نے اور شعیب کی روایت کو طبرانی نے اور ابن ابی حفصہ کی روایت کو ابراہیم بن طہمان نے اپنے نسخہ میں وصل کیا۔

۵۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَوْفٌ عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ؟ فَقَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو عوف نے خبر دی اُنہوں نے سیار بن سلامہ سے انہوں نے کہا کہ میں اور میرا باپ دونوں مل کر ابو برزہ اسلمی صحابی کے پاس گئے میرے باپ نے اُن سے پُوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کن وقتوں میں پڑھتے تھے ابو برزہ نے کہا ظہر کی نماز جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھلتا اور عصر کی نماز پڑھتے پھر اس کے بعد ہم میں سے کوئی اپنے گھر کو جو مدینہ کے اخیر میں ہوتا جا پہنچتا اور سورج تیز رہتا سیار نے کہا مجھ کو یاد نہیں ابو برزہ نے مغرب کے باب میں کیا کہا ابو برزہ نے کہا اور آنحضرت عشا کی نماز میں جس کو تم عتمہ کہتے ہو دیر کرنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سو جانا ناپسند کرتے تھے اسی طرح اس کے بعد باتیں کرنا ف اور آپ صبح کی نماز اس وقت پڑھ چکتے جب آدمی اپنے پاس والے کو پہچان لیتا (اتنی روشنی ہوتی) اور (اس میں) ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے۔

ف یعنی دنیا کی باتیں زٹل قافیے، اس لئے کہ عشا کی نماز پڑھ کر سو جانے میں گویا آدمی کی بیداری کا خاتمہ عبادت پر ہوتا ہے جیسے صبح کی نماز سے بیداری کا شروع عبادت سے ہوتا ہے اور ایک وجہ یہی ہے کہ عشا کے بعد پھر بیکار باتیں بناتے اور جاگتے رہنے سے تہجد کے لئے آنکھ نہ کھلے گی یا صبح کی نماز میں دیر ہو جائے گی۔

۵۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَنَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا اُنہوں نے امام مالک رح سے اُنہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے اُنہوں نے انس بن مالک رض سے انہوں نے کہا ہم (آنحضرت ص کے ساتھ) عصر کی نماز پڑھ لیتے پھر کوئی آدمی بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں (جو قبا میں تھا مدینہ سے کوس بھر) جاتا اُن کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا ف

ف وہ لوگ عصر کی نماز ذرا دیر میں پڑھتے اپنی تجارت اور زراعت کے دھندوں سے فارغ ہو کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوّل وقت پڑھ لیتے۔

٥٢٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عُثْمَانَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ: صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَقُلْتُ: يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ؟ قَالَ: الْعَصْرُ، وَهٰذِهِ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ابوبکر بن عثمان بن سہل بن حنیف نے کہا میں نے ابوامامہ (سعد بن سہل) سے سنا وہ کہتے تھے ہم نے عمر بن عبدالعزیز (خلیفہ) کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر ہم نکل کر انس بن مالکؓ کے پاس گئے دیکھا تو عصر کی نماز پڑھ رہے تھے ف۱ میں نے کہا چچا یہ کونسی نماز ہے جو تم نے پڑھی ف۲ اُنہوں نے کہا عصر کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی جس کو ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز اوّل وقت پڑھنا چاہیئے یعنی ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی۔ ف۲ انسؓ سعد کے چچا نہ تھے مگر عمر میں جو شخص بڑا ہو اس کو چچا یا ماموں کہہ سکتے ہیں۔

---

٥٢٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ، وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ نَحْوِهِ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ سورج بلند اور تیز رہتا پھر کوئی جانے والا عوالی کو جاتا وہاں پہنچ جاتا اور سورج بلند رہتا ف۱ زہری نے کہا بعضے عوالی مدینہ سے چار میل پر یا کچھ ایسے ہی واقع ہیں۔

ف۱ عوالی وہ گاؤں ہیں جو مدینہ کے اطراف بلندی پر واقع ہیں ان میں کا بعضا گاؤں چھ میل پر ہے بعضا آٹھ میل پر واقع ہے۔ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل سایے سے شروع ہو جاتا ہے ورنہ دو مثل سایہ ہونے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ آدمی چار چھ میل جائے اور سورج میں تغیر نہ آئے۔

---

٥٢٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے ابن شہاب زہری سے اُنہوں نے انس بن

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ مِنَّا إِلَى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

مالک رضؓ سے انہوں نے کہا ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم میں سے کوئی جانے والا قبا تک (جو مدینہ سے ایک کوس ہے) جاتا وہاں پہنچ جاتا اور سورج بلند رہتا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ.

باب: عصر کی نماز قضا ہو جانے کا گناہ۔

۵۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی عصر کی نماز قضا ہوگئی گویا اس کا گھربار، مال اسباب لٹ گیا ف۱ امام بخاریؒ نے کہا (سورہ محمد میں) جو یترکم کا لفظ آیا ہے وہ وُتر سے نکالا گیا ہے وُتر کہتے ہیں کسی شخص کا کوئی آدمی مار ڈالنا یا اس کا مال چھین لینا ف۲

ف۱ یعنی ان میں ٹوٹا ہوا یا سب تباہ ہوگئے اس لئے کہ وُتر کے معنی کم ہو جانے کے بھی ہیں اور لٹ جانے کے بھی اور چھن جانے کے بھی۔ ف۲ اس حدیث میں یہ لفظ آیا فکانما وتر اھلہ ومالہ تو امام بخاریؒ نے یہ بیان کیا کہ قرآن میں بھی یہ لفظ سورہ محمدؐ میں آیا ہے ولن یترکم اعمالکم دونوں وتر سے مشتق ہیں وتر کے معنی ہیں کسی کی جان یا مال کا نقصان کرنا۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ.

باب: عصر کی نماز چھوڑ دینے کا گناہ ف۱

ف پہلا باب اس کے لئے تھا جس کی عصر کی نماز بلا قصد فوت ہو جائے اور یہ باب اس کے لئے ہے جو قصداً ایسا کرے۔

۵۲۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي غَزْوَةٍ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ: بَكِّرُوا بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ.

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام بن عبداللہ دستوائی نے کہا ہم کو یحییٰ بن ابی کثیر نے خبر دی انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے ابوالملیح عامر بن اسامہ ہذلی سے انہوں نے کہا ہم جہاد میں بریدہ بن حصیب رضؓ صحابی کے ساتھ تھے اس دن ابر تھا تو انہوں نے کہا عصر کی نماز جلدی پڑھو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عصر کی نماز چھوڑ دے اس کا عمل اکارت ہو گیا ف۱

ف۱ یعنی اس کے عمل کا ثواب اس کو نہ ملے گا، یہ حکم بطریق تغلیظ کے ہے عصر کی نماز کا خیال رکھنے کے لئے ورنہ اعمال صالحہ فقط کفر سے اکارت ہوتے ہیں جیسے قرآن شریف میں ہے: ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ حنابلہ حدیث کو

ظاہر پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں عصر کی نماز چھوڑ دینے والا کافر ہو گیا اور کافر کے تمام نیک کام اکارت ہیں۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعَصْرِ

باب: عصر کی نماز کی فضیلت۔

۵۲۹- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً - يَعْنِي الْبَدْرَ - فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا. ثُمَّ قَرَأَ- وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ. قَالَ إِسْمَاعِيلُ: افْعَلُوا لَا تَفُوتَنَّكُمْ.

ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا کہا ہم سے مروان ابن معاویہ نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے انہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے) تھے اتنے میں رات کو آپ نے چاند کی طرف دیکھا ف تو فرمایا تم (ایک دن) اپنے مالک کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی اڑچن (زحمت) نہ ہوگی پھر اگر تم سے یہ ہو سکے کہ سورج نکلنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی صبح کی) اور سورج ڈوبنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی عصر کی) ان کو چھوڑ کر کسی کام میں نہ پھنس جاؤ تو کرو پھر آپ نے (سورہ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی (اے پیغمبر) اپنے مالک کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کرتا رہ ف۲ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے۔ اسمٰعیل نے کہا تو کرو سے مطلب یہ ہے کہ نماز قضا نہ ہونے دو۔

ف یعنی چودھویں رات کے چاند کی طرف جیسے مسلم کی روایت میں اس کی صراحت ہے اور صحیح بخاری کے بھی بعضے نسخوں میں لیلۃً کے بعد یعنی البدر ہے۔ ف۲ اس حدیث سے آیت کی تفسیر ہو گئی یعنی پاکی بیان کرنے سے مطلب نماز پڑھنا ہے فجر اور عصر کی۔

۵۳۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن میں فرشتے تمہارے پاس آگے اور پیچھے آتے جاتے ہیں اور رات اور دن دونوں کے فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں اکٹھا ہو جاتے ہیں پھر جو فرشتے رات کو تم میں رہے تھے وہ (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے تم نے میرے بندوں

عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ۔

کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ف اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

ف اگرچہ یہ فرشتے بھی نماز میں شریک ہوتے ہیں مگر نماز میں چھوڑنے سے یہ مطلب ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ ہم ان کے پاس سے چلے آئے۔ کہتے ہیں یہ وہی فرشتے ہیں جو آدمی کی محافظت کرتے ہیں، صبح شام ان کی بدلی ہوتی رہتی ہے۔ قرطبی نے کہا یہ دوسرے فرشتے ہیں اور پروردگار جو ان سے اپنے نیک بندوں کا حال پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور سب جانتا ہے، اس سے مقصود ان کا قائل کرنا ہے وہ جو انہوں نے آدم کی پیدائش کے وقت کہا تھا کہ آدمی زمین میں خون اور فساد کرے گا۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوبِ۔

باب: جو شخص سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت بھی پالے تو اس کی نماز ادا ہو گئی۔

۵۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ)۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے تو وہ اپنی نماز پوری کر لے (اس کی نماز ادا ہو گئی قضا نہیں ہوئی) اور جو کوئی سورج نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالے وہ بھی اپنی نماز پوری کر لے ف

ف اس پر تمام ائمہ اور علماء کا اجماع ہے مگر حنفیوں نے آدھی حدیث کو لیا ہے اور آدھی کو چھوڑ دیا ہے وہ کہتے ہیں عصر کی نماز تو صحیح ہو جائے گی لیکن فجر کی صحیح نہ ہو گی، ان کا قیاس صحیح حدیث کے برخلاف ہے اور خود انہیں کے امام کی وصیت کے مطابق چھوڑ دینے کے لائق ہے۔

۵۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ

ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم ابن عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ، أُوتِيَ أَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا، ثُمَّ أُوتِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيرَاطًا قِيرَاطًا ثُمَّ أُوتِينَا الْقُرْآنَ فَعَمِلْنَا إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِينَا قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ، فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ: أَيْ رَبَّنَا، أَعْطَيْتَ هَؤُلَاءِ قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ وَأَعْطَيْتَنَا قِيرَاطًا قِيرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا أَكْثَرَ عَمَلًا، قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهُوَ فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ)۔

آپ فرماتے تھے تمہارا دُنیا میں رہنا اگلی اُمتوں (یہود اور نصاریٰ کے) مقابلہ میں ایسا ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک، تورات والوں نے جن کو توراۃ دی گئی (صبح سے) مزدوری کرنا شروع کی جب دوپہر دن گذرا تو تھک گئے (کام پورا نہ کر سکے) ان کو ایک ایک قیراط ملا ف۱ پھر انجیل والوں کو انجیل ملی اُنہوں نے عصر کی نماز تک کام کیا پھر تھک گئے اُن کو بھی ایک ایک قیراط دیا گیا۔ پھر ہم مسلمانوں کو قرآن ملا ہم نے سورج ڈوبنے تک کام کیا (اور کام پورا کر دیا) ہم کو دو دو قیراط مزدوری کے ملے، اب توراۃ اور انجیل والے کہنے لگے پروردگار تو نے ان مسلمانوں کو دو دو قیراط دیئے اور ہم کو ایک ہی ایک قیراط دیا حالانکہ ہم نے اُن سے زیادہ کام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری مزدوری کچھ دبا لی، اُنہوں نے کہا نہیں، اللہ نے فرمایا پھر میری عنایت (اس میں تمہارا کیا اجارا ہے) میں جس پر چاہوں کروں ف۲

❖

ف۱ قیراط آدھے دانق کا ہوتا ہے اور دانق درہم کا چھٹا حصہ، تو قیراط درہم کا بارہواں حصہ ہوا، درم ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ ف۲ اس حدیث سے حنفیہ نے یہ دلیل لی ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سائے سے شروع ہوتا ہے ورنہ جو وقت ظہر سے عصر تک ہے وہ اس وقت سے زیادہ نہ ٹھہرے گا جو عصر سے غروب آفتاب تک ہے حالانکہ مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ حدیث میں عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت اس وقت سے کم رکھا گیا ہے جو دوپہر دن سے عصر کی نماز تک ہے اور اگر ایک مثل سایہ پر عصر کی نماز ادا کی جائے جب بھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک جو وقت ہو گا وہ دوپہر سے تا با فراغت از نمازِ عصر کم ہو گا کیونکہ نماز کے لئے اذان ہو گی لوگ جمع ہوں گے وضو کریں گے سنتیں پڑھیں گے اس کے علاوہ حدیث کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کا وقت یہود اور نصاریٰ کے مجموعی وقت سے کم تھا اور اس میں کوئی شک نہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری اس باب میں لائے اس کی مناسبت بیان کرنا مشکل ہے۔ حافظ نے کہا اس سے اور اس کے بعد والی حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ کبھی عمل کے ایک جزو پر پوری مزدوری ملتی ہے اسی طرح جو کوئی فجر یا عصر کی ایک رکعت پالے اس کو بھی اللہ ساری نماز وقت پر پڑھنے کا ثواب دے سکتا ہے۔

۵۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مَثَلُ الْمُسْلِمِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ قَوْمًا يَعْمَلُونَ لَهُ عَمَلًا إِلَى اللَّيْلِ فَعَمِلُوا إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوا لَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى أَجْرِكَ، فَاسْتَأْجَرَ آخَرِينَ فَقَالَ: أَكْمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ وَلَكُمُ الَّذِي شَرَطْتُ، فَعَمِلُوا حَتَّى إِذَا كَانَ حِينَ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالُوا: لَكَ مَا عَمِلْنَا، فَاسْتَأْجَرَ قَوْمًا فَعَمِلُوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوا أَجْرَ الْفَرِيقَيْنِ)۔

ہم سے ابو کریب محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ نے اُنہوں نے برید بن عبداللہ سے اُنہوں نے ابو بردہ عامر بن عبداللہ سے اُنہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرمایا مسلمانوں اور یہود اور نصاریٰ کی مثال (اپنے اپنے پیغمبر کے ساتھ) اس شخص کی مثال ہے جس نے ایک کام کے لئے چند لوگوں کو مزدوری پر رکھا کہ رات تک کام کریں تو اُنہوں نے دوپہر تک کام کیا پھر کہنے لگے ہم تیری مزدوری سے درگذرے آخر اُس نے دوسرے مزدور بلائے اور ان سے کہا جتنا دن باقی ہے تم اس کو پُورا کرو اور جو مزدوری میں نے ٹھیرائی ہے وہ لے لو (اُنہوں نے کام شروع کیا) جب عصر کا وقت ہوا تو کہنے لگے جتنا کام ہم نے کیا وہ پھکٹ (مفت) تیرا ہوا (ہم سے شام تک کام نہیں ہوسکتا تو دوسرے مزدور رکھ لے) آخر اس نے تیسرے مزدور بلائے اُنہوں نے جو دن باقی رہا تھا اسمیں سورج ڈوبنے تک مزدوری کی اور اگلے دونوں گروہوں کی پوری مزدوری اُنہوں نے لے لی ف

ف کام تو کیا صرف عصر سے مغرب تک لیکن سارے دن کی مزدوری ملی، وجہ یہ کہ اُنہوں نے شرط پُوری کی شام تک کام کیا اور کام کو پُورا کیا اگلے دونوں گروہوں نے اپنا نقصان آپ کیا، کام کو ادھورا چھوڑ کر بھاگ گئے محنت مُفت گئی۔ یہ مثالیں یہود اور نصاریٰ اور مسلمانوں کی ہیں، یہودیوں نے حضرت موسیٰؑ کو مانا اور توراۃ پر چلے لیکن اس کے بعد انجیل مقدس اور قرآن شریف سے منحرف ہو گئے اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے نہ مانا اور نصاریٰ نے انجیل اور حضرت عیسیٰ کو مانا لیکن قرآن شریف اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو گئے تو ان دونوں فرقوں کی محنت برباد ہو گئی، آخرت میں جو اجر ملنے والا تھا اس سے محروم رہے آخر زمانے میں مسلمان آئے اُنہوں نے تھوڑی سی مدت کام کیا مگر اس کام کو پورا کر دیا اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں اور سب نبیوں کو مانا لہٰذا سارا ثواب اُنہیں کے حصے میں آگیا۔ ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

بَابُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ، وَقَالَ عَطَاءٌ: يَجْمَعُ الْمَرِيضُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

باب: مغرب کے وقت کا بیان اور عطاء بن ابی رباح نے کہا بیمار آدمی مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھ سکتا ہے ف

ف اس اثر کو عبدالرزاق نے مصنف میں وصل کیا اور ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اسحٰق بن راہویہ نے مریض اور

مسافر کے لئے ظہر اور عصر، اور مغرب اور عشاء میں جمع کرنا مطلقاً جائز رکھا ہے اور دلائل کے رو سے یہی مذہب قوی ہے بعضوں نے کہا عشا کا وقت مغرب کی نماز پڑھتے ہی شروع ہو جاتا ہے اسی طرح عصر کا ظہر کی نماز پڑھتے ہی۔

٥٣٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَاشِيِّ مَوْلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، هُوَ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: (كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ)۔

ہم سے محمد بن مہران نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے کہا ہم سے ابوالنجاشی نے جو رافع بن خدیج کے غلام تھے ان کا نام عطاء بن صہیب تھا انہوں نے کہا میں نے رافع بن خدیج سے سنا وہ کہتے تھے ہم مغرب کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے پھر نماز پڑھ کر ہم میں سے کوئی (مسجد سے) لوٹ جاتا اور (تیر اندازی کرتا) تیر جہاں گرتا اس مقام کو دیکھتا (اتنی روشنی رہتی)

٥٣٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: قَدِمَ الْحَجَّاجُ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ: (كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا وَأَحْيَانًا إِذَا رَآهُمُ اجْتَمَعُوا عَجَّلَ، وَإِذَا رَآهُمْ أَبْطَأُوا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ كَانُوا أَوْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ)۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضہ سے انہوں نے کہا جب حجاج (ظالم مدینہ کا حاکم بن کر) آیا (نماز میں دیر کرنے لگا) تو ہم نے جابر رضہ سے (نماز کے وقت) پوچھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کو (ٹھیک گرمی میں) پڑھا کرتے اور عصر کی جب سورج صاف (تیز) رہتا اور مغرب کی جب سورج ڈوبتا اور عشا کی کبھی سویر کبھی اویر، آپ جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو عشا کو سویرے پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ انہوں نے دیر کی تو آپ بھی دیر کرتے اور صبح کی نماز صحابہ رضہ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے میں پڑھا کرتے ف

ف یہ راوی کا شک ہے کہ صحابہ رضہ کی طرف نسبت دی فعل کی یا حضرت صلعم کی طرف اور بہرحال یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے کیونکہ صحابہ رضہ آپ کے ساتھ ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

٥٣٦- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن

قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

ابی عبید نے اُنہوں نے سلمہ بن اکوع سے اُنہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج پردے میں چھپ جاتا۔

٥٣٧ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: (صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعًا جَمِيعًا وَثَمَانِيًا جَمِيعًا)۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن دینار نے اُنہوں نے کہا میں نے جابر بن زید سے سُنا اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مغرب اور عشا کی) سات رکعتیں اور (ظہر عصر کی) آٹھ رکعتیں ملا کر پڑھیں ف

ف یعنی دونوں نمازوں کو جمع کیا۔ اس حدیث کی بحث اُوپر گذر چکی ہے اور اس باب میں یہ حدیث اس لئے لائے کہ مغرب کا وقت عشاء کا وقت شروع ہونے تک ہے ورنہ مغرب اور عشا کو جمع کرنا جائز نہ ہوتا جیسے فجر اور ظہر کا یا ظہر اور مغرب یا عصر اور عشا کا جمع جائز نہیں۔ بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض اس حدیث کے لانے سے یہ ہے کہ مغرب کا ایک تو معمولی وقت ہے یعنی غروب آفتاب کے ہوتے ہی دوسرے غیر معمولی جمع کرنے والے کے لئے وہ عشا کے وقت کے باقی رہنے تک ہے۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَاءُ۔

باب۔ مغرب کو عشا کہنا مکروہ ہے ف

ف گنوار لوگ مغرب کو عشا کہا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منع فرمایا کہ تم بھی ان کے موافق اس نماز کو عشا نہ کہا کرو۔ حافظ نے کہا یہ ممانعت آپ نے اس خیال سے کی کہ عشا کے معنی لغت میں تاریکی کے ہیں اور یہ شفق ڈوبنے کے بعد ہوتی ہے پس اگر مغرب کا نام عشا پڑ جائے تو احتمال ہے کہ آئندہ لوگ مغرب کا وقت شفق ڈوبنے کے بعد سمجھنے لگیں۔

٥٣٨ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ - هُوَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَمْرٍو - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ الْمُزَنِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ: وَتَقُولُ الْأَعْرَابُ هِيَ الْعِشَاءُ)۔

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث ابن سعید نے اُنہوں نے حسین بن ذکوان سے کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن مغفل مزنی نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ ہونے دو کہ گنوار (دیہاتی) لوگ تمہارے مغرب کی نماز کا کچھ اور نام رکھ دیں۔ عبداللہ بن مغفل نے کہا ف گنوار لوگ مغرب کو عشا کہا کرتے۔

ف یہ کرمانی کی تفسیر ہے لیکن حافظ نے کہا اس کے لئے کوئی دلیل چاہیئے کہ یہ عبداللہ بن مغفل کا قول ہے، ظاہر یہی ہے کہ

یہ بھی آنحضرتؐ کا کلام ہے کہ گنوار لوگ مغرب کو عشا کہتے ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ الْعِشَاءِ وَالْعَتَمَةِ وَمَنْ رَآهُ وَاسِعًا، وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ الْعِشَاءُ وَالْفَجْرُ، وَقَالَ: لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالْفَجْرِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ، وَالْاِخْتِيَارُ أَنْ يَقُولَ الْعِشَاءُ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى: وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ. وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنَّا نَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فَأَعْتَمَ بِهَا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةُ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ، وَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ، وَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤَخِّرُ الْعِشَاءَ، وَقَالَ أَنَسٌ: أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُو أَيُّوبَ وَابْنُ عَبَّاسٍ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.

باب: عشا کی نماز کہو یا عتمہ کی جس نے دونوں کہنا جائز رکھا ہے اس کی دلیل اور ابو ہریرہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا منافقوں پر دو نمازیں بہت بھاری ہیں عشا اور فجر کی ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جانتے جو عتمہ اور فجر کی نماز میں ثواب ہے ف۲ امام بخاریؒ نے کہا بہتر یہ ہے کہ عشا کی نماز کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا اور عشا کی نماز کے بعد، اور ابو موسیٰ اشعریؓ سے منقول ہے کہ ہم باری باری عشا کی نماز کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتے آپ نے اس نماز میں دیر کی ف۳ اور ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں دیر کی ف۴ اور بعض لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے یوں بھی روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتمہ کی نماز میں دیر کی ف۵ اور جابر بن عبداللہ انصاری نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز پڑھتے تھے ف۶ اور ابو برزہ اسلمیؓ (صحابی) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز میں دیر کرتے ف۷ اور انس بن مالکؓ (صحابی) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی عشا کی نماز دیر سے پڑھی ف۸ اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابو ایوبؓ اور ابن عباسؓ (صحابیوں) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھی ف۹

ف۱ اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے باب فضل العشاء جماعت میں وصل کیا۔ اس باب میں امام بخاریؒ نے کئی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے یہ نکالا ہے کہ عشا کی نماز کو کبھی عتمہ بھی کہا ہے عتمہ وہ باقی دودھ جو اونٹنی کے تھن میں باقی رہنے دیتے تھوڑی رات گذرنے کے بعد اس کو دوہتے۔ بعضوں نے کہا عتم کے معنی رات کی تاریکی تک دیر کرنا چونکہ اس نماز کا یہی وقت ہے اس لئے اس کو عتمہ کہا۔ ف۲ تو گھسٹتے ہوئے ان کے لئے آتے اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے باب الاستہام فی الاذان میں وصل کیا، اس حدیث میں عشا کی نماز کو عتمہ فرمایا۔ ف۳ اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے آگے وصل کیا ہے۔ ف۴ ان دونوں روایتوں کو خود امام بخاریؒ

نے وصل کیا باب النوم قبل العشاء اور باب فضل العشاء میں۔ ف۵ اس روایت کو امام بخاری رحؒ نے باب خروج النساء الی المساجد باللیل میں وصل کیا اور اسمٰعیلی نے اس کو عقیل اور یونس اور ابن ابی ذئب وغیرہ کے طریقوں سے نکالا۔ ف۶ یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاری رحؒ نے باب وقت المغرب و وقت العشاء میں نکالا۔ ف۷ یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جس کو امام بخاری رحؒ نے باب وقت العصر میں وصل کیا۔ ف۸ یہ بھی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو امام بخاری رحؒ نے باب وقت العشاء فی نصف اللیل میں وصل کیا۔ ف۹ ابن عمرؓ کی حدیث کو حج میں اور ابو ایوب کی حدیث کو بھی حج میں اور ابن عباسؓ کی حدیث کو باب تاخیر الظہر الی العصر میں امام بخاری رحؒ نے وصل کیا۔

٥٣٩ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ۔

ہم سے عبدان عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید نے اُنہوں نے ابن شہاب زہری سے اُنہوں نے کہا سالم نے یہ کہا کہ مجھ کو عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشا کی نماز ہم کو پڑھائی یعنی وہی نماز جس کو لوگ عتمہ کی نماز کہتے ہیں پھر نماز پڑھ کر آپ نے ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا کیا تم نے اس رات کو دیکھا (اسے یاد رکھنا) اس رات سے سو برس گذرنے تک جتنے لوگ آج زمین پر بستے ہیں ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا ف۱

ف۱ سو برس میں جتنے لوگ آج زندہ ہیں سب مر جائیں گے۔ امام بخاری رحؒ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ خضر کا بھی انتقال ہو گیا آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، سب سے اخیر صحابی ابو الطفیل عامر بن واثلہ بھی ۱۰۲ سنہ ہجری میں گذر گئے۔ اسی حدیث سے بابا رتن ہندی کا جھوٹا ہونا نکالا گیا جس نے چھٹی صدی ہجری میں صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔

بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِذَا اجْتَمَعَ النَّاسُ أَوْ تَأَخَّرُوا۔

باب: عشا کی نماز اس وقت پڑھنا جب لوگ جمع ہو جائیں اگر لوگ دیر کریں تو دیر میں پڑھنا۔

٥٤٠ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، هُوَ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے اُنہوں نے سعد بن ابراہیم سے اُنہوں نے محمد بن عمرو بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب سے اُنہوں نے کہا ہم نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ (صحابی) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا وقت پوچھا جابرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر کی گرمی میں

كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالهَاجِرَةِ، وَالعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَالمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ، وَالعِشَاءَ إِذَا كَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَإِذَا قَلُّوا أَخَّرَ، وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

(یعنی زوال ہوتے ہی) پڑھا کرتے اور عصر کی جب سورج تیز چمکتا رہتا اور مغرب کی جب سورج ڈوبتا اور اگر لوگ بہت جمع ہو جاتے تو آپ عشا کی نماز جلد پڑھ لیتے اور اگر تھوڑے ہوتے تو دیر کرتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے ف

ف حافظ نے کہا امام بخاری نے اس ترجمہ باب سے اس شخص کا رد کیا جو کہتا ہے اگر عشا کی نماز جلد پڑھی جائے تو اس کو عشا کہیں گے اور جو دیر میں پڑھی جائے تو اس کو عتمہ کہیں گے گویا اس شخص نے دونوں روایتوں میں اس طرح جمع کیا اور یہ رد اس طرح سے ہوا کہ اس حدیث میں دونوں حالتوں میں اس کو عشا کہا اور یہ حدیث اوپر باب وقت المغرب میں گذر چکی ہے۔

بَابُ فَضْلِ العِشَاءِ۔

باب، عشا کی فضیلت۔

٥٤١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالعِشَاءِ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ الإِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ، نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ فَقَالَ لِأَهْلِ المَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الأَرْضِ غَيْرُكُمْ)۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے اُن سے حضرت عائشہ رضی نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشا کی نماز میں، اسلام کا دین اور ملکوں میں پھیلنے سے پہلے، دیر کی ف تو آپ (گھر سے) برآمد نہیں ہوئے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی نے عرض کیا عورتیں اور بچے سو گئے اس وقت آپ برآمد ہوئے اور مسجد میں لوگ جمع تھے ان سے فرمایا تمہارے سوا ساری زمین والوں میں کوئی اس نماز کا (اس وقت) منتظر نہیں ف۲۔

ف یعنی اس وقت تک مدینہ کے سوا اور کہیں مسلمان لوگ نہ تھے۔ ف۲ تو ایسی شان والی نماز کے انتظار کا ثواب حق تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں رکھا ہے۔

---

٥٤٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ العَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي السَّفِينَةِ نُزُولًا فِي بَقِيعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالمَدِينَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے انہوں نے برید بن عبد اللہ سے انہوں نے ابو بردہ عامر سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری صحابی سے انہوں نے کہا میں اور میرے ساتھی جو کشتی میں آئے تھے بطحان کے میدان میں اُترے ہوئے تھے ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (خاص شہر) مدینہ میں تو باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عشا

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَا وَأَصْحَابِي وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ فَأَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ: عَلَى رِسْلِكُمْ، أَبْشِرُوا إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَلِّي هَذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ أَوْ قَالَ: مَا صَلَّى هَذِهِ السَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ، لَا يَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ، قَالَ أَبُو مُوسَى: فَرَجَعْنَا فَرِحَى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کی نماز کے وقت ان میں سے چند آدمی آتے رہتے ہر رات کو آتے ایک رات ایسا ہوا کہ میں اپنے ساتھیوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اتفاق سے آپ اس رات کسی کام میں مصروف تھے تو آپ نے (عشاء کی) نماز میں دیر کی یہاں تک کہ آدھی رات گذر گئی اس کے بعد آپ برآمد ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی جب نماز پڑھ چکے تو حاضرین سے فرمایا ذرا ٹھیرے رہو خوش ہو جاؤ یہ اللہ کا تم پر احسان ہے اس وقت (ساری دنیا میں) تمہارے سوا اور کوئی لوگ نماز نہیں پڑھتے یا یوں فرمایا کہ اس وقت تمہارے سوا کوئی ایسا نہیں جس نے نماز پڑھی ہو، ابوموسیٰ نے کہا نہیں معلوم ان دونوں جملوں میں سے کونسا جملہ آپ نے فرمایا ابوموسیٰ نے کہا یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم سن کر خوشی خوشی لوٹ آئے ف۲

ف بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ میں۔ ف۲ اتنی رات تک جاگنے کی ہم کو تھکن ہی نہیں رہی تا اس حدیث سے یہ نکلا کہ عشا کی نماز میں تہائی یا آدھی رات دیر کرنا مستحب ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ۔

باب: عشا کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے ف

ف بعضوں نے رمضان میں اس کی رخصت دی ہے بشرطیکہ کوئی اسکو جگانے والا ہو یا جاگنے کی عادت پر اطمینان ہو۔

٥٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا۔

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ابن عبدالمجید ثقفی نے کہا ہم سے خالد بن مہران حذاء نے انہوں نے ابوالمنہال سیار بن سلامہ سے انہوں نے ابوبرزہ نضلہ اسلمی صحابی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز سے پہلے سو جانا برا جانتے تھے اسی طرح عشا کی نماز کے بعد باتیں کرنا۔

بَابُ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَاءِ لِمَنْ غُلِبَ۔

باب: اگر نیند کا بہت غلبہ ہو تو عشا کی نماز سے پہلے سو سکتا ہے

٥٤٤ - حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ صَالِحُ ابْنُ كَيْسَانَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلَاةَ، نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ فَقَالَ: مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ، قَالَ وَلَا تُصَلَّى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِينَةِ، قَالَ: وَكَانُوا يُصَلُّونَ الْعِشَاءَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ۔

ہم سے ایوب بن سلیمان قرشی نے بیان کیا کہا مجھ سے ابوبکر بن عبدالحمید بن عبداللہ نے اُنہوں نے سلیمان قرشی سے اُنہوں نے صالح بن کیسان سے اُنہوں نے کہا مجھ کو ابن شہاب نے خبر دی اُنہوں نے عروہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو پکارا نماز کے لئے تشریف لایئے عورتیں اور بچے تو سو گئے ف اس وقت آپ برآمد ہوئے اور فرمایا ساری زمین میں تمہارے سوا اور کوئی لوگ اس نماز کی انتظار میں نہیں ہیں حضرت عائشہؓ نے کہا ان دنوں مدینہ کے سوا اور کہیں (ساری دنیا میں) نماز ہی نہیں ہوتی تھی اور آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہؓ عشا کی نماز شفق ڈوبنے سے لے کر پہلی تہائی رات گذرنے تک پڑھا کرتے تھے۔

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلا کیونکہ ان عورتوں بچوں پر نیند نے غلبہ کیا تو وہ نماز سے پہلے سو گئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہیں کیا۔

---

٥٤٥ - حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخَّرَهَا حَتَّى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا، ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يُبَالِي أَقَدَّمَهَا أَمْ أَخَّرَهَا إِذَا كَانَ لَا يَخْشَى أَنْ يَغْلِبَهُ النَّوْمُ عَنْ وَقْتِهَا، وَكَانَ يَرْقُدُ قَبْلَهَا، قَالَ ابْنُ

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق بن ہمام نے کہا مجھ سے عبدالملک بن جریج نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی کہا ہم سے عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات کچھ کام ہو گیا آپ نے عشاء کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ ہم لوگ مسجد میں سو گئے پھر آنکھ کھلی پھر سو گئے پھر جاگے ف اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجرے سے) برآمد ہوئے اور فرمایا (اس وقت) سوائے تمہارے ساری دُنیا میں کوئی نماز کا منتظر نہیں اور عبداللہ ابن عمرؓ کچھ پروا نہیں کرتے تھے عشا کی نماز جلدی پڑھیں یا دیر میں، جب ان کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ سو جانے سے وقت جاتا رہے گا اور کبھی وہ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے بھی سو جاتے ف۲ ابن جریج نے کہا میں نے یہ حدیث جو نافع سے سنی تھی،

جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ حَتَّى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوا، وَرَقَدُوا وَاسْتَيْقَظُوا، فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: الصَّلَاةُ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَخَرَجَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوهَا هٰكَذَا، فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً، كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَأْسِهِ يَدَهُ كَمَا أَنْبَأَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِي عَطَاءٌ بَيْنَ أَصَابِعِهِ شَيْئًا مِنْ تَبْدِيدٍ، ثُمَّ وَضَعَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ عَلَى قَرْنِ الرَّأْسِ، ثُمَّ ضَمَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتَّى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ، لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ إِلَّا كَذٰلِكَ، وَقَالَ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُصَلُّوا هٰكَذَا۔

عطاء بن ابی رباح سے بیان کی اُنہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور جاگے اور پھر سو گئے اور جاگے آخر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے الصلوٰۃ (نماز کے لئے آپ کو پکارا) عطاء نے کہا ابن عباسؓ نے کہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجرے سے) برآمد ہوئے گویا میں آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوں آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ ایک ہاتھ اپنے سر پر رکھے تھے آپ نے فرمایا اگر میری اُمت پر شاق نہ ہوتا تو میں یہی حکم دیتا کہ عشا کی نماز اس وقت پڑھا کریں ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے اور زیادہ تحقیق کی میں نے یہ پوچھا بھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سر پر کس طرح رکھا تھا ابن عباسؓ نے کیسے بتلایا تو عطاء نے اپنی انگلیاں ذرا کشادہ کیں پھر اُن کے کنارے سر کے ایک کونے پر رکھے اور انگلیاں ملا لیں ان کو اسی طرح سر پر پھیرتے ہوئے لائے یہاں تک کہ آپ کا انگوٹھا کان کے اس کنارے سے لگ گیا جو منہ سے نزدیک ہے کنپٹی پر داڑھی کے کونے پر، نہ آپ نے دیر کی نہ جلدی بس جیسے میں نے بتلایا ویسا کیا ف۳ اور آپ نے فرمایا اگر میری اُمت پر شاق نہ ہوتا تو میں ان کو (یہ نماز) اسی وقت پڑھنے کا حکم دیتا۔

ف۱ اس سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو سونے کو ناقض وضو نہیں کہتے، اور یہ دلیل پوری نہیں ہوتی اس لئے کہ احتمال ہے کہ بیٹھے بیٹھے سو گئے ہوں یا لیٹ کر اور جب جاگے ہوں تو پھر وضو کر لیا ہو۔ گو حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ ف۲ حافظ نے کہا یہ محمول ہے اس حالت پر جب وقت فوت ہو جانے کا ڈر نہ ہو اور عبد الرزاق نے یوں نکالا کہ ابن عمرؓ کبھی عشا کی نماز سے پہلے سو جاتے اور اپنے لوگوں میں سے کسی کو حکم دیتے کہ اُن کو جگا دے اور امام بخاریؒ نے ترجمہ باب میں اس کو حمل کیا اس صورت پر جب نیند کا بہت غلبہ ہو اور ابن عمرؓ کی شان کے یہی لائق ہے۔ ف۳ یعنی جیسے میں ہاتھ پھیر رہا ہوں اسی طرح پھیرا، نہ اس سے جلدی پھیرا نہ اس سے دیر میں۔ یہ ترجمہ اس صورت میں ہے جب حدیث میں لا یقصر ہو حافظ نے اسی کو ٹھیک کہا ہے لیکن بعض نسخوں میں لا یعصر ہے تو ترجمہ یوں ہوگا نہ بالوں کو نچوڑتے تھے نہ ہاتھ میں پکڑتے تھے بلکہ اسی طرح

کرتے تھے یعنی انگلیوں سے بالوں کو دبا کر پانی نکال رہے تھے۔

بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ

وَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ تَأْخِيرَهَا.

باب: عشا کا (مستحب عمدہ) وقت آدھی رات تک ہے ف۱

اور ابو برزہ صحابی رضؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز میں دیر کرنا پسند فرماتے تھے ف۲

ف۱ اور جائز تو صبح صادق کے طلوع تک ہے جمہور کا یہی قول ہے لیکن اصطخری کا قول یہ ہے کہ آدھی رات گذر جانے پر عشا کا وقت فوت ہو جاتا ہے۔ ف۲ یہ ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو اوپر باب وقت العصر میں موصولاً گذر چکی ہے حافظ نے کہا عشا کی نماز کی تاخیر بعضی حدیثوں میں تہائی رات تک مذکور ہے بعضی حدیثوں میں آدھی رات تک اور میں نے عشا کا وقت صبح صادق تک باقی رہنے میں کوئی صریح حدیث نہیں پائی۔

٥٤٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الْمُحَارِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ صَلَّى، ثُمَّ قَالَ: قَدْ صَلَّى النَّاسُ وَنَامُوا أَمَا إِنَّكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوهَا، وَزَادَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، سَمِعَ أَنَسًا كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ لَيْلَتَئِذٍ.

ہم سے عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن محاربی نے بیان کیا کہا ہم سے زائدہ بن قدامہ نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس رضؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز میں آدھی رات تک دیر کی پھر پڑھی بعد اس کے فرمایا لوگ تو یہ نماز پڑھ چکے اور سو رہے اور تم کو جب تک نماز کے انتظار میں رہے نماز کا ثواب ملتا رہا، سعید بن ابی مریم نے اتنا اور بڑھایا ف۱ کہ ہم کو یحییٰ بن ایوب نے خبر دی انہوں نے کہا مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا انہوں نے انس سے سنا انہوں نے کہا گویا میں آپ کی انگوٹھی کی چمک اس رات دیکھ رہا ہوں ف۲

ف۱ یعنی ان کی روایت میں اس حدیث میں اتنا مضمون اور زیادہ ہے۔ ف۲ اس تعلیق کے بیان کرنے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ حمید کا سماع انس رضؓ سے صراحۃً معلوم ہو جائے اور اس کو مخلص نے اپنے فوائد میں وصل کیا۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی نماز کی فضیلت ف۱

ف۱ اس کے بعد ایک اور لفظ ہے والحدیث، اس کا مطلب معلوم نہیں ہوتا، اکثر نسخوں میں یہ لفظ نہیں ہے، کرمانی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کا بیان جو فجر کی فضیلت میں وارد ہے۔ حافظ نے کہا یہ تفسیر بعید ہے اور شاید والعصر کی جگہ کاتب نے غلطی سے والحدیث لکھ دیا۔

٥٤٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ عَنْ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے کہا

جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: أَمَا إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا لَا تُضَامُّونَ أَوْ لَا تُضَاهُونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا، ثُمَّ قَالَ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا۔

ہم سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے جریر بن عبداللہ بجلیؓ (صحابی) نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے) تھے اتنے میں آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا تو فرمایا سن رکھو بیشک (ایک دن) تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی اژدحام (زحمت) نہ ہوگی یا یوں فرمایا کوئی شبہ نہ ہوگا پھر اگر تم سے یہ ہو سکے کہ سورج نکلنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی صبح کی) اور سورج ڈوبنے سے پہلے جو نماز ہے (یعنی عصر کی) اس کے ادا کرنے سے عاجز نہ رہو تو کرو پھر آپ نے (سورۃ طٰہٰ کی) یہ آیت پڑھی (اے پیغمبرؐ) اپنے مالک کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر سورج نکلنے اور سورج ڈوبنے سے پہلے ف۱ امام بخاریؒ نے کہا ابن شہاب نے اسمٰعیل سے انہوں نے قیس سے انہوں نے جریر سے اس حدیث کو روایت کیا اس میں اتنا زیادہ ہے آپ نے فرمایا تم اپنے پروردگار کو کھلم کھلا دیکھو گے۔

ف۱ یہ حدیث اوپر باب فضل صلوٰۃ العصر میں گذر چکی ہے۔

۵۴۸- حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)، وَقَالَ ابْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ بِهَذَا،

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا مجھ سے ابو جمرہ نصر بن عمران نے انہوں نے ابوبکر بن ابی موسیٰ سے انہوں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعریؓ (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دو ٹھنڈی نمازیں ف۱ پڑھا کرے وہ بہشت میں جائے گا اور عبداللہ بن رجاء نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا انہوں نے ابو جمرہ سے ان کو ابوبکر بن عبداللہ ابن قیس نے خبر دی پھر یہی حدیث بیان کی ف۲

ف۱ یعنی فجر اور عصر جیسے مسلم کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ ٹھنڈا ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ ٹھنڈے وقت پڑھی جاتی ہیں جب گرمی کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ ف۲ عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے۔ اس تعلیق کو ذہلی نے وصل کیا، امام بخاری کی غرض اس کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ ابوبکر بن موسیٰ جو اگلی روایت میں مذکور ہے وہ ابوموسیٰ اشعری کا بیٹا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ عَنْ حَبَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے حبان بن ہلال نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے کہا ہم سے ابو جمرہ نصر بن عمران نے انہوں نے ابوبکر بن عبداللہ بن قیس سے انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث۔

بَابُ وَقْتِ الْفَجْرِ

باب: فجر کی نماز کا وقت۔

۵۴۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ تَسَحَّرُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ، يَعْنِي آيَةً،

ہم سے عمرو بن عاصم بصری نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے انسؓ سے اُن سے زید بن ثابت نے بیان کیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحر کا کھانا کھایا پھر صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے، انسؓ نے کہا میں نے زید سے کہا سحری اور نماز میں کتنا فاصلہ تھا انہوں نے کہا جتنی دیر میں پچاس یا ساٹھ آیتیں پڑھیں ف

ف پچاس آیتیں پانچ منٹ یا دس منٹ میں پڑھی جاتی ہیں اس حدیث سے یہ نکلا کہ سحری صبح کے قریب ہی کھانا مسنون ہے نہ بہت رات رہے جیسے جاہل لوگ کیا کرتے ہیں متاخرین نے اس کا اندازہ رات کے ساتویں حصہ سے کیا ہے بعضوں نے کہا ۲۶ تاریخ کو جب اخیر رات میں چاند نکلتا ہے یہ صبح صادق کا وقت ہے اگر اس وقت کو یاد رکھے تو صبح کا انداز کرنے میں دقت نہ ہوگی۔

۵۵۰۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ: سَمِعَ رَوْحًا قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّيَا، قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُورِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: قَدْرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً۔

ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا انہوں نے روح بن عبادہ سے سنا انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت دونوں نے سحری کھائی جب سحری سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (صبح کی) نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی، قتادہ نے کہا ہم نے انسؓ سے پوچھا سحری سے جب فارغ ہوئے تو نماز اس کی کتنی دیر کے بعد شروع کی انہوں نے کہا اتنی دیر کے بعد جتنی دیر میں آدمی پچاس آیتیں پڑھے۔

۵۵۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَخِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: كُنْتُ أَتَسَحَّرُ فِي أَهْلِي ثُمَّ يَكُونُ سُرْعَةٌ بِي أَنْ أُدْرِكَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا اُنہوں نے اپنے بھائی عبدالحمید بن ابی اویس سے اُنہوں نے سلیمان بن بلال سے اُنہوں نے ابوحازم سلمہ بن دینار سے اُنہوں نے سہل بن سعدؓ (صحابی) سے سُنا وہ کہتے تھے میں اپنے گھر میں سحری کھاتا پھر مجھ پر جلدی رہتی کہ صبح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھوں ف۔

ف اس سے یہ نکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز بہت سویرے اندھیرے میں پڑھا کرتے یہی ترجمۂ باب ہے۔

۵۵۲- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ حِينَ يَقْضِينَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے اُنہوں نے عقیل بن خالد سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی اُن سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز میں مسلمان عورتیں اپنی چادریں لپیٹے ہوئے آتیں پھر نماز پڑھ کر اپنے گھروں کو لوٹ جاتیں اندھیرے کی وجہ سے کوئی ان کو نہ پہچان سکتا ف

٭ ٭

ف اس حدیث سے بھی یہ نکلا کہ آپ صبح کی نماز بہت اندھیرے میں پڑھا کرتے حضرت عمرؓ نے اپنے عاملوں کو یہ لکھا کہ صبح کی نماز اس وقت پڑھا کرو جب تارے گھنے ہوئے صاف نظر آتے ہوں، ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف ایک بار صبح کی نماز روشنی میں پڑھی پھر وفات تک ہمیشہ تاریکی میں پڑھتے رہے، اہلِ حدیث اور شافعیؒ اور امام احمدؒ کا یہی مذہب ہے کہ صبح کی نماز اوّل وقت اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے اور امام ابوحنیفہؒ اس طرف گئے ہیں کہ روشنی میں پڑھنا یعنی اسفار افضل ہے۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً۔

باب: جو کوئی (سورج نکلنے سے پہلے) صبح کی ایک رکعت پالے (تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی، قضا نہ ہو گی)

۵۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا اُنہوں نے امام مالکؒ سے اُنہوں نے زید بن اسلم سے اُنہوں نے عطاء بن یسار سے

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنِ الأَعْرَجِ يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ العَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ العَصْرَ)۔

اور بسر بن سعید اور عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے ان تینوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالے اس نے صبح کی نماز پالی اور جو کوئی سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے اس نے عصر کی نماز پالی۔

بَابُ مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلَاةِ رَكْعَةً۔

باب: جو کوئی کسی نماز کی ایک رکعت پالے اس نے وہ نماز پالی ف

ف تو اگلا باب فجر اور عصر کی نماز سے خاص تھا اور یہ ہر نماز کو شامل ہے مطلب یہ ہے کہ جس نماز کی ایک رکعت بھی وقت گذرنے سے پہلے مل گئی تو گویا ساری نماز مل گئی اس کی نماز ادا ہوگی قضا نہ ہوگی۔ اسی حدیث سے یہ بھی نکلا ہے کہ اگر کسی نماز کا وقت ایک رکعت کے موافق باقی ہو اور اس وقت کوئی کافر مسلمان ہو جائے یا لڑکا بالغ ہو جائے یا دیوانہ سیانہ ہو جائے یا حائضہ پاک ہو جائے تو اس نماز کا پڑھنا اس کو واجب ہوگا۔

٥٥٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ)۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے وہ نماز پالی۔

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الفَجْرِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ۔

باب: صبح کی نماز کے بعد سورج کے بلند ہوتے تک نماز پڑھنا کیسا ہے۔

٥٥٥ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي العَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے قتادہ بن دعامہ سے انہوں نے ابوالعالیہ رفیع سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا مجھ سے کئی معتبر لوگوں نے بیان کیا ان سب میں عمرؓ زیادہ معتبر تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد سورج

الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَشْرُقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ)۔

روشن ہوئے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک ف

ف اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر جو فرض نماز قضا ہو گئی ہو یا ہو رہی ہو اس کا پڑھ لینا جائز ہے، اسی طرح سبب دار نوافل کا جیسے تحیۃ المسجد، سجدۂ تلاوت، سجدۂ شکر، عید کی نماز، کسوف یا جنازے کی۔ شافعیؒ کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ نوافل بھی مکروہ ہیں۔

۵۵۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي نَاسٌ بِهٰذَا۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے کہا میں نے ابو العالیہ سے سنا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا کئی آدمیوں نے مجھ سے یہ بیان کیا ف

ف اس سند کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قتادہ کا سماع ابو العالیہ سے معلوم ہو جائے کیونکہ قتادہ تدلیس کیا کرتے تھے جیسے اوپر گذر چکا۔

۵۵۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا) وَقَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ) تَابَعَهُ عَبْدَةُ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے کہا مجھ کو میرے باپ عروہ نے خبر دی کہا مجھ کو عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصد کر کے سورج نکلتے وقت اور سورج ڈوبتے وقت نماز نہ پڑھو اور کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکلے تو ٹھیرو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے اور جب سورج کا اوپر کا کنارہ ڈوب جائے تب بھی ٹھیرے رہو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ سب ڈوب جائے یحییٰ بن سعید قطان کے ساتھ اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان نے بھی روایت کیا ف

ف عبدہ کی روایت خود امام بخاریؒ نے بدء الخلق میں نکالا۔

۵۵۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا انہوں نے ابو اسامہ سے

عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ، نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَعَنِ الاِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ يُفْضِي بِفَرْجِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ.

اُنہوں نے عبیداللہ بن عمرؓ سے اُنہوں نے خبیب بن عبدالرحمٰن سے اُنہوں نے حفص بن عاصم سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے بیچنے اور دو طرح کے لباس اور دو وقتوں کی نماز سے منع فرمایا صبح کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک سورج نہ نکلے اور عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے اور اشتمال صماء سے ف۱ اور کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے اس طرح کہ (پاؤں پیٹ سے الگ ہوں اور) شرمگاہ آسمان کی طرف کھلی رہے اور بیع منابذہ اور بیع ملامسہ سے ف۲

ف۱ اشتمال صماء کا بیان اوپر گذر چکا ہے یعنی ایک کپڑے کا سارے بدن پر اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ وغیرہ باہر نہ نکل سکیں۔ ف۲ ان دونوں کا بھی بیان اوپر گذر چکا ہے۔ بیع منابذہ یہ کہ مشتری یا بائع جب اپنا کپڑا پھینک دے تو بیع لازم ہوجائے بیع ملامسہ یہ کہ بائع مشتری کا یا مشتری بائع کا جب کپڑا چھولے تو بیع پوری ہوجائے۔

بَابٌ لَا تُتَحَرَّى الصَّلَاةُ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ۔

باب: سورج ڈوبنے سے پہلے قصد کرکے نماز نہ پڑھے۔

۵۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (لَا يَتَحَرَّى أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّي عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا)۔

ہم سے عبداللہ بن تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں سے قصد کرکے سورج نکلتے یا سورج ڈوبتے وقت نماز نہ پڑھے۔

۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم ابن سعد نے اُنہوں نے صالح بن کیسان سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے کہا مجھ سے عطاء بن یزید جندعی لیثی نے بیان کیا اُنہوں نے ابوسعید خدری سے سنا وہ کہتے تھے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ۔

فرماتے تھے صبح کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز نہ پڑھی جائے اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبے تک۔

---

۵۶۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُصَلُّونَ صَلَاةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيهَا وَلَقَدْ نَهَى عَنْهَا، يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

ہم سے محمد بن ابان نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابوالتیاح یزید ابن حمید سے انہوں نے کہا میں نے حمران بن ابان سے سنا وہ معاویہ بن ابی سفیان سے نقل کرتے تھے انہوں نے کہا تم ایسی نماز پڑھتے ہو کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا بلکہ آپ نے اس سے منع کیا یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں (نفل) پڑھنے سے ف

ف اسمٰعیلی کی روایت میں ہے کہ معاویہؓ نے ہم کو خطبہ سنایا حافظ نے کہا شاید معاویہؓ نے عصر کے بعد دو سنت کو منع کیا لیکن حضرت عائشہؓ کی حدیث سے اس کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے مگر آپ اس کو مسجد میں نہیں پڑھتے تھے اور اثبات مقدم ہے نفی پر۔

---

۵۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ، حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے خبیب سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نمازوں سے منع فرمایا ایک تو فجر کے بعد جب تک سورج نہ نکلے اور دوسرے عصر کے بعد جب تک سورج ڈوب نہ جائے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْرَهِ الصَّلَاةَ إِلَّا بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ، رَوَاهُ عُمَرُ، وَابْنُ عُمَرَ، وَأَبُو سَعِيدٍ، وَأَبُو هُرَيْرَةَ۔

باب: اس شخص کی دلیل جس نے فقط عصر اور فجر کے بعد نماز کو مکروہ رکھا ہے ف اس کو عمرؓ اور ابن عمرؓ اور ابوسعیدؓ اور ابوہریرہؓ نے بیان کیا ف۲

ف اور دوسرے وقتوں میں جائز رکھا ہے جیسے ٹھیک دوپہر کے وقت، امام مالکؒ کا یہی قول ہے اور شافعیؒ کے نزدیک جمعہ کے دن ٹھیک دوپہر کو نماز پڑھنا درست ہے اور دنوں میں مکروہ ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء

کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے۔ ف۲ یہ حدیثیں اوپر گذر چکی ہیں ان میں فجر اور عصر کے سوا اور کوئی وقت مذکور نہیں لیکن مخالف یہ کہہ سکتا ہے کہ جب دوسری حدیثوں میں دوپہر کا وقت بھی مذکور ہے تو اس کا قبول کرنا ضرور ہے۔

٥٦٣ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أُصَلِّي كَمَا رَأَيْتُ أَصْحَابِي يُصَلُّونَ، لَا أَنْهَى أَحَدًا يُصَلِّي بِلَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ مَا شَاءَ غَيْرَ أَنْ لَا تَحَرَّوْا طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا.

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں تو اسی طرح نماز پڑھتا ہوں جیسے میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہؓ) کو پڑھتے دیکھا میں کسی کو رات اور دن (کسی وقت) میں نماز پڑھنے سے منع نہیں کرتا جب چاہے پڑھے فقط سورج نکلنے اور ڈوبنے کا قصد کرکے اس وقت نہ پڑھے

بَابُ مَا يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ مِنَ الْفَوَائِتِ وَنَحْوِهَا، وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَالَ: شَغَلَنِي نَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ.

باب: عصر کے بعد قضا نمازیں یا اس کی مانند مثلاً جنازے کی نماز وغیرہ پڑھنا اور کریب نے ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں (ظہر کی سنت کی) پڑھیں اور فرمایا مجھ کو عبدالقیس کے لوگوں نے کام میں پھنسا دیا ظہر کی دو رکعتیں نہیں پڑھنے دیں ف

ف اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر نکالا ہے قسطلانی نے کہا شافعیہ نے اس کی دلیل لی کہ سبب دار نوافل کا عصر کے بعد پڑھنا درست ہے منع کرنے والے یہ کہتے ہیں کہ یہ آنحضرتؐ کا خاصہ تھا امام مسلمؒ نے حضرت عائشہؓ سے نکالا اور امام احمدؒ نے میمونہؓ سے کہ اس کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ دوگانہ عصر کے بعد پڑھا کئے۔

٥٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَالَّذِي ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ وَمَا لَقِيَ اللهَ تَعَالَى حَتَّى ثَقُلَ عَنِ الصَّلَاةِ، وَكَانَ يُصَلِّي كَثِيرًا مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا، تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهِمَا وَلَا يُصَلِّيهِمَا فِي الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ أَنْ يُثَقِّلَ عَلَى

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد ابن ایمن نے کہا مجھ سے میرے باپ ایمن نے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا انہوں نے کہا اس خدا کی قسم جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا آپ نے خدا سے ملنے تک ان دو رکعتوں کو ف۱ نہیں چھوڑا اور آپ خدا سے نہیں ملے یہاں تک کہ نماز سے بوجھل ہو گئے ف۲ اور آپ اپنی نماز اکثر بیٹھ کر پڑھتے تھے دو رکعتوں سے مراد عصر کے بعد دو رکعتیں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پڑھا کرتے لیکن مسجد میں نہیں پڑھتے اس ڈر سے کہ آپ کی امت پر

أُمَّتِهِ، وَكَانَ يُحِبُّ مَا يُخَفِّفُ عَنْهُمْ ۔ بار نہ ہو اور آپ کو اپنی اُمت کا ہلکا رکھنا پسند تھا ف۳

ف۱ یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا آپ نے اس وقت سے نہیں چھوڑا جب سے ظہر کی سنتیں بھول گئے تھے اور ان کو عصر کے بعد پڑھ لیا تھا ۔ ف۲ یعنی آپ کا مبارک جسم فربہ ہو گیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں تکلیف ہونے لگی ۔ ف۳ سبحان اللہ ایسا پیغمبر کون گذرا ہے جو اپنی اُمت پر اس قدر مہربان ہو کر ہر بات میں ان کی راحت اور آرام کا خیال رکھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

---

٥٦٥ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: ابْنَ أُخْتِي مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِي قَطُّ ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے اُنہوں نے کہا مجھ سے میرے باپ عروہ نے بیان کیا حضرت عائشہؓ نے اُن سے کہا میرے بھانجے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد یہ دو رکعتیں کبھی میرے پاس آن کر ناغہ نہیں کیں ۔

---

٥٦٦ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً، رَكْعَتَانِ قَبْلَ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے کہا ہم سے ابو اسحٰق سلیمان شیبانی نے اُنہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن اسود نے اُنہوں نے اپنے باپ اسود سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے یعنی صبح کی سنتیں اور دو رکعتیں عصر کے بعد ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نہیں چھوڑا نہ پوشیدہ نہ کھلے ہوئے ۔ ف

ف یعنی تنہائی میں ہوتے جب بھی ان سنتوں کو پڑھتے لوگوں میں ہوتے جب بھی پڑھتے ۔

---

٥٦٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: رَأَيْتُ الْأَسْوَدَ وَمَسْرُوقًا شَهِدَا عَلَى عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فِي يَوْمٍ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ۔

ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے ابو اسحٰق عمرو سبیعی سے اُنہوں نے کہا میں نے اسود بن یزید اور مسروق بن اجدع کو دیکھا ان دونوں نے حضرت عائشہؓ کے اس کہنے پر گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی عصر کے بعد میرے گھر میں آتے تو دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے ف

ف تسہیل القاری میں اس بحث کو خوب طول دیا ہے اور اخیر میں سب حدیثیں بیان کر کے یوں لکھا ہے کہ طلوع اور غروب

کے وقت تو مطلقاً نماز پڑھنا منع ہے مگر جب فجر یا عصر طلوع یا غروب سے پہلے شروع کر چکا ہو تو اس کو تمام کرلے گو نماز کے اندر طلوع یا غروب شروع ہو جائے اور دوپہر کے وقت اور عصر کے بعد اور فجر کے بعد بے ضرورت اور بے سبب نوافل پڑھنا خلاف اولیٰ ہے اور ضرورت اور سبب سے اسی طرح فرائض کی قضا پڑھنے میں قباحت نہیں اسی طرح سنن راتبہ کی قضا پڑھنے میں جیسے فجر یا ظہر کی سنت کی اور جمعہ کا دن اور مکہ کا مقام ممانعت سے مستثنیٰ ہے، اور یہ قول تمام اقوال سے زیادہ قوی ہے۔

بَابُ التَّبْكِيرِ بِالصَّلَاةِ فِي يَوْمِ غَيْمٍ

باب : ابر کے دن نماز جلدی پڑھنا یعنی سویرے۔

٥٦٨ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا الْمَلِيحِ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ بُرَيْدَةَ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ فَقَالَ: بَكِّرُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے ابو قلابہ عبداللہ ابن زید سے کہ ابو الملیح عامر بن اسامہ ہذلی نے ان سے بیان کیا کہا ہم بریدہ بن حصیب صحابی کے ساتھ تھے اس دن ابر تھا اُنہوں نے کہا نماز سویرے پڑھ لو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عصر کی نماز چھوڑ دے اس کا عمل اکارت ہو گیا ف

ف یعنی اس کے اعمالِ خیر کا ثواب مٹ جائے گا۔ امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو اسمٰعیلی نے نکالا اس میں صاف یوں ہے کہ ابر کے دن نماز سویرے پڑھ لو کیونکہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل اکارت ہو گیا اور امام بخاری کی عادت ہے کہ باب میں ایک حدیث لاتے ہیں اور اشارہ کرتے ہیں اس کے دوسرے طریق کی طرف جس کو اُنہوں نے بیان نہیں کیا ہوتا۔

بَابُ الْأَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

باب، وقت گذر جانے کے بعد نماز پڑھتے وقت اذان دینا۔

٥٦٩ - حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سِرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: لَوْ عَرَّسْتَ بِنَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ، قَالَ بِلَالٌ: أَنَا أُوقِظُكُمْ

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن فضیل نے کہا ہم سے حصین بن عبدالرحمن نے اُنہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے اُنہوں نے اپنے باپ ابو قتادہ حارث بن ربعی سے اُنہوں نے کہا ہم (خیبر سے لوٹ کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے اتنے میں بعضے لوگوں نے کہا کاش آپ رات کو اُتر پڑیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہیں تمہاری آنکھ نہ لگ جائے اور نماز کے

فَاضْطَجَعُوا وَأَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَقَالَ: يَا بِلَالُ، أَيْنَ مَا قُلْتَ؟ قَالَ: مَا أُلْقِيَتْ عَلَيَّ نَوْمَةٌ مِثْلُهَا قَطُّ. قَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ، يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلَاةِ فَتَوَضَّأَ، فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ قَامَ فَصَلَّى.

لیٹے نہ اُٹھو، بلال رضؓ نے کہا میں تم کو جگا دوں گا پھر وہ لیٹ رہے اور بلال رضؓ نے اپنی پیٹھ اپنی اُونٹنی سے لگائی اور نیند کے غلبہ سے سو گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اس وقت سورج کا کنارہ نکل آیا تھا آپ نے فرمایا اے بلالؓ تو نے کیا کہا تھا (کہ میں جگا دوں گا) بلالؓ نے کہا مجھے ایسی نیند کبھی نہیں آئی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری جانیں قبض کر لیں اور جب چاہا پھر تم کو دے دیں، اے بلال اُٹھ اور نماز کی اذان دے پھر بلالؓ نے اذان دی آپ نے وضو کیا جب سورج بلند ہوا اور سپید ہو گیا تو آپ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھی ف

ف اس حدیث سے قضا نماز کے لئے اذان دینا ثابت ہوا، امام شافعیؒ کا قدیم قول یہی ہے اور یہی مذہب ہے امام احمد اور ابو ثور اور ابن منذر کا اور اہل حدیث کے نزدیک جس نماز سے آدمی سو جائے یا بھول جائے پھر جاگے یا یاد آئے اور اس کو پڑھے تو وہ ادا ہوگی نہ کہ قضا کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ اس کا وقت وہی ہے جب آدمی جاگا یا اس کو یاد آئی۔

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ.

باب: وقت گذر جانے کے بعد قضا نماز جماعت سے پڑھنا۔

٥٧٠ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ مَا صَلَّيْتُهَا، فَقُمْنَا إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا، فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰن سے اُنہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے کہ حضرت عمرؓ خندق کے دن ف اس وقت آئے جب سورج ڈوب گیا (لڑائی میں مصروف تھے) اور قریش کے کافروں کو بُرا کہنے لگے اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ میں عصر کی نماز اُس وقت تک نہ پڑھ سکا کہ سورج ڈوبنے ہی کو تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (خیر تم نے تو آخیر وقت پڑھ بھی لی لیکن) میں نے قسم خدا کی (ابھی تک) عصر نہیں پڑھی پھر ہم بطحان ف کی طرف گئے اور آپ نے نماز کے لئے وضو کیا ہم نے بھی وضو کیا سورج ڈوب جانے کے بعد آپ نے عصر کی نماز

بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔ پڑھی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی ف۳

ف۱ یہ لڑائی ۵ھ ہجری میں ہوئی اس کا ذکرانشاء اللہ آگے آئے گا۔ ف۲ بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ میں۔ ف۳ اس روایت میں گو یہ تصریح نہیں ہے کہ آپ نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی مگر آپ کی عادت یہی تھی کہ لوگوں کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھتے تو اسی طرح یہ نماز بھی پڑھی ہوگی اور اسمٰعیلی کے طریق میں صاف یوں مذکور ہے کہ آپ نے صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھی۔

بَابُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا وَلَا يُعِيدُ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: مَنْ تَرَكَ صَلَاةً وَاحِدَةً عِشْرِينَ سَنَةً لَمْ يُعِدْ إِلَّا تِلْكَ الصَّلَاةَ الْوَاحِدَةَ۔

باب: جو شخص کوئی نماز بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے اور فقط وہی نماز پڑھے ف۱ اور ابراہیم نخعی نے کہا جو کوئی شخص بیس برس تک ایک نماز چھوڑ دے تو فقط وہی ایک نماز پڑھ لے ف۲

ف۱ فقط وہی نماز پڑھے، اس سے امام بخاریؒ نے اُن لوگوں کا رد کیا جو کہتے ہیں دو بار پڑھے ایک بار جب یاد آئے اور دوسری بار دوسرے دن پھر پڑھے اس کے وقت پر ف۲ یعنی ترتیب کے لحاظ سے دوسری نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں امام شافعیؒ کے نزدیک قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے، حنفیہ کے نزدیک پانچ سے زائد نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی اور اس سے کم میں واجب ہے بشرطیکہ بھول نہ جائے یا وقت تنگ نہ ہو ورنہ وقتی نماز پہلے ادا کرلے۔

۵۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ۔ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔ قَالَ مُوسَى قَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْدُ۔ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرَى۔ وَقَالَ حَبَّانُ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا ان دونوں نے کہا ہم سے ہمّام بن یحییٰ نے اُنھوں نے قتادہ سے اُنھوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی نماز بھول جائے تو یاد آتے ہی اس کو پڑھ لے بس یہی اس کا کفارہ (اتار) ہے اور کچھ نہیں، اللہ نے (سورہ طٰہٰ میں) فرمایا نماز کو یاد پر پڑھ ف۱ موسیٰ نے کہا ہمام نے کہا میں نے قتادہ سے پھر سنا تو وہ یوں پڑھتے تھے نماز پڑھ میری یاد کے لئے ف۲ حبان بن ہلال نے کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے انسؓ نے اُنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر ایسی ہی حدیث بیان کی ف۳

ف۱ اقم الصلوٰۃ للذکرٰی ایک قرأت یوں بھی ہے اور مشہور قرأت یوں ہے اقم الصلوٰۃ لذکری یعنی میری یاد کے لئے نماز پڑھ۔ ف۲ یعنی جیسے مشہور قرأت ہے۔ ف۳ اس حدیث سے اس نے دلیل لی جو کہتا ہے عمداً نماز ترک کرنے والے پر قضا نہیں ہے وہ تو سخت گنہگار ہے اور اس کے گناہ کا کوئی کفارہ نہیں ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس کو قضا پڑھنا چاہیے

اور پروردگار سے استغفار کرنا۔ ف۳ اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ قتادہ کا سماع انس سے ثابت ہو جائے، اس تعلیق کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں وصل کیا۔

بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ۔

باب: اگر کئی نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے ان کا پڑھنا ف

ف مثلاً پہلے ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا حافظ نے کہا باب کی حدیث سے ترتیب کا وجوب نہیں نکلتا۔

۵۷۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَعَلَ عُمَرُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَسُبُّ كُفَّارَهُمْ: وَقَالَ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: فَنَزَلْنَا بُطْحَانَ فَصَلَّى بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اُنہوں نے ہشام دستوائی سے سُنا اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے سُنا اُنہوں نے ابوسلمہ سے اُنہوں نے جابرؓ سے اُنہوں نے کہا خندق کے دن حضرت عمرؓ قریش کے کافروں کو بُرا کہنے لگے اُنہوں نے کہا سورج ڈوبنے کے قریب تک میں نماز نہ پڑھ سکا جابرؓ نے کہا پھر ہم بطحان میں اُترے آپؐ نے سورج ڈوبے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی نماز پڑھی ف

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلا کہ پہلے عصر کی نماز ادا کی پھر مغرب کی، آپؐ نے ترتیب کا خیال رکھا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّمَرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، السَّامِرُ مِنَ السَّمَرِ وَالْجَمْعُ السُّمَّارُ، وَالسَّامِرُ هٰهُنَا فِي مَوْضِعِ الْجَمْعِ،

باب: عشا کی نماز کے بعد سمر یعنی (دنیا کی) باتیں کرنا مکروہ ہے سامر کا لفظ جو قرآن میں آیا ہے سمر ہی سے نکلا ہے اسکی جمع سمار ہے اور سامر اس آیت میں جمع کے معنوں میں ہے ف

ف سورۂ مومنون میں یہ آیت ہے مستکبرین بہ سامرا تھجرون یعنی تم ہماری آیتوں پر اکڑ کے بیہودہ بکواس لگایا کرتے تھے امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ حدیث میں کوئی لفظ قرآن شریف کا آگیا تو اس کی تفسیر اس کتاب میں بیان کر دیتے ہیں۔ اصل میں سمر کہتے ہیں چاند کی روشنی کو، عربوں کی عادت تھی کہ چاندنی میں بیٹھ کر رات کو اِدھر اُدھر کے زٹل قافیے اُڑایا کرتے اور گپ شپ کیا کرتے۔

۵۷۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْمِنْهَالِ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي: حَدِّثْنَا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ ابن سعید قطان نے کہا ہم سے عوف اعرابی نے کہا ہم سے ابوالمنہال سیار بن سلامہ نے اُنہوں نے کہا میں اپنے باپ (سلامہ) کے ساتھ ابوبرزہ (نضلہ بن عبید) اسلمی صحابی کے پاس گیا میرے

كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ، قَالَ: كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ وَهِيَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ، وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى أَهْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، قَالَ: وَكَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعِشَاءَ، قَالَ: وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ أَحَدُنَا جَلِيسَهُ وَيَقْرَأُ مِنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ۔

باپ نے اُن سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازیں کن کن وقتوں میں پڑھا کرتے تھے ہم سے بیان کرو اُنہوں نے کہا آپ ظہر کی نماز کو جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو سورج ڈھلنے کے وقت پڑھتے اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے ساتھ نماز پڑھ کر مدینہ کے آخری حصہ میں اپنے گھر جاتا وہاں پہنچ جاتا اور سورج تیز رہتا ابوالمنہال نے کہا میں بھول گیا ابو برزہ نے مغرب کے باب میں جو بیان کیا ابو برزہ نے کہا آنحضرتؐ عشا کی نماز میں دیر کرنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سو جانا بُرا جانتے تھے اسی طرح اس کے بعد باتیں کرنا ف اور صبح کی نماز سے اس وقت فارغ ہو جاتے کہ ہم میں سے کوئی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا ف۲ آپ اس میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے۔

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے یہ اس لئے مکروہ ہوا کہ عشا کے بعد باتیں کرتے رہنے سے تہجد کے لئے آنکھ نہیں کھلتی کبھی صبح کی نماز میں دیر ہو جاتی ہے ف۲ یہ اس روایت کے خلاف نہیں ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ نماز کے بعد عورتیں چادریں اوڑھے ہوئے لوٹتیں اندھیرے کی وجہ سے کوئی ان کو پہچان نہ سکتا کیونکہ پاس والا آدمی ذراسی روشنی میں بھی پہچان لیا جاتا ہے لیکن دور والا آدمی جب تک خوب روشنی نہ ہو پہچانا نہیں جا سکتا خصوصاً عورتیں جو اوڑھے لپیٹے نکلتیں ان کا پہچاننا کیونکر ممکن ہوتا۔

بَابُ السَّمَرِ فِي الْفِقْهِ وَالْخَيْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ۔

باب : مسئلے اور مسائل کی باتیں اور نیک باتیں عشاء کے بعد کرنا درست ہے

۵۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: انْتَظَرْنَا الْحَسَنَ وَرَاثَ عَلَيْنَا حَتَّى قَرُبْنَا مِنْ وَقْتِ قِيَامِهِ فَجَاءَ فَقَالَ: دَعَانَا جِيرَانُنَا هَؤُلَاءِ ثُمَّ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ نَظَرْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى كَانَ شَطْرُ اللَّيْلِ يَبْلُغُهُ فَجَاءَ فَصَلَّى لَنَا ثُمَّ خَطَبَنَا

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا کہا ہم سے ابو علی (عبیداللہ) حنفی نے کہا ہم سے قرہ بن خالد سدوسی نے اُنہوں نے کہا ہم نے امام حسن بصریؒ کے باہر نکلنے کا انتظار کیا اور اُنہوں نے اتنی دیر لگائی کہ اُن کی برخاست کا وقت آن پہنچا ف پھر وہ آئے اور کہنے لگے ہم کو ہمارے پڑوسیوں نے بلا بھیجا تھا پھر کہنے لگے انسؓ بن مالکؓ نے کہا ایک رات ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برآمد ہونے کا انتظار کیا جب آدھی رات کا وقت آن پہنچا تو آپ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی

فَقَالَ: أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ، قَالَ الْحَسَنُ: وَإِنَّ الْقَوْمَ لَا يَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَا انْتَظَرُوا الْخَيْرَ، قَالَ قُرَّةُ: هُوَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا سن لو لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو رہے اور تم تو جب تک نماز کے انتظار میں رہے (گویا) نماز ہی پڑھتے رہے (نماز کا ثواب تم کو ملتا رہا) ف۲ امام حسن بصری نے کہا لوگ جب تک کسی نیک کام کا انتظار کرتے رہیں گے تو (گویا) اس نیک کام میں مصروف ہیں قرہ بن خالد نے کہا حسن کا یہ قول بھی انس کی حدیث میں داخل ہے جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

ف امام حسن بصریؒ کی عادت تھی کہ رات کو آکر لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے دین کے علم کی تعلیم کرتے ایک بار انہوں نے اتنی دیر لگائی کہ برخاست کا وقت قریب آن پہنچا یعنی وہ وقت جب وہ وعظ و نصیحت و تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو لوٹ جاتے تھے۔ ف۲ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز کے بعد لوگوں کو خطبہ سنایا نصیحت کی۔

۵۷۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةٍ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ، فَوَهِلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مَا يَتَحَدَّثُونَ فِي هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ، يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنَّهَا تَخْرِمُ ذٰلِكَ الْقَرْنَ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب ابن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ اور ابوبکر بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے اخیر زمانے میں عشا کی نماز پڑھی جب سلام پھیرا تو آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تم نے اس رات کو دیکھا (اسے یاد رکھنا) اب سے لے کر سو برس کے ختم پر جتنے لوگ اس وقت زمین پر ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا ف لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھنے میں غلطی کی اور سو برس کی نسبت کچھ اور کہنے لگے (ابومسعود نے یہ سمجھا کہ سو برس میں قیامت آئے گی) حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ آج جو لوگ زمین پر بستے ہیں ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ (سو برس میں) یہ قرن گذر جائے گا ف۲

ف بعضے علماء نے کہا کہ زمین والوں سے آپ کی مراد وہ لوگ ہیں جن کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں تو خضر علیہ السلام ان میں

داخل نہ ہوں گے نہ جن نہ فرشتے اور کئی ایک ۔بزرگوں نے جنوں سے حدیثیں سنی ہیں، اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا بیان کیا اور بہت سے اولیاء اللہ اور عارفین باللہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اس وقت آسمان پر تھے وہ زمین والوں میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ف۲ اور دوسرا قرن آئے گا یعنی تابعین کا قرن آپ نے جو فرمایا تھا ویسا ہی ہوا، سو برس میں کوئی صحابی باقی نہیں رہا اخیر صحابی ابوالطفیل عامر بن واثلہ ایک سو دس ہجری میں گذر گئے، یہ اُن کی وفات کا آخری قول ہے سو اس رات سے سو برس میں ان کی بھی وفات ہو گئی۔

بَابُ السَّمَرِ مَعَ الأَهْلِ وَالضَّيْفِ۔ باب: اپنی بی بی یا مہمان سے رات کو (عشا کے بعد) بات کرنا ف۱

ف۱ امام بخاریؒ اس باب کو الگ اس لئے لائے کہ اگلے باب میں ان باتوں کے مباح ہونے کا ذکر تھا جو ثواب کی باتیں ہیں اور یہ باتیں ان سے اُتر کر ہیں۔

٥٧٦- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ، قَالَ: فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي، فَلَا أَدْرِي قَالَ وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ، أَوْ قَالَتْ ضَيْفِكَ؟ قَالَ: أَوَ

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر ابن سلیمان نے کہا ہم سے میرے باپ سلیمان بن طرخان نے کہا ہم سے ابوعثمان (نہدی) نے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے اُنہوں نے کہا مسجد کے سائبان میں وہ لوگ رہتے تھے جو محتاج (نادار) تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ (سائبان والوں میں سے) ایک تیسرا آدمی اپنے ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا ہو ف۱ وہ پانچواں یا چھٹا آدمی (سائبان والوں میں سے) لے جائے ف۲ تو ابوبکرؓ اپنے ساتھ تین آدمی لے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمی اپنے ساتھ لے گئے عبدالرحمٰن نے کہا گھر میں اسوقت میں تھا اور میرے ماں باپ، ابوعثمان نے کہا مجھ کو یاد نہیں عبدالرحمٰن نے اپنی بی بی ف۳ اور ایک خدمتگار کا بھی ذکر کیا یا نہیں جو ان کے اور ابوبکرؓ کے دونوں کے گھر میں کام کرتا تھا خیر ابوبکرؓ نے شام کا کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھا لیا۔ پھر جہاں عشا کی نماز پڑھی گئی وہاں ٹھیر رہے بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے آپ ہی کے پاس رہے یہاں تک کہ آپ نے رات کا کھانا بھی کھا لیا ف۴ پھر جتنی رات اللہ کو منظور تھی اس کے گذر جانے پر ابوبکرؓ

مَا عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عُرِضُوا فَأَبَوْا، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ، فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ: كُلُوا لَا هَنِيئًا، فَقَالَ وَاللهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا وَأَيْمُ اللهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، قَالَ: وَشَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَإِذَا هِيَ كَمَا هِيَ أَوْ أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ، مَا هَذَا؟ قَالَتْ: لَا وَقُرَّةِ عَيْنِي لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِي يَمِينَهُ: ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ، وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ، أَللهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ، أَوْ كَمَا قَالَ۔

❖ ❖ ❖ ❖

(گھر میں آئے اور اُن کی بی بی (ام رومان) اُن سے کہنے لگیں تم اپنے مہمانوں یا مہمان کو چھوڑ کر کہاں اٹک گئے تھے ابوبکرؓ نے کہا کیا تو نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا اُم رومان نے کہا (میں کیا کروں) میں نے اُن کے سامنے کھانا رکھا اُنہوں نے کہا جب تک ابوبکرؓ نہ آئیں گے ہم نہیں کھائیں گے عبدالرحمٰن نے کہا (میں ڈر کر) چھپ گیا ابوبکر نے کہا او پاجی کوسا اور بُرا کہا اور (مہمانوں سے) کہا کھاؤ زبردستی ٹھونس وف اور میں تو خدا کی قسم اس کھانے میں سے کبھی نہیں کھاؤں گا عبدالرحمٰن نے کہا (کھانے کا یہ حال ہوا) ہم جب اُس میں سے ایک لقمہ اُٹھاتے تو نیچے سے اور زیادہ بڑھ جاتا آخر مہمان سب سیر ہو گئے اور کھانا جتنا پہلے تھا اُس سے بھی زیادہ ہو گیا ابوبکر نے دیکھا تو کھانا جوں کا توں بلکہ اور بڑھ گیا ہے اُنہوں نے اپنی بی بی اُم رومان سے کہا بنی فراس کے خاندان والی یہ کیا اچنبا ہے وہ بولی سچ سچ میرے پیارے پیغمبرؐ کی قسم ف یہ کھانا تو ویسا ہی ہے بلکہ پہلے سے تگنا ہو گیا ہے تب ابوبکرؓ نے بھی اُس میں سے کھایا اور کہنے لگے میں نے جو کہہ دیا تھا یعنی قسم کھالی تھی وہ شیطان کا بہکاوا تھا اس میں سے ایک لقمہ کھا کر اُس کھانے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُٹھا لائے وہ صبح تک آپ کے پاس رکھا رہا عبدالرحمٰن نے کہا ہم میں اور (کافروں کی) ایک قوم میں عہد تھا اس کی مدت گذر گئی (وہ مدینہ میں چلے آئے) ہم نے ان میں سے بارہ آدمی جُدا کئے۔ ف اور ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی تھے اللہ ہی کو معلوم ہے ان سبھوں نے اس میں سے کھایا ف۸ یا عبدالرحمٰن نے کچھ ایسا ہی کہا۔

ف۱ اکثر نسخوں میں یوں ہے وان اربع لیکن باعتبار قواعد عربیت کے وان اربعۃ چاہیئے۔ ف۲ اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ اگر چار آدمیوں کا کھانا ہو تو ایک یا دو آدمی زاید لے جائے دوسرے یہ کہ اگر چار آدمیوں کا کھانا ہو تو سب پانچ آدمیوں کو لے جائے اگر پانچ کا ہو تو سب چھ آدمی لے جائے۔

ف۳ عبدالرحمٰن کی بی بی کا نام امیمہ بنت عدی بن قیس تھا۔ ف۴ بظاہر اس روایت کا مطلب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ شام کے کھانے کا ذکر تو اوپر ہو چکا ہے تو یہ تکرار ہو گی لیکن امام مسلم کی روایت میں یوں ہے حتی نعس النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس کا ترجمہ یوں ہے کہ ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھیرے رہے یہاں تک کہ آپ اونگھنے لگے یعنی آپ کو نیند آنے لگی اس صورت میں مطلب صاف ہو گا۔ ف۵ ابوبکرؓ نے غصے میں فرمایا لفظی ترجمہ تو یوں ہے کھاؤ یہ کھانا کچھ لطف کا نہیں یا تم کو خوشگوار نہ ہو، انہوں نے مہمانوں پر بھی غصہ کیا کہ اپنے تئیں ناحق کیوں بھوکا مارا مثل مشہور ہے مہمان را بافضولی چہ کار۔ جب صاحب خانہ نے ان کے سامنے کھانا رکھا تھا تو ان کو کھا لینا تھا۔ ف۶ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھائی اور آپ کو قرۃ العین کہا یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک، اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عادت کے طور پر غیر اللہ کی قسم کھانا کچھ شرک نہیں جب غیر خدا کی تعظیم بطور خدا کے مقصود نہ ہو۔ ف۷ بعضے نسخوں میں فعرفنا یعنی ہم نے ان میں سے بارہ آدمیوں کو ان کا نقیب مقرر کیا بعضے نسخوں میں ففرقنا ہے یعنی ہم نے ان میں سے بارہ آدمیوں کی ضیافت کی۔ ف۸ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کرامت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس قسم کے معجزے کئی بار ظاہر ہوئے ہیں کہ کھانے پینے میں بیحد برکت ہو گئی۔ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ عشا کی نماز کے بعد اپنی بی بی بچوں اور دوسرے شخصوں سے گفتگو کرنا درست ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ نے اپنے فرزند اور بی بی اور مہمانوں سے کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے رحم والا۔

كتاب أبواب الأذان

کتاب اذان کے بیان میں

بَابُ بَدْءِ الأَذَانِ، وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ- وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ- وَقَوْلِهِ- إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ-

باب: اذان کیونکر شروع ہوئی اس کا بیان اور اللہ تعالیٰ نے (سورۃ مائدہ میں) فرمایا جب نماز کے لئے پکارتے ہو تو کافر اس کو ٹھٹا کھیل بناتے ہیں اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں اور (سورۃ جمعہ میں) فرمایا جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے ف

ف ان دونوں آیتوں کو امام بخاریؒ نے لاکر ثابت کیا کہ اذان کی اصلیت قرآن شریف سے ثابت ہے اور یہ کہ اذان مدینہ میں شروع ہوئی کیونکہ سورۃ مائدہ اور سورۃ جمعہ دونوں مدینہ میں اتری ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اذان ہجرت کے پہلے یا دوسرے سال میں شروع ہوئی۔

۵۷۷- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الإِقَامَةَ-

ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث ابن سعید نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے ابوقلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے انس سے کہ لوگوں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) آگ اور گھنٹے کا ذکر کیا اور یہود اور نصاریٰ کا حال بیان کیا ف پھر بلال رضؓ کو یہ حکم ہوا کہ دو دو بار اذان کے لفظ کہیں اور تکبیر کے ایک ایک بار۔

ف اس حدیث کا پورا قصہ آگے آتا ہے یہود اور نصاریٰ کا ذکر کیا یعنی یہ بیان کیا کہ یہودی نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرتے ہیں کہ ایک مقام میں آگ روشن کرتے ہیں لوگ اس کو دیکھ کر آجاتے ہیں نصاریٰ گھنٹہ بجاتے ہیں اس کی آواز سے اکٹھے ہو جاتے ہیں

۵۷۸- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ

ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالرزاق ابن ہمام نے کہا ہم کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی کہا مجھ کو نافع نے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے مسلمان جب (پہلے پہل) مدینہ میں آئے تو نماز کے لئے یوں ہی جمع ہو جاتے ایک وقت ٹھیرا لیتے نماز کے لئے اذان نہیں ہوتی تھی ایک دن انہوں نے

الصَّلاةَ لَيْسَ يُنَادَى لَهَا، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ۔

اس بارے میں گفتگو کی تو بعضے کہنے لگے (ایسا کرو) نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹہ بنالو اور بعضوں نے کہا یہودیوں کی طرح ایک نرسنگا (بگل) بنالو (اس کو پھونک دیا کرو) حضرت عمرؓ نے کہا ایسا کیوں نہیں کرتے ایک آدمی کو مقرر کردو وہ نماز کے لئے پکار دیا کرے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی رائے کو پسند فرمایا) اور بلالؓ سے فرمایا اٹھ نماز کے لئے اذان دے ف

ف اس حدیث سے یہ نکلا کہ اذان کھڑے ہو کر دینا چاہیئے اکثر علماء اور اہلِ حدیث کے نزدیک بیٹھ کر اذان ناجائز ہے لیکن حنفیہ نے اس کو جائز رکھا ہے، اذان سنتِ مؤکدہ ہے اور بعضوں کے نزدیک واجب بعضوں کے نزدیک فرضِ کفایہ۔ اور کسی روایت میں یہ ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اذان دی ہو لیکن نووی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار سفر میں خود اذان دی اور حافظ نے اس کو رد کیا واللہ اعلم۔

بَابُ الأَذَانِ مَثْنَى۔

باب: اذان کے الفاظ دو دو بار کہنا۔

۵۷۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الإِقَامَةَ إِلَّا الإِقَامَةَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے سماک بن عطیہ سے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا بلالؓ کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان کے الفاظ دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار کہیں مگر قد قامت الصلوٰۃ ف

ف وہ دو بار کہا جائے تکبیر میں۔ اذان کے کل الفاظ دو دو بار کہے جائیں سوائے لا الٰہ الا اللہ کے، جو اخیر میں کہا جاتا ہے وہ ایک بار کہا جائے۔ بعضوں نے اذان کے شروع میں اللہ اکبر چار بار کہا ہے ان کی دلیل دوسری حدیث ہے۔

۵۸۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ سَلَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ: ذَكَرُوا أَنْ يُعْلِمُوا وَقْتَ الصَّلَاةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُونَهُ، فَذَكَرُوا أَنْ يُورُوا

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے کہا ہم سے خالد بن مہران حذاء نے انہوں نے ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا جب (مسلمان) لوگ بہت ہو گئے تو انہوں نے یہ تذکرہ کیا کہ نماز کے وقت کی کوئی نشانی مقرر کرنا چاہیئے جس کو وہ پہچان لیں (اور نماز کے لئے جمع ہو جائیں) کسی نے کہا آگ روشن کر دو کسی

نَارًا أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا، فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ.

نے کہا گھنٹہ بجاؤ آخر بلالؓ کو یہ حکم ہوا کہ اذان کے لفظ دو دو بار کہیں اور تکبیر کے ایک ایک بار۔

بَابٌ الْإِقَامَةُ وَاحِدَةٌ، إِلَّا قَوْلَهُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ.

باب: تکبیر کے لفظ ایک ایک بار کہنے چاہییں سوائے قد قامت الصلوٰۃ کے۔

۵۸۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ، قَالَ إِسْمَاعِيلُ فَذَكَرْتُ لِأَيُّوبَ فَقَالَ: إِلَّا الْإِقَامَةَ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل ابن ابراہیم بن علیہ نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا بلالؓ کو اذان کے لفظ دو دو بار اور تکبیر کے لفظ ایک ایک بار کہنے کا حکم ہوا اسمٰعیل نے کہا میں نے یہ حدیث ایوب سختیانی سے بیان کی انہوں نے کہا سوائے قد قامت الصلوٰۃ کے ف

ف حنفیہ پر یہ حدیث حجت ہے جو تکبیر کے الفاظ کو بھی دو دو بار کہتے ہیں، ہمارے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں اگر کسی نے اللہ اکبر اذان کے شروع میں چار بار کہا یا شہادتین میں ترجیع کی جیسے شافعیؒ کا قول ہے یا تکبیر کے الفاظ کو بھی دو دو بار کہا تو بھی کچھ قباحت نہیں، اگر کسی نے قد قامت الصلوٰۃ کو بھی ایک ہی بار کہا تو بھی کوئی قباحت نہیں۔ اذان میں دو دو بار کہنے کا جو حکم دیا اور تکبیر میں ایک ایک بار کہنے کا اس میں یہ حکمت ہے کہ اذان غائب لوگوں کو بلانے کے لئے دی جاتی ہے اور تکبیر حاضرین کو سنائی جاتی ہے اور اسی لئے اذان بلند آواز سے اور ٹھیر ٹھیر کر دینا مستحب ہے برخلاف تکبیر کے، اس میں بلند آواز کی ضرورت نہیں نہ ٹھیر ٹھیر کر الفاظ کہنے کی بلکہ جلدی جلدی کہنا بہتر ہے قد قامت الصلوٰۃ کو دو بار کہنے کا اس لئے حکم ہوا کہ وہ اصل مقصود ہے اقامت کا۔

بَابُ فَضْلِ التَّأْذِينِ.

باب: اذان دینے کی فضیلت۔

۵۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قَضَى النِّدَاءَ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ،

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا ہوا پیٹھ موڑ کر چل دیتا ہے اس لئے کہ اذان نہ سنے (اس کو اذان سننا ناگوار ہے) ف جب اذان ہو چکتی ہے تو پھر آتا ہے جب نماز کی تکبیر ہوتی ہے تو پھر پیٹھ موڑ کر

حَتّٰى إِذَا قَضَى التَّثْوِيبَ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى).

بھاگتا ہے جب تکبیر ہو چکتی ہے تو پھر آتا ہے اور نمازی اور اس کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہتا ہے فلانی بات یاد کر فلانی بات یاد کر وہ وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نمازی کو یاد ہی نہ تھیں آخر وہ بھول جاتا ہے کتنی رکعتیں پڑھیں

ف شیطان اذان سے ایسا بھاگتا ہے جیسے چور کوتوال سے بعضوں نے کہا اذان میں چونکہ نماز کے لئے بلاوا ہوتا ہے اور نماز میں سجدہ ہے اس کو اپنا قصہ یاد آتا ہے کہ آدم کو سجدہ نہ کرنے سے وہ راندۂ درگاہ ہوا اس لئے اذان سننا نہیں چاہتا بعضوں نے کہا اس لئے کہ اذان کی گواہی آخرت میں دینی نہ پڑے چونکہ جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے وہ سب گواہ بنتے ہیں آخرت میں گواہی دیں گے جیسے دوسری حدیث میں ہے۔

بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَاءِ، وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: أَذِّنْ أَذَانًا سَمْحًا وَإِلَّا فَاعْتَزِلْنَا.

باب: اذان میں آواز بلند کرنا اور عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے (ایک مؤذن سے) کہا اگر تو اذان دیتا ہے تو سیدھی طرح سادی اذان دے نہیں تو دور ہو ف

ف اس کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ ایک مؤذن نے تال اور سُر کے ساتھ یعنی جیسے گاتے ہیں اس طرح اذان دی تب عمر بن عبد العزیز نے اس سے یہ کہا، اس مؤذن کا نام معلوم نہیں ہوا۔ اور اس اثر کی مناسبت باب سے یہ ہے کہ اذان میں ایسی بلند آواز خوب نہیں ہے جس میں تال سُر پیدا ہو بلکہ سادی طرح بلند آواز سے دینا مستحب ہے۔

۵۸۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ: إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ، فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُهُ

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی صعصعہ انصاری مازنی سے انہوں نے اپنے باپ (عبد اللہ بن ابی صعصعہ سے) ان سے ابوسعید خدری (صحابیؓ) نے کہا میں دیکھتا ہوں تجھ کو جنگل کا رہنا اور بکریاں چرانا پسند ہے پس جب تو اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لئے اذان دے تو بلند آواز سے اذان دے ف کیونکہ جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے جن اور آدمی یا اور کوئی آواز سنتا ہے وہ قیامت کے دن اس پر (گواہ بنے گا) گواہی دے گا۔ ابوسعید نے کہا میں نے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ف یہ خیال نہ کر کہ یہاں تو جنگل ہے نماز کے لئے کوئی آنے والا نہیں تو آہستہ سے اذان دے لینا کافی ہے۔

بَابُ مَا يُحْقَنُ بِالْأَذَانِ مِنَ الدِّمَاءِ۔

٥٨٤ - حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يَغْزُو بِنَا حَتَّى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ، فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَخَرَجْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِي طَلْحَةَ وَإِنَّ قَدَمِي لَتَمَسُّ قَدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَخَرَجُوا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيهِمْ، فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، قَالَ: فَلَمَّا رَآهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ،

باب: اذان کی وجہ سے خونریزی رکنا (جان بچنا)

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر انصاری نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے ساتھ رہ کر کسی قوم پر جہاد کرتے تو صبح ہوئے تک ہم کو لوٹ کا حکم نہ دیتے صبح کی راہ دیکھتے اگر ان میں اذان کی آواز سنتے تو اُن پر ہاتھ نہ ڈالتے ف۱ اور جو اذان کی آواز نہ آتی تو اُن پر حملہ کرتے (فراغت سے ان کو لوٹتے مارتے) انسؓ نے کہا ہم خیبر کی طرف (جہاد کے لئے) روانہ ہوئے رات کو وہاں پہنچے جب صبح ہوئی اور اذان کی آواز آپ نے نہیں سنی تو سوار ہوئے اور میں بھی (ایک گھوڑے پر) ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا ف۲ میرا پاؤں (چلتے میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (مبارک) پاؤں سے چھو جاتا۔ انسؓ نے کہا خیبر والے یہودی اپنی ٹوکری اور کدالیں لے کر نکلے تھے (ان کو خبر ہی نہ تھی) جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے قسم خدا کی محمدؐ پوری فوج سمیت محمدؐ آن پہنچے ف۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر خیبر خراب (ویران) ہوا بیشک جب ہم کسی قوم کے میدان میں اُترا آئیں تو جو لوگ ڈرائے گئے ان کی صبح بُری ہوگی۔ ف۴

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ اذان اُن کی آواز اُن کی جان اور مال کی حفاظت کا سبب بنتی خطابی نے کہا اذان اسلام کی ایک بڑی نشانی ہے اور اس کا ترک جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی بستی والے اذان دینا چھوڑ دیں تو ان پر جہاد درست ہے ف۲ ابوطلحہ انسؓ کی ماں کے دوسرے خاوند تھے ابوطلحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو کر چلے، یہ حدیث اوپر بھی کچھ گذر چکی ہے اور پورے طور سے جہاد کے باب میں مذکور ہوگی۔ ف۳ پوری فوج خمیس کا ترجمہ ہے خمیس پورے لشکر کو کہتے ہیں جس میں پانچوں ٹکڑیاں ہوں یعنی میمنہ میسرہ قلب مقدمہ ساقہ۔ ف۴ منحوس ہوگی ان پر ضرور آفت آئے گی یہ اقتباس ہے اس آیت شریفہ کا جو سورۃ والصافات میں ہے فاذا نزل بساحتهم فساء صباح المنذرين۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيَ۔

باب : اذان سنتے وقت کیا کہے (اذان کا جواب کیوں کر دے)۔

۵۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ابن شہاب زہری سے اُنہوں نے عطا ابن یزید لیثی سے اُنہوں نے ابوسعید خدریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اذان سنو تو جو مؤذن کہتا جائے وہی تم بھی کہتے جاؤ ف

ف اس میں اختلاف ہے کہ جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو سننے والا کیا کہے، اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سننے والا بھی یہی کہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک سننے والا اس وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہے اور اسی کو بیان کرنے کے لئے امام بخاریؒ آگے معاویہؓ کی حدیث لائے۔

۵۸۶۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ مِثْلَهُ إِلَى قَوْلِهِ: وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ۔

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے محمد بن ابراہیم ابن حارث سے اُنہوں نے کہا مجھ سے عیسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا اُنہوں نے معاویہ بن ابی سفیان کو مؤذن کی طرح کہتے سُنا اشھد ان محمدا رسول اللہ تک۔

۵۸۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى نَحْوَهُ، قَالَ يَحْيَى: وَحَدَّثَنِي بَعْضُ إِخْوَانِنَا أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، وَقَالَ: هَكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ۔

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم سے وہب بن جریر نے اُنہوں نے کہا ہم سے ہشام دستوائی نے اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اسی طرح جیسے اوپر گذرا یحییٰ نے کہا مجھ سے میرے ایک بھائی نے کہا ف جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو معاویہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا اور کہنے لگے میں نے تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی کہتے سُنا ہے ۲ف

ف حافظ نے کہا وہ علقمہ بن وقاص ہیں یا عبداللہ بن علقمہ یا عمرو بن علقمہ، کرمانی نے کہا وہ اوزاعی ہیں واللہ اعلم ف۲ ابن خزیمہ

کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت بھی یہی کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اس کے بعد جو موذن نے کہا وہی کہا۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ النِّدَاءِ۔

باب: جب اذان ہو چکے تو کیا دعا کرے۔

۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ﴿مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾۔

ہم سے علی بن عیاش الہانی نے بیان کیا کہا ہم سے شعیب بن ابی حمزہ نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ انصاری (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سن چکے پھر یوں دعا کرے یا میرے اللہ جو اس پوری پکار کا صاحب ہے اور قائم رہنے والی نماز کا محمد کو (قیامت کے دن) وسیلہ عنایت کر ف اور بڑا مرتبہ اور مقام محمود ٢ پر ان کو کھڑا کر جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے تو قیامت کے دن میری شفاعت اس کے لئے ضرور ہوگی۔

ف وسیلہ ایک بہت بلند درجہ ہے بہشت میں جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ملے گا ٢ وہ وعدہ اس آیت میں مذکور ہے عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودا۔ دوسری حدیث میں ہے مقام محمود وہ مقام ہے جس پر میں کھڑا ہوں گا تو اگلے پچھلے سب مجھ پر رشک کریں گے۔ بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے انك لا تخلف المیعاد۔

بَابُ الِاسْتِهَامِ فِي الْأَذَانِ، وَيُذْكَرُ أَنَّ أَقْوَامًا اخْتَلَفُوا فِي الْأَذَانِ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ سَعْدٌ۔

باب: اذان میں قرعہ ڈالنے کا بیان اور کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے اذان میں اختلاف کیا (وہ کہتا تھا میں اذان دوں گا وہ کہتا تھا میں) تو سعد بن ابی وقاص نے ان میں قرعہ ڈالا ف

ف اس کو سعید بن منصور اور بیہقی نے وصل کیا عبد اللہ بن شبرمہ سے انہوں نے کہا لوگوں نے قادسیہ میں اذان کے باب میں جھگڑا کیا پھر سعد بن ابی وقاص کے پاس جو حضرت عمرؓ کی طرف سے وہاں کے حاکم تھے فریاد لے گئے انہوں نے قرعہ ڈالا ان لوگوں میں۔

۵۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ﴿لَوْ

ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے سمی سے جو عبد الرحمن بن حارث کے غلام تھے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَا اسْتَهَمُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)۔

اگر لوگ جانتے ہوتے جو (ثواب) اذان اور پہلی صف میں ہے پھر بغیر قرعہ ڈالے اُن کو نہ پاسکتے تو بیشک اُن پر قرعہ ڈالتے اور اگر وہ جانتے جو (ثواب) ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے میں ہے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھتے اس کے لئے اور اگر جانتے جو (ثواب) عشا اور فجر کی نماز میں ہے تو گھسٹتے ہوئے ان کے لئے آتے ف۱

ف۱ یعنی اگر پاؤں سے نہ چل سکتے تو چوتڑوں کے بل یا گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے آتے اور عشا اور فجر کی جماعت میں شریک ہوتے۔ اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپؐ نے فرمایا اگر اذان اور صفِ اوّل کی فضیلت ان کو معلوم ہوتی اور بغیر قرعہ کے اس کو نہ پاسکتے تو اس کے لئے قرعہ ڈالتے اس سے اذان کے لئے قرعہ ڈالنے کا جواز نکل آیا۔

بَابُ الْكَلَامِ فِي الْأَذَانِ۔ وَتَكَلَّمَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ فِي أَذَانِهِ۔ وَقَالَ الْحَسَنُ: لَا بَأْسَ أَنْ يَضْحَكَ وَهُوَ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ

باب: اذان میں بات کرنا کیسا ہے ف۱ اور سلیمان بن صرد (صحابیؓ) نے اذان میں بات کی ف۲ اور امام حسن بصریؒ نے کہا اذان اور تکبیر میں ہنسنا کچھ بُرا نہیں ف۳

ف۱ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اذان میں بات کرنا جائز ہے اور امام بخاریؒ کا بھی مذہب یہی معلوم ہوتا ہے اور بعضوں نے اسکو مکروہ سمجھا ہے بعضوں نے خلافِ اولیٰ امام ابوحنیفہؒ سے ایسا ہی منقول ہے۔ ف۲ اس کو ابو النعیم نے کتاب الصلوٰۃ میں وصل کیا اور بخاری نے تاریخ میں۔ ف۳ حافظ نے کہا یہ روایت مجھ کو نہیں ملی جب ہنسنا جائز ہو تو کلام بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

۵۹۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَعَبْدِ الْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ رَزْغٍ فَلَمَّا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُنَادِيَ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ، فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ: فَعَلَ هَذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَإِنَّهَا عَزْمَةٌ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے اُنہوں نے ایوب سختیانی اور عبد الحمید بن دینار صاحب الزیادی اور عاصم احول سے ان تینوں نے عبداللہ بن حارث بصری سے اُنہوں نے کہا ابن عباسؓ نے ہم کو (جمعہ کا) خطبہ سنایا اُس دن کیچڑ تھی (بارانی پڑ رہا تھا) جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہنے کو تھا اُنہوں نے اس کو حکم دیا یُوں پکار نماز اپنے اپنے ٹھکانوں میں پڑھ لو ف۱ یہ حال دیکھ کر لوگ (حیرت سے) ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے ابن عباسؓ نے کہا مجھ سے جو بہتر تھے اُنہوں نے ایسا کیا ہے ف۲ اور اس میں شک نہیں کہ جمعہ واجب ہے ف۳۔

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ابن عباس رضؓ نے اذان کے بیچ میں اس کلام کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ احتیاج کے وقت اذان میں بات کرنا درست ہے۔ ف۲ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بموجب نص قرآن اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ تو اگر میں حی علی الصلوٰۃ کہلواتا تو سب لوگوں کو جمعہ کے لیے حاضر ہونا فرض ہو جاتا اور کیچڑ پانی میں ان کو تکلیف ہوتی اس لیے میں نے یوں کہلوا دیا الصلوٰۃ فی الرحال یعنی اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جمعہ گھر میں بھی ادا کرنا درست ہے۔

بَابُ أَذَانِ الْأَعْمَى إِذَا كَانَ لَهُ مَنْ يُخْبِرُهُ.

باب: اندھا اگر اس کو کوئی وقت بتانے والا ہو تو اذان دے سکتا ہے ف

ف حنفیہ نے اندھے کی اذان مکروہ رکھی ہے اور صحیح حدیث سے جو امام بخاری رحؒ نے بیان کی اس کا جواز نکلتا ہے شاید جب کوئی وقت بتلانے والا نہ ہو تو مکروہ ہو۔

۵۹۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَالَ: وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ.

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک رحؒ سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلالؓ تو رات رہے سے اذان دے دیتا ہے تم لوگ کھاتے پیتے رہو جب تک ام مکتوم کا بیٹا اذان دے (ابن عمرؓ یا ابن شہاب نے) کہا ام مکتوم کا بیٹا (عبداللہ) اندھا تھا وہ اس وقت تک اذان نہ دیتا جب تک کہ لوگ یہ نہ کہتے صبح ہو گئی۔

بَابُ الْأَذَانِ بَعْدَ الْفَجْرِ.

باب: صبح ہونے کے بعد اذان دینا ف

ف اگلے باب کی حدیث سے یہ نکلا کہ صبح کی اذان رات رہے سے بھی دے سکتے ہیں تاکہ روزہ دار لوگ سحری وغیرہ کھا لیں پھر دوسری اذان وقت ہونے کے بعد دینا چاہیے جو اس باب کا مطلب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے ہمارے امام احمد بن حنبل رحؒ پہلی ہی اذان کو بھی کافی سمجھتے ہیں اور حنفیہ کے نزدیک وقت سے پہلے اذان درست نہیں اگر کوئی دیدے تو وقت پر پھر دوبارہ دینا چاہیے۔

۵۹۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک رحؒ نے خبر دی انہوں نے نافع سے انہوں نے عبداللہ ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا مجھ سے ام المومنین حفصہؓ نے بیان کیا کہ جب مؤذن صبح کی اذان دیکر اعتکاف کرتا یعنی

اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ۔

بیٹھ جاتا) ف اور صبح نمودار ہو جاتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی تکبیر ہونے سے پہلے دو ہلکی پھلکی رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھتے۔

ف اکثر نسخوں میں یوں ہی ہے اذا اعتکف المؤذن للصبح اور یہ کاتب کی غلطی ہے یوں ہونا چاہیئے اذا سکت المؤذن کیونکہ امام بخاریؒ نے یہ حدیث امام مالک سے روایت کی اور امام مالک کی مؤطا میں یوں ہی ہے اذا سکت المؤذن یعنی جب مؤذن صبح کی اذان دے کر خاموش ہو جاتا اور امام مسلم نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

---

۵۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن ابن عوفؓ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی اذان اور تکبیر کے بیچ میں دو ہلکی پھلکی رکعتیں (سنت کی) پڑھا کرتے ف

ف اس حدیث سے تو باب کا مطلب نہیں نکلتا لیکن امام بخاریؒ نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو آگے آئے گا، اس میں صاف یہ مذکور ہے کہ صبح طلوع ہونے کے بعد بعضوں نے کہا اذان اور تکبیر کے بیچ میں یہ رکعتیں پڑھنے سے باب کا مطلب نکل آیا کیونکہ اگر رات سے اذان ہوگی تو یہ رکعتیں بیچ میں نہ ہوں گی بلکہ تکبیر کے قریب ہوں گی۔

---

۵۹٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ»۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے عبداللہ بن دینار سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دیکھو) بلالؓ رات رہے سے اذان دے دیتا ہے تو جب تک ابن ام مکتوم کا بیٹا اذان نہ دے تم کھاتے پیتے رہو ف

ف اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ ابن ام مکتوم کی اذان تک کھانا پینا درست رکھا اور ان کی اذان ہوتے پر کھانا پینا موقوف کرنے کے لئے فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کی اذان صبح صادق کے طلوع پر ہوتی مگر اس میں یہ اشکال ہے کہ جب ابن ام مکتوم کی اذان طلوع فجر کے بعد ہوتی تو اُن کی اذان تک کھانا پینا کیونکر جائز رہے گا ورنہ لازم آئے گا کہ صبح صادق کے بعد بھی کھانا پینا درست ہو، اس اشکال کے جواب میں بہت سے تکلفات کئے ہیں اور عمدہ وہ ہے جو ہم نے تسہیل القاری میں اختیار کیا ہے کہ روزہ دار کو اس وقت تک کا کھانا پینا درست ہے جب تک فجر کھلے طور سے اس کو معلوم نہ ہو جائے تو احتمال ہو کہ ابن ام مکتوم صبح صادق ہوتے ہی اذان دیتے ہوں ان کو دوسرے واقف کار لوگ تبلا دیتے ہوں اور ابھی عام طور سے

اچھی طرح صبح نہ کھلتی ہو اس لئے اس کی اذان تک کھانے پینے کی اجازت دی گئی۔

بَابُ الْأَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ

باب: صبح سے پہلے اذان کہنا۔

۵۹۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ، وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ أَنْ يَقُولَ الْفَجْرُ أَوِ الصُّبْحُ، وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ وَرَفَعَهَا إِلَى فَوْقُ، وَطَأْطَأَ إِلَى أَسْفَلُ حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا، وَقَالَ زُهَيْرٌ بِسَبَّابَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْأُخْرَى ثُمَّ مَدَّهَا عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ۔

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ جعفی نے کہا ہم سے سلیمان بن طرخان تیمی نے انہوں نے ابوعثمان عبدالرحمٰن نہدی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا تم میں کسی کو سحری کھانے سے بلالؓ کی اذان نہ روکے کیونکہ وہ رات رہے سے اذان یا بانگ دیتا ہے اس لئے کہ عبادت کرنے والا (آرام کے لئے) لوٹ جائے ف اور جو سوتا ہو اس کو جگا دے اور فجر یا صبح اس طرح نہیں ہوتی اور آپ نے اپنی انگلیوں کو اوپر اٹھا کر اور پھر ان کو نیچے کی طرف جھکا کر بتلایا ف۲ جب تک اس طرح سے نمودنہ ہو، اور زہیر راوی نے اس کو یوں بتلایا کہ کلمہ کی انگلیوں کو تلے اوپر رکھا پھر ان کو داہنے اور بائیں طرف کھینچ لیا ف۳۔

ف جو شخص نماز اور عبادت میں کھڑا ہو وہ تھوڑی دیر کے لئے آرام کر لے سو جائے یا روزہ رکھنے کی نیت ہو تو سحری کھانے کے لئے لوٹ جائے ف۲ آپ نے اس طرح اشارہ کر کے بتلایا کہ ایک صبح کاذب ہوتی ہے جس کی روشنی لمبی چڑھتی آتی ہے اور بیچ آسمان تک آجاتی ہے۔ ف۳ یعنی صبح صادق وہ روشنی ہے جو آسمان کے کنارے کنارے عرض میں پھیلتی ہے جس کو عوام پوہ پھٹنا کہتے ہیں۔

۵۹۶۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَحَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عِيسَى الْمَرْوَزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ

مجھ سے اسحٰق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو ابواسامہ حماد بن اسامہ نے خبر دی کہا ہم سے عبیداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا انہوں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور عبیداللہ نے نافع سے بھی روایت کی انہوں نے ابن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا اور مجھ سے یوسف بن عیسیٰ نے

قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ.

بیان کیا کہا ہم سے فضل ابن موسیٰ نے کہا ہم سے عبید اللہ بن عمر عمری نے انہوں نے قاسم ابن محمد بن ابی بکر صدیق رض سے انہوں نے حضرت عائشہ رض سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا بلال رض رات رہے اذان دے دیتا ہے تم کھاتے پیتے رہو جب تک ام مکتوم کا بیٹا اذان دے ف

ف تسہیل القاری میں اس مسئلہ میں بہت طول کیا ہے اور سب دلائل بیان کر کے پھر یہ فیصلہ کیا ہے کہ خاص صبح کی اذان طلوع فجر سے پہلے درست ہے مگر دو شرطوں سے ایک یہ کہ طلوع فجر سے ذرا پہلے دی جائے اتنا پہلے کہ کوئی طہارت کر لے یا روزہ رکھنے والا سحری کھالے سونے والا جاگ اٹھے نماز کے لئے تیار ہو جائے تہجد والا وتر سے فارغ ہو جائے اس کے لئے تخمیناً آدھا گھنٹہ کافی ہے یہ نہیں کہ آدھی رات یا دو بجے یا تین بجے سے یہ اذان دی جائے جیسے بعض فقہاء کا قول ہے دوسری شرط یہ ہے کہ پھر طلوع فجر پر دوبارہ اذان دی جائے تاکہ لوگ نماز کے لئے نکلیں اور روزہ رکھنے والے کھانا پینا موقوف کر دیں اور فجر کی سنت ادا کریں ۔

بَابٌ كَمْ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ وَمَنْ يَنْتَظِرُ الْإِقَامَةَ

باب : اذان اور تکبیر میں کتنا وقفہ ہونا چاہیئے اور ان کا بیان جو تکبیر کا انتظار کریں ف

ف یہ باب لا کر امام بخاری رح نے اس طرف اشارہ کیا کہ اس باب میں جو حدیثیں آئی ہیں وہ ضعیف ہیں، ابن بطال نے کہا اس کی کوئی حد معین نہیں وقت آجانا اور نمازیوں کا جمع ہو جانا اقامت کے لئے کافی ہے ۔

۵۹۷- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ ثَلَاثًا لِمَنْ شَاءَ).

ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد ابن عبد اللہ طحان نے انہوں نے سعد بن ایاس جریری سے انہوں نے عبد اللہ بن بریدہ سے انہوں نے عبد اللہ بن مغفل (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے بیچ میں جو کوئی چاہے (نفل) نماز پڑھے یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا ف

ف امام احمد کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے جب تکبیر ہو تو اس وقت فرض کے سوا اور کوئی نماز نہیں ہے ۔

۵۹۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْأَنْصَارِيَّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ الْمُؤَذِّنُ إِذَا أَذَّنَ

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر غندر نے کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے کہا میں نے عمرو بن عامر انصاری سے سنا انہوں نے انس بن مالک سے انہوں نے کہا موذن جب اذان دیتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے

قَامَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْتَدِرُونَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّونَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ قَالَ: وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ جَبَلَةَ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ: لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا قَلِيلٌ۔

ہیں) تو آپ کے صحابہؓ (مسجد کے) ستونوں کی طرف لپکتے آپ کے برآمد ہونے تک وہ اسی حال میں رہتے (سنتیں پڑھتے رہتے) ف۱ مغرب سے پہلے بھی دو رکعتیں (سنت کی) پڑھتے ف۲ اور اذان اور تکبیر میں کچھ زیادہ وقفہ نہ ہوتا اور عثمان بن جبلہ اور ابوداؤد طیالسی نے شعبہ سے یوں نقل کیا ہے اذان اور تکبیر میں تھوڑا ہی وقفہ ہوتا۔

ف۱ مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی نیا شخص باہر سے آتا تو وہ سمجھتا کہ مغرب کی نماز ہوگئی اس کثرت سے لوگ یہ دوگانہ پڑھتے رہتے۔ ابن حبان نے صحیح میں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مغرب سے پہلے یہ دو رکعتیں پڑھیں۔
ف۲ نووی نے کہا صحیح یہی ہے کہ مغرب سے پہلے بھی دو سنتیں پڑھنا مستحب ہے اور امام احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کا یہی قول ہے اور باقی اماموں کے نزدیک یہ مستحب نہیں ہیں۔

بَابُ مَنِ انْتَظَرَ الْإِقَامَةَ۔

باب: اذان سنکر تکبیر کا انتظار گھر میں کرتے رہنا ف۱

ف۱ یہ حکم امام سے خاص ہے کیونکہ اس کو آگے جگہ مل جاتی ہے اسی طرح اس شخص سے جو مسجد سے بہت قریب ہو کہ تکبیر کی آواز سنتا ہو لیکن دور رہنے والوں کو اذان سنتے ہی جانا چاہیئے تاکہ صف اول میں جگہ ملے۔

۵۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ بِالْأُولٰى مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بَعْدَ أَنْ يَسْتَبِينَ الْفَجْرُ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مؤذن صبح کی دوسری ف۱ اذان دے کر چپ ہو رہتا اٹھتے اور فرض سے پہلے دو رکعتیں (سنت کی) ہلکی پھلکی ادا کرتے صبح صادق روشن ہو جانے کے بعد پھر داہنی کروٹ پر لیٹ رہتے ف۲ یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کہنے کے لئے آپ کے پاس آتا۔

ف۱ حدیث میں اولیٰ کا لفظ ہے لفظی ترجمہ یوں ہے کہ مؤذن جب فجر کی پہلی اذان دے کر چپ ہو رہتا ہے، پہلی اذان سے وہ اذان مراد ہے جس کے بعد اقامت ہوتی درحقیقت یہ دوسری اذان تھی کیونکہ پہلی اذان تو صبح صادق طلوع ہونے سے قبل دی جاتی تھی مگر اس کو پہلی اس لئے کہا کہ اس کے بعد اقامت دی جاتی وہ دوسری اذان ہے۔ ف۲ فجر کی سنتیں

پڑھ کر داہنی کروٹ پر ذراسی دیر کے لئے لیٹ جانا اور آرام لینا مستحب اور سنتِ رسولِ کریم ؐ ہے اور میرے نزدیک اس ذراسی سنت پر عمل کرنا اس قدر اجر رکھتا ہے کہ بڑے بڑے کاموں میں جو سنت نہیں ہیں اس کے عشر عشیر بھی اجر ملنے کی توقع نہیں ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اس کی شاہد حال ہے۔

بَابٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ لِّمَنْ شَاءَ۔

باب: ہر اذان اور تکبیر کے بیچ میں جو کوئی چاہے (نفل) نماز پڑھے۔

۶۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ۔

ہم سے عبداللہ بن یزید مقری نے بیان کیا کہا ہم سے کہمس ابن حسن نے انہوں نے عبداللہ بن بریدہ سے انہوں نے عبداللہ بن مغفل سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اذان اور تکبیر کے بیچ میں نماز ہے ہر اذان اور تکبیر کے بیچ میں نماز ہے، تیسری بار بھی یہی فرمایا، اتنا زیادہ کیا، جو چاہے ف

ف یعنی یہ حکم وجوبی نہیں ہے جس کا جی چاہے وہ اذان اور اقامت کے بیچ میں سنت پڑھے جس کا جی چاہے نہ پڑھے۔ اس حدیث سے مغرب کی بھی سنت کا ثبوت ہوتا ہے جس کا ذکر ابھی گذر چکا۔

بَابُ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ۔

باب: سفر میں ایک ہی شخص اذان دے جیسے حضر میں ف

ف کئی مؤذنوں کا ایک بارگی اذان دینا بنی امیہ کی نکالی ہوئی بدعت ہے اگر بڑا شہر ہو تو باری باری کئی مؤذن اذان دے سکتے ہیں حافظ نے کہا اگر مسجد بڑی ہو تو ہر ایک کونے میں ایک ایک مؤذن ایک ہی وقت میں اذان دے سکتا ہے۔ بعضوں نے کہا اس باب کے لانے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ سفر میں صبح کی نماز میں بھی ایک ہی اذان دینا چاہیئے عبداللہ بن عمرؓ سفر میں بھی صبح کی نماز کے لئے دو اذانیں دیتے جیسے عبدالرزاق نے روایت کیا۔

۶۰۱۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِي فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَحِيمًا رَفِيقًا، فَلَمَّا رَأَى شَوْقَنَا إِلَى أَهَالِينَا قَالَ: ارْجِعُوا

ہم سے معلّٰی بن اسد بصری نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے انہوں نے ایوب سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے مالک بن حویرثؓ (صحابی) سے انہوں نے کہا میں اپنی قوم (بنی لیث) کے چند آدمیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا بیس راتیں آپ کے پاس رہا، آپ بہت رحمدل اور ملنسار تھے۔ جب آپ

فَكُونُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَصَلُّوا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

نے دیکھا ہم کو گھر جانے کا شوق ہے تو فرمایا اب تم لوٹ جاؤ اپنی قوم میں رہو ان کو (دین کی باتیں) سکھلاؤ اور (سفر میں) نماز پڑھتے رہنا جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے ف۔

ف یعنی جو عمر میں بڑا ہو اس لئے کہ یہ سب لوگ علم میں برابر تھے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس دن تک رہے بظاہر اس روایت کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے اور شاید امام بخاریؒ نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جو آگے اُنہوں نے خود نکالا اس میں صاف یہ ہے کہ جب تم نکلو تو اذان دو یعنی سفر میں ایسا کرو۔

بَابُ الْأَذَانِ لِلْمُسَافِرِينَ إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً وَالْإِقَامَةِ، وَكَذٰلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ، وَقَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ الْمَطِيرَةِ۔

باب: اگر کئی مسافر ہوں تو نماز کے لئے اذان دیں اور تکبیر بھی کہیں اور عرفات اور مزدلفہ میں بھی ایسا ہی ف کریں اور جب سردی یا بارش کی رات ہو تو مؤذن یوں پکار دے اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔

ف یعنی حج کے سفر میں عرفات اور مزدلفہ میں بھی اذان اور اقامت کہیں۔

۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ۔ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ: أَبْرِدْ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ، حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُولَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے مہاجر ابن ابی الحسن سے اُنہوں نے زید بن وہب سے اُنہوں نے ابوذر غفاریؓ سے اُنہوں نے کہا ہم ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مؤذن نے (ظہر کی) اذان دینا چاہی آپ نے فرمایا ٹھنڈا ہونے دے پھر اُس نے اذان دینا چاہی آپ نے یہی فرمایا پھر اُس نے اذان دینا چاہی آپ نے یہی فرمایا یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا اس کے بعد آپ نے فرمایا (دیکھو) گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے ف

ف یہ حدیث اُوپر گذر چکی ہے اس سے سفر میں اذان دینا ثابت ہوا۔

۶۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ:

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَى رَجُلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ السَّفَرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَنْتُمَا خَرَجْتُمَا فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا۔

سفیان ثوری نے انہوں نے خالد خداء سے اُنہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے اُنہوں نے مالک بن حویرث سے اُنہوں نے کہا دو شخص (خود مالک اور ایک ان کے رفیق) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ سفر کرنا چاہتے تھے آپ نے فرمایا (دیکھو) جب تم سفر کے لئے نکلو تو (رستے میں) اذان دینا ف پھر اقامت کہنا پھر تم دونوں میں وہ امامت کرے جو عمر میں بڑا ہو۔

ف لفظی ترجمہ یوں ہے دونوں اذان دینا دونوں اقامت کہنا لیکن مراد یہی ہے کہ دونوں میں سے کوئی اذان دے کوئی امامت کرے جیسے اوپر گذر چکا فلیؤذن لکم احدکم۔

---

٦٠٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: أَتَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَفِيقًا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَهَيْنَا أَهْلَنَا أَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا بَعْدَنَا فَأَخْبَرْنَاهُ، قَالَ: ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ، وَذَكَرَ أَشْيَاءَ أَحْفَظُهَا أَوْ لَا أَحْفَظُهَا، وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے اُنہوں نے ابوقلابہ سے کہا ہم سے مالک بن حویرث نے بیان کیا کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اپنے ملک سے) آئے ہم سب جوان پٹھے قریب قریب ایک ہی عمر کے تھے تو بیس راتیں آپ کے پاس رہے اور آپ بہت رحم دل ملنسار تھے جب آپ یہ سمجھے کہ ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں یا ہم کو اپنے گھر جانے کا شوق ہے ف تو آپ نے پوچھا ہم (وطن میں) اپنے اپنے کن کن عزیزوں کو چھوڑ کر آئے ہیں ہم نے بیان کیا آپ نے فرمایا اچھا اب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ انہی میں رہو اور ان کو دین کی باتیں (سکھاؤ اور یہ حکم دو، مالک نے کئی باتیں بیان کیں لیکن ایوب نے کہا کہ ابوقلابہ نے یوں کہا وہ باتیں مجھکو یاد ہیں یا یوں کہا مجھ کو یاد نہیں اور فرمایا کہ جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا اسی طرح نماز پڑھتے رہو اور جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان دے اور جو بڑا ہو وہ امامت کرے

ف یہ راوی کو شک ہے کہ مالک بن حویرث نے قد اشتھینا کہا یا قد اشتقنا مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

۶۰۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: أَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ وَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ أَوِ الْمَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اُنہوں نے عبیداللہ بن عمر عمری سے اُنہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرؓ نے ایک سردی کی رات میں ضجنان ف۱ میں اذان دی پھر کہا کہ اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو اور ہم سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ اذان دے اور اخیر میں یُوں پکار دے لوگو اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو سردی یا بارش کی رات میں سفر میں ایسا کرتے ف۲۔

ف۱ ضجنان ایک پہاڑی ہے مکہ سے ایک منزل یا پچیس میل پر۔ ف۲ اس حدیث کے ظاہر سے یہ نکلتا ہے کہ اذان کے بعد یوں پکارے بعضوں نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے بدل یوں پکارے الاصلوا فی الرحال صحیح ابوعوانہ میں اتنا زیادہ ہے اور آندھی کی رات میں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے مدینہ میں ایسا کیا بہرحال بارش یا سخت سردی یا آندھی کی حالت میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے حافظ نے کہا میں نے کسی حدیث میں یہ نہیں پایا کہ دن کے وقت بھی آپ نے آندھی کے عذر سے رخصت دی ہو لیکن قیاس سے رخصت نکل سکتی ہے۔

۶۰۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ فَجَاءَهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ خَرَجَ بِلَالٌ بِالْعَنَزَةِ حَتَّى رَكَزَهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَبْطَحِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ.

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم کو جعفر بن عون نے خبر دی کہا ہم سے ابوالعمیس نے بیان کیا اُنہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے اُنہوں نے اپنے باپ ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ سوائی صحابیؓ) سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابطح ف۱ میں دیکھا بلالؓ آپ کے پاس آئے اور نماز کی خبر دی بعد اس کے بلالؓ گانسی لے کر نکلے اس کو آپ کے سامنے (جہاں آپ نماز پڑھنا چاہتے تھے) ابطح میں گاڑ دیا اور نماز کی تکبیر کہی۔

ف۱ ابطح ایک مشہور مقام کا نام ہے مکہ سے باہر۔

بَابٌ هَلْ يَتَتَبَّعُ الْمُؤَذِّنُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا؟ وَهَلْ يَلْتَفِتُ فِي الْأَذَانِ؟

باب: کیا مؤذن اذان میں اپنا منہ اِدھر اُدھر (داہنے بائیں) پھرائے اور کیا اذان میں اِدھر اُدھر دیکھ سکتا ہے اور بلالؓ

وَيُذْكَرُ عَنْ بِلَالٍ أَنَّهُ جَعَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَجْعَلُ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ أَنْ يُؤَذِّنَ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ، وَقَالَ عَطَاءٌ: الْوُضُوءُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔

سے روایت ہے کہ اُنہوں نے (اذان میں) اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں ڈالیں ف۱ اور عبداللہ بن عمرؓ تو اذان میں کانوں میں انگلیاں نہیں ڈالتے تھے ف۲ اور ابراہیم نخعی نے کہا بے وضو اذان دینے میں کوئی قباحت نہیں ف۳ اور عطاء نے کہا (اذان میں) وضو ضروری ہے اور سُنت ہے ف۴ اور حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب وقتوں میں اللہ کی یاد کیا کرتے ف۵۔

ف۱ اس کو عبدالرزاق نے نکالا۔ ف۲ اس کو عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے نکالا۔ ف۳ اس کو سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ ف۴ اس کو عبدالرزاق نے نکالا اور ابن ابی شیبہ نے عطاء سے نکالا کہ اُنہوں نے بے وضو اذان دینا مکروہ جانا۔ ف۵ اس کو امام مسلمؒ نے نکالا۔ اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا کہ اذان بے وضو درست ہے کیونکہ وہ ایک ذکر ہے تو نہ اس میں طہارت شرط ہوگی نہ قبلے کی طرف منہ کرنا۔

۶۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى بِلَالًا يُؤَذِّنُ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هَاهُنَا وَهَاهُنَا بِالْأَذَانِ۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے اُنہوں نے عون بن ابی جحیفہ سے اُنہوں نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے اُنہوں نے بلالؓ کو اذان دیتے دیکھا وہ کہتے ہیں میں بھی (اُن کے منہ کے ساتھ) اِدھر اُدھر اذان میں منہ پھیرنے لگا ف۱

ف۱ مؤذن کو حیعلتین کے وقت صرف منہ داہنی بائیں طرف پھرانا چاہیے نہ کہ سینہ اور بہتر یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اکیلا داہنی طرف منہ کر کے کہے ایک بار بائیں طرف منہ کر کے، اسی طرح حی علی الفلاح میں کرے بعضوں نے کہا داہنی طرف منہ پھیر کر حی علی الصلوٰۃ دوبارہ کہے پھر بائیں طرف منہ پھیر کر دوبار حی علی الفلاح کہے اور ہر ایک صورت جائز ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلَاةُ، وَكَرِهَ ابْنُ سِيرِينَ أَنْ يَقُولَ: فَاتَتْنَا الصَّلَاةُ وَلَكِنْ لِيَقُلْ: لَمْ نُدْرِكْ وَقَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَحُّ۔

باب: یوں کہنا کیسا ہے ہماری نماز جاتی رہی اور ابن سیرین نے اسکو مکروہ جانا ہے اور کہا ہے یوں کہنا چاہیے ہم نے نماز نہیں پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ٹھیک ہے ف۱

ف۱ ابن سیرین کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا امام بخاریؒ نے ابن سیرین کا رد کیا کہ جب حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ ہماری نماز جاتی رہی تو ابن سیرین کا اس کو مکروہ رکھنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ ابن سیرین گو بڑے تابعین میں سے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ سب پر مقدم ہے تابعی ہو یا صحابی کسی کا قول حدیث کے خلاف مقبول نہیں ہوسکتا۔

۶۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ الرِّجَالِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوا: اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوا، إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان بن عبدالرحمٰن نے اُنہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے اُنہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہؓ سے اُنہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ حارث بن ربعی (صحابی) سے اُنہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں آپ نے کچھ لوگوں کے دوڑنے کی آواز سُنی نماز کے بعد فرمایا یہ کیا آواز تھی ہم نے کہا نماز کے لئے جلدی دوڑ کر آئے تھے آپ نے فرمایا (آئندہ) ایسا نہ کرنا جب تم نماز کے لئے آؤ تو اطمینان اور سہولت کو لازم کرو جتنی نماز پالو اتنی (امام کے ساتھ پڑھو) اور جتنی نماز جاتی رہے ف (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) پوری کرلو۔

ف یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے یہ لفظ فرمایا جتنی نماز جاتی رہے اگر ایسا کہنا مکروہ ہوتا تو آپ کبھی نہ فرماتے۔

بَابٌ: مَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا، قَالَهُ أَبُو قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: جتنی نماز پاؤ وہ پڑھ لو اور جتنی جاتی رہے اس کو پورا کرلو، یہ ابوقتادہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا (جیسے اوپر گزر چکا)

ف نسخہ مطبوعہ مصر میں باب کے بعد اتنی عبارت زائد ہے لَا يَسْعَى إِلَى الصَّلَاةِ وَلْيَأْتِ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ وَقَالَ یعنی نماز کے لئے دوڑے نہیں اور سہولت سے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

۶۰۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْإِقَامَةَ فَامْشُوا إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ وَلَا تُسْرِعُوا فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن عبدالرحمٰن ابن ابی ذئب نے کہا ہم سے زہری نے اُنہوں نے سعید بن مسیب سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ دوسری سند، اور زہری سے اُنہوں نے ابوسلمہ سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے ف اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تم تکبیر کی آواز سنو تو نماز کے لئے (معمولی چال سے) چلتے ہوئے آؤ اور آہستگی اور سہولت کو اپنے اوپر لازم کرلو دوڑو نہیں پھر جتنی نماز ملے وہ پڑھ لو جو جاتی رہے اسکو پورا کرلو۔

ف زہری نے اس حدیث کو دو شخصوں سے سُنا ایک سعید بن مسیب سے دوسرے ابوسلمہ سے دونوں نے ابوہریرہؓ سے سُنا۔

بَابٌ مَتَى يَقُومُ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الإِمَامَ عِنْدَ الإِقَامَةِ؟

باب : نماز کی جب تکبیر ہو لوگ امام کو دیکھ لیں تو کس وقت کھڑے ہوں۔

٦١٠ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے کہا یحییٰ بن ابی کثیر نے مجھے لکھ کر بھیجا انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو تو جب تک مجھ کو (نکلتے) نہ دیکھو کھڑے نہ ہو ف۔

ف اس مسئلے میں کئی قول ہیں شافعیؒ کہتے ہیں تکبیر ختم ہوتے بعد مقتدیوں کو اُٹھنا چاہیئے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں تکبیر شروع ہوتے ہی ابوحنیفہؒ کہتے ہیں جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے اور جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام نماز شروع کر دے اللہ اکبر کہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ یہ فرماتے ہیں کہ حی علی الصلوٰۃ پر اُٹھے۔ امام بخاریؒ نے باب کی حدیث لا کر یہ اشارہ کیا کہ جب امام مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام کو نہ دیکھ لیں کھڑے نہ ہوں۔

بَابٌ لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ مُسْتَعْجِلًا وَلْيَقُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ۔

باب : نماز کے لئے جلدی سے نہ اُٹھے بلکہ اطمینان اور سہولت کے ساتھ اُٹھے۔

٦١١ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي، وَعَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ حارث بن ربعی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب نماز کی تکبیر ہو تو تم اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھ کو نہ دیکھو اور آہستگی لازم کرو شیبان کے ساتھ اس حدیث کو یحییٰ سے علی بن مبارک نے بھی ف روایت کیا۔

ف علی بن مبارک کی روایت کو خود امام بخاریؒ نے کتاب الجمعہ میں نکالا۔

بَابٌ هَلْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ لِعِلَّةٍ۔

باب : کوئی ضرورت ہو تو اذان یا اقامت کے بعد مسجد سے نکل سکتا ہے۔ ف

ف اور صحیح مسلم میں جو ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ ایک شخص اذان کے بعد مسجد سے نکل گیا انہوں نے کہا اس شخص نے ابوالقاسم

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نافرمانی کی تو یہ محمول ہے اس حالت پر جب بے ضرورت ایسا کرے۔

۶۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، وَعُدِّلَتِ الصُّفُوفُ حَتَّى إِذَا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ انْتَظَرْنَا أَنْ يُكَبِّرَ انْصَرَفَ، قَالَ: عَلَى مَكَانِكُمْ، فَمَكَثْنَا عَلَى هَيْئَتِنَا حَتَّى خَرَجَ إِلَيْنَا يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً وَقَدِ اغْتَسَلَ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم ابن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجرے سے) باہر برآمد ہوئے (نماز پڑھانے کو) اور نماز کی تکبیر ہوگئی تھی صفیں برابر ہو چکی تھیں جب آپ اپنی نماز کی جگہ پر کھڑے ہوئے ہم انتظار کر رہے تھے کہ اب تکبیر کہتے ہیں تو آپ لوٹے اور فرمایا تم اسی جگہ ٹھیرے رہو ہم اسی حال پر ٹھیرے رہے یہاں تک کہ آپ نکلے آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا آپ نے غسل کیا تھا ف

ف معلوم ہوا کہ آپ کو جنابت ہوئی تھی اور خیال نہ رہا بے غسل کئے نماز کے لئے نکل آئے۔ جب نماز شروع کرنے ہی کو تھے اس وقت یاد آیا۔ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ اذان یا اقامت ہو جانے کے بعد بھی آدمی کسی ضرورت سے بغیر نماز پڑھے مسجد سے نکل سکتا ہے۔

بَابٌ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ مَكَانَكُمْ حَتَّى رَجَعَ انْتَظَرُوهُ۔

باب: اگر امام مقتدیوں سے کہے یہیں ٹھیرے رہو جب تک کہ میں لوٹ کر آؤں تو اس کا انتظار کریں۔

۶۱۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَسَوَّى النَّاسُ صُفُوفَهُمْ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ قَالَ: عَلَى مَكَانِكُمْ، فَرَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلَّى بِهِمْ۔

ہم سے اسحٰق بن منصور نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے کہا ہم سے اوزاعی نے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی لوگوں نے صفیں برابر کرلیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (حجرہ شریف سے) باہر نکلے (امامت کے لئے) آگے بڑھ گئے اور آپ جنب تھے (لیکن خیال نہ رہا) پھر (یاد آیا تو) فرمایا نہیں ٹھیرے رہو اور لوٹ گئے غسل کیا پھر باہر نکلے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا لوگوں کو نماز پڑھائی ف

ف بعضے نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے، قیل لابی عبداللہ ای البخاری ان بدا لاحدنا مثل ھذا یفعل کما

یفعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فای شئی یصنع فقیل ینتظرونہ قیاما او قعودا قال ان کان قبل التکبیر للاحرام فلا باس أن یقعدوا وان کان بعد التکبیر انتظروہ حال کونھم قیاما۔ ترجمہ یہ ہے: "لوگوں نے امام بخاریؒ سے کہا اگر ہم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ کیا کرے اُنہوں نے کہا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ویسا ہی کرے لوگوں نے کہا تو مقتدی امام کا انتظار کھڑے رہ کر کرتے رہیں یا بیٹھ جائیں اُنہوں نے کہا اگر تکبیر تحریمہ ہو چکی ہے تو کھڑے کھڑے انتظار کرتے رہیں ورنہ بیٹھ جانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا صَلَّيْنَا۔

باب: آدمی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں کہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی تو اس میں کوئی قباحت نہیں ف

ف یہ باب لا کر امام بخاریؒ نے ابراہیم نخعی کا رد کیا اُنہوں نے یوں کہنا مکروہ جانا ہے کہ ہم نے نماز نہیں پڑھی، حافظ نے کہا ابراہیم نے یہ کہنا اس شخص کے لئے مکروہ رکھا جو نماز کا انتظار کر رہا ہو کیونکہ وہ گویا نماز ہی میں ہے۔

٦١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ: أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَفْطَرَ الصَّائِمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بُطْحَانَ، وَأَنَا مَعَهُ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ سے اُنہوں نے کہا میں نے ابو سلمہ سے سُنا وہ کہتے تھے ہم کو جابر بن عبداللہ انصاریؓ (صحابی) نے خبر دی کہ خندق کے دن حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہؐ قسم خدا کی میں تو عصر کی نماز اس وقت تک نہ پڑھ سکا کہ سورج ڈوبنے ہی کو تھا۔ یہ حضرت عمرؓ نے اس وقت کہا جب روزہ کے افطار کا وقت آچکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخیر تو نے تو اخیر وقت پڑھ بھی لی قسم خدا کی میں نے تو ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی اس کے بعد آپ بطحان ف میں اترے میں بھی آپ کے ساتھ تھا آپ نے وضو کیا پھر عصر کی نماز پڑھی جبکہ سورج ڈوب گیا تھا پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

ف بطحان ایک وادی کا نام ہے مدینہ طیبہ میں۔

بَابُ الْإِمَامِ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْإِقَامَةِ۔

باب: اگر امام کو تکبیر ہو جانے کے بعد کوئی ضرورت پیش آئے۔

٦١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث

عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِي رَجُلًا فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ.

بن سعید نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی (یعنی عشا کی) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشے میں ایک شخص سے چپکے کان میں باتیں کرتے رہے نماز نہیں شروع کی یہاں تک کہ لوگ سو گئے۔ ف

ف سونے سے مراد اونگھنا ہے جیسے ابن حبان اور اسحٰق بن راہویہ نے روایت کیا کہ بعضے لوگ اونگھنے لگے۔

بَابُ الْكَلَامِ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

باب: تکبیر ہوتے وقت کسی سے باتیں کرنا۔

۶۱۶- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سَأَلْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ مَا تُقَامُ الصَّلَاةُ، فَحَدَّثَنِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَعَرَضَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَحَبَسَهُ بَعْدَ مَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ.

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ ابن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے حمید طویل نے کہا میں نے ثابت بنانی سے پوچھا (اگر) کوئی شخص نماز کی تکبیر ہوئے بعد کسی سے باتیں کرے تو کیسا ہے انہوں نے انس بن مالکؓ کی حدیث مجھ کو سنائی کہ (آنحضرتؐ کے وقت میں) نماز کی تکبیر ہوئی آپ کے سامنے ایک شخص آیا اس نے تکبیر کے بعد آپ کو (دیر تک باتوں میں) روک لیا۔

بَابُ وُجُوبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ،

وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنْ مَنَعَتْهُ أُمُّهُ عَنِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً عَلَيْهِ لَمْ يُطِعْهَا.

باب: جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے اور امام حسن بصریؒ نے کہا اگر کسی شخص کی ماں اس کو محبت کی راہ سے عشا کی نماز میں جانے سے روکے تو اس کا کہنا نہ مانے ف

ف کیونکہ جماعت خود فرض ہے اور ماں کی اطاعت فرض کے ترک میں نہیں کرنا چاہیئے ہمارے امام احمد ابن حنبل اور ابوثور اور ابن خزیمہ اور ایک جماعت اہلِ حدیث کا یہی قول ہے کہ جماعت فرضِ عین ہے بلکہ بعضوں نے یہاں تک کہا ہے کہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے باقی علماء کے نزدیک وہ سنتِ مؤکدہ ہے۔

۶۱۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَقَدْ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس (خدا) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے

هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ لِيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرْقًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ۔

یہ ارادہ کیا حکم دوں لکڑیاں جمع کی جائیں پھر نماز کا حکم دوں اس کی اذان دی جائے پھر ایک شخص سے کہہ دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں اُن کو پیچھے چھوڑ کر ان لوگوں کے پاس جاؤں (جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے) ان کے گھر جلا دوں ف قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں میں سے جو جماعت میں نہیں آتے کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو گوشت کی ایک موٹی ہڈی ملے گی یا اچھے دو کھر ملیں گے تو عشاء کی جماعت میں ضرور آئے۔

ف اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ جماعت فرض ہے اگر فرض نہ ہوتی تو جماعت میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھر جلا دینے کا آپ کیوں قصد فرماتے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مجرم کو مالی سزا بھی دینا درست ہے مالکیہؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور حنفیہ جو مالی سزا درست نہیں جانتے ان کا قول بلا دلیل ہے۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ، وَكَانَ الْأَسْوَدُ إِذَا فَاتَتْهُ الْجَمَاعَةُ ذَهَبَ إِلَى مَسْجِدٍ آخَرَ، وَجَاءَ أَنَسٌ إِلَى مَسْجِدٍ قَدْ صُلِّيَ فِيهِ فَأَذَّنَ وَأَقَامَ وَصَلَّى جَمَاعَةً۔

باب: جماعت سے نماز پڑھنے کی فضیلت اور اسود بن یزید نخعی کو جب (ایک مسجد میں) جماعت نہ ملتی تو وہ دوسری مسجد کو جاتے ف اور انس بن مالکؓ ایک مسجد میں آئے جہاں نماز ہو چکی تھی اُنہوں نے پھر اذان دی اور تکبیر کہی اور جماعت سے نماز پڑھی ف۲

ف وہاں جا کر جماعت سے نماز پڑھتے، اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں وصل کیا باسناد صحیح۔ ف۲ اس کو ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں وصل کیا بیہقی کی روایت میں ہے کہ اس وقت انسؓ کے ساتھ بیس جوانوں کے قریب تھے۔

۶۱۸ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

۶۱۹ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم سے لیث ابن سعد نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے اُنہوں نے عبداللہ بن خباب سے اُنہوں نے ابوسعید خدریؓ سے

الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً۔

انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز پر پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے ف۱

ف۱ یہ اگلی روایت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ جب ستائیس درجے زیادہ فضیلت ہوئی تو پچیس درجے ضرور فضیلت ہوگی۔

۶۲۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ ضِعْفًا وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، وَلَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد ابن زیاد نے کہا ہم سے سلیمان بن مہران اعمش نے کہا میں نے ابوصالح ذکوان سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت سے آدمی کا نماز پڑھنا گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے ف۱ اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں جانے کے لئے نکلتا ہے اور صرف نماز ہی کی نیت سے نکلتا ہے تو جو قدم رکھتا ہے ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے پھر جب وہ مسجد میں پہنچ کر نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنی نماز کی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں یا اللہ اس پر اپنی رحمت اتار اس پر رحم کر اور تم میں کوئی جب تک نماز کا انتظار کرتا رہے گویا وہ نماز ہی میں ہے۔

ف۱ ابن دقیق العید نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے گو گھر میں یا بازار میں جماعت سے پڑھے۔ حافظؒ نے کہا میں سمجھتا ہوں بازار اور گھر میں نماز پڑھنے سے اکیلے وہاں نماز پڑھنا مراد ہے۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ۔

باب: صبح کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت۔

۶۲۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو سعید بن مسیب

سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيعِ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا، وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ - إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا- قَالَ شُعَيْبٌ: وَحَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: تَفْضُلُهَا بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً-	اور ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوہریرہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے جماعت کی نماز تم میں سے کسی کے اکیلے نماز سے پچیس حصے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور صبح کی نماز کے وقت رات اور دن کے (چوکیدار) فرشتے اکٹھا ہو جاتے ہیں پھر ابوہریرہؓ کہتے تھے اگر تمہارا جی چاہے تو (سورۂ بنی اسرائیل کی) یہ آیت پڑھو فجر کے قرآن پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں ف شعیب ف۲ جو اس حدیث کا راوی ہے اس نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے

ف اس سے یہ نکلا کہ صبح کی نماز میں جماعت کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ فرشتوں کے اجتماع کا وقت ہے اور صبح کی جماعت اور نمازوں کی جماعت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور باب کا یہی مطلب ہے ف۲ حافظ نے کہا یہ تعلیق نہیں ہے جیسے کرمانی نے گمان کیا بلکہ شعیب تک وہی اسناد ہے جو شروع حدیث میں گذرا۔

۶۲۲- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُولُ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ: مَا أَغْضَبَكَ؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا إِلَّا أَنَّهُمْ يُصَلُّونَ جَمِيعًا-	ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے کہا میں نے سالم بن ابی الجعد سے سنا انہوں نے کہا میں نے ام درداء سے وہ کہتی تھیں ابوالدرداءؓ (صحابی) میرے پاس آئے وہ غصے میں تھے میں نے پوچھا کیوں غصے میں ہو انہوں نے کہا قسم خدا کی میں دیکھتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کا کوئی کام باقی نہیں رہا بس یہی رہ گیا ہے کہ لوگ مل کر نماز پڑھ لیتے ہیں ف

ف یعنی ایک جماعت باقی ہے افسوس ہے ہمارے زمانے میں لوگوں نے جماعت کا خیال بھی چھوڑ دیا ہے پانچوں وقت تو مسجد میں آنا اور جماعت سے نماز پڑھنا یہ بڑی بات ہے آٹھویں دن جمعہ کو بھی مسجد میں نہیں آتے اس پر اسلام کا دعویٰ اور مسلمانوں کے خیر خواہ بننے کا جوش یہ عجیب تماشا ہے۔

۶۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:	ہم سے محمد بن علاء بن کریب ہمدانی نے بیان کیا کہا ہم سے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ۔

ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے اُنہوں نے برید بن عبداللہ سے اُنہوں نے ابو بردہ عامر سے اُنہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ نماز کا ثواب اس کو ملتا ہے جو (مسجد تک) دُور سے چل کر آتا ہے پھر جو اس کے بعد ف سب سے زیادہ دُور سے چل کر آتا ہے (اسی طرح درجہ بدرجہ) ف۲ اور جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھنے کا منتظر رہتا ہے اس کو زیادہ ثواب ہے اس سے جو ف۳ انتظار نہ کرے نماز پڑھ کر سو رہے۔

ف اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں نکلتی ہے کہ جب دُور سے آنے والے کو زیادہ ثواب ہوا اس وجہ سے کہ اس کو مشقت زیادہ ہوتی ہے تو صبح کی جماعت کا بھی زیادہ ثواب ہوگا کیونکہ صبح سویرے جماعت میں حاضر ہونا نفس پر بہت شاق ہوتا ہے۔
ف۲ یعنی سب سے زیادہ ثواب اس کو ہے جس کا مکان مسجد سے سب سے زیادہ دور ہے پھر اس کے بعد اس کو جو اور لوگوں سے زیادہ دُور ہے لیکن پہلے شخص کی نسبت مسجد سے قریب ہے اسی طرح درجہ بدرجہ۔ ف۳ انتظار نہ کرے یعنی اکیلے نماز پڑھ لے یا امام کے ساتھ پڑھے مگر انتظار کی تکلیف نہ اٹھائے بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ چھوٹی جماعت میں نماز پڑھ لے بڑی جماعت کا انتظار نہ کرے اور اس سے معلوم ہوا کہ جماعتوں جماعتوں میں بھی فرق ہے بڑی جماعت کا ثواب چھوٹی جماعت سے زیادہ ہے۔

بَابُ فَضْلِ التَّهْجِيرِ إِلَى الظُّهْرِ

۶۲۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ، ثُمَّ قَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ وَالْغَرِيقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللهِ وَقَالَ: لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ

باب: ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے کی فضیلت۔
مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا اُنہوں نے امام مالکؒ سے اُنہوں نے سمی سے جو ابو بکر ابن عبدالرحمٰن کے غلام تھے اُنہوں نے ابو صالح ذکوان سے جو گھی بیچتے تھے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوا ایک مرتبہ ایک شخص رستے میں جا رہا تھا اُس نے رستے پر کانٹوں کی ٹہنی دیکھی اس کو سرکا دیا ف اللہ کو اس کا یہ کام پسند آیا اس کو بخش دیا۔ پھر آپ نے فرمایا شہید پانچ ہیں جو طاعون سے مرے (وبا سے) اور جو پیٹ کے عارضے سے اور جو ڈوب جائے اور جو دب کر (مکان گر کر) مرے اور جو اللہ کی راہ میں مارا جائے ف۲ اور آپؐ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے جو ثواب اذان اور پہلی صف میں ہے

يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

پھر قرعہ ڈالے بغیر ان کو نہ پا سکیں تو ان کے لئے قرعہ ڈالیں اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کے لئے سویرے جانے میں کیا ثواب ہے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھیں اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ عشا اور صبح کی جماعت میں آنے کا کیا ثواب ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان میں آئیں ف۳

ف۱ اس خیال سے کہ کسی کے پاؤں میں نہ چبھے معلوم ہوا کہ مخلوقِ خدا کو آرام دینا اور ان کی تکلیف دور کرنا کتنا ثواب ہے تمام شریعتوں میں اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہے حافظ صاحب فرماتے ہیں ؎

مباش در پے آزار وہرچہ خواہی کُن ۔ کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست

ف۲ سب سے بڑھ کر یہی پانچواں شخص شہید ہے اس کو نہ غسل دیں نہ اس پر نماز پڑھیں یوں ہی دفن کر دیں اور پہلے چار شخصوں کو شہادتِ صغریٰ کا درجہ ملے گا پر ان کو غسل دیں گے ان پر نماز پڑھیں گے۔ ایک روایت میں یہ زیادہ ہے اور جو ذات الجنب کے عارضے سے مرے اور جو آگ میں جل جائے اور جو عورت زچگی میں مرے اور جس کو درندے کھا جائیں اور جو نوالہ یا پانی گلے میں اٹک کر مرے اور جو سفر میں مرے غربت میں۔ ف۳ اس حدیث کا ایک ٹکڑا اوپر گذر چکا ہے۔

بَابُ احْتِسَابِ الْآثَارِ۔ نیک کام میں ہر قدم پر ثواب ملنا ف۱

ف۱ جیسے مسجد کو جاتے ہوئے۔ امام بخاریؒ نے یہاں مسجد کی قید نہیں لگائی اس لئے کہ ہر نیک کام میں قدموں پر ثواب ملے گا اس کا حکم نماز کے لئے جانے کا سا ہے۔

۶۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِي سَلِمَةَ، أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ؟ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فِي قَوْلِهِ۔ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ۔ قَالَ خُطَاهُمْ۔ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ أَنَّ بَنِي سَلِمَةَ أَرَادُوا أَنْ يَتَحَوَّلُوا عَنْ مَنَازِلِهِمْ فَيَنْزِلُوا قَرِيبًا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَكَرِهَ

ہم سے محمد بن عبداللہ بن حوشب نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے کہا مجھ سے حمید طویل نے انہوں نے انس بن مالک (صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ والو کیا تم اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے ف۱ اور سعید بن ابی مریم نے کہا ہم سے بیان کیا یحییٰ بن ایوب نے کہا مجھ سے انسؓ نے کہ بنی سلمہ والوں نے ف۲ یہ ارادہ کیا کہ اپنے مکان (جو مسجد سے دور تھے) چھوڑ دیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ رہیں (تا کہ نماز کے لئے آنے میں آسانی ہو) لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کا اجاڑ دینا برا معلوم ہوا آپؐ نے فرمایا تم

ف۱ اور مجاہد نے اس آیت (اور لکھتے ہیں جو آگے بھیج چکے اور جو اپنے پیچھے نشان چھوڑے) کی تفسیر میں فرمایا کہ نشان سے مراد نشان قدم ہے۔

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْرُوا الْمَدِينَةَ فَقَالَ: أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ؟ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: خُطَاهُمْ آثَارُهُمْ وَالْمَشْيُ فِي الْأَرْضِ بِأَرْجُلِهِمْ۔

اپنے قدموں کا ثواب نہیں چاہتے؟ مجاہد نے کہا (سورہ یٰس میں) واثارھم سے قدم مراد ہیں یعنی زمین پر پاؤں سے چلنے کے نشان ف

ف بنی سلمہ انصار کی ایک شاخ تھی جو مدینہ میں مسجد نبوی سے دور رہا کرتے تھے۔ ف۲ امام بخاری نے مجاہد کا یہ قول لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ سورہ یٰس کی یہ آیت انا نحن نحی الموتی ونکتب ماقدموا واثارھم ان ہی لوگوں کے باب میں اتری مگر یہ سورت مکی ہے اور بنی سلمہ کا قصد مدینہ میں ہوا مجاہد کے اس قول کو عبد بن حمید نے وصل کیا۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ۔

باب: عشا کی نماز جماعت سے پڑھنے کی فضیلت۔

۶۲۶- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ۔

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ نے کہا ہم سے اعمش نے کہا مجھ سے ابوصالح ذکوان نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں پر کوئی نماز صبح اور عشا کی نماز سے زیادہ بھاری نہیں ہے اور اگر لوگ جانتے جو ثواب ان نمازوں میں ہے (اور چل نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان کے لئے آتے اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ مؤذن سے کہوں وہ تکبیر کہے اور ایک شخص کو امام بنا دوں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں آگ کی چنگاریاں لے کر ان لوگوں کو جلا دوں جو ابھی نماز کے لئے نہیں نکلے۔ ف

ف اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ عشا اور صبح کی جماعت اور نمازوں کی جماعت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے اور شریعت میں ان دو نمازوں کی جماعت کا بڑا اہتمام ہے جب ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جلا دینے کا قصد کیا جو ان میں شریک نہ ہوں اور باب کا یہی مطلب ہے۔

بَابُ اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ۔

باب: دو یا زیادہ آدمیوں سے جماعت ہو سکتی ہے۔

۶۲۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے خالد حذاء نے انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے مالک بن حویرث سے انہوں نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب نماز کا وقت آئے تو تم دونوں اذان دو تکبیر کہو پھر جو بڑا ہے وہ امام بنے ف

ف تو دو آدمیوں میں آپ نے جماعت کا حکم فرمایا یعنی ایک کو امامت کا حکم دیا تو دوسرا مقتدی بنے گا اس سے یہ نکل آیا کہ دو آدمیوں کی جماعت ہو سکتی ہے اور یہی ترجمہ باب ہے، اور ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو ابن ماجہ اور بغوی اور بیہقی اور طبرانی وغیرہ ہم نے نکالا مگر وہ حدیث ضعیف تھی اس لئے امام بخاریؒ باسناد اس کو نہ لاسکے اور اس صحیح حدیث سے اشارۃً یہ مطلب نکلا۔

بَابُ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ۔

باب: جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہے اس کا بیان اور مسجدوں کی فضیلت۔

۶۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی جب تک اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک اس کا وضو نہ ٹوٹے یوں کہتے رہتے ہیں یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم کر، اور تم میں سے کوئی جب تک نماز کے لئے رکا رہے تو گویا نماز ہی میں ہے بشرطیکہ اس کو اپنے گھر لوٹ جانے سے نماز کے سوا اور کوئی چیز نہ روکتی ہو۔

---

۶۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ بن عمر عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے خبیب بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کہیں سایہ نہ ملے گا۔ ایک تو انصاف کرنے والا حاکم دوسرے وہ جوان جو جوانی کی امنگ سے خدا کی عبادت میں رہا تیسرے

فِي اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔

وہ جس کا دل مسجد میں لگا رہا ف۲ چوتھے وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے دوستی رکھی زندگی بھر دوست رہے اور دوستی ہی پر مرے پانچویں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے (برے کام کیلئے) بلایا اُس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹے وہ مرد جس نے اللہ کی راہ میں ایسے چھپا کر صدقہ دیا کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا بائیں ہاتھ تک کو اسکی خبر نہ ہوئی ساتویں وہ مرد جس نے اکیلے میں اللہ کو یاد کیا اس کی آنکھیں بہ نکلیں (رو دیا)

ف۱ یعنی اپنے عرش کے سایہ میں۔ ف۲ ایک نماز پڑھ کر مسجد سے آتا ہے تو دوسری نماز کے لئے پھر مسجد میں جانے کا خیال لگا ہے یہیں سے باب کا ترجمہ نکلتا ہے۔

۶۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ: هَلِ اتَّخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ بَعْدَ مَا صَلَّى فَقَالَ: صَلَّى النَّاسُ وَرَقَدُوا وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مُنْذُ انْتَظَرْتُمُوهَا، قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن جعفر نے انہوں نے حمید طویل سے انہوں نے کہا انس بن مالک رضؓ سے لوگوں نے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے انہوں نے کہا ہاں ایک بار آدھی رات تک آپ نے عشا کی نماز میں دیر کی پھر (باہر برآمد ہوئے) نماز پڑھ کر ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو بھی رہے اور تم تو برابر (گویا) نماز ہی میں رہے جب سے نماز کا انتظار کرتے رہے انس نے کہا جیسے میں آپ کی انگوٹھی کی چمک (اس وقت) دیکھ رہا ہوں۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَاحَ۔

باب: مسجد میں صبح اور شام جانے کی فضیلت۔

۶۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللهُ لَهُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ہارون واسطی نے کہا ہم کو محمد بن مطرف مدنی نے خبر دی انہوں نے زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جو کوئی صبح اور شام مسجد کو (نماز کے لئے) جایا کرے وہ جب صبح یا شام کو جائے گا اللہ تعالیٰ بہشت

نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْرَاحَ۔ | میں اس کی مہمانی کا سامان کرے گا۔

بَابٌ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ۔

باب ، جب نماز کی تکبیر ہونے لگے تو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں (پڑھ سکتا)

ف یعنی جس کی تکبیر ہو رہی ہو ، یہ ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو امام مسلم اور سنن والوں نے نکالا اسلم بن خالد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فجر کی سنتیں بھی نہ پڑھے اور حنفیہ نے اس صریح حدیث کے برخلاف فجر کی سنتوں کا اس وقت پڑھنا جائز رکھا ہے ۔

٦٣٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَالَ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعْدُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنَ الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاثَ بِهِ النَّاسُ وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آلصُّبْحَ أَرْبَعًا؟ آلصُّبْحَ أَرْبَعًا؟ تَابَعَهُ غُنْدَرٌ وَمُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَالِكٍ، وَقَالَ: ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعْدٍ، عَنْ حَفْصٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُحَيْنَةَ، وَقَالَ حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا سَعْدٌ، عَنْ حَفْصٍ، عَنْ مَالِكٍ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابراہیم سے انہوں نے حفص بن عاصم سے انہوں نے عبداللہ بن مالک ابن بحینہ (صحابی) سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص (خود عبداللہ بن مالک) پر سے گذرے دوسری سند امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے عبدالرحمن بن بشیر نے بیان کیا کہا ہم سے بہز بن اسد نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی کہا مجھ کو سعد بن ابراہیم نے کہا میں نے حفص بن عاصم بن عمر بن خطابؓ سے سنا کہا میں نے ازد (قبیلے) کے ایک شخص سے جس کا نام مالک ابن بحینہ تھا سنا ف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ دو رکعتیں (فجر کی سنت کی) پڑھ رہا تھا اُدھر تکبیر ہو رہی تھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ اس کے گرد ہوئے (سبھوں نے اس کو گھیر لیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا ارے کیا صبح کی چار رکعتیں پڑھتا ہے صبح کی چار رکعتیں ف۲ بہز بن اسد کے ساتھ اس حدیث کو غندر اور معاذ نے بھی شعبہ سے روایت کیا اور مالک اور ابن اسحاق نے اس حدیث کو سعد سے روایت کیا انہوں نے حفص سے انہوں نے عبداللہ بن بحینہؓ سے اور حماد بن ابی سلمہؓ نے کہا ہم کو سعد نے خبر دی انہوں نے حفص سے انہوں نے مالک بن بحینہ سے ۔

ف۱ یہ شعبہ کی غلطی ہے صحیح عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ہے وہی صحابی ہیں اور انہی سے حدیث کی روایت کی گئی ہے نہ کہ ان کے باپ مالک سے ف۲ ہمارے امام احمد بن حنبل اور اہلِ حدیث کا یہی قول ہے کہ جب فرض کی تکبیر شروع ہو جائے تو پھر کوئی نماز نہ پڑھے نہ فجر کی سنتیں نہ اور کوئی سنت یا فرض۔ بس اسی فرض میں شریک ہو جائے جس کی تکبیر ہو رہی ہے۔ اور بیہقی کی روایت میں جو یہ مذکور ہے الا رکعتی الفجر اور حنفیہ نے اس سے دلیل لی ہے وہ صحیح نہیں ہے اس کی سند میں حجاج بن نصیر متروک اور عباد بن کثیر مردود ہے۔ اہل حدیث کا یہ بھی قول ہے کہ اگر کوئی فجر کی سنتیں شروع کر چکا ہو اور فرض کی تکبیر ہو تو سنت کو توڑ دے اور فرض میں شریک ہو جائے۔

بَابُ حَدِّ الْمَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ۔

باب : بیمار کو کس حد تک جماعت میں آنا چاہیئے ف۱

ف۱ یعنی کس قدر بیماری سے جماعت میں آنا معاف ہو جاتا ہے اور کس قدر بیماری میں آنا بہتر ہے باب کی حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ سخت بیمار تھے مگر دو آدمیوں کا ٹیکا دیئے ہوئے جماعت میں تشریف لائے تو خفیف بیماری سے جماعت معاف نہیں ہو سکتی۔

۶۳۳ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: قَالَ الْأَسْوَدُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلَاةِ وَالتَّعْظِيمَ لَهَا، قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأُذِّنَ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ، فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى فَوَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادَى

ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا کہا مجھ سے میرے باپ حفص نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے کہا اسود بن یزید نخعی نے کہا ہم حضرت عائشہؓ صدیقہ کے پاس بیٹھے تھے ہم نے نماز ہمیشہ پڑھنے کا اور نماز بڑی عبادت ہونے کا ذکر کیا انہوں نے کہا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ نے وفات فرمائی اور نماز کا وقت آیا اذان ہوئی تو آپ نے حکم دیا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آپ سے عرض کیا گیا (حضرت عائشہؓ نے عرض کیا) کہ ابوبکرؓ دل کے کچے ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رنج کے مارے رو دیں گے) لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی حکم دیا پھر وہی عرض کیا گیا پھر تیسری بار آپ نے وہی حکم دیا اور (اپنی بیبیوں سے) فرمایا تم تو یوسف پیغمبر کی ساتھ والیاں ہو ف ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں آخر ابوبکرؓ نماز پڑھانے کے لئے نکلے اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا اپنا مزاج ہلکا پایا آپ برآمد ہوئے دو آدمیوں پر ف۲ ٹیکا دیئے

بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ يَخُطَّانِ مِنَ الْوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُوبَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ فَقِيلَ لِلْأَعْمَشِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ بِرَأْسِهِ نَعَمْ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ بَعْضَهُ، وَزَادَ أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ: جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُوبَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا.

ہوئے حضرت عائشہ رضؓ نے کہا گویا میں آپ کے دونوں پاؤں دیکھ رہی ہوں وہ بیماری سے زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے ابوبکرؓ نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا اپنی جگہ پر رہو پھر لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آئے آپ ابوبکرؓ کے بازو بیٹھ گئے۔ جب اعمش نے یہ حدیث بیان کی تو لوگوں نے ان سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے اور ابوبکرؓ آپؐ کی پیروی (اقتدا) کرتے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی پیروی (اقتدا) اعمش نے سر ہلا کر تبلایا ہاں ف۳ اس حدیث کا ایک ٹکڑا ابوداؤد طیالسی نے شعبہ سے روایت کیا انہوں نے اعمش سے ف۴ اور ابومعاویہ نے اس روایت میں یہ بڑھایا کہ آنحضرتؐ ابوبکرؓ کے بائیں طرف بیٹھے تو ابوبکرؓ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ف۵۔

ف۱ یعنی زلیخا کی طرح تم بھی ہو کہ دل میں کچھ ہے ظاہر میں بہانہ کچھ کرتی ہو، زلیخا نے عورتوں کو دعوت کے بہانے سے بلایا تھا اور دلی مطلب یہ تھا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھیں اور زلیخا کو ان کے عشق و محبت میں معذور رکھیں یہاں بھی حضرت عائشہ رضؓ نے ظاہر میں تو یہ بیان کیا کہ ابوبکرؓ نرم دل ہیں وہ امامت نہ کر سکیں گے اور مطلب یہ تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری سے اچھے نہ ہوئے اور گذر گئے تو ہمیشہ کے لئے ابوبکرؓ کو لوگ نحس قدم سمجھیں گے اس سے نفرت کرنے لگیں گے۔ ف۲ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ پر، یا اسامہؓ اور فضل بن عباسؓ پر۔ ف۳ یہ اعمش کا قول منقطع نہیں ہے ابومعاویہ اور موسیٰ بن ابی عائشہؓ نے اسکو سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضؓ تک وصل کیا۔ اس حدیث کی بحث ان شاء اللہ چلاہے تو آگے آئے گی۔ ف۴ اس کو بزار نے اپنی مسند میں وصل کیا۔ ف۵ اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا۔ اس روایت میں یوں ہے مگر دوسری روایتوں میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ کی اقتدار کی اور امام ابوبکرؓ تھے اور امام احمد اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں جیسے صحیح قولی حدیث میں وارد ہے اور یہ فعلی روایت جس میں اختلاف بھی ہے اس کی معارض نہیں ہو سکتی۔

٦٣٤- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ:

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی انہوں نے معمر سے انہوں نے زہری سے کہا مجھ کو عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ، وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَرَجُلٍ آخَرَ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي، وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے اپنی بیبیوں سے اجازت لی کہ بیماری میں آپ میرے گھر میں رہیں انہوں نے اجازت دی آپ دو آدمیوں پر ٹیکا دیئے ہوئے نکلے آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کر رہے تھے اور آپ عباسؓ اور ایک اور آدمی کے بیچ میں تھے عبیداللہ (راوی) نے کہا میں نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی انہوں نے کہا تو جانتا ہے وہ دوسرا آدمی کون تھا جس کا نام حضرت عائشہؓ نے نہیں لیا میں نے کہا نہیں اُنہوں نے کہا وہ دوسرے آدمی حضرت علیؓ تھے۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمَطَرِ وَالْعِلَّةِ أَنْ يُصَلِّيَ فِي رَحْلِهِ۔

باب: بارش یا اور کسی عذر سے گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت۔

۶۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ يَقُولُ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمرؓ سے اُنہوں نے ایک سردی اور آندھی کی رات میں اذان دی[1] پھر یوں پکار کر کہہ دیا لوگو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو اس کے بعد یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سردی اور بارش کی رات میں مؤذن کو یہ حکم دیتے کہ وہ پکار کر کہہ دے لوگو! اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو[2]۔

[1] معلوم ہوا کہ سردی اور آندھی اور بارش وغیرہ میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے ہر شخص اپنے گھر میں اکیلے یا جماعت سے نماز ادا کر سکتا ہے [2] معلوم ہوا کہ سردی اور بارش یا آندھی کے دن میں مؤذن اذان کے بعد یہ پکار سکتا ہے الاصلوا فی الرحال مگر ایسے دنوں میں جماعت کا ترک رخصت ہے اور افضل یہی ہے کہ مسجد میں حاضر ہو۔

---

۶۳۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمَى، وَأَنَّهُ

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے محمود بن ربیع انصاری سے اُنہوں نے کہا کہ عتبان بن مالک انصاری اپنی قوم والوں کی امامت کیا کرتے اور وہ اندھے تھے انہوں نے

قَالَ لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَارَسُولَ اللّٰہِ إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالسَّيْلُ وَأَنَارَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ، فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللّٰہِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَجَاءَهُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ؟ فَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ کبھی اندھیرا ہوتا ہے اور پانی بہتا ہے اور میں اندھا آدمی ہوں ف (جماعت میں نہیں آسکتا) تو آپ یا رسول اللہ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیجئے میں اس کو نماز کی جگہ بنا لوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور پوچھا میں کہاں نماز پڑھوں انہوں نے گھر میں ایک جگہ بتلا دی آپ نے اسی جگہ نماز پڑھی (جہاں انہوں نے بتلائی تھی)

ف عتبان نے تین عذر بیان کئے۔ اندھیری، بہیا، اندھاپن۔ ان میں ایک عذر بھی ترکِ جماعت کے لئے کافی ہے۔ اس حدیث میں گو اس کی تصریح نہیں ہے کہ عتبان نے اکیلے نماز پڑھنا چاہی مگر ظاہر یہی ہے کہ جب گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو وہ عام ہے اکیلے پڑھے یا جماعت سے پس باب کا مطلب ثابت ہو گیا۔

بَابٌ هَلْ يُصَلِّي الإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ؟ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ؟

باب: جو لوگ (بارش یا کسی آفت میں) مسجد میں آجائیں تو کیا امام ان کے ساتھ نماز پڑھ لے ف اور برسات میں جمعہ کے دن خطبہ پڑھے یا نہیں۔

ف یعنی گو ایسی آفتوں میں جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے لیکن اگر کچھ لوگ تکلیف اٹھا کر مسجد میں آجائیں تو امام ان کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ لے کیونکہ گھروں میں نماز پڑھ لینا رخصت ہے افضل تو یہی ہے کہ مسجد میں حاضر ہو جیسے اوپر گذرا۔

۶۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ فَأَمَرَ الْمُؤَذِّنَ لَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ: قُلِ الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ، فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا، فَقَالَ كَأَنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ هَذَا، إِنَّ هَذَا فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي۔ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ إِنَّهَا

ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب بصری نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے عبدالحمید صاحب الزیادی نے کہا میں نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے انہوں نے کہا عبداللہ ابن عباس نے ہم کو کیچڑ کے دن خطبہ سنایا جب مؤذن حی علی الصلوۃ کہنے کو ہوا تو اس کو حکم دیا یوں کہہ اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو لوگ یہ دیکھ کر ایک کو ایک تکنے لگے جیسے انہوں نے اس کو ناجائز سمجھا ابن عباسؓ نے کہا تم نے شاید اس کو برا جانا ف یہ تو انہوں نے بھی کیا ہے جو مجھ سے (کہیں) بہتر تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، بیشک جمعہ واجب ہے اور میں نے برا جانا کہ

عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ وَعَنْ حَمَّادٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: كَرِهْتُ أَنْ أُؤَثِّمَكُمْ فَتَجِيئُونَ تَدُوسُونَ الطِّينَ إِلَى رُكَبِكُمْ۔

(حی علی الصلوٰۃ کہوا کر) تم کو تکلیف میں ڈالوں، حماد نے اس حدیث کو عاصم سے انہوں نے عبداللہ بن حارث سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا، اتنا فرق ہے کہ ابن عباس نے کہا میں نے تم کو گنہگار کرنا برا سمجھا گھٹنوں تک تم کیچڑ سانتے ہوئے آؤ ف۲

ف۱ یعنی حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کے بدلہ الصلوٰۃ فی الرحال پکارنا۔

ف۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں اذان میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہوا تا تو جمعہ میں تم کو حاضر ہونا بموجب نص قرآنی واجب ہوتا پھر اگر تم نہ آتے تو گنہگار ہوتے آتے تو گھٹنوں تک کیچڑ میں لتھڑے ہوئے ہوتے تم کو سخت تکلیف ہوتی۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ جمعہ گھر میں بھی درست ہے بشرطیکہ جماعت یعنی کم سے کم دو آدمی ہوں اہلحدیث کا یہی مذہب ہے اور یہی حق ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ آگئے تھے ان کے ساتھ ابن عباس نے جمعہ ادا کر لیا اور جب جمعہ ادا کیا تو خطبہ بھی بارش کے دن پڑھنا ثابت ہوا جیسے باب کا مطلب ہے۔

۶۳۸- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ: جَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ السَّقْفُ وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ۔

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے کہا میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے (شب قدر کو) پوچھا انہوں نے کہا ایک ابر کا ٹکڑا آیا وہ برسا یہاں تک کہ مسجد کی چھت بہنے لگی وہ کھجور کی شاخوں کی تو تھی ہی پھر نماز کی تکبیر ہوئی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کیچڑ پانی میں سجدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ کیچڑ کا نشان آپ کی مبارک پیشانی پر میں نے دیکھا ف۔

ف یہ حدیث خدا چاہے تو باب الاعتکاف میں مذکور ہو گی۔ اس باب میں امام بخاری نے اس سے یہ ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیچڑ بارش میں مسجد میں نماز پڑھی تو باب کا ایک مطلب نکل آیا کہ ایسی آفتوں میں جو لوگ مسجد میں آجائیں امام ان کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

۶۳۹- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ:

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے انس بن سیرین نے انہوں نے کہا میں نے

سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: إِنِّي لَا أَسْتَطِيعُ الصَّلَاةَ مَعَكَ، وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا، فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَبَسَطَ لَهُ حَصِيرًا، وَنَضَحَ طَرَفَ الْحَصِيرِ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ آلِ الْجَارُودِ لِأَنَسٍ: أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَ: مَا رَأَيْتُهُ صَلَّاهَا إِلَّا يَوْمَئِذٍ۔

انس بن مالکؓ (صحابی) سے سُنا وہ کہتے تھے ایک انصاری مرد نے ف (آنحضرتؐ سے) عرض کیا میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا اور وہ موٹا آدمی تھا (بھاری بھرکم) ف۲ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا بھی طیار کیا اور آپ کو اپنے مکان پر دعوت دی اور ایک بوریا آپ کے لئے بچھایا (صاف یا نرم کرنے کو) اس کا ایک کنارہ دھوڈالا آنحضرتؐ نے اسی بوریے پر دو رکعتیں پڑھیں ایک شخص (عبدالحمید) نے جو جارود کی اولاد میں تھا انس سے کہا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دن چڑھے چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے انہوں نے کہا میں نے تو اس دن کے سوا اور کبھی آپ کو یہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا ف۳۔

ف کہتے ہیں یہ عتبان بن مالک تھے جن کا قصہ ابھی گذرا بعضوں نے کہا انسؓ کے کوئی چچا تھے۔ ف۲ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی عتبان نہ تھے ان کو تو نابینائی کا عذر تھا نہ موٹاپے کا، حافظ نے کہا احتمال ہے کہ عتبان موٹے بھی ہوں کیونکہ سارا قصہ قریب قریب وہی ہے جو عتبان کا بیان ہوا ہے۔ ف۳ اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے ذرا مشکل ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اس نے اپنے موٹاپے کی وجہ سے یہ کہا کہ میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا تو وہ جماعت میں نہ آیا ہوگا اور آپ نے باقی حاضرین کے ساتھ نماز پڑھ لی ہوگی اور باب کا ایک مطلب یہی ہے۔

بَابٌ إِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَبْدَأُ بِالْعَشَاءِ، وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: مِنْ فِقْهِ الْمَرْءِ إِقْبَالُهُ عَلَى حَاجَتِهِ حَتَّى يُقْبِلَ عَلَى صَلَاتِهِ وَقَلْبُهُ فَارِغٌ۔

باب: جب کھانا سامنے رکھا جائے اُدھر نماز کی تکبیر ہو تو کیا کرنا چاہیئے عبداللہ بن عمرؓ تو ایسی حالت میں) پہلے شام کا کھانا کھا لیتے تھے ف اور ابو الدرداء صحابی نے کہا یہ آدمی کی عقلمندی ہے کہ پہلی اپنی حاجت پوری کر لے تاکہ نماز میں وہ کھڑا ہو اس کا دل خالی ہو (کوئی خیال نہ رہے) ف۲

ف اس کو امام بخاریؒ نے آگے چل کر خود وصل کیا ہے۔ ف۲ اس کو ابن مبارک نے کتاب الزہد میں وصل کیا اور محمد بن نصر مروزی نے کہا ابو الدرداءؓ کے اثر سے یہ نکلتا ہے کہ اگر دل کھانے میں لگا ہو تو پہلے کھانا کھالے اور عبداللہ بن عمرؓ کا اثر مطلق ہے کہ ہر حال میں پہلے کھانا کھالے۔

٦٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے

قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ۔

باپ سے اُنہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے سُنا اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب شام کا کھانا (سامنے) رکھا جائے ادھر نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھا لو وف بعد اس کے مغرب کی نماز پڑھو، دوسری روایت میں صاف اس کی تصریح ہے اور دوسری نمازوں کا بھی یہی حکم ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبل رح نے اس حدیث کو عام رکھا ہے، یہ قید نہیں لگائی کہ اگر کھانے کی احتیاج ہو۔ بعضوں نے کہا یہ حکم اسی حالت میں ہے جب کھانے کی خواہش ہو، امام ابن حزم نے کہا اگر کھانے سے پہلے نماز پڑھ لے گا تو نماز باطل ہو گی۔

٦٤١- حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ۔

ہم سے یحیٰی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے اُنہوں نے عقیل سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے انس بن مالک رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شام کا کھانا سامنے رکھا جائے تو پہلے کھا لو پھر مغرب کی نماز پڑھو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو ف

ف جب کھانا چھوڑ کر پہلے نماز پڑھے گا تو ضرور نماز جلدی جلدی ادا کرے گا۔ ہمارے زمانے میں اکثر لوگ اس حدیث کے خلاف کرتے ہیں اور روزہ افطار کرنے کے بعد نماز جلدی سے پڑھ لیتے ہیں پھر اطمینان سے بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نماز میں کھانے سے زیادہ اطمینان کی ضرورت ہے۔

٦٤٢- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ. وَقَالَ زُهَيْرٌ وَوَهْبُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:

ہم سے عبید بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابواسامہ حماد ابن اسامہ نے اُنہوں نے عبیداللہ بن عمر رضؓ سے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمر رضؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا (سامنے) رکھا جائے اور نماز کی تکبیر ہو تو پہلے کھانا کھا لو اور نماز کے لئے جلدی نہ کرے کھانے سے فراغت کر لے اور عبداللہ بن عمر رضؓ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور اُدھر نماز کی تکبیر ہوتی وہ کھانے سے فراغت تک نماز کے لئے نہ آتے اور امام کی قرارت سنتے رہتے اور زہیر ابن معاویہ ف اور وہب بن عثمان نے موسیٰ بن عقبہ سے وف اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمر رضؓ سے روایت کی کہ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ وَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ وَهْبِ بْنِ عُثْمَانَ، وَوَهْبٌ مَدِينِيٌّ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی کھانے پر ربیٹھا ہو تو جلدی نہ کرے اچھی طرح اپنی خواہش پوری کرلے گو نماز کی تکبیر ہو جائے امام عبداللہ بخاری نے کہا اور مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا انہوں نے وہب بن عثمان سے یہی حدیث روایت کی اور وہب مدینہ طیبہ کے رہنے والے تھے۔

ف اس کو ابوعوانہ نے اپنی مستخرج میں وصل کیا۔ ف۲ اس کو خود امام بخاریؒ نے ابراہیم بن منذر سے وصل کیا۔

بَابٌ إِذَا دُعِيَ الْإِمَامُ إِلَى الصَّلَاةِ وَبِيَدِهِ مَا يَأْكُلُ

باب : اگر امام کو نماز کے لئے بلائیں اور اس کے ہاتھ میں وہ چیز ہو جس کو کھا رہا ہو۔

ف اس باب سے امام بخاریؒ کو یہ ثابت کرنا منظور ہے کہ اگلا حکم استحباباً تھا نہ کہ وجوباً ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کو چھوڑ کر نماز کے لئے کیوں جاتے۔ بعضوں نے کہا امام کا حکم علیحدہ ہے اس کو کھانا چھوڑ کر نماز کے لئے جانا چاہیئے کیونکہ اس کے نہ جانے سے بہت لوگوں کو انتظار کرنا پڑے گا اور تکلیف ہوگی۔

۶۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ ذِرَاعًا يَحْتَزُّ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّينَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو جعفر بن عمرو بن امیہ نے خبر دی ان کے باپ عمرو بن امیہ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ (بکری کا) دست کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے اتنے میں نماز کے لئے بلائے گئے آپ کھڑے ہوئے اور چھری ڈال دی ف پھر آپ نے نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا ف۲

ف جس چھری سے گوشت کاٹ کاٹ کر تناول فرما رہے تھے۔ ف۲ یعنی گوشت کھانے سے وضو کا اعادہ نہیں کیا۔ اسی مضمون کی حدیث کتاب الطہارت میں گذر چکی ہے۔

بَابٌ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَهْلِهِ فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَخَرَجَ۔

اگر کوئی شخص گھر کا کام کاج کر رہا ہو اور نماز کی تکبیر ہو تو نماز کے لئے نکل کھڑا ہو۔

ف اس باب سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ صرف کھانے کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو پورا کرلے اور نماز کے لئے جلدی نہ کرے لیکن اور دنیا کے سب کام کاج نماز کے لئے چھوڑ دینا چاہئیں۔

٦٤٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ، تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے اُنہوں نے ابراہیم نخعی سے، انہوں نے اسود بن یزید سے اُنہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے اُنہوں نے کہا گھر کے کام کاج اور کیا یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت کیا کرتے جب نماز تیار ہوتی تو (کام چھوڑ کر) نماز کے لئے نکلتے۔

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يُرِيدُ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهُ۔

باب: کوئی شخص صرف یہ تبلانے کے لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیونکر پڑھتے تھے اور آپ کا طریق کیا تھا نماز پڑھے تو کیسا ہے۔

٦٤٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فِي مَسْجِدِنَا هَذَا فَقَالَ: إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ، أُصَلِّي كَيْفَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَ: مِثْلَ شَيْخِنَا هَذَا، قَالَ وَكَانَ شَيْخُنَا يَجْلِسُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَبْلَ أَنْ يَنْهَضَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے ابوقلابہ عبداللہ بن زید سے اُنہوں نے کہا مالک بن حویرثؓ (صحابی) ہماری اس مسجد میں آئے ف۱ اور کہنے لگے میں (اس وقت) تمہارے لئے نماز پڑھتا ہوں ف۲ اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے فقط یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح نماز پڑھوں (اور تم کو بتلاؤں) جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے ایوب نے کہا میں نے ابوقلابہ سے پوچھا مالک کیونکر نماز پڑھتے تھے اُنہوں نے کہا ہمارے اس شیخ (عمرو بن سلمہ) کی طرح اور عمرو بن سلمہ جب دوسرے سجدے سے سر اُٹھاتے پہلی رکعت پڑھنے کے بعد تو (ذرا) بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے ف۳

ف۱ یعنی بصرے کی مسجد میں ف۲ یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ جب بظاہر نماز میں نماز کی نیت نہ ہو تو ثواب نہ ہوگا اور نماز صحیح ہی نہ ہوگی اسکا جواب یہ ہے کہ مالک نے ثواب کی نفی نہیں کی بلکہ اُنہوں نے بے وقت اور بے موقع نماز پڑھنے کا سبب بیان کیا کہ اس سے تعلیم مقصود ہے یہ نہیں کہ نماز کا وقت آگیا ہے یا کوئی قضا نماز مجھ پر ہے معلوم ہوا کہ تعلیم کی نیت سے نماز پڑھانا جائز ہے اور یہ شرک فی العبادۃ نہیں۔ ف۳ یعنی دوسرے سجدے کے بعد جلسہ استراحت کرتے یہ شافعیہ کے نزدیک سنت ہے اور حنفیہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

بَابٌ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ۔

باب: سب سے زیادہ حقدار امامت کا وہ ہے جو علم اور فضیلت والا ہو ف۱

ف امام بخاریؒ کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ ان لوگوں کا مذہب باطل کریں جو امامت کے لیے علم اور فضیلت کی ضرورت نہیں سمجھتے اور ہر ایک جاہل کندہ ناتراش کو بے تکلف نماز میں امام کر دیتے ہیں بعضوں نے کہا امام بخاریؒ کا وہ مذہب ہے کہ عالم امامت کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت قاری کے کیونکہ قاری صحابہ میں ابی بن کعبؓ سب سے زیادہ تھے تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امام نہیں بنایا اور ابوبکر صدیقؓ کو امامت کا حکم دیا اور حدیث میں جو آیا ہے کہ جو زیادہ تم میں اللہ کی کتاب کا قاری ہو وہ امامت کرے تو امام شافعیؒ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ یہ حکم آپ کے زمانہ مبارک میں تھا اس وقت جو اقرأ ہوتا وہ افقہ یعنی عالم بھی ہوتا امام احمد نے اقرأ کو مقدم رکھا ہے افقہ پر اور اگر کوئی افقہ بھی ہو اور اقرأ بھی تو وہ سب پر مقدم ہوگا بالاتفاق ہمارے زمانہ میں بھی یہ بلا عام ہوگئی ہے لوگ جاہلوں کو پیش نماز بنا دیتے ہیں جو اپنی بھی نماز خراب کرتے ہیں اور دوسروں کی بھی۔

٦٤٦- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ، فَقَالَ: مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے اسحٰق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم سے حسین بن علی بن ولید نے اُنہوں نے زائدہ بن قدامہ سے انہوں نے عبدالملک ابن عمیر سے اُنہوں نے کہا مجھ سے ابوبردہ عامر نے بیان کیا اُنہوں نے (اپنے باپ) ابوموسیٰ اشعریؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا ابوبکرؓ نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہونگے تو نماز پڑھانا ان کو مشکل ہو جائے گا ف آپ نے (پھر وہی) فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے پھر یہی معروضہ کیا آپ نے پھر یہی فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں تم تو یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو ف۲ آخر آنحضرتؐ کا پیغام لانے والا ابوبکرؓ کے پاس آیا وہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے لوگوں کو نماز پڑھایا کیے۔

ف وہ آپ کو یاد کر کے روویں گے اور روتے روتے اُن سے قرآن پڑھنا نہ ہو سکے گا سبحان اللہ ابوبکر صدیق کی اُلفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی تھی اور ان پر کیا موقوف ہے جو کوئی سچا مسلمان ہوگا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی محبت ہوگی ؎

در نماز م خم ابروئے تو یاد آمد حالتے رفت کہ محراب بہ فریاد آمد

ف۲ اس کی شرح ابھی گذر چکی ہے۔

٦٤٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (موت کی) بیماری میں فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا ابوبکرؓ جب آپ کی جائے پر کھڑے ہوں گے تو روتے روتے (ان کی آواز بھی نہ نکل سکے گی) وہ لوگوں کو قرأت نہ سنا سکیں گے عمرؓ کو حکم دیجئے وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے کہا میں حفصہؓ ام المومنین سے بولی تم بھی تو آنحضرتؐ سے کہو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جائے پر کھڑے ہوں گے تو روتے روتے لوگوں کو قرآن نہ سنا سکیں گے اس لئے عمرؓ کو حکم دیجئے وہ لوگوں کی امامت کریں حفصہؓ نے یہی معروضہ کیا آپ نے فرمایا بس چپ رہ (آپ خفا ہوئے ان کو ڈانٹا) تم یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو، ابوبکرؓ کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس وقت حضرت حفصہؓ حضرت عائشہؓ سے کہا میں بھلا مجھ کو کہیں تم سے بھلائی پہنچ سکتی ہے ف۱

ف۱ یعنی آخر تم سوکن ہو گو کیسی ہی پاک نفس سہی تم نے ایسی صلاح دی کہ صلاح نہ شد بلا شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ پر خفگی کرائی۔ اس حدیث سے دانشمند لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قطعی یہ منظور تھا کہ ابوبکرؓ کے سوا کوئی نماز کی امامت نہ کرے اور باوجودیکہ حضرت عائشہؓ سی پیاری اور چہیتی بی بی نے تین بار معروضہ کیا مگر آپ نے ایک نہ سنی پس اگر حدیث القرطاس میں بھی آپ کا منشا یہی ہوتا کہ خواہ مخواہ کتاب لکھی جائے تو آپ ضرور لکھوا دیتے اور حضرت عمرؓ نے جو معروضہ کیا تھا کہ ہم کو اللہ کی کتاب کافی ہے اس پر سکوت نہ فرماتے معلوم ہوا کہ بعد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی مصلحت سمجھی کہ کوئی کتاب نہ لکھوائی جائے کیونکہ اس جھگڑے کے بعد آپ کئی دن تک زندہ رہے اور دوبارہ کتاب لکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔

---

٦٤٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب ابن ابی حمزہ نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ انصاری صحابی نے اور وہ آنحضرت

تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ، فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور آپ کے خادم اور صحابی تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی ابوبکر صدیقؓ لوگوں کی امامت کرتے رہے جب پیر کا دن ہوا تو لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے آپ نے اپنے حجرے کا پردہ اُٹھایا اور کھڑے کھڑے ہم کو دیکھنے لگے۔ آپ کا مبارک چہرہ (حسن وجمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ایک ورق تھا پھر آپ مُسکرا کر ہنسنے لگے ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے اور ابوبکرؓ اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹے اس لئے کہ صف میں مل جائیں وہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے برآمد ہوں گے لیکن آپ نے ہم کو اشارے سے یہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لو اور پردہ ڈال لیا پھر اُسی دن آپ کی وفات ہوئی۔

ف آپ خوش ہوئے اس لئے کہ مسلمانوں کو دین کے بڑے رکن یعنی نماز پر مضبوط اور مستعد پایا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ پیر کے دن میری اُمت کے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں تمام مسلمانوں کو یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ ہم ایسے اعمال کریں کہ ہمارے پیغمبر صاحب ان اعمال کو دیکھ کر خوش ہوں۔

۶۴۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ

ہم سے ابومعمر عبداللہ بن عمر منقری نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے اُنہوں نے کہا (بیماری میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک برآمد نہیں ہوئے (انہیں دنوں میں ایک دن) نماز کی تکبیر ہوئی تو ابوبکرؓ امامت کے لئے آگے بڑھنے کو تھے اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ پکڑا اس کو اُٹھایا جب آپ کا مبارک منہ ہم کو دکھائی دیا تو آپ کے منہ سے زیادہ کوئی چیز (ساری

إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَحَ لَنَا، فَأَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ، وَأَرْخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَ۔

دنیا میں) ہم نے بھلی نہیں دیکھی (قربان اس حسن و جمال کے) پھر آپ نے اپنے ہاتھ (مبارک) سے ابوبکرؓ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور (بدستور) پردہ چھوڑ لیا پھر وفات تک ہم آپ کو نہ دیکھ سکے ف

ف اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ آپ کی وفات تک ابوبکرؓ نماز پڑھانے کے لئے آپ کے خلیفہ رہے اور شیعہ کا یہ گمان باطل ہوا کہ آپ نے خود برآمد ہو کر ابوبکرؓ کو امامت سے معزول کر دیا۔

۶۵۰- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ، قِيلَ لَهُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ غَلَبَهُ الْبُكَاءُ، قَالَ: مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ، فَعَاوَدَتْهُ قَالَ: مُرُوهُ فَلْيُصَلِّ، إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ۔ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ عُقَيْلٌ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ سے یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حمزہ بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہو گئی تو لوگوں نے عرض کیا نماز کے باب میں کیا حکم ہے آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا ابوبکرؓ کچے دل کے آدمی ہیں وہ جب قرآن پڑھتے ہیں تو بہت رونے لگتے ہیں آپ نے فرمایا انہی سے کہو وہی نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے پھر یہی عرض کیا آپ نے پھر فرمایا انہی سے کہو نماز پڑھائیں تم تو یوسفؑ کے ساتھ والیاں ہو یونس کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن ولید زبیدی اور زہری کے بھتیجے اور اسحٰق بن یحییٰ کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا ہے ف۱ اور عقیل اور معمر نے اس حدیث کو زہری سے روایت کیا۔ انہوں نے حمزہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۲

ف۱ زبیدی کی روایت کو طبرانی نے اور زہری کے بھتیجے کی روایت کو ابن عدی نے اور اسحٰق کی روایت کو ابوبکر بن شاذان نے وصل کیا۔ ف۲ یعنی عقیل اور معمر نے اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا کیونکہ حمزہ بن عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پایا۔ عقیل کی روایت کو ذہلی نے معمر کی روایت کو ابن سعد اور ابویعلیٰ نے وصل کیا۔

بَابُ مَنْ قَامَ إِلَى جَنْبِ الْإِمَامِ لِعِلَّةٍ۔

باب : جو شخص کسی عذر سے (صف چھوڑ کر) امام کے بازو کھڑا ہو۔

٦٥١- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ، قَالَ عُرْوَةُ: فَوَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ كَمَا أَنْتَ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ۔

ہم سے زکریا بن یحییٰ البلخی نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے انہوں نے کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی انہوں نے اپنے باپ (عروہ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں ابوبکرؓ کو یہ حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو وہ نماز پڑھاتے رہے ف عروہ نے کہا (ایک دن) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ذرا) اپنے تئیں ہلکا پایا تو باہر برآمد ہوئے ابوبکرؓ لوگوں کی امامت کر رہے تھے جب ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹے آپ نے اشارے سے فرمایا نہیں اپنی جگہ رہو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کے بازو بیٹھ گئے ان کے برابر تو ابوبکرؓ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی پیروی کرکے نماز پڑھتے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی نماز کی پیروی کرتے تھے۔

ف یہ تعلیق نہیں ہے بلکہ اسی سند سے مروی ہے جو اوپر مذکور ہوئی اور ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اور شافعیؒ نے اسکو متصلاً روایت کیا ہے گو باب میں امام کے بازو کھڑا ہونا مذکور ہے اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوبکرؓ کے بازو بیٹھنا بیان ہوا ہے مگر شاید آپ پہلے بازو میں کھڑے ہو کر پھر بیٹھے ہوں گے یا کھڑے ہونے کو بیٹھنے پر قیاس کر لیا۔

بَابُ مَنْ دَخَلَ لِيَؤُمَّ النَّاسَ فَجَاءَ الْإِمَامُ الْأَوَّلُ فَتَأَخَّرَ الْأَوَّلُ أَوْ لَمْ يَتَأَخَّرْ جَازَتْ صَلَاتُهُ۔ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب : ایک شخص نے امامت شروع کر دی پھر اصلی (معین) امام آن پہنچا اب پہلا شخص پیچھے سرک گیا (مقتدیوں میں آن ملا) یا نہیں سرکا ہر حال میں اس کی نماز جائز ہو گئی۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ف

ف جو اوپر گذری اور دونوں مضمون اس حدیث میں وارد ہیں عروہ کی روایت میں ابوبکر صدیقؓ کا پیچھے ہٹنا منقول ہے اور عبیداللہ کی روایت میں جو باب حد المریض میں گذری ہے کہ انہوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔

٦٥٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے

دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ صحابی سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں گئے (جو قبا میں رہتے تھے) ف۱ اُن کے آپس میں صلح کرانے کو (آپ کو دیر لگی) اور نماز کا وقت آن پہنچا ف۲ مؤذن (بلالؓ) ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کیا تم نماز پڑھاتے ہو میں تکبیر کہوں اُنہوں نے کہا اچھا خیر، ابوبکرؓ نے نماز شروع کر دی ف۳ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے لوگ نماز پڑھ رہے تھے آپ صف چیرتے ہوئے اندر گھسے اور پہلی صف میں جا ٹھیرے لوگوں نے دستک دینا شروع کی لیکن ابوبکرؓ نماز میں اِدھر اُدھر دھیان نہیں کرتے تھے جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو پھر کر دیکھا کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کھڑے) ہیں آپؐ نے ابوبکر صدیقؓ کو اشارہ کیا اپنی جگہ رہو (نماز پڑھائے جاؤ) لیکن اُنہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ کا شکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا (کہ امامت کئے جاؤ ان کو اس لائق سمجھا) پھر وہ پیچھے سرک آئے اور (پہلی) صف میں مل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے (امام کی جگہ) آپ نے نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ابوبکرؓ تم اپنی جگہ کیوں نہیں ٹھیرے رہے میں تو تم کو حکم دے چکا تھا اُنہوں نے عرض کیا بھلا ابوقحافہ کے بیٹے کو ف۴ دیکھو اور نماز میں اللہ کے پیغمبر کے آگے رہنا دیکھو یہ کہیں ہوسکتا ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کی طرف خطاب کرکے) فرمایا تم نے اتنی تالیاں کیوں بجائیں دیکھو (آئندہ سے) کسی کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو وہ سبحان اللہ کہے جب وہ یہ کہے گا تو اس کی طرف دھیان ہو گا اور تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے ف۵

ف۱ یہ اوس قبیلے کی ایک شاخ تھی ان لوگوں میں آپس میں تکرار ہو گئی تھی یہاں تک کہ ہشت مشت کی نوبت پہنچی اور

دونوں طرف سے پتھر چلے۔ ف۲ یعنی عصر کی نماز کا اور اس کی تصریح خود امام بخاری کی دوسری روایت میں ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے وقت بلال سے فرما گئے تھے کہ عصر کا وقت آجائے اور میں نہ آؤں تو ابو بکرؓ سے کہنا وہ نماز پڑھادیں گے۔ ف۳ صرف تکبیر تحریمہ کہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے۔ اور اسی خیال سے اُنہوں نے آیندہ نماز پڑھانا مناسب نہ سمجھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ابو بکرؓ کے پیچھے صبح کی دوسری رکعت پڑھی یہاں ابو بکرؓ نے انکار نہ کیا کیونکہ وہ نماز کا ایک حصہ ادا کر چکے تھے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز پڑھی اور عبدالرحمٰن پیچھے نہ ہٹے وہ بھی صبح کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے کہ آنحضرتؐ دوسری رکعت میں تشریف لائے۔ ابو بکر صدیقؓ نے تواضع اور کسرِ نفسی کی راہ سے اپنے تئیں ابو قحافہ کا بیٹا کہا کیونکہ ان کے باپ ابو قحافہ کو کوئی خاص فضیلت اور لوگوں پر نہ تھی۔ ف۴ عورتیں اگر کوئی حادثہ نماز میں پیش آئے تو دستک دیں۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر معین امام کے سوا کوئی دوسرا شخص جو امامت شروع کر دے پھر معین امام آجائے تو اس کو اختیار ہے خواہ خود امام بن جائے اور دوسرا شخص جو امامت کر چکا تھا مقتدی ہو جائے یا نئے امام کا مقتدی رہ کر نماز ادا کرے کسی حال میں نماز میں خلل نہ ہوگا اور نہ مقتدیوں کی نماز میں کوئی خرابی ہوگی۔

بَابٌ إِذَا اسْتَوَوْا فِي الْقِرَاءَةِ فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ۔

باب: جب کئی آدمی قرات میں برابر ہوں تو بڑی عمر والا امامت کرے۔

۶۵۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ، فَلَبِثْنَا عِنْدَهُ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا فَقَالَ: لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى بِلَادِكُمْ فَعَلَّمْتُمُوهُمْ، مُرُوهُمْ فَلْيُصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم کو حماد بن زید نے خبر دی اُنہوں نے ایوب سختیانی سے اُنہوں نے ابو قلابہ سے اُنہوں نے مالک بن حویرثؓ (صحابی) سے اُنہوں نے کہا ہم کئی آدمی سب کے سب جوان پٹھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اپنے ملک سے) آئے کوئی بیس راتوں تک آپ کے پاس رہے آپ کی مزاج مبارک میں رحم بہت تھا آپ نے (ہماری غربت کا حال دیکھ کر) فرمایا تم اپنے ملک لوٹ جاؤ اور وہاں لوگوں کو دین کی باتیں سکھاؤ (تو بہت اچھا ہوگا) اُن سے کہو فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھیں اور فلاں نماز فلاں وقت پر، اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے ف۱

ف۱ چونکہ یہ سب لوگ دین کے علم اور قرات میں برابر سرابر تھے کیونکہ ان میں سے ہر ایک بیس دن تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی صحبت میں رہا تھا تو بڑی عمر والے کو ترجیح ہوئی۔ حافظ نے کہا اقرأ یعنی جو زیادہ قاری ہو اُسی وقت امامت کا زیادہ حقدار ہوگا جب نماز کے ضروری مسائل جانتا ہو اور اگر وہ جاہل ہو تو امامت کا مستحق نہ ہوگا تسہیل القاری میں ہے کہ یہ حکم جس حدیث میں وارد ہے کہ اقرأ امامت کرے وہ منسوخ ہے مرض موت کی حدیث سے کیونکہ آپ نے ابوبکرؓ کو امام بنایا حالانکہ ابی بن کعب اُن سے زیادہ قاری تھے تو صحیح یہی ٹھیرا کہ جس کو دین کا علم زیادہ ہو وہی امامت کا حق دار ہے اگر وہ اقرأ بھی ہو تو سبحان اللہ نور علی نور۔

بَابٌ إِذَا زَارَ الْإِمَامُ قَوْمًا فَأَمَّهُمْ

باب: اگر امام کچھ لوگوں سے ملنے جائے تو ان کا امام ہو سکتا ہے ف۱

ف۱ اس باب میں امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ یہ جو ایک حدیث میں وارد ہے جو کوئی کسی قوم کی ملاقات کو جائے تو اُن کی امامت نہ کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عام اشخاص میں سے یا چھوٹے اور کم درجے کے اماموں میں سے لیکن بڑا امام جیسے خلیفۂ وقت یا سلطان کہیں جائے وہاں امامت کر سکتا ہے۔

۷۵۴- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: اسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَقَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ فَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أُحِبُّ، فَقَامَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا۔

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے کہا مجھ کو محمود بن ربیع نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے عتبان بن مالک انصاری سے سُنا اُنہوں نے کہا آپ نے (مجھ سے میرے گھر میں آنے کی) اجازت مانگی میں نے آپ کو اجازت دی پھر آپ نے فرمایا تو کہاں چاہتا ہے میں تیرے گھر میں کہاں نماز پڑھوں میں نے اپنی پسند سے ایک جگہ بتلا دی آپ وہیں نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور ہم نے آپکے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا ف۱

ف۱ یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔

بَابٌ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، وَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ بِالنَّاسِ وَهُوَ جَالِسٌ، وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: إِذَا رَفَعَ قَبْلَ الْإِمَامِ يَعُودُ فَيَمْكُثُ بِقَدْرِ مَا

باب: امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کی بیماری میں بیٹھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی (لوگ کھڑے تھے) ف۲ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا ف۳ جب کوئی امام سے پہلے سر اُٹھا لے (رکوع یا سجدے میں) تو وہ پھر رکوع یا سجدے

رَفَعَ ثُمَّ يَتْبَعُ الْإِمَامَ، وَقَالَ الْحَسَنُ فِيمَنْ يَرْكَعُ مَعَ الْإِمَامِ رَكْعَتَيْنِ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى السُّجُودِ يَسْجُدُ لِلرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْضِي الرَّكْعَةَ الْأُولَى بِسُجُودِهَا، وَفِيمَنْ نَسِيَ سَجْدَةً حَتَّى قَامَ يَسْجُدُ۔

میں چلا جائے اور اتنی دیر ٹھہرے جتنی دیر سر اٹھائے رہا تھا پھر امام کی پیروی کرے اور امام حسن بصری نے کہا ف۴ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے لیکن سجدہ نہ کر سکے ف۵ تو وہ اخیر رکعت کے لئے دو سجدے کرے پھر پہلی رکعت سجدے سمیت دہرائے اور جو شخص سجدہ بھول کر کھڑا ہو گیا تو وہ سجدے میں چلا جائے ف۶

ف۱ یہ مضمون خود ایک حدیث کا ٹکڑا ہے مطلب یہ ہے کہ امام کی پیروی مقتدی پر لازم ہے تو امام سے آگے یا امام کے بعد ٹھہر کر نماز کے ارکان ادا کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ امام کے بعد ہی فوراً ہر ایک رکن ادا کرنا چاہیئے ۔ ف۲ اس حدیث کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ یہ حکم اگلے عموم سے خاص کیا گیا ہے یعنی اس میں پیروی نہیں چاہیئے اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو کھڑے رہ کر پڑھنا چاہیئے جیسے آپ نے مرض موت میں کیا ۔ ہم کہتے ہیں کہ اس میں بھی پیروی لازم دوسری قولی حدیث کی رو سے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر پڑھو اور مرض موت کی حدیث اس کی ناسخ نہیں ہو سکتی جیسے امام بخاری نے خیال کیا ہے کیونکہ اول تو اس حدیث میں اختلاف ہے کسی میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقتدی تھے اور ابوبکرؓ امام تھے دوسرے مرض موت میں صحابہؓ کھڑے رہ کر نماز شروع کر چکے تھے اس لئے آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہ دیا ۔ امام احمد بن حنبلؒ کا یہی مذہب ہے اور دلائل کی رو سے وہی صحیح ہے اور تفصیل تسہیل القاری میں ہے ۔ ف۳ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا باسنادِ صحیح ۔ ف۴ اس کو ابن منذر نے اور سعید بن منصور نے وصل کیا ۔ ف۵ ہجوم یا اور کسی وجہ سے سعید ابن منصور کی روایت میں جمعہ کے دن مذکور ہے ۔ ف۶ اور یہ خیال نہ کرے کہ وہ کھڑا ہو چکا بلکہ قیام کو ترک کرے اور سجدے میں جائے پھر سجدہ کر کے قیام کرے کیونکہ سجدہ فرض ہے ۔

۶۵۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بَلَى، ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا: لَا يَا رَسُولَ اللهِ وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، قَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ، قَالَتْ: فَفَعَلْنَا، فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ صَلَّى

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم کو زائدہ بن قدامہ نے خبر دی انہوں نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے انہوں نے کہا میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا کیا تم مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا حال نہیں بیان کرتیں انہوں نے کہا کیوں نہیں میں بیان کرتی ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے فرمایا اچھا تو لگن میں میرے (نہانے کے) لئے پانی رکھو حضرت عائشہؓ نے کہا ہم نے پانی رکھ دیا آپ نے غسل کیا پھر اٹھنے

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَلَّى النَّاسُ؟ قُلْنَا: لَا، هُمْ
يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً
فِي الْمِخْضَبِ، قَالَتْ: فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ
لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: أَصَلَّى
النَّاسُ؟ قُلْنَا، لَا، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ
اللهِ، فَقَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ
فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ
عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟
فَقُلْنَا: لَا، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ
يَا رَسُولَ اللهِ وَالنَّاسُ عُكُوفٌ
فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ،
فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ
الرَّسُولُ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ،
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا،
يَا عُمَرُ: صَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ:
أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ
الْأَيَّامَ، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ
رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ
وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ
أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ
النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ لَا يَتَأَخَّرَ،
قَالَ: أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ، فَأَجْلَسَاهُ إِلَى
جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ

لگے تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش میں آئے تو پوچھا کیا لوگ نماز
پڑھ چکے ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار
کر رہے ہیں آپ نے فرمایا اچھا ذرا پانی میرے نہانے کے لئے
گنگال میں رکھ دو ہم نے رکھ دیا آپ نے غسل کیا پھر اٹھنا
چاہا تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو پوچھا کیا لوگوں نے
نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا جی نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار
کر رہے ہیں آپ نے فرمایا گنگال میں میرے نہانے کے لئے پانی رکھ دو
پھر آپ بیٹھے اور غسل کیا اٹھنا چاہا تو بیہوش ہو گئے پھر ہوش
آیا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا جی نہیں
یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگوں کا یہی
حال تھا وہ مسجد میں اکٹھا تھے عشا کی نماز کے لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے تب آپ نے ابوبکر صدیقؓ
کو کہلا بھیجا تم لوگوں کو نماز پڑھا دو آپ کا پیغام پہنچانے
والا ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ ابوبکر ذرا نرم دل
آدمی تھے انہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا اے عمرؓ نماز
پڑھاؤ حضرت عمرؓ نے کہا تم اس کے (امامت کے) زیادہ
حقدار ہو آخر ان دنوں ابوبکرؓ ہی نماز پڑھاتے رہے پھر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اپنا مزاج ہلکا معلوم ہوا
آپ دو مردوں پر ٹیکا دیئے ہوئے ظہر کی نماز کے لئے نکلے
ان میں ایک عباسؓ تھے اور ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے جب
ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ نے ان کو
اشارہ سے فرمایا (وہیں رہو) پیچھے نہ ہٹو۔ پھر آپ نے
ان دونوں مردوں سے فرمایا مجھ کو ابوبکرؓ کے بازو بٹھا دو انہوں نے
بٹھا دیا تو ابوبکرؓ تو نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیروی کرتے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے

يُصَلِّي وَهُوَ يَأْتَمُّ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ، قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ: أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: هَاتِ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيثَهَا فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ.

تھے۔ عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا میں یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے سنکر عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کیا میں تم سے وہ حدیث بیان نہ کروں جو حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے حال میں مجھ سے بیان کی ہے اُنہوں نے کہا بیان کرو میں نے حضرت عائشہؓ کی یہی حدیث بیان کی اُنہوں نے اس میں سے کسی بات کا انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ حضرت عائشہؓ نے اس دوسرے شخص کا نام تم سے نام بیان کیا جو عباسؓ کے ساتھ تھے میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا وہ حضرت علیؓ تھے۔

ف امام شافعیؒ نے کہا کہ مرض موت میں آپ نے لوگوں کو بس یہی نماز پڑھائی وہ بھی بیٹھ کر بعضوں نے گمان کیا کہ یہ فجر کی نماز تھی کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے وہیں سے قراءت شروع کی جہاں تک ابوبکرؓ پہنچے تھے مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ظہر کی نماز میں بھی آیت کا سننا ممکن ہے جیسے ایک حدیث میں ہے کہ آپ سری نماز میں بھی اس طرح سے قراءت کرتے کہ ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے یعنی پڑھتے پڑھتے ایک آدھ آیت ذرا ہلکی آواز سے پڑھ دیتے کہ مقتدی اس کو سن لیتے۔

---

۶۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ، فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ عروہ سے اُنہوں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری میں اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے چند لوگوں نے کھڑے کھڑے پڑھی آپ نے اُن کو اشارہ کیا بیٹھ جاؤ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ لوگ اس کی پیروی کریں جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اُٹھائے تم بھی سر اُٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم ربنا ولک الحمد کہو ف ۱ اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی سب بیٹھ کر نماز پڑھو ف ۲

ف قسطلانی نے کہا اس حدیث سے امام ابوحنیفہ رح نے دلیل لی کہ امام فقط سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے اور مقتدی ربنالك الحمد یا ربنا ولك الحمد یا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے اور شافعی اور ہمارے امام احمد ابن حنبل کا یہ قول ہے کہ امام دونوں لفظ کہے اسی طرح مقتدی بھی دونوں لفظ کہے۔ ف۲ اہل حدیث اور امام احمد کی دلیل یہی حدیث ہے اور نسخ کا دعویٰ مرض موت کی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا جیسے اوپر گذر چکا۔

۶۵۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَوْلُهُ (إِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا) هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامًا لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک رح نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے انس بن مالک رض سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اس پر سے گر پڑے آپ کا داہنا پہلو چھل گیا تو آپ نے کوئی نماز ان نمازوں میں سے بیٹھ کر پڑھی ف۱ ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر ہی نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اسکی پیروی کی جائے جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (رکوع سے) سر اٹھائے (تم بھی) اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی سب بیٹھ کر نماز پڑھو امام ابوعبداللہ بخاری نے کہا حمیدی نے کہا یہ جو آپ نے فرمایا جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی سب بیٹھ کر پڑھو یہ پرانی بیماری میں فرمایا تھا پھر اس کے بعد (موت کی اخیر بیماری میں) آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا اور ہے یہ کہ جو فعل آپ کا آخری ہو اس کو لینا چاہیئے پھر جو اس سے آخری ہو ف۲

ف۱ یعنی فرض نماز اور بعضوں نے کہا نفل نماز مگر یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ابن خزیمہ اور ابوداؤد کی روایتوں میں صراحت ہے کہ وہ فرض نماز تھی انس کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ دن کی نماز تھی یعنی ظہر یا عصر۔ ف۲ گویا حمیدی نے یہ سمجھا

کہ قولی حدیث اس فعلی حدیث سے منسوخ ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ مرض موت کی حدیث میں کئی احتمال ہیں کہ آپ نے بیماری کی شدت میں ان کے اس فعل کا خیال نہ کیا ہو دوسرے یہ کہ اس نماز کو لوگ قیام کی حالت میں شروع کر چکے تھے تیسرے ایک روایت میں یہ ہے کہ ابو بکرؓ امام تھے اور آنحضرت مقتدی تھے اور ان احتمالات کے ہوتے ہوئے فسخ ثابت نہیں ہو سکتا۔

بَابٌ مَتَى يَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الإِمَامِ؟ وَقَالَ أَنَسٌ: فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا.

باب: امام کے پیچھے جو لوگ مقتدی ہوں وہ کب سجدہ کریں اور انس نے (اگلی حدیث میں جو ابھی گذری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کیا کہ جب امام سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو ف

ف یہ لفظ انسؓ کی اس حدیث میں نہیں ہے جس کو امام بخاریؒ نے اگلے باب میں بیان کیا مگر اس کے بعض طریقوں میں موجود ہے اور امام بخاریؒ نے اس کو باب ایجاب التکبیر میں نکالا مطلب یہ ہے کہ مقتدیوں کا سجدہ امام کے سجدے کے بعد ہو جیسا کہ اس حدیث سے نکلتا ہے کیونکہ شرط جزا پر مقدم ہوتی ہے۔

٦٥٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ «سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ» لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَقَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے ابو اسحٰق عمرو بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا مجھ سے عبد اللہ بن یزید خطمی نے کہا مجھ سے برا۔ بن عازبؓ (صحابی) نے وہ جھوٹے نہیں تھے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ (سجدے کے لئے) نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپ سجدے میں گر پڑتے پھر آپ کے بعد ہم لوگ سجدے میں جاتے ف

ف ابن جوزی نے اس حدیث سے یہ نکالا ہے کہ مقتدی نماز کا کوئی رکن اس وقت تک شروع نہ کرے جب تک امام اس کو پورا نہ کر لے حالانکہ حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جب امام ایک رکن شروع کرے تو مقتدی اس کے بعد شروع کرے۔

---

٦٥٩ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ نَحْوَهُ بِهَذَا.

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے ابو اسحٰق سے جیسے اوپر گذرا۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ

باب: جو شخص امام سے پہلے (رکوع یا سجدے میں) سر اٹھائے

الإمامِ۔

اس کا گناہ۔

۶۶۰۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ، أَوْلَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ؟ أَوْ يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ؟

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے انہوں نے محمد بن زیاد سے انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ سے سنا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کیا تم میں کوئی جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہیں اللہ اس کا سر گدھے کا سر کر دے یا اس کی صورت گدھے کی صورت کر دے وا۔

ف امام احمدؒ نے کہا جب امام سے پہلے سر اٹھانے والے کے لئے ایسے عذاب کا وعدہ ہو تو اس کی نماز ہی جائز نہ ہو گی اس میں اختلاف ہے کہ اس وعید سے کیا مراد ہے بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ گدھے کی طرح اس کو جاہل بیوقوف بنا دے۔ قسطلانی نے کہا حقیقتہً گدھے کی صورت میں مسخ ہو جانے سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور اس امت میں خسف اور مسخ واقع ہو گا جیسے دوسری حدیث میں ہے جو کتاب الاشربہ میں آئے گی۔

بَابُ إِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلَى، وَكَانَتْ عَائِشَةُ يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ، وَوَلَدِ الْبَغِيِّ وَالْأَعْرَابِيِّ وَالْغُلَامِ الَّذِي لَمْ يَحْتَلِمْ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَؤُمُّهُمْ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ۔

باب: غلام کی اور جو غلام آزاد ہو گیا ہو اس کی امامت کا بیان اور حضرت عائشہؓ کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر کیا کرتا تھا ف۱ اور ولد الزنا اور گنوار اور نابالغ لڑکے کی امامت کا بیان کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ف۲ جو ان میں اللہ کی کتاب کا زیادہ قاری ہو وہ ان کی امامت کرے ف۳

ف۱ معلوم ہوا نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا درست ہے شافعی اور ابو یوسف اور محمد کا بھی یہی قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ اس سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ ف۲ یہ ٹکڑا ہے ابو مسعودؓ کی حدیث کا جو اوپر گزری اس کو امام مسلم اور اصحاب سنن نے بھی نکالا۔ ف۳ یہ عام ہے شامل ہے نابالغ اور غلام اور ولد الزنا کو بھی اور عمرو بن سلمہ سات برس کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اہل حدیث نے نابالغ لڑکے کی امامت فرض اور نفل دونوں میں صحیح رکھی ہے بشرطیکہ وہ تمیز دار ہو، اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک فرض میں صحیح نہیں نفل میں صحیح ہے اور امام احمدؒ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے۔

۶۶۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ

ہم سے ابراہیم بن منذر حزامی نے بیان کیا کہا ہم سے

قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ الْعُصْبَةَ، مَوْضِعٌ بِقُبَاءٍ، قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَكَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا۔

انس بن عیاض نے اُنہوں نے عبید اللہ عمری سے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے اُنہوں نے کہا جب پہلے مہاجر (مکے سے نکل کر) عصبہ میں پہنچے جو قبا میں ایک مقام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پیشتر تو سالم جو ابو حذیفہ کے غلام تھے وہ ان کی امامت کیا کرتے ان کو سب سے زیادہ قرآن یاد تھا ف

ف حالانکہ اس وقت تک سالم آزاد بھی نہیں ہوئے اور معلوم ہوا کہ غلام کی امامت درست ہے اور باب کا مطلب نکل آیا۔ کہتے ہیں کہ ان مہاجرین میں بڑے بڑے لوگ تھے جیسے حضرت عمرؓ اور زید بن حارثہؓ اور عامر بن ربیعہؓ وغیرہم مگر سالم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے کہا مجھ سے ابو التیاح یزید بن حمید ضبعی نے بیان کیا اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا حاکم کی سنو اور اس کی بات مانو گو ایک حبشی (غلام) جس کا سر جیسے انگور کے برابر ہو تم پر حاکم بنایا جائے ف

ف اس باب کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ جب حبشی غلام کی جو حاکم ہو اطاعت کا حکم ہوا تو اس کی امامت بطریق اولیٰ صحیح ہوگی کیونکہ اس زمانہ میں جو حاکم ہوتا وہی امامت بھی نماز میں کیا کرتا، اس حدیث سے یہ دلیل بھی لی ہے کہ بادشاہ وقت سے گو وہ کیسا ہی ظالم بے وقوف ہو لڑنا اور فساد کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ جائز خلیفہ یعنی قریشی کی طرف سے بادشاہ بنایا گیا ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حبشی غلام کی خلافت درست ہے کیونکہ خلافت سوائے قریشی کے اور کسی قوم والے کی درست نہیں ہے جیسے دوسری حدیث سے ثابت ہے۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الْإِمَامُ وَأَتَمَّ مَنْ خَلْفَهُ۔

باب: اگر امام اپنی نماز کو پورا نہ کرے اور مقتدی پورا کریں ف۔

ف تو امام کی نماز میں نقص رہ جانے سے مقتدیوں کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوگا جب کہ اُنہوں نے تمام شرائط اور ارکان کو پورا کیا ہو مثلاً کسی امام نے بے وضو یا نجس رہ کر نماز پڑھائی مقتدیوں کو اس کی خبر نہ تھی تو اُن کی نماز صحیح ہو گئی شافعیہ اور مالکیہ اور امام احمد کا یہی قول ہے اور حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ امام کی نماز پر مقتدیوں کی نماز موقوف ہے اگر وہ صحیح ہو تو یہ بھی

صحیح ہوگی وہ فاسد تو یہ بھی فاسد ہوگی۔

۶۶۳۔ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَخْطَؤُا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ۔

ہم سے فضل بن سہل نے بیان کیا کہا ہم سے حسن بن موسیٰ اشیب نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن دینار نے اُنہوں نے زید بن اسلم سے اُنہوں نے عطاء بن یسار سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امام لوگ تم کو نماز پڑھاتے ہیں اگر ٹھیک طور پر پڑھیں گے تو تم کو ثواب ملے گا اگر غلطی کریں گے تو بھی (تمہاری نماز کا) تم کو ثواب مل جائے گا۔ غلطی کا وبال اُن پر رہے گا۔

بَابُ إِمَامَةِ الْمَفْتُونِ وَالْمُبْتَدِعِ،

وَقَالَ الْحَسَنُ: صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: وَقَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرَى وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ: الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ، وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا نَرَى أَنْ يُصَلَّى خَلْفَ الْمُخَنَّثِ إِلَّا مِنْ ضَرُورَةٍ لَا بُدَّ مِنْهَا۔

باب: باغی اور بدعتی کی امامت کا بیان ف۱ اور امام حسن بصری نے کہا ف۲ تو نماز پڑھ لے اس کی بدعت اس کے سر ف۳ امام بخاریؒ نے کہا ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہا ہم سے زہری نے اُنہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن سے اُنہوں نے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے وہ حضرت عثمان رضؓ کے پاس گئے جب باغیوں نے ان کو گھیر رکھا تھا ف۴ اور کہا تم تو عام مسلمانوں کے امام ہو اور تم پر جو آفت اُتری وہ جانتے ہو اب فسادیوں کا امام ف۵ ہم کو نماز پڑھاتا ہے ہم ڈرتے ہیں اس کے پیچھے نماز پڑھ کر گنہگار نہ ہوں حضرت عثمان رضؓ نے کہا نماز تو جو کام لوگ کرتے ہیں سب میں بہتر ہے پھر جب وہ اچھا کام کریں تو بھی ان کے ساتھ مل کر اچھا کام کر اور جب وہ بُرا کام کریں تو اُن کی بُرائی سے الگ رہ ف۶ اور محمد بن ولید زبیدی نے کہا زہری نے کہا ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہیجڑے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں مگر ایسی ہی لاچاری ہو تو اور بات ہے ف

ف۱ مفتون کا ترجمہ باغی کیا ہے جو سچے برحق امام کے حکم سے پھر جائے بعضوں نے مفتون عام رکھا ہے اور بدعتی سے عام بدعتی مراد ہے خواہ اس کی بدعت اعتقادی ہو جیسے شیعہ خوارج مرجیہ معتزلہ وغیرہ کی خواہ عملی ہو جیسے سہرہ باندھنے والے،

تیجہ دسواں کرنے والے، تعزیہ یا علم اٹھانے والے، قبروں پر چراغاں کرنے والے میلاد یا غنا یا مرثیہ کی مجلس کرنیوالے کی بشرطیکہ اُن کی بدعت کفر اور شرک کی حد تک نہ پہنچے۔ اگر کفر یا شرک کے درجے پر پہنچ جائے تو ان کے پیچھے نماز درست نہیں تسہیل میں ہے کہ سنت کہتے ہیں حدیث کو اور جماعت سے مراد صحابہ اور تابعین ہیں جو لوگ حدیث شریف پر چلتے ہیں اور اعتقاد اور عمل میں صحابہ اور تابعین کے طریق پر ہیں وہی اہل سنت اور جماعت ہیں باقی سب بدعتی ہیں۔ ف۲ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ ف۳ یعنی امام کی بدعت کا وبال اس کے سر رہے گا تیری نماز صحیح ہو جائے گی۔ ف۴ یہ مصر کے لوگ تھے جو حضرت عثمانؓ کے عامل سے ناراض ہو کر مدینہ آئے تھے اس کا قصہ طویل ہے۔ مروان کی شرارت سے یہ باغی بہت برافروختہ ہوئے اور آخر حضرت عثمانؓ کو ان کے مکان پر گھیر لیا۔ ف۵ عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی یا کنانہ بن بشر حافظ نے کہا کنانہ مراد ہے سیف بن عمرو کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ ف۶ شافعیہ کا یہی قول ہے لیکن مالکیہ کے نزدیک فاسق عملی کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے اور فاسق اعتقادی جیسے رافضی، خارجی وغیرہ ان کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ہے اگر وقت باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرے۔ قسطلانی ؒ جیسے ہیجڑا کہیں کا حاکم ہو اور لوگ مجبور ہوں اس کو امام بنانے پر۔

٦٦٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ: اسْمَعْ وَأَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِيٍّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ۔

ہم سے محمد بن ابان نے بیان کیا کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے ابوالتیاح سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر (صحابی) سے فرمایا بات سُن اور کہنا مان اگرچہ حبشی (غلام حاکم) ہو جس کا سر منقی کے برابر ہو۔

بَابٌ يَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْإِمَامِ بِحِذَائِهِ سَوَاءً إِذَا كَانَا اثْنَيْنِ۔

باب: جب دو ہی نمازی ہوں تو مقتدی امام کے داہنے طرف اس کے برابر کھڑا ہو۔ ف۱

ف۱ بعضوں نے کہا ذرا پیچھے ہٹ کر۔

٦٦٥- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے حکم بن عتیبہ سے اُنہوں نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے اُنہوں نے کہا میں اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے گھر میں رات کو رہ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر (مسجد سے آ کر گھر میں) چار رکعتیں پڑھیں پھر سو رہے پھر اُٹھے (اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگے) میں بھی آیا اور آپ

عَنْ يَسَارِهِ فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ قَالَ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔

کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے مجھ کو اپنی داہنی طرف کر لیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر آرام فرمایا یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی پھر (صبح کی) نماز کے لئے برآمد ہوئے ف

ف حدیث سے یہ نکلا کہ جب امام کے ساتھ ایک ہی آدمی ہو تو وہ امام کی داہنی طرف کھڑا ہو جوان ہو یا نابالغ اب اگر دوسرا کوئی شخص آجائے تو وہ امام کے بائیں طرف تکبیر تحریمہ کہے پھر امام آگے بڑھ جائے یا دونوں مقتدی پیچھے ہٹ جائیں

بَابٌ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الإِمَامِ فَحَوَّلَهُ الإِمَامُ إِلَى يَمِينِهِ لَمْ تَفْسُدْ صَلَاتُهُمَا۔

باب : اگر کوئی شخص امام کی بائیں طرف کھڑا ہو اور امام اسکو پھر داہنی طرف کر لے تو کسی کی نماز فاسد نہ ہوگی (نہ امام کی نہ مقتدی کی)

۶۶۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو وَعَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، قَالَ عَمْرٌو: فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرًا فَقَالَ: حَدَّثَنِي كُرَيْبٌ بِذَلِكَ۔

ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے کہا ہم سے عمرو بن حارث مصری نے انہوں نے عبد ربہ بن سعید سے انہوں نے مخرمہ بن سلیمان سے انہوں نے کریب سے جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سویا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رات کو انہی کے پاس تھے (ان کی باری تھی) آپ نے وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے مجھ کو پکڑا اور اپنی داہنی طرف کر لیا اور تیرہ رکعتیں (وتر سمیت) پڑھیں پھر سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپ جب سوتے تھے تو خراٹے لیتے تھے پھر مؤذن (نماز کے لئے بلانے کو) آپ کے پاس آیا آپ نکلے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ عمرو نے کہا میں نے یہ حدیث بکیر بن عبداللہ سے بیان کی انہوں نے کہا کریب نے مجھ سے بھی یہی حدیث بیان کی ف

ف تو اس سند میں عمرو بن حارث اور کریب کے درمیان صرف ایک واسطہ ہوا یعنی بکیر بن عبداللہ کا اور اگلی سند میں عمرو اور کریب کے درمیان دو واسطے تھے عبد ربہ اور مخرمہ بن سلیمان کے۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يَنْوِ الإِمَامُ أَنْ يَؤُمَّ ثُمَّ جَاءَ قَوْمٌ فَأَمَّهُمْ.

باب: نماز شروع کرتے وقت امامت کی نیت نہ ہو پھر کچھ لوگ آ جائیں اور ان کی امامت کرے ف

ف تو امامت صحیح ہو گی کیونکہ امام کو امامت کی نیت کرنا کچھ شرط نہیں ہے البتہ بہتر ہے تاکہ جماعت کا ثواب ملے امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ فرض میں نیت ضرور ہے لیکن نفل میں ضرور نہیں۔

۶۶۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ أُصَلِّي مَعَهُ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِرَأْسِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے عبداللہ بن سعید بن جبیر سے انہوں نے اپنے باپ سعید بن جبیر سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے پاس رات کو رہ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے رات کو (تہجد کی) نماز پڑھنے لگے میں بھی نماز میں شریک ہوا آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا آپ نے میرا سر پکڑ کر مجھ کو داہنی طرف کھڑا کر لیا ف

ف یہ حدیث کئی بار اوپر گذر چکی ہے یہاں امام بخاریؒ نے اس سے یہ نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے تہجد شروع کیا تھا پھر ابن عباسؓ آکر شریک ہو گئے اور آپ نماز پڑھے گئے۔ ابو داؤد و ترمذی نے نکالا کہ ایک شخص اکیلے نماز پڑھنے لگا یعنی فرض نماز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا نہیں جو اس پر تصدیق کرے یعنی اس کے ساتھ شریک ہو جائے اس سے یہ نکلا کہ فرض میں بھی امامت کی نیت کرنا لازم نہیں ہے۔

بَابٌ إِذَا طَوَّلَ الإِمَامُ وَكَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ فَصَلَّى.

باب: اگر امام لمبی سورت شروع کرے اور کسی کو کام ہو وہ اکیلے نماز پڑھ کر چل دے تو کیسا ف

ف اس باب کا یہ مقصود ہے کہ مقتدی اقتدا کی نیت کو توڑ سکتا ہے یعنی امام کے پیچھے نماز توڑ کر اکیلے وہیں یا اپنے گھر جا کر نماز ادا کر سکتا ہے۔

۶۶۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ.

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبداللہؓ انصاری سے انہوں نے کہا معاذ بن جبلؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (فرض) نماز پڑھا کرتے تھے پھر جا کر اپنی قوم کی امامت کرتے ف (وہی نماز ان کو پڑھاتے)

۶۶۹۔ قَالَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ

اور امام بخاریؒ نے کہا مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا

قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ، فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ، فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَكَانَ مُعَاذٌ يَنَالُ مِنْهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، فَتَّانٌ، فَتَّانٌ، فَتَّانٌ ثَلَاثَ مِرَارٍ، أَوْ قَالَ: فَاتِنًا، فَاتِنًا، فَاتِنًا وَأَمَرَهُ بِسُورَتَيْنِ مِنْ أَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ، قَالَ عَمْرٌو: لَا أَحْفَظُهُمَا۔

ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا انہوں نے کہا معاذ بن جبلؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (فرض) نماز پڑھ لیتے پھر لوٹ جاکر اپنی قوم کی امامت کرتے ایک بار ایسا ہوا انہوں نے عشا کی نماز پڑھائی تو سورہ بقرہ شروع کی (مقتدیوں میں سے) ایک شخص (نماز توڑ کر) چل دیا معاذ اس کو برا کہنے لگے ف۲ یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی (اس شخص نے جاکر معاذ کی شکایت کی) ف۳ آپ نے معاذ کو فرمایا تو بلا میں ڈالنے والا ہے، بلا میں ڈالنے والا، بلا میں ڈالنے والا تین بار فرمایا یا یوں فرمایا تو فسادی ہے فسادی فسادی اور آپ نے معاذ کو یہ حکم دیا کہ مفصل کی بیچ کی دو سورتیں پڑھا کرے عمرو بن دینار نے کہا مجھے یاد نہ رہیں کونسی سورتیں ف۴

ف۱ اس سے امام شافعیؒ اور احمد اور اہل حدیث کا مذہب ثابت ہوا کہ فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔ ف۲ جب معاذؓ کو اس کا حال معلوم ہوا تو کہنے لگے ہو نہ ہو وہ منافق ہے۔ ف۳ کہتے ہیں اس شخص کا نام حرام تھا بعضوں نے کہا حزم بن ابی بن کعب بعضوں نے کہا سلیم بعضوں نے کہا حازم خیر اس شخص نے جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم لوگ سارے دن محنت مشقت کرتے ہیں رات کو تھکے ماندے آتے ہیں تو معاذؓ نماز کو لمبا کرتے ہیں۔ ف۴ دوسری روایت میں ہے کہ سورۃ والطارق اور والشمس وضحیٰہا یا سبح اسم ربک الاعلیٰ یا اقتربت الساعۃ پڑھنے کا حکم دیا مفصل قرآن کی ساتویں منزل کا نام ہے یعنی سورۃ ق سے اخیر قرآن تک پھر ان میں تین ٹکڑے ہیں طوال یعنی سورۃ ق سے سورۃ عم تک۔ اوساط یعنی بیچ کی سورۃ عم سے والضحیٰ تک قصار یعنی چھوٹی والضحیٰ سے اخیر تک

بَابُ تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ۔

باب: امام کو چاہیئے کہ قیام ہلکا کرے (مختصر سورتیں پڑھے) اور رکوع اور سجدے کو پورا کرے ف۱

ف۱ حدیث میں تو مطلق ہلکا کرنے کا ذکر ہے مگر قیام ہی لوگوں پر بھاری ہوتا ہے رکوع اور سجدہ تو کسی پر گراں نہیں ہوتا اس لئے ہلکا کرنے سے قیام کا ہلکا کرنا مراد ہوا۔

۶۷۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ:

ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے کہا ہم سے اسمٰعیل بن ابی خالد نے کہا میں نے

سَمِعْتُ قَيْسًا قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا، فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْعِظَةٍ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ۔

قیس بن ابی حازم سے سنا کہا مجھ سے ابومسعود انصاری عقبہ بن عمرو نے بیان کیا انہوں نے کہا ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں صبح کی نماز میں (جماعت میں) اس وجہ سے نہیں آیا کہ فلاں صاحب ف نماز کو لمبا کرتے ہیں، ابومسعودؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی وعظ اور نصیحت میں اس دن سے زیادہ غصے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تم میں کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ (عبادت سے یا دین سے) نفرت کرادیں دیکھو جو کوئی تم میں لوگوں کو نماز پڑھائے وہ ہلکی نماز پڑھے کیونکہ لوگوں میں کوئی ناتواں ہوتا ہے کوئی بوڑھا کوئی کام والا۔

ف فلاں صاحب سے ابی بن کعبؓ مراد ہیں اور یہ شکایت کرنے والا شخص انصار کا ایک لڑکا تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ شخص حزم بن ابی تھا اس نے غلطی کی۔ حزم کا معاملہ معاذ ابن جبل کے ساتھ ہوا تھا عشا کی نماز میں اور یہ معاملہ ابی بن کعب کے ساتھ ہوا صبح کی نماز میں ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بَابٌ إِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

باب، جب اکیلے نماز پڑھنا ہو تو جتنی چاہے لمبی کرے۔

٦٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان سے انہوں نے عبدالرحمن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھے ف اس لئے کہ ان میں کوئی ناتواں ہوتا ہے کوئی بیمار کوئی بوڑھا اور جب کوئی تم میں سے اکیلا اپنے لئے نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔

ف بعضوں نے کہا اگر مقتدی معین ہوں اور ان میں کوئی بوڑھا ناتواں کام والا نہ ہو تو ان کی خوشی سے امام نماز کو لمبا کر سکتا ہے ابن عبدالبر نے کہا جب بھی ہلکا پڑھنا چاہیئے کیونکہ احتمال ہے کہ اور کوئی نیا مقتدی آن کر شریک ہو جائے یا انہی میں سے کسی کو کام یا ضرورت لگ جائے یا بیمار ہو جائے۔

بَابُ مَنْ شَكَا إِمَامَهُ إِذَا طَوَّلَ، وَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: طَوَّلْتَ بِنَا يَا بُنَيَّ.

باب: امام کی شکایت کرنا جب وہ نماز کو لمبا کرے ابواسید (صحابی مالک بن ربیعہ) نے (اپنے بیٹے منذر سے کہا) بیٹا تو نے نماز کو لمبا کر دیا ہم پر۔ف

ف اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔

۶۸۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنِ الصَّلَاةِ فِي الْفَجْرِ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فُلَانٌ فِيهَا، فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا رَأَيْتُهُ غَضِبَ فِي مَوْضِعٍ كَانَ أَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَمَنْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ.

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے اسمٰعیل بن ابی خالد سے انہوں نے قیس بن ابی حازم سے انہوں نے ابو مسعود (انصاری صحابی) سے انہوں نے کہا ایک شخص نے (انصاری ایک لڑکے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں جو صبح کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتا تو فلاں صاحب (ابی بن کعب) کی وجہ سے وہ نماز کو لمبا کرتے ہیں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے غصے ہوئے کہ اس دن سے زیادہ غصے میں نے آپ کو کسی وعظ اور نصیحت میں نہیں دیکھا پھر آپ نے یہ فرمایا لوگو دیکھو تم میں کچھ لوگ نفرت دلانا چاہتے ہیں جو کوئی تم میں سے امام بنے وہ ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ اس کے پیچھے کوئی ناتوان ہوتا ہے کوئی بوڑھا کوئی کام کاج والا ف

ف سبحان اللہ کلام الملوک ملوک الکلام۔ ان تین لفظوں میں سارے معذور داخل ہو گئے بیمار ناتواں میں داخل ہے اسی طرح لنگڑا لولا اپاہج وغیرہ۔

---

۶۸۳ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ بِنَاضِحَيْنِ وَقَدْ جَنَحَ اللَّيْلُ فَوَافَقَ مُعَاذًا يُصَلِّي فَبَرَكَ نَاضِحَهُ وَأَقْبَلَ إِلَى مُعَاذٍ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ أَوِ النِّسَاءِ فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ، وَبَلَغَهُ أَنَّ مُعَاذًا نَالَ مِنْهُ فَأَتَى

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے محارب بن دثار نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری (صحابی) سے سنا (ایسا ہوا) ایک شخص پانی اٹھانے والے دو اونٹ لے کر آیا رات اندھیری ہو گئی تھی اس نے معاذؓ کو (عشا کی) نماز پڑھتے پایا تو اپنے اونٹوں کو بٹھلا یا معاذؓ کی طرف آیا (کہ نماز میں شریک ہو) معاذ نے سورۂ بقرہ یا سورۂ نساء شروع کی وہ (نماز چھوڑ کر) چل دیا اس سے کسی نے کہا کہ معاذ نے تجھ کو برا بھلا کہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَا إِلَيْهِ مُعَاذًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ أَوْ أَفَاتِنٌ؟ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَوْلَا صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ، أَحْسِبُ هٰذَا فِي الْحَدِيثِ، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، وَتَابَعَهُ سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ وَمِسْعَرٌ وَالشَّيْبَانِيُّ- قَالَ عَمْرٌو، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مِقْسَمٍ، وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: قَرَأَ مُعَاذٌ فِي الْعِشَاءِ بِالْبَقَرَةِ، وَتَابَعَهُ الْأَعْمَشُ عَنْ مُحَارِبٍ-

کی خدمت میں حاضر ہوا اور معاذ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی آپ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے (فرمایا اے معاذ تو بلا میں ڈالنے والا فسادی ہے تین بار یہی فرمایا بھلا تو نے سبح اسم ربک الاعلیٰ اور والشمس وضحاہا اور واللیل اذا یغشیٰ یہ سورتیں کیوں نہیں پڑھیں (کیا تو نہیں جانتا) تیرے پیچھے بوڑھے اور ناتواں اور کام ضرورت والے نماز پڑھتے ہیں شعبہ نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ جملہ (فانہ یصلیٰ ورارک) حدیث میں داخل ہے شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو سعید بن مسروق اور مسعر اور ابو اسحٰق شیبانی نے ف۱ بھی روایت کیا اور عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن مقسم اور ابو الزبیر نے بھی اس حدیث کو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اس میں یوں ہے کہ معاذ نے عشا کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی ف۲ اور شعبہ کے ساتھ اعمش نے بھی اس کو محارب سے روایت کیا ف۳۔

ف۱ سعید بن مسروق کی روایت کو ابو عوانہ نے اور مسعر کی روایت کو سراج نے اور شیبانی کی روایت کو بزار نے وصل کیا ان تینوں نے محارب بن دثار سے روایت کیا۔ ف۲ ان روایتوں میں سورۂ نساء کا ذکر نہیں ہے، عمرو کی روایت تو خود اس کتاب میں اوپر گذر چکی ہے اور عبید اللہ بن مقسم کی روایت کو ابن خزیمہ نے وصل کیا اور ابو الزبیر کی روایت کو عبد الرزاق نے ف۳ اعمش کی روایت کو امام نسائی نے نکالا لیکن اس میں سورت کی تعیین نہیں ہے۔

بَابُ الْإِيجَازِ فِي الصَّلٰوةِ وَإِكْمَالِهَا-

باب: نماز مختصر پوری پڑھنا (رکوع اور سجدہ اچھی طرح کرنا)۔

٧٧٤- حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِزُ الصَّلَاةَ وَيُكْمِلُهَا-

ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الوارث بن سعید نے کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مختصر اور پوری پڑھتے تھے ف

ف یعنی فرض نماز میں آپ مقتدیوں کے خیال سے چھوٹی سورتیں پڑھتے تھے مگر سجدہ اور رکوع اسی طرح دونوں سجدوں کے بیچ میں قعدہ اسی طرح رکوع کے بعد قیام یہ سب اچھی طرح سے اطمینان کے ساتھ ادا کرتے۔

بَابُ مَنْ أَخَفَّ الصَّلَاةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ

باب: بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو مختصر کر دینا۔

۶۷۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلَاةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ۔ تَابَعَهُ بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَبَقِيَّةُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ۔

ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ولید بن مسلم نے کہا ہم سے امام عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ حارث بن ربعی انصاری صحابی سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اس کو لمبا کرنا چاہتا ہوں، پھر بچے کا رونا سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس کی ماں کو تکلیف میں ڈالنا بُرا سمجھتا ہوں ف ولید بن مسلم کے ساتھ اس حدیث کو بشر بن بکر اور بقیہ بن ولید اور عبداللہ بن مبارک نے بھی اوزاعی سے روایت کیا ہے ف۲

ف اس حدیث سے آپ کی کمال شفقت اپنی اُمت پر معلوم ہوئی اور یہ بھی نکلا کہ عورتیں جماعت کی نماز میں مسجد میں شریک ہوتی تھیں ہندوستان میں مسلمانوں نے بالکل عورتوں کو جماعت میں شریک ہونے سے روک دیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔ ابن شیبہ نے نکالا کہ آپ نے پہلی رکعت میں ساٹھ آیتوں والی سورت پڑھی پھر بچے کا رونا سنکر دوسری رکعت میں تین آیتیں پڑھیں ف۲ بشر کی روایت کو خود امام بخاری نے باب خروج النساء الی المساجد میں نکالا اور ابن مبارک کی روایت کو امام نسائی نے نکالا اور ابن مبارک کی روایت کو امام نسائی نے نکالا اور بقیہ کی روایت کا نکالنے والا معلوم نہیں ہوا۔

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ۔

ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا کہا ہم سے سلیمان بن بلال تیمی نے کہا ہم سے شریک بن عبداللہ بن ابی نمر قرشی نے کہا میں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے کبھی کسی امام کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہلکی اور پوری نماز نہیں پڑھی ف اور آپ کا یہ حال تھا کہ نماز میں بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو ہلکا کر دیتے کہیں اسکی ماں کو پریشانی نہ ہو۔

ف یعنی آپ کی نماز باعتبار قرأت کے تو ہلکی ہوتی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے اور ارکان یعنی رکوع سجدہ وغیرہ پورے طور سے ادا فرماتے جو لوگ سنت کی پیروی کرنا چاہیں ان کو امامت کی حالت میں ایسی ہی نماز پڑھنا چاہیئے۔ ہمارے زمانے میں یہ بلا پھیل گئی ہے کہ قرأت تو اس قدر طویل کرتے ہیں کہ ایک ایک رکعت میں چار چار یا پانچ پانچ پارے اڑا جاتے

ہیں مگر رکوع سجدہ اور سجدوں کے بیچ میں قعدہ اچھے طور سے نہیں کرتے اُن کی نماز کیا ہے گویا ٹھونگیں لگانا ہے۔ حق تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے نمازی بڑے شہنشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو ادب سے اور اطمینان سے تمام ارکان ادا کرنا چاہئیں ایسی سو رکعتوں سے جو خلاف سنت ادا کی جائیں ایک رکعت تمام شرائط اور آداب کے ساتھ سنت کے موافق کہیں افضل ہے۔

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ۔

ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زُریع نے کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے کہا ہم سے قتادہؒ نے ان سے انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز شروع کر دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھوں پھر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں ماں کے دل پر بچے کے رونے سے کیسی چوٹ پڑتی ہے۔

۶۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ فَأُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ، وَقَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابراہیم بن ابی عدی نے اُنہوں نے سعید ابن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے انہوں انس بن مالک سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میں نماز شروع کر دیتا ہوں اور میری نیت اس کو لمبا کرنے کی ہوتی ہے پھر بچہ کا رونا سنکر نماز کو ہلکا کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں جو بچہ کے رونے سے اس کی ماں کو درد ہوتا ہے اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے کہا ہم سے ابان بن یزید نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم کو انسؓ نے خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی حدیث ف

ف موسیٰ کی روایت کو سراج نے وصل کیا، امام بخاریؒ نے یہ سند اس لئے بیان کی کہ قتادہ کا سماع انس سے معلوم ہو جائے۔

بَابٌ إِذَا صَلَّى ثُمَّ أَمَّ قَوْمًا

باب: ایک شخص نماز پڑھ کر پھر دوسرے لوگوں کی امامت کرے ف

ف وہی نماز اُن کو جا کر پڑھائے تو یہ درست ہے جیسے اوپر گذر چکا۔

۶۷۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانِ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

ہم سے سلیمان بن حرب اور ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے اُنہوں نے ابو ایوب

زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ۔

سختیانی سے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابرؓ سے کہ معاذ ابن جبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ لیتے پھر اپنی قوم کے پاس جا کر اُن کی امامت کرتے

بَابُ مَنْ أَسْمَعَ النَّاسَ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ۔

باب : امام کی تکبیر لوگوں کو سنانا ف

ف جب مقتدی بہت ہوں اور اللہ اکبر کی آواز اُن کو نہ پہنچنے کا خیال ہو تو دوسرا کوئی شخص تکبیر زور سے پکار کر کہہ سکتا ہے تاکہ سب لوگوں کو آواز پہنچ جائے۔

۶۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَتَاهُ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ، قُلْتُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِنْ يَقُمْ مَقَامَكَ يَبْكِي فَلَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِرَاءَةِ، قَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ، فَقُلْتُ مِثْلَهُ، فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ: إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ، فَصَلَّى وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ الْأَرْضَ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنْ صَلِّ، فَتَأَخَّرَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِهِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے کہا ہم کو اعمش نے خبر دی انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ نے وفات پائی تو بلالؓ نماز کی خبر دینے کو آپ کے پاس آئے آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں میں نے عرض کیا ابوبکرؓ کچدلے (نرم دل) آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے رو دیں گے قرآن نہ پڑھ سکیں گے آپ نے (پھر) فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں میں نے پھر وہی عرض کیا آخر تیسری یا چوتھی بار آپ نے فرمایا تم تو یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہوئی ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں خیر اُنہوں نے نماز شروع کر دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ذرا اپنا مزاج ہلکا پا کر) دو آدمیوں پر ٹیکا دیئے نکلے جیسے میں (اس وقت) آپ کو دیکھ رہی ہوں آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کر رہے تھے ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے سرکنا چاہا آپ نے اشارے سے ان کو فرمایا نماز پڑھائے جاؤ ابوبکرؓ تھوڑا پیچھے سرک گئے اور آپ ابوبکرؓ کے پہلو میں (اُن کے برابر) بیٹھ گئے۔ ابوبکرؓ آپ کی تکبیر لوگوں کو

وَأَبُوبَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ التَّكْبِيرَ، تَابَعَهُ مُحَاضِرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ۔

سناتے تھے عبداللہ بن داؤد کے ساتھ اس حدیث کو محاضر نے بھی اعمش سے روایت کیا۔

ف اس حدیث کی شرح اوپر گذر چکی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ، وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ۔

باب: ایک شخص امام کی اقتدا کرے اور لوگ اس کی اقتدا کریں (تو کیسا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے ف آپ نے (پہلی صف والوں سے) فرمایا تم میری پیروی کرو اور تمہارے پیچھے جو لوگ ہیں وہ تمہاری پیروی کریں۔

ف اس کو امام مسلم نے ابوسعید خدری سے نکالا بظاہر یہ حدیث شعبی کے مذہب کی تائید کرتی ہے اور شاید امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہو شعبی کا یہ مذہب ہے کہ اگر اخیر صف کے پیچھے کوئی شخص اس وقت آیا جب امام رکوع سے اپنا سر اٹھا چکا تھا لیکن اخیر صف والوں نے اپنا سر نہیں اٹھایا تھا اور وہ شریک ہوگیا تو اس کو یہ رکعت مل گئی کیونکہ وہ درحقیقت پچھلی صف والوں کا مقتدی ہے اور پچھلی صف والے آگے کی صف والوں کے اسی طرح اول صف والوں تک۔ اول صف والے امام کے مقتدی ہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ دین کے کاموں میں تم میری پیروی کرو یعنی مجھ سے سیکھو اور تمہارے بعد جو لوگ آئیں گے وہ تم سے سیکھیں اسی طرح قیامت تک سلسلہ تعلیم و تعلم جاری رہے۔ قسطلانی نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مقتدی دوسرے مقتدیوں کی اقتدا کریں۔

۶۸۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ، فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ، وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَمْ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم کو ابومعاویہ محمد بن خازم نے خبر دی انہوں نے اعمش سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے (موت کی بیماری میں) تو بلالؓ نماز کے لئے آپ کو بلانے کو آئے آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ابوبکر نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (رو رو کر) اپنی آواز لوگوں کو نہ سنا سکیں گے بہتر ہوا گر آپ عمرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں میں نے حضرت حفصہؓ سے کہا تم عرض کرو کہ ابوبکرؓ نرم دل آدمی ہیں وہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کی آواز نہ نکل سکے گی

يُسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَاعِدًا، يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ يَقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

(رو دیں گے) کاش آپ عمرؓ کو نماز پڑھانے کے لئے فرمائیں آپ نے فرمایا تم تو یوسف کے ساتھ والیاں ہو، ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب ابوبکرؓ نماز پڑھانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا اپنا مزاج ہلکا پایا۔ آپ دو آدمیوں پر ٹیکا دے کے کھڑے ہوئے اور آپ کے پاؤں زمین پر نشان کر رہے تھے اسی طرح سے چل کر مسجد میں آئے ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ پائی تو لگے پیچھے سرکنے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا (اپنی جگہ رہو) پھر آپ تشریف لائے اور ابوبکرؓ کے بائیں طرف بیٹھ گئے تو ابوبکرؓ تو کھڑے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے ابوبکرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی نماز کی ف

❊ ❊
❊

ف اسی جملہ سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ حضرت ابوبکرؓ خود مقتدی تھے لیکن دوسرے مقتدیوں نے ان کی اقتدا کی۔

بَابٌ هَلْ يَأْخُذُ الْإِمَامُ إِذَا شَكَّ بِقَوْلِ النَّاسِ؟

باب: جب امام کو نماز میں شک ہو تو کیا مقتدیوں کے کہنے پر چل سکتا ہے ف۔

ف یہ باب لا کر امام بخاریؒ نے شافعیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں امام مقتدیوں کی بات نہ سنے بعضوں نے کہا امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف اس حالت میں ہے جب کہ امام کو خود شک ہو لیکن اگر امام کو ایک امر کا یقین ہو تو بالاتفاق مقتدیوں کی بات نہ سننا چاہیے۔ تسہیل میں ہے کہ اس باب میں حنفیہ کا قول حق ہے جو صحیح حدیث کے مطابق ہے اور امام مالک اور ان کے اتباع بھی اسی طرف گئے ہیں۔

٦٨٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے مالک ابن انس سے انہوں نے ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ظہر کی نماز میں) دو رکعتیں پڑھ کر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنِ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ: أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى اثْنَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ۔

اُٹھ کھڑے ہوئے (سلام پھیر دیا) ذوالیدین ف نے عرض کیا کیا نماز کم ہو گئی (خدا کی طرف سے دو ہی رکعتیں رہ گئیں) یا آپ بھول گئے یا رسول اللہؐ آپ نے (اور لوگوں کی طرف دیکھ کر) فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں سچ کہتا ہے آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں) اس وقت آپ کھڑے ہوئے اور پچھلی دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر اللہ اکبر کہا اور اپنے سجدہ کی طرح سجدہ کیا یا اس سے کچھ لمبا ف۲

ف ذوالیدین کا اصلی نام خرباق تھا اس کو ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اس لئے کہنے لگے کہ اس کے ہاتھ لمبے تھے۔ ف۲ یعنی جیسا نماز میں سجدہ کیا کرتے تھے مراد سجدہ سہو ہے۔

۶۸۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ فَقِيلَ: صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سعد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی دو ہی رکعتیں پڑھیں لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اس وقت آپ نے دو رکعتیں اور پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کئے

بَابٌ إِذَا بَكَى الْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ۔

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ: سَمِعْتُ نَشِيجَ عُمَرَ وَأَنَا فِي آخِرِ الصُّفُوفِ فَقَرَأَ- إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ۔

باب: امام نماز میں روئے (تو کیسا) ف اور عبداللہ بن شداد (تابعی) نے کہا میں نے (نماز میں) حضرت عمرؓ کا رونا سنا اور میں اخیر صف میں تھا وہ (سورۂ یوسف کی) یہ آیت پڑھ رہے تھے میں اپنے رنج اور غم کا شکوہ اللہ سے کرتا ہوں ف۲

ف امام بخاریؒ اس باب میں جو اثر اور حدیث لائے ان سے نماز میں رونے کا جواز نکالا اور شعبی اور نخعی اور ثوری سے منقول ہے کہ رونا اور رونے کی آواز نکالنا دونوں نماز کو فاسد کرتے ہیں اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک اگر رونا عذاب کے ڈر سے اور خدا کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہو جائے گی تسہیل میں ہے کہ حق یہی ہے کہ رونے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ ف۲ یہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا کلام نقل کیا ہے جب حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے باپ سے کہا کہ تم یوسفؑ کو یاد کرتے کرتے یا تو اپنی جان کھو دو گے یا اپنے تئیں بیمار کر لو گے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنے دل کا غم

اپنے مالک سے عرض کرتا ہوں کسی مخلوق سے شکایت نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ صبح کی نماز میں سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے تو بے اختیار رو دیتے اور ایسا پھوٹ پھوٹ کر روتے کہ عبداللہ بن شدادؒ اخیر صف میں تھے اُنہوں نے رونے کی آواز سُنی اس اثر کو سعید بن منصور اور ابن منذر نے وصل کیا۔

٦٨٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ، إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ، قَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اُویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے اُنہوں نے ہشام بن عروہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (موت کی) بیماری میں فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا ابوبکرؓ تو جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو روتے روتے اپنی آواز بھی لوگوں کو سُنا نا اُن کو مشکل ہوگا اس لئے عمرؓ سے فرمایئے وہ نماز پڑھائیں آپ نے فرمایا (نہیں) ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہا تم بھی تو آنحضرتؐ سے عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو (آپ کو یاد کرکے) لوگوں کو قرآن نہ سُنا سکیں گے اس لئے عمرؓ کو حکم دیجئے وہ نماز پڑھائیں حضرت حفصہؓ نے عرض کیا آپ نے فرمایا بس چپ رہ تم تو یوسفؑ کی ساتھ والیاں ہو، ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں پھر حضرت حفصہؓ حضرت عائشہؓ سے کہنے لگیں بھلا مجھ کو تم سے کہیں بھلائی ہونا ہے ف

ف یہ حدیث اوپر کئی بار گذر چکی ہے امام بخاریؒ نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُنا کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رو دیں گے لیکن اس پر بھی ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ رونے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ وَبَعْدَهَا۔

باب: تکبیر ہوتے وقت اور تکبیر کے بعد صفوں کا برابر کرنا۔

٦٨٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم

عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ ابْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْلَيُخَالِفَنَّ اللهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ۔

سے شعبہ نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے کہا میں نے سالم بن ابی الجعد سے سُنا کہا میں نے نعمان بن بشیر سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نماز میں) اپنی صفیں برابر رکھو نہیں تو پروردگار تمہارے مُنہ اُلٹ دے گا ف

ف یعنی مسخ کر دے گا بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ تم میں پھوٹ ڈال دے گا باب کی حدیثوں میں یہ مضمون نہیں ہے کہ تکبیر کے وقت یا تکبیر کے بعد صفوں کا برابر کرنا لیکن امام بخاریؒ نے ان حدیثوں کے دوسرے طریقوں کی طرف اشارہ کیا چنانچہ آگے چل کر خود امام بخاریؒ نے اسی حدیث کو اس طرح نکالا ہے کہ نماز کی تکبیر ہوئے بعد آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ تکبیر کہہ کے نماز شروع کرنے کو تھے کہ یہ فرمایا۔ امام ابن حزم نے ان حدیثوں کے ظاہر سے یہ کہا ہے کہ صفیں برابر کرنا واجب ہے اور جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہ وعید اس لئے فرمائی کہ لوگ اس سنت کا بخوبی خیال رکھیں برابر رکھنے سے یہ غرض ہے کہ ایک خط مستقیم پر کھڑے ہوں آگے پیچھے نہ کھڑے ہوں یا صف میں جو جگہ خالی رہے اس کو بھر دیں۔

۶۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقِيمُوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي۔

ہم سے ابو معمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث نے اُنہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے اُنہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفیں ٹھیک رکھو میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں ف

ف یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا آپ کو آگے پیچھے دونوں طرف سے نظر آتا۔

بَابُ إِقْبَالِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ۔

باب: امام کا صفیں برابر کرتے وقت لوگوں کی طرف منہ کرنا۔

۶۸۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ

ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا کہا ہم کو معاویہ بن عمروؓ نے خبر دی کہا ہم کو زائدہ بن قدامہ نے کہا ہم کو حمید طویل نے کہا ہم کو انس بن مالکؓ نے اُنہوں نے کہا نماز کی تکبیر ہوئی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَالِكٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي۔

ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا دیکھو صفوں کو برابر رکھو اور مل کر کھڑے ہو میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں۔



بَابُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ۔

باب: پہلی صف کا بیان (اس کا ثواب) ف

ف پہلی صف وہ ہے جو امام کے نزدیک ہو بعضوں نے کہا پہلی جو پوری صف ہو اس کے بیچ میں کوئی خلل نہ ہو جیسے حجرہ یا سنرہ یا دیوار وغیرہ بعضوں نے کہا جو نماز کے لئے مسجد میں پہلے آئے وہ پہلی صف میں ہے گو اخیر صف میں کھڑا ہو۔

٦٨٨ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الشُّهَدَاءُ: الْغَرِقُ، وَالْمَطْعُونُ، وَالْمَبْطُونُ وَالْهَدِمُ، وَقَالَ: وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَاسْتَهَمُوا۔

ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے سمی سے انہوں نے ابو صالح ذکوان سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بھی شہید ہے جو ڈوب جائے اور پیٹ کی بیماری سے مرے اور جو طاعون سے مرے اور جو دب کر (عمارت گرنے سے) مرے اور آپ نے فرمایا اگر لوگ جانیں جو ثواب نماز کے لئے جلدی آنے میں ہے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھیں اور اگر جان لیں جو ثواب عشا اور صبح کی نماز میں ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان میں آئیں اور اگر جان لیں جو ثواب آگے کی صف میں ہے تو (اس کے لئے) قرعہ ڈالیں ف

ف قسطلانی نے کہا آگے کی صف شامل ہے دوسری صف کو بھی اس لئے کہ وہ تیسری صف سے آگے ہے اسی طرح تیسری کو بھی وہ چوتھی سے آگے ہے یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔

بَابُ إِقَامَةِ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ۔

باب: صف برابر کرنا نماز کا پورا کرنا ہے ف

ف معلوم ہوا کہ نماز میں صف درست کرنے کے لئے آدمی آگے یا پیچھے سرک جائے یا صف ملانے کے واسطے کسی طرف ہٹ جائے یا کسی کو کھینچ لے تو اس سے نماز میں خلل نہیں آئے گا بلکہ ثواب پائے گا کیونکہ صف برابر کرنا نماز کا ایک ادب ہے۔

٦٨٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ،

ہم سے عبداللہ بن محمد سندی نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی کہا ہم کو معمر نے انہوں نے ہمام

عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعِينَ، وَأَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ۔

بن منبہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو اس سے اختلاف نہ کرو ف جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہٗ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی سب بیٹھ کر پڑھو اور نماز میں صف برابر رکھو اس لئے کہ صف برابر کرنا نماز کا حسن ہے ف۲

ف جو کام امام کرے وہ تم بھی کرو، یہ نہیں کہ امام رکوع میں رہے تم سجدے میں چلے جاؤ، امام نے ابھی سجدے سے سر نہیں اُٹھایا تم اُٹھا لو۔ ف۲ صف برابر کرنے سے نماز کی خوبصورتی ہے ورنہ نماز بدڈول اور بے ہنگام رہے گی۔ قسطلانیؒ نے اس سے یہ نکالا کہ صف برابر کرنا فرض نہیں ہے کیونکہ حسن خارجی چیزوں میں سے ہوتا ہے۔

۶۹۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنی صفیں برابر کرو کیونکہ صف برابر کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے ف

ف اور نماز قائم کرنا واجب ہے بموجب نص قرآنی واقیموا الصلوٰۃ تو صف برابر کرنا بھی واجب ہوا، امام ابن حزم کا مذہب ثابت ہوگیا اور قسطلانی شافعی کا خیال رد ہوگیا۔ اسمٰعیلی اور بیہقی اور ابوداؤد اور مسلم کی روایت میں من تمام الصلوٰۃ ہے اس سے بھی وجوب کی نفی نہیں نکلتی کیونکہ نماز کا پورا کرنا واجب ہے، اور جب شرائط یا ارکان میں سے کوئی چیز کم ہو جائے تو کہتے ہیں وہ چیز پوری نہیں ہوئی پس یہ لفظ وجوب کی تائید کرتا ہے نہ کہ استحباب کی جیسے جمہور اہل مذہب نے سمجھا ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَمْ يُتِمَّ الصُّفُوفَ۔

باب: صف پوری نہ کرنے کا گناہ۔

۶۹۱۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ

ہم سے معاذ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو فضل بن موسیٰ نے خبر دی کہا ہم کو سعید بن عبید طائی نے انہوں نے بشیر بن یسار انصاری سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے وہ (بصرے سے)

يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَقِيلَ لَهُ: مَا أَنْكَرْتَ مُنْذُ يَوْمِ عَهِدْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مَا أَنْكَرْتُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّكُمْ لَا تُقِيمُونَ الصُّفُوفَ، وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْمَدِينَةَ بِهٰذَا.

مدینہ میں آئے لوگوں نے ان سے کہا دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے تم نے کونسی بات ہم میں خلاف پائی اُنہوں نے کہا میں نے تو اس کے خلاف تم میں کوئی بات نہیں پائی بس ایک ہے کہ تم (نماز میں) صفیں برابر نہیں کرتے ف۱ عقبہ بن عبید نے بشیر بن یسار سے یوں روایت کیا کہ انس رضی مدینہ میں ہم لوگوں کے پاس آئے پھر یہی حدیث بیان کی ف۲

ف۱ امام بخاریؒ نے یہ حدیث لاکر صف برابر کرنے کا وجوب ثابت کیا کیونکہ سنت کے ترک کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنا نہیں کہہ سکتے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف کرنا بموجب نص قرآنی باعث عذاب ہے فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔ ف۲ اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ بشیر بن یسار کا سماع انس سے ثابت کریں اس کو امام احمدؒ نے اپنی مسند میں وصل کیا۔

بَابُ إِلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ، وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ، وَقَالَ النُّعْمَانُ ابْنُ بَشِيرٍ: رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ.

باب: صف میں مونڈھے سے مونڈھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑے ہونا اور نعمان بن بشیرؓ (صحابی) نے کہا میں نے دیکھا (صف میں) ایک آدمی ہم میں سے اپنا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنے سے ملا کر کھڑا ہوتا ف۱

ف۱ تسہیل میں ہے کہ ہمارے زمانے میں لوگوں نے سنت کے موافق صفیں برابر کرنا چھوڑ دی ہیں کہیں تو ایسا ہوتا ہے کہ آگے پیچھے بے ترتیب کھڑے ہوتے ہیں کہیں برابر بھی کرتے ہیں تو مونڈھے سے مونڈھا اور ٹخنے سے ٹخنا نہیں ملاتے بلکہ ایسا کرنے کو نازیبا جانتے ہیں، خدا کی مار ان کی عقل اور تہذیب پر، نمازی لوگ پروردگار کی فوجیں ہیں فوج میں جو کوئی قاعدے کی پابندی نہ کرے وہ سزائے سخت کے قابل ہوتا ہے۔

۶۹۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ.

ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا کہا ہم کو زہیر بن معاویہ نے خبر دی اُنہوں نے حمید سے اُنہوں نے انس رضی سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا اپنی صفیں برابر رکھو میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا (صف میں) اپنا مونڈھا اپنے ساتھی کے مونڈھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا۔

بَابٌ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الإِمَامِ، وَحَوَّلَهُ الإِمَامُ خَلْفَهُ إِلَى يَمِينِهِ تَمَّتْ صَلَاتُهُ۔

باب : اگر کوئی شخص امام کے بائیں طرف کھڑا ہو اور امام اس کو اپنے پیچھے سے پھرا کر داہنی طرف لے آئے تو دونوں کی نماز صحیح رہی ف۱

ف۱ یعنی نہ مقتدی کی نماز میں کوئی نقص آیا نہ امام کی دونوں کی نماز پوری ہو گئی۔

٦٩٣- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسِي مِنْ وَرَائِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى وَرَقَدَ، فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ يُصَلِّي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے داود بن عبدالرحمن نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کریب سے جو عبداللہ ابن عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک رات (تہجد کی) نماز پڑھی میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا آپ نے پیچھے سے میرا سر تھاما اور (گھما کر) اپنے داہنی طرف کر لیا پھر نماز پڑھ کر آپ سو رہے، بعد اس کے مؤذن آیا آپ کھڑے ہوئے اور (صبح کی) نماز پڑھائی وضو نہیں کیا۔

بَابٌ الْمَرْأَةُ وَحْدَهَا تَكُونُ صَفًّا

باب: عورت اکیلی ایک صف کا حکم رکھتی ہے ف۱

ف۱ یعنی عورت اگر اکیلی بھی ہو تب بھی کسی عورتوں کی طرح مردوں کے پیچھے کھڑی ہو نہ یہ کہ اکیلے ہونے کی وجہ سے وہ مردوں کے ساتھ کھڑی ہو۔

٦٩٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ فِي بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا میں نے اور ایک یتیم لڑکے (ضمیرہ بن ابی ضمیرہ) نے جو ہمارے گھر میں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری ماں ام سلیم ہمارے پیچھے تھی ف۱

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ ام سلیم اکیلی تھیں مگر لڑکوں کے پیچھے ایک صف میں کھڑی ہوئیں۔

٦٩٥- حَدَّثَنَا مُوسَى: حَدَّثَنَا ثَابِتُ ابْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قُمْتُ لَيْلَةً أُصَلِّي عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ثابت بن یزید نے کہا ہم سے عاصم احول نے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں ایک رات (تہجد کی) نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑے ہو کر پڑھنے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ بِيَدِي أَوْ بِعَضُدِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ، وَقَالَ بِيَدِهِ مِنْ وَرَائِي.

لگا آپ نے میرا ہاتھ یا بازو تھاما اور مجھ کو اپنی داہنی طرف کھڑا کر دیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ پیچھے سے گھوم آؤ۔

ف اس حدیث میں فقط امام کی داہنی طرف کا بیان ہے اور شاید امام بخاریؒ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو نسائی نے براء سے نکالا کہ ہم جب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو داہنی جانب کھڑا ہونا پسند کرتے تھے اور ابو داؤد نے نکالا کہ اللہ رحمت اُتارتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں صفوں کی داہنی جانب والوں کے لئے اور یہ اس کے خلاف نہیں جو دوسری حدیث میں ہے کہ جو کوئی مسجد کی بائیں جانب معمور کرے تو اس کو اتنا ثواب ہے کیونکہ اول تو یہ حدیث ضعیف ہے دوسرے یہ آپ نے اس وقت فرمایا جب سب لوگ داہنی ہی جانب کھڑے ہونے لگے اور بائیں جانب بالکل اجڑ گئی۔

بَابٌ إِذَا كَانَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَائِطٌ أَوْ سُتْرَةٌ، وَقَالَ الْحَسَنُ لَا بَأْسَ أَنْ تُصَلِّيَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ نَهْرٌ، وَقَالَ أَبُو مِجْلَزٍ: يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَإِنْ كَانَ بَيْنَهُمَا طَرِيقٌ أَوْ جِدَارٌ إِذَا سَمِعَ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ.

باب: اگر امام اور مقتدیوں کے درمیان ایک دیوار یا پردہ ہو (تو کچھ قباحت نہیں) ف۱ اور امام حسن بصریؒ نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر تو نماز پڑھے تیرے اور امام کے درمیان ایک نہر ہو ف۲ اور ابو مجلز (تابعی) نے کہا امام کی اقتدا کر سکتا ہے گو اس میں اور مقتدی میں رستہ یا دیوار حائل ہو جب کہ اس کی تکبیر سنے ف۳

ف۱ مالکیہ کا یہی قول ہے اور شاید امام بخاریؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ف۲ حافظ نے کہا حسن کا یہ اثر مجھ کو نہیں ملا البتہ سعید بن منصور نے ان سے دریافت کیا کہ اگر کوئی آدمی چھت کے اوپر ہو اور امام نیچے وہ اس کی اقتداء کر رہا ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔ ف۳ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔

۶۹۶- حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فِي حُجْرَتِهِ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيرٌ، فَرَأَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ نَاسٌ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحُوا فَتَحَدَّثُوا بِذَلِكَ، فَقَامَ لَيْلَةَ الثَّانِيَةِ فَقَامَ مَعَهُ نَاسٌ

ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے حجرے میں (تہجد کی) نماز پڑھا کرتے اور حجرے کی دیوار پست تھی لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک دیکھ لیا اور کچھ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے جب صبح ہوئی تو اس کا چرچا کرنے لگے پھر دوسری رات آپ کھڑے ہوئے تب بھی چند لوگ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے رہے

يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، صَنَعُوا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى إِذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَخْرُجْ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالَ: إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ۔

دو یا تین راتوں تک وہ ایسا ہی کرتے رہے اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ رہے اور نماز کے مقام پر تشریف لائے ہی نہیں جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا میں ڈر گیا کہیں رات کی نماز (تہجد) تم پر فرض نہ ہو جائے۔

بَابُ صَلَاةِ اللَّيْلِ۔

باب: رات کی نماز کا بیان۔

۶۹۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُ حَصِيرٌ يَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ۔ فَثَابَ إِلَيْهِ نَاسٌ فَصَلَّوْا وَرَاءَهُ۔

ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن اسمٰعیل بن ابی فدیک نے کہا ہم کو محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب نے خبر دی انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوریا تھا جس کو آپ دن کو بچھایا کرتے اور رات کو اس کی اوٹ (پردہ) کر لیتے ف۱ چند لوگ آپ کے پاس کھڑے ہوئے یا آپ کی طرف جھکے اور آپ کے پیچھے صف باندھی ف۲۔

ف۱ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یا اس کو ایک کوٹھڑی کی طرح بنا لیتے۔ ف۲ آپ میں اور لوگوں میں بوریا حائل تھا۔ اس حدیث کو لا کر امام بخاریؒ نے یہ بتلایا کہ اگلی حدیث میں جس حجرے کا ذکر ہے وہ بوریے کا تھا۔

۶۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسٰى ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً، قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مِنْ حَصِيرٍ، فِي رَمَضَانَ فَصَلّٰى فِيهَا لَيَالِيَ فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ

ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب ابن خالد نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے انہوں نے سالم ابوالنضر سے انہوں نے بسر بن سعید سے انہوں نے زید بن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنا لیا یا اوٹ بسر بن سعید نے کہا میں سمجھتا ہوں وہ بوریے کا تھا اس کے اندر کئی راتوں تک آپ نماز پڑھتے رہے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی کئی لوگوں نے نماز پڑھی جب آپ کو ان کا حال معلوم ہوا تو آپ نے بیٹھ

فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ، قَالَ: عَفَّانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ، عَنْ بُسْرٍ، عَنْ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

رہنا شروع کیا (نماز موقوف رکھی) پھر برآمد ہوئے اور فرمایا تم نے جو کیا وہ مجھ کو معلوم ہے لیکن لوگو تم اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہو کیونکہ بہتر نماز آدمی کی وہی ہے جو اُس کے گھر میں ہو مگر فرض نماز (مسجد میں پڑھنا افضل ہے) اور عفان ابن مسلم نے کہا ہم کو وہیب نے خبر دی کہا ہم کو موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے ابوالنضر بن ابی اُمیہ سے سُنا اُنہوں نے بسر بن سعید سے اُنہوں نے زید بن ثابت سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف

ف اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاریؒ کی غرض یہ ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سماع ابوالنضر سے ثابت کریں جس کی اس روایت میں تصریح ہے۔

بَابُ إِيجَابِ التَّكْبِيرِ وَافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۔

باب: تکبیر (التحریمہ) کا واجب ہونا اور نماز کا شروع کرنا ف

ف جب امام بخاری جماعت اور امامت کے ذکر سے فارغ ہوئے تو اب صفت نماز کا بیان شروع کیا بعضے نسخوں میں باب کے لفظ سے پہلے یہ عبارت ہے ابواب صفة الصلوٰۃ لیکن اکثر نسخوں میں یہ عبارت نہیں ہے ہمارے امام احمد بن حنبل اور شافعیہ اور مالکیہ سب کے نزدیک نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا فرض ہے اور کوئی لفظ کافی نہیں اور حنفیہ کے نزدیک کوئی لفظ جو اللہ کی تعظیم پر دلالت کرے کافی ہے جیسے اللہ اجل یا اللہ اعظم۔

۶۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ، قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَصَلَّى يَوْمَئِذٍ صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا، ثُمَّ قَالَ لَمَّا سَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالکؓ انصاری نے خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھوڑے پر سوار ہوئے (اس پر سے گر پڑے) آپ کا داہنا پہلو چھل گیا آپ نے اس دن کوئی نماز ان (فرض) نمازوں میں سے بیٹھ کر پڑھائی ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھی پھر آپ نے جب سلام پھیرا تو فرمایا امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اُٹھائے تم بھی سر اُٹھاؤ اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ

حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو ف ا

ف اسمٰعیلی نے اعتراض کیا کہ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے معلوم نہیں ہوتی اس میں تکبیر کا مطلقاً ذکر ہی نہیں ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اور دوسری حدیث درحقیقت ایک ہی حدیث ہے جس کو امام بخاریؒ نے دو طریقوں سے ذکر کیا اور پہلے طریق کو اس لئے بیان کیا کہ اس میں زُہری کے سماع کی تصریح ہے انسؓ سے اور دوسرے طریق سے تکبیر کا وجوب اس طرح پر نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور آپ کا فعل بیان ہے مجمل صلوٰۃ کا اور واجب کا بیان بھی واجب ہے، اب یہ اعتراض ہو گا کہ اس صورت میں مقتدی کو ربنا ولک الحمد بھی کہنا واجب ہو گا کیونکہ شاید امام بخاریؒ کے نزدیک یہ بھی واجب ہو، اسحٰق بن راہویہ بھی اس کے وجوب کے قائل ہیں۔

٧٠٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: خَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلَّى لَنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا مَعَهُ قُعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا الإِمَامُ أَوْ إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے آپ کا بدن چھل گیا آپ نے بیٹھ کر ہم کو نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے سر اٹھائے تم بھی اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

٧٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی کہا مجھ سے ابوالزناد نے بیان کیا انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پھر جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مَعَ الِافْتِتَاحِ سَوَاءً۔

باب: تکبیر تحریمہ میں نماز شروع کرتے ہی برابر دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا ف

ف یعنی اللہ اکبر اور ہاتھ اُٹھانا دونوں ایک ساتھ ہوں اسی کو صحیح کہا نوویؒ نے اور مالکیہ کے نزدیک بھی یہی راجح ہے۔ ابو داؤد نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ دونوں ہاتھ اُٹھائے تکبیر کے ساتھ۔ صاحب ہدایہ نے جو حنفیہ میں سے ہے یہ لکھا ہے کہ پہلے ہاتھ اُٹھائے پھر اللہ اکبر کہے یہی اصح ہے۔

۷۰۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيْضًا، وَقَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا اُنہوں نے امام مالکؒ سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے سالم ابن عبداللہ سے اُنہوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمرؓ) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو دونوں مونڈھوں تک ہاتھ اُٹھاتے ف۱ اور جب رکوع کی تکبیر کرتے اور جب رکوع سے اپنا سر اُٹھاتے تب بھی اسی طرح دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہتے ف۲ اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اُٹھاتے۔

ف ہاتھ اُٹھانا گویا اشارہ ہے ترکِ دنیا کا امام شافعیؒ نے کہا ہاتھ اُٹھانے سے اللہ کی تعظیم اور پیغمبر صاحب کی سنت ادا کرنی منظور ہے۔ ابن عبدالبر نے ابنِ عمرؓ سے نقل کیا کہ ہاتھ اُٹھانا نماز کی زینت ہے عقبہ بن عامر نے کہا کہ ہر ہاتھ اُٹھانے کے بدلہ دس نیکیاں ملیں گی ہر انگلی پر ایک نیکی۔ ف۲ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ امام بھی ربنا ولک الحمد کہے۔ اہلحدیث اور جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا ولک الحمد کہیں۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ۔

باب: تکبیر تحریمہ اور رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت دونوں ہاتھ اُٹھانا ف

ف اہلحدیث اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھوں کو اُٹھائے اور اس سنت کو سترہ صحابہؓ اور عشرہ مبشرہ بلکہ پچاس صحابہؓ نے روایت کیا ہے اور امام بخاری نے خاص رفع یدین کے مسئلہ میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور امام حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ صحابہؓ اس کو کرتے تھے اور کسی صحابی کو مستثنیٰ نہیں کیا ابن عبدالبر نے کہا کہ ترکِ رفع سوائے ابن مسعودؓ اور کسی صحابی سے ہمیشہ منقول نہیں ہے جس سے ترک

منقول ہے اسی سے رفع بھی منقول ہے اور ابن مسعودؓ اور ابن عمرؓ کی روایت ترک رفع میں ضعیف ہے اور اگر ثابت بھی ہو تو وہ اہل حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں کیونکہ وہ رفع یدین کو سنت کہتے ہیں نہ کہ واجب اور پوری تفصیل اس مسئلہ کی تسہیل القاری میں ہے۔

۷۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ حِينَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوعِ، وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ۔

ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس بن یزید ایلی نے انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے انہوں نے کہا میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریمہ کے وقت) اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے برابر اٹھاتے اور جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے جب بھی ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اس وقت بھی ایسا ہی کرتے اور فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ۔ البتہ سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے۔

۷۰۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ هٰكَذَا۔

ہم سے اسحٰق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد بن عبداللہ طحان نے انہوں نے خالد خذاء سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے مالک بن حویرثؓ (صحابی) کو دیکھا جب وہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع کرنے لگتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے اور بیان کرتے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔

بَابٌ إِلَى أَيْنَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ؟ وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ: رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ۔

باب: ہاتھوں کو کہاں تک اٹھانا چاہیئے ف اور ابوحمید ساعدی (صحابی) نے اپنے ساتھیوں کے سامنے کہا ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائے۔

ف اس میں اختلاف ہے اہل حدیث اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے اور شاید امام بخاریؒ کے نزدیک بھی یہی قوی ہے جب ہی تو انہوں نے اسی کی دلیل بیان کی اور حنفیہ کے نزدیک کانوں تک اٹھائے۔

یہ سب صحابہؓ تھے اس روایت کو خود امام بخاری نے باب سنۃ الجلوس فی التشہد میں بیان کیا۔

٧٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَتَحَ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ يُكَبِّرُ حَتَّى يَجْعَلَهُمَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَهُ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَهُ، وَقَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ حِينَ يَسْجُدُ وَلَا حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ۔

ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہہ کے نماز شروع کی اور اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ ان کو مونڈھوں کے برابر کر دیا اور رکوع کی تکبیر کے وقت بھی ایسا ہی کیا اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو بھی ایسا ہی کیا اور فرمایا ربنا ولک الحمد اور سجدہ میں ایسا نہیں کرتے (یعنی ہاتھ نہیں اُٹھاتے) اور نہ جب سجدے سے سر اُٹھاتے ف

ف یعنی اس وقت بھی رفع یدین نہ کرتے تسہیل میں ہے کہ صحیح حدیثوں میں مونڈھوں تک ہاتھ اُٹھانا ثابت ہوتا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ ہتھیلی کی پشت مونڈھوں کے برابر آجائے اور بعضی روایتوں میں جو کانوں تک اُٹھانا مذکور ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ انگلیوں کی پوریں اور انگوٹھے کان کی لو کے قریب ہو جائیں۔ اس صورت میں حدیثوں میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا اور امام شافعیؒ نے اسی طرح تطبیق کی ہے اور یہی حق ہے حافظ نے کہا پہلے ہاتھ اُٹھائے پھر اللہ اکبر اس وقت کہنا شروع کرے جب ہاتھ کا چھوڑنا شروع ہو اور ہاتھ چھوڑتے تک تکبیر ختم ہو جائے۔

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ۔

باب: (چار رکعتی یا تین رکعتی نماز میں) جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھے تو دونوں ہاتھ اُٹھائے ف

ف یعنی تشہد کے بعد جب کھڑا ہو اگر کوئی تشہد بھول جائے اور یوں ہی اُٹھ کھڑا ہو تو ہاتھ نہ اُٹھائے کیونکہ اگلی حدیث میں یہ گذر چکا کہ سجدے سے سر اُٹھاتے وقت آپ ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے۔

٧٠٦۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ

ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو بھی دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تب بھی دونوں

لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ وَمُوسَى بْنُ عُقْبَةَ مُخْتَصِرًا۔

ہاتھ اُٹھاتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھتے جب بھی دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ف اس حدیث کو حماد بن سلمہ نے ایوب سختیانی سے انہوں نے نافع سے اُنہوں نے ابن عمرؓ سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ف اور ابراہیم بن طہمان نے اس کو ایوب اور موسیٰ بن عقبہ سے اختصار کے ساتھ روایت کیا۔

ف یعنی مرفوع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ایسا ہی بیان کیا۔ ف اس حدیث کو بعضوں نے مرفوعاً بیان کیا بعضوں نے موقوفاً۔ دارقطنی نے کہا عبدالاعلیٰ کی روایت جس کو امام بخاریؒ نے نکالا زیادہ مشابہ ہے صواب کے لیکن اسمٰعیلی نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا کہ عبدالاعلیٰ نے خطا کی اس کے رفع میں مگر معتمر اور عبدالوہاب نے اس کو رفع کیا اور ان کی روایتوں کو امام بخاریؒ نے کتاب رفع یدین میں نکالا۔ حماد کی بھی روایت کو امام بخاریؒ نے اسی کتاب میں نکالا۔

بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى۔

باب : نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ف

ف اہلحدیث اور جمہور علماء شافعیہ اور حنفیہ سب کا یہی قول ہے کہ نماز میں ہاتھ باندھنا چاہیے اور امام مالکؒ نے مؤطا میں بھی یہی ذکر کیا ہے لیکن ابن قاسم نے امام مالکؒ سے ارسال یعنی نماز میں ہاتھوں کا چھوڑ دینا نقل کیا ہے اور امامیہ کا عمل اسی پر ہے اب کہاں ہاتھ باندھے تو صحیح روایت سے یہ ثابت ہے کہ سینے پر باندھے اور حنفیہ کے نزدیک ناف کے نیچے۔ ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے پھر اپنا داہنا ہاتھ رکھا بائیں ہتھیلی کی پشت پر یعنی پہنچے کے جوڑ پر اور بانہہ پر۔

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ، قَالَ أَبُو حَازِمٍ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يَنْمِي ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ: يُنْمَى ذَلِكَ وَلَمْ يَقُلْ يَنْمِي۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا اُنہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابوحازم بن دینار سے اُنہوں نے سہل بن سعد سے اُنہوں نے کہا لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں ہر آدمی اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اور ابوحازم نے کہا میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ سہل اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے اسمٰعیل بن ابی اویس نے کہا یہ بات آنحضرتؐ تک پہنچائی جاتی تھی۔ یوں نہیں کہا پہنچاتے تھے ف

ف ابوحازم کے ایسا کہنے سے حدیث میں کوئی خلل نہیں آیا کیونکہ صحابی کا یہ کہنا کہ ایسا حکم دیا جاتا تھا رفع کے حکم میں ہے۔

بَابُ الْخُشُوعِ فِي الصَّلَاةِ۔

باب : نماز میں خشوع کا بیان ف

ف خشوع کہتے ہیں ادب اور خوف کو جیسے بڑے بادشاہ کے سامنے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو کس قدر آداب کے ساتھ رہتا ہے کوئی حرکت فضول نہیں کرتا دل پر اس کا رعب چھایا رہتا ہے نمازی کو چاہیئے کہ اس شہنشاہ دوجہاں کے سامنے اسی طرح ادب اور ڈر کے ساتھ کھڑا ہو جب دل میں خشوع ہوتا ہے تو اعضاء پر بھی اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے جیسے حدیث میں ہے۔

۷۰۸۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا؟ وَاللّٰهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا خُشُوعُكُمْ، وَإِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي۔

ہم سے اسمٰعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو میرا منہ ادھر قبلے کی طرف ہے (قسم خدا کی تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر کچھ چھپا ہوا نہیں اور میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں ف

ف جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں اس کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔

۷۰۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي، وَرُبَّمَا قَالَ: مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غندر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سنا انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجدہ ٹھیک طور سے کرو کیونکہ قسم خدا کی جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو تو میں تم کو اپنے پیچھے سے یا فرمایا اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ۔

باب : تکبیر تحریمہ کے بعد کیا کہے (یا کیا پڑھے)

۷۱۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نماز میں قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے تھے ف

ف یعنی قرآن کی قرأت سورۂ فاتحہ سے شروع کرتے تھے تو یہ منافی نہ ہوگی اس حدیث کے جو آگے آتی ہے جس میں تکبیر تحریمہ

کے بعد دعا ءِ افتتاح پڑھنا منقول ہے اور الحمد للہ رب العٰلمین سے سورۂ فاتحہ مراد ہے اس میں اس کی نفی نہیں ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے کیونکہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزو ہے تو مقصود یہ ہے کہ بسم اللہ پکار کر نہیں پڑھتے تھے جیسے نسائی اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ بسم اللہ کو پکار نہیں پڑھتے تھے روضہ میں ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ پڑھنا چاہیئے جہری نمازوں میں پکار کر اور سرّی نمازوں میں آہستہ اور جن لوگوں نے بسم اللہ کا نہ سننا نقل کیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کم سن تھے جیسے انس اور عبد اللہ بن مغفل اور یہ آخری صف میں رہتے ہوں گے تو شاید ان کو آواز نہ پہنچی ہوگی اور بسم اللہ کے جہر میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں گو ان میں کلام بھی ہو مگر اثبات مقدم ہے نفی پر۔

---

۷۱۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ إِسْكَاتَةً، قَالَ: أَحْسِبُهُ قَالَ: هُنَيَّةً فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَقُولُ، اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبد الواحد ابن زیاد نے کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے کہا ہم سے ابوزرعہ ہرم نے کہا مجھ سے ابوہریرہؓ نے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان (ذرا) چپ رہتے ابوزرعہ نے کہا میں سمجھتا ہوں ابوہریرہؓ نے کہا تھوڑی دیر تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان جو چپ رہتے ہیں اس میں کیا پڑھتے ہیں، آپ نے فرمایا میں یہ کہتا ہوں یا اللہ مجھ سے میرے گناہ اتنے دور کر دے جیسے پورب سے پچھم، یا اللہ مجھ کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے، یا اللہ میرے گناہ پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال ف

ف پانی اور برف اور اولوں سے قسم قسم کی رحمتیں اور مغفرتیں مراد ہیں، دعاءِ استفتاح کئی طرح پر وارد ہے لیکن سب میں صحیح یہ دعا ہے۔ اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ جس کو تمام حنفیہ پڑھا کرتے ہیں وہ بھی حضرت عائشہؓ سے مروی ہے لیکن اس کے اسناد میں گفتگو ہے اور مالکیہ کے نزدیک دعاءِ استفتاح نہ پڑھے۔ ان پر یہ حدیث حجت ہے۔

بَاب:-

باب:

۷۱۲ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ:

ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہا ہم کو نافع بن عمر

أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْكُسُوفِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: قَدْ دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتَّى لَوِ اجْتَرَأْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا، وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتَّى قُلْتُ أَيْ رَبِّ أَوْ أَنَا مَعَهُمْ؟ فَإِذَا امْرَأَةٌ، حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ، قُلْتُ: مَا شَأْنُ هَذِهِ؟ قَالُوا: حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا، لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ، قَالَ نَافِعٌ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ خَشِيشٍ أَوْ خَشَاشِ الْأَرْضِ۔

نے خبر دی کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا انہوں نے اسماء بنتِ ابی بکر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھی آپ کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا تو دیر تک رکوع میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اُٹھایا پھر سجدہ کیا اور دیر تک سجدہ میں رہے پھر سر اُٹھایا پھر سجدہ کیا تو دیر تک سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اُٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے پھر رکوع کیا اور دیر تک رکوع میں رہے پھر سر اُٹھایا اور سجدہ کیا دیر تک سجدے میں رہے پھر سر اُٹھایا پھر سجدہ کیا دیر تک سجدے میں رہے پھر نماز سے فارغ ہو کر فرمایا بہشت میرے نزدیک آگئی تھی اتنی کہ اگر میں جرأت کرتا تو اس کے خوشوں میں سے ایک خوشہ تم کو لا دیتا اور دوزخ بھی مجھ سے اتنی نزدیک ہوگئی تھی کہ میں کہہ اُٹھا مالک میرے کیا میں بھی ان دوزخ والوں میں ہوں پھر کیا دیکھتا ہوں ایک عورت ہے نافع نے کہا میں سمجھتا ہوں ابن ابی ملیکہ نے یُوں کہا اس کو بلی نوچ رہی تھی میں نے پُوچھا کیوں اس عورت کو کیا ہوا انہوں نے کہا اس نے دُنیا میں بلی کو باندھ دیا تھا نہ اس کو کھانا دیا نہ چھوڑا کہ وہ کچھ کھا لیتی آخر مر گئی نافع نے کہا میں یوں سمجھتا ہوں ابن ملیکہ نے یوں کہا نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے وغیرہ کھا لیتی ف

ف اور اپنا پیٹ بھر لیتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانوروں پر ظلم کرنا جائز نہیں ہے اور جو کوئی ایسا کرے گا آخرت میں اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے بالکل معلوم نہیں ہوتی اور بعضے نسخوں میں اس حدیث کے اوّل باب کا لفظ ہے حافظ نے ابن رشید سے نقل کیا مناسبت یہ ہے کہ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مناجات اور مہربانی کی درخواست عین نماز کے اندر مذکور ہے تو معلوم ہوا کہ نماز میں ہر قسم کی دعا درست ہے۔

گو وہ الفاظ قرآن میں سے نہ ہوا اور بعض حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے انتہی۔

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الْكُسُوفِ: رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ۔

باب : نماز میں امام کی طرف دیکھنا اور حضرت عائشہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز میں فرمایا۔ ف میں نے دوزخ دیکھی وہ آپ ہی اپنے کو کھا رہی تھی۔ جب تم نے دیکھا میں (نماز میں) پیچھے سرک گیا ف

ف اس حدیث کو خود امام بخاریؒ نے وصل کیا جیسے اوپر باب اذا انفلتت الدابۃ میں گزر چکی۔ ف تو حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ صحابہؓ نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو امام تھے۔

۷۱۳- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: قُلْنَا لِخَبَّابٍ: أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقُلْنَا: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالواحد نے کہا ہم سے اعمش نے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے ابو معمر (عبداللہ بن سخبرہ) سے انہوں نے کہا ہم نے خباب بن ارت صحابی سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں فاتحہ کے سوا اور) کچھ قرآن پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا آپ کی مبارک ڈاڑھی ہلنے سے ف

ف یہیں سے باب کا مطلب نکلتا ہے کیونکہ ڈاڑھی کا ہلنا ان کو بغیر امام کی طرف دیکھے کیونکر معلوم ہو سکتا تھا مالکیہ نے اسی حدیث سے دلیل لے کر کہا ہے کہ مقتدی نماز میں اپنے امام ہی کو دیکھے اور سجدے کے مقام پر دیکھنا لازم نہیں شافعیہ کہتے ہیں سجدے کے مقام ہی کی طرف دیکھتے رہنا مسنون ہے۔

۷۱۴- حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ يَخْطُبُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ، وَكَانَ غَيْرَ كَذُوبٍ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا صَلَّوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامُوا قِيَامًا حَتَّى يَرَوْهُ قَدْ سَجَدَ۔

ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم کو ابو اسحاق عمرو بن عبداللہ سبیعی نے خبر دی کہا میں نے عبداللہ بن یزید (صحابی) سے سنا وہ خطبہ سنا رہے تھے انہوں نے کہا مجھ سے براء بن عازبؓ نے بیان کیا وہ جھوٹے نہ تھے انہوں نے کہا صحابہؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے آپ رکوع کر اپنا سر اٹھاتے تو وہ آپ کو دیکھتے کھڑے رہتے ف یہاں تک کہ جب آپ سجدے میں جا لیتے (اسوقت بھی سجدے میں جاتے)

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے۔

۷۱۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلُ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، فَقَالَ: إِنِّي أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا۔

ہم سے اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے امام مالک نے اُنہوں نے زید بن اسلم سے اُنہوں نے عطاء بن یسار سے اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گہن ہوا آپ نے (گہن کی) نماز پڑھائی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم نے دیکھا آپ (نماز ہی میں) اپنی جگہ پر رہ کر کچھ لینے کو بڑھے پھر ہم نے دیکھا آپ پیچھے ہٹے آپ نے فرمایا پہلے میں نے بہشت کو دیکھا میں اس میں سے ایک خوشہ لینے لگا اور جو لے لیتا تو جب تک دنیا قائم ہے تم اس میں سے کھاتے رہتے ف

ف وہ کبھی فنا نہیں ہوتا کیونکہ بہشت کی نعمتیں تمام اور فنا نہیں ہوسکتیں۔ ترجمۂ باب صحابۂ کرام کے اس قول سے نکلتا ہے کہ ہم نے آپ کو دیکھا۔

۷۱۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدَيْهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ الْآنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلَاةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِي قِبْلَةِ هَذَا الْجِدَارِ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ، ثَلَاثًا۔

ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے کہا ہم سے ہلال بن علی نے اُنہوں نے انس بن مالکؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی پھر آپ منبر پر چڑھے آپ نے دونوں ہاتھوں سے مسجد کے قبلے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا میں نے ابھی ابھی جب تم کو نماز پڑھائی بہشت اور دوزخ کو دیکھا ان کی تصویریں اس دیوار میں قبلے کی طرف نمودار ہوئیں تو میں نے آج کے دن کی طرح نہ بھلائی دیکھی نہ بُرائی تین بار یہ فرمایا ف

ف بھلائی بہشت اور بُرائی دوزخ کا مطلب یہ ہے کہ بہشت سے بھلی کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی اور دوزخ سے بُری کوئی چیز نہیں دیکھی۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے یوں ہے کہ حدیث میں امام کا اپنے آگے دیکھنا مذکور ہے اور جب امام کو آگے دیکھنا جائز ہوا تو مقتدی کو بھی اپنے آگے یعنی امام کو دیکھنا جائز ہوگا بعضوں نے کہا یہ حدیث اسی

ابن عباسؓ کی حدیث کا جو اس سے پہلے بیان ہوئی خلاصہ ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث میں صاف امام کی طرف دیکھنا مذکور ہے۔

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ۔

باب : نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا کیسا ہے ؟

۷۱۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ؟ فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ: لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے سعید بن مہران بن ابی عروبہ نے کہا ہم سے قتادہ نے اُن سے انس بن مالک انصاریؓ (صحابی) نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں آپ نے اس باب میں بہت سختی سے ارشاد کیا یہاں تک کہ فرمایا ان کو اس سے باز آنا چاہیئے ورنہ ان کی بینائی اُچک لی جائے گی ف

ف فرشتے اللہ کے حکم سے اُن کی آنکھ اُچک لیں گے یعنی بینائی سلب کر لیں گے۔ حافظ نے کہا یہ کراہت محمول ہے اس حالت پر جب نماز میں دُعا کی جائے جیسے مسلم کی روایت میں عند الدعاء کا لفظ زیادہ ہے عینی نے کہا یہ ممانعت مطلق ہے نماز میں دُعا کے وقت ہو یا اور کسی وقت امام ابن حزم نے کہا ایسا کرنے نماز باطل ہو جائے گی۔

بَابُ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ۔

باب : نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے ف

ف اس کو التفات کہتے ہیں یعنی بغیر گردن یا سینہ موڑے کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا اکثر علماء نے نماز میں اس کو مکروہ رکھا ہے بعضوں نے حرام کہا ہے ظاہریہ کا یہی مذہب ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے نکالا کہ پہلے صحابہؓ نماز میں التفات کیا کرتے تھے جب یہ آیت اُتری قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون، تو نماز میں سجدہ کے مقام پر نظر رکھنے لگے۔

۷۱۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ،

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم نے کہا ہم سے اشعث بن سلیم نے انہوں نے اپنے باپ سلیم بن اسود سے انہوں نے مسروق بن اجدع سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا کیسا ہے

فَقَالَ: هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ.

آپ نے فرمایا یہ شیطان کی جھپٹ ہے وہ آدمی کی نماز پر ایک جھپٹ مارتا ہے ف۔

ف کہ نماز کا ثواب کھووے یا کم کر دے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب نماز میں آدمی تیسری بار ادھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا منہ اس کی طرف سے پھیر لیتا ہے اس کو بزار نے جابر سے نکالا۔

۷۱۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ فَقَالَ: شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هَذِهِ، اذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ.

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے عروہ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نقشی کالی لوئی میں نماز پڑھی ف پھر (نماز کے بعد) فرمایا اس کے بیل بوٹے نے مجھ کو غافل کر دیا یہ ابوجہم کے پاس واپس لے جاؤ اور مجھ کو اس کی سادہ لوئی لادو ف۲

ف یہ لوئی ابوجہم نے آپ کو تحفے کے طور پر گذرانی تھی۔ ف۲ جس میں نقش و نگار بیل بوٹے نہ ہوں، یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے باب اذا صلّی فی ثوب لہٗ اعلام میں۔

بَابٌ هَلْ يَلْتَفِتُ لِأَمْرٍ يَنْزِلُ بِهِ؟ أَوْ يَرَى شَيْئًا أَوْ بُصَاقًا فِي الْقِبْلَةِ؟ وَقَالَ سَهْلٌ: الْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب: اگر کوئی حادثہ ہو ف نمازی پر یا نمازی کوئی (بُری) چیز دیکھے یا قبلے کی دیوار پر تھوک دیکھے (تو التفات میں کوئی قباحت نہیں) اور سہل بن سعد نے کہا ابوبکر نے التفات کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ف۲

ف جیسے مکان گرے یا سانپ یا بچھو نکلے یا اور کوئی آفت آئے۔ ف۲ اس کو خود امام بخاریؒ اُوپر موصولاً ذکر کر چکے ہیں۔

۷۲۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ فَحَتَّهَا، ثُمَّ قَالَ حِينَ انْصَرَفَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللهَ قِبَلَ وَجْهِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ أَحَدٌ قِبَلَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ، رَوَاهُ مُوسَى

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے اُنہوں نے نافع سے اُنہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلے کی دیوار پر بلغم دیکھا آپ لوگوں کو آگے کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے آپ نے (نماز ہی میں) اس کو کھرچ ڈالا ف جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا جب کوئی تم میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے اس کو چاہیے نماز میں اپنے منہ کے سامنے کھنکار (بلغم) نہ ڈالے۔ اس

ابْنُ عُقْبَةَ وَابْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ۔

حدیث کو موسیٰ بن عقبہ اور عبد العزیز بن ابی رواد نے بھی نافع نے روایت کیا ہے ف۲

ف۱ چونکہ یہ عمل قلیل تھا اس لئے نماز فاسد نہیں ہوئی۔ ف۲ جیسے لیث نے روایت کیا۔ موسیٰ کی روایت کو مسلم نے اور ابن ابی رواد کی روایت کو امام احمد نے نکالا۔

۷۲۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسٌ قَالَ: بَيْنَمَا الْمُسْلِمُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ، وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ، فَظَنَّ أَنَّهُ يُرِيدُ الْخُرُوجَ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ، أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل بن خالد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالک نے خبر دی انہوں نے کہا ایک بار مسلمان صبح کی نماز پڑھ رہے تھے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ گھبرا گئے آپ نے (ایکبارگی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا اور ان کو دیکھا وہ صفیں باندھے ہوئے تھے آپ مسکرا کر ہنسے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹے اس لئے کہ صف میں مل جائیں سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہونا چاہتے ہیں اور مسلمانوں نے (خوشی کے مارے) یہ قصد کیا کہ نماز ہی چھوڑ دیں ف۱ آپ نے اشارے سے ان کو فرمایا اپنی نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ دیا اور اسی دن شام کو آپ نے وفات پائی ف۲

ف گویا خوشی کے مارے قریب تھا کہ نماز بھول جائیں اور آپ کے دیدار کے لئے لیکن سبحان اللہ اگر اپنے پیغمبر سے مسلمانوں کو اتنی محبت نہ ہو تو پھر اسلام کا مزہ ہی کیا۔ لفظی ترجمہ یوں ہے مسلمانوں نے یہ قصد کیا کہ فتنے میں پڑ جائیں لیکن مطلب وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں لکھا ہے۔ ترجمہ باب یوں نکلا کہ صحابہؓ نے عین نماز میں التفات کیا کیونکہ اگر التفات نہ کرتے تو آپ کا پردہ اٹھانا کیونکر دیکھتے اور آپ کا اشارہ کیسے سمجھتے۔

بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ۔

باب: قرآن پڑھنا سب پر واجب ہے امام ہو یا مقتدی ہر ایک نماز میں حضر میں ہو یا سفر میں جہری نماز ہو یا سری نماز ف

ف جمہور علماء اور اہل حدیث اسی کے قائل ہیں اور مقتدی پر بھی سورہ فاتحہ پڑھنا واجب جانتے ہیں اس میں کسی کا خلاف

نہیں ہے صرف حنفیہ کے نزدیک مقتدی پر قرارت نہیں ہے وہ کہتے ہیں امام کی قرارت کافی ہے اہلحدیث کہتے ہیں بیشک مقتدی کو فاتحہ کے سوا اور کوئی قرارت ضروری نہیں ہے اور امام کی قرارت جو مقتدی کے لئے کافی ہونے کی حدیث ہے اس کا یہی مطلب ہے، اور اس کی دلیل دوسری حدیث ہے عبادہ رضؓ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ رضؓ سے پوچھا تم شاید امام کے پیچھے پڑھتے ہو انہوں نے عرض کیا جی ہاں، آپ نے فرمایا سورۂ فاتحہ کے سوا اور کچھ نہ پڑھا کرو قسطلانی نے کہا حنفیہ نے جس حدیث سے دلیل لی من صلے خلف الامام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ وہ ضعیف ہے اور امام بخاری نے خاص اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھا ہے۔

٧٢٢- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: شَكَا أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَزَلَهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ، إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: أَمَّا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا، أُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ، وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ، قَالَ: ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ، فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا أَوْ رِجَالًا إِلَى الْكُوفَةِ، فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ، وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيُثْنُونَ مَعْرُوفًا حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ- يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ- قَالَ: أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح یشکری نے کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے انہوں نے جابر بن سمرہ سے انہوں نے کہا کوفہ والوں نے سعد بن ابی وقاص رضؓ کی شکایت حضرت عمر رضؓ سے کی حضرت عمر رضؓ نے ان کو برطرف کردیا اور عمار بن یاسر رضؓ کو ان کا حاکم بنایا تو کوفہ والوں نے سعد کی کئی شکایتیں کیں یہ بھی کہہ دیا کہ وہ اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے حضرت عمر رضؓ نے سعد رضؓ کو بلا بھیجا اور کہا اے ابواسحٰق (یہ کنیت ہے سعد کی) کوفہ کے یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے انہوں نے کہا میں تو قسم خدا کی ان کو اسی طرح نماز پڑھاتا تھا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھایا کرتے تھے میں نے اس میں ذرا کوتاہی نہیں کی عشاء کی نماز جب میں پڑھاتا تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا اور پچھلی دو رکعتوں کو ہلکا ف حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تم سے تو اے ابواسحاق یہی گمان ہے ف پھر حضرت عمر رضؓ نے سعد کے ساتھ ایک آدمی یا کئی آدمی کرکے ان کو کوفہ کی طرف بھیجا کہ کوفہ والوں سے سعد کی شکایتوں کی دریافت کریں انہوں نے کوئی مسجد نہ چھوڑی جہاں سعد کا حال نہ پوچھا ہو سب نے ان کی تعریف کی پھر بنی عبس کی مسجد میں گئے وہاں ان میں کا ایک شخص کھڑا ہو جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اس کی کنیت ابوسعدہ تھی اس نے کہا جب تم ہم کو قسم دیتے ہو تو سچ تو یہ ہے کہ سعد کسی فوج کے ساتھ لڑائی کے لئے

بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ: قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللّٰهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ: اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَأَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ قَالَ: فَكَانَ بَعْدُ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ، قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ۔

نہیں جاتے تھے) ف۳ (لوٹ کا مال) برابر تقسیم نہیں کرتے تھے ف۴ مقدمہ میں انصاف نہیں کرتے تھے ف۵ سعد نے یہ سنکر کہا قسم خدا کی میں تم کو تین بددعائیں دوں گا ف۶ یا اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف لوگوں کو دکھانے اور سنانے کے لئے (جھوٹ بات مشہور کرنے کے لئے) کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر لمبی کر اور مدت تک کوڑی کوڑی کو محتاج کر دے اور آفتوں میں پھنسا دے۔ پھر اس شخص کا یہی حال ہوا جب کوئی اسکا حال پوچھتا تو کہتا میں ایک بوڑھا ہوں آفت رسیدہ سعد کی بددعا مجھ کو لگ گئی۔ عبدالملک نے کہا میں نے بھی اسکو دیکھا تھا اتنا بوڑھا ہو گیا تھا کہ بھویں آنکھوں پر آگئی تھیں اور (رستہ میں کھڑا ہو کر) چھوکریوں کو چھیڑتا ان کی چٹکیاں لیتا ف۷

ف۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ امام کی چاروں رکعتوں میں قرارت کرنے کا ثبوت ہوتا ہے خصوصاً سورہ فاتحہ پڑھنے کا ف۲ کیونکہ سعد عشرہ مبشرہ اور اکابر صحابہ میں تھے یہ حضرت عمرؓ کی طرف سے کوفے کے حاکم مقرر تھے لیکن کوفے والوں کی شرارت اور بے ایمانی اور بزدلی تو اظہر من الشمس ہے انہوں نے سعد کو بھی نہ چھوڑا خواہ مخواہ ان کی شکایتیں حضرت عمرؓ سے لگائیں آخر حضرت عمرؓ نے عمارؓ کو نماز پڑھانے کے لئے اور بیت المال کی حفاظت کے لئے عبداللہ بن مسعودؓ کو مقرر کیا ف۳ گویا سعد بن ابی وقاصؓ کو بزدل قرار دیا جھوٹا مردود، سعد ایسے بہادر تھے کہ ایسے شیر دل لوگ پیدا کاہے کو ہوتے ہیں اُنہوں نے جنگِ احد میں تیر مار مار کے کافروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھٹکنے نہ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تیر لگا تجھ پر میرے ماں باپ تصدق ہوں۔ یہ فضیلت کسی صحابی کو نہیں ملی، پھر جنگِ ایران میں انہوں نے وہ شجاعت کے جوہر دکھائے کہ سبحان اللہ سارا ایران فتح کر لیا تختِ کیان برباد کر دیا رستم ثانی کو میدانِ کارزار میں بڑی آسانی سے مار لیا جس کو یہ دعوٰی تھا کہ میں اکیلا ہزار آدمیوں سے مقابلہ کر سکتا ہوں۔ ف۴ یعنی خائن ہیں معاذاللہ۔ ف۵ یعنی ظالم ہیں معاذاللہ۔ ف۶ کیونکہ تو نے بھی میری تین جھوٹی شکایتیں کی ہیں۔ ف۷ سعد مستجاب الدعوۃ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعا کی تھی یا اللہ جب وہ تجھ سے دعا کرے تو قبول فرما، بدکاروں، بدمعاشوں کا یہی نتیجہ ہوتا ہے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ‏ ‏ ‏ ‏ میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

ہمارے زمانے میں بھی بہت سے نام کے مسلمانوں نے خدا کا ڈر چھوڑ دیا اور بے قصور اس کے بندوں کی بدگوئی کرتے ہیں ان کا بھی یہی انجام ہونا ہے، چاہ کن را چاہ در پیش۔

۷۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

بن عیینہ نے کہا ہم سے زہری نے انہوں نے محمود بن ربیع سے انہوں نے عبادہ بن صامت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی ف

ف یہ حکم مطلق ہے امام اور مقتدی دونوں کو شامل ہے سری نماز ہو یا جہری نماز ہو۔

۷۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَرَجَعَ يُصَلِّي كَمَا صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، ثَلَاثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي، فَقَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، وَافْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ ابو سعید مقبری سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا اس نے نماز پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جا پھر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ف وہ لوٹ گیا اور پھر اسی طرح نماز پڑھی جیسے پہلے نماز پڑھی تھی پھر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے فرمایا جا نماز پڑھ لے تو نے نماز نہیں پڑھی تین بار ایسا ہی ہوا ف آخر اس نے عرض کیا قسم اس (خدا) کی جس نے آپ کو سچ مچ بھیجا میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا مجھے سکھلا دیجئے آپ نے فرمایا تو جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو اللہ اکبر کہہ پھر جو قرآن تجھ کو یاد ہے آسانی سے پڑھ سکے پڑھ ف پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کر پھر سر اٹھا سیدھا کھڑا ہو جا پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کر پھر سجدے سے سر اٹھا کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ (پھر دوسرا سجدہ کر) اسی طرح ساری نماز پڑھ۔

ف معلوم ہوا کہ تعدیل ارکان یعنی ٹھہر ٹھہر کر ہر رکن ادا کرنا فرض ہے جب ہی تو آپ نے فرمایا کہ تو نے نماز ہی نہیں پڑھی۔

ف یہاں یہ اشکال ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی ہی بار میں اس کو کیوں نہ سکھا دیا اور تین بار ایسی خراب اور بیکار نماز اس سے پڑھوائی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اس کے غرور اور ڈھیٹ پنے کی سزا تھی اس کو لازم تھا کہ پہلی ہی بار میں

عاجزی کرتا اور آپ سے پوچھ لیتا بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی عقل اور دانائی سے ہر بار یہ اُمید ہوتی تھی کہ اب کے سمجھ جائے گا اور ٹھیک طور سے نماز پڑھے گا۔ ف۳ ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے تکبیر کہہ پھر سورۂ فاتحہ پڑھ اور جو اللہ چاہے تجھ کو پڑھانا، امام احمد اور ابن حبان کی روایت میں یوں ہے اور جو تو چاہے پڑھ یعنی قرآن میں سے کوئی سورت، یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ آپ نے اس کو قرات قرآن کا حکم دیا۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ

باب: ظہر کی نماز میں قرأت کا بیان۔

۷۲۵ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ سَعْدٌ: كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ لَا أَخْرِمُ عَنْهَا، كُنْتُ أَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ، قَالَ عُمَرُ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ۔

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح لیشکری نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے جابر بن سمرہ سے کہا سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا (جب کوفہ والوں نے ان کی شکایت کی) میں تو ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح ظہر اور عصر کی نماز پڑھاتا تھا کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا تھا اور پچھلی دو رکعتوں کو مختصر حضرت عمرؓ نے کہا تم سے یہی گمان ہے ف۱

ف۱ یہ حدیث ابھی اوپر گذر چکی ہے۔

۷۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَيُسْمِعُ الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے شیبان نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ (ابوقتادہ حارث بن ربعی صحابی) سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورت) پڑھتے تھے پہلی رکعت کو لمبا کرتے تھے اور دوسری کو چھوٹا اور پڑھتے پڑھتے کبھی کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے ف۱ اور عصر کی نماز میں بھی سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے (ہر رکعت میں ایک سورت) اور پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی کرتے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت لمبی پڑھتے اور دوسری رکعت اس سے کم۔

ف۱ اس کو ذرا پکار کر پڑھ دیتے معلوم ہوا کہ سری نماز میں جہر جائز ہے اور ایسا کرنے سے سہو کا سجدہ لازم نہیں آتا۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ ہم آپ سے سورۂ لقمان اور والذاریات ایک آیت دوسری آیت کے بعد سنتے اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتٰک حدیث الغاشیۃ کی

۷۲۷۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَارَةُ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: سَأَلْنَا خَبَّابًا، أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْنَا: بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَلِكَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا کہا ہم سے میرے باپ (حفص ابن غیاث) نے کہا ہم سے سلیمان بن مہران اعمش نے کہا مجھ سے عمارہ بن عمیر نے انہوں نے ابو معمر عبداللہ بن سنجرہ سے کہا ہم نے خباب بن ارت صحابی رضؓ سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرارت کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا آپ کی ڈاڑھی ہلنے سے ف

ف ڈاڑھی تو کسی دعا پڑھنے سے بھی ہل سکتی ہے مگر وہ موقع دعا کا نہ تھا تو معلوم ہوا کہ قرآن شریف پڑھتے تھے اور ابو قتادہ کی حدیث جو اوپر گذری وہ اس امر کی تائید کرتی ہے۔

بَابُ القِرَاءَةِ فِي العَصْرِ۔

باب: عصر کی نماز میں قرارت کا بیان۔

۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: قُلْتُ لِخَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ، أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ قِرَاءَتَهُ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے ابو معمر سے انہوں نے کہا میں نے خباب بن ارت سے پوچھا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرارت کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ قرارت کرتے تھے انہوں نے کہا آپ کی ریش مبارک کی حرکت سے۔

۷۲۹۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے ہشام دستوائی سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں

فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَسُورَةٍ سُورَةٍ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا۔

میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی پڑھتے پڑھتے ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ۔

باب: مغرب کی نماز میں قرأت کا بیان

۷۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ۔ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ وَاللَّهِ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ، إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی سے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ ابن عباس رضؓ سے ام الفضل (ان کی ماں) نے ان کو سورۃ والمرسلات عرفاً پڑھتے سنا اور کہنے لگیں بیٹا تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھ کو یاد دلایا۔ یہ آخری سورت ہے جو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی آپ اس کو مغرب کی نماز میں پڑھ رہے تھے۔

۷۳۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، مَا لَكَ تَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارٍ، وَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِطُولَى الطُّولَيَيْنِ؟

ہم سے ابوعاصم نبیل نے بیان کیا انہوں نے عبدالملک بن جریج سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ (زہیر بن عبداللہ) سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے مروان بن حکم سے ف۱ انہوں نے کہا مجھ سے زید بن ثابت رضؓ (صحابی) نے کہا تجھے کیا ہوا ہے مغرب میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتا ہے اور میں نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ ان میں دو لمبی سورتوں میں سے زیادہ لمبی سورت پڑھتے ف۲۔

ف۱ جو اس وقت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ ف۲ یعنی سورۂ بقرہ اور نساء میں سے جو لمبی سورتیں ہیں زیادہ لمبی یعنی سورۂ بقرہ پڑھتے مگر نسائی کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ سورۂ اعراف پڑھتے بعضوں نے کہا یہ عروہ کی تفسیر ہے ابن جریج نے کہا میں نے ابی ملیکہ سے ان سورتوں کو پوچھا انہوں نے اپنے دل سے کہہ دیا کہ سورۂ مائدہ اور اعراف مراد ہیں، جوزقی کی روایت میں انعام اور اعراف مذکور ہیں اور طبرانی کی روایت میں اعراف اور یونس بہرحال حدیث سے یہ نکلا کہ مغرب میں ہمیشہ چھوٹی سورتیں پڑھنا مروانی سنت ہے۔

بابُ الجَهْرِ فِي المَغْرِبِ۔

باب : مغرب کی نماز میں جہر کرنا۔

٧٣٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي المَغْرِبِ بِالطُّورِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے اُنہوں اپنے باپ (جبیر بن مطعم) سے اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ مغرب میں سورۂ والطور پڑھتے تھے۔

بابُ الجَهْرِ فِي العِشَاءِ

باب : عشا کی نماز میں جہر کرنا۔

٧٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ العَتَمَةَ فَقَرَأَ۔ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔ فَسَجَدَ، فَقُلْتُ لَهُ، قَالَ: سَجَدْتُ خَلْفَ أَبِي القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ۔

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر ابن سلیمان نے اُنہوں نے اپنے باپ سلیمان بن طرخان سے اُنہوں نے بکر بن عبداللہ سے اُنہوں نے ابو رافع سے اُنہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اُنہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدۂ تلاوت کیا میں نے اُن سے پوچھا یہ سجدہ کیسا اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس سورت میں سجدہ کیا میں تو برابر اس میں سجدہ کرتا رہوں گا جب تک (مر دل اور) آپ سے مل جاؤں۔

٧٣٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ البَرَاءَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي العِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے عدی بن ثابت سے اُنہوں نے کہا میں نے براء بن عازب سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آپ نے عشا کی نماز میں ایک رکعت میں والتین والزیتون پڑھی ف

ف یہ سفر کی حالت میں کیا ورنہ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشا کی نماز میں مفصل کی بیچ کی سورتیں پڑھا کرتے جیسے ابوہریرہؓ کی حدیث میں گذرا۔

بابُ القِرَاءَةِ فِي العِشَاءِ بِالسَّجْدَةِ

باب : عشاء کی نماز میں سجدے والی سورت پڑھنا۔

٧٣٥۔ حَدَّثَنِي مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: صَلَّيْتُ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے کہا ہم سے سلیمان بن طرخان تیمی نے انہوں نے ابوبکر سے اُنہوں نے ابو رافع (نفیع) سے اُنہوں نے کہا میں نے ابوہریرہؓ کے

مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ۔ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔ فَسَجَدَ فَقُلْتُ: مَا هٰذِهٖ؟ قَالَ: سَجَدْتُ فِيهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ۔

ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو اُنہوں نے سورۂ اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے کہا یہ سجدہ کیسا اُنہوں نے کہا میں نے تو اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (نماز میں) سجدہ کیا ہے میں تو برابر اس میں سجدہ کرتا رہوں گا یہانتک کہ آپ سے مل جاؤں۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ۔

باب: عشاء کی نماز میں قرارت کا بیان۔

۷۳۶۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ۔ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ۔ فِي الْعِشَاءِ وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ أَوْ قِرَاءَةً۔

ہم سے خلاد بن یحیٰی نے بیان کیا کہا ہم سے مسعر بن کدام نے کہا مجھ سے عدی بن ثابت نے اُنہوں نے براء بن عازبؓ سے سُنا اُنہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا آپ عشا کی نماز میں سورۂ والتین والزیتون پڑھتے اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کسی کو خوش آواز پایا نہ قاری ف

ف سبحان اللہ آپ میں دونوں کمال اللہ جل جلالہٗ نے رکھے تھے آواز بھی عمدہ اور قرارت کا کیا پوچھنا آپ سے بہتر کون قرآن پڑھ سکتا تھا۔

بَابٌ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَيَيْنِ وَيَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ۔

باب: عشا کی پہلی دو رکعتوں میں قرارت لمبی کرنا اور پچھلی دو رکعتوں میں مختصر۔

۷۳۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ: لَقَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الصَّلَاةِ، قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَلَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: صَدَقْتَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ، أَوْ ظَنِّي بِكَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے ابوعون محمد بن عبداللہ ثقفی سے اُنہوں نے کہا میں نے جابر بن سمرہ سے سُنا اُنہوں نے کہا حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص سے کہا کوفہ والوں نے ہر بات میں تمہاری شکایت کی یہاں تک کہ نماز میں بھی اُنہوں نے کہا میں تو (عشا کی) پہلی دو رکعتیں لمبی پڑھتا تھا اور پچھلی دو رکعتیں مختصر اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی پیروی کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی حضرت عمرؓ نے کہا تم سچ کہتے ہو تم سے یہی گمان ہے یا میرا تم سے یہی گمان ہے ف

ف لیکن باوجود اس کے کہ حضرت عمرؓ نے شکایتوں کو غلط سمجھا سعد کو کوفے کی حکومت سے معزول کر دیا معلوم ہوا کہ امام کو انتظامی امور میں پورا اختیار ہے جس کو مناسب سمجھے حکومت پر مامور کرے اور جس کو مناسب نہ سمجھے معزول کرے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ، وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطُّورِ.

باب: صبح کی نماز میں قراءت کا بیان اور ام المؤمنین اُم سلمہؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ طور پڑھی ف

ف گو اس روایت میں فجر کی نماز کا ذکر نہیں ہے مگر آگے جو روایت امام بخاریؒ نے نکالی اس سے یہ نکلتا ہے کہ یہ واقعہ صبح کی نماز کا ہے۔

۷۳۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارُ بْنُ سَلَامَةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ، وَالْعَصْرَ وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ، وَلَا يُبَالِي بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا، وَيُصَلِّي الصُّبْحَ وَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَعْرِفُ جَلِيسَهُ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ أَوْ إِحْدَاهُمَا مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے سیار بن سلامہ نے کہا میں اور میرا باپ دونوں ابوبرزہ اسلمی (نضلہ بن عبید صحابیؓ) کے پاس گئے ان سے نماز کے وقت پوچھے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے اور عصر کی نماز پڑھ چکنے کے بعد کوئی شخص شہر کے کنارے پہنچ جاتا اور سورج تیز رہتا سیار نے کہا ابوبرزہ نے مغرب کا جو وقت بیان کیا وہ میں بھول گیا ابوبرزہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں تہائی رات تک دیر کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتے تھے اور اس سے پہلے سو جانا اور اس کے بعد باتیں کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے کہ نماز سے فارغ ہو کر آدمی اپنے پاس بیٹھنے والے کو پہچان لیتا اور صبح کی دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے تھے ف

ف حافظ نے کہا یہ شعبہ نے شک کیا، طبرانی میں اس کا اندازہ سورۃ الحاقہ مذکور ہے ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الٓمٓ تنزیل السجدۃ دھل اتی پڑھتے تھے۔ جابر بن سمرہ کی حدیث میں ہے کہ سورۃ قٓ پڑھتے تھے ایک روایت میں ہے کہ سورۃ والصافات ایک روایت میں ہے کہ سورۃ واقعہ ایک روایت میں ہے کہ سب سے مختصر دو سورتیں بہرحال جیسا موقع ہوتا ویسا کرتے۔

۷۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن

إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ۔

ابراہیم نے کہا ہم کو عبدالملک بن جریج نے خبر دی کہا ہم کو عطاء بن ابی رباح نے انہوں نے ابوہریرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے ہر نماز میں قراءۃ کرنا چاہیئے پھر جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سنایا (جہر کے ساتھ قرارت کی) ہم نے بھی تم کو سنایا اور جس نماز میں آپ نے چھپایا (آہستہ پڑھا) ہم نے بھی تم سے چھپایا اور اگر تو بس فقط سورۂ فاتحہ پڑھے تو بھی کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھے تو اچھا ہے ف

ف معلوم ہوا کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز جائز نہیں ہوتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملانا مستحب ہے کچھ واجب نہیں ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے لیکن حنفیہ نے دونوں باتوں میں خلاف کیا ہے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِقِرَاءَةِ صَلَاةِ الصُّبْحِ

وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: طُفْتُ وَرَاءَ النَّاسِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَيَقْرَأُ بِالطُّورِ۔

باب: صبح کی نماز میں پکار کر قرارت کرنا اور ام المؤمنین ام سلمہؓ نے کہا میں نے لوگوں سے پرے ہو کر (کعبہ کا) طواف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسوقت) نماز پڑھا رہے تھے سورۂ والطور پڑھ رہے تھے ف

ف دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی آپ نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لے یہ واقعہ صبح کی نماز کا ہے جیسے اوپر گذرا چنانچہ امام بخاریؒ نے آگے خود نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح کی نماز کھڑی ہو تو طواف کر لے۔

۷۴۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ فَقَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح یشکری نے انہوں نے ابوبشر جعفر بن ابی وحشیہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کئی صحابہ کے ساتھ عکاظ کے بازار میں جانے کی نیت سے چلے ف ان دنوں شیطان آسمان کی خبر لینے سے روک دیئے گئے تھے اور ان پر انگاروں کی مار ہونے لگی تھی ف تو وہ اپنے لوگوں کی طرف ف۳ لوٹ کر آئے انہوں نے پوچھا کیوں کیا حال ہے وہ کہنے لگے (کیا کہیں) آسمان کی خبر ہم سے روک دی گئی اور ہم پر انگارے

وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ، قَالُوا: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فَانْصَرَفَ أُولَئِكَ الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ، فَقَالُوا: هَذَا وَاللَّهِ الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فَهُنَالِكَ حِينَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا. إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا. فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ. وَإِنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ.

برسائے گئے اُنہوں نے کہا یہ جو آسمان کی خبر تم سے روکی گئی ہے اس کی وجہ ہو نہ ہو کوئی نئی بات ہے تو ذرا زمین کے پورب اور پچھم (سب طرف) پھر کر دیکھو کون سی نئی بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے آسمان کی خبر تم سے روک دی گئی ہے (یہ سن کر وہ چاروں طرف پھرنے لگے) ان میں جو جنات تہامہ ۳ کی طرف نکلے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے آپ اس وقت نخلہ میں تھے ۴ عکاظ کی منڈی کو جانے کی نیت رکھتے تھے اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے جب ان جنوں نے قرآن سنا ۵ تو اُدھر کان لگا دیا اور کہنے لگے خدا کی قسم یہی وہ ہے جس سے ہم سے آسمان کی خبر روک دی گئی ہے اسی موقع پر جب وہ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے بھائیو ہم تو ایک عجیب قرآن سن کر آئے ہیں جو سیدھا رستہ بتلاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز اپنے مالک کا کسی کو شریک نہیں بنانے کے تب اللہ تعالٰے نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سورت اُتاری قل اُوحی الیّ اور جنوں نے جو بات (اپنی قوم سے) کہی تھی وہ وحی سے آپ کو بتلا دی گئی۔

۱ عکاظ ایک منڈی کا نام ہے جو مکہ کے ایک طرف قدیم سے ہوا کرتی تھی۔ ۲ احتمال ہے کہ یہ مار اسی وقت سے شروع ہوئی ہو، بعضے کہتے ہیں شہاب پہلے بھی تھے مگر اس کثرت سے نہیں گرتے تھے یعنی کاہنوں اور نجومیوں اور پجاریوں کی طرف جن کو صدہا جھوٹ ملا کر خبریں سنایا کرتے تھے۔ ۳ تہامہ مکہ کی زمین کو کہتے ہیں ۴ نخلہ ایک مقام کا نام ہے مکہ سے ایک دن کی راہ پر۔ ۵ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ معلوم ہوا کہ آپ فجر کی نماز میں پکار کر قرات کر رہے تھے جب ہی تو جنوں نے سنا اور ایمان لائے یہ جن نصیبین کے تھے۔

---

٧٤١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا أُمِرَ وَسَكَتَ فِيمَا أُمِرَ

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے اُنہوں نے عکرمہ سے اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے اُنہوں نے کہا جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جہر کا حکم ہوا آپ نے جہر کیا اور جس میں آہستہ پڑھنے کا

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

حکم ہوا آہستہ پڑھا اور تیرا مالک (یعنی خدا تعالیٰ) بھولنے والا نہیں ف اور تم کو اللہ کے پیغمبر کی پیروی اچھی پیروی ہے ف۲۔

ف۱ اگر وہ چاہتا تو نماز کی کل تفصیل اور احکام قرآن میں بیان کر دیتا مگر اس نے کسی مصلحت سے اس کا بیان آنحضرت پر رکھ دیا اور آپ نے قولاً اور فعلاً اچھی طرح نماز کی تفصیل بیان کر دی یہ ایک آیت کا ٹکڑا ہے جو سورۂ مریم میں ہے۔ ابن عباس رضؓ کے اس قول سے ان لوگوں کو نصیحت لینا چاہیئے جو حدیث شریف کو قابل اعتماد نہیں جانتے اور صرف قرآن کو سند سمجھتے ہیں، ان بے وقوفوں سے کوئی پوچھے بھلا یہ تو بتلاؤ قرآن میں جو نماز کا حکم ہے تو نماز کس طرح پڑھیں کتنی رکعتیں پڑھیں زکوٰۃ کتنی نکالیں حج کیونکر کریں بغیر حدیث شریف کی طرف رجوع کئے دین اور ایمان پورا نہیں ہو سکتا۔ ف۲ یہ آیت سورۂ ممتحنہ میں ہے ابن عباس رضؓ نے یہ آیت لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ خود قرآن میں پیغمبر صاحب کی پیروی کا حکم ہے تو حدیث شریف قرآن سے جدا نہیں۔ دوسری حدیث میں ہے سن رکھو مجھ کو قرآن ملا اور ایک اور چیز جو قرآن کی طرح ہے یعنی حدیث وہ بھی قرآن کی طرح واجب العمل ہے اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا اور فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جو لوگ حدیث شریف کو نہیں مانتے یا حدیث پر چلنے والوں سے دشمنی رکھتے ہیں وہ معلوم نہیں آخرت میں پیغمبر صاحب کو کیونکر منہ دکھلائیں گے۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ، وَالْقِرَاءَةِ بِالْخَوَاتِيمِ، وَبِسُورَةٍ قَبْلَ سُورَةٍ، وَبِأَوَّلِ سُورَةٍ،

وَيُذْكَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ: قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُونَ فِي الصُّبْحِ حَتَّى إِذَا جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسَى أَخَذَتْهُ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ، وَقَرَأَ عُمَرُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِمِائَةٍ وَعِشْرِينَ آيَةً مِنَ الْبَقَرَةِ، وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِنَ الْمَثَانِي، وَقَرَأَ الْأَحْنَفُ بِالْكَهْفِ فِي الْأُولَى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِيُوسُفَ، أَوْ يُونُسَ، وَذَكَرَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الصُّبْحَ بِهِمَا، وَقَرَأَ ابْنُ

باب: دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھنا اور سورت کی آخری آیتیں پڑھنا اور ترتیب کے خلاف سورتیں پڑھنا ف۱ اور سورت کے شروع کی آیتیں پڑھنا یہ سب درست ہے اور عبداللہ ابن سائب رضؓ (صحابی) سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۂ مومنون شروع کی جب موسیٰ اور ہارون کے قصے پر پہنچے یا عیسیٰ کے قصے پر تو آپ کو ٹھسکا لگا رکوع کر دیا ف۲ اور حضرت عمر رضؓ نے (صبح کی نماز میں) پہلی رکعت میں سورۂ بقرہ کی ایک سو بیس آیتیں پڑھیں اور دوسری رکعت میں مثانی کی ایک سورت ف۳ اور احنف ابن قیس (صحابی) نے صبح کی پہلی رکعت میں سورۂ کہف پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ یوسف یا یونس ف۴ اور کہا کہ انہوں نے حضرت عمر رضؓ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی حضرت عمر رضؓ نے یہی سورتیں پڑھیں اور عبداللہ بن مسعود رضؓ نے پہلی رکعت میں سورۂ انفال کی چالیس آیتیں اور دوسری رکعت میں مفصل کی ایک

مَسْعُودٍ بِأَرْبَعِينَ آيَةً مِنَ الأَنْفَالِ، وَفِي الثَّانِيَةِ بِسُورَةٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ، وَقَالَ قَتَادَةُ فِيمَنْ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ فِي رَكْعَتَيْنِ، أَوْ يُرَدِّدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي رَكْعَتَيْنِ، كُلٌّ كِتَابُ اللهِ، وَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَؤُمُّهُمْ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ، فَكَانَ كُلَّمَا افْتَتَحَ سُورَةً يَقْرَأُ بِهَا لَهُمْ فِي الصَّلَاةِ مِمَّا يَقْرَأُ بِهِ، افْتَتَحَ بِقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا، ثُمَّ يَقْرَأُ بِسُورَةٍ أُخْرَى مَعَهَا، وَكَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، فَكَلَّمَهُ أَصْحَابُهُ فَقَالُوا: إِنَّكَ تَفْتَتِحُ بِهٰذِهِ السُّورَةِ ثُمَّ لَا تَرَى أَنَّهَا تُجْزِئُكَ حَتَّى تَقْرَأَ بِأُخْرَى فَإِمَّا أَنْ تَقْرَأَ بِهَا، وَإِمَّا أَنْ تَدَعَهَا وَتَقْرَأَ بِأُخْرَى، فَقَالَ: مَا أَنَا بِتَارِكِهَا، إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ أَؤُمَّكُمْ بِذٰلِكَ فَعَلْتُ، وَإِنْ كَرِهْتُمْ تَرَكْتُكُمْ وَكَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْ أَفْضَلِهِمْ، وَكَرِهُوا أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ، فَلَمَّا أَتَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرُوهُ الْخَبَرَ فَقَالَ: يَا فُلَانُ، مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَفْعَلَ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ أَصْحَابُكَ؟ وَمَا يَحْمِلُكَ عَلَى لُزُومِ هٰذِهِ السُّورَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ؟ فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّهَا، فَقَالَ: حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ۔

سورت پڑھی ف اور قتادہ نے کہا اگر کوئی ایک سورت دو رکعتوں میں پڑھے (آدھی آدھی ہر رکعت میں) یا ایک ہی سورت مکرر دونوں رکعتوں میں پڑھے (تو کچھ قباحت نہیں) سب اللہ کی کتاب ہے ف اور عبیداللہ عمری نے ثابت سے انہوں نے انسؓ سے روایت کی کہ ایک انصاری مرد (کلثوم بن ہدم) مسجد قبا میں لوگوں کی امامت کیا کرتا تھا وہ جب ان سورتوں میں سے جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں کوئی سورت شروع کرتا تو پہلے قل ہو اللہ احد (سورۂ اخلاص) پڑھ لیتا پھر اسکو پڑھ لینے کے بعد دوسری سورت اس کے ساتھ ملا کر پڑھتا ہر رکعت میں ایسا ہی کیا کرتا اس کے ساتھیوں نے اس پر اعتراض کیا اور کہنے لگے تو اس سورت یعنی قل ہو اللہ کو شروع کرتا ہے پھر کیا یہ سمجھتا ہے کہ یہ سورت کافی نہیں تب دوسری سورت اس کے ساتھ ملاتا ہے تو یا تو آئندہ یہی سورت قل ہو اللہ فقط پڑھا کر یا اس کو چھوڑ دے اور دوسری سورت پڑھا کر اس نے کہا میں تو قل ہو اللہ چھوڑنے والا نہیں اگر تم راضی ہو تو میں تمہاری امامت کروں گا اور جو ناراض ہو تو میں امامت چھوڑ دوں گا اور لوگ اس کو اپنے میں سب سے بہتر جانتے تھے دوسرے کی امامت ان کو پسند نہ تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے پاس (یعنی قبا والوں کے پاس) تشریف لائے تو انہوں نے یہ حال آپ سے عرض کیا آپ نے اس سے پوچھا مردِ خدا تو ایسا کیوں نہیں کرتا جیسے تیرے ساتھی کہتے ہیں اور سبب کیا ہے جو تو نے قل ہو اللہ کو ہر رکعت میں لازم کر لیا ہے اس نے جواب دیا یا رسول اللہ مجھے اس سورت سے محبت ہے آپ نے فرمایا پس اسکی محبت نے تجھ کو بہشت دلا دی ف

ف یعنی مصحفِ عثمانی کی ترتیب کے خلاف مثلاً پہلی رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھنا دوسری رکعت میں کافرون یا پہلی رکعت

یں سورۂ آل عمران دوسری رکعت میں سورۂ بقرہ۔ ف۲ اس کو امام مسلم نے وصل کیا۔ ف۳ مثانی وہ سورتیں جن میں سو آیتیں یا سو کے قریب ہیں اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ف۴ یعنی مصحف عثمانی کی ترتیب کے خلاف کیا اس کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا۔ ف۵ اس کو سعید ابن منصور نے وصل کیا۔ ف۶ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا۔ ف۷ قل ہو اللہ بڑی پیاری سورت ہے اس میں ہمارے بادشاہ کی بہت عمدہ صفتیں مذکور ہیں جس کو اپنے بادشاہ سے محبت ہے وہ اس پاک سورت سے بھی محبت کرے گا۔ اس روایت سے دو سورتیں ایک رکعت میں پڑھنے کا جواز نکلا۔ اس حدیث کو ترمذی اور بزار نے وصل کیا۔

۷۴۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ، فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ، لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ، فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ، سُورَتَيْنِ مِنْ آلِ حٰمٓ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے اُنہوں نے کہا میں نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے سُنا وہ کہتے تھے ایک شخص (نہیک بن سنان) عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے تو رات کو مفصل کی ساری سورتیں ایک رکعت میں پڑھ ڈالیں عبداللہ نے کہا جیسے جلدی جلدی شعر میں پڑھنا ہے ویسے پڑھ گیا ف۱ میں ان جوڑ جوڑ سورتوں کو جانتا ہوں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملا کر (ایک ایک رکعت میں) پڑھا کرتے پھر عبداللہ نے مفصل کی بیس سورتیں بیان کیں ہر رکعت میں دو دو سورتیں ف۲

ف۱ یعنی یہ کونسی خوبی کی بات ہے کہ ایک رکعت میں چار پارے پڑھ لیتے قرآن شریف کو تدبر اور تامل کے ساتھ آہستہ پڑھنا چاہیئے جلدی جلدی پڑھ لینے میں ثواب جا کر عذاب کا ڈر ہے۔ ہمارے زمانے میں جہل کی ایسی گرم بازاری ہو گئی ہے کہ لوگ اس حافظ کی تعریف کرتے ہیں جو گھنٹے میں چار چار پانچ پانچ پارے تراویح میں پڑھ ڈالے اُنہوں نے قرآن اور عبادت کو ہنسی کھیل مقرر کر لیا ہے نہ رکوع برابر کرتے ہیں، نہ سجدہ، بس اُٹھا بیٹھی اور گھاس کاٹنا، زبان کیا ہے درانتی ہے، ایسے حافظوں کو خوب مار کر مسجد سے نکال دینا چاہیئے ف۲ سورۂ رحمٰن اور والنجم ایک رکعت میں اقتربت اور الحاقہ ایک رکعت میں والذاریات والطور ایک رکعت میں واقعہ اور نون ایک رکعت میں سأل سائل والنازعات ایک رکعت میں ویل للمطففین اور عبس ایک رکعت میں مدثر اور مزمل ایک رکعت میں ہل اتی اور لا اقسم ایک رکعت میں عم والمرسلات ایک رکعت میں کورت اور دخان ایک رکعت میں۔

بَابٌ يَقْرَأُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

باب: پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

۷۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن

قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الكِتَابِ، وَيُسْمِعُنَا الآيَةَ، وَيُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الأُولَى مَا لاَ يُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، وَهَكَذَا فِي العَصْرِ، وَهَكَذَا فِي الصُّبْحِ،

یحییٰ نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ ابن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک) پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے اور (کبھی) ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے اور پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی پڑھتے اور ایسا ہی عصر اور فجر کی نماز میں کرتے ف

ف یعنی عصر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف فاتحہ اور پہلی رکعت اور دوسری رکعت سے لمبی کرتے اور صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی کرتے۔

بَابُ مَنْ خَافَتَ القِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ - باب: ظہر اور عصر میں قرأت آہستہ کرنا۔

٧٤٤- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ: قُلْنَا لِخَبَّابٍ، أَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے انہوں نے اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے ابومعمر عبداللہ بن سنجرہ سے انہوں نے کہا ہم نے خباب بن ارت سے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا انہوں نے کہا آپ کی مبارک ریش ہلتی تھی ف

ف قسطلانی نے کہا بیہقی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ سری نمازمیں آدمی کو اس طرح قرآن پڑھنا چاہیئے کہ خود سنے ہونٹ اور زبان دونوں ہلیں داڑھی بھی ہلے، اگر کوئی شخص اس طرح پڑھے کہ خود بھی نہ سنے تو وہ قرأت جائز نہ ہوگی۔ جزری نے حصن حصین میں لکھا ہے کہ قرآن ہو یا دعا ہو یا اور کوئی ذکر ہو اس کا اعتبار اسی وقت ہوگا جب آدمی اس طرح پڑھے کہ ادنیٰ درجہ خود سنے ورنہ وہ اعتبار کے لائق نہیں۔

بَابٌ إِذَا أَسْمَعَ الإِمَامُ الآيَةَ - باب: اگر امام سری نماز میں کوئی آیت پکار کر پڑھ دے کہ مقتدی سن لیں تو کوئی قباحت نہیں۔

٧٤٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ:

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے امام

حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ مَعَهَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى۔

عبدالرحمٰن اوزاعی نے کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (صحابی) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورت اس کے ساتھ پڑھتے اسی طرح عصر کی نماز میں کبھی کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے اور پہلی رکعت (دوسری رکعت سے) لمبی کرتے۔

بَابٌ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى۔

۷۴۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَيَفْعَلُ ذَلِكَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ۔

باب: پہلی رکعت لمبی پڑھنا۔

ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی رکعت لمبی پڑھتے اور دوسری رکعت چھوٹی اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے۔

بَابُ جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ، وَقَالَ

عَطَاءٌ: آمِينَ دُعَاءٌ، أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَرَاءَهُ حَتَّى إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً، وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُنَادِي الْإِمَامَ: لَا تُفُتْنِي بِآمِينَ، وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَدَعُهُ وَيَحُضُّهُمْ، وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِي ذَلِكَ خَبَرًا۔

باب: امام (جہری نماز میں) پکار کر آمین کہے ف۱ اور عطاء بن ابی رباح نے کہا آمین دعا ہے اور عبداللہ بن زبیر نے اور ان کے پیچھے مقتدیوں نے اس زور سے آمین کہی کہ مسجد گونج گئی ف۲ ابوہریرہ امام کو آواز دیتے دیکھو ایسا نہ کرنا کہ میری آمین جاتی رہے ف۳ اور نافع نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آمین کو نہیں چھوڑتے تھے اور لوگوں کو اکساتے تھے کہ آمین کہو اور میں نے ان سے اس باب میں ایک حدیث بھی سنی۔

ف۱ اہلحدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ جہری نماز میں امام اور مقتدی سب پکار کر آمین کہیں، امام ابوحنیفہ رح کہتے ہیں کہ آمین آہستہ سے کہی جائے اور امام مالک کہتے ہیں کہ امام آمین ہی نہ کہے اور صحیح مذہب اہل حدیث کا ہے کہ آمین پکار کر کہی جائے اور حنفیہ نے جس حدیث سے دلیل لی ہے اس میں محدثین نے کلام کیا ہے۔ آمین کا معنی یہ ہے

کہ قبول کر بعضوں نے کہا آمین اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ ف۲ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا ف۳ ابوہریرہؓ مروان کے موذن تھے وہ صفوں وغیرہ کے برابر کرنے میں مصروف رہتے اور مروان نماز شروع کر دیتا آخر ابوہریرہؓ نے اس سے شرط کی کہ نماز میں میرے شامل ہونے سے پہلے تم ولا الضالین نہ پڑھ دیا کرو نہیں تو میری آمین جاتی رہے گی۔ اس کو امام بیہقی نے وصل کیا۔ ف۴ اس کو عبدالرزاق نے وصل کیا بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے میں نے ان سے سنا وہ آمین کی فضیلت اور بھلائی بیان کرتے تھے۔

۷۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آمِينَ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے ان دونوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے لڑ جائے گی اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے ف۱ ابن شہاب نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آمین کہا کرتے تھے ف۲

ف۱ ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے۔ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا کہ امام پکار کر آمین کہے اس لئے کہ مقتدیوں کو امام کی آمین کے بعد آمین کہنے کا حکم فرمایا۔ ف۲ سراج کی روایت میں یوں ہے کہ آپ ولا الضالین کے بعد پکار کر آمین کہتے۔

بَابُ فَضْلِ التَّأْمِينِ۔

باب: آمین کہنے کی فضیلت۔

۷۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی انہوں نے ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے آمین کہے اور فرشتے (رجو) آسمان پر آمین (کہا کرتے ہیں وہ بھی) کہیں پھر دونوں آمینیں لڑ جائیں تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے ف۱

ف۱ کیونکہ فرشتوں کی دعا اللہ جل جلالہ اپنے فضل سے قبول فرماتا ہے۔

بَابُ جَهْرِ الْمَأْمُومِ بِالتَّأْمِينِ۔

باب: مقتدی پکار کر آمین کہے۔

۷۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الْإِمَامُ۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔ فَقُولُوا: آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنُعَيْمٌ الْمُجْمِرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے سمی سے جو ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے غلام تھے انہوں نے ابوصالح روغن فروش سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے اور (آمین کہنا چاہتا ہو) تو تم آمین کہو اس لئے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے سے لڑ جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ سمی کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن عمرو نے بھی ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور نعیم مجمر نے بھی ابوہریرہؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۱

ف۱ محمد بن عمرو کی روایت کو دارمی اور ابن خزیمہ اور بیہقی نے وصل کیا اور نعیم مجمر کی روایت کو نسائی نے۔

بَابُ إِذَا رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ۔

باب: صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کر لینا ف۱٭

۷۵۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنِ الْأَعْلَمِ وَهُوَ زِيَادٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: زَادَكَ اللهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے انہوں نے زیاد بن حسان اعلم سے انہوں نے امام حسن بصری سے انہوں نے ابوبکرہ (نفیع بن حارث صحابی) سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ رکوع میں تھے تو صف میں شامل ہونے سے پہلے انہوں نے رکوع کر لیا ف۲ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اللہ اس سے زیادہ تجھ کو (نیک کام کی) حرص دے لیکن پھر ایسا نہ کر۔

ف۱ طبرانی کی روایت میں یوں ہے کہ ابوبکرہؓ اس وقت مسجد میں پہنچے کہ نماز کی تکبیر ہو چکی تھی یہ دوڑے اور طحاوی کی روایت

٭ف۱ یہ جائز تو ہے مگر مکروہ ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا پھر ایسا مت کر۔

میں ہے اتنا دوڑے کہ ہانپنے لگے انہوں نے مارے جلدی کے صف میں شریک ہونے سے پہلے ہی رکوع کر دیا نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوچھا یہ کون شخص تھا جو رکوع کرتا ہوا صف میں شریک ہوا تب ابوبکرہؓ نے کہا میں تھا یا رسول اللہ۔

بَابُ إِتْمَامِ التَّكْبِيرِ فِي الرُّكُوعِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِيهِ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ۔

باب: رکوع کے وقت بھی تکبیر کہنا ف۱ یہ ابن عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے ف۲ اور مالک بن حویرث نے بھی اس باب میں روایت کی ہے ف۳

ف۱ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اللہ اکبر کو رکوع میں ختم کرنا یعنی جھکتے ہی تکبیر شروع کرنا اور اکبر کی رے اسوقت زبان سے نکالنا جب رکوع میں جا چکے لیکن صحیح وہی ترجمہ ہے جو متن میں ہم نے لکھا ہے اور مقصود امام بخاری کا ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو رکوع اور سجدے وغیرہ میں جاتے ہوئے تکبیر نہیں کہتے زیاد اور معاویہ اور بنی اُمیہ ایسا ہی کیا کرتے۔ جمہور علماء کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے سوا باقی تکبیریں سنت ہیں اور امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہیں۔ ف۲ یہ خود امام بخاریؒ نے آگے نکالا کہ ابن عباسؓ نے ظہر کی نماز میں بائیس تکبیریں کہنا آنحضرتؐ کا طریقہ بتلایا۔ ف۳ اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر نکالا۔

۷۵۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: صَلَّى مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: ذَكَّرَنَا هَذَا الرَّجُلُ صَلَاةً كُنَّا نُصَلِّيهَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ۔

ہم سے اسحٰق بن شاہین واسطی نے بیان کیا کہا ہم سے خالد ابن عبداللہ طحان نے انہوں نے سعید بن ایاس جریری سے انہوں نے ابوالعلاء یزید بن عبداللہ سے انہوں نے مطرف ابن عبداللہ سے انہوں نے عمران بن حصین صحابی سے انہوں نے بصرے میں حضرت علیؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور کہا انہوں نے ہم کو وہ نماز یاد دلائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتے تھے پھر کہا کہ حضرت علیؓ جب سر اٹھاتے اور جب سر جھکاتے اس وقت تکبیر کہتے۔

---

۷۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہؒ ابن عبدالرحمٰن سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو ہر جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے اور جب نماز پڑھ چکتے تو کہتے میری نماز بہت مشابہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے بہ نسبت تمہاری نماز کے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بَابُ إِتْمَامِ التَّكْبِيرِ فِي السُّجُودِ۔ باب : سجدے کے وقت بھی تکبیر کہنا ف

ف اس کا ترجمہ بھی بعضوں نے یوں کیا ہے کہ سجدے میں جا کر تکبیر کو پورا کرنا یعنی اللہ اکبر کی رے اس وقت نکلے جب سجدے میں جا لے۔

۷۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ: قَدْ ذَكَّرَنِي هَذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد ابن زید نے اُنہوں نے غیلان بن جریر سے اُنہوں نے مطرف بن عبد اللہ بن شخیر سے اُنہوں نے کہا میں نے اور عمران بن حصین نے حضرت علی بن ابی طالب کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ جب سجدے میں جاتے اللہ اکبر کہتے اور جب سجدے سے سر اُٹھاتے اللہ اکبر کہتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر (قعدہ کر کے) اُٹھتے تکبیر کہتے جب نماز پڑھ چکے تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے آج اس شخص نے (یعنی حضرت علی) نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مجھ کو یاد دلادی یا یوں کہا اس شخص نے ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی ف

ف یہ حماد یا کسی دوسرے راوی کو شک ہے۔

۷۵۴۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا عِنْدَ الْمَقَامِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ، وَإِذَا قَامَ وَإِذَا وَضَعَ، فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَوَلَيْسَ تِلْكَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُمَّ لَكَ۔

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا کہا ہم کو ہشیم بن بشیر نے خبر دی اُنہوں نے ابو بشر حفص بن ابی وحشیہ سے اُنہوں نے عکرمہ سے اُنہوں نے کہا میں نے ایک شخص کو ف۱ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے دیکھا وہ جب جھکتا اور اُٹھتا اور جب کھڑا ہوتا اور سجدے میں جاتا تو تکبیر کہتا میں نے تعجب اور انکار کی راہ سے یہ ابن عباس سے بیان کیا اُنہوں نے کہا ارے تیری ماں مرے کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز نہیں ہے ف۲

ف۱ وہ ابوہریرہ رض تھے جیسے طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا۔ ف۲ یعنی یہ نماز تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق

ہے اور تو اس پر تعجب کرتا ہے لا ام لك عرب لوگ زجر اور توبیخ کے وقت بولتے ہیں جیسے ثکلتك امك یعنی تیری ماں تجھ پر روئے۔ ابن عباس عکرمہ پر خفا ہوئے کہ تو اب تک نماز کا طریق نہیں جانتا اور ابو ہریرہؓ کے سے عالم شخص پر انکار کرتا ہے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ

باب: جب سجدہ کر کے کھڑا ہو تو تکبیر کہے۔

٧٥٥ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِينَ تَكْبِيرَةً، فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّهُ أَحْمَقُ، فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے اُنہوں نے قتادہ سے اُنہوں نے عکرمہ سے اُنہوں نے کہا میں نے مکہ میں ایک بڈھے کے پیچھے ف۱ نماز پڑھی (ظہر کی) اس نے بائیس تکبیریں کہیں ف۲ میں نے ابن عباسؓ سے کہا یہ بڈھا بے وقوف ہے اُنہوں نے کہا ارے جوانمرگ تیری ماں تجھ پر روئے یہ تو حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور موسیٰ بن اسمٰعیل نے اس حدیث کو یوں بھی روایت کیا ہم سے ابان نے بیان کیا کہا ہم سے قتادہ نے کہا ہم سے عکرمہ نے ف۳

ف۱ وہ ابو ہریرہ تھے جیسے اُوپر گذر چکا۔ ف۲ چار رکعتی نماز میں کل بائیس تکبیریں ہوتی ہیں ہر رکعت میں پانچ تکبیریں یہ بیس ہوئیں ایک تکبیر تحریمہ دوسری پہلے تشہد کے بعد اُٹھتے وقت سب بائیس ہوئیں اور تین رکعتی نماز میں سترہ اور دو رکعتی میں گیارہ ہوتی ہیں اور پانچوں نمازوں میں چورانوے تکبیریں ہوتی ہیں۔ ف۳ اس سند کے بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ قتادہ سے اس کو دو شخصوں نے روایت کیا ہے ہمام نے اور ابان نے اور ہمام کی روایت اصول میں بخاری کی شرط پر ہے اور ابان کی روایت متابعات میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ قتادہ کا سماع عکرمہ سے معلوم ہو جائے کیونکہ قتادہ میں تدلیس کی عادت ہے جیسے اُوپر کئی بار گذر چکا۔

---

٧٥٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے اُنہوں نے عقیل بن خالد سے اُنہوں نے ابن شہاب سے اُنہوں نے کہا مجھ سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے بیان کیا اُنہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے (تکبیر تحریمہ) پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے پھر فرماتے سمع اللہ لمن حمدہ

يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ اللَّيْثِ: وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتَّى يَقْضِيَهَا، وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ۔

جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے پھر کھڑے ہی کھڑے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتے پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکتے (سجدے کے لئے) پھر جب سجدے سے سر اٹھاتے اللہ اکبر کہتے پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر ایسا ہی ساری نماز میں کرتے (ہر رکعت میں پانچ تکبیریں) نماز پوری ہونے تک اور جب دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھ کے اٹھتے اس وقت بھی اللہ اکبر کہتے۔ عبداللہ ابن صالح نے لیث سے اس حدیث میں یوں نقل کیا۔ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ف

ف اگلی روایت میں ربنا لک الحمد ہے بغیر واؤ کے اس میں واؤ زیادہ ہے قسطلانی نے نقل کیا کہ واؤ کی روایت زیادہ راجح ہے اور حافظ نے بھی ایسا کہا نووی نے کہا دونوں برابر ہیں ربنا لک الحمد کہے یا ربنا و لک الحمد۔

بَابُ وَضْعِ الْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ: أَمْكَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ۔

باب: رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا ف اور ابو حمید نے اپنے ساتھیوں کے سامنے (جو صحابہ تھے) یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر جمائے۔

ف عبداللہ بن مسعود سے تطبیق منقول ہے یعنی رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر دونوں رانوں کے بیچ میں رکھ لینا۔ امام بخاری نے یہ باب لا کر اشارہ کیا کہ تطبیق کا حکم منسوخ ہو گیا اور شاید عبداللہ بن مسعود رضی کو اس کا نسخ نہیں پہنچا تھا۔ حضرت علی رضی سے مروی ہے کہ نمازی کو اختیار ہے تطبیق کرے یا ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے۔

۷۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ يَقُولُ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِي

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے ابو یعفور (وقدان اکبر) سے انہوں نے کہا میں نے مصعب بن سعد سے سنا انہوں نے کہا میں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص رضی کے پہلو میں نماز پڑھی میں نے (رکوع میں) ہتھیلیاں ملائیں اور رانوں میں

أَبِي وَقَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ وَأُمِرْنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ۔

رکھ لیں میرے باپ نے منع کیا اور کہا پہلے ہم ایسا کیا کرتے تھے پھر اس سے منع کئے گئے اور یہ حکم ہوا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں ف۱

ف۱ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ تطبیق یہودیوں کا کام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا۔ ترمذی نے کہا باتفاق علماء تطبیق منسوخ ہے مگر ابن مسعودؓ اور ان کے ساتھیوں سے تطبیق منقول ہے۔ عبدالرزاق نے علقمہ اور اسود سے نکالا کہ ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو تطبیق کی پھر حضرت عمرؓ سے ملے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور تطبیق کی تو انہوں نے کہا پہلے ہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے پھر یہ کام چھوڑ دیا گیا یہاں سے اہل انصاف معلوم کر سکتے ہیں کہ کبھی ایک چھوٹی سی بات بڑے عالم پر پوشیدہ رہ جاتی ہے عبداللہ بن مسعودؓ بڑے عالم تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر اور حضر میں خاص خادم اور رفیق تھے مگر تطبیق کا نسخ ان کو معلوم نہیں ہوا اسی طرح ممکن ہے کہ رفع یدین بھی اُن پر پوشیدہ رہ گیا ہو اور جیسے حنفیوں نے تطبیق میں ان کا طریق چھوڑ دیا اسی طرح رفع یدین میں بھی ان کی تقلید چھوڑ دینی چاہیے۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يُتِمَّ الرُّكُوعَ۔

باب: اگر رکوع اچھی طرح اطمینان سے نہ کرے (تو نماز نہ ہوگی)

۷۵۷۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ قَالَ: رَأَى حُذَيْفَةُ رَجُلًا لَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَقَالَ: مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلیمان اعمش سے انہوں نے کہا میں نے زید بن وہب سے سنا انہوں نے کہا حذیفہ بن یمان صحابی نے ایک شخص کو ف۱ نماز پڑھتے دیکھا وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا ف۲ حذیفہ نے اس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی اور تو مرے گا تو اس طریق پر نہیں مرے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تھا ف۳

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا، ابن خزیمہ کی روایت میں ہے وہ کندی ایک شخص تھا۔ ف۲ عبدالرزاق کی روایت میں ہے ٹھونگیں لگاتا تھا جیسے ہمارے زمانے میں اکثر بے ایمان بدعتیوں کا شیوہ ہے۔ ف۳ یعنی تیرا خاتمہ معاذ اللہ کفر پر ہو گا جو لوگ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو اسی طرح خرابی خاتمہ سے ڈرنا چاہیئے سبحان اللہ اہل حدیث کا جینا اور مرنا دونوں اچھا مرنے کے بعد آنحضرتؐ کے سامنے کچھ شرمندگی نہیں آپ کی حدیث پر چلتے رہے جب تک جئے اور خاتمہ بھی حدیث پر ہوا۔

بَابُ اسْتِوَاءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوعِ،

باب: رکوع میں پیٹھ برابر رکھنا (سر اونچا نہ رکھنا) اور ابوحمید نے

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ فِي أَصْحَابِهِ: رَكَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ هَصَرَ

اپنے ساتھی کے سامنے کہا ف۱ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا تو اپنی پیٹھ کو جھکا دیا (سر کے برابر کر دیا) ف۲

ف یہ حدیث امام بخاری نے آگے چل کر خود نکالی ف۲ دوسرے طریق میں صاف یوں ہے کہ بیٹھ سر کے برابر کر دی امام بخاریؒ نے اسی طرف اشارہ کیا۔

بابُ: وَحَدِّ إِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالاِعْتِدَالِ فِيهِ وَالاِطْمَأْنِينَةِ.

باب: رکوع کو کہاں تک پورا کرے اور رکوع کے بعد کھڑے ہونے کا اور اطمینان کا بیان ف۔

ف بعضے نسخوں میں یہ باب الگ نہیں ہے اور درحقیقت یہ اگلے ہی باب کا ایک جزو ہے اور ابو حمیدؓ کی تعلیق اس کے اول جزو سے متعلق ہے اور براءؓ کی حدیث پچھلے جزو سے۔ اب ابن منیر کا اعتراض دفع ہو گیا کہ حدیث باب کے مطابق نہیں ہے کذا قال الحافظؒ۔

۷۵۸۔ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ، وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ.

ہم سے بدل بن محبر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے کہا مجھ کو حاکم بن عتبہ نے خبر دی انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب قریب قریب برابر تھے سوائے قیام اور تشہد کے قعود کے ف

ف قیام سے مراد قراءت کا قیام ہے یعنی قراءت کا قیام اور تشہد کا قعود یہ دونوں تو بہت دیر دیر تک ہوتے لیکن باقی چاروں چیزیں یعنی رکوع اور سجدہ اور دونوں سجدوں کے بیچ میں قعدہ اور رکوع کے بعد قومہ یہ سب قریب قریب برابر ہوتے۔ انس کی روایت میں ہے کہ آپ رکوع سے سر اٹھا کر اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ کہنے والا کہتا آپ بھول گئے۔ حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اس سے رکوع میں دیر تک ٹھہرنا ثابت ہوتا ہے تو باب کا ایک جز یعنی اطمینان اس سے نکل آیا اور اعتدال یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا وہ بھی اس روایت سے ثابت ہو چکا۔ حافظ نے کہا اس حدیث کے بعض طریقوں میں جن کو مسلم نے نکالا اعتدال کے لمبا کرنے کا ذکر ہے تو اس سے تمام ارکان کا لمبا کرنا معلوم ہو گیا۔

بابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالإِعَادَةِ،

باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ نماز پڑھنے کے لئے حکم دینا اس شخص کو جو پورا رکوع نہ کرے۔

۷۵۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید مقبری نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلَامَ، فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، ثَلَاثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي، قَالَ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا۔

مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا (خلاد بن رافع) اس نے نماز پڑھی پھر آکر آپ کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا جا پھر نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی، وہ گیا اور پھر نماز پڑھی پھر آن کر آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا جا نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی تین بار یہی ہوا آخر وہ کہنے لگا قسم اس کی جس نے سچ مچ آپ کو بھیجا میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا مجھے سکھلایئے تو یہی آپ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر جو کچھ تجھ کو یاد ہو ف۱ اور آسانی کے ساتھ پڑھ سکے وہ پڑھ پھر اطمینان سے ٹھیر کر رکوع کر پھر سر اُٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے پھر اطمینان سے ٹھیر کر سجدہ کر، پھر سجدے سے سر اُٹھا اور اطمینان سے بیٹھ پھر دوسرا سجدہ اطمینان سے ٹھیر کر ادا کر پھر اسی طرح ساری نماز پڑھ ف۲

ف۱ ایک روایت میں ہے اگر تجھ کو کچھ قرآن یاد نہ ہو تو الحمد للہ واللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہہ لے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اَن پڑھ تھا ایسا شخص فقط سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔ اگر سورۂ فاتحہ بھی نہ پڑھ سکے تو کوئی اور آیت پڑھ لے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سُبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہہ لے۔ ف۲ اس حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے مشکل ہے کیونکہ حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ اس نے رکوع پورا نہیں کیا تھا اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اس حدیث کو دوسرے طریق میں جس کو ابن ابی شیبہ نے رفاعہ بن رافع نے نکالا یہ مذکور ہے کہ اس نے ہلکی نماز پڑھی رکوع اور سجدہ پورا نہیں کیا اور ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر اس نے کسی رکن کو پورا نہ ادا کیا ہوگا اور ارکان سب برابر ہیں تو رکوع کے پورا نہ کرنے سے بھی نماز کا اعادہ لازم ہوگا اور یہی ترجمہ باب ہے حدیث سے یہ بھی نکلا کہ تعدیل ارکان یعنی ٹھیر ٹھیر کر اطمینان سے ہر رکن ادا کرنا نماز میں فرض ہے اور جو کوئی اس کو ترک کرے اس کی نماز نہ ہوگی۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ۔

باب: رکوع میں کیا دعا کرے۔

۷۶۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ

ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابو الضحیٰ مسلم

أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي۔

ابن صبیح سے اُنہوں نے مسروق سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں یہ کہتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ف

ف اس کا ترجمہ یہ ہے تو پاک ہے ہر عیب اور بُرائی سے یا میرے اللہ مالک ہمارے تجھ ہی کو تعریف سزاوار ہے یا میرے اللہ مجھ کو بخش دے۔ حذیفہ کی صحیح روایت میں یوں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں سبحان ربی العظیم فرماتے اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ، ایک روایت میں ہے کہ آپ رکوع اور سجدے میں یہ کہتے سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح۔ دوسری روایت میں ہے یوں کہتے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی۔ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم سے منقول ہے کہ رکوع میں سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتے اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ۔ تہجد کے سجدے میں آنحضرت نے فرمایا اعوذ برضاک من سخطک و اعوذ بمعافاتک من عقوبتک و اعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔

بَابُ مَا يَقُولُ الْإِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔

باب: امام اور مقتدی رکوع سے سر اُٹھا کر کیا کہیں۔

۷۶۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ يُكَبِّرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ قَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے اُنہوں نے سعید مقبری سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سمع اللہ لمن حمدہ فرماتے تو اس کے بعد یوں کہتے اللھم ربنا ولک الحمد ف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے اور جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب دونوں سجدے کر کے کھڑے ہوتے تب بھی اللہ اکبر کہتے۔

ف حدیث سے امام کا تو کہنا ثابت ہوا لیکن مقتدی کا یہ کہنا اس طرح ثابت ہوگا کہ مقتدی کو امام کی پیروی کا حکم ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے یا اس حدیث کے دوسرے طریق میں ابوہریرہؓ سے یوں مروی ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو اس کے پیچھے والے ربنا لک الحمد کہیں تو امام بخاریؒ نے اس کی طرف اشارہ کیا پس حدیث ترجمہ باب کے مطابق ہوگئی۔

بَابُ فَضْلِ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

باب: ربنا ولک الحمد کہنے کی فضیلت۔

٧٦٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا قَالَ الإِمَامُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی اُنہوں نے سمّی سے اُنہوں نے ابوصالح ذکوان سے اُنہوں نے ابوہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰھم ربنا ولک الحمد کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے سے لڑ جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

بَابٌ

باب ؎ف

ف اکثر نسخوں میں یوں ہی ہے بعضے نسخوں میں باب کا لفظ نہیں ہے بعضے نسخوں میں باب القنوت ہے۔

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَأُقَرِّبَنَّ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الأُخْرَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ العِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الكُفَّارَ.

ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا اُنہوں نے ہشام دستوائی سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہؓ سے اُنہوں نے کہا میں تمہاری نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے قریب قریب کر دوں گا ف تو ابوھریرہؓ ظہر کی اخیر رکعت میں اور عشا کی اخیر رکعت میں اور صبح کی اخیر رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد مسلمانوں کے لئے دُعا کرتے اور کافروں پر لعنت کرتے ف

ف یعنی تم کو اچھی طرح سمجھا دوں گا کہ قریب قریب ایسی ہی نماز پڑھنے لگو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے طحاوی کی رِوایت میں یوں ہے میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھلاؤں گا۔ ف۲ یعنی دعائے قنوت پڑھتے، کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک ایسا کیا تھا اُن کافروں پر جنہوں نے اصحاب بیر معونہ کو مار ڈالا تھا لعنت کرتے تھے اور مکہ میں جو مسلمان کافروں کی قید میں تھے اُن کی رہائی کے لئے دُعا کرتے تھے بعد اس کے آپ نے یہ قنوت پڑھنا چھوڑ دیا۔ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے تو ہر نماز میں اخیر رکعت میں رکوع کے بعد دُعائے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور شافعیؒ کے نزدیک فجر کی نماز میں ہمیشہ دُعائے قنوت پڑھنا چاہیئے اس کا ذکر آگے آئے گا۔

٧٦٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا کہا ہم سے اسمٰعیل بن علیہ نے اُنہوں نے خالد حذاء سے اُنہوں نے ابوقلابہ

خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ الْقُنُوتُ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ.

(عبداللہ بن زید) سے انہوں نے انس سے انہوں نے کہا دُعائے قنوت فجر اور مغرب کی نماز میں پڑھی جاتی تھی ف۱

ف۱ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قسطلانی نے کہا یہ شروع شروع میں تھا پھر صبح کے سوا اور نمازوں میں قنوت موقوف ہوگئی۔

٧٦٤- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ؟ قَالَ: أَنَا، قَالَ: رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا، أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ.

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے انہوں نے علی بن یحییٰ بن خلاد زرقی سے انہوں نے اپنے باپ یحییٰ بن خلاد سے انہوں نے رفاعہ بن رافع زرقی صحابی سے انہوں نے کہا ہم ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نے رکوع سے سر اُٹھایا تو فرمایا سمع اللہ لمن حمدہ۔ ایک شخص نے (خود رفاعہ نے) آپ کے پیچھے یوں کہا ربنا ولک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ جب آپ نماز پڑھ چکے تو پوچھا۔ یہ کلام کس نے کیا تھا ف۱ وہ شخص بولا میں نے آپ نے فرمایا میں نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا ہر ایک لپک رہا تھا کون پہلے اس کو لکھتا ہے ف۲

ف۱ دوسری روایت میں ہے کہ تین بار آپ نے پوچھا لیکن ڈر سے کسی نے جواب نہ دیا آخر رفاعہ نے تیسری بار میں عرض کیا میں نے کہا تھا اور میری نیت بخیر تھی۔ ف۲ معلوم ہوا کہ یہ فرشتے حفظہ یعنی تعیناتی فرشتوں کے سوا ہیں صحیحین میں دوسری حدیث ہے کہ اللہ کے کچھ فرشتے پھرتے رہتے ہیں اللہ کی یاد کرنے والوں کو ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اس کلام میں ۳۴ حروف ہیں ہر حرف کے لئے ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ نے اُتارا۔ معلوم ہوا کہ کلام بڑی فضیلت والا ہے ہر مومن کو چاہیئے کہ سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد اس کو ثواب کہے کہے اور بے حد لوٹے۔

بَابُ الِاطْمَأْنِينَةِ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ

باب: رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد اطمینان سے (سیدھا) کھڑا ہونا اور ابو حمید رضی اللہ عنہ صحابی نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اُٹھایا اور سیدھے کھڑے ہوئے

وَاسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ.

یہاں تک کہ پیٹھ کا ہر جوڑ اپنی جگہ پر آ گیا ف

ف اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا۔

۷۶۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: كَانَ أَنَسٌ يَنْعَتُ لَنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يُصَلِّي، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ نَسِيَ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے ثابت بنانی سے اُنہوں نے کہا انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہم کو دِکھلاتے تھے تو نماز میں کھڑے ہوتے جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم کہتے وہ بھول گئے ف

ف قسطلانی نے کہا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعتدال یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا ایک لمبا رکن ہے اور جن لوگوں نے اس کے لمبے ہونے کا انکار کیا اُن کا قول فاسد ہے کیونکہ نص کے خلاف قیاس صحیح نہیں ہے۔

۷۶۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رُكُوعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُودُهُ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے اُنہوں نے حکم سے اُنہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے اُنہوں نے براء بن عازبؓ سے اُنہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ اور رکوع سے سر اٹھا کر کھڑا رہنا اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا قریب قریب برابر ہوتا ف

ف بعضوں نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کا رکوع قیام کے برابر ہوتا اور ایسا ہی سجود اور اعتدال بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ کی نماز معتدل ہوتی اگر قرات میں طول کرتے تو اسی نسبت سے اور ارکان کو بھی لمبا کرتے، اگر قرات میں تخفیف کرتے تو اور ارکان کو بھی ہلکا کرتے کیونکہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں سورۃ والصافات پڑھی اور آپ کے سجدہ کا اندازہ دس تسبیح کے موافق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جب آپ والصافات کے سوا کوئی اور سورت پڑھتے تو دس سے کم تسبیحیں کہتے کذا قال الحافظ فی الفتح۔

۷۶۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ يُرِينَا كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے اُنہوں نے ابوقلابہ سے کہ مالک بن حویرث صحابی ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھلاتے تھے اور یہ نماز کے وقت پر

وَسَلَّمَ وَذَاكَ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَقَامَ فَأَمْكَنَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَمْكَنَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَنْصَتَ هُنَيَّةً، قَالَ أَبُو قِلَابَةَ: فَصَلَّى بِنَا صَلَاةَ شَيْخِنَا هَذَا أَبِي يَزِيدَ، وَكَانَ أَبُو يَزِيدَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ اسْتَوَى قَاعِدًا ثُمَّ نَهَضَ۔

نہ تھا غرض مالک بن حویرث کھڑے رہے (دیر تک) پھر رکوع کیا اچھی طرح پھر رکوع سے سر اٹھایا اور اور تھوڑی دیر سیدھے کھڑے رہے ابو قلابہ نے کہا تو مالک نے ہمارے اس شیخ ابو یزید کی طرح نماز پڑھی ابو یزید جب دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو (فوراً کھڑے نہیں ہوتے بلکہ) سیدھے بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوتے۔ ف

ف یعنی جلسۂ استراحت کر کے پھر کھڑے ہوتے، یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے یہاں باب کا مطلب اس مضمون سے نکالا پھر رکوع سے سر اٹھایا اور تھوڑی دیر تک سیدھے کھڑے رہے۔

بَابٌ يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ حِينَ يَسْجُدُ، وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَضَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔

باب: سجدے کے لئے اللہ اکبر کہتا ہوا جھکے اور نافع نے کہا عبداللہ بن عمرؓ جب سجدے میں جانے لگتے تو پہلے ہاتھ زمین پر ٹیکتے پھر گھٹنے۔ ف

ف اس تعلیق کو ابن خزیمہ اور طحاوی نے وصل کیا۔ امام مالک کا یہی قول ہے لیکن باقی تینوں اماموں نے یہ کہا ہے کہ پہلے گھٹنے ٹیکے پھر ہاتھ زمین پر رکھے۔ نووی نے کہا دونوں مذہب دلیل کی رُو سے برابر ہیں اور اسی لئے امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے گھٹنے پہلے رکھے چاہے ہاتھ۔ امام ابن قیم نے وائل بن حجر کی حدیث کو ترجیح دی ہے جس میں یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرنے لگتے تو پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے پھر ہاتھ۔

۷۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ، فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يَقُولُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ أَنْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوھریرہؓ ہر ایک فرض اور نفل نماز میں رمضان میں یا کسی اور مہینے میں جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے پھر رکوع سے سر اُٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر ربنا ولک الحمد سجدہ کرنے سے پہلے پھر جب سجدہ کے لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے پھر جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو اللہ اکبر کہتے پھر دوسرا سجدہ کرتے

يَسْجُدَ، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْاِثْنَتَيْنِ، وَيَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَقُولُ حِينَ يَنْصَرِفُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَهًا بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَتْ هٰذِهِ لَصَلَاتَهُ حَتّٰى فَارَقَ الدُّنْيَا قَالَا: وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، يَدْعُو لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَيَقُولُ: اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ ابْنَ الْوَلِيدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ ابْنَ أَبِي رَبِيعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ، وَأَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُونَ لَهُ۔

وقت اللہ اکبر کہتے پھر سجدے سے سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر جب دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ کرکے کھڑے ہونے لگتے اور اللہ اکبر کہتے ہر رکعت میں ایسا ہی کیا کرتے نماز سے فارغ ہونے تک پھر نماز پڑھ چکتے تو کہتے قسم اس (خدا) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سب لوگوں میں میری نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے اور آپ اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے ابوبکرؓ اور ابوسلمہؓ دونوں نے کہا ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (رکوع سے) سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہہ کر چند آدمیوں کے لئے دعا کرتے ان کا نام لے کر آپ فرماتے یا اللہ ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ اور غریب مسلمانوں کو (جو کافروں کے ہاتھ میں پھنسے تھے) چھڑا دے یا اللہ مضر کے کافروں پر سخت مار کر اور ان پر ایسا قحط بھیج جیسا حضرت یوسفؑ کے وقت میں قحط ہوا تھا (ابوہریرہؓ نے کہا) اور اس زمانے میں پورب والے مضر کے لوگ آنحضرتؐ کے دشمن تھے ف

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں نام لے لے کر دعا یا بددعا کرنے سے کوئی خلل نہیں آتا۔

۷۶۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کئی بار بیان کیا انہوں نے زہری

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَقَطَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا وَقَعَدْنَا، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: صَلَّيْنَا قُعُودًا، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا، قَالَ سُفْيَانُ: كَذَا جَاءَ بِهِ مَعْمَرٌ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَقَدْ حَفِظَ كَذَا قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَلَكَ الْحَمْدُ حَفِظْتُ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ الزُّهْرِيِّ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَأَنَا عِنْدَهُ فَجُحِشَ سَاقُهُ الْأَيْمَنُ۔

سے اُنہوں نے کہا میں نے انس بن مالک سے سُنا وہ کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر پڑے کبھی سفیان نے یہ بھی کہا کہ آپ کا داہنا پہلو چھل گیا تو ہم آپ کے پوچھنے کو گئے اتنے میں نماز کا وقت آگیا آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم بھی بیٹھ گئے اور ایک بار سفیان نے یوں کہا ہم نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی جب آپ نماز پڑھ چکے تو فرمایا امام اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اُٹھائے تم بھی سر اُٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو (سفیان نے علی بن مدینی سے پوچھا کیا) معمر نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ؟ علی نے کہا ہاں ف۱ سفیان نے کہا معمر نے بیشک یاد رکھا زہری نے یوں ہی کہا ولک الحمد سفیان نے یہ بھی کہا مجھے یاد ہے کہ زہری نے یوں کہا آپ کا داہنا پہلو چھل گیا جب ہم زہری کے پاس سے نکلے ابن جریج نے کہا میں زہری کے پاس موجود تھا تو اُنہوں نے یوں کہا آپ کی داہنی پنڈلی چھل گئی ف۲

ف۱ مگر علی نے خود معمر سے نہیں سُنا لیکن معمر کے شاگردوں نے جیسے عبدالرزاق وغیرہ ہیں معمر سے اسی طرح اس حدیث کو روایت کیا۔ ف۲ تو زہری نے کبھی تو پہلو کہا کبھی پنڈلی، بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے سفیان نے کہا جب ہم زہری کے پاس سے نکلے تو ابن جریج نے اس حدیث کو بیان کیا میں ان کے پاس تھا ابن جریج نے پہلو کے بدلہ پنڈلی کہا حافظ نے کہا یہ ترجمہ زیادہ ٹھیک ہے۔ واللہ اعلم۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمۂ باب سے مشکل ہے شاید یہ ہو کہ اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو اور ظاہر ہے کہ مقتدی امام کے بعد سجدے میں جاتا ہے تو تکبیر بھی اس کی امام کے بعد ہوگی اور جب دونوں فعل اس کے امام کے بعد ہوئے تو تکبیر اسی وقت پر آن کر پڑے گی جب مقتدی سجدہ کے لئے جھکے گا اور یہی ترجمۂ باب ہے۔

بَابُ فَضْلِ السُّجُودِ

باب: سجدے کی فضیلت۔

۷۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعَطَاءُ ابْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: هَلْ تُمَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُونَهُ سَحَابٌ؟ قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: فَهَلْ تُمَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَلِكَ، يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الطَّوَاغِيتَ، وَتَبْقَى هَذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا، فَيَأْتِيهِمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: هَذَا مَكَانُنَا حَتَّى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا، فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ، فَيَأْتِيهِمُ اللهُ فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ: أَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوهُمْ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ، وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ إِلَّا الرُّسُلُ، وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ، وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، هَلْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی اُنہوں نے زہری سے اُنہوں نے کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور عطاء بن یزید لیثی نے خبر دی ان دونوں سے ابوہریرہؓ نے بیان کیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم قیامت کے دن اپنے مالک کو دیکھیں گے آپ نے فرمایا چودھویں رات کے چاند دیکھنے میں کیا تم کو شک رہتا ہے جب اس پر ابر نہ ہو (مطلع صاف ہو) اُنہوں نے کہا (ہرگز) نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بھلا سورج کے دیکھنے میں تم کو کچھ شبہ رہتا ہے جب ابر نہ ہو، اُنہوں نے کہا نہیں (بالکل نہیں شک کا کیا موقع ہے صاف دیکھتے ہیں) آپ نے فرمایا تو اسی طرح (بے شک و شبہ) تم اپنے مالک کو بھی دیکھو گے قیامت کے دن لوگ اکٹھا کئے جائیں گے پھر پروردگار فرمائے گا جو کوئی جس کو پوجتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے۔ تب کوئی سورج کے ساتھ ہو جائے گا اور کوئی چاند کے اور کوئی شیطانوں اور بتوں اور ٹھاکروں کے۔ اس اُمت کے لوگ (مسلمان) رہ جائیں گے ان میں منافق وغیرہ سب ملے جلے ہوں گے پھر اللہ جل جلالہٗ (ایک نئی صورت میں) اُن کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا خدا ہوں وہ کہیں گے ہم یہیں رہیں گے جب تک ہمارا مالک آئے جب ہمارا مالک آئیگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ (اگلی صورت میں) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا خدا ہوں وہ کہیں گے (بیشک) تو ہمارا خدا ہے پھر اُن کو بلائے گا اور پلصراط دوزخ کے بیچا بیچ رکھا جائے گا آنحضرت فرماتے ہیں سب پیغمبروں سے پہلے میں اپنی اُمت لے کر پار ہو جاؤں گا اس دن سوائے پیغمبروں کے کوئی بات تک نہ کر سکے گا اور پیغمبر یہی بات یا یہی دُعا کرینگے یا اللہ بچائیو بچائیو اور (دیکھو) دوزخ میں سعدان کے

رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟ قَالُوا: نَعَمْ
قَالَ: فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ
أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللهُ، تَخْطَفُ
النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوبَقُ
بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ، ثُمَّ يَنْجُو
حَتَّى إِذَا أَرَادَ اللهُ رَحْمَةَ مَنْ أَرَادَ مِنْ
أَهْلِ النَّارِ أَمَرَ اللهُ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا
مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ، فَيُخْرِجُونَهُمْ
وَيَعْرِفُونَهُمْ بِآثَارِ السُّجُودِ، وَحَرَّمَ اللهُ
عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ السُّجُودِ،
فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ
تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ فَيَخْرُجُونَ
مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ
مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ
فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، ثُمَّ يَفْرُغُ اللهُ مِنَ
الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ، وَيَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ
الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ
دُخُولًا الْجَنَّةَ، مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ قِبَلَ
النَّارِ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي
عَنِ النَّارِ فَقَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا، وَأَحْرَقَنِي
ذَكَاؤُهَا فَيَقُولُ: هَلْ عَسَيْتَ إِنْ فُعِلَ
ذَلِكَ بِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ
لَا وَعِزَّتِكَ، فَيُعْطِي اللهُ مَا يَشَاءُ مِنْ
عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ
النَّارِ، فَإِذَا أَقْبَلَ بِهِ عَلَى الْجَنَّةِ رَأَى
بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَسْكُتَ
ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ قَدِّمْنِي عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ

کانٹوں کی شکل کے آنکڑے ہوں گے ف۳ تم نے سعدان کا کانٹا دیکھا ہے صحابہ نے عرض کیا جی ہاں دیکھا ہے آپ نے فرمایا بس وہ آنکڑے اسی سعدان کے کانٹوں کی شکل کے ہوں گے مگر اتنے بڑے کہ اللہ ہی اُن کی بڑائی جانتا ہے وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے موافق جھپٹ لیں گے کوئی تو اپنے (بُرے) عمل کی وجہ سے بالکل ہلاک ہو جائے گا اور کوئی چکنا چور ہو کر پھر بچ جائے گا جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے بعضوں پر رحم کرنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا (دیکھو دوزخ کی طرف جاؤ اور) جو اللہ کو پوجتا تھا اس کو نکال لو فرشتے ایسے (موحد) لوگوں کو نکال لیں گے اور سجدے کے نشان سے دوزخیوں میں ان کو پہچان لیں گے ف۴ اور اللہ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے وہ سجدے کا مقام نہیں کھا سکتی تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے آدمی کا سارا بدن آگ کھا لے گی پر سجدے کا نشان رہ جائے گا یہ لوگ کوئلہ کی طرح جلے ہوئے دوزخ سے نکلیں گے پھر ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا تو اس طرح اُبھر آئیں گے جیسے دانہ نالے کے کچرے کوڑے میں اُبھر آتا ہے ف۵ پھر اللہ تعالیٰ (حساب کتاب شروع کرے گا) بندوں کا فیصلہ چکا دے گا اور ایک شخص بہشت اور دوزخ کے بیچ میں رہ جائے گا وہ سب دوزخیوں کے بعد بہشت میں جائے گا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہو گا وہ عرض کریگا میرے مالک میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو مجھ کو مار ڈالتی ہے اور اس کی چمک مجھے جلائے دیتی ہے، اللہ فرمائے گا اچھا اگر میں یہ کردوں تو پھر تو تُو اور درخواست نہیں کرے گا وہ عرض کرے گا ہرگز نہیں تیری بزرگی کی قسم اور جیسے جیسے اللہ چاہے گا وہ قول و قرار کرے گا آخر اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھرا دے گا

فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعُهُودَ وَالْمَوَاثِيقَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنْتَ سَأَلْتَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ لَا أَكُونُ أَشْقَى خَلْقِكَ، فَيَقُولُ: فَمَا عَسِيتَ إِنْ أُعْطِيتَ ذٰلِكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَهُ؟ فَيَقُولُ: لَا وَعِزَّتِكَ، لَا أَسْأَلُ غَيْرَ ذٰلِكَ، فَيُعْطِي رَبَّهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ، فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَأَى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُورِ، فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ، فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: وَيْحَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، مَا أَغْدَرَكَ؟ أَلَيْسَ قَدْ أَعْطَيْتَ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشْقَى خَلْقِكَ، فَيَضْحَكُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ، ثُمَّ يَأْذَنُ لَهُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: تَمَنَّ، فَيَتَمَنَّى حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ أُمْنِيَّتُهُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: زِدْ مِنْ كَذَا وَكَذَا، أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ حَتَّى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَمْ أَحْفَظْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جب وہ بہشت کی طرف منہ کرے گا تو وہاں کی بہار (ترو تازگی) دیکھ کر جتنی دیر اللہ کو منظور ہے خاموش رہیگا پھر دوسرا معروضہ کرے گا یا رب میرے مجھ کو بہشت کے دروازے پر پہنچادے (وہاں پڑا رہوں گا) اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے کیا کیا قول وقرار کئے تھے کہ اب میں کوئی درخواست نہیں کرینگا بندہ عرض کرے گا پروردگار (بیشک) مگر کیا تیری ساری مخلوق میں ایک میں ہی بے نصیب رہوں ارشاد ہوگا اچھا اگر میں یہ درخواست بھی تیری پوری کردوں تو پھر اور تو کچھ نہیں مانگنے کا۔ عرض کرے گا ہرگز نہیں تیری بزرگی کی قسم میں اب کچھ نہیں مانگوں گا اور جو جو اللہ کو منظور ہیں ویسے ویسے قول وقرار کرے گا آخر پروردگار اس کو بہشت کے دروازے پر پہنچادے گا جب بہشت کے دروازے پر پہنچے گا وہاں کی بہار (رونق) تازگی فرحت دیکھ کر جتنی دیر اللہ کو منظور ہے خاموش رہے گا پھر (تیسرا) معروضہ کرے گا پروردگار مجھ کو بہشت میں پہنچادے اللہ تعالےٰ فرمائے گا آدم کے بیٹے تجھ پر افسوس تو ایسا دغا باز کیوں بن گیا ارے کیا تو نے ایسے ایسے قول وقرار نہیں کئے تھے کہ اب میں کوئی اور درخواست نہیں کرنے کا وہ عرض کرے گا بیشک کئے تھے مگر میرے مالک مجھ کو اپنی ساری مخلوق میں بے نصیب مت بنا، یہ سنکر اللہ تعالیٰ ہنس دے گا ف اور اس کو بہشت میں جانے کی پروانگی دے گا اور فرمائے گا آرزوئیں کر (یہ ہونا وہ ہونا) جب اس کی سب آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو ارشاد ہوگا یہ بھی تو مانگ یہ بھی تو مانگ خود پروردگار اس کو یاد دلائے گا ف جب ساری آرزوئیں کر چکے گا تو پروردگار فرمائے گا یہ سب تجھ کو دیں اور اتنی اور۔ ابوسعید خدری صحابی نے ابوہریرہؓ سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس حدیث میں) یوں فرمایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ سب تجھ کو دیں اور دس گنی اور

إِلَّا قَوْلَهُ: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ، قَالَ أَبُوسَعِيدٍ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ-

تو ابوہریرہؓ نے کہا مجھے تو یہ یاد نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو آپ نے یہی فرمایا تھا یہ سب تجھ کو دیں اور اتنی اور، ابوسعید نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے یہ سب تجھ کو دیں اور دس گنی اور ف۵

ف۱ جو دنیا میں سورج کو پوجتے رہے بہت سے مشرک ہند و فارس میں سورج پرست گذرے ہیں اور اب تک موجود ہیں سورج کو نارائن کہتے ہیں۔ ف۲ صحیح مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ دوسری صورت میں نمودار ہوگا جیسی صورت اُنھوں نے میدانِ حشر میں دیکھی ہوگی اور وہ اس کو پہچانتے ہوں گے اس کے سوا دوسری صورت میں ظاہر ہوگا تو مسلمانوں کو شبہ رہے گا کہیں یہ خدا نہ ہو تو شکل ہے اور ہم اس کے ساتھ ہو جائیں، اس کے بعد خداوند کریم اس صورت میں ظاہر ہوگا جس صورت میں مسلمان اس کو دیکھ چکے ہوں گے اور پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا میں تمہارا خدا ہوں، یہ دیکھتے ہی کل مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے اور اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اس حدیث میں کئی باتیں مذکور ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا آنا یہ قرآن شریف سے بھی ثابت ہے وجآء ربّك والملك صفا صفا اور هل ينظرون الا ان ياتيهم الله اخیر آیۃ تک، دوسرے اللہ تعالےٰ کے لئے صورت ہونا صحیح حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کو جوان بے ریش و بروت کی صورت میں دیکھا، دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا اہلِ حدیث سلفاً و خلفاً برابر اس کو اور اس کی مثل دوسری آیتوں اور حدیثوں کو جن میں اللہ تعالیٰ کے لئے منہ اور آنکھ اور ہاتھ اور انگلیاں اور کمر اور قدم اور آنا جانا چڑھنا اُترنا بیٹھنا ہنسنا تعجب کرنا ثابت کیا گیا ہے مانتے ہیں اور ان کی تاویل اور تحریف نہیں کرتے صرف یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کی کوئی صفت مخلوق کی صفات سے مشابہت نہیں رکھتی جیسے اس کی ذات مخلوق کی ذوات سے مشابہت نہیں رکھتی۔ اہلِ حدیث اس پر بھی متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب صفات سے موصوف ہے اور وہ حقیقتاً کلام کرتا ہے جب چاہتا ہے فرشتے اس کی آواز سنتے ہیں اور وہ اپنے عرش پر جو ساتوں آسمانوں کے اوپر بیٹھا ہے رتی رتی ہر چیز کو دیکھ اور سن رہا ہے اس کی ذات جہت فوق میں عرش پر ہے مگر اس کا علم اور سمع اور بصر ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور اس کو اختیار ہے جب چاہے جہاں چاہے آئے جائے جس سے چاہے بات کرے جس صورت میں چاہے اپنے تئیں دکھلائے کوئی امر مانع نہیں۔ اہلِ حدیث کا خدا یہ ہے اور متکلمین اور پچھلے لوگوں فلاسفہ کے چوزوں نے تو غضب ہی کر دیا ہے اُنھوں نے خداوند کریم کو ایک موہوم بلکہ معدوم بنا دیا ہے وہ کہتے ہیں معاذ اللہ خدا کسی جہت میں نہیں ہے نہ اوپر نہ نیچے نہ وہ جسم رکھتا ہے نہ حیز نہ مکان نہ شکل نہ صورت، عرش کے اوپر کوئی چیز نہیں ہے اور عرش اور فرش کی نسبت خدا کے ساتھ یکساں ہے، اہلِ حدیث ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کو گمراہ اور اسلام سے خارج سمجھتے آئے اور اس تعلیم کو تمام انبیاء کی تعلیم کے خلاف کہتے آئے خدا ایسی گمراہیوں سے ہر مسلمان کو بچائے رکھے آمین یا رب العٰلمین۔ ف۳ سعدان ایک گھانس ہے جس کے بڑے سخت کانٹے ہوتے ہیں کانٹوں کے منہ ٹیڑھے آنکڑے کی طرح اونٹ اس کو بڑی رغبت سے کھاتا ہے ف۴ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے سجدے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ف۵ جب بہتیا (سیلاب) آتی ہے اور پانی کچرا کوڑا ایک طرف بہا لے جاتا ہے اس پر جو دانہ پڑتا ہے وہ بہت جلد اُگ آتا ہے اور خوب اُبھرتا ہے چونکہ پانی اور کھاد

اس کو خوب پہنچتا ہے دوزخی بھی آبِ حیات ڈالتے ہی اسی طرح تروتازہ ہو جائیں گے۔ یہ امر نہ خلافِ عقل ہے نہ خلافِ عادت، رات دن دیکھتے ہیں کہ ایک سوکھا مرا مرجھایا درخت پہاڑوں میں ہوتا ہے کسی کو امید نہیں ہوتی کہ یہ درخت پھر تروتازہ ہوگا لیکن پانی پڑتے ہی اس میں جان آجاتی ہے اور ایسی حالت بدل جاتی ہے کہ دیکھنے والا پہچان نہیں سکتا کہ یہ وہی درخت ہے یا دوسرا درخت۔ ف۶ اس حدیث میں منجملہ صفات اللہ صفت ضحک یعنی ہنسنے کا ثبوت ہے دوسری حدیثوں اور آیتوں میں غضب اور رحمت اور تعجب کا اثبات ہوا ہے اہلِ حدیث ان سب صفات کو مانتے ہیں جو قرآن اور حدیث میں وارد ہیں لیکن ان کو مخلوق کی صفات سے مشابہت نہیں دیتے جیسے اوپر گذر چکا۔

ف تو وہ داتا ہے کہ سیری نہیں دینے سے تجھے لذتِ جود سے پھر مانگ سکھایا مجھ کو

ف۸ دوسری حدیث میں ہے کہ پھر یہ شخص بہشت میں کوئی جگہ رہنے کی تلاش کرتا پھرے گا لیکن ہر گھر میں لوگ آباد ہوں گے آخر پروردگار سے عرض کرے گا حکم ہوگا اس کو گھر بتلا دو، فرشتے اس کے گھر میں اس کو پہنچا دیں گے وہاں جا کر دیکھے گا تو دنیا سے دس حصے زیادہ اس کا گھر وسیع اور کشادہ ہوگا سبحان اللہ جلت قدرتہ۔

بَابٌ يُبْدِي ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ

باب سجدے میں دونوں بازو کھلے اور پیٹ کو رانوں سے الگ رکھے۔

۷۷۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ نَحْوَهُ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا مجھ سے بکر بن مضر نے انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو (سجدے میں) اپنے دونوں ہاتھ (پہلو سے) الگ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی کھل جاتی ف اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے بھی جعفر بن ربیعہ نے ایسی ہی حدیث بیان کی۔

ف دوسری حدیث میں ہے کہ بازو اتنے الگ رکھتے کہ ایک چار پایہ اگر چاہے تو اس میں سے نکل جائے۔ مسلم کی روایت میں سجدے میں بازو زمین پر رکھ دینے سے درندے کی طرح منع فرمایا ہے۔ قسطلانی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ امر واجب ہے لیکن ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ صحابہؓ نے اس طرح سجدہ کرنے میں تکلیف کی شکایت کی تو حکم ہوا اچھا کہنیاں گھٹنوں سے لگا دیا کرو۔ اور ابن ابی شیبہ نے ابن عون سے نکالا میں نے محمد سے پوچھا اگر آدمی سجدے میں کہنیاں گھٹنوں سے ٹیک دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں اور عبداللہ بن عمر سجدے میں ایسا ہی کرتے، ایک شخص نے ان سے پوچھا کیا میں اپنی کہنیاں سجدے میں رانوں پر ٹیک دوں انہوں نے کہا جس طرح ہو سکے سجدہ کر، اور شافعیؒ نے ام میں کہا کہ سجدے میں کہنیاں پہلو سے الگ رکھنا اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا سنت ہے۔

بَابٌ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ بِأَطْرَافِ رِجْلَيْهِ قَالَهُ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: سجدے میں پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف رکھے یہ ابوحمید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے ف۔

ف اس کو خود امام بخاریؒ نے آگے چل کر باب سنۃ الجلوس فی التشہد میں وصل کیا ہے۔

بَابٌ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُودَ۔

۷۷۲۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: مَا صَلَّيْتَ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيْرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب: سجدہ پورا نہ کرنا کیسا گناہ ہے۔

ہم سے صلت بن محمد بصری نے بیان کیا کہا ہم سے مہدی ابن میمون نے انہوں نے واصل سے انہوں نے ابووائل شفیق بن سلمہ سے انہوں نے حذیفہ سے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا جب نماز پڑھ چکا تو حذیفہ نے اس سے کہا تو نے نماز ہی نہیں پڑھی ابووائل نے کہا میں سمجھتا ہوں حذیفہ نے یہ کہا کہ تو مرے گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر نہیں مرے گا ف

ف بلکہ بدعت اور کفر پر تیرا خاتمہ ہوگا یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے۔

بَابُ السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ۔

۷۷۳۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ وَلَا يَكُفَّ شَعَرًا وَلَا ثَوْبًا۔ الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ۔

باب: سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا۔

ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم ہوا ف سات اعضاء یہ ہیں۔ پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

ف یعنی نماز میں اگر بال یا کپڑے زمین پر گریں تو گرنے دے ان کو اُٹھانا یا سمیٹنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں تکبر معلوم ہوتا ہے قاضی عیاض نے کہا اگر کوئی ایسا کرے تو نماز مکروہ ہوگی لیکن فاسد نہ ہوگی۔

۷۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے

قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْنَا أَنْ نَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، وَلَا نَكُفَّ ثَوْبًا وَلَا شَعَرًا۔

انہوں نے عمرو بن دینار سے اُنہوں نے طاؤس سے اُنہوں نے عبداللہ بن عباس سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا ہم کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا اور بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم ہوا۔

۷۷۵۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ ابْنُ عَازِبٍ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ۔

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہا ہم سے اسرائیل نے اُنہوں نے ابواسحٰق سے اُنہوں نے عبداللہ بن یزید سے اُنہوں نے کہا ہم سے براء بن عازب نے بیان کیا وہ جھوٹے نہ تھے اُنہوں نے کہا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے آپ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم میں سے کوئی (سجدہ میں جانے کو) اپنی پیٹھ نہ جھکاتا یہاں تک کہ آپ اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے ف

ف یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کیونکہ سجدے میں زمین پر پیشانی رکھنے کا ذکر ہے اصل پیشانی ہی زمین پر رکھنے کو سجدہ کہتے ہیں باقی اعضا کا زمین پر رکھنا ذیل میں ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر پیشانی زمین سے نہ لگے تو سجدہ جائز ہی نہ ہوگا دوسرے اعضا میں اختلاف ہے۔

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ۔

باب ۔ سجدے میں ناک بھی زمین سے لگانا ف

ف گویا ناک تک پیشانی ہی میں داخل ہے لیکن پیشانی زمین سے لگانا ضروری ہے صرف ناک پر سجدہ کرنا کافی نہیں، امام احمدؒ کے نزدیک ناک اور پیشانی دونوں زمین پر لگانا واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صرف ناک پر بھی سجدہ کرنا کافی ہے۔

۷۷۶۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ۔

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب بن خالد نے اُنہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے اُنہوں نے اپنے باپ طاؤس سے اُنہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا پیشانی پر اور آپ نے (پیشانی سے لیکر

عَلَى الْجَبْهَةِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ، وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتُ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ۔

ناک تک ہاتھ پھرایا ف اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور یہ بھی حکم ہوا کہ ہم کپڑوں اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

ف نسائی کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ ہاتھ پیشانی پر رکھا اور ناک تک پھرایا۔ صحیح مذہب ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اصحاب حدیث کا ہے کہ سجدہ ناک اور پیشانی دونوں پر ہونا چاہیئے جیسے حدیث سے نکلتا ہے کہ آپ نے ان دونوں کو ایک ہی عضو قرار دیا ورنہ کل اعضا آٹھ ہو جاتے ہیں۔

بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ وَالسُّجُودِ عَلَى الطِّينِ۔

باب: کیچڑ میں بھی ناک زمین پر لگانا ف

ف امام بخاریؒ کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ سجدے میں ناک زمین پر لگانا ضروری ہے کیونکہ آپ نے باوجود زمین تر ہونے کے ناک لگائی اور کیچڑ کی کچھ پرواہ نہ کی۔

۷۷۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: انْطَلَقْتُ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَقُلْتُ: أَلَا تَخْرُجُ بِنَا إِلَى النَّخْلِ نَتَحَدَّثُ؟ فَخَرَجَ، قَالَ: قُلْتُ حَدِّثْنِي مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، قَالَ: اعْتَكَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْأُوَلَ مِنْ رَمَضَانَ، وَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ الَّذِي تَطْلُبُ أَمَامَكَ فَاعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فَاعْتَكَفْنَا مَعَهُ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ الَّذِي تَطْلُبُ أَمَامَكَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا صَبِيحَةَ عِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ: مَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيَرْجِعْ فَإِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام ابن یحییٰ نے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے کہا میں ابوسعید خدری کے پاس گیا اور ان سے کہا چلو ذرا کھجور کے باغ کی سیر کریں گے باتیں کریں گے وہ نکلے ابوسلمہ نے کہا میں نے (راہ میں) ابوسعید سے کہا تم نے شب قدر کے بارے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو بیان کرو ابوسعید نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) رمضان کے اول دہے میں اعتکاف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا پھر حضرت جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے تم جس (رات) کو چاہتے ہو (یعنی شب قدر کو) وہ آگے ہے تو آپ نے بیچ کے دہے میں اعتکاف کیا ہم نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا پھر حضرت جبریلؑ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے ابھی جس (رات) کو تم چاہتے ہو وہ آگے ہے یہ سن کر آپ کھڑے ہوئے اور رمضان کی بیسویں تاریخ کو خطبہ سنایا اور فرمایا جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ لوٹ آئے (پھر اعتکاف

الْقَدْرِ وَإِنِّي نُسِّيتُهَا وَإِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي وِتْرٍ، وَإِنِّي رَأَيْتُ كَأَنِّي أَسْجُدُ فِي طِينٍ وَمَاءٍ، وَكَانَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ جَرِيدَ النَّخْلِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ شَيْئًا، فَجَاءَتْ قَزَعَةٌ فَأُمْطِرْنَا، فَصَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ وَالْمَاءِ عَلَى جَبْهَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَرْنَبَتِهِ، تَصْدِيقَ رُؤْيَاهُ۔

کرے) کیونکہ شب قدر مجھ کو دکھائی گئی لیکن میں بھول گیا اور یہ شب رمضان کے آخر دہے میں ہے طاق راتوں میں ف اور میں نے یہ بھی دیکھا گویا اس شب کو میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں ابوسعیدؓ نے کہا مسجد کی چھت کھجور کی ڈالیوں کی تھی اور آسمان میں ابر وبر کچھ نہیں معلوم ہوتا تھا اتنے میں ایک پتلا سا بادل نمودار ہوا اور پانی پڑا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو میں نے کیچڑ پانی کا نشان آپ کی پیشانی اور ناک کی نوک پر دیکھا آپ کا خواب سچا ہوا ف۲۔

ف۱ یعنی اکیسویں[21]، تیئسویں[23]، پچیسویں[25]، ستائیسویں[27]، اُنتیسویں[29] شب میں۔ ف۲ میں اس شب میں پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ ترجمۂ باب یہیں سے نکلتا ہے کہ آپ نے پیشانی اور ناک پر سجدہ کیا۔ حمیدی نے اس حدیث سے یہ دلیل لی کہ پیشانی اور ناک میں اگر مٹی لگ جائے تو نماز میں نہ پونچھے، شب قدر کا مفصل بیان خدا چاہے تو آگے آئے گا۔

بَابُ عَقْدِ الثِّيَابِ وَشَدِّهَا، وَمَنْ ضَمَّ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ إِذَا خَافَ أَنْ تَنْكَشِفَ عَوْرَتُهُ۔

باب: نماز میں کپڑوں میں گرہ لگانا باندھنا کیسا ہے اور اگر کسی نے ستر کھلنے کے ڈر سے ایسا کیا کپڑا لپیٹا تو کیا حکم ہے۔

۷۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ عَاقِدُوا أُزْرِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ عَلَى رِقَابِهِمْ، فَقِيلَ لِلنِّسَاءِ: لَا تَرْفَعْنَ رُءُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوسًا۔

ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے، انہوں نے ابوحازم سلمہ بن دینار سے، انہوں نے سہل بن سعد سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ اپنے تہبندوں میں گردن پر گرہ لگا کر نماز پڑھا کرتے کیونکہ تہبند چھوٹے تھے اور عورتوں سے کہدیا گیا تھا تم اپنا سر (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھاؤ جب تک مرد سیدھے ہوکر بیٹھ نہ جائیں ف

ف اس سے غرض یہ تھی کہ عورتوں کی نگاہ مردوں کے ستر پر نہ پڑے۔

بَابٌ لَا يَكُفُّ شَعَرًا۔

باب: (سجدے میں) بالوں کو نہ سمیٹے۔

۷۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ـ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، وَ لَا يَكُفَّ ثَوْبَهُ وَلَا شَعَرَهُ۔

ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے طاؤس سے، انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا اور سجدے میں بال اور کپڑے نہ سمیٹنے کا حکم ہوا ف

ف کیونکہ بال بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے دوسری روایت میں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بالوں کے جوڑے پر شیطان بیٹھ جاتا ہے۔

بَابٌ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهُ فِي الصَّلَاةِ۔

باب: نماز میں کپڑا نہ سمیٹے۔

۷۸۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ، لَا أَكُفُّ

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے طاؤس سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مجھ کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا اور بال اور کپڑے

شَعَرًا وَلَا ثَوْبًا۔

نہ سمیٹنے کا۔

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ فِي السُّجُودِ۔

باب: سجدے میں تسبیح اور دعا کا بیان۔

۷۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي- يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے کہا مجھ سے منصور بن معتمر نے بیان کیا، انہوں نے مسلم بن صبیح سے، انہوں نے مسروق سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر رکوع اور سجدے میں یہ کہا کرتے تھے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفر لی۔ آپؐ قرآن میں جو حکم اترا اس پر عمل کرتے تھے ف۱

ف۱ سورہ اذا جاء نصر اللہ میں یہ اترا فسبح بحمد ربك واستغفرہ تو آپؐ تسبیح اور استغفار رکوع اور سجدے میں کیا کرتے۔ حدیث سے یہی نکلا کہ رکوع اور سجدے میں دعا کرنا درست ہے۔

بَابُ الْمُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

باب: دونوں سجدوں کے بیچ میں ٹھیرنا۔

۷۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا أُنَبِّئُكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: وَذَاكَ فِي غَيْرِ حِينِ صَلَاةٍ، فَقَامَ ثُمَّ رَكَعَ، فَكَبَّرَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَامَ هُنَيَّةً ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هُنَيَّةً فَصَلَّى صَلَاةَ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ شَيْخِنَا هَذَا، قَالَ أَيُّوبُ، كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ أَرَهُمْ يَفْعَلُونَهُ، كَانَ يَقْعُدُ فِي الثَّالِثَةِ وَالرَّابِعَةِ، قَالَ: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقَمْنَا

ہم سے ابو النعمان محمد بن فضل نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے انہوں نے ایوب سختیانی سے انہوں نے ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے انہوں نے کہا مالک بن حویرث صحابی نے اپنے یاروں سے کہا میں تم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ بتاؤں؟ ابو قلابہ نے کہا اس وقت کوئی فرض نماز کا وقت نہ تھا، وہ کھڑے ہوئے پھر رکوع کیا اور تکبیر کہی پھر (رکوع سے) سر اٹھایا اور تھوڑی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا۔ پھر سر اٹھایا، تھوڑی دیر ٹھیرے رہے ف۱ پھر دوسرا سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر سر اٹھا کر بیٹھے رہے ف۲ غرض انہوں نے ہمارے شیخ عمرو بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی، ایوب سختیانی نے کہا عمرو بن سلمہ ایک ایسی بات کیا کرتا تھا جو میں نے اور لوگوں کو کرتے نہیں دیکھا وہ بیٹھتا تھا تیسری رکعت کے بعد یا چوتھی رکعت کے شروع میں ف۳

عِنْدَهُ فَقَالَ: لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى أَهْلِيكُمْ صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ۔

مالک بن حویرث نے کہا ہم تو (اپنی قوم کی طرف سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ٹھیرے رہے پھر آپؐ نے فرمایا تم لوگ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ تو بہتر ہے (دیکھو یہ نماز فلاں وقت پڑھنا یہ نماز فلاں وقت، جب نماز کا وقت آئے تم میں سے کوئی اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔

ف ۱ یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے کیونکہ دونوں سجدوں کے بیچ میں ٹھیرنا بیان ہوا ؛ ف ۲ بعض نسخوں میں یہ عبارت ثم سجد ثم رفع راسه هنية ایک ہی بار ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے نسخہ قسطلانی مطبوعہ مصر میں بھی یہ عبارت ایک ہی بار ہے۔ اگر دو بار ہو تو دوسری بار کا یہی مطلب ہوگا کہ دوسرا سجدہ کرکے ذرا بیٹھ گئے جلسۂ استراحت کیا پھر کھڑے ہوئے ؛ ف ۳ حافظ نے کہا راوی کو شک ہے کہ تیسری رکعت کے اخیر میں کہا یا چوتھی رکعت کی ابتداء میں اور مطلب ایک ہی ہے یعنی جلسۂ استراحت کرتے تھے ؛

۷۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ سُجُودُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُكُوعُهُ وَقُعُودُهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

ہم سے محمد بن عبدالرحیم صاعقہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابو احمد محمد ابن عبداللہ زبیری نے کہا ہم سے مسعر بن کدام نے انہوں نے حکم ابن عتیبہ کوفی سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے براء بن عازبؓ صحابی سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ اور رکوع اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا برابر ہوتا ف ۱

ف ۱ قسطلانی نے کہا یہ جماعت کی نماز کا ذکر ہے اکیلے آدمی کو اختیار ہے کہ وہ اعتدال اور قومہ سے سجدہ دونا کرے حدیث کی مطابقت ترجمۂ باب سے ظاہر ہے ؛

۷۸۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنِّي لَا آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا، قَالَ ثَابِتٌ: كَانَ أَنَسٌ يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَكُمْ تَصْنَعُونَهُ، كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ حَتَّى يَقُولَ

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے، انہوں نے ثابت سے، انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا میں کوتاہی نہیں کرنے کا تم کو اسی طرح نماز پڑھاؤں گا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھاتے دیکھا ہے ثابت نے کہا انسؓ ایک ایسی بات (نماز میں) کیا کرتے تھے جو میں تم کو کرتے نہیں دیکھتا، وہ کیا تھی انسؓ جب رکوع کرکے اپنا سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے

القائل: قد نسي، وبين السجدتين حتى يقول القائل: قد نسي۔

رہتے کہ کوئی کہنے والا کہے بھول گئے، اسی طرح دونوں سجدوں کے بیچ میں اتنا بیٹھتے کہ کوئی کہنے والا کہے بھول گئے ف

ف ہمارے امام احمد بن حنبلؒ نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بار بار رب اغفرلی کہنا مستحب جانا ہے جیسے حذیفہ کی حدیث میں وارد ہے، حافظ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں سے ثابت نے یہ گفتگو کی وہ دونوں سجدوں کے درمیان نہ بیٹھتے ہوں گے لیکن حدیث پر چلنے والا جب حدیث صحیح معلوم ہو جائے تو کسی کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا ؛

بابٌ لا يفترش ذراعيه في السجود،

وقال أبو حميد: سجد النبي صلى الله عليه وسلم ووضع يديه غير مفترش ولا قابضهما۔

باب: سجدے میں اپنی دونوں باہیں (جانور کی طرح) زمین پر نہ بچھائے اور ابو حمید نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے، باہیں نہیں بچھائیں نہ ان کو پہلو سے ملایا ف

ف یہ حدیث آگے چل کر خود امام بخاریؒ نے نکالی ؛

۷۸۵- حدثنا محمد بن بشار قال: حدثنا محمد بن جعفر قال: حدثنا شعبة قال: سمعت قتادة، عن أنس ابن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اعتدلوا في السجود، ولا يبسط أحدكم ذراعيه انبساط الكلب۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن جعفر نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے قتادہ سے سنا، انہوں نے انس بن مالکؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا سجدہ ٹھیک طور سے کرو اور کوئی تم میں سے کتے کی طرح اپنی باہیں زمین پر نہ بچھائے ف

ف کیونکہ اس طرح باہیں بچھا دینا سستی اور کاہلی کی نشانی ہے۔ قسطلانی نے کہا اگر کوئی ایسا کرے تو اس کی نماز ہو جائے گی پر مکروہ تنزیہ ہوگی ؛

بابٌ من استوى قاعدا في وترٍ من صلاته ثم نهض۔

باب: طاق رکعتوں کے بعد سیدھا بیٹھ جانا پھر اُٹھنا ف

ف طاق رکعتوں کے بعد یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدے سے جب اُٹھے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر اٹھنا اس کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں ؛

۷۸۶- حدثنا محمد بن الصباح قال: أخبرنا هشيم قال: أخبرنا خالد الحذاء، عن أبي قلابة قال: أخبرنا

ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا کہا ہم کو ہُشیم نے خبر دی کہا ہم کو خالد حذاء نے، انہوں نے ابو قلابہ سے کہا ہم کو مالک بن حویرث نے خبر

مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِيُّ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا۔

دی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے۔ جب آپؐ طاق رکعت یا رکعتیں پڑھ چکتے تو کھڑے نہ ہوتے جب تک کہ سیدھے بیٹھ نہ جاتے۔

بَابٌ كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْأَرْضِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ۔

باب: جب رکعت پڑھ کر اٹھنا چاہے تو زمین پر کیسے ٹیکا دے؟ ف

ف امام بخاریؒ نے یہ باب لاکر ابراہیم نخعی اور حنفیہ کا رد کیا جو کھڑے ہوتے وقت ہاتھوں کو ٹیک کر اٹھنے کو مکروہ جانتے ہیں۔

۷۸۷۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ: جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ فَصَلَّى بِنَا فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا، فَقَالَ: إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلٰكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَالَ أَيُّوبُ: فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: وَكَيْفَ كَانَتْ صَلَاتُهُ؟ قَالَ: مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هٰذَا۔ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلِمَةَ۔ قَالَ أَيُّوبُ: وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّيْخُ يُتِمُّ التَّكْبِيرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ۔

ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا کہا ہم کو وہیب نے انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے کہا مالک ابن حویرث ہمارے پاس آئے اس مسجد میں نماز پڑھائی کہنے لگے میں تم کو نماز پڑھاتا ہوں میری نیت (صرف) نماز پڑھنے کی نہیں ہے بلکہ میں تم کو یہ تبلانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے کیسے نماز پڑھتے دیکھا۔ ایوب سختیانی نے کہا میں نے ابوقلابہ سے پوچھا مالک نے کیونکر نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا ہمارے اس شیخ عمرو ابن سلمہ کی طرح، ایوب نے کہا عمرو بن سلمہ پوری دبائیں تکبیریں کہتا اور جب دوسرا سجدہ کر کے (پہلی اور تیسری رکعت میں) سر اُٹھاتا تو بیٹھ جاتا اور زمین پر ٹیکا دے کر پھر اُٹھتا ف

ف یعنی جلسۂ استراحت کر کے پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھتا جیسے بوڑھا شخص دونوں ہاتھوں پر آٹا گوندھنے میں ٹیکا دیتا ہے۔ حنفیہ نے جو اس کے خلاف ترمذی کی حدیث سے دلیل لی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوتے تھے تو یہ حدیث ضعیف ہے۔ علاوہ اسکے اس سے یہ نکلتا ہے کہ کبھی آپؐ نے جلسۂ استراحت کیا اور کبھی نہیں کیا اہل حدیث کا یہی مذہب ہے، وہ جلسۂ استراحت کو مستحب کہتے ہیں، اور اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے ضعف یا علالت کی وجہ سے ایسا کیا اور یہ کہنا کہ نماز کا موضوع استراحت نہیں ہے قیاس ہے بمقابلہ نص اور وہ فاسد ہے۔

بَابٌ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يُكَبِّرُ فِي نَهْضَتِهِ۔

باب: جب دو رکعتیں پڑھ کر اُٹھے تو تکبیر کہے اور عبداللہ بن زبیرؓ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے ف۱۔

ف۱ اس کو ابن ابی شیبہ نے باسنادِ صحیح وصل کیا ؛

۷۸۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: صَلَّى لَنَا أَبُو سَعِيدٍ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيرِ حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، وَحِينَ سَجَدَ، وَحِينَ رَفَعَ، وَحِينَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ، وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے، انہوں نے سعید بن حارث سے انہوں نے کہا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی جب انہوں نے سجدے سے سر اٹھایا تو پکار کر تکبیر کہی پھر جب سجدہ کیا تو ایسا ہی کیا۔ اسی طرح جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی نماز پڑھتے دیکھا۔

۷۸۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ صَلَاةً خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي فَقَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا هٰذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ: لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے کہا ہم سے غیلان بن جریر نے، انہوں نے مطرف بن عبداللہ ابن شخیر سے، انہوں نے کہا میں نے اور عمران بن حصینؓ (صحابی) نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی (بصرے میں) وہ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو تکبیر کہتے جب انہوں نے سلام پھیرا تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا انہوں نے (یعنی حضرت علیؓ نے) ایسی نماز پڑھائی جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو پڑھاتے تھے یا یوں کہا انہوں نے مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلائی ف۱

ف۱ یہ مطرف راوی کو شک ہے ؛

بَابُ سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ وَكَانَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ تَجْلِسُ فِي صَلَاتِهَا جِلْسَةَ الرَّجُلِ، وَكَانَتْ فَقِيهَةً۔

باب: التحیات کے لئے کیونکر بیٹھنا سنت ہے اور امّ درداء (جو تابعیہ تھیں) نماز میں مرد کی طرح دو زانو بیٹھتیں اور وہ فقہ جانتی تھیں ف

ف شریعت کے مسائل سے واقف تھیں، اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں وصل کیا لیکن اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ فقہ جانتی تھیں تو شاید یہ امام بخاریؒ کا قول ہے۔ حافظ نے کہا یہ امّ درداؓ صغریٰ ہیں کیونکہ کبریٰ جو صحابیہ تھیں ان سے مکحول نہیں ملے اور یہ قول کہ وہ جانتی تھیں مکحول کا قول ہے نہ کہ امام بخاریؒ کا جیسے تاریخ میں اور مسند فریابی میں اس کی صراحت موجود ہے اور عینی نے غلطی کی جو کہا کہ یہ ام درداؓ صحابیہ ہیں۔ اگر ان کو فن رجال میں عبور ہوتا اور حدیث کی کتابوں پر پوری نظر ہوتی تو ایسی غلطیاں نہ کرتے ؛

۷۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ، فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ، فَنَهَانِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى، وَتَثْنِيَ الْيُسْرَى، فَقُلْتُ: إِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، انہوں نے امام مالکؒ سے، انہوں نے عبدالرحمن بن قاسم سے انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ سے وہ اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھتے نماز میں دوزانو ہو کر بیٹھتے (پالتی مار کر) میں بھی اسی طرح بیٹھا ان دنوں میں کم سن تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے مجھ کو منع کیا اور کہا نماز میں یوں بیٹھنا سنت ہے کہ داہنا پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں کو موڑ دے (اس پر بیٹھے) میں نے کہا (باوا) تم تو چار زانو بیٹھتے ہو، انہوں نے کہا میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھا نہیں سکتے ف

ف میں بیمار ہوں جیسے امام محمدؒ نے مؤطا میں روایت کیا، معلوم ہوا کہ مرد اور عورت دونوں کے لئے دوزانو ہو کر بیٹھنا سنت ہے لیکن یہ پہلے قعدے میں ہے اور دوسرے قعدے میں تورک یعنی سرین پر بیٹھنا سنت ہے یعنی داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں کو آگے کر کے تلے سے داہنی طرف باہر نکالے اور دونوں سرین زمین سے ملا کر بائیں ران پر بیٹھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عذر سے چار زانو یا اور کسی طرح بھی بیٹھنا جائز ہے بعضے کہتے ہیں کہ نفلی نمازوں میں بلا عذر بھی جائز ہے اور فرض نمازوں میں بلا عذر مکروہ ہے ؛

۷۹۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، وَحَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، وَيَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے خالد بن یزید سے، انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے، انہوں نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے دوسری سند: یحییٰ بن بکیر نے کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے یزید ابن ابی حبیب اور یزید بن محمد قرشی سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حلحلہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے وہ آنحضرت صلی اللہ

مَعَ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، وَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْأُخْرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ، وَسَمِعَ اللَّيْثُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ، وَيَزِيدُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَلْحَلَةَ، وَابْنُ حَلْحَلَةَ، مِنِ ابْنِ عَطَاءٍ، وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ: كُلُّ فَقَارٍ، وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ حَدَّثَهُ: كُلُّ فَقَارٍ،

علیہ وسلم کے کئی اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے ف۱ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر آیا تو ابوحمید ساعدیؓ نے کہا میں تم سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو خوب یاد رکھنے والا ہوں۔ میں نے دیکھا آپؐ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں مونڈھوں کے برابر لے جاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر جما دیتے پھر اپنی پیٹھ جھکا کر سر اور گردن کے برابر کر دیتے پھر سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ آپؐ کی پیٹھ کی ہر پسلی اپنی جگہ پر آجاتی اور جب سجدہ کرتے دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے نہ بانہوں کو بچھاتے نہ سمیٹ کر پہلو سے لگا دیتے اور پاؤں کی انگلیوں کی نوکیں قبلے کی طرف رکھتے جب دو رکعتیں پڑھ چکتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے، جب اخیر رکعت پڑھ چکتے بایاں پاؤں آگے کرتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور سرین کے بل بیٹھتے ف۲ اور لیث نے یزید بن ابی حبیب سے اور یزید نے محمد بن حلحلہ سے سنا ہے اور محمد بن حلحلہ نے محمد بن عمرو ابن عطاء سے سنا ہے (تو یہ حدیث منقطع نہیں ہے) اور ابوصالح نے لیث سے یوں نقل کیا ہے ہر پسلی اپنی جگہ آجاتی اور عبداللہ ابن مبارک نے اس حدیث کو یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا اُن سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے اس میں یوں ہے ہر پسلی آپؐ کی ف۳۔

ف۱ صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ دس صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے ان میں سہل بن سعدؓ اور ابواُسید ساعدیؓ اور محمد بن مسلمہؓ، ابوہریرہؓ اور ابوقتادہ شامل تھے باقی صحابہؓ کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ف۲ اسی کو تورک کہتے ہیں جس کا ذکر ابھی گزر چکا ہے۔ یہی مذہب ہے اہل حدیث اور شافعی کا۔ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ اگر چار رکعتی نماز ہو تو اخیر التحیات میں تورک کرے۔ اگر دو رکعتی نماز ہو تو تورک نہ کرے۔ اور شافعی کے نزدیک کرے حنفیہ کہتے ہیں کبھی تورک نہ کریں۔ مالکیہ کہتے ہیں دونوں قعدوں میں تورک کرے ف۳ عبداللہ بن مبارک کی روایتوں کو فریابی اور جوزقی اور ابراہیم حربی نے وصل کیا ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ التَّشَهُّدَ الْأَوَّلَ وَاجِبًا لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ۔

باب: اس کی دلیل جو پہلے تشہد کو (چار رکعتی یا تین رکعتی نماز میں) واجب نہیں جانتا (یعنی فرض) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور بیٹھے نہیں ف۱

ف۱ باوجودیکہ لوگوں نے سبحان اللہ کہا لیکن آپؐ نہ بیٹھے۔ اگر تشہد پہلا فرض ہوتا تو ضرور بیٹھ جاتے جیسے کوئی رکوع یا سجدہ بھول جائے اور یاد آئے تو اسی وقت لوٹنا لازم ہے۔ ہمارے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ تشہد واجب ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے اس کو ہمیشہ کیا اور بھول گئے تو سجدۂ سہو سے اس کا تدارک کیا؛

۷۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ مَوْلٰى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَقَالَ مَرَّةً مَوْلٰى رَبِيعَةَ ابْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ بُحَيْنَةَ قَالَ وَهُوَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ، فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج نے بیان کیا جو بنی عبدالمطلب کے غلام تھے اور کبھی زہری نے یوں کہا جو ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کے غلام تھے کہ عبداللہ بن بحینہ نے کہا جو ازدشنوءہ کے قبیلے سے اور بنی عبدمناف کے حلیف ف۱ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتیں پڑھ کے کھڑے ہو گئے بیٹھے نہیں، لوگ بھی آپؐ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پوری کر چکے تو لوگ انتظار میں تھے کہ آپؐ اب سلام پھیریں گے تو آپؐ نے بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا، پھر دو سجدے کئے سلام سے پہلے پھر سلام پھیرا۔

ف۱ جاہلیت کے زمانے میں ایک شخص کسی قوم سے جا کر معاہدہ کر لیتا کہ میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔ تمہارے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن تو اس کو اس قوم کا حلیف کہتے ہیں؛

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الْأُولٰى۔

باب: پہلے قعدے میں تشہد پڑھنا۔

۷۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے بکر بن مضر نے انہوں نے جعفر بن ربیعہ سے، انہوں نے اعرج سے انہوں نے عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے

بُحَيْنَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ، فَقَامَ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ، فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی (دو رکعتوں کے بعد) تشہد آپ کو پڑھنا تھا لیکن کھڑے ہو گئے ف۱ جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے بیٹھے بیٹھے (سہو کے) دو سجدے کئے۔

ف۱ اور تشہد نہیں پڑھا حدیث میں "علیہ الجلوس" ہے یعنی آپ پر بیٹھنا باقی رہ گیا۔ جلوس سے مراد تشہد ہے تو ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے ؛

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الْآخِرَةِ۔

باب: دوسرے قعدے میں تشہد پڑھنا۔

۷۹۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ۔ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا، وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے اعمش نے، انہوں نے شقیق بن سلمہ سے انہوں نے کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہا ہم (پہلے پہل) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تو (سلام کے وقت) یوں کہتے جبرائیل پر سلام اور میکائیل پر سلام فلانے پر سلام، فلانے پر سلام (اللہ پر سلام) پھر (ایک روز ایسا ہوا کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا (تم اللہ کو کیا سلام کرتے ہو) ف۱ اللہ کا تو نام خود سلام ہے جب تم میں کوئی نماز پڑھے تو یوں کہے التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ف۲ جب تم یہ کہو گے تو تمہارا سلام آسمان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو پہنچ جائے گا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہٗ و رسولہٗ ف۳

ف۱ سلام درحقیقت دعا ہے یعنی تم سلامت رہو، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ایسی دعا دینے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ہر ایک آفت اور تغیر سے پاک ہے، ازلی ابدی ہے، وہ جس کو چاہے سلامت رکھتا ہے اسی لئے اس کا نام سلام ہوا؛ ف۲ ترجمہ یوں ہے ہر طرح کی آداب بندگیاں، کورنشیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور نمازیں اور پاکیزہ باتیں یا پاکیزہ خیراتیں۔ اے پیغمبر تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر؛ ف۳ ترجمہ یوں ہے:

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے۔ ایک روایت میں یوں ہے و اشھد ان محمدا رسول اللہ۔ ایک روایت میں یوں ہے التحیات المبارکات والصلوات الطیبات للہ اخیر تک۔ ایک روایت میں یوں ہے التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ۔ ایک میں یوں ہے بسم اللہ و باللہ التحیات للہ اخیر تک ہر طرح پڑھنا درست ہے نمازی کو اختیار ہے۔ شافعیؒ کے نزدیک پہلا تشہد سنت ہے دوسرا واجب، ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک دونوں سنت ہیں۔ ہمارے امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ والغفران کے نزدیک پہلا واجب ہے اگر بھول جائے تو سجدۂ سہو سے اس کا تدارک ہو سکتا ہے اور دوسرا فرض ہے اگر بھول جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلاَمِ۔

۷۹۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلاَةِ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ، فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ، وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَعِيذُ فِي صَلاَتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔

باب (تشہد کے بعد) سلام سے پہلے کیا دعا پڑھے۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے کہا ہم کو عروہ بن زبیر نے خبر دی انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں، انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (تشہد کے بعد) یہ دعا پڑھتے تھے یا اللہ تیری پناہ قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ کانے دجال کے بہکانے سے اور تیری پناہ زندگی اور موت کے فتنے سے ؎۱ یا اللہ تیری پناہ گناہ سے اور قرضداری سے۔ ایک شخص (حضرت عائشہ رضؓ) نے آپؐ سے عرض کیا سبب کیا ہے جو آپؐ قرض داری سے بہت پناہ مانگتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا آدمی جب قرض دار ہوتا ہے تو اس کی بات جھوٹ ہو جاتی ہے اور وعدہ خلاف ہو جاتا ہے۔ زہری نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ نماز میں دجال کے بہکانے سے پناہ مانگتے تھے ؎۲۔

؎۱ زندگی کا فتنہ دنیا کی وہ چیزیں ہیں جو خدا کو بھلا دیتی ہیں دولت مال اولاد وغیرہ موت کا فتنہ وہ کہ مرتے وقت خاتمہ برا ہو شیطان کے بہکاوے میں آجائے۔

ف۲ حالانکہ آپ کے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دیئے تھے اور وہ خیال آپکا کچھ نہ بگاڑ سکتا مگر قوم کو سکھانے کیلیے یا بارگاہ الٰہی میں عاجزی ظاہر کرنے کے لئے یہ دعا کی :

۷۹۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي: قَالَ: قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے ابوالخیر مرثد ابن عبداللہ سے انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے انہوں نے ابوبکر صدیقؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کوئی ایسی دعا سکھلایئے جس کو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپؐ نے فرمایا یوں کہہ یا اللہ میں نے اپنی جان کو (گناہ کرکے) بہت مصیبت میں ڈالا اور گناہوں کو بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں ہے تو اپنی بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر بے شک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے ف۱۔

ف۱ ایک روایت میں یہ دعا آئی ہے: اللھم اغفرلی ذنبی ووسع لی فی رزقی و بارک لی فیما رزقتنی۔ ایک روایت میں یہ آئی: اللھم انی اسالک الثبات فی الامر والعزیمۃ علی الرشد و اسالک شکر نعمتک وحسن عبادتک و اسالک قلبا سلیما ولسانا صادقا و اسالک من خیر ماتعلم و اعوذبک من شر ماتعلم و استغفرک لما تعلم انک انت علام الغیوب۔ ایک روایت میں یوں ہے: اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک۔ ایک روایت میں یوں ہے اللھم بعلمک الغیب وقدرتک علی الخلق احینی ما علمت الحیوٰۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی اسالک خشیتک فی الغیب والشھادۃ وکلمۃ الحق فی الغضب والرضی والقصد فی الفقر والغنی و لذۃ النظر الی وجھک والشوق الی لقائک واعوذبک من ضراء مضرۃ ومن فتنۃ مضلۃ اللھم زینا بزینۃ الایمان واجعلنا ھداۃ مھتدین۔ ایک روایت میں یوں ہے: اللھم انی اسالک من الخیر کلہ ما علمت منہ و مالم اعلم واعوذبک من الشر کلہ ما علمت منہ و مالم اعلم اللھم انی اسالک من خیر ما سالک منہ عبادک الصالحون واعوذبک من شر ما استعاذ منہ عبادک الصالحون ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ ان دعاؤں میں نمازی کو اختیار ہے جو دعا چاہے وہ پڑھے اور ان کے سوا بھی جو دعا چاہے مانگ سکتا ہے خواہ دین کی ہو یا دنیا کی مثلاً یوں بھی کہہ سکتا ہے یا اللہ مجھ کو خوبصورت بیوی عطا فرما، یا اتنا روپیہ دے اور امام بخاریؒ نے اس کو ثابت کیا آگے کے باب میں صحیح حدیث لاکر اور حنفیہ کہتے ہیں ادعیہ ماثورہ کے موافق جو دعا ہو وہی کر سکتا ہے :

بَابُ مَا يُتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ۔

باب: تشہد کے بعد جو دعا اختیار کی جاتی ہے اور اس دعا کا پڑھنا کچھ واجب نہیں ہے۔

۷۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ،

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید ابن قطان نے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے کہا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُولُوا: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو۔

مجھ سے شقیق نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن مسعودؓ سے انہوں نے کہا ہم (پہلے) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو یوں کہا کرتے اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام فلانے پر سلام فلانے پر سلام۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مت کہو اللہ پر سلام (اللہ تو خود سلام ہے سب کا سلامت رکھنے والا) بلکہ یوں کہو آداب بندگیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور نمازاور پاکیزہ خیراتیں، سلام تم پر اے پیغمبر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں، سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، اور جب تم یہ کہو گے تو آسمان زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو تمہارا سلام پہنچ جائے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر دعاؤں میں سے جو دعا اس کو پسند ہو وہ دعا مانگے ف

ف یہ لفظ عام ہے دین اور دنیا کے متعلق ہر ایک قسم کی دعا مانگ سکتا ہے اور مجھ کو حیرت ہے کہ حنفیہ نے یہ کیسے کہا ہے کہ فلاں قسم کی دعا نماز میں مانگ سکتا ہے فلاں قسم کی نہیں مانگ سکتا۔ نماز میں بندے کو اپنے مالک کی بارگاہ میں باریابی کا شرف حاصل ہوتا ہے پھر اپنی اپنی لیاقت اور حوصلے کے موافق ہر بندہ اپنے مالک سے معروضہ کرتا ہے اور مالک اپنے کرم اور رحم سے عنایت فرماتا ہے۔ اگر صرف دین کے متعلق دعائیں مانگنا نماز میں جائز ہو اور دوسری دعائیں جائز نہ ہوں تو دوسرے مطلب کس سے مانگے؟ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ سے اپنی سب حاجتیں مانگو یہاں تک تسمہ ٹوٹ جائے یا ہانڈی میں نمک نہ ہو تو بھی اللہ ہی سے کہو۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَمْسَحْ جَبْهَتَهُ وَأَنْفَهُ حَتّٰى صَلّٰى، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: رَأَيْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَحْتَجُّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَنْ لَا يَمْسَحَ الْجَبْهَةَ فِي الصَّلَاةِ۔

باب: اگر نماز میں پیشانی یا ناک سے مٹی لگ جائے تو نہ پونچھے جب تک کہ نماز سے فارغ نہ ہو۔ امام بخاریؒ نے کہا میں نے عبداللہ بن زبیر حمیدی کو دیکھا وہ اسی حدیث سے یہ دلیل لیتے تھے کہ نماز میں اپنی پیشانی نہ پونچھے۔

۷۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي

ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، انہوں نے

سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ، حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے کہا میں نے ابوسعید خدری رضؓ سے (شب قدر کو) پوچھا انہوں نے کہا میں نے (اس رات میں) دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے یہاں تک کہ آپؐ کی پیشانی میں میں نے کیچڑ کا نشان دیکھا ف

ف حمیدی نے جو امام بخاریؒ کے استاد اور شافعیؒ کے شاگرد ہیں اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ نماز میں پیشانی اور ناک سے مٹی پونچھنا جائز نہیں حالانکہ یہ استدلال اس حدیث سے پورا نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ آپؐ نے پونچھا ہو اور اس کا نشان رہ گیا ہو یا آپؐ کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو:

بَابُ التَّسْلِيمِ۔

باب: سلام پھیرنے کا بیان۔

٧٩٩۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ هِنْدَ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ وَمَكَثَ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأُرَى وَاللهُ أَعْلَمُ أَنَّ مَكْثَهُ لِكَيْ يَنْفُذَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ مَنِ انْصَرَفَ مِنَ الْقَوْمِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، کہا ہم سے ابن شہاب زہری نے انہوں نے ہند بنت حارث سے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضؓ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (نماز سے) سلام پھیرتے ف تو عورتیں سلام پھیرتے ہی کھڑی ہو کر چل دیتیں اور آپؐ تھوڑی دیر ویسے ہی بیٹھے رہتے۔ ابن شہاب نے کہا میں سمجھتا ہوں اور پورا علم تو اللہ ہی کو ہے آپؐ اس لئے ٹھیر جاتے تھے کہ عورتیں چل دیں اور مرد نماز سے فارغ ہو کر ان کو نہ پائیں:

ف سلام پھیرنا امام احمدؒ اور شافعیؒ اور مالکؒ اور جمہور علماء اور اہل حدیث کے نزدیک فرض اور نماز کا ایک رکن ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ لفظ سلام کو فرض نہیں جانتے بلکہ نماز کے خلاف کوئی کام کر کے نماز سے نکلنا فرض جانتے ہیں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ سلام پھیرا اور فرمایا کہ نماز سے نکلنا سلام پھیرنا ہے:

بَابٌ يُسَلِّمُ حِينَ يُسَلِّمُ الْإِمَامُ

باب: امام کے سلام پھیرتے ہی مقتدی بھی سلام پھیرے

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَسْتَحِبُّ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ أَنْ يُسَلِّمَ مَنْ خَلْفَهُ۔

ف اور عبداللہ بن عمر رضؓ مستحب جانتے تھے کہ جب امام سلام پھیرے تو اس کے پیچھے جو لوگ ہیں وہ بھی سلام پھیریں ف۲

ف امام بخاری نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا کہ مقتدی کو سلام پھیرنے میں دیر نہ کرنا چاہیئے بلکہ امام کے سلام کے ساتھ ہی پھیرنا چاہیئے: ف۲ اس اثر کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا:

۸۰۰۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ۔

ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو معمر بن راشد نے، انہوں نے زہری سے انہوں نے محمود بن ربیع انصاری سے، انہوں نے عتبان بن مالک انصاری سے انہوں نے کہا ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؐ نے جب سلام پھیرا ہم نے بھی پھیرا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ السَّلَامَ عَلَى الْإِمَامِ، وَاكْتَفَى بِتَسْلِيمِ الصَّلَاةِ۔

باب: امام کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں، صرف نماز کے دو سلام کافی ہیں ف

ف یہ باب لاکر امام بخاریؒ نے مالکیہ کا رد کیا جو کہتے ہیں مقتدی ایک تیسرا سلام امام کو بھی کرے ۔

۸۰۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَزَعَمَ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَ فِي دَارِهِمْ قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ، ثُمَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي لِقَوْمِي بَنِي سَالِمٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَإِنَّ السُّيُولَ تَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، فَلَوَدِدْتُ أَنَّكَ جِئْتَ فَصَلَّيْتَ فِي بَيْتِي مَكَانًا حَتَّى أَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَ: أَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. فَغَدَا عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ فَأَشَارَ إِلَيْهِ

ہم سے عبدان نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے کہا ہم کو معمر نے خبر دی۔ انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو محمود بن ربیع نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دلپوری طرح سے) یاد ہیں اور وہ کلی بھی آپؐ کی یاد ہے جو آپؐ نے اُن کے گھر میں ایک ڈول سے لے کر محمود کے منہ پر ڈال دی تھی۔ انہوں نے کہا میں نے عتبان بن مالک انصاری سے سُنا جو بنی سالم میں ایک شخص تھے انہوں نے کہا میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کیا کرتا تھا تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے عرض کیا میری نگاہ میں خلل آگیا ہے اور کبھی پانی کے نالے میرے اور میری قوم کے درمیان بہنے لگتے ہیں ف میں چاہتا ہوں آپؐ میرے مکان پر تشریف لائیے اور وہاں کسی جاتے پر نماز پڑھ دیجئے میں اس جائے کو مسجد مقرر کر لوں آپؐ نے فرمایا انشاء اللہ پھر صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر اس وقت تشریف لائے جب دن چڑھ گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دی آپؐ بیٹھے بھی نہیں اور فرمایا تم اپنے گھر میں کس جگہ چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ عتبان نے ایک جائے پسند کر کے

مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي أَحَبَّ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمْنَا حِينَ سَلَّمَ۔

نماز کے لئے بتلائی۔ آپ کھڑے ہوئے اور ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا ہم نے بھی سلام پھیرا ف ۲

ف یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے ؛ ف ۲ امام بخاریؒ نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ ظاہر یہ ہے کہ مقتدیوں کا سلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام کی طرح تھا اور اگر مقتدیوں نے کوئی تیسرا سلام کیا ہوتا تو اس کو ضرور بیان کرتے قسطلانی نے کہا امام مالکؒ یہ کہتے ہیں کہ مقتدی داہنی طرف سلام پھیرے پھر امام کو سلام کرے پھر بائیں طرف سلام پھیرے ؛

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ۔

باب : نماز کے بعد ذکر الٰہی کرنا۔

۸۰۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ : أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ،

ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا کہا ہم کو عبدالرزاق بن ہمام نے خبر دی کہا ہم کو عبدالملک بن جریج نے کہا مجھ کو عمرو بن دینار نے ان سے ابومعبد (نافذ) نے بیان کیا جو ابن عباسؓ کے غلام تھے، ان کو عبداللہ بن عباسؓ نے خبر دی کہ فرض نماز سے فارغ ہو کر ذکر کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے جاری تھا اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ کو تو لوگوں کا نماز سے فراغت ہونا اسی ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا ف

ف اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پکار کر یعنی جہر کے ساتھ ذکر الٰہی کرنا بدعت نہیں ہے جیسے بعضے لوگوں نے سمجھا ہے۔ امام مالکؒ سے ایسا ہی منقول ہے اور تحقیق اس باب میں یہ ہے کہ جہاں پر جہر وارد ہوا ہے وہاں جہر بہتر ہے۔ اور عموماً آہستہ ذکر کرنا بہتر ہے جیسے قرآن پاک میں ذکر ہوا ہے واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول۔ قسطلانی نے کہا ابن عباسؓ اس زمانہ میں کم سن تھے یا تو جماعت میں حاضر ہی نہ ہوتے ہوں گے یا آتے ہوں گے تو پچھلی صف میں رہتے ہوں گے اس لئے وہ سلام کی آواز نہ سنتے ہوں گے جب نماز کے بعد صحابہؓ پکار کر تکبیر کہتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ نماز ختم ہوئی ؛

۸۰۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے کہا مجھ کو ابومعبد نے خبر دی، انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں آنحضرت صلی اللہ

كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ۔

علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا اس وقت پہچانتا جب تکبیر کی آواز سنتا ف۱

ف۱ ابن حبیب نے واضحہ میں نقل کیا کہ صحابہ صبح اور عشاء کی نماز کے بعد لشکروں میں تین بار تکبیر بلند آواز سے کہنا مستحب جانتے۔ ابن حبیب نے کہا ہمیشہ سے لوگوں کا یہ دستور رہا ہے:

۸۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَا وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ يَحُجُّونَ بِهَا، وَيَعْتَمِرُونَ وَيُجَاهِدُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ، فَقَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِمَا إِنْ أَخَذْتُمْ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ تُسَبِّحُونَ، وَتَحْمَدُونَ، وَتُكَبِّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا: نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: تَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ۔

ہم سے محمد بن ابی بکرؒ نے بیان کیا کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے، انہوں نے عبید اللہ عمری سے انہوں نے سمی سے انہوں نے ابوصالح ذکوان سے، انہوں نے ابوہریرہؓ سے انہوں نے کہا محتاج نادار لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے مالدار دولتمند لوگوں نے (سارے) بلند درجے کمالئے اور ہمیشہ کا چین لوٹ لیا۔ ہماری طرح وہ نماز پڑھتے ہیں، ہماری طرح وہ روزے رکھتے ہیں اور ان کے پیسے علاوہ ہیں جس سے حج کرتے ہیں اور عمرہ اور جہاد اور صدقہ (اور ہم محتاجی کی وجہ سے ان کاموں کو نہیں کر سکتے) آپؐ نے فرمایا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ اگر تم اس کو کرو تو آگے بڑھنے والوں کو فی پکڑ لو اور تم کو کوئی نہ پا سکے جو تمہارے پیچھے ہے اور تم اپنے زمانے والوں میں سب سے اچھے ہو مگر ہاں جو وہی بات بجالائے (وہ تمہارے برابر رہے گا) تم ہر نماز کے بعد ف۲ تینتیس تینتیس بار سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ سمی نے کہا پھر لوگوں نے اس حدیث میں اختلاف کیا بعضے کہنے لگے سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار کہنا چاہیئے۔ آخر میں پھر ابوصالح کے پاس گیا، انہوں نے کہا نہیں سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر سب تینتیس تینتیس بار کہو ف۳

ف۱ یعنی ان لوگوں کو جو نیکیوں میں تم سے آگے بڑھ گئے ہیں: ف۲ یعنی فرض نماز کے بعد: ف۳ ایک روایت میں ہے

کہ اخیر میں لاالٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد ایکبار کہکر سو کا عدد پورا کرلے ؛

۸۰۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: أَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بِهٰذَا وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ وَرَّادٍ بِهٰذَا، وَقَالَ الْحَسَنُ: جَدٌّ: غِنًى۔

ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے انہوں نے عبدالملک بن عمیر سے انہوں نے ورّاد سے جو مغیرہ بن شعبہؓ کے منشی تھے ف۱ انہوں نے کہا مغیرہ ابن شعبہؓ نے ایک خط میں جو معاویہؓ کے نام تھا مجھ سے یہ لکھوایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ کہتے: لاالٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وُہُوَ علی کل شیئ قدیر۔ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد ف۲ اور شعبہ نے بھی عبدالملک سے ایسی ہی روایت کی ہے ف۳ اور شعبہ ہی نے اس حدیث کو حکم بن عمیر سے بھی انہوں نے قاسم بن مخیمرہ سے، انہوں نے ورّاد سے بھی روایت کیا ہے ف۴ اور امام حسن بصری رہ نے کہا جَدّ کہتے ہیں مالداری کو ف۵

ف۱ مغیرہ بن شعبہ اس زمانہ میں معاویہؓ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ معاویہؓ نے ان کو لکھا بھیجا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد جو دعا پڑھتے تھے وہ مجھ کو لکھ بھیجو تب مغیرہؓ نے اپنے منشی سے یہ دعا لکھوا کر معاویہؓ کو بھیجی ؛
ف۲ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو تعریف زیب دیتی ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اے میرے اللہ! تو جو دینا چاہے اس کو کوئی نہیں روک سکتا اور تو جس کو روک لے اس کو کوئی نہیں دے سکتا اور مالدار کو اس کی مالداری تیرے سامنے کچھ کام نہیں آسکتی ؛
ف۳ اس کو سراج اور طبرانی اور ابن حبان نے وصل کیا ؛ ف۴ اس کو بھی سراج اور طبرانی اور ابن حبان نے وصل کیا ؛ ف۵ اس کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا کہ امام حسن بصریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں "وانہ تعالیٰ جدربنا" جَدّ کے معنی غنا اور مالداری کے کہے ؛

بَابٌ يَسْتَقْبِلُ الإِمَامُ النَّاسَ إِذَا سَلَّمَ۔

باب: امام جب سلام پھیر چکے تو لوگوں کی طرف منہ کرے۔

۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُورَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ۔

ہم سے موسیٰ بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے کہا ہم سے ابورجاء عمران بن تمیم نے انہوں نے سمرہ بن جندبؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب (فرض) نماز پڑھا چکتے تو ہماری طرف منہ کرتے۔

۸۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے صالح بن کیسان سے انہوں نے عبیداللہ ابن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے، انہوں نے زید بن خالد جہنیؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں ف ہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو پانی برس چکا تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا تم جانتے ہو تمہارا پروردگار کیا فرماتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج صبح کو کچھ بندے میرے مومن ہوئے کچھ کافر جس نے کہا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ تو میرا مؤمن ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا فلانے ستارے کے فلاں جگہ آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں کا مومن۔ ف ۲۔

ف حدیبیہ مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ وہیں سنہ ۶ ہجری میں ایک درخت کے تلے بیعۃ الرضوان ہوئی تھی۔ ف۲ کفر سے کفر حقیقی مراد ہے جو ایمان کے مقابل ہے۔ جو کوئی ستاروں کو مؤثر جانے وہ بہ نص حدیث کافر ہے۔ پانی برسانا اللہ کا کام ہے ستارے کیا کر سکتے ہیں۔ قسطلانی نے کہا اگر ستاروں کو پانی کی نشانی سمجھے اور اعتقاد رکھے کہ پانی کا برسانے والا اللہ ہی ہے تو وہ کافر نہ ہوگا۔

٨٠٨- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ: سَمِعَ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَرَقَدُوا وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ۔

ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے یزید بن ہارون سے انہوں نے کہا مجھ کو حمید طویل نے خبر دی، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (عشاء کی) نماز میں آدھی رات تک دیر کی۔ پھر (حجرے سے) برآمد ہوئے۔ جب نماز پڑھا چکے تو ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا دوسرے لوگ تو نماز پڑھ چکے اور سو بھی رہے اور تم لوگ تو جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے، گویا نماز ہی میں رہے ف

ف یعنی تم کو نماز کا ثواب ملتا رہا ؛

بَابُ مُكْثِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ السَّلَامِ

وَقَالَ لَنَا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْفَرِيضَةَ وَفَعَلَهُ الْقَاسِمُ، وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: لَا يَتَطَوَّعُ الْإِمَامُ فِي مَكَانِهِ، وَلَمْ يَصِحَّ۔

باب: سلام کے بعد امام اسی جگہ ٹھہر کر (نفل وغیرہ) پڑھ سکتا ہے ف۱ اور ہم سے آدم بن ابی ایاس نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے نافع سے کہ عبداللہ بن عمرؓ جس جگہ فرض پڑھتے وہیں (نفل) نماز پڑھتے اور قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ نے بھی ایسا کیا ہے ف۲ ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ امام اپنے فرض نماز کی جگہ میں نفل نہ پڑھے اور یہ صحیح نہیں ہے ف۳

ف۱ بعضوں نے اس کو مکروہ جانا ہے کہ امام نے جہاں فرض نماز پڑھائی ہو وہاں نفل وغیرہ پڑھے وہاں سے سرک کر دوسری جگہ پڑھے تو بہتر ہے اور اس باب میں ایک مرفوع روایت کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس کا ضعف بیان کیا جیسے آگے آتا ہے ؛ ف۲ اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا ؛ ف۳ اس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے وصل کیا لیکن اس کا اسناد ضعیف ہے لیث بن ابی سلیم منفرد ہوا اس کی روایت میں اور وہ ضعیف ہے اور اس کی سند میں اضطراب بھی ہے اور ابوداؤد نے مغیرہ ابن شعبہ سے بھی مرفوعاً ایسا ہی نکالا اس کا اسناد منقطع ہے البتہ ابن ابی شیبہ نے بسند حسن حضرت علیؓ سے نکالا کہ امام کا اس جگہ سے ہٹ کر نفل پڑھنا جہاں اس نے فرض پڑھا سنت ہے اور یہ مرفوع کے حکم میں ہے ؛

٨٠٩- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ يَمْكُثُ فِي مَكَانِهِ

ہم سے ابوالولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے کہا ہم سے ابن شہاب زہری نے انہوں نے ہند بنت حارث سے انہوں نے ام سلمہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سلام پھیرتے تو تھوڑی

يَسِيرًا، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَنُرَى - وَاللّٰهُ أَعْلَمُ - لِكَيْ يَنْفُذَ مَنْ يَنْصَرِفُ مِنَ النِّسَاءِ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ قَالَ: حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفِرَاسِيَّةُ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مِنْ صَوَاحِبَاتِهَا قَالَتْ: كَانَ يُسَلِّمُ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ فَيَدْخُلْنَ بُيُوتَهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَنْصَرِفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ الْفِرَاسِيَّةُ، وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْقُرَشِيَّةُ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْقُرَشِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ وَكَانَتْ تَحْتَ مَعْبَدِ بْنِ الْمِقْدَادِ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ تَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَتْنِي هِنْدُ الْقُرَشِيَّةُ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ الْفِرَاسِيَّةِ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَهُ ابْنُ شِهَابٍ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَدَّثَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دیر وہاں ٹھیرے رہتے۔ ابن شہاب نے کہا ہم تو یہ سمجھتے ہیں، آگے اللہ جانے، آپؐ اس لئے ٹھیرے رہتے کہ جو عورتیں نماز پڑھ چکی ہیں وہ چل دیں ف۱ اور سعید بن ابی مریم نے کہا ہم کو نافع بن یزید نے خبر دی کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا کہ ابن شہاب نے انہیں یہ لکھ بھیجا کہ مجھ سے ہند بنت حارث فراسیہ نے بیان کیا اس نے ام المومنین ام سلمہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں اور ہند ان کی صحبت میں رہتی تھی، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو عورتیں لوٹ کر اپنے گھروں میں آجاتیں، ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کی جگہ سے نہ لوٹتے اور عبداللہ بن وہب نے کہا انہوں نے یونس بن یزید سے روایت کی، انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا مجھ کو ہند فراسیہ نے خبر دی ف۲ اور عثمان بن عمر نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہوں نے زہری سے، انہوں نے کہا مجھ سے ہند قرشیہ نے بیان کیا ف۳ اور محمد بن ولید زبیدی نے کہا مجھ کو زہری نے خبر دی ان کو ہند بنت حارث قرشیہ نے اور وہ معبد بن مقداد کی بیوی تھی اور معبد بنی زہرہ کا حلیف تھا ف۴ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے پاس آیا جایا کرتی ف۵ اور شعیب نے زہری سے اس حدیث کو روایت کیا۔ انہوں نے کہا مجھ سے ہند قرشیہ نے بیان کیا ف۱ اور محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق نے بھی زہری سے، انہوں نے ہند فراسیہ سے ف اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، انہوں نے قریش کی ایک عورت سے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ف۔

ف۱ اور مرد راہ میں ان سے ملنے نہ پائیں۔ ابن شہاب کی اس تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ اگر جماعت میں عورتیں نہ ہوں تب امام کو ٹھیرے رہنا مستحب نہیں ہے ۔ ف۲ عبداللہ بن وہب کی روایت کو امام نسائی نے وصل کیا ۔ ف۳ اس روایت کو خود

امام بخاریؒ نے آگے چل کر وصل کیا؛ ف۴ حلیف کا معنی اوپر گزر چکا ہے؛ ف۵ اس کو طبرانی نے شامیوں کے مسند میں وصل کیا؛ ف۶ اس کو زہریات میں وصل کیا؛ ف۷ اس کو بھی زہریات میں وصل کیا؛ ف۸ ان سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ ہند کی نسبت کا اختلاف ثابت کریں۔ کسی نے اس کو فراسیہ کہا کسی نے قرشیہ اور رد کیا اس شخص پر جس نے قرشیہ کو تصحیف قرار دیا کیونکہ لیث کی روایت میں اس کے قرشیہ ہونے کی تصریح ہے مگر لیث کی روایت موصول نہیں ہے اس لئے کہ ہند فراسیہ یا قرشیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا؛

بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَةً فَتَخَطَّاهُمْ۔

باب: اگر امام لوگوں کو نماز پڑھا کر کسی کام کا خیال کرے (اور ٹھیرے نہیں) لوگوں کی گردنیں لانگھتا پھاندتا چلا جائے تو کیسا ہے

۸۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ، فَقَالَ: ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ۔

ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے انہوں نے عمر بن سعید سے کہا مجھ کو ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، انہوں نے عقبہ بن حارث سے، انہوں نے کہا میں نے مدینہ میں عصر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھی۔ آپؐ نے سلام پھیرا اور جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے، لوگوں کی گردنیں پھاندتے اپنی بی بی کے حجرے میں گئے، لوگ گھبرا گئے۔ آپؐ کی جلدی دیکھ کر پھر آپؐ باہر نکلے دیکھا تو لوگ آپؐ کے جلد جانے پر متعجب ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے پاس سونے کا ایک ڈلا رہ گیا تھا۔ مجھے اس میں دل لگا رہنا بُرا معلوم ہوا میں نے اس کے بانٹ دینے کا حکم دے دیا ف۱

ف۱ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض کے بعد امام کو خواہ مخواہ اپنی جگہ ٹھیرا رہنا کچھ لازم یا واجب نہیں ہے اور نماز میں کوئی خیال آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ یہ حدیث آپؐ کے سچے پیغمبر ہونے کی بڑی دلیل ہے اس لئے کہ دُنیا کے مال سے ایسی بے رغبتی اور صدقہ اور خیرات میں ایسی جلدی بجز اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نیک کام میں جلدی کرنا مستحب ہے اور تعجیل کی جو بُرائی آئی ہے وہ مباح کاموں سے متعلق ہے؛

بَابُ الْإِنْفِتَالِ وَالْإِنْصِرَافِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشِّمَالِ، وَكَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، وَيَعِيبُ

باب: نماز پڑھ کر داہنے یا بائیں دونوں طرف پھر بیٹھنا یا لوٹنا درست ہے اور انسؓ دونوں طرف پھر کر بیٹھتے تھے اور اس شخص پر اعتراض کرتے تھے جو خواہ مخواہ

عَلٰی مَنْ یَتَوَخّٰی أَوْمَنْ یَعْمِدُ الْاِنْفِتَالَ عَنْ یَمِیْنِہٖ۔

قصد کرکے داہنے ہی طرف پھر بیٹھا کرے ف

ف اس کو مسدد نے اپنی مسند کبیر میں وصل کیا سعید سے انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے ؛

۸۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِیْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَۃُ، عَنْ سُلَیْمَانَ، عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ عُمَیْرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا یَجْعَلْ أَحَدُکُمْ لِلشَّیْطَانِ شَیْئًا مِنْ صَلَاتِہٖ یَرَی أَنَّ حَقًّا عَلَیْہِ أَنْ لَا یَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ یَمِیْنِہٖ۔ لَقَدْ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثِیْرًا یَنْصَرِفُ عَنْ یَسَارِہٖ۔

ہم سے ابوالولید نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے انہوں نے سلیمان اعمش سے، انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے اسود ابن یزید سے، انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا تم میں کوئی اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ لگائے کہ خواہ مخواہ نماز پڑھ کر داہنی ہی طرف سے لوٹے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے آپؐ بہت ایسا ہوتا کہ بائیں طرف سے لوٹتے ف

ف معلوم ہوا کہ کسی مباح یا مستحب کام کو لازم یا واجب کر لینا شیطان کا اغواء ہے۔ ابنِ منیر نے کہا مستحب کام کو اگر کوئی لازم قرار دے تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ جب مباح کام لازم قرار دینے سے شیطان کا حصہ سمجھا جائے تو جو کام مکروہ یا بدعت ہے اس کو کوئی لازم قرار دے لے اور اس کے نہ کرنے پر خدا کے بندوں کو ستائے یا ان کا عیب کرے تو اس پر شیطان کا کیسا تسلط ہے سمجھ لینا چاہیئے۔ ہمارے زمانے میں یہ بلا بہت پھیلی ہے۔ بے اصل کاموں کو عوام کیا بلکہ خواص نے لازم قرار دے لیا ہے ؛

بَابُ مَا جَاءَ فِی الثُّوْمِ النَّیِّءِ وَالْبَصَلِ وَالْکُرَّاثِ، وَقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَکَلَ الثُّوْمَ أَوِ الْبَصَلَ مِنَ الْجُوْعِ أَوْ غَیْرِہٖ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا۔

باب، کچی لہسن اور پیاز اور گندنا کے باب میں جو حدیث آئی ہے اس کا بیان اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا جو کوئی لہسن یا پیاز بھوک کے مارے کو کھائے یا اور کسی لئے ف وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے۔

ف مثلاً دوا یا سالن کے طور پر۔ بھوک وغیرہ کا لفظ حدیث میں صاف مذکور نہیں ہے مگر امام بخاریؒ نے اس کو دوسری حدیثوں سے نکالا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ غذا کے طور پر کھائے یا دوا کے طور، ہر طرح کھا کر مسجد میں آنا منع ہے اور مُولی کو بھی ان پر قیاس کیا ہے ؛

۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیَی عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ: حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ:

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، انہوں نے عبیداللہ عمری سے انہوں نے کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں فرمایا، جو

مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ ـ يَعْنِي الثُّومَ ـ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا۔

شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے۔

۸۱۳ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ ـ يُرِيدُ الثُّومَ ـ فَلَا يَغْشَانَا فِي مَسْجِدِنَا۔ قُلْتُ: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مَا أُرَاهُ يَعْنِي إِلَّا نِيئَهُ، وَقَالَ مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: إِلَّا نَتْنَهُ، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أُتِيَ بِبَدْرٍ، قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ۔ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ، فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ۔

ہم سے عبیداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا کہا ہم کو ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہا ہم کو عطاء ابن ابی رباح نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے۔ عطاء نے کہا میں نے جابرؓ سے پوچھا کچی لہسن مراد ہے یا پکی؟ انہوں نے کہا میں سمجھتا ہوں کچی لہسن مراد ہے اور مخلد بن یزید نے ابن جریج سے یوں روایت کیا کہ اس کی بدبو مراد ہے ؎ اور احمد بن صالح نے ابن وہب سے یوں نقل کیا کہ آپ کے سامنے ایک بدر لایا گیا ابن وہب نے کہا یعنی طباق (تھال) اس میں ہری ترکاریاں تھیں اور لیث اور ابو صفوان عبداللہ بن سعید نے یونس سے ہانڈی کا قصہ نہیں بیان کیا۔ امام بخاریؒ نے دیا سعید یا ابن وہب نے کہا میں نہیں جانتا یہ زہری کا کلام ہے یا حدیث میں داخل ہے۔

؎ جابرؓ کا مطلب یہ ہے کہ جب لہسن کھا کر منہ سے بدبو آرہی ہو تو مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس کی بو سے فرشتوں اور نمازیوں کو ایذا ہوتی ہے۔ اگر لہسن کو کوئی پکا کر یا اس کی بدبو مار کر کھا کر آئے تو مکروہ نہ ہوگا۔ ابن تین نے امام مالک سے نقل کیا کہ اگر مولی میں سے بو پھوٹے تو وہ بھی لہسن کی طرح ہے۔ مترجم جب مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مراد آبادی نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسجد میں ٹھیرا تھا۔ اتفاق سے میرے ساتھ جو صاحب تھے وہ بازار سے مولیاں خرید کر مسجد میں لائے۔ مولانا مولیوں کو دیکھ کر بہت خفا ہوئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حدیث میں تو مولی کا ذکر نہیں ہے۔ پھر فتح الباری میں امام مالکؒ کا یہ قول مجھ کو ملا اور طبرانی کی معجم صغیر میں ایک حدیث ملی جس میں مولی کا بھی ذکر ہے لیکن اس کی سند میں یحییٰ بن راشد ضعیف ہے۔ معلوم ہوا کہ مولانا مرحوم کی خفگی بجا تھی۔

۸۱۴ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ

ہم سے سعید بن کثیر بن عفیر نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے انہوں نے یونس بن یزید سے

ابْنِ شِهَابٍ: زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا، أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا أَوْ لِيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ قَرِّبُوهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ: كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي، وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ بَعْدَ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَهُوَ يُثْبِتُ قَوْلَ يُونُسَ۔

انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ جابر بن عبداللہ انصاریؓ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے یا ہماری مسجد سے الگ رہے، اپنے گھر بیٹھا رہے (وہیں نماز پڑھ لے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ف۱ ایک ہانڈی لائی گئی۔ اس میں قسم قسم کی ہری ترکاریاں تھیں (پیاز یا گندنا بھی)، آپؐ کو اس کی بو معلوم ہوئی۔ پوچھا تو لوگوں نے کہہ دیا جو ترکاریاں اس میں تھیں، آپؐ نے فرمایا فلاں صحابی کو دے دو ف۲ جو آپؐ کے ساتھ تھا۔ جب وہ کھانا اُسنے دیکھا تو اس نے بھی ناپسند کیا (کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نہیں کھایا تھا) آپؐ نے فرمایا تو کھالے میں ان سے کانا پھوسی کرتا ہوں جن سے تو نہیں کرتا ف۳

ف۱ جب آپؐ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے تو ابوایوب انصاریؓ کے گھر میں اُترے تھے۔ ف۲ کہتے ہیں وہ ابوایوب انصاریؓ تھے جیسے صحیح مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اس میں یہ ہے کہ اس کھانے میں لہسن تھا، ابوایوب نے پوچھا یارسول اللہ! کیا وہ حرام ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں مگر مجھے اس سے نفرت ہے۔ ف۳ یعنی فرشتوں سے۔

۸۱۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا، مَا سَمِعْتَ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الثُّومِ؟ فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا أَوْ لَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا۔

ہم سے ابومعمر نے بیان کیا کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے انہوں نے کہا ایک شخص نے ف۱ انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے پوچھا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے باب میں کیا سنا ہے۔ انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے وہ ہمارے نزدیک نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔

بَابُ وُضُوءِ الصِّبْيَانِ، وَمَتَى يَجِبُ عَلَيْهِمُ الْغُسْلُ وَالطُّهُورُ وَحُضُورِهِمُ الْجَمَاعَةَ وَالْعِيدَيْنِ وَالْجَنَائِزَ وَصُفُوفِهِمْ؟

۸۱۶- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَأَمَّهُمْ وَصَفُّوا عَلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ۔

باب: لڑکوں کے وضو کرنے کا بیان ف اور اس کا بیان کہ ان پر نہانا اور پاک رہنا کب واجب ہوتا ہے اور جماعت اور عیدین اور جنازوں میں انکے آنے کا اور صفوں میں شریک ہونے کا۔

مجھ سے محمد بن مثنٰی نے بیان کیا کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے کہا ہم سے شعبہ نے کہا میں نے سلیمان شیبانی سے سنا کہا میں نے شعبی سے سنا کہا مجھ کو اس شخص (صحابی) نے خبر دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اکیلی الگ تھلگ قبر پر گیا تھا، آپؐ نے امامت کی اور لوگوں نے صف باندھی میں نے شعبی سے پوچھا تم سے یہ کس نے بیان کیا؟ انہوں نے کہا ابن عباسؓ نے۔

۸۱۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے کہا مجھ سے صفوان بن سلیم نے انہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے ابوسعید خدریؓ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا ہر جوان آدمی پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے ف

ف اس حدیث سے امام بخاریؒ نے یہ نکالا کہ لڑکے پر غسل واجب نہیں ہے جب تک کہ جوان نہ ہو۔

۸۱۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا، يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ جِدًّا، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا مجھ سے کریب نے بیان کیا انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں ایک رات اپنی خالہ ام المومنین میمونہؓ کے پاس رہا۔ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (شروع رات میں) سو رہے۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو آپؐ کھڑے ہوئے اور ایک پرانی مشک سے جو لٹک رہی تھی، ہلکا سا وضو کیا۔ عمرو بن دینار کہتے تھے وہ بہت ہی ہلکا پھلکا وضو تھا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی آپؐ ہی کا

نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَحَوَّلَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ صَلَّى مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، فَأَتَاهُ الْمُنَادِي يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، قُلْنَا لِعَمْرٍو، إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: إِنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ ثُمَّ قَرَأَ- إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ-

سا وضو کیا اور آپؐ کی بائیں طرف آن کر کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے مجھ کو گھما کر اپنی داہنی طرف کر لیا ف پھر جتنی اللہ کو منظور تھی اتنی نماز آپؐ نے پڑھی پھر لیٹ رہے سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ بعد اس کے موذن نماز کی خبر دینے کو آیا آپؐ اس کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی وضو نہیں کیا۔ سفیان نے کہا ہم نے عمرو بن دینار سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا عمرو نے کہا میں نے عبید بن عمیر سے سُنا وہ کہتے تھے پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے۔ پھر عبید نے یہ آیت پڑھی: اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُکَ ف۲

ف۱ یہیں سے ترجمۂ باب نکلتا ہے کہ ابن عباسؓ نے وضو کیا اور نماز میں شریک ہوئے حالانکہ اس وقت نابالغ لڑکے تھے
ف۲ یہ آیت سورۂ والصافات میں ہے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا تھا بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں جیسے تجھ کو ذبح کر رہا ہوں۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے:

۸۱۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ فَقَالَ: قُومُوا فَلِأُصَلِّيَ بِكُمْ، فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِثَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْيَتِيمُ مَعِي وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى بِنَا رَكْعَتَيْنِ-

ہم سے اسمٰعیل بن اویس نے بیان کیا کہا مجھ سے امام مالکؒ نے بیان کیا، انہوں نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، انہوں نے انس بن مالکؓ سے (ان کی ماں) (اسحاق کی دادی) مُلیکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی کچھ کھانا آپؐ کے لیے پکا کر۔ آپؐ نے اس میں سے کھایا پھر فرمایا چلو کھڑے ہو میں تم کو نماز پڑھاؤں میں کھڑا ہو کر اور ایک بوریا ہمارے پاس تھا جو استعمال کرتے کرتے کالا پڑ گیا تھا اس کو لے کر پانی سے دھویا، (اس پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور میں میرے ساتھ ایک یتیم لڑکا بھی (ضمیرہ بن سعد) اور بڑھیا ملیکہ ام سلیم ہمارے پیچھے پھر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھائیں ف۱۔

ف۱ ترجمۂ باب اس سے نکلتا ہے کہ میرے ساتھ ایک یتیم لڑکا بھی کیونکہ اس نے نماز پڑھی صف میں شریک ہوا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دن کو نفلی نماز جماعت سے پڑھنا جائز ہے:

٨٢٠- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے انہوں نے ابن شہاب زہری سے انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں ایک مادہ گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ ان دنوں میں جوانی کے قریب تھا لیکن جوان نہ تھا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منا میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ آپؐ کے سامنے دیوار (وغیرہ آڑ) نہ تھی۔ تھوڑی صف کے تو میں سامنے سے گزر گیا پھر گدھی سے اترا، اس کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور صف میں شریک ہو گیا۔ کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا ف

ف اس حدیث سے بھی باب کا مطلب ثابت ہوا۔ ابن عباسؓ اس وقت نابالغ لڑکے تھے ان کا صف میں شریک ہونا اور وضو کرنا نماز پڑھنا کیونکہ بغیر وضو کے تو نماز ہوتی ہی نہیں ؛

٨٢١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ عَيَّاشٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِشَاءِ حَتَّى نَادَى عُمَرُ: قَدْ نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُصَلِّي هٰذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرَكُمْ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَوْمَئِذٍ يُصَلِّي غَيْرَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے، انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک رات) عشاء کی نماز میں دیر کی۔ اور عیاش نے یوں کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے معمر نے انہوں نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک رات) عشاء کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپؐ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا پھر آپؐ برآمد ہوئے اور فرمایا دیکھو ساری زمین میں سوائے تمہارے (اس وقت) کوئی اس نماز کا پڑھنے والا نہیں اور اس وقت یہی حال تھا کہ مدینہ کے سوا اور کہیں لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے ف

ف کیونکہ اس وقت مدینہ کے سوا اور کہیں اسلام نہ تھا۔ امام بخاری نے اس حدیث سے اس باب کا مطلب یوں نکالا

کہ لڑکے اور عورتیں نماز کے لئے مسجد میں آئے ہوں گے۔ جب ہی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ عورتیں اور بچے سو گئے اور یہ احتمال کہ عورتیں اور بچے اپنے گھروں میں سو گئے ہوں بعید ہے۔

٨٢٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَهُ رَجُلٌ: شَهِدْتَ الْخُرُوجَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ، يَعْنِي مِنْ صِغَرِهِ أَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ بْنِ الصَّلْتِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُهْوِي بِيَدِهَا إِلَى حَلْقِهَا تُلْقِي فِي ثَوْبِ بِلَالٍ، ثُمَّ أَتَى هُوَ وَبِلَالٌ الْبَيْتَ۔

ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا ان سے ایک شخص ف۱ نے کہا کیا تم نے (عورتوں کا) نکلنا عید کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اگر میں آپؐ کا عزیز رشتہ دار نہ ہوتا تو کبھی نہ دیکھتا ف۲ (یعنی میری کمسنی اور قرابت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے) آپؐ پہلے اس نشان کے پاس آئے جو کثیر بن صلت کے گھر پر تھا۔ وہاں خطبہ سنایا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے، ان کو وعظ و نصیحت کی، خیرات کرنے کا حکم دیا کوئی کوئی عورت تو اپنے ہاتھ کو جھکا کر چھلے یا انگوٹھیاں بلالؓ کے کپڑے میں ڈالنے لگی پھر آپؐ بلالؓ سمیت گھر میں (لوٹ کر) آئے۔

ف۱ اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ف۲ ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے کیونکہ ابن عباسؓ بچے کم سن تھے اور عید کی نماز کے لئے جاتے۔

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ وَالْغَلَسِ۔

باب: عورتوں کا رات اور اندھیرے میں مسجدوں کو جانا۔

٨٢٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَتَمَةِ حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ غَيْرُكُمْ

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے انہوں نے کہا مجھ کو عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک رات) عشاء کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے آپ کو آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو گئے اس وقت آپؐ (حجرے سے) برآمد ہوئے اور فرمایا دیکھو ساری زمین میں

مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا يُصَلَّى يَوْمَئِذٍ إِلَّا بِالْمَدِينَةِ، وَكَانُوا يُصَلُّونَ الْعَتَمَةَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ۔

(اس وقت) تمہارے سوا کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا اور ان دنوں مدینہ کے سوا اور کہیں نماز ہی نہیں ہوتی تھی اور لوگ عشاء کی نماز شفق ڈوبنے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی گزرنے تک پڑھتے تھے ف

ف ترجمہ باب اس فقرے سے نکلتا ہے کہ عورتیں اور بچے سو گئے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی رات کو عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں آیا کرتیں۔ اس کے بعد جو حدیث امام بخاری نے بیان کی اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ رات کو عورت مسجد میں جا سکتی ہے اور جماعت میں شریک ہو سکتی ہے۔ دوسری حدیث میں جو ہے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو، محدثین اس کو خاص کرتی ہیں یعنی رات کو روکنا منع ہے۔ اب عورتوں کا جماعت میں آنا مستحب ہے یا مباح اس میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا جوان کو مباح ہے اور بوڑھی کو مستحب، حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورتیں ضرورت کے لئے باہر نکل سکتی ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا میں عورتوں کا جمعہ میں آنا مکروہ جانتا ہوں اور بڑھیا عشاء اور فجر کی جماعت میں آ سکتی ہے اور نمازوں میں نہ آئے اور ابو یوسفؒ نے کہا بڑھیا ہر ایک نماز کے لئے مسجد میں آ سکتی ہے اور جوان کا آنا مکروہ ہے قسطلانی۔

۸۲۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاؤُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ تَابَعَهُ شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے حنظلہ ابن ابی سفیان سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا جب تمہاری عورتیں رات کو مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دو۔ عبیداللہ کی طرح اس حدیث کو شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا۔ انہوں نے مجاہد سے، انہوں نے ابن عمرؓ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابُ انْتِظَارِ النَّاسِ قِيَامَ الْإِمَامِ الْعَالِمِ۔

باب: لوگوں کا عالم امام کے کھڑے ہونے کا انتظار کرنا۔

۸۲۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَتْنِي

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا انہوں نے کہا ہم سے عثمان بن عمرؓ نے، انہوں نے کہا ہم کو یونس بن یزید نے خبر دی، انہوں نے زہری سے، انہوں نے کہا مجھ

هِنْدُ بِنْتُ الحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ المَكْتُوبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ۔

سے ہند بنت حارث نے بیان کیا کہ ام المومنین ام سلمہؓ نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں ان کو خبر دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں (جماعت میں شریک ہوتیں) جب فرض نماز پڑھ کر سلام پھیرتیں تو اسی وقت کھڑی ہو کر چل دیتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مرد جو آپ کے پیچھے نماز میں ہوتے وہ ٹھیرے رہتے جب تک اللہ کو منظور ہوتا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو وہ بھی کھڑے ہوتے ف

ف اس حدیث کا مضمون کئی بار اوپر گزر چکا ہے۔ یہاں باب کا مطلب اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں جماعت میں حاضر ہوتیں۔

۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الغَلَسِ۔

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا انہوں نے امام مالکؒ سے دوسری سند: اور ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالکؒ نے خبر دی، انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے، انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ لیتے پھر عورتیں چادریں لپیٹے (اپنے گھروں کو) جاتیں، اندھیرے سے ان کی پہچان نہ ہو سکتی ف

ف معلوم ہوا کہ عورتیں اندھیرے میں نکل سکتی ہیں اور جماعت میں شریک ہو سکتی ہیں۔

۸۲۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَأَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ

ہم سے محمد بن مسکین نے بیان کیا کہا ہم سے بشر بن بکر نے بیان کیا، انہوں نے ہم کو امام اوزاعی نے خبر دی کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ رحمۃ اللہ انصاری سے، انہوں نے اپنے باپ ابوقتادہ (صحابی) سے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہوں اور میری نیت یہ ہوتی ہے کہ لمبی نماز پڑھوں گا۔ پھر میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ مجھے اس کی ماں کو تکلیف

عَلٰى أُمَّتِهِ۔

دینا بُرا معلوم ہوتا ہے ف

ف اس حدیث سے بھی یہ نکلا کہ عورتیں مسجد میں آکر جماعت میں شریک ہوسکتی ہیں ۔

۸۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَوْ أَدْرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَوَ مُنِعْنَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ:

ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک ؒ نے خبر دی، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضؓ سے، انہوں نے کہا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کے کرتوتوں کو دیکھتے جو انہوں نے بعد کو نکالے ف تو ضرور ان کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتیں منع کی گئی تھیں۔ یحییٰ نے کہا میں نے عمرہ سے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتیں منع کی گئی تھیں؟ انہوں نے کہا ہاں

ف کہ خوشبو لگا کر زیب و زینت زیور سے آراستہ ہو کر نکلتی ہیں؟ ف۲ حافظ نے کہا اس سے یہ نہیں نکلتا کہ ہمارے زمانے میں عورتوں کو مسجد میں جانا منع ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ یہ زمانہ پایا نہ منع کیا اور شریعت کے احکام کسی کے قیاس اور رائے سے بدل نہیں سکتے، یہ ام المومنین کی رائے تھی کہ اگر آنحضرتؐ یہ زمانہ پاتے تو ایسا کرتے اور شاید ان کے نزدیک عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہو گا اس لئے بہتر ہے کہ فساد اور فتنے کا خیال رکھا جائے اور اس سے پرہیز کیا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خوشبو لگا کر اور زینت کر کے عورتوں کو نکلنے سے منع کیا۔ اسی طرح رات کی قید بھی لگائی اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب یہ حدیث بیان کی کہ اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدیں میں جانے سے نہ روکو تو ان کے بیٹے واقد یا بلالؒ نے کہا ہم تو روکیں گے۔ عبداللہؓ نے ان کو ایک گھونسہ لگایا اور سخت سُست کہا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ مرتے تک ان سے بات نہ کی اور یہی سزا ہے اس نالائق کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سن کر سر نہ جھکاتے اور ادب کے ساتھ تسلیم نہ کرے۔ وکیع نے کہا کہ اشعار یعنی قربانی کے اُونٹ کا کوہان چیر کر خون نکال دینا سنت ہے ایک شخص بولا ابو حنیفہؒ تو اس کو مثلہ کہتے ہیں، وکیع نے کہا تو اس لائق ہے کہ قید رہے جب تک کہ توبہ نہ کرے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں تو ابو حنیفہ کا قول لاتا ہے۔ اس روایت سے مقلدین بے انصاف کو سبق لینا چاہیئے اگر حضرت عمرؓ زندہ ہوتے اور ان کے سامنے کوئی حدیث کے خلاف کسی مجتہد کا قول لاتا تو گردن مارنے کا حکم دیتے۔ افسوس ہائے لوگو ہائے خرابی یہ ایمان ہے یا کفر کہ پیغمبرؐ کا فرمودہ سن کر پھر دوسروں کی رائے قیاس کو اس کے خلاف منظور کرتے ہو تم جانو، اپنے پیغمبرؐ کو قیامت کے دن جو جواب دینا ہو وہ دے لینا وما علینا الا البلاغ۔

بَابُ صَلَاةِ النِّسَاءِ خَلْفَ الرِّجَالِ۔

باب: عورتوں کا مردوں کے پیچھے نماز پڑھنا۔

۸۲۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ

ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، انہوں نے زہری سے انہوں نے ہند بنت حارث سے انہوں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا آنحضرت

أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ وَيَمْكُثُ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ، قَالَ: نَرَى۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ لِكَيْ يَنْصَرِفَ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ۔

صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں (جانے کے لئے) کھڑی ہو جاتیں اور آپ تھوڑی دیر ٹھیرے رہتے کھڑے نہ ہوتے۔ ابن شہاب نے کہا ہم یہ سمجھتے ہیں آگے اللہ جانے، یہ آپ اس لئے کرتے کہ عورتیں اس سے پہلے نکل جائیں کہ مرد اُن کو پالیں۔

۸۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ فَقُمْتُ وَيَتِيمٌ خَلْفَهُ وَأُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا۔

ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے انسؓ سے انہوں نے کہا آنحضرتؐ نے ام سلیم (میری ماں) کے گھر میں نماز پڑھی میں اور یتیم مل کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم ہمارے پیچھے۔

بَابُ سُرْعَةِ انْصِرَافِ النِّسَاءِ مِنَ الصُّبْحِ وَقِلَّةِ مَقَامِهِنَّ فِي الْمَسْجِدِ۔

باب: صبح کی نماز پڑھ کر عورتوں کا جلدی چلے جانا اور مسجد میں کم ٹھہرنا۔

۸۳۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَيَنْصَرِفْنَ نِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ أَوْلَا يَعْرِفُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا۔

ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے سعید بن منصور نے کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے انہوں نے عبدالرحمٰن ابن قاسم سے انہوں نے اپنے باپ (قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ) سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے پھر مسلمانوں کی عورتیں لوٹ کر گھر کو جاتیں۔ اندھیرے سے ان کی پہچان نہ ہوتی یا وہ ایک دوسری کو پہچان نہ سکتیں۔

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِالْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ۔

۸۳۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْنَعْهَا۔

باب: عورت مسجد جانے کے لئے اپنے خاوند سے اجازت لے۔

ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن زریع نے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے زہری سے انہوں نے سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تم میں سے جب کسی کی بیوی مسجد میں جانے یا اور کسی کام کے لئے نکلنے کی اجازت چاہے تو اس کو نہ روکے وف۔

ف اجازت دے اس لئے کہ بیوی کوئی ہماری لونڈی نہیں ہے بلکہ ہماری طرح وہ بھی آزاد ہے صرف معاہدۂ نکاح کی وجہ سے وہ ہمارے ماتحت ہے۔ شریعتِ محمدی میں عورت اور مرد کے حقوق برابر تسلیم کئے گئے ہیں۔ اب اگر اس زمانہ کے مسلمان اپنی شریعت کے خلاف عورتوں کو قیدی اور لونڈی بنا کر رکھیں تو اس کا الزام ان پر ہے نہ کہ شریعت محمدی پر اور جن پادریوں نے شریعتِ محمدی کو بدنام کیا ہے کہ اس شریعت میں عورتوں کو مطلق آزادی نہیں یہ ان کی نادانی ہے۔

تَمَّ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ